شمس
پبلشرز دیوبند

اردو

فتاویٰ عالمگیری

جدید

فتاویٰ عالمگیری

فقہ حنفی کے مطابق مرتب کیا ہوا۔ عہد عالمگیری۔ کے مستند علما کا یہ شاہکار ساری دنیا میں شہرت پائے ہوئے ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق فتوے اور شرعی احکام۔ فقہار کے اجتہادات۔ عدالتی نظائر۔ مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم کارنامہ
فقہ اسلامی کا مستند و معتبر مجموعہ۔ اسلامی زندگی کا مرقع

جلد سوم

کتاب العتاق کتاب الایمان وکتاب الحدود

شمس پبلشرز دیوبند یوپی
۲۴۷۵۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا — اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہِ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

اردو جدید

جزء نمبر ۱۲

حضرت اورنگزیب عالمگیر قدس اللہ سرہ العزیز کا عظیم کارنامہ ۔ اسلامی دستور
کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ عالمگیری: تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیموں، سلیس وشگفتہ
اور بامحاورہ زبان کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

شمس پبلشرز دیوبند ۲۴۷۵۵۴ یوپی

شمس پبلشرز ایک خالص دینی اور علمی ادارہ ہے جو ہندوستان کے ممتاز علمائے کرام کی نگرانی میں اسلام اور مسلمانان ہند کی شاندار خدمات انجام دیرہا ہے، آپکا تعاون اس ادارہ کے علمی پروگراموں کیلئے ازبس ضروری ہے

قیمت فی جزء
ممبران کرام سے
طباعت

آٹھ روپے
محصول ڈاک بذمہ ادارہ
مختار پریس دیوبند

صرف ایک خط لکھکر ممبر بنئے اور احباب کو بھی بنائیے

شمس پبلشرز دیوبند
سہارنپور
یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

فہرست مضامین فتاویٰ عالمگیری اردو جدید، جزء ۱۲

کتاب العتاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العتاق ـــــ آزادی کے مسائل

اس میں سات باب ہیں

باب اول

پہلا باب آزادی کی شرعی تفسیر اس کے رکن و حکم و انواع و شرط و سبب و الفاظ کے بیان میں اور مالک ہو جانے کی وجہ سے آزادی واقع ہو جانے کا بیان ـــــ

عتق آزادی کی شرعی نقطۂ نظر سے تفسیر یہ ہے کہ آزادی میں ایسی قوت حکمیہ ہوتی ہے کہ جس موقع پر واقع ہوتی ہے اس میں مالک ہونے کی لیاقت، سرپرست بننے کی قابلیت اور شہادت دینے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے (محیط سرخسی)

یہاں تک کہ وہ اس آزادی کی وجہ سے دوسروں پر تصرف کرنے اور دوسروں کے تصرف کو اپنے سے روکنے پر قادر ہو جاتا ہے (تبیین)

رکن ہر وہ لفظ ہے جو کسی نہ کسی درجہ میں آزاد کرنے پر دلالت کرے یا اس کے قائم مقام ہو (بدائع) حکم آزاد ہو جانے کے بعد حکم یہ ہے کہ اس کے مالک کی ملکیت اور غلامی اس سے ختم ہو جاتی ہے۔

اگر مالک نے محض اللہ تعالیٰ کے لئے غلام کو آزاد کیا تو آخرت میں اس کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے (محیط)

آزاد کر دینے کی چار قسمیں ہیں:۔ واجب[1]، مستحب[2]، مباح[3]، و حرام[4]

واجب کفارہ قتل۔ کفارہ ظہار، کفارہ قسم، کفارہ افطار (یعنی عمداً روزہ توڑنا) افطار میں غلام آزاد کرنا واجب ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ قتل و ظہار و افطار کی صورت میں اگر غلام آزاد کرنے کی طاقت ہو تو اس پر یہی واجب ہو گا۔ اور کفارہ قسم میں اگرچہ غلام آزاد کرنے کی قدرت ہو تب بھی اختیار رہے چاہے غلام آزاد کرے یا دوسرے طریقوں میں کسی ایک کو ادا کرے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

باندی اور غلام میں ایسا بہتر ہے۔ (محیط)

جس شخص نے کسی جانور کو خریدا اس پر اس کے چارہ پانی کا انتظام کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر اس نے انکار کیا تو اس کو دینے یا فروخت کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا بلکہ فیما بینہ وبین اللہ دیانتہ اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو فروخت کرے یا اس کو چارہ پانی دے یہ چیز بطور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔ یہی زیادہ صحیح ہے۔

دودھ دینے والے جانور کا بالکل بمبالغہ دودھ دوہ لینا مکروہ ہے، یہ جب ہے کہ جب چارہ اس کو کم ملتا ہو اس سے جانور کو نقصان پہونچ سکتا ہے، اور بالکل دودھ نہ نکالنا بھی مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ دودھ نکالنے والا اپنے ناخن کٹائے تاکہ جانور کو اذیت نہ ہو۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب تک بچہ دودھ پیتا ہو اور کوئی چیز نہ کھاتا ہو جانور کا دودھ نہ لیا جائے، مگر اتنا کہ جو بچہ سے بچ رہے۔

جانور کو ایسی تکلیف دینا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا مثلاً زیادہ بوجھ لادنا اور برابر اس کو چلانا وغیرہ مکروہ ہے (جوہرالنیرہ)

ایک جانور دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے ایک حصہ دار نے چارہ دینے سے انکار کر دیا دوسرے حصہ دار نے قاضی کے یہاں درخواست دیدی کہ مجھے (اس کی باری میں) چارہ دینے کی اجازت دی جائے (یہ اجازت اسلئے لے رہا ہے تاکہ یہ چیز محض احسان نہ ہو بلکہ واپس لے سکے) قاضی اس پہلے منکر حصہ دار سے کہے گا کہ یا تو چارہ دو ورنہ اپنا حصہ فروخت کر دو امام خصاف نے بھی نفقات میں ایسا ہی ذکر فرمایا ہے (محیط)

اگر کسی شخص کی ملکیت میں شہد کی مکھیوں کا چھتا ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ کچھ شہد کی مکھیوں کے واسطے (چھتوں) میں بھی چھوڑے، اور گرمیوں کی بہ نسبت جاڑوں میں زیادہ چھوڑنا مستحب ہے۔ اگر ان کی غذا کے واسطے بجائے شہد کے کوئی اور چیز موجود ہو تو اب چھوڑنا ضروری نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مستحب:۔ آزاد کرنا واجب نہیں مگر لوجہ اللہ آزاد کرنا مستحب ہے۔

مباح:۔ وہ آزاد کرنا ہے جو بدون نیت کے آزاد کیا ہو۔

حرام:۔ شیطان کی راہ پر آزاد کرنا حرام ہے (بحرالرائق)

اگر کسی نے شیطان یا بت کے لئے غلام آزاد کیا تو آزاد تو ہو جائے گا لیکن یہ شخص کافر کہلائے گا (سراج الوہاج)

شرط:۔ آزاد کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ آزاد کرنے والا بالغ ہو، عقلمند ہو، اور اس غلام کا جس کو آزاد کر رہا ہے مالک ہو، اپنی ملک سے، اس وجہ سے کہ نابالغ اور مجنون آزاد کرنے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ان دونوں نے اسی حالت کی طرف آزادی کی نسبت کی تو آزادی واقع نہ ہوگی مثلاً یوں کہا کہ میں نے اس کو نابالغی کی حالت میں آزاد کیا یا جنون کی حالت میں آزاد کیا اور جنون موجود ہے، اسی طرح اگر نابالغی اور جنون کی حالت میں کہا کہ جس وقت میں بالغ ہوں اور مجھے (جنون سے) افاقہ ہو تو یہ غلام آزاد ہے تو آزادی منعقد ہو گی (تبیین)

اصل یہ ہے کہ اگر آزادی کی ایسی حالت کی طرف نسبت کی جس کا موجود ہونا معلوم ہو حالانکہ وہ ایسی حالت میں آزاد کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تھا تو اس کی بات کی تصدیق کی جائے گی، اور اگر اس نے کہا کہ میں نے جنون کی حالت میں اس غلام کو آزاد کیا ہے اور اس کا مجنون ہونا کسی کو معلوم نہیں تو اس کی بات کی تصدیق نہیں کی جائیگی۔ (بدائع)

اور جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی جنون سے افاقہ اور آرام اس کو افاقہ اور آرام کی حالت میں عاقل قرار دیا جائے گا،

اور جنون کی حالت میں مجنوں (بحر الرائق)، اور جس شخص پر زبردستی کی گئی مجبوراً اس نے آزاد کیا یا نشہ میں مست ہو کر آزاد کیا (غلام دونوں صورتوں میں آزاد ہو گیا (بدائع)

اور آزادی کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آزاد کرنے والا اور مدہوش نہ ہو اور اس کو سرسام کی بیماری نہ ہو نہ ایسا شخص ہو جو بدون نشہ کے بیہوش ہو گیا ہو اور وہ شخص سویا ہوا بھی نہ ہو چنانچہ ان لوگوں میں سے کسی کا آزاد کرنا صحیح نہیں۔

اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے غلام کو سونے کی حالت میں آزاد کیا تو اس کی بات قبول کی جائیگی، اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنی پیدائش سے پہلے یا غلام کی پیدائش سے پہلے غلام کو آزاد کیا وہ آزاد ہو گا۔ ہمارے نزدیک، آزاد کرنے والے کے لئے بطور خود آزاد کرنا شرط نہیں (یعنی اپنے کسی وکیل وغیرہ سے آزاد کرائے تب بھی آزاد ہو گا) اور اس کا ارادہ آزادی اور کا (آزاد کرنا) بالاجماع شرط نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس نے دل لگی اور مذاق سے (بلا ارادہ) آزاد کیا تو آزاد ہو جائے گا اور یہ آزادی صحیح ہو گی۔

اسی طرح اگر اس نے بھولے سے آزاد کر دیا تب بھی آزاد ہو جائے گا۔

آزادی میں مالک کی طرف کی شرط خیار نہ ہونا بھی شرط نہیں، خواہ آزاد کرنا قیمت لیکر ہو یا بلا قیمت، اگر مالک نے (آزاد کرنے میں شرط لگائی) تو اس شرط کا اعتبار نہ ہو گا اور آزادی واقع ہو گی، لیکن اگر شرط خیار غلام کے لئے ہو تو اس کی آزادی اس وقت ہو گی جب کہ خیار شرط ختم ہو جائے یہاں تک کہ اگر غلام نے اسی حالت میں (اس) عقد (کو) ختم کر دیا تو یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا، آزاد کرنے والے کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں بلکہ کوئی کافر غلام آزاد کرے تو غلام آزاد ہو جائے گا، لیکن اگر مرتد نے غلام آزاد کیا تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آزادی واقع نہ ہو گی بلکہ موقوف رہے گی (تا آنکہ وہ اسلام کی طرف رجوع کرے) اگر مرتد عورت نے آزاد کیا تو بالاتفاق آزادی نافذ ہو گی، آزاد کرنے والے کا تندرست ہونا بھی شرط نہیں بلکہ اگر مریض ہے اور مرض کی حالت میں آزاد کیا اور اسی مرض میں مر گیا آزادی صحیح ہے (لیکن اس میں یہ تفصیل ہے کہ یہ وصیت کے حکم میں ہے، اسلئے اس کے ترکہ کے ایک تہائی سے اعتبار کیا جائے گا۔

اسی طرح زبان سے کہنا بھی شرط نہیں بلکہ اگر تحریر لکھی اور اس میں آزادی کے متعلق ذکر کر دیا گیا تو وہی آزادی کے لئے کافی ہو گی، اسی طرح اگر اشارہ کیا (اور اس اشارہ سے) آزاد کرنا سمجھا جاتا ہے تو آزاد ہو جائے گا (بدائع)

اگر غلام نے اپنے مالک سے کہا کہ کیا میں آزاد ہوں اور مالک بیمار نے اس پر سر ہلایا جس سے (غلام کی بات کی تصدیق) سمجھی جاتی ہے غلام آزاد نہ ہو گا۔ (سراج الوہاج)

ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہے۔ اس سے کسی شخص نے کہا آپ نے اپنا یہ غلام آزاد کیا اس نے سر کا اشارہ کر دیا (یعنی ہاں) یہ غلام آزاد ہو گا۔ اسلئے کہ یہ زبان سے کہنے پر قادر ہے (لیکن نہیں کہہ رہا ہے) فتاویٰ قاضی خاں)

آزاد کرنے کے لئے یہ جاننا بھی ضروری نہیں کہ یہ میرا غلام ہے، چنانچہ اگر کسی نے کسی کا غلام غصب کر رکھا تھا اور غاصب نے مالک سے کہا کہ یہ غلام آزاد کر دیجئے اس نے آزاد کر دیا اور یہ نہیں جانتا کہ یہ میرا غلام تھا غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک اس غاصب سے کچھ (روپے پیسے) نہیں لے سکتا۔

اسی طرح اگر غلام بیچنے والے نے غلام کے خریدنے والے سے کہا، تو اس غلام کو آزاد کر دے اور غلام کی طرف اشارہ کیا مشتری نے اس غلام کو آزاد کر دیا اگرچہ یہ پتہ نہیں کہ یہ میرا غلام ہے غلام آزاد ہو جائے گا اور یہ آزادی صحیح ہو گی۔ اور یہ سمجھا جائیگا کہ جیسے یہ غلام اس خریدنے والے کے قبضہ میں تھا اسی وجہ سے قیمت بھی ادا کرنا ضروری ہو گی (کشف کبیر و بحر الرائق)

شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ یوں کہے "کل عبیدی احرار" یعنی میرے سب غلام آزاد ہیں

وہ کہنے والا عربی نہیں جانتا (اس لئے اس جملہ کے معنی بھی نہ سمجھا، لیکن (اس کے کہنے پر کہہ لیا تو اس کے سب غلام آزاد ہو جائیں گے مگر میرے نزدیک آزاد نہ ہوں گے (یعنی شیخ ابوبکر کے نزدیک آزاد نہ ہوں گے)

اگر یوں کہا کہ ایسے کہئے "انت حر" تو آزاد ہے، اس نے کہہ لیا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ اس لفظ کے کہنے سے آزاد ہو جاتا ہے تو حکمہ قضاء میں آزاد ہو گا (یعنی قاضی اس کی آزادی کا فیصلہ کریں گے قضاءً) لیکن دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ وہ آزاد نہ ہو گا۔ (ینابیع)

آزاد کرنے کے لئے جو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صریح (جس سے آزادی صاف ظاہر ہو۔ اور کنایہ (جس میں اشارۃً آزادی بھی معلوم ہوتی ہو اور دوسرے معنی بھی سمجھے جاتے ہوں) ان دونوں قسموں میں سے دوسری قسم (یعنی الفاظ کنائی میں) نیت شرط ہے (بدائع)

آزادی جن چیزوں کی وجہ سے ثابت ہوتی ہے ان میں سے ثبوت نسب بھی ہے اور کبھی آزادی کسی رشتہ دار کو خریدنے سے بھی آجاتی ہے اور کبھی آزادی اس وجہ سے بھی آجاتی ہے کہ کسی دوسرے شخص نے یہ کہا کہ یہ غلام آزاد ہے۔ چنانچہ یہ شخص (جس کے سامنے اس بات کا اقرار کیا گیا کہ یہ آزاد ہے)، اگر کسی طرح اس کا مالک ہو گیا (مثلاً وراثت میں اس کے ہبہ میں آیا) یا خریدا تو اس کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائے گا، کبھی آزادی دار الحرب میں چلے جانے کی وجہ سے بھی آجاتی ہے، چنانچہ اگر حربی (کافر) نے ایک مسلمان غلام خریدا اور اس طرح دار الحرب (یعنی کفرستان) لے گیا اور یہ حال معلوم نہ ہوا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر اس کے قبضہ سے نکل کر دار الحرب میں بھاگ آیا تو وہ آزاد ہو گا (فتح القدیر) اگر کسی کافر کا غلام مسلمان ہو گیا لیکن ابھی دار الحرب میں ہے، دار الاسلام میں نہیں آسکا تو وہ آزاد نہ ہو گا۔ اگر اس کا مالک بھی مسلمان ہو گیا (لیکن ابھی سب وہیں ہیں یہاں تک کہ) مسلمانوں نے اس ملک کو فتح کر لیا تب بھی وہ غلام ہی رہے گا (آزاد نہ ہو گا) اگر کسی کافر کا غلام مسلمان ہو گیا اور اس کو پھر اس نے دار الحرب میں کسی مسلمان کو فروخت کر دیا تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ غلام مشتری کے قبضہ سے پہلے آزاد ہو گا۔ اسی طرح اگر بجائے مسلمان کے کسی ذمی کے ہاتھ فروخت کیا تب بھی یہی حکم ہے (اگر کوئی کافر امن لے کر مسلمانوں کے ساتھ دار الاسلام میں رہتا تھا) لیکن اب دار الحرب لوٹ گیا اور یہاں اپنی ام ولد چھوڑ گیا یا ایسا غلام مدبر چھوڑا جس کو اس نے دار الاسلام میں مدبر کیا ہے (ان کے بارے میں)، حکم یہ ہے کہ یہ آزاد ہوں گے (فتاویٰ قاضی خان)

ان الفاظ کا بیان جو آزادی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں

آزادی کے لئے جن الفاظ کا استعمال ہوتا ہے وہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ صریح یعنی ظاہر، جو ملحق بصریح ہوں۔ کنایہ۔ صریح (جن سے آزادی بالکل ظاہر ہوتی ہو) حریت، عتق، ولاء اور جو ان سے مشتق ہوں وہ بھی صریح ہیں۔ صریح میں سے جتنے الفاظ استعمال کئے جائیں گے اس میں نیت کی ضرورت نہیں۔ اگر الفاظ صریح میں سے اپنے غلام کا وصف بیان کیا مثلاً کہا (عبدی حر)، یا خبر دی (یا ان الفاظ میں سے کسی کو غلام کے نام کے ساتھ لگا کر)، پکارا۔ مثلاً اپنے غلام اور باندی سے کہا کہ تو آزاد ہے یا معتق ہے (یعنی آزاد) یا محرر ہے یا عتیق ہے یا کہا قد حررتک میں نے تجھے آزاد کیا یا قد اعتقتک میں نے تجھے آزاد کیا۔ یا یوں کہا اے حر یا اے عتیق (یعنی اے آزاد) یا یوں کہا اے مولیٰ (یعنی اے میرے مالک، ان سب صورتوں میں وہ آزاد ہو جائے گا۔

میں وہ آزاد ہو جائے گا۔
اگر مالک نے ان الفاظ کے کہنے کے بعد دعویٰ کیا کہ میری مراد آزادی نہیں تھی تو قضاءً یعنی محکمہ قضا میں اس کی تصدیق نہیں کی جائیگی (حاوی قدسی)

اگر اپنے غلام کے لئے ان الفاظ میں سے کسی کو استعمال کیا، پھر دعویٰ کیا کہ میری مراد تو (خبر دینا تھی) یعنی پہلے یہ آزاد تھا اگر وہ پہلے آزاد تھا اور پھر جہادی پر قید ہو کر آیا ہے تو دیانۃً اس کی بات کی تصدیق کی جائیگی کہ مگر قاضی (محکمہ قضا میں) اسکی تصدیق نہ کریں گے اور اگر یہ غلام اسی جگہ پیدا ہوا ہے (جہاں اس کا مالک اب موجود ہے)، تو کسی قیمت پر اس کے مالک کا قول قابل قبول نہ ہوگا۔

اگر غلام سے اس کے مالک نے یہ کہا کہ تو اس کام سے آزاد ہے یا (قید لگادی)، کہ آج کے دن اس کام سے تجھے آزادی ہے قاضی کا فیصلہ یہ ہوگا کہ یہ آزاد ہو گیا (محیط سرخسی)، اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا انت حرالبتۃ۔ یعنی البتہ تو آزاد ہے لیکن ابھی مالک نے انت حر ہی کہا تھا البتہ نہ کہنے پایا تھا کہ غلام مرگیا تو وہ مر گیا (فتاوی قاضی خاں) (یعنی مالک کے اس کلام سے اس کو فائدہ نہ ہوگا۔

ایک شخص نے اس پر گواہ کئے کہ میرے غلام کا نام حر ہے (یعنی آزاد) اور حر کہہ کر پکارا تو وہ آزاد نہیں ہوگا (فتاوی کبریٰ)، اگر اس لفظ سے اس کی مراد انشاء عتق ہو (یعنی آئندہ کو آزادی کی خبر دینا)، تو آزاد ہو جائے گا (شرح مختار۔ اگر مالک نے غلام کو فارسی میں پکارا (یعنی اے آزاد کہا) آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر آزاد اس کا نام رکھ دیا پھر آزاد کہہ کر پکارا تو آزاد نہ ہوگا۔ لیکن اگر عربی میں یا حر (اے آزاد) کہہ کر پکارا تو آزاد ہو جائے گا (فتاوی کبریٰ)

کسی شخص نے اپنا غلام کسی شہر میں بھیجا اور بھیجتے وقت یہ ہدایت کی کہ جب کوئی تمہارے سامنے آئے یا اگر تم سے تعارض کرے تو تم کہنا کہ میں آزاد ہوں (جانے کے بعد اس شہر میں) ایک شخص اس سے معترض ہوا اس نے کہا میں آزاد ہوں، اگر اس کے مالک نے چلتے ہوئے یہ کہا تھا کہ میں نے تیرا نام آزاد رکھا ہے، اگر کوئی تم سے تعارض کرے تو تم کہنا کہ میں آزاد ہوں اس صورت میں غلام آزاد نہیں ہوگا۔ اور اگر اس نے یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ جب تم سے کوئی تعارض کرے تو تم کہنا میں آزاد ہوں اس صورت میں (اس جملہ) کے کہنے سے وہ آزاد ہو جائے گا، لیکن یہ آزادی قضاءً ہوگی (اگر غلام نے اور باتیں تو کیں) لیکن یہ نہیں کہا کہ میں آزاد ہوں تو آزاد نہیں ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ تو یوں کہہ کہ میں آزاد ہوں جب تک وہ کہے گا آزاد نہ ہوگا (ایسے ہی مسئلہ مذکورہ میں جب تک مالک کے بتائے ہوئے الفاظ ادا نہیں کرے گا آزاد نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ آپ میرے غلام سے یہ کہیئے کہ تو آزاد شدہ ہے یا یوں کہا کہ وہ آزاد ہے تو وہ غلام فی الحال آزاد ہو جائے گا۔ اگر ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میرے غلام سے کہئے کہ تو آزاد ہے تو وہ غلام آزاد نہیں ہوگا جب تک یہ شخص اسی طرح نہ کہے (فتاوی قاضی خاں)

اگر مالک نے سالم نامی غلام کو پکارا اور جواب اس کی جگہ مرزوق نامی غلام نے دیا کہ "جی" مالک نے کہا کہ تو آزاد ہے، حالانکہ اس کی نیت مرزوق کیلئے نہیں تھی تو وہی آزاد ہوگا جس نے جواب دیا ہے، اگر مالک نے یہ کہا کہ میں نے تو سالم کی نیت کی تھی تو قضاءً دونوں آزاد ہو جائیں گے، لیکن دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ وہی آزاد ہوگا جس کی نیت کی تھی، اگر ایک شخص کے مالک نے کہا کہ اے سالم تو آزاد ہے پھر یہ شخص اس کا دوسرا غلام نکلا یا کسی اور کا غلام نکلا تو سالم آزاد ہو جائے گا (بدائع)

اگر ایک شخص نے دوسرے شخص سے (کسی غلام کے بارے میں) کہا کیا یہ آزاد نہیں ہے (یعنی ہے) اور اپنے غلام کی طرف اشارہ کیا تو قضاءً وہ آزاد ہو جائے گا (ظہیریہ)

فتاویٰ ابو اللیث میں ہے کہ اپنے غلام سے کہا انت حرۃ (انت بالکسر ضمیر واحد مؤنث حاضر کی) اور حرۃ صیغہ واحد مؤنث) یا باندی سے کہا انت حر (یہاں ضمیر انت بالفتح مذکر مخاطب کے لئے اور حر صیغہ مذکر ہے) تو غلام اور باندی آزاد ہو جائینگی (فتاویٰ کبریٰ و محیط)

اگر اپنے غلام سے کہا العتاق علیک یعنی تجھ پر آزادی ہوگی غلام آزاد ہو جائے گا (فتاویٰ کبریٰ) اگر یوں کہا تمہیں آزاد کرنا مجھ پر ضروری ہے غلام آزاد نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر غلام سے کہا تیرا آزاد کرنا واجب ہے آزاد نہ ہوگا (فتاویٰ کبریٰ) اگر غلام سے کہا انت عتیق تو آزاد ہے، غلام آزاد ہو جائے گا اگرچہ نیت نہ کی ہو (محیط سرخسی) اگر غلام سے کہا انت حر او لا یعنی تو آزاد ہے یا نہیں سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آزاد نہ ہوگا (سراج الوہاج)

اگر مالک نے غلام سے کہا انت اعتق من فلاں کہ تو فلانے سے زیادہ آزاد ہے۔ اور فلانے سے مراد دوسرا غلام ہے (لیکن مالک کی مراد آزادی کا اختیار دینا نہیں) بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ تم اس فلاں سے پرانے ہو یعنی اس سے پہلے میری ملک میں ہو مالک کی اس مراد کی قضاءً تصدیق نہ ہوگی بلکہ غلام آزاد ہو جائے گا۔ لیکن فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اگر اس کی مراد یہی تھی تو سچا ہوگا۔

اگر مالک نے غلام سے کہا کہ انت اعتق من نذانی ملکی او قال فی السن "یعنی تم میری ملکیت میں بہ نسبت اس غلام کے پرانے ہو یا اس غلام سے عمر میں بڑے ہو تو (یہاں عتق کے معنی آزادی کے متعین ہیں پرانے معنی کا احتمال نہیں) اسی طرح اگر کہا کہ تو عتیق السن ہے تو بھی یہی حکم ہے (محیط) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "انت حر" (یعنی تو آزاد) لیکن مراد یہ لی کہ تو حسن میں یکتا ہے قضاءً اس کی بات کی تصدیق نہیں کی جائیگی۔ اگر کسی نے اپنے غلام سے "انت عتیق" (یعنی تم آزاد) کہا اور مراد لی کہ تم میری ملکیت میں بہت دنوں سے ہو تو قضاءً تصدیق نہیں کی جائیگی۔

اگر کسی نے غلام سے کہا "اعتقک اللہ تعالیٰ" (یعنی تجھے اللہ تعالیٰ نے آزاد کیا)، وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔ اگرچہ اس نے آزادی کی نیت نہ بھی کی ہو، یہی مختار ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ تم "حر حسن" یا "حر الحسن" ہو یا حسن و جمال میں "حر الوجہ" ہو تو غلام آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر یہ کہا کہ تم اپنے اخلاق میں "حر النفس" ہو وہ غلام آزاد نہ ہوگا (محیط سرخسی) اجناس میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر غلام سے کہا کہ "اے حر النفس" قضاءً آزاد ہو جائے گا (غایۃ البیان)

منتقی میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا غلام ہے جس پر قصاص لازم ہو جائیگی (مباح الدم ہے) یعنی اگر اس کو کوئی مار ڈالے تو اس پر مواخذہ نہیں کیونکہ اس کو قصاص میں باقاعدہ نہ مارا گیا ویسے کسی نے مار دیا) اس غلام کے مالک نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا (پھر اپنے اسی کلام کی تشریح کی) کہ میری مراد یہ تھی کہ خون کے مواخذہ سے آزاد کیا، قضاءً اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ یہ غلامی سے آزاد ہو گیا (اور چونکہ مالک نے خون کے مواخذہ سے معافی کی تصریح کر دی) اسلئے معاف کرنا بھی مالک پر لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میں نے غلام کو خون کے قصاص سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد کیا تو اسی پر محمول کیا جائے گا (محیط)

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تیرا نسب آزاد ہے یعنی تو نسباً آزاد ہے یا یوں کہا کہ تیری اصل آزاد ہے، اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ "سبی" ہے (یعنی جہاد میں گرفتار ہو کر آیا ہے) تو آزاد نہ ہوگا۔ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ گرفتار شدہ ہے تو آزاد

ہو جائے گا (ظاہر وجہ یہی ہے کہ کفار کفرستان میں غلام ہی ہوتے ہیں اگرچہ کسی کے قبضہ میں نہ ہوں) اگر غلام سے یہ کہا کہ تیرے ماں باپ آزاد ہیں یہ آزاد نہ ہو گا، کیونکہ اس چیز کا احتمال ہے کہ پیدائش کے بعد آزاد ہوئے ہوں، ایک شخص کا ایک غلام اور اس غلام کا ایک بیٹا ہے، مالک نے کہا تمہارا بیٹا تو آزاد ہے، لڑکا آزاد ہو گا باپ آزاد نہ ہو گا، لیکن اگر یوں کہا کہ تمہارا بیٹا آزاد کا بیٹا ہے تو باپ آزاد ہو گا بیٹا آزاد نہ ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)

ان مسائل کا بیان جو عضویت سے متعلق ہیں

اور ان میں ۹ فصل عربی زبان کی پوری پوری رعایت ہے

اگر آزادی کی نسبت بدن کے ایسے حصہ کی طرف کی جس کو بول کر تمام بدن مراد لیا جاتا ہے، مثلاً یوں کہا کہ تیرا سر آزاد ہے، یا تیری گردن آزاد ہے یا تیری زبان آزاد ہے تو آزاد ہو جائے گا۔ اگر آزادی کی نسبت بدن کے ایسے حصہ کی طرف کی جس سے تمام بدن کی تعبیر نہیں کی جاتی ان الفاظ کے بولے جانے سے غلام آزاد نہ ہو گا (محیط سرخسی)

اگر کسی نے اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ تیری فرج[1] آزاد ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا بخلاف لفظ ذکر کے۔ ظاہر روایت میں حکم یہ ہے، اگر باندی سے کہا کہ تیری فرج جماع کے جانب سے آزاد ہے، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ باندی قضاءً آزاد ہو جائیگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر آزادی کی نسبت پاخانہ کے مقام کی طرف یا کولے کی طرف کی اصح یہ ہے کہ آزاد ہو جائے گا (نہر الفائق) بعض نے کہا کہ آزاد نہ ہو گا (ان کے نزدیک یہی) اصح ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ تیری عنق (یعنی گردن آزاد ہے) بعض کے نزدیک جیسے رقبہ (گردن) کہنے سے آزاد ہو جاتا ہے ایسے ہی عنق کہنے سے بھی آزاد ہو جائے گا۔

اور بعض نے کہا کہ عنق "(گردن)" اگرچہ رقبہ گردن کے معنی میں آتا ہے لیکن اصطلاحی فرق یہ ہے کہ رقبہ کا استعمال تمام بدن کے لئے ہوتا ہے اور عنق کا استعمال تمام بدن کے لئے نہیں ہوتا۔ جیسے "دبر" کہ اس کا استعمال کبھی تمام بدن کے لئے نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے یوں کہا کہ تیرا سر آزاد کے سر کی طرح ہے، یا تیرا چہرہ آزاد کے چہرہ کی طرح ہے یا تیرا بدن آزاد کے بدن کی طرح ہے تو وہ آزاد نہ ہو گا۔

البتہ اگر یوں کہا کہ تیرا سر آزاد ہے، یا تیرا چہرا آزاد ہے، یا تیرا بدن آزاد ہے، اب آزاد ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر یوں کہا کہ تیری شرمگاہ آزاد ہے تو باندی آزاد ہو جائے گی (سراج الوہاج)

ویسے ہی اگر غلام سے کہا وہ بھی آزاد ہو جائے گی (مترجم) اگر یوں کہا کہ تو آزاد کی طرح ہے تو بلا نیت آزاد نہ ہو گا (محیط وکافی)

اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ بلخ والوں کے غلام آزاد یا بغداد والوں کے غلام آزاد اور اپنے غلاموں کی نیت نہیں کی حالانکہ خود بھی بغداد کا رہنے والا ہے، یا یوں کہا کہ بغداد والوں کا ہر غلام آزاد ہے یا یوں کہا کہ ہر غلام جو زمین پہ ہے آزاد ہے۔ حضرت امام

---

[1] فرج عربی زبان میں شرمگاہ کو کہتے ہیں خواہ مرد کی ہو یا عورت کی۔ ذکر مرد کا آلۂ تناسل اور قبل عورت کا اگلا حصہ۔

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے غلام آزاد نہ ہوں گے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آزاد ہو جائیں، لیکن فتویٰ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہیں۔

اگر اس صورت میں یوں کہا کہ ہر غلام جو اس گلی میں ہے آزاد ہے اور (کہنے والے کا) غلام بھی اس گلی میں ہے، یا ہر غلام جو جامع مسجد میں ہے تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے۔ اگر یہ کہا کہ ہر غلام جو اس گھر میں ہے آزاد ہے اور اس کے غلام بھی اسی گھر میں ہیں، پھر سب کے نزدیک اس کے غلام آزاد ہو جائیں گے۔ اگر یوں کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سب آزاد ہے، سب کے نزدیک اس کے غلام آزاد نہ ہوں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو نہیں ہے مگر آزاد، آزاد ہو جائے گا (ہدایہ) اگر ایک شخص نے ایک آزاد عورت سے کہا کہ تو بھی آزاد ہے اور "الیسی" کہتے ہوئے باندی کی طرف اشارہ کیا (یہ مشار الیہ) باندی آزاد ہو جائے گی۔ اگر مالک نے دعویٰ کیا کہ میری مراد آزادی کی نہ تھی تضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو ایسی آزاد ہے جیسے یہ عورت حالانکہ (یہ مشار الیہ) کسی دوسرے شخص کی باندی ہے تو اس کی باندی آزاد ہو جائے گی (جوامع الجامع تاتار خانیہ) اگر اپنی باندی سے کہا کہ تو ایسی ہے جیسی یہ عورت اور یہ (مشار الیہ) ایک آزاد عورت ہے باندی آزاد نہیں ہوگی، البتہ اس نے آزادی کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائیگی۔ ایسے ہی اگر کسی آزاد عورت سے کہا تو ایسی ہے جیسی یہ عورت اور یہ عورت اس کی باندی ہے، اس کی باندی آزاد ہو گی مگر یہ کہ اس نے آزادی کی نیت کی ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنے غلام یا باندی کے سیے ہوئے کپڑے کو کہا کہ یہ آزاد کی سلائی ہے یا غلام و باندی کے چوپایہ کو کہا کہ یہ آزاد کا چوپایہ ہے یا مملوک کی چال کو کہا کہ یہ آزاد کی چال ہے یا مملوک کی باتوں کو کہا کہ یہ آزاد کی باتیں ہیں (ان صورتوں میں) بلانیت کے آزاد نہ ہوں گے (محیط سرخسی) ایک شخص نے محض اتنا کہا کہ آزاد ہے اس سے پوچھا گیا کہ تیری مراد کیا تھی اس نے کہا کہ میرا غلام غلام آزاد ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

ان الفاظ کا بیان جو ملحق بصریح ہیں

ملحق بصریح الفاظ اس طرح ہیں مالک نے کہا کہ میں نے تیرے نفس کو تیرے لئے ھبہ کیا یا تیرا نفس تجھے ہبہ کیا، یا تیرے نفس کو تیرے ہاتھ فروخت کیا، مالک کے اس کلام سے غلام ہو یا باندی آزاد ہو جائیں گے۔ خواہ غلام قبول کرے یا نہ کرے اور مالک نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو (حاوی قدسی)

اسی طرح اگر مالک نے کہا کہ میں نے تیری گردن تیرے لئے ہبہ کی غلام نے کہا کہ میں نہیں چاہتا، باوجود اس انکار کے آزاد ہو جائے گا (محیط یہی زیادہ صحیح ہے یہی ابو المکارم کی شرح نقایہ میں ہے) اگر مالک نے غلام سے کہا کہ میں نے تیرے نفس کو تجھے اتنے میں فروخت کیا یہ غلام کے قبول کرنے پر موقوف ہو گا (فتح القدیر) اگر غلام نے قبول کر لیا تو فی الحال آزاد ہو جائے گا اور معاوضہ اس پر قرض ہو گا)

اگر مالک نے کہا کہ میں نے تیرا نفس تجھے صدقہ کیا آزاد ہو جائے گا چاہے آزادی کی نیت ہو یا نہ ہو، اور غلام نے قبول کیا ہو یا نہ قبول کیا ہو، اگر مالک نے کہا کہ میں نے تیرا عتق تجھے ہبہ کیا پھر دعویٰ کیا کہ عتق سے میری مراد سامان تھا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آزاد ہو گا۔ اگر یہ کہا کہ تو مولیٰ فلاں کا ہے (یعنی لفظ فلاں ذکر کیا اور اپنا نام نہیں لیا) یا یوں کہا کہ فلاں آزاد ہے قضاءً آزاد ہو جائیگا۔

اگر کہا کہ تجھے فلاں نے آزاد کیا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ آزاد نہیں ہوگا (فتاوی قاضی خاں)

کنایات عتق کا بیان

یعنی وہ الفاظ جن سے آزادی کی طرف اشارہ ہوتا ہے

مثلاً یوں کہا کہ لا ملک لی علیک، میری تجھ پر ملکیت نہیں ہے۔ (اردو زبان میں اس طرح سے کہنے سے آزاد ہو جائے گا، یا یوں کہا کہ لا سبیل لی علیک، میرے لئے تجھ پر کوئی راہ نہیں ہے، یا یوں کہا کہ "قد خرجت عن ملکی" تو میری ملکیت سے نکل گئی یا خلیت سبیلک۔ میں نے تیرا رستہ خالی کر دیا۔ اگر اس نے آزاد کرنے کی نیت کی ہوگی آزاد ہو جائے گا، اور اگر نیت نہ کی ہو، آزاد نہیں ہوگا (حاوی قدسی)

اگر غلام سے کہا کہ میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں سوا ء ولاء[1] کے قضاءً آزاد ہو جائے گا، اگر یہ بھی کہے کہ میری نیت آزادی کی نہیں تھی، تصدیق نہیں کی جائیگی۔ اگر یوں کہا میرے لئے تجھ پر کوئی راہ نہیں سوائے موالدہ کی راہ کے تو قضاءً اسکی بات کی تصدیق کی جائیگی (بدائع)

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ "رق" تجھ پر نہیں ہے اگر آزادی کی نیت کی آزاد ہو جائے گا ورنہ نہیں (قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اللہ تعالی کے واسطے ہے تو امام صاحبؒ کے نزدیک آزاد نہ ہوگا اگرچہ آزادی کی نیت کی ہو یہی مختار ہے (جواہر اخلاطی)

اگر مالک نے غلام سے کہا کہ میں نے تجھے خالص اللہ کے لئے کر دیا۔ امام اعظمؒ سے مروی ہے کہ آزاد نہ ہوگا اگرچہ اس نے آزادی کی نیت کی ہو، صاحبینؒ سے مروی ہے کہ آزاد ہو جائے گا (فتح القدیر) ایک شخص نے اپنے غلام سے بیماری کی حالت میں کہا کہ تم لوجہ اللہ ہو یہ باطل ہے۔ اگر یوں کہا کہ میں نے تجھ کو لوجہ اللہ تعالی کر دیا، صحت کی حالت میں کہا ہو یا بیماری کی حالت میں یا بطور وصیت کے کہا ہو اور یہ کہے کہ میں نے آزادی کی نیت نہیں کی یا کچھ بھی بیان نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا یہ غلام فروخت کیا جائے گا اور اگر آزاد کرنے کی نیت کی تو غلام آزاد ہو جائے گا (فتاوی قاضی خاں) اور اگر غلام سے کہا کہ تو اللہ تعالی کا غلام ہے سب کے نزدیک آزاد نہ ہوگا (غیاثیہ)

اگر اپنے غلام یا باندی سے کہا کہ میں تیرا غلام ہوں اگر آزادی کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائے گا (وجیز کردری) حضرت امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگر اپنی باندی سے کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اگر آزادی کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائے گی اور اگر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اگر آزادی کی نیت بھی کی ہو تو ہمارے نزدیک آزاد نہیں ہوگی (بدائع)

اور اگر باندی سے کہا کہ تیری شرمگاہ مجھ پر حرام ہے یہ کہہ کر آزادی کی نیت کی باندی آزاد نہیں ہوگی۔ اگر اپنے غلام سے بطور ہجا ح ر (یعنی حر) کہا اگر آزاد کرنے کی نیت کی تو آزاد ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر اپنے غلام سے کہا کہ لا سلطان لی علیک یعنی مجھے تجھ پر غلبہ نہیں ہے، یا کہا جہاں چاہے چلا جا یا کہا جدھر چاہے توجہ کر تو وہ آزاد نہ ہوگا اگرچہ نیت بھی کی ہو۔ اگر باندی

---

[1] ولاء یہ لفظ آزادی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں حقیقت ہوگیا ہے معروف بھی یہی ہے ۱۲

سے کہا کہ تو مخالعہ ہے یا تو بائنہ ہے یا تو مجھ سے بائنہ ہو گئی، یا میں نے تجھے اپنے پر حرام کر لیا، یا تو خلیہ ہے یا بریہ ہے یا کہا تو اختیار کر باندی نے کہا کہ میں نے اختیار کیا یا کہا کہ تو نکل یا استبراء کر اس نے ایسا ہی کیا ہمارے نزدیک آزاد نہ ہوگی اگرچہ مالک نے آزادی کی نیت کی ہو۔

اسی طرح اگر کہا کہ تو میری باندی نہیں ہے، یا یوں کہا کہ میرا تجھ پر کوئی حق نہیں ہے، آزاد نہ ہوگی اگرچہ آزادی کی نیت کی ہو (فتاویٰ قاضی خاں) اگر آزادی کے موقع پر (مالک نے) طلاق کے الفاظ استعمال کئے تو باندی آزاد نہیں ہوگی) چاہے وہ الفاظ صریح ہوں، یا کنائی (محیط سرخسی)

اگر غلام سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے یا یہ کہا کہ تو اختیار کر (آزادی) نیت پر موقوف ہے۔ اگر مالک نے غلام سے کہا کہ تیری آزادی کا معاملہ تیرے قبضہ میں ہے۔ یا ایسے کہا کہ میں نے تیری آزادی تیرے ہاتھ میں کر دی یا یوں کہا کہ تو (اپنی) آزادی کا اختیار کر، یا یوں کہا کہ میں نے آزادی کے معاملہ میں تجھے اختیار دیا، یا تمہاری آزادی میں تمہیں مختار کیا ان سب میں (آزادی کے نفاذ میں) نیت کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ الفاظ (آزادی) میں صریح ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ غلام (مالک کے اختیارات دینے کے بعد) آزادی کو اختیار کرے، مگر یہ اختیار مالک کی طرف سے اسی مجلس تک ہوگا، چنانچہ اگر غلام نے اسی مجلس میں آزادی کو اختیار کر لیا آزاد ہو جائے گا ورنہ نہیں (بدائع)

ایک شخص ایک باندی کا مالک ہے اس شخص کی بیوی نے باندی کے معاملہ میں خاوند کو ملامت کی اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ باندی کے کام کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے بیوی نے اس باندی کو آزاد کر دیا اگر شوہر نے (باندی کے کام) سے نیت باندی کے آزاد کرنے کی کی تو آزادی صحیح ہے ورنہ نہیں، اسلئے کہ یہ اختیار بیچنے کے لئے ہوگا تو اس کو فروخت کر دے، لیکن اگر اس طرح کہا کہ باندی کے معاملہ میں تو جو کرے وہ درست ہے (اب اس کے اختیارات بھی عام ہوں گے) چاہے آزاد کرے (یا بیچ دے) (فتاویٰ قاضی خاں) اگر مالک نے باندی سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کر دے، باندی نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو یہ باطل ہے (یعنی ان الفاظ سے قبول کرنے میں آزاد نہ ہوگی) مبسوط۔

اگر مالک نے غلام سے کہا کہ اپنے بارے میں تو جو چاہے کر (اگر غلام نے اس اختیار کے بعد) اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے پہلے اپنے کو آزاد کر لیا تو آزاد ہو جائے گا اور اگر آزاد کرنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تو مجلس سے اٹھ جانے کے بعد اپنے کو (اس اختیار) سے آزاد نہیں کر سکتا، لیکن اس صورت میں اتنا اختیار ضرور ہوگا کہ جس کو چاہے اپنے کو ہبہ کر دے، یا صدقہ کر دے یا فروخت کر دے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا تو ملکیت میں نہیں ہے، مالک کی طرف سے یہ آزادی نہیں ہے لیکن اب مالک کو اس کا اختیار نہیں کہ اس کی ملکیت کا دعویٰ کرے، یہاں تک کہ اگر یہی غلام مر جائے تو اس کے ترکہ کا وارث بھی نہیں ہوگا۔ البتہ اگر غلام مذکور نے اس کے بعد یہ کہا کہ میں اس کا غلام ہوں اور مالک نے تصویب کی تو یہ غلام اس کی ملک ہوگا۔ یہ ابراہیم نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے (محیط)

اگر ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے، یا باندی سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے، اگر یہ غلام اور باندی اسکی اولاد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں یعنی مالک کی عمر اتنی ہے کہ اس عمر میں اتنے عمر والے غلام اور باندی کا باپ ہو سکتا ہے، اور یہ بھی معلوم نہیں کہ غلام و باندی کس کے نطفہ سے ہے یعنی مجہول النسب ہے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور یہ آزاد ہوں گے چاہے غلام

مجہول النسب ہو یعنی غیر ملک سے لایا گیا ہو وہیں کی پیدائش ہو اور اگر مملوک مذکور اس کے اولاد ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن معروف النسب ہے (یہ معلوم ہے کہ فلاں اس کا باپ ہے) تو آزاد ہو جائے گا لیکن (صورت اول کی طرح) نسب ثابت نہیں ہوگا اسی طرح اگر یہ غلام و باندی اس کی اولاد نہیں بن سکتے تو بھی نسب ثابت نہیں ہوگا۔

لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت یہ ہے کہ آزاد ہو جائے گا ——— (فتاویٰ قاضی خاں)

یہی صحیح ہے (آزاد) اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ ہے یا باندی سے کہا کہ یہ میری ماں ہے مملوک نے اس کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں۔

ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ فرزندی کے دعوے میں بغیر مملوک کی تصدیق کے نسب ثابت نہیں ہوگا، لیکن صحیح یہ ہے کہ مملوک کی تصدیق شرط نہیں (فتاویٰ قاضی خاں) اگر مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ یہ میرا باپ[1] ہے حالانکہ اتنی بڑی عمر کا آدمی ایسے شخص کی اولاد میں نہیں ہو سکتا (مثلاً دونوں کی عمر یکساں ہے، یا غلام کی عمر کم ہے اور مالک کی زیادہ) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غلام آزاد ہو جائے گا اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آزاد نہیں ہوگا (جوہرہ نیرہ) اگر بہت چھوٹے غلام کے بارے میں کہا کہ یہ میرا دادا ہے بعض نے کہا کہ اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور بعض نے فرمایا کہ بالاتفاق آزاد نہ ہوگا (ہدایہ)

اگر غلام سے کہا کہ یہ میرا چچا ہے ایک روایت یہ ہے کہ آزاد ہو جائے گا اور صحیح یہ ہے کہ آزاد نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

لیکن "غایۃ" میں یوں لکھا ہے کہ اگر غلام سے کہا کہ یہ میرا چچا ہے یا ماموں ہے تو آزاد ہو جائے گا یہی مختار ہے (انتہی)

اگر مالک نے اپنے غلام سے یہ کہا کہ یہ میری بیٹی ہے اور باندی کے بارے میں کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے وہ آزاد نہ ہوں گے بعض مشائخ کے نزدیک اس میں بھی اختلاف ہے، لیکن بعض مشائخ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ آزاد نہ ہوگا، یہی زیادہ ظاہر ہے (محیط)

اگر مالک نے یوں کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور باندی کے بارے میں کہا کہ یہ میری بہن ہے تو ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ آزاد نہ ہوں گے یہی روایت اصل ہے۔ لیکن اگر نیت ہو تو آزاد ہو جائے گا (غایۃ السروجی) اگر یوں کہا کہ یہ میرا علاتی (باپ شریک بھائی ہے) یا (اخیافی) ماں شریک بھائی ہے، غلام آزاد ہو جائے گا (محیط۔ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کے غلام کے بارے میں کہا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے اگر اس کو خرید لیا تو وہ آزاد ہو جائے گا، لیکن نسب ثابت نہیں ہوگا (سراج الوہاج)

اگر اپنی باندی سے کہا کہ یہ میری زنا سے خالہ ہے یا پھوپھی ہے تو آزاد ہو جائے گی۔ ایسے ہی اگر یوں کہا کہ یہ میرا بیٹا، یا بھائی یا بہن زنا سے ہے تو بھی آزاد ہو جائے گا (محیط سرخسی) اگر مالک نے غلام کو اے بیٹے یا اے بھائی کہہ کر پکارا تو صحیح یہ ہے کہ آزاد نہ ہوگا (کافی) اور یہی ظاہر ہے، لیکن (تحفہ) میں ہے کہ اگر نیت آزادی کی ہو تو آزاد ہو جائے گا (غایۃ السروجی) اگر غلام کو ان الفاظ سے (مخاطب کیا)، کہ اے بیٹے، یا باندی کو اے بیٹی کہہ کر بلایا اور اپنی طرف اضافت نہیں کی (یعنی میرا بیٹا یا میری بیٹی نہیں کہا)، تو آزاد نہ ہوں گے۔ جیسے اگر یوں کہا میرے بیٹے یا میری بیٹی اس میں بھی آزاد نہ ہوں گے۔ اگرچہ دونوں صورتوں میں آزادی کی نیت کی ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

---

[1] یہاں یا اس سے پہلے مثالوں میں باپ بیٹے کے دعوے سے مراد یہ ہے کہ تحقیقی دعویٰ کرے۔ بطور رواج کے یوں کہہ دینا کہ بڑی عمر والا باپ اور چھوٹی عمر والا لڑکا یہ صورت یہاں نہیں ہے دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ مالک کے دعوے میں یہ قید نہیں کہ وہ مجہول النسب ہو۔

نیت کی ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

نوادر ابن رستم میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر غلام سے کہا کہ اے میرے باپ یا اے میرے دادا یا اے میرے چچا، یا اے میرے ماموں، یا باندی سے کہا کہ اے میری پھوپھی یا اے میری خالہ یا اے میری بہن ان سب صورتوں میں آزاد نہ ہوں گے اور تحفۃ الفقہاء میں اتنی عبارت اس پر زائد ہے کہ اگر نیت کی ہو آزاد ہو جائیں گے (بحر الفائق)

شیخ ابو القاسم صفار سے منقول ہے کہ ان سے اس طرح سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی باندی چراغ لے کر آئی اور اپنے مالک کے سامنے کھڑی ہو گئی مالک نے کہا کہ میری چہرے میں چراغ لے کر کیا کروں کیونکہ تیرا چہرہ خود چراغ ہے تو تو ایسی ہے کہ میں تیرا غلام ہوں شیخ نے فرمایا کہ یہ سب مہربانی اور محبت کے کلمات قرار دیئے جائیں گے اور باندی آزاد نہیں ہو گی یہ جب ہے جب کہ مالک نے آزادی کی نیت نہ کی ہو، اگر آزادی کی نیت کی ہو تب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس صورت میں دو روایتیں ہیں (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر غلام سے کہا اے سرکار یا اے میرے سردار اگر ان صورتوں میں آزاد کرنے کی نیت کی بلا اختلاف آزاد ہو جائیں گے، اگر آزادی کی نیت نہیں کی اس میں مشائخ رحمہم اللہ نے اختلاف فرمایا ہے فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ کا مختار یہ ہے کہ آزاد نہ ہوں گے (ذخیرہ)

اگر مالک نے غلام سے کہا کہ اے آزاد مرد یا باندی سے کہا اے آزاد عورت، یا باندی سے کہا اے کدبانو یا میری کدبانو، اگر آزاد کرنے کی نیت کی ہے آزاد ہوں گے اس میں بالکل اختلاف نہیں ہے۔ اگر آزادی کی نیت نہیں ہے تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے، فقیہ ابو اللیث کا مختار یہ ہے کہ آزاد نہ ہو گا۔

اگر مالک نے کہا کہ اے آزاد مرد یعنی بلا الف کے فقط زاد کہا، فقیہ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ آزاد نہ ہو گا اگرچہ آزادی کی نیت کی ہو (محیط) اگر باندی سے کہا اے مولیٰ زادہ وہ آزاد نہ ہو گی (فتاویٰ کبریٰ) ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ آپ نصف آزاد، یہ کلام ایسا ہی ہو گا جیسے کہ اس نے یوں کہا کہ تیرا نصف حصہ آزاد ہے۔

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جب تک تو غلام تھا میں تیرے عذاب میں گرفتار تھا اب کہ تو نہیں ہے تب بھی میں تیرے عذاب میں گرفتار ہوں، مشائخ نے فرمایا کہ یہ اس کی طرف سے غلام کی آزادی کا اقرار ہے۔ چنانچہ قضاءً غلام آزاد ہو جائے گا۔

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ آزاد ہے اگر آزادی کی نیت کی ہو تو آزاد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ اگر غلام نے اپنے مالک سے کہا میری آزادی کا پیدا کرو، مالک نے کہا میں نے تمہاری آزادی پیدا کی اور نیت آزادی کی نہیں کی آزاد نہ ہو گا، لیکن قضاءً آزاد ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر مالک نے غلام سے کہا کہ اے میرے مالک اگر آزادی کی نیت نہیں کی آزاد نہ ہو گا (کافی) ایک شخص کا ایک غلام ہے اس نے کہا کہ میں نے اپنا غلام آزاد کیا تو یہ آزاد ہو جائے گا۔ (محیط سرخسی) اگر زید نے عمر سے کہا کہ چونکہ تیرے باپ نے میرے ماں باپ کو آزاد کیا اسلئے میں تیرے باپ کا غلام ہوں زید عمر کا غلام نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر زید نے صرف اتنی بات کہی کہ میں تیرے باپ کا غلام ہوں اور یہ نہیں کہا کہ مجھے تیرے باپ نے آزاد کیا ہے تب بھی یہی حکم ہے اور زید آزاد ہی رہے گا اس کہنے سے غلام نہیں ہو گا، اسی طرح اگر زید نے کہا کہ میں تمہارے والد کا آزاد کردہ غلام ہوں اور وہ اس پر گواہ رکھتا ہے تو زید کے گواہ قابل اعتبار ہونگے یعنی زید آزاد ہو گا۔

اگر کسی شخص نے غلام آزاد کیا اور غلام کے پاس مال ہے تو مال مالک ہی کا رہے گا سوائے اس لباس کے جو اس کے بدن پر بطور ستر پوشی کے ہے۔ اگرچہ مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ اور کپڑے دینا چاہے تو دیدے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنے تین غلاموں سے کہا کہ تم آزاد ہو (اور پھر ان میں سے سب کا استثناء کیا) سوائے فلاں اور فلاں اور فلاں کے سب غلام آزاد ہوں گے (فتاویٰ کبریٰ) کیونکہ جب آزادی مستثنیٰ منہ کے ساتھ متعلق ہو گئی استثناء بیکار بلکہ باطل ہو گیا) مترجم

ایک شخص کے پانچ غلام ہیں مالک نے کہا کہ میرے دس غلاموں میں سے ایک کے علاوہ سب آزاد، فیصلہ یہ ہے کہ سب آزاد ہوں گے لیکن اگر یوں کہا کہ میرے ایک کے علاوہ دسوں غلام آزاد ہیں چار آزاد ہوں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر مرد آزاد کرنا چاہتا ہے تو چاہیے کہ غلام کو آزاد کرے اس کے لئے یہ مستحب ہے تاکہ مرد کا مرد سے اعضاء میں تناسب رہے اور عورت کے لئے مستحب باندی کا آزاد کرنا ہے (ظہیریہ)

تناسب اعضائے در اصل حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے

حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غلام آزاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عضو کے عوض اس آزاد کرنے والے کے اعضاء کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے استحباب بھی حدیث پاک کی وجہ سے ہے (مترجم) اور جب کسی غلام کو سات برس خدمت کرتے کرتے گذر جائیں تو اب اس کو آزاد کرنا مستحب ہے اور خود آزاد نہ کرے تو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا بھی مستحب ہے جس کے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ خرید کر آزاد کر دے گا (تاتار خانیہ منقول حجہ)

اگر مالک آزاد کردہ غلام کو ایسی دستاویز[1] جس پر اس کے دستخط اور چند معتبر آدمیوں کے دستخط ہوں دیدے تو یہ بھی مستحب ہے۔ اس کا مقصد دراصل غلام کی حق آزادی کی مضبوطی ہے تاکہ آئندہ مالک یا مالک کے ورثاء اس کی آزادی کے منکر نہ ہو سکیں اور اس کے ذریعہ اس کی آزادی کی حفاظت ہو سکے (محیط سرخسی) (مع اضافہ مترجم)

فصل

ان صورتوں کا بیان جن میں آزادی بربناء ملکیت آجاتی ہے۔

جو شخص اپنے رشتہ دار کا مالک ہو جائے وہ اس کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائے گا۔ یہ مالک چاہے کم عمر یا بڑی عمر والا (مذکر ہو یا مؤنث مترجم) عاقل ہو یا مجنوں (غایۃ البیان)

ذی رحم محرم کی تشریح

رشتہ دار سے ہر وہ رشتہ دار مراد ہے جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ رحم سے مراد قرابت داری ہے اور محرم سے مراد وہ حرمت جو نکاح کو دائماً رد کردے۔ اگر کوئی شخص بیٹے کی بیوی، یا سوتیلی ماں یا چچا کی بیٹی جو اس کی دودھ شریک بہن بھی ہے، کا مالک ہو گیا ہے تو یہ آزاد ہوں گی کیونکہ یہ محرم تو ہیں لیکن بلا رحم یعنی ان سے وہ قرابت نہیں ہے جس پر آزادی متفرع ہو جاتی ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص ماموں یا چچا کی اولاد کا مالک ہوا تو وہ بھی آزاد ہوں گے کیونکہ یہ رحم یعنی رشتہ دار تو ہیں۔ لیکن محرم نہیں (کافی) (یعنی یہاں نکاح کی ممانعت نہیں بلکہ ماموں زاد اور چچا زاد بہن بھائیوں میں نکاح ہو سکتا ہے۔ مترجم)

---

[1] یعنی آزادی نامہ

اگر کوئی ایسے شخص کا مالک ہوا جو اس پر یا تو اسی طرح سے حرام ہے کہ دونوں دودھ شریک ہیں یا دامادگی کا رشتہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے تو یہ اس کی ملکیت میں آکر آزاد ہو گا۔ اگر خاوند بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے کا مالک ہو گیا تو جوان میں شریک کیا ہوا ہے آزاد نہ ہو گا (مبسوط) اور مالک اگر وہ دارالاسلام میں رہتا ہے چاہے مومن ہو یا کافر سب کے لئے یہ حکم برابر ہے۔ اسی طرح وہ ذی رحم محرم جس کا مالک ہوا ہے اس میں مومن یا کافر کا فرق نہیں بلکہ ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائے گا (غایۃ البیان)

بہر حال یہ حکم خاص ہے دارالاسلام کے ساتھ اگر دارالحرب میں کوئی کافر اپنے رشتہ دار کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہ ہو گا (جوہرہ نیرہ) اگر کوئی کافر اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوا پھر دارالاسلام میں امن لے کر رہنے لگا وہ رشتہ دار جس کا مالک ہوا تھا آزاد ہو جائے گا (قاضی خان) اگر کسی غلام نے اپنی اولاد کو خرید کیا اگرچہ ذی محرم مالک ہوا لیکن اولاد آزاد نہ ہو گی کیونکہ ملکیت غلام کی نہیں بلکہ مالک کی ہے اسلئے غلام مالک نہیں ہے آزادی جب آتی جب غلام کی ملکیت ہوتی وہ تو خود اپنے مالک کی ملکیت میں ہے (جوہرہ نیرہ مع تشریح مترجم)

اگر اس غلام نے جس کو اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے رکھی ہے ایسے شخص کو خریدا جو اس کے مالک کا ذی رحم محرم ہے اگر اس غلام کا قرض اپنی قیمت سے زیادہ ہے تو مالک کا ذی رحم محرم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آزاد نہیں ہو گا۔ اور اگر قرض کم ہے تو آزاد ہو جائے گا۔

اگر مکاتب[1] نے اپنے مالک کا بیٹا خریدا کسی کے نزدیک یہ آزاد نہیں ہو گا (تاتار خانیہ منقول از حجہ) اگر مکاتب نے ایسے لوگوں کو خرید لیا جن کے فروخت کرنے کی شرعاً اس کو اجازت نہیں، مثلاً اپنے ماں باپ یا اولاد پھر ان کے مالک نے ان کو آزاد کر دیا، مالک کے آزاد کر دینے سے وہ آزاد ہو جائیں گے (معضرات)

اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے غلام خریدنے کے لئے کسی دوسرے شخص کو وکیل بنایا اس وکیل نے اتفاق سے اس موکل کا ذی رحم محرم خرید لیا (چونکہ یہ بیع بحق وکیل ہو رہی ہے مترجم) اس وجہ سے موکل کی طرف سے اس کا رشتہ دار آزاد نہ ہو گا (سراجیہ) اگر ایک شخص نے مرض الموت میں اپنے لڑکے کے لئے ایک ہزار درہم کا اقرار کیا اور اس شخص کا سوائے اس کے لڑکے کے اور کوئی وارث بھی نہیں ہے اور مال بھی کچھ سوائے ایک غلام کے وہ بھی ایسا کہ ماں کی طرف سے اس کا بھائی ہے اور قیمت اس کی بھی ایک ہزار ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس شخص کے انتقال کر جانے کے بعد یہ غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ مرض الموت میں جو کچھ اقرار کیا اگرچہ وہ وصیت ہے لیکن جب یہ بیٹا اس غلام کا مالک ہوا اور وہ اس کا اخیافی بھائی ہے تو اس کی طرف سے آزادی یقینی ہے۔ اور اگر بیٹے کے لئے اقرار تندرستی کی حالت میں کیا تو چونکہ وارث مذکور اس کا مالک نہیں ہوا اور قرض میت کے ورثاء سے زیادہ ہے اسلئے غلام آزاد نہ ہو گا۔

اس مسئلہ سے اتنی بات اور ثابت ہو گئی کہ جب ترکہ میں وارث کا قرضہ بھی ہو تو وارث ترکہ کا مالک نہیں ہوتا (ظہیریہ) اگر ایسی باندی کو خریدا جو اس کے باپ کے نطفہ سے حاملہ ہے لیکن جب خریدی تب باپ کی ملکیت میں نہیں بلکہ کسی دوسرے کی ملکیت میں ہے یہ خرید و فروخت جائز ہے اور اس کا حمل آزاد ہو گا، حاملہ باندی ہی رہے گی لیکن بچہ کی ولادت تک اس کا بیچنا جائز نہیں۔ البتہ ولادت کے بعد فروخت کر سکتا ہے (بدائع)

اگر کسی شخص نے اس حاملہ باندی کو آزاد کیا تو اس کا حمل بھی آزاد ہو گا، لیکن اگر صرف حمل آزاد کیا تو وہی آزاد ہو گا باندی آزاد

---

[1] وہ غلام کہلاتا ہے جسکے مالک نے اس کی آزادی کو کچھ مال کی ادائیگی پر معلق کر دیا ہو۔

نہ ہوگی۔ اگر کچھ مال کے عوض حمل کو آزاد کیا تو آزاد ہو جائے گا لیکن کچھ مال واجب نہیں ہوگا۔ باندی کی آزادی کے وقت بچہ تھا یا نہیں اس کو اس طرح معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اگر آزادی کے چھ ماہ بعد پیدائش ہو تو یہ اس کی علامت ہے کہ بچہ اس وقت نہیں تھا اور اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے تب یہ اس بات کی علامت ہے کہ بچہ باندی کی آزادی کے وقت حمل میں تھا۔ (ہدایہ)

اگر باندی کے بچہ کی پیدائش چھ مہینے یا اس سے زائد مدت میں ہوئی ہے تب بچہ آزاد نہ ہوگا۔ البتہ اگر جوڑواں بچے تھے ایک چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا اور ایک چھ ماہ سے زائد میں تب یہ بعد والا بھی آزاد ہوگا۔

اگر ایک باندی طلاق یا وفات کی وجہ سے عدت میں ہے، اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان کی جدائی کو ابھی دو سال نہیں ہوئے اس مدت میں اگر آزادی سے چھ ماہ بعد بھی بچہ پیدا ہوا تو وہ آزاد ہی رہے گا (فتح القدیر)

باندی کا وہ بچہ جو اس کے مالک سے ہو آزاد ہے اور جو اس کے شوہر سے ہو وہ اس باندی کے مالک کی ملک ہے۔ آزاد عورت کا بچہ ہر حال میں آزاد ہے کیونکہ وصف حریت میں ماں کے تابع ہے اور یہ تابعیت صرف اسی جگہ نہیں بلکہ اور بھی اس کے اشباہ و نظائر موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے۔ جیسے ایک شخص نے باندی کو خریدا جو بچہ اس کے پیٹ میں ہے وہ بھی ماں کے تابع ہو کر اس خرید و فروخت میں شامل ہوگا۔ یا اگر دار الحرب سے کسی عورت کو پکڑ لیا گیا یا مال غنیمت میں کسی کو باندی ملی اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے ماں کا تابع ہو کر وہ بھی غلامی میں داخل ہوگا یا مثلاً کسی نے اپنی باندی کو مدبر بنا یا جو بچہ اس کے ساتھ ہے وہ بھی تابع ہو کر مدبر ہوگا یا مثلاً باندی ام ولد ہے تو بچہ بھی ماں کے تابع ہے۔ بہر حال یہ وصف تابعیت صرف ایک ہی مسئلہ میں نہیں بلکہ ان مسائل میں بھی تابعیت ہو رہی ہے (ہدایہ)

اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے اس وقت جب کہ اس کے بچہ پیدا ہو رہا ہے کہا کہ تو آزاد ہے، اگر بچہ نصف سے کم باہر نکلا ہے تو ماں کے ساتھ بچہ بھی آزاد ہوگا اور اگر نصف سے زیادہ نکل آیا تو بچہ آزاد نہ ہوگا۔ حضرت ہشام اور حضرت معلی نے حضرت امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی باندی سے اس وقت جب کہ بچہ نکل چکا ہے کہا کہ تو آزاد ہے۔ اگر پاؤں کی طرف سے نصف بدن نکلا ہو بچہ آزاد نہیں ہوگا اور اگر سر کی جانب سے نکلا ہے تو بچہ بھی آزاد ہوگا۔ یعنی اگر سر سمیت نصف نکل آیا تو آزاد ہوگا (محیط) (منتقی) میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ تیرے پیٹ میں جو بڑا بچہ ہے وہ آزاد ہے، اگر جوڑواں بچے پیدا ہوئے تو ان میں سے جس کی ولادت پہلے ہوئی وہ چونکہ بعد والے سے بچہ بڑا ہے اسلئے پہلے والے کو بڑا مان کر آزاد کیا جائے گا۔ اگر حاملہ باندی سے کہا کہ جما ہوا خون یا گوشت کا لوتھڑا جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے، جو بھی اس کے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہے (محیط سرخسی) ایک شخص نے کسی دوسرے کی باندی کو اس کے مالک کی اجازت نہ ہوتے ہوئے آزاد کیا، باندی حاملہ تھی جب بچہ پیدا ہو گیا تب مالک نے اس باندی کو آزاد کیا یہ بچہ غلام ہی رہے گا، آزاد نہیں ہے۔

اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ میرا ہر غلام اور میری ہر باندی تیرے علاوہ آزاد ہے اگر یہ حاملہ ہے تو اس کا حمل آزاد نہیں ہوگا۔ ایک شخص کی حاملہ باندی ہے اس نے اس سے تندرستی کے زمانہ میں کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ میں ہے وہ آزاد ہے۔ اگلے ہی دن اس باندی کے ایک مردہ بچہ پیدا ہوا، اور سب کو یہ معلوم ہو گیا کہ باندی نے مردہ بچہ جنا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کرتے ہوئے باندی کی آزادی کا فیصلہ ہے۔ لیکن اگر بچہ دن پورے ہونے پر پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ کسی شخص نے اگلے ہی دن (باندی کے دھکا دیا) اس صدمہ سے بچہ قبل از وقت پیدا ہو گیا، سب کے علم میں بچہ کی پیدائش اس سانحہ کی وجہ سے ہے اس صورت میں مالک کو اختیار ہوگا۔ اگر اس نے باندی کو آزاد کیا تو بچہ بھی آزاد ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر چہ باندی حاملہ نہیں ہے تو اس کی آزادی متعین ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

ایک شخص نے اپنی حاملہ باندی سے صرف اتنا ہی کہا کہ تو یا جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے بس اتنا کہا اور مر گیا (یہ تفصیل نہ کر سکا کہ دونوں یا دونوں میں سے ایک آزاد ہے) پھر کسی شخص نے ایسی حرکت کی جس سے اسقاط ہو گیا، اس مجرم پر حمل گرا دینے کے جرم میں ایک آزاد کی قیمت کے برابر جرمانہ دینا ضروری ہوگا اور نصف باندی آزاد ہو گی بقیہ نصف کے لئے وہ کمائی کرے اور حاصل خدمت وارثوں کو دے اس بچہ پر یہ لازم نہیں کہ یہ بھی محنت کرے اور کچھ ادا کرے (محیط سرخسی)

اگر کسی کافر نے کفرستان میں اپنے کافر غلام کو آزاد کیا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ آزاد نہیں ہوا، صاحبینؒ اختلاف فرماتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کافر نے دار الحرب ہی میں اپنے مسلمان غلام کو آزاد کیا سب کے نزدیک وہ غلام آزاد ہو گا اور اس آزاد شدہ غلام کا جو کچھ مال، و منال ہے سب اس کے مالک کو ملے گا۔

اگر کوئی کافر مر گیا یا مارا گیا یا مسلمانوں کے یہاں قید ہو گیا اس کا مکاتب آزاد نہیں ہوگا، بلکہ اس کے وارثوں کو بدل کتابت ادا کرے اس صورت میں جب کہ مر گیا ہے۔ ایک شخص ہندوستان گیا، پھر دار الاسلام واپس آیا اور اس کے ساتھ ایک ہندو آیا جو کہتا ہے کہ میں اس کا غلام ہوں پھر یہ ہندو مسلمان ہو گیا۔ مشائخؒ نے فرمایا کہ اگر اس ہندو کے ہندوستان سے آنے میں اس لانے والے کے جبر و اکراہ کو بالکل دخل نہیں، بلکہ یہ اپنی رضا اور خوشی سے آیا ہے تو اسلام لانے کے بعد یہ آزاد ہو گا اور اگر ہندو آنے میں پس و پیش کر رہا تھا یہ مسلمان اس کو مجبور کر کے لایا ہے تو یہ غلام ہی رہے گا، اول صورت میں اس کی غلامی ختم ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کسی کافر نے اپنا مسلمان غلام بیچنے کے لئے پیش کیا تو وہ آزاد ہو گا۔ اگر نہ فروخت کرے تب بھی آزاد ہو گا۔ یعنی مشائخ نے فرمایا یہی صحیح ہے۔ (شرح مجمع۔

الباب الثانی

دوسرا باب اس غلام کے احکام کے بیان میں جس کا کچھ حصہ آزاد کیا گیا ہو۔

اگر کسی شخص نے اپنے غلام کا متعین حصہ آزاد کیا مثلاً یہ کہا کہ میں نے تیرا چوتھائی حصہ آزاد کیا یا غیر متعین حصہ آزاد کیا مثلاً یوں کہا کہ تجھ میں سے کچھ۔ یا بعض آزاد ہے یا تیرا کوئی جز آزاد ہے اس صورت میں مالک کو اس جز غیر متعین کی تعیین کے لئے کہا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تھوڑا آزاد کرنے سے سب آزاد نہیں ہو گا، بلکہ جتنا حصہ آزاد کیا ہے وہی آزاد ہوگا۔ اور بقیہ حصہ کے لئے غلام کما کر مالک کو دے گا (تب مکمل آزاد ہو گا) لیکن صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ان صورتوں میں مکمل آزاد ہو گا (کنز الدقائق) مضمرات میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ کا قول صحیح ہے۔ (انتہیٰ) اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ تیرا ایک سہم (حصہ) آزاد ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چھٹا حصہ آزاد ہو گا اور اگر سہم کی جگہ لفظ شی کہا ہے تب بھی یہی حکم ہے۔ (بقیہ پانچ حصوں کا وہی حکم ہے جو ابھی گذرا) (عتابیہ) یہ غلام جس کا کچھ حصہ آزاد ہوا ہے مکاتب کی طرح ہوتا ہے یعنی جس طرح مکاتب جب تک بدل کتابت ادا نہیں کرتا اس کی آزادی موقوف رہتی ہے۔ اسی طرح جب تک یہ اپنے بقیہ غیر آزاد شدہ حصہ کی رقم ادا نہیں کرے گا آزادی معلق رہے گی اور یہ جتنا بھی کمائے گا اسی کے قبضہ میں رہے گا۔

مالک کو اپنی تحویل میں رکھنے کا حق نہیں اور نہ اس کا حق ہے کہ اس مدت میں اس سے خدمت لے اگرچہ ادائیگی رقم تک غلامی مکمل رہے گی۔ (نہر الفائق) (چونکہ اس میں غلامی کامل اور مکمل ہے)، اسلئے اگر مرجائے تو کوئی (مالک کے علاوہ) وارث نہیں ہوگا اور نہ ہی غلام کسی مرنے والے (رشتہ دار) کا وارث ہوگا۔

غلام کے معاملات اور اختیارات محدود ہونگے

غلام کسی معاملہ میں گواہی نہیں دے سکتا ہے اور نہ ہی دو عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے (کیونکہ غلامی کی وجہ سے اس کے اختیارات محدود ہیں۔ (تاتار خانیہ) اور بغیر مالک کی اجازت کے نکاح بھی نہیں کر سکتا نہ ہی کسی کو ہبہ اور صدقہ دے سکتا ہے۔ مگر بہت معمولی سی چیز اور کسی کی طرف سے کفالت بھی نہیں کر سکتا اور کسی کو قرض بھی نہیں دے سکتا۔ لیکن مکاتب اور اس معتق البعض میں اتنا فرق ضرور ہے کہ اگر مکاتب معاوضہ دینے سے عاجز ہو جائے تو غلام بنا دیا جائیگا اور یہ جس کا کچھ حصہ آزاد کر دیا گیا ہو (اگر بقیہ حصہ کی رقم کی ادائیگی نہ کر سکا وہ حصہ بدستور آزاد رہیگا اور رقم اس کے ذمہ قرض ہوگی) مترجم) غلام نہیں بنایا جائیگا (غایۃ البیان)

اس غلام کے لئے جس کا بعض حصہ آزاد ہوا ہے اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو بقیہ رقم کی ادائیگی کر کے آزاد ہو یا مالک بقیہ حصوں کو بھی آزاد کرے، جب کل ملک زائل ہو جائے گی تب یہ مکمل آزاد ہوگا۔ (کافی) اگر ایک غلام دو شریکوں کے درمیان مشترک ہے، ایک حصہ دار نے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو دوسرے شریک کو (تین چیزوں میں سے ایک چیز کرنی ہے مترجم) یا تو وہ بھی اپنا حصہ آزاد کرے (مستحب تو یہی ہے) (اور اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو چونکہ اس نے یہ اقدام کر کے اس کو ایک طریقے سے مجبور کیا ہے مترجم)، اسلئے اپنے حصہ کا تاوان وصول کرے (اور اگر شریک اول غریب نادار ہو تو اس غلام سے کہے کہ میرے حصے کی رقم کما کر ادا کرے یا یہ بھی آزاد کر دے[1] (ہدایہ)

اس غلام کا بیان جو دو کے درمیان مشترک ہو

جب دو شریکوں میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے شریک کے اختیارات اپنے حصہ کے متعلق فروخت کرنے یا ہبہ کرنے یا نکاح میں مہر قرار دینے کے متعلق مسلوب ہوں گے، کیونکہ اب اس کی حیثیت مکاتب کی سی ہوگی جیسے مکاتب کو بیچنا درست نہیں اسی طرح اس معتق بعض کو بھی فروخت کر دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (مبسوط امام سرخسیؒ)۔ لیکن تحفہ میں لکھا ہے کہ جس شریک کا حصہ باقی ہے اس کو پانچ طرح کا اختیار ہوگا جس اختیار کو چاہے استعمال کرے۔ چاہے خود بھی آزاد کر دے چاہے مکاتب بنا دے یا اپنے حصہ کی قیمت غلام سے کمائی کرائے۔ یا اپنے حصہ کی قیمت کا آزاد کنندہ سے جرمانہ لے لے۔ یا غلام کو مدبر بنا دے۔ اگر اس حصہ کی وجہ سے اس شریک نے مدبر بنا دیا تو غلام مدبر ہو جائے گا۔ لیکن غلام اسی زمانہ میں اس مالک کے حصہ کی قیمت کما کر ادا کرے۔ یہاں مدبر ہونے کی صورت میں آزادی مولیٰ کے انتقال پر متعلق نہیں ہوگی (غایۃ السروجی) اپنے حصہ کا جرمانہ اس وقت لے سکتا ہے جب کہ آزاد کرنے والا مالدار صاحب وسعت ہو۔ بقیہ صورتیں جن کا تعلق دوسرے شریک سے ہے وہ شریک اول کے غریب و امیر ہونے میں برابر ہیں (خزانۃ المفتیین)

---

[1] یعنی کسی کے قرض کا ذمہ نہیں لے سکتا۔ [2] حاصل یہ ہے کہ شریک ثانی کے لئے آزاد کر دینا تو بہر حال مستحب ہے، لیکن اگر شریک اول مالدار ہے تو شریک ثانی اس سے اپنے حصہ کے روپے وصول کرے اور اگر نادار ہے تو یا غلام سے کمائی کرائے یا آزاد کرے۔ مترجم

(جس شریک نے آزاد نہیں کیا اس کو اپنے حصے کے لئے ان صورتوں میں کسی ایک کو اختیار کرنا ضروری ہے گا ترجم) کچھ نہ کرنا بلکہ یونہی رہنے دینا درست نہیں (بدائع) جس شریک نے اپنا حصہ آزاد نہیں کیا وہ بقیہ صورتوں میں سے جب کسی صورت کو اختیار کرے تو شریک اول کہے کو میرا حق مجھے دیجئے، یا جرمانہ یعنی تاوان دیجئے، زبان سے جس طرح تعبیر کر سکتا ہو کرے۔ اگر دل ہی دل میں کسی صورت کو اختیار کیا اور شریک اول کے سامنے ظاہر نہیں کیا تو یہ بیکار ہے۔ (نہایہ)

اگر شریک نے اپنا حصہ بھی آزاد کر دیا یا مکاتب بنا دیا یا مدبر بنا دیا یا اپنے حصے کی سعایت کرائی تو غلام کی ولاء (یعنی غلام کے مر جانے کے بعد اس کا ترکہ) دونوں شریکوں کے درمیان مشترک ہوگا۔ لیکن اگر شریک ثانی نے شریک اول سے اپنے حصہ کا جرمانہ وصول کیا تو اب صرف در ثنا ولاء شریک اول کا ہوگا (کیونکہ صرف اس نے ہی آزاد کیا ہے وہی مستحق ہے) (محیط سرخسی) اور جب آزاد کرنے والے نے دوسرے شریک سے اپنے حصے کی قیمت وصول کر لی تو اب اس کو اختیار ہے چاہے اپنا حصہ مدبر بنائے یا مکاتب کرے، یا غلام کی کمائی کرائے (بدائع) اگر شریک ثانی نے شریک اول سے اپنے حصے کی قیمت نہیں لی بلکہ اپنے حصے کی قیمت چھوڑ دی تو اس کو اختیار ہے غلام کی طرف رجوع کرے لیکن اس غلام کا ترکہ صرف آزاد کرنے والے شریک کے لئے ہوگا اور اگر شریک اپنے حصہ کی قیمت میں خاموش رہا تو اس کو اپنے حصے کی قیمت کے متعلق غلام سے مطالبے کا حق نہیں ہوگا بلکہ اس کی خاموشی کی وجہ سے اس کا حق باطل ہو گیا (عتابیہ)

مسئلہ اگر وہ شریک جس نے اپنا حصہ آزاد نہیں کیا، بلکہ آزاد کرنے والے شریک کو اپنا حصہ فروخت کر دیا یا کچھ قیمت لے کر ہبہ کر دیا تو از روئے قیاس یہ چیز درست ہے، لیکن از روئے استحسان یہ چیز جائز نہیں ہے (نہایہ) اگر شریک ثانی نے شریک اول سے تاوان لینا قبول کر لیا اور شریک اول آزاد کرنے والا مالدار ہے۔ پھر اس کی رائے بدلی کہ بجائے تاوان لینے کے غلام ہی سے کمائی کرائی جائے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر شریک اول نے تاوان دینا قبول کر لیا یا حاکم نے اجراء حکم تاوان دینے کیلئے کر دیا تب تو اس کی رائے قابل قبول ہوگی ورنہ نہیں۔ یہ روایت ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کی ہے۔ لیکن الاصل میں لکھا ہے کہ اگر شریک ساکت نے تاوان دینا اختیار کر لیا تو دوسرے شریک کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر غلام سے کمائی کرا کر اپنے حصہ کی قیمت وصول کرنا طے کر لیا تو اس کو حق نہیں کہ شریک اول سے اپنے حصے کی قیمت وصول کرے۔ یہ چیز تمام روایات کے بالکل مطابق ہے (محیط)

اگر غلام مر جائے تو اختیار بدل سکتا ہے۔ (عتابیہ) (اور ان چیزوں میں کسی ایک کو) اختیار کرنا چاہئے بادشاہ کے سامنے ہو یا کسی اور ذمہ دار کے سامنے لازم ہو جانے میں برابر ہے (مبسوط سرخسی) اگر آزاد کرنے والے شریک نے تاوان ادا کر دیا لیکن پھر غلام سے وہ قیمت واپس لے لی اور دوسرے حصہ دار کو اس پر وکیل بنا دیا کہ وہ اس غلام سے کمائی کرا کر وصول کرے تو بھی جائز ہے۔ اگر یہ غلام مر جائے تو اس کا ترکہ سب آزاد کنندہ کو ملے گا۔

اگر صورت مسئلہ وہ رہے جو ابھی گذری صرف اتنا فرق ہو جائے کہ شریک ثانی نے ابھی کچھ جواب اس وکالت کے سلسلہ میں نہیں دیا بلکہ اس غلام کو زخمی کر دیا تو غلام کے لئے تاوان اس حصہ دار کو دینا ضروری ہوگا، کیونکہ یہ غلطی کر چکا اور اب ان کو اس بات کا حق نہ ہوگا کہ غلام سے کمائی کرائیں، کیونکہ اس نے (زخمی کر کے اپنے تمام حقوق ختم کر دئے) اگر دوسرے شریک نے اس غلام کا مال چھین لیا اور مال اتنا ہے کہ جس سے اس کی نصف قیمت ادا ہو سکتی ہے، یا غلام سے قرض لیا، یا اس غلام سے کوئی چیز خریدی تو مالک پر اس معاملہ سے واجب شدہ مال کا ادا کرنا ضروری ہوگا (مبسوط)

آزاد کنندہ کے آسودہ حال اور تنگدست ہونے کا بیان[1]

اگر دو غلام دو مالکوں کے درمیان مشترک ہیں ان میں ایک کی قیمت ایک ہزار اور دوسرے کی قیمت دو ہزار ہے پھر ایک حصہ دار نے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور اس آزاد کرنے والے حصہ دار کے پاس ایک ہزار درم نقد موجود ہیں تو زید تنگدست قرار دیا جائے گا۔ یہ ابن رستم نے امام محمدؒ سے روایت نقل کی ہے اور اگر اس شریک کے پاس ایک ہزار سے کم ہیں تو دوسرا اس کے لئے ضامن ہوگا۔

اگر زید عمر کے درمیان ایک غلام مشترک ہے جس کی قیمت ایک ہزار درم ہے اور زید اور خالد کے درمیان ایک غلام پانچ سو درم قیمت کا مشترک ہے زید نے اپنا حصہ دونوں میں سے آزاد کر دیا اور زید کے پاس نقد پانچ سو روپیہ موجود ہیں تو یہ تنگدست قرار دیا جائے گا (کیونکہ مالدار جب ہوتا جب آزاد شدہ غلاموں کی قیمت کا نصف اس کے پاس نقد موجود ہوتا جس کی مقدار ساڑھے سات سو درم ہوتی۔ لیکن اس کے پاس پانچ سو درم ہیں تو معسر اور تنگدست کہا جائے گا)، اور اگر زید کے پاس پانچ سو درم سے کم ہوں تو وہ اس شریک کے لحاظ سے مالدار ہے جس کے ساتھ اس کی شرکت پانچ سو درم والے غلام میں ہے (ظہیریہ)

ضمانت اور سعایت میں کس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا

(یعنی اگر غلام کی قیمت ایسے شخص سے وصول کرنی ہے جس نے اس کو مار ڈالا ہے، یا غلام سے اپنے حصے کی کمائی کرانی ہے) اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو آزاد کئے جانے والے دن تھی۔ اگر اس دن یہ معلوم ہو کہ اسکی قیمت یہ ہے پھر بعد کو بڑھ گئی یا کم ہو گئی کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ بلکہ قیمت اس دن کی قیمت سے حساب لگا کر کاٹی جائے گی۔ ایسے ہی اگر باندی تھی اس کو آزاد کر دیا گیا اس کے پھر بچہ پیدا ہوا۔ اب اگر اس کی قیمت بڑھتی ہے قابل اعتبار نہیں بلکہ آزادی کے دن جو قیمت تھی اسی کا لحاظ کیا جائے گا (بدائع) اگر وہ غلام جس کو آزاد کیا ہے آزادی والے دن صحیح تھا تندرست و توانا تھا بعد کو اندھا ہو گیا تو نصف قیمت صحیح آنکھ والے کی دینی ہوگی۔ کیونکہ آزادی والے دن صحیح تھا۔ بعد کے اس عیب کا اعتبار نہ ہوگا۔ جیسا کہ جب آزاد کیا تب نابینا تھا اور بعد کو بینا ہو گیا۔ تو نصف قیمت نابینگی کی حالت کی لازم ہوگی۔ (فتح القدیر)

اسی طرح آزاد کرنے والے کی تنگدستی اور مالداری بھی...... اسی دن کے لحاظ سے ہوگی جس دن آزاد کیا ہے، یہاں تک کہ اگر جس دن آزاد کیا مالدار تھا بعد کو تنگدست ہو گیا تو تاوان دینا ضروری ہوگا (کیونکہ غلام کی آزادی کے دن مالدار تھا) یہ ایسا ہی جیسا کہ جب آزاد کیا پریشان حال اور تنگدست تھا بعد کو مالدار ہو گیا تو شریک کو تاوان لینے کا قطعی طور پر حق نہ ہوگا۔ کیونکہ غلام کی آزادی کے دن غریب و تنگدست تھا)

مختلف فیہ قیمت میں کس کا قول معتبر ہوگا

اگر غلام کی قیمت میں اختلاف ہو گیا تو اگر غلام موجود ہو تو موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا اور اگر تلف ہو گیا تو آزاد کرنے والا جو قیمت بیان کرے اس پر فیصلہ ہوگا۔ اور اگر دونوں نے وقت اور قیمت میں اختلاف کیا مثلاً آزاد کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے فلاں روز آزاد کیا، اور

---

[1] فقہاء کے یہاں آسودہ حالی اور تنگدستی کے لئے معیار یہ ہے کہ غلام کی آزادی کے بعد غلام کی نصف قیمت کا نقد مالک ہو اور اگر اس سے کم ملکیت ہے تو وہ تنگدست ہے آسودہ حال نہیں ہے مترجم

اس وقت اس کی قیمت یہ تھی شریک نے کہا کہ تم نے آج آزاد کیا اور آج اس کی قیمت دو سو درہم ہے تو فی الحال آزاد کئے جانے کا فیصلہ ہو گا۔ اسی طرح اگر شریک نے اور غلام نے قیمت میں اختلاف کیا تو بھی یہی تفصیل ہے (محیط سرخسی) اگر آزاد کنندہ شریک کے ورثا اور بقیہ حصہ کے شریک وارثین کے درمیان غلام کی قیمت میں اختلاف ہو گیا تو جو صورت اصل شریکوں کے اختلاف میں فیصلہ کی تھی وہ ہی ان شریکوں کے درمیان ہو گی (محیط)

اگر دونوں شریکوں میں آسودہ حالی اور تنگدستی میں اختلاف ہو گیا تو یہ دیکھیں گے کہ اگر اختلاف غلام کی آزادی کے وقت ہے تو آزاد کنندہ کی بات قابل قبول ہو گی اور گواہ دوسرے کے مقبول ہوں گے (بدائع) اور اگر یہ اختلاف تنگدستی اور مالداری کا غلام کی آزادی کے بعد ہے تو اگر اتنی مدت آزادی کو گذر چکی جس میں حالات باعتبار تنگی اور فراخی کے بدل سکتے ہیں تب تو آزاد کرنے والا کی بات قبول کی جائے گی اور اگر اتنے دن نہیں گذرے تو موجودہ حالت کا اعتبار ہو گا، اگر آزاد کرنے والا فی الحال مالدار ہے تب تو اختلاف ہی ختم ہو گیا لیکن اگر اس کی حالت معلوم نہ ہو سکے تو جیسی حالت آزاد کرنے والا اپنی بتائے گا اسی پر فیصلہ ہو گا۔ (محیط سرخسی)

معتق البعض کو مکاتب بنانے کا بیان

یعنی ایک شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور دوسرے شریک نے اپنے حصہ کی قیمت کی ادائیگی پر آزادی معلق کی!

اگر ایک غلام کے دو مالک ہیں ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا اور دوسرے نے اپنے حصے کی قیمت کی ادائیگی آزادی پر معلق کی اور بدل کتابت درہم و دینار اس قدر طے ہوئے جتنی اس کی قیمت ہے تو یہ عقد صحیح ہے اور اگر قیمت سے کم ہے تب بھی صحیح ہے اور اگر بدل کتابت قیمت سے زیادہ مقرر کیا تو اگر وہ زیادتی معمولی ہے یعنی اس کو برداشت کیا جا سکتا ہے تو بھی صحیح ہے لیکن اگر زیادتی ناقابل تحمل ہے (تو کتابت کو) باقی رکھتے ہوئے زیادتی ختم کر دی جائیگی۔

اگر بدل کتابت سامان طے ہوا ہے تو زیادہ اور کم سب طرح پر جائز ہے۔ اگر جانور پر ہو تب بھی جائز ہے (بدائع) اگر غلام کو سامان پر مکاتب کیا لیکن وہ وقت پر سامان کی ادائیگی نہیں کر سکا تو سامان اس سے ساقط ہو جائے گا اور وہ نصف قیمت کے لئے کوشش کرے گا جیسے کہ بدل کتابت کے طے ہونے (اور آزاد کرنے والے حصہ دار کے غریب ہونے کی صورت میں کرتا) اور اس شریک کو اس بات کا حق نہ ہو گا کہ آزاد کرنے والے شریک اپنے حصہ کی قیمت کا تاوان وصول کرے (مبسوط)

اور اگر آزاد کرنے والے کا شریک مجنوں ہے یا بچہ ہے لیکن اس کا باپ دادا یا ولی موجود ہے تو اس ولی یا وصی کو اختیار ہو گا کہ آزاد کنندہ سے تاوان لے یا غلام سے سعایت کرالے چاہے اس کو مکاتب بنائے لیکن اس کا حق نہ ہو گا کہ غلام کو آزاد کرے یا مدبر بنائے۔ اسی طرح اگر شریک مکاتب ہو یا ایسا ہے کہ جو مقروض ہے تو شرکا میں سے ہر ایک کو اختیار ہو گا چاہے شریک اول کو ذمہ دار ٹھہرا کر اپنے حصہ کی رقم وصول کرے (یا اس حصہ دار کے نادار ہونے کی صورت میں) غلام سے اپنے حصہ کی قیمت کی مقدار کمائی کرائے لیکن یہ حق نہ ہو گا کہ غلام کو آزاد کرے۔ اگر اس غلام پر قرضہ نہ ہو تو اختیار مالک کو ہو گا تو اگر شریک نے اپنے حصے کی قیمت کے لئے غلام سے

محنت کرا کر وصول کر تا طے کر لیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر شریک نابالغ بچہ ہو یا مجنون ہو تو غلام کا ترکہ ان دونوں کا ہوگا اور اگر شریک مکاتب ہے یا وہ غلام ہے کہ اسکے مالک نے اس کو تجارت کی اجازت دے رکھی ہے تو غلام کا ترکہ اس کے مالک کو ملے گا (بدائع)

اور اگر بچہ کا باپ نہ ہو نہ باپ کا وصی ہو مگر ماں کا وصی موجود ہے اور یہ غلام ایسا ہے کہ اس بچہ نے اس کو ماں کی میراث میں پایا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کے بارے میں کچھ منقول نہیں، لیکن حاکم ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے استاذ فقیہ ابو بکر بلخی سے اس کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں کا وصی تو موجود ہے لیکن اس کا وصی نہیں تو اس وصی کو اختیار ہو گا کہ آزاد کرنے والے سے تاوان لے لے اور چاہے غلام سے محنت کرا کر اس بچہ کے حصہ کی قیمت کے مقدار وصول کرے۔

لیکن اس کا حق اس وصی کو نہیں کہ اس غلام کو مکاتب بنا دے، اگرچہ محنت کرا کر مقدار حصہ وصول کرنا بھی اسی معنی صورت ہے (محیط) اگر اس غلام میں باقی حصہ کا مالک بچہ ہے یا مجنون ہے، اور ان دونوں کا نہ کوئی سرپرست ہے نہ خیر خواہ تو حاکم شرعی کسی ایسے بھلے آدمی کو مقرر کرے جو ان کے لئے تاوان لینے یا کمائی کرنے یا مکاتب میں سے جو بہتر ہو اس کو اختیار کرے لیکن اگر کوئی حاکم نہ ہو تو ان کے حصہ کے متعلق معاملہ اس وقت تک موقوف رہے گا جب تک یہ بچہ سن بلوغ کو نہ پہونچ جائے، اور مجنوں کو جنون سے افاقہ نہ ہو تو یہ دونوں ان پانچوں صورتوں میں سے جس کو چاہیں گے اختیار کریں گے (بدائع)

اگر شریک نے اپنے لئے ان صورتوں میں سے کسی ایک کو اختیار نہیں کیا تھا کہ غلام مر گیا۔ اگر آزاد کرنے والا مالدار یعنی وسعت ہے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور روایت یہ ہے کہ اس کو اب بھی پہلے کی طرح بدستور اختیارات حاصل ہوں گے۔ لیکن شیخ الاسلام نے اپنی شرح میں فرمایا، کہ اس صورت میں بلا کسی اختلاف کے اتنی بات ضروری ہے کہ آزاد کرنے والے سے اپنے حصے کی قیمت لے لے اور اگر غلام نے آزاد ہو جانے کے بعد کچھ کمائی چھوڑی ہے تو اس میں سے سعایت لے سکتا ہے یا نہیں اس میں فقہا اور مشائخ نے اختلاف فرمایا، لیکن عامۂ مشائخ کے نزدیک اس کو لینے کا اختیار نہیں۔ اسی طرف امام محمد نے اصل میں اشارہ فرمایا ہے۔ یہ سب تفصیلات اس وقت ہیں جب کہ شریک کے ان میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے سے پہلے غلام مر گیا اور آزاد کرنے والا حصہ دار صاحب وسعت مالدار ہے، لیکن اگر آزاد کنندہ غریب و نادار ہے باقی صورت وہی ہے جو اوپر گذری، اور غلام نے آزاد ہونے کے بعد کمائی کی ہے وہ رقم اس آزاد کنندہ کے پاس یا کسی اور کے پاس موجود ہے، تو شریک اپنے حصے کی قیمت اس کمائی میں سے لے سکتا ہے۔ اور اگر غلام نے مال قطعاً نہیں چھوڑا تو اسی کے حصہ کی قیمت غلام کے ذمہ قرضہ رہے گی یا پھر شریک اس کو معاف کر دے۔ اور اگر آزاد کرنے والے شریک نے تاوان دیا تو اس غلام کے ترکہ میں سے وہ لے لے گا اور اگر ترکہ نہیں ہے تو اس غلام پر قرض رہے گا۔ (بدائع) اگر اس غلام نے ایسا مال چھوڑا کہ جس کا .... کچھ حصہ آزادی سے پہلے کمایا ہوا ہے اور کچھ حصہ بعد کو کمایا ہے (یعنی دونوں طرح کی کمائیوں سے مخلوط ہے) تو اس کی تقسیم اس طریقے سے ہوگی کہ جو مال آزادی سے پہلے کمایا ہے وہ دونوں مالکوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ اور جو کچھ آزادی کے بعد کمایا ہے وہ غلام کا ترکہ ہوگا وہ دوسرا شریک لے لے گا۔ یا اگر آزاد کنندہ نے تاوان دیا ہے تو اس رقم کو وہ رکھ لے گا۔ اگر اپنا حق لینے کے بعد کچھ مال باقی رہا تو وہ اسی آزاد کرنے والے کو میراث میں ملے گا۔ اگر دونوں شریکوں

ملہ مم کتاب ملہ لیکن یہ چیز دنیا تک ہے آخرت میں اس پر کچھ نہیں۔ کما قال الشیخ امیر علی رحمۃ اللہ علیہ۔

میں اختلاف ہو گیا ایک یوں کہتا ہے کہ یہ وہ مال ہے جو اس نے آزادی سے پہلے کمایا ہے اسلئے ہم دونوں کے درمیان مشترک ہے دوسرے نے کہا کہ آزادی کے بعد کمایا ہے۔ فیصلہ یہ ہے کہ یہ سب مال آزادی کے بعد ہی کا کمایا ہوا اقرار دیا جائے گا۔ ان دونوں میں سے اگر کسی ایک نے آزادی سے پہلے کی تاریخ بیان کی تو بھی قابل قبول نہ ہوگی۔ البتہ اگر دلیل ہے اور معقول دلیل ہے تب معتبر ہوگی (مبسوط)

اگر شریک کا انتقال ہو گیا تو اس کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے تو بقیہ حصہ کو آزاد کر دیں یا اول شریک سے ضمان لیں، یا غلام سے کہیں کہ ہمارے حصہ کی قیمت کما کر دیدو (محیط سرخسی)، اگر اس شریک کے ورثاء نے آزاد کرنے والے سے ضمان لے لیا تو غلام کے ترکہ کی ملکیت صرف آزاد کنندہ کی ہے (وجہ ظاہر ہے مترجم) اگر وارثین نے اپنا حصہ آزاد کر دیا یا غلام سے وصول کرنا طے پایا تو ان کے حصہ کی میراث میت کے وارثین میں سے نہ مردوں کو ملے گی نہ عورتوں کو، اگر کسی نے آزاد کنندہ سے ضمان لے لیا اور دوسرے وارثین نے غلام سے بقیہ محنت کرا کر وصول کیا تو ان کا صرف وہی ہے جو انہوں نے پسند کر لیا ہے۔ (یعنی میراث میں ان کا حصہ نہیں بلکہ جو غلام کے بارے میں فیصلہ کیا جا رہا ہے اور جو وارث فیصلہ کرنے والے ہیں وہ اپنے حق میں فیصلے کر رہے ہیں) امام حسنؒ نے امام اعظمؒ سے نقل فرمایا ہے کہ وارثوں کو اس طرح کی تقسیم اور تفریق[1] کا حق نہیں ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ صرف ضمان لیں یا صرف غلام سے نوکری کے ذریعہ اپنے حصہ کی رقم وصول کریں اور اس پر سب کا اتفاق ہو جائے یہی زیادہ صحیح ہے۔ (مبسوط)

اگر آزاد کنندہ مر گیا اور اس نے تندرستی کے زمانہ میں غلام آزاد کیا تو بالاتفاق اس کے ترکہ میں سے نصف قیمت لی جائے گی۔ لیکن اگر بیماری کے زمانہ میں آزاد کیا تو اب اس کے ذمہ کچھ نہیں اسلئے اس صورت میں اس کے ترکہ میں سے نہیں لیا جائے گا یہ امام اعظمؒ کا فرمودہ ہے (بدائع)

لیکن غلام مذکور امام صاحبؒ کے نزدیک سعایت کرے گا اور اس سے جو کچھ حاصل ہوگا وہ اپنے مالک کو دے گا۔ اگر ایک غلام دو شریکوں کے درمیان مشترک ہے جن میں سے ایک نے اپنا حصہ تو آزاد کر دیا اور دوسرا شریک دو چیزیں چاہتا ہے اول اپنے حصہ میں سے کچھ تو بطور ضمان کے شریک اول سے وصول کرے اور بقیہ کی غلام سے سعی کرائے۔ فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ اس کے لئے ہمارے یہاں کوئی روایت نہیں۔

بعض نے یہ کہا کہ اس کو اسی کا اختیار ہے اور بعض نے اس تفریق سے منع کیا ہے یہ ہی مختلف روایات زیادات کے کتاب الغصب میں موجود ہیں ایسا ہی ظہیریہ میں ہے۔ منتقی میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک غلام دو کے درمیان مشترک ہے ایک شریک نے آزاد کیا لیکن وہ تنگدست ہے اسلئے غلام پر سعایت لازم ہوئی اس نے اس سے انکار کیا تو یہ غلام معتق اس شخص کی طرح ہے جیسے کہ ایک مقروض آزاد ہوتا ہے لیکن اس قرض کی ادائیگی کی صورت یہ بنے گی کہ اگر وہ سمجھدار ہے اور کوئی صنعت جیسے بڑھئی کا کام سے جانتا ہے تو اس کام کو کر کے اس قرض کو ادا کرے، منتقی ہی میں لکھا ہے کہ اگر ایک غلام ہے لیکن کم سن نوعمر ہے اور دو شریکوں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے اس شریک نے

---

[1] یعنی بعض وارث آزاد کنندہ سے رقم لے لیں اور بعض ورثاء میت غلام سے سعایت کریں بلکہ جو طے پائے وہ ان میں سے ایک چیز ہونی چاہئے چاہے ضمان ہو یا سعایت یا ان کے علاوہ (مترجم)

اپنا حصہ آزاد کر دیا تنگدست و پریشان حال ہے، اگر غلام سمجھدار ہے اور مالک اس کی اجرت سے اپنے حصے کی رقم وصول کرنا چاہتا ہے اور غلام اس پر راضی ہے تو یہ صورت اس کے قرض کی ادائیگی کی ہو سکتی ہے (ذخیرہ) اگر دو شریکوں میں سے ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کی اجازت سے آزاد کیا اب ضمان واجب نہیں ہوگا البتہ شریک اول غلام سے سعی کرا سکتا ہے، یہ ظاہر الروایت ہے، یہی بحرالرائق میں ہے۔

ایک شخص نے روپیہ اپنے پاس سے دیا اور کسی دوسرے شخص کو نصف منافع پر اس پر آمادہ کیا کہ وہ اس رقم سے تجارت کرے اس نے ایک ہزار روپے سے دو غلام خریدے۔ اصل مالک نے ان کو آزاد کیا دونوں آزاد ہو جائیں گے لیکن یہ مضارب جس کے ساتھ نفع میں اشتراک تھا اس کے حق کا ضامن ہوگا چاہے مالدار ہو یا نادار (کافی) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک غلام دو مالکوں کے درمیان مشترک ہے ایک مالک نے تنگدستی کے زمانہ میں بلا کسی تعین کے یہ کہا کہ ان میں سے ایک آزاد ہے، پھر وہ مالدار ہو گیا اور اپنے اس سابقہ قول کی تعین کی کہ میری مراد فلاں غلام ہے، آزادی کے بعد نصف قیمت کا ذمہ دار ہوگا اور اگر مالدار ہو چکا لیکن تعین سے پہلے انتقال ہو گیا تو دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کی چوتھائی (قیمت کل نصف قیمت) اس کے ترکہ سے اس شریک کو دلائی جائے گی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیمت اس دن کی معتبر ہوگی جس دن اس نے آزادی کو کہا تھا۔

چند شریکوں میں مشترک غلام کے مسائل

اگر ایک غلام جماعت کے درمیان مشترک ہے، ایک حصہ دار نے اپنا حصہ آزاد کیا، باقی شریکوں نے مختلف چیزیں پسند کیں کسی نے آزاد کنندہ سے ضمان لینا اختیار کیا کسی نے آزاد کرنا یا کسی نے سعایت کرانا، سیدنا امام اعظم فرماتے ہیں کہ ہر ایک کے لئے وہی ہوگا جو اس نے اختیار کیا ہے (محیط)، امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک غلام تین شخصوں میں مشترک ہے اول ایک مالک نے اپنا حصہ آزاد کیا پھر دوسرے مالک نے تیسرا شخص صرف اول آزاد کرنے والے سے ضمان لے سکتا ہے ورنہ تو مدبر یا مکاتب بنا دے یا سعی کرائے لیکن اس کا حق قطعاً نہ ہوگا کہ دوسرے آزاد کرنے والے سے ضمان لے ...... اگرچہ وہ مالدار بھی ہو (بدائع) اگر ایک شریک نے تو آزاد کیا اور دوسرے شریک نے اس کو مکاتب بنا دیا اور تیسرے نے اسی وقت مدبر بنا دیا، ان شرکاء میں سے کسی شریک کو دوسرے شریک سے رجوع کا حق نہیں ہوگا کیونکہ اب اپنے اپنے حقوق اور حصوں میں تصرف کر چکے ہیں) لیکن اگر پہلے حصہ دار نے اس کو مدبر بنا دیا پھر دوسرے نے اس کو آزاد کر دیا تیسرے نے اس کو مکاتب بنا دیا تو شریک اول یعنی مدبر بنانے والا شریک ثانی یعنی آزاد کرنے والے سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرے گا اور مکاتب بنانے والا کسی سے قیمت نہیں لے سکتا اور اگر پہلے شریک نے مدبر بنایا اور دوسرے شریک نے مکاتب بنایا اور تیسرے شریک نے آزاد کیا تو مدبر کرنے والے اور آزادی دینے والے کا حکم وہی ہے جو ابھی ذکر کیا گیا، رہا مکاتب بنانے والا تو اگر مکاتب بدل کتابت سے عاجز ہو جائے تو آزاد کنندہ سے مکاتب اپنے حصہ کی قیمت ضرور لے گا اور اگر پہلے شریک نے مکاتب کیا اور دوسرے شریک نے مدبر بنایا اور پھر تیسرے حصہ دار نے آزاد کر دیا اگر غلام بدل کتابت کی ادائیگی سے عاجز نہ ہوا تو مکاتب کنندہ کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور کسی پر کسی کے حصہ کا ضمان نہیں ہے لیکن اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو مدبر کرنے والے سے تہائی قیمت اپنے حصہ کی لے لے گا آزاد کنندہ سے کوئی کچھ نہیں لے سکتا (محیط سرخسی)

ایک غلام ہے تین اس کے مالک ہیں ایک شریک نے مدبر بنا دیا دوسرے حصہ دار نے اپنا حصہ آزاد کر دیا یہ دونوں مالدار تھے

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدبر کرنے والے کا مدبر بنانا اس کے حصہ تک رہے گا اور دوسرے کا آزاد کرنا بھی درست رہا۔ (یعنی تیسرے کے حصہ کا معاملہ) تو تیسرے شریک کو اختیار ہے کہ تہائی قیمت مدبر کنندہ سے وصول کرے یا غلام سے سعی کرائے یا آزاد کرے، اس کا اختیار قطعی طور پر نہیں کہ آزاد کرنے والے سے کچھ وصول کرے، اگر تیسرے شریک نے مدبر کنندہ سے ضمان لے لیا اور اپنے حصے کی قیمت پر قابض ہو گیا، تب مدبر کنندہ کو اس کا حق ہو گا کہ غلام سے کمائی کرا کر اس تہائی قیمت کو وصول کرے (مبسوط شمس الائمہ سرخسی)

لیکن اگر مدبر کرنے والا تنگدست و پریشان حال ہے تو غلام سے تیسرا شریک سعی کرا کر اپنے حصے کی قیمت وصول کرے کسی سے تاوان کا حق نہ ہو گا۔ اگر مدبر کنندہ نے تاوان دیا تو مدبر کنندہ اس غلام میں دو حصوں کا حق دار ہو گیا اور آزاد کنندہ کا ایک حصہ کا، اسلئے غلام کے ترکہ میں دو حصے مدبر کرنے والے کے ہوں گے اور ایک حصہ آزاد کرنے والے کا ہو گا اور اگر شریک ثالث نے غلام سے سعی کرا کر روپیہ وصول کیا تو غلام کا ترکہ سب کو الگ حصہ رسد پہونچے گی (یعنی ایک ایک تہائی سب کو الگ الگ ملے گا) (غایۃ البیان)

اور مدبر کنندہ کو بھی اختیار ہے جس نے آزاد کیا ہے اس سے اپنے حصے کی قیمت لے لے لیکن قیمت ایسے غلام کی لگائی جائیگی کہ جو مدبر ہونے کے بعد فروخت کیا جائے گا (اس کی قیمت بہت کم لگے گی) جتنا اس نے تیسرے شریک کو خالص غلام کی قیمت سے تہائی دیا ہے اتنا وصول نہیں کر سکتا (کیونکہ ایسے غلام کی قیمت جس میں مدبر یا مکاتب ہو زیادہ نہ ہو گی اس غلام کی بہ نسبت جو مدبر مکاتب ہو چکا ہے (مترجم)

پھر یہ آزاد کنندہ سے اس رقم کو وصول کرے اور اس غلام کا ترکہ مدبر کنندہ کے درمیان اس طریقہ سے تقسیم کی جائیگی کہ دو حصہ مدبر کنندہ کے ہوں گے اور ایک حصہ آزاد کنندہ کا ہو گا اور مدبر کرنے والے حصہ دار کو اختیار ہے چاہے اپنے حصہ کو مدبر بنائے یا غلام سے کوشش کرا کے محنت اور کمائی کرائے (مبسوط شمس الائمہ) اور اگر مدبر کرنے والے سے آزاد کرنے والے نے اپنے حصہ کا ضمان لینا اختیار کیا تو آزاد کرنے والا اس کا حق بھی رکھتا ہے کہ غلام سے سعایت کرا کر ادا کرے (بدائع) یہ جب ہے جب کہ آزاد کنندہ فارغ البال مالدار ہو لیکن اگر وہ تنگدست و پریشان ہے تو مدبر کرنے والا اس کو اپنے حصہ کی قیمت کا ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتا ہاں غلام سے سعایت کرا سکتا ہے (غایۃ البیان) اگر تیسرے شریک نے مدبر کرنے والے سے اپنے حصہ کا ضمان لے لیا پھر تیسرے شریک نے اپنے حصہ کو آزاد کر دیا تو مدبر کنندہ آزاد کرنے والے سے دو تہائی قیمت لے لے گا جس کا تجزیہ اس طریقے سے کیا جائے گا کہ ایک حصہ تو غلام کے مدبر ہونے کے بعد کے لحاظ سے ہو گا (اس میں قیمت کم لگے گی) اور ایک حصہ خالص غلام ہونے کے لحاظ سے ہو گا (اب قیمت مدبر ہونے کی حالت کے بہ نسبت زیادہ ہو گی) نہایۃ از مترجم

قیمت میں تفاوت غلام اور مدبر کے درمیان اور اس کے لئے ضابطہ

معیار اور قاعدہ مدبر اور غلام کی قیمت کے لئے دو ہیں اول یہ کہ خالص غلام کی قیمت کا تہائی مدبر کی قیمت ہوگی، دوسرے یہ کہ نصف (یعنی اگر غلام کی قیمت تین ہزار روپے ہے تو پہلے قاعدہ کی رو سے ایک ہزار روپیہ مدبر غلام کی قیمت ہو گی اور دوسرے قاعدہ کے مطابق پندرہ سو روپیہ ہو گی۔) کا میلان اسی طرف ہے اسی پر فتویٰ ہے یہی کافی میں ہے۔ اگر ایک غلام تین شریکوں میں مشترک ہے۔ ایک شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور دوسرے نے

مدبر کیا، تیسرے نے مکاتب بنایا یہ معلوم نہیں کہ اول کون ہے۔ امام صاحبؒ کے فرمانے پر ہم کہتے ہیں کہ آزاد کنندہ کا آزاد کرنا بالکل صحیح ہے اور چونکہ یہ متعین نہیں ہو سکا کہ اول کون ہے اس ابہام کی وجہ سے) یہ کہا جائے گا کہ کسی پر ضمان نہیں ہے جس نے مدبر بنایا ہے اس کا مدبر بنانا بھی صحیح ہے اس کے حصے میں یہ جاری و ساری ہو گا اور اس کو اختیار ہو گا کہ یا تو غلام سے سعی کرائے یا آزاد کنندہ سے قیمت چھٹے حصے کی لے لیکن یہ قیمت خالص غلام کی نہ لے گی بلکہ غلام مدبر کی ہو گی۔ (جو بہ نسبت خالص غلام کی قیمت کے کم ہو گی)

رہا مکاتب کرنے والا تو اگر وہ بدل کتابت ادا کر رہا ہے تو فبہا ورنہ آزاد کنندہ اور مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت آدھی آدھی وصول کرے بشرطیکہ دونوں مالدار ہوں اور یہ دونوں جو کچھ دیں گے وہ اگر چاہیں تو غلام سے لے سکتے ہیں، جس صورت میں غلام بدل کتابت ادا کر رہا ہے اس کا ترکہ سب میں مشترک ہو گا لیکن آخری صورت میں صرف ان دو کے درمیان مشترک ہو گا کیونکہ تیسرا حصہ بھی ایک نوعیت سے ان کا ہو چکا ہے (مبسوط) اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو مکاتب کنندہ کو اختیار ہے چاہے آزاد کردے یا غلام سے سعایت کرائے۔ (منابیع)

مشترک غلام میں مختلف تصرفات

ایک غلام پانچ شریکوں کے درمیان مشترک ہے ایک شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا، دوسرے شریک نے اپنے حصہ کو مدبر بنایا تیسرے نے اپنا حصہ مکاتب کیا چوتھے نے اپنا حصہ فروخت کیا، پانچویں نے اپنے حصہ پر کسی عورت سے نکاح کر لیا، یہ معلوم نہیں کہ اول کون ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس غلام میں آزادی اور مدبریت کا وہی حکم ہے جو ابھی گذرا صرف اتنا فرق ہے کہ ضمان یا سعی کا سلسلہ پہلی صورت میں تہائی سے متعلق تھا اور اب پانچویں حصہ سے متعلق ہو گا، رہا اس غلام کے ایک حصہ کا فروخت شدہ ہونا تو اگر سب کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ یہ بیع آزادی کے بعد یا مدبر بنانے کے بعد ہوئی ہے لیکن فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ آزاد کرنے سے پہلے ہوئی ہے اور غلام ابھی اسی شریک کے قبضہ میں ہے خود خرید نے والا پہلے لوگوں کا ہم نوا ہے اور ان کی تائید کر رہا ہے کہ آزادی کے بعد بیچا گیا ہے تو یہ بیع باطل ہو گی، اگر دونوں اس پر متفق ہو گئے کہ آزادی سے پہلے فروخت کیا گیا ہے تو خریدنے والے کو حق حاصل ہے چاہے بیع باقی رکھے یا فسخ کر دے یا اپنا حصہ آزاد کر دے یا اس غلام سے سعایت کرائے اس کا ترکہ بھی مشترکہ ہو گا (بقیہ حصہ داروں میں) آزاد کنندہ مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت لینے کا اختیار رکھتا ہے بشرطیکہ دونوں مالدار ہوں پھر دونوں اس مال کو غلام سے واپس لیں گے۔ (اور چونکہ ایک حصہ مہر بنایا گیا ہے عورت کا) اس لئے اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ یہ حصہ مہر کب اور کس حالت میں بنا ہے اگر اس پر اتفاق ہے کہ آزاد کرنے والا اور مدبر بنانے کے بعد نکاح میں مہر بنایا گیا ہے تو صحیح ہے اور اس کے شوہر پر غلام کے پانچویں حصہ کی قیمت واجب ہو گی اور اگر اس پر اتفاق کیا ہے کہ شادی آزادی اور مدبر ہونے سے پہلے ہوئی اور مہر بھی پہلے بنایا گیا ہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے غلام میں جو حصہ ہے اس سے دست بردار ہو کر شوہر سے پانچویں حصہ کی قیمت لے یا اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے کہے کہ وہ اس کے حصہ کی مقدار قیمت کما کر دے اور پانچواں حصہ ترکہ کا اس عورت کا بھی ہو گا، عورت کو اس کا بھی اختیار ہے کہ آزاد کنندہ اور مدبر کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت آدھی آدھی وصول کرے، مکاتب بنانے والے کا حصہ اس کا حکم یہاں بھی وہی ہے جو ابھی گذرا کہ اگر غلام نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وہ آزاد ہے اگر وہ ادا نہ کر سکا تو اس کو اختیار ہے کہ آزاد کرنے والے اور مدبر کرنے والے سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کر لے، اگر دونوں مالدار ہیں تو آدھا آدھا ادا کریں، اگر

غلام میں کوئی چھٹا شریک ایسا نکل آیا جس نے اپنا حصہ کسی کم سن بچہ کو ہبہ کر دیا ہو اور یہ بات مجہول ہے کہ اس کا یہ ہبہ اس غلام کی آزادی سے پہلے ہے یا بعد تو اس کی تحقیق اس بچہ کے باپ سے کی جائیگی اور ان کا قول معتبر ہوگا۔ اگر اس نے کہا کہ آزادی کے بعد ہبہ ہوا ہے تو ہبہ باطل ہے اگر اس نے کہا کہ آزادی سے پہلے ہوا ہے تو درست ہے اور جائز ہے اور اس بچہ کا باپ اپنے بیٹے کے قائم مقام اس غلام میں حصہ دار ہوگا اور سبھی ایسے تصرفات بھی کر سکتا ہے جیسے خود یہ بچہ بالغ ہونے کے بعد کر سکتا ہے۔

باپ کے اختیارات محدود ہوں گے

چنانچہ باپ کو (بقیہ شرکاء سے) ضمان لینے اور غلام سے سعایت کرانے کا پورا پورا حق ہوگا، لیکن اس بات کا حق نہیں کہ اس حصہ کو آزاد بھی کر دے (تاوان لینے کی صورت میں باپ بیٹے کا قائم مقام ہو کر آزاد کنندہ اور مدبر کنندہ سے اگر وہ دونوں مالدار ہیں تو باپ ہر ایک سے چھٹے حصے کی قیمت لے لیگا (اگر یہ دونوں تنگدست ہوں تو)، باپ اپنے بیٹے کے لئے غلام سے سعایت بھی اگر چاہے تو کرا سکتا ہے (مبسوط)

مشترک غلام کی ایک خاص صورت

ہشام نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اگر ایک غلام میں تین آدمی مشترک ہیں (اور اشتراک کی صورت سب کی برابر نہیں مترجم) بلکہ ایک شریک کا حصہ غلام میں نصف ہے اور دوسرے کا تہائی اور تیسرے کا چھٹا حصہ ہے اول کے دونوں شریکوں نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو چھٹے حصہ والے یعنی تیسرے شریک کے حصہ کی قیمت کا ضمان دونوں پر ہوگا۔ آدھا پہلا شریک دے گا اور آدھا دوسرا شریک (کیونکہ ان دونوں کے آزاد کرنے سے اس کے حصے میں نقصان آیا ہے) اور اس غلام کے ترکہ کی تقسیم ان دونوں شریکوں کے درمیان باعتبار ملکیت اور تاوان کے ہوگی۔ پہلا شریک چونکہ نصف کا مالک تھا اور چھٹے حصے کے نصف کا ضمان دیا ہے اسلئے نصف اس کے اصل ملکیت کی وجہ سے اور چھٹے حصے کا نصف تاوان کی وجہ سے ترکہ سے ملے گا ایسے ہی دوسرا شریک تہائی ملکیت کی وجہ سے ترکہ سے اور چھٹے حصے کا نصف تاوان کی وجہ سے ترکہ سے ملے گا (غرض ترکہ ان دونوں شریکوں کو ملکیت اور تاوان دونوں کی رعایت رکھتے ہوئے ملے گا۔ مترجم (محیط سرخسی)

بیٹا باپ کی ملکیت میں آکر آزاد ہو جائے گا

اگر ایک شخص اپنے بیٹے کا مالک خرید نے یا صدقہ یا میراث کی وجہ سے ہوا، باپ کا حصہ آزاد ہو جائے گا خواہ دوسرا شریک اس کا علم رکھتا ہو کہ یہ میرے شریک کا بیٹا ہے یہ نہ معلوم ہو کہ باپ اس کے حصہ کی قیمت کا ذمہ دار ہوگا (عینی شرح کنز) خواہ باپ تنگدست ہو یا مفلوک الحال ہو۔ بہر صورت اس کے حصے کی قیمت ادا کرنی ہوگی (تاتارخانیہ از ینابیع) رہا شریک کا حصہ تو اس کو اختیار ہوگا چاہے اپنا حصہ بھی آزاد کر دے یا غلام سے نوکری کرا کر قیمت وصول کرے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے زیادہ اختیار نہیں ہے، لیکن صاحبین رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ میراث کی صورت کے علاوہ اور ملکیت کی جس قدر صورتیں ہیں سب میں باپ بیٹے کی قیمت کا ذمہ دار ہوگا بشرطیکہ مالدار ہو اور اگر مفلس ہے تو بیٹے سے سعی کرائی جائے گی شریک کے حصے کی (عینی شرح کنز) اس پر سب کا اجماع ہے کہ اگر بیٹے کو باپ اور دوسرے شریک دونوں نے میراث میں پایا تو باپ کی ملکیت میں آتے ہی وہ آزاد ہو گا اور باپ ہرگز ضامن نہ ہوگا اور یہ حکم صرف

بیٹے میں نہیں بلکہ ہر وہ رشتہ دار جو ملکیت میں آکر آزاد ہو جائے اس کا بھی یہی حکم ہے (فتح القدیر)

اگر صورت اس طرح ہے کہ پہلے کسی اجنبی نے غلام کا نصف حصہ خریدا پھر اس کے باپ نے نصف بقیہ کو بھی خریدا، اور باپ صاحب وسعت ہے مالدار ہے تو اجنبی شریک کو اختیار ہے چاہے باپ سے ضمان لے یا غلام سے سعی کرائے یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے (ہدایہ) چاہے اپنا حصہ آزاد کردے (غایۃ البیان) اگر کسی شخص نے اپنا نصف حصہ غلام میں سے بیچ دیا یا ہبہ کر دیا اتفاق سے یہ معاملہ ایسے شخص کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ جس کی ملکیت میں جاکر ذی رحم محرم ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا تو وہ اپنے شریک کے لئے ضامن نہ ہوگا یہ ہو سکتا ہے کہ غلام سے سعی کرائی جائے اور وہ اس ذریعہ کو شریک کے حصہ کی قیمت ادا کرے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا ہے (محیط سرخسی)

ہمارے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر ایک شریک نے چند شرکاء میں سے اپنا حصہ غلام کے کسی ذی رحم محرم کو فروخت کیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہوگا کہ خریدنے والے سے اپنے حصہ کا تاوان لے اگر وہ مالدار ہو لیکن اس کو بائع سے تاوان لینے کا حق نہ ہوگا (غایۃ السروجی)

اور اگر مشتری مالدار نہیں تو غلام سعی کر کے کما کر دے گا اس پر اجماع ہے (ینابیع)

وراثت میں ملے ہوئے غلام کے لئے بھائی ہونے کا دعوی

دو بھائیوں کو باپ کی میراث میں ایک غلام ملا جن میں سے ایک بھائی نے یہ دعوی کیا کہ یہ غلام میرا علاتی بھائی ہے۔ لیکن دوسرا بھائی انکار کرتا ہے تو اقرار کنندہ انکار کنندہ کے لئے اس کے حصہ کے سلسلہ میں ضامن نہ ہوگا، البتہ غلام مذکور اس کے حصہ کے لئے کما کر قیمت ادا کرے گا۔ اگر اس نے بجائے علاتی کے اخیافی یعنی ماں کی جانب سے بھائی ہونا بتایا حالانکہ اس کا کوئی بھائی اس دعوے سے پہلے ماں کی طرف سے مشہور نہیں تو اب بھی دوسرے حصہ کا ضامن نہ ہوگا (محیط سرخسی)

مشترک باندی کے مسائل

اگر ایک باندی جو زید اور عمر کے درمیان مشترک ہے زید نے اپنا حصہ آزاد کیا اس کے آزادی کے بعد بچہ پیدا ہوا، عمر کو اختیار ہے کہ زید سے اپنے حصہ کی قیمت جس دن آزاد کیا اس کے لحاظ سے لے لیکن بچہ کی قیمت میں کوئی ضمان نہیں لے سکتا (مبسوط) ایک باندی کے دو مالکوں میں سے ایک شریک نے کہا کہ جو اس کے پیٹ میں ہے میں نے آزاد کیا، اتفاق سے اس کے جوڑواں بچے پیدا ہوئے (یعنی دو بچے یکے بعد دیگرے تولد ہوئے) مگر دونوں مردہ تو آزاد کنندہ پر کسی طرح کا ضمان نہیں ہے البتہ اگر دونوں زندہ ہیں تو ضامن ہوگا۔ (بحر الرائق)، اگر دو شریکوں میں سے ایک نے حاملہ باندی کو آزاد کیا دوسرے نے اس کے حمل میں جو کچھ ہے اس کو آزاد کیا اب اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ شریک اول اپنے حصہ کی قیمت لے نہیں سکتا، البتہ جو کچھ اس نے کیا ہے اس کے بدلے سعایت کرا سکتا ہے اگر دونوں نے باندی کے پیٹ میں جو کچھ تھا اس کو آزاد کیا پھر ان میں سے ایک نے باندی کو آزاد کیا اگر وہ مالدار ہے تو شریک ثانی اس سے اپنے حصہ کی قیمت کا ذمہ دار ٹھہرائے گا اور قیمت نصف باندی کی وصول کرے گا (مبسوط)

غلام کی آزادی کو کسی کے مخصوص فعل پر معلق کرنا

اگر دو شریکوں میں سے ایک نے غلام کی آزادی کو آئندہ دن کسی شخص کے مخصوص فعل کے کرنے پر موقوف کیا مثلاً ایسے کہا کہ اگر کل کو زید گھر میں داخل ہوا تو تم آزاد ہو اور دوسرے شریک نے اس کے برعکس آزادی موقوف کی

یعنی اگر زید گھر میں کل کو داخل نہ ہو تو تم آزاد ہو. کل گذر گئی اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ زید داخل ہوا یا نہیں (تو چونکہ دو صورتوں میں ایک ضرور ہوئی ہوگی) اس لئے اس غلام کا نصف حصہ آزاد ہوگا اور نصف قیمت کے لئے دونوں شریکوں کے واسطے سعایت کرے گا جس کو دونوں آدھا آدھا تقسیم کرلیں گے چاہے دونوں مالدار ہوں یا تنگدست، یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے، یا ایک مالدار اور ایک تنگدست ہو یہ امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے۔ دونوں کا تنگدست ہونا شرط ہے (عینی شرح کنز)

دو غلام زید عمر کے درمیان مشترک ہیں، زید نے کہا کہ اگر فلاں شخص اس گھر میں آج داخل ہوا تو تم آزاد ہو، عمر نے کہا کہ اگر فلاں آج اس گھر میں داخل ہوا تو تم آزاد ہو، پھر دونوں مالکوں نے متفقہ طور پر کہا کہ ہمیں اس کا داخل ہونا یا نہ ہونا بالکل معلوم نہیں، ان دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کا چوتھائی حصہ آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک اپنے تین چوتھائی کے لئے سعی کرے گا۔ جو دونوں شریکوں کے درمیان نصف نصف مشترک ہوگی۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کرکے یہی کہا جائیگا کہ ہر ایک غلام اپنی پوری قیمت کے لئے سعی کرے جو دونوں کے درمیان نصف نصف مشترک ہوگی (بدائع) اور اگر شریکوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم آج اس گھر میں داخل ہوئے تو آزاد ہو اور دوسرے نے کہا کہ اگر داخل نہ ہوئے تو آزاد ہو. یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ داخل ہوا یا نہیں تو اس کا نصف آزاد ہو جائے گا اور نصف کے لئے سعی کرے گا جو دونوں کے درمیان نصف نصف مشترک ہوگی، یہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے، خواہ دونوں شریک تنگدست ہوں یا مالدار ہوں (محیط)

کسی شرط پر معلق کئے ہوئے غلام کی آزادی میں اختلاف ہو جائے تو فیصلہ کی کیا صورت ہے؟

ایک غلام دو کے درمیان مشترک ہے ایک نے اس کی آزادی کی قسم کھائی کہ وہ گھر میں داخل ہوگیا، دوسرے شریک نے اس پر قسم کھائی کہ وہ داخل نہیں ہوا تو آدھا غلام آزاد ہو جائیگا اور بقیہ آدھے کے لئے سعی کرے گا، جو دونوں کے درمیان مشترک ہوگی۔ خواہ دونوں تنگدست ہوں یا مالدار ہوں، یہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے۔ ایضاح میں لکھا ہے کہ ایک غلام دو کے درمیان مشترک ہے ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں نے تم سے تمہارا حصہ کل گذشتہ خریدا ہو تو وہ آزاد ہے، دوسرے نے کہا کہ اگر میں نے اپنا حصہ کل گذشتہ آپ کو فروخت نہ کیا تو وہ آزاد ہے تو غلام آزاد ہو جائے گا، اسلئے کہ دونوں میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ دوسرا حانث ہے اس میں جو مدعی بیع ہے اس سے کہا جائے گا کہ ان کے فروخت کرنے پر گواہ پیش کرو، اگر اس نے گواہ قائم کر دیئے تو بیع تسلیم کرتے ہوئے قیمت کی ڈگری کردی جائے گی اور مشتری کی طرف سے بدون کمائی کرانے غلام آزاد کیا جائے گا اور اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں اور اس نے خریدنے والے سے قسم لینی چاہی تو اس کا اختیار اس کو حاصل ہوگا۔ اگر خریدنے والے نے قسم کھانے میں ٹال مٹول کی تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر اس نے قسم کھالی تو غلام مذکور غلام نہ رہے گا، لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو شریک منکر ہے اس کے لئے نصف قیمت کے لئے غلام سعی کرے گا خواہ دونوں تنگدست ہوں یا دونوں مالدار ہوں۔ یا مدعی بیع مالدار ہو یا تنگدست ہو اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک اگر دونوں تنگدست ہوں یا بیع کا دعویٰ کرنے والا تنگدست و پریشان حال ہو تب بھی یہی حکم ہے، لیکن

اگر دونوں مالدار ہوں یا صرف بیع کا دعویٰ کرنے والا مالدار ہو تو غلام سعی نہ کرے گا، چنانچہ ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ مدعی بیع کے لئے غلام سعی نہ کرے گا چاہے دونوں مالدار ہوں یا تنگدست ہوں، یا ایک مالدار ہو اور دوسرا پریشان حال تنگدست ہو اسی پر سب کا اجماع ہے اور یہی صحیح ہے، اگر اس شریک نے جو بیع کا انکار کرنے والا ہے اس پر قسم کھالی تو اس کو اختیار ہوگا کہ بیچنے والے سے قسم لے اگر وہ مالدار ہے اگر بیچنے والے نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو اسکے ذمہ تاوان اس کے حصہ کا لازم ہوگا۔ اور اگر اس نے قسم کھالی تو سعایت کا وہی حکم ہے جو ابھی گذرا، قسم[1] کا معاملہ قاضی کے سامنے ہوگا، لیکن قاضی اس وقت تک قسم نہیں لے سکتا جب تک کہ بیع کا منکر درخواست نہ دے، بائع نے کہا کہ اگر میں اپنا حصہ اس غلام میں سے آپ کو فروخت کر چکا ہوں تو یہ آزاد ہے اور خریدنے والے نے کہا کہ اگر آپ نے اس میں سے اپنا حصہ مجھے فروخت نہیں کیا تو یہ آزاد ہے، جو شخص خریدنے کا دعویدار ہے اس کو حکم دیا جائے گا کہ (اپنے دعویٰ) پر گواہ قائم کرے اگر اس نے گواہ پیش کئے (اور انہوں نے گواہی دی) تو وہ غلام ہی رہے گا، لیکن اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو فقیہ ابو اسحٰق کی روایت کے اعتبار سے اس کو قسم کھانے پر مجبور نہ کیا جائے گا اور اگر اس نے قسم کھالی تو سچا نہ جائے گا، اگر مدعیٰ علیہ نے بھی قسم کھالی تب بھی بیع ثابت نہ ہوگی۔ اسلئے اب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غلام اپنی تمام قیمت کے لئے سعی کرے گا اور تمام قیمت کو دونوں شریکوں میں تقسیم کیا جائے گا خواہ دونوں فارغ البال ہوں یا تنگدست پریشان حال صاحبین کے نزدیک اس صورت میں تفصیل ہے اگر دونوں تنگدست ہوں تو دونوں کے لئے سعی کرے گا، لیکن اگر دونوں مالدار ہوں تو خریدنے والا مالدار ہے تو مدعی کے لئے نصف کے واسطے سعایت کرے گا

غلام کی آزادی کی تعلیق بیع وشرع نہیں

اگر دو شریکوں میں سے ایک نے یوں کہا کہ میں نے تیرا حصہ خرید لیا اور اگر نہ خریدا ہو تو یہ آزاد ہے۔ دوسرے نے جواباً کہا کہ میں نے اپنا حصہ بالکل فروخت نہیں کیا بلکہ تیرا حصہ خرید لیا۔ اگر میں نے اس کو فروخت کیا ہو تو یہ آزاد ہے اس جھگڑے اور دونوں طرف سے دعوے کی صورت میں قاضی کہے گا کہ گواہ لاؤ اگر دونوں نے گواہ پیش کئے اور گواہوں نے گواہی دی تو سمجھا گیا کہ دونوں اپنے دعوے میں سچے اور حق بجانب ہیں اسلئے غلام دونوں کے درمیان مشترک غلام ہی رہے گا اور اگر صرف ایک نے گواہ قائم کئے دوسرا قائم نہ کرسکا تو غلام صرف اسی کا غلام رہے گا۔ لیکن اگر سوئے وقت کوئی بھی گواہ قائم نہ کرسکا تو قاضی کسی سے قسم نہیں لے سکتا لیکن اگر لے لیں تو قواعد کی رو سے گنجائش ہے۔

اگر قاضی نے قسم کے لئے کہا اور دونوں نے انکار کیا تو اب بھی غلام دونوں کے درمیان مشترک رہے گا جیسے کہ گواہ قائم کرنے کی صورت میں تھا اور اگر دونوں میں سے ایک اعراض کر رہا ہے تو یہ اعراض کرنے والے پر دوسرے کا دعویٰ ثابت ہوگا جس نے قسم کھالی غلام اس کی ملک ہوگا۔ اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو غلام سعایت سے بری قرار دے کر آزاد ہو جائے گا (مبسوط جامع کبیر حصیری)

آزادی کو ضرب سے مشروط کرنا

جامع کبیر میں لکھا ہے کہ دونوں شریکوں میں سے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم نے اس غلام کو جو میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے مارا تو یہ آزاد ہے اس نے

---

[1] فیصلہ کی جو بھی صورت تجویز ہو وہ قاضی کے سامنے ہوگی۔

اس کو مارا۔ یہاں تک کہ اس کا حصہ آزاد ہو جائے گا لیکن مارنے والے کے حصے کا ذمہ دار پہلا شریک ہو گا جس نے اس کے مارنے پر آزادی معلق کی تھی اگر وہ مالدار ہے (غایۃ البیان) دو شریکوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم نے اس کو مارا تو یہ آزاد ہے پھر اس نے اس غلام کو مارا تو اس غلام پھکارنے کو کہنے والا مارنے والے کے حصہ کا ذمہ دار ہو گا (تمرتاشی)

خریدنے اور مالک ہونے کا فرق اور دونوں کے جدا جدا مسائل اور احکام

اگر کسی نے کہا کہ ہر وہ مملوک جس کا میں آیندہ مالک ہوں وہ آزاد ہے، پھر وہ دوسرے کے ساتھ مشترک غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہ ہو گا البتہ اگر اس نے اپنے شریک کا حصہ خرید لیا تب آزاد ہو جائے گا۔ لیکن اگر اپنا حصہ فروخت کر دیا پھر دوسرے شریک کا حصہ خرید لیا تب بھی آزاد نہ ہو گا اگر کسی معین غلام سے کہا کہ جب میں تیرا مالک ہوں تب تو آزاد ہے پھر اس کا نصف حصہ خرید لیا لیکن اس کو فروخت کر دیا پھر اس کا بقیہ نصف خریدا تو یہ غلام آزاد ہو جائے گا (مبسوط)

ایک شریک کا بیان دوسرے شریک کے حصے کے متعلق آزادی کے بارے میں معتبر ہو گا ان میں جو پہلا ہو گا وہ دوسرے کے حصہ کا ذمہ دار ہو گا۔

ابن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایک غلام ہے ایک شریک نے کہا کہ میرے دوسرے شریک نے اپنا حصہ ایک سال ہوا آزاد کر دیا اور میں نے اپنا حصہ آج آزاد کر دیا اس کے شریک نے کہا کہ میں نے تو آزاد نہیں کیا آپ نے آزاد کیا ہے تو میرے حصہ کی قیمت دیجئے اس آزادی کا جو سال بھر پہلے سے جس شریک نے بتائی ہے وہ اس شریک کے حصہ کا ذمہ دار نہ ہو گا یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ ایک حصہ دار یوں کہے کہ میں نے اپنا حصہ کل آزاد کیا ہے اور میرا شریک ایک سال ہوا آزاد کر چکا ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

لیکن اگر اس نے اپنے حصے کے متعلق کچھ نہیں کیا، لیکن دوسرے شریک کے لئے گواہ قائم کئے اس نے کل گذشتہ آزاد کیا ہے (تو آزادی کے فیصلہ کے بعد) یہ اپنے شریک کے لئے ذمہ دار ہو گا اور اس کے حصہ کی قیمت دے گا (بدائع) اگر اس نے کہا کہ میں نے اس غلام کو دو دن سے آزاد کیا اور میرے شریک نے دو ماہ پہلے سے آزاد کر رکھا ہے تو وہ ضامن نہ ہو گا کیونکہ اس طرح سے بیان ہی نہیں کیا جس سے اس پر ضمان آئے (بلکہ ایک واقع شدہ حقیقت کو اس نے ظاہر کیا ہے مترجم) ظہیریہ۔ ایک باندی کے دو مالک ہیں ایک شریک نے دوسرے شریک کے لئے کہا کہ یہ ان کی ام ولد ہے اس نے انکار کر دیا تو وہ باندی ایک دن خدمت کرے گی اور ایک دن خدمت نہ کرے گی اور منکر شریک کے لئے اس پر سعایت ضروری نہیں ہے (کافی) اب اس کی نصف ولادت کہ اور آدھی کمائی اس مالک کے لئے ہو گی جو ام ولد ہونے کا انکار کر چکا ہے اور آدھی موقوف رہے گی۔ اس کے اخراجات کا انتظام اس کی کمائی سے کیا جائے گا۔ اگر کمانے کا سلسلہ نہیں ہے تو منکر پر واجب ہو گا (جس کی خدمت اب بھی کرتی ہے مترجم)

یہ شریک جس نے ام ولد ہونے سے انکار کیا ہے احترام ام ولد کرنے والے کے لئے ضامن نہ ہو گا۔ اگر ام ولد کا انکار کرنے والا مر گیا تو اقرار چونکہ کیا جا چکا ہے اسلئے یہ باندی مکمل آزاد ہو جائے گی، یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور منکر کے حصہ کے لئے اس کے وارثوں کی سعایت کرے گی۔ اگر ہر ایک شریک نے دوسرے شریک کے لئے یہ کہا کہ یہ ان کی ام ولد ہے اور

انکار کرتا ہے، تو یہ باندی موقوف رہے گی ایک شریک کے لئے دوسرے شریک پر اور دوسرے کے لئے پہلے پر کچھ نہیں اسلئے باندی کسی سے تاوان وغیرہ نہیں لے سکتی البتہ اگر ان شریکوں میں سے کوئی ایک مرگیا تو وہ آزاد ہو جائے گی اور اس کی ولاء (یعنی ترکہ) موقوف رہے گا (تمرتاشی)

اگر ایک شریک نے کہا کہ اس غلام کو تم نے اور میں نے دیا، میں نے اور تم نے آزاد کیا، یاہم دونوں نے آزاد کیا، اگر دوسرے شریک نے اس کی تصدیق کی تو وہ دونوں کی طرف سے آزاد قرار دیا جائے گا اور اگر اس نے تکذیب کی تو اول کی طرف سے آزاد ہو جائے گا (تاتارخانیہ)

اگر دو شریکوں میں سے ایک نے دوسرے پر آزاد کرنے کی شہادت دی مثلاً غلام دو شریکوں میں مشترک تھا پس ایک نے دوسرے پر شہادت دی تو اس کا اقرار اپنی ذات پر جائز ہوگا دوسرے پر جائز نہ ہوگا اور شہادت دینے والے کا حصہ آزاد نہ ہوگا، اور وہ اپنے شریک کے لئے اس کے حصہ کی قیمت کا ذمہ دار نہ ہوگا، بلکہ غلام اپنی قیمت کیلئے کمائی کما کرے گا اور جو دونوں شریکوں کے درمیان مشترک ہوگی خواہ دونوں خوش حال، فارغ البال ہوں یا پریشان حال، یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے۔ پھر اگر دونوں میں سے کسی ایک نے غلام کی سعایت سے پہلے اپنا حصہ آزاد کردیا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے، کیونکہ اس کا جو بھی تصرف ہے وہ اپنی ملک پر ہے اور ایسے ہی شہادت دینے والے کا حصہ بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ملک میں ہے (یہ سب کچھ اس پر متفرع ہے) کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آزادی کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے، اگر دونوں آزاد کرتے ہیں تو دونوں کا آزاد کرنا بالکل صحیح ہے دونوں کی طرف سے غلام آزاد ہوگا اور اس کا ترکہ دونوں کے درمیان مشترک ہوگا، ترکہ اس وقت بھی مشترک ہوگا جبکہ غلام سعایت کرکے اپنی قیمت ادا کردے (بدائع)

سعایت کی وصولیابی پر کسی شریک کی شہادت دوسرے کے حق میں قابل قبول نہیں!!

اور چونکہ سعایت کا فیصلہ اشتراکی ہے، یعنی دونوں کے درمیان مشترک ہے اسلئے اگر ایک شریک نے دوسرے کے متعلق گواہی دی کہ اس نے غلام سے ساری کمائی لے لی تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی جیسا کہ اگر یوں کہا کہ اس نے اپنے حصہ کی سعایت لے لی ہے وہاں اس کی شہادت نہیں قبول کی گئی تھی (محیط) اگر دو شریکوں میں سے ایک نے کسی دوسرے شخص کے ساتھ مل کر اس پر گواہی دی کہ اس نے غلام سے اپنا حصہ بسلسلۂ سعایت لے لیا ہے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی گواہی جائز نہیں ہے۔

اسی طرح اگر غلام کے متعلق ان شریکوں میں کوئی ایک شریک مال کے غصب کر لینے یا اس کے بدن پر زخم کر دینے کی یا کسی اور ایسی چیز کی جس سے مال واجب ہوتا ہو شہادت دی تب بھی قابل قبول نہ ہوگی بلکہ رد کردی جائے گی (مبسوط)

اگر دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے پر شہادت دی لیکن وہ انکار کرتا ہے تو ان میں سے ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم لی جائے گی، اگر دونوں قسم کھالیں تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غلام ہر ایک مالک کے لئے ان کے حصہ کے بقدر حصہ کروے گا، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تنگدستی اور خوش حالی سے کوئی فرق پیدا نہ ہوگا (بدائع) یہی صحیح ہے (مضمرات) اور اس کا ترکہ دونوں کے لئے ہوگا (ہدایہ)

ایک خاص صورت جس میں ایک کو دوسرے سے کسی طرح کے مطالبہ کا حق نہیں

اگر دونوں نے اقرار کیا کہ ہم نے اس کو ایک ساتھ آزاد کیا ہے یا ایک ساتھ تو نہیں البتہ یکے بعد دیگرے آزاد کیا ہے تو ضروری ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک کسی کے حصہ کے لئے ذمہ دار قرار نہ دیا جائے اور نہ ہی غلام سعایت کرے بشرطیکہ دونوں مالدار ہوں۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اعتراف کیا لیکن دوسرا سراسر انکار کرتا ہے تو ضروری ہے کہ انکار کرنے والے سے قسم لی جائے (فتح القدیر)

مشترک غلام میں شرکاء کی شہادت ایک دوسرے کیلئے اور باہمی انکار غلام کے کل حصوں کو آزاد کرا دیتا ہے!

اگر ایک غلام تین شریکوں میں مشترک ہے ایک شریک پر دو شریکوں نے مل کر گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ آزاد کر دیا لیکن وہ انکار کرتا ہے تو غلام سب کی طرف سے آزاد شمار کیا جائے گا مترجم) اور وہ ان قیمتوں کے لئے سعایت کرے گا (اور اگر وہ سب برابر قیمت کا حصہ اس میں رکھتے تھے) تو وہ سعی سے کمایا ہوا روپیہ سب کے درمیان مشترک ہوگا۔ اور اگر کسی نے غلام کی سعایت میں کچھ حصہ اپنے طور پر لے لیا تو دو شریکوں کو اختیار ہوگا کہ اس میں سے اپنے دو تہائی حصہ واپس لے لیں جس کو یہ دونوں آدھا آدھا تقسیم کر لیں گے (محیط)، اگر تین شریک میں دونوں نے گواہی دی کہ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو گواہی رد ہوگی قابل قبول نہ ہوگی (فتح القدیر)، اگر تین شریکوں میں سے ایک نے باقی دو شریکوں میں سے ایک پر گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور دوسرے شریک نے شاہد اول پر گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ آزاد کیا تو قاضی دونوں میں سے کسی ایک پر بھی آزادی کا حکم نہ دے گا (محیط)، اگر تین شریکوں میں سے دو نے اس پر گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ غلام سے سعایت میں سے وصول کر لیا ہے تو دونوں کی گواہی جائز نہیں ہے جیسا کہ اگر اس بات پر گواہی دی کہ انہوں نے ہم دونوں کی طرف سے وکیل ہو کر غلام کی تمام رقم سعایت کی وصول کی تھی، یہاں گواہی معتبر نہیں ہوگی۔ اتنی بات ضرور ہے کہ غلام ان دونوں کے حصہ سے بری ہو گا جس کی ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ (کیونکہ وہ خود وصول یابی کا اعتراف کر چکے ہیں مگر جس کے لئے کیا ہے بیکار ہے قابل اعتبار نہیں ہوئی) اور جس شریک کے متعلق کہا گیا کہ اس نے وصول کی ہے وہ اپنا حصہ غلام سے لے گا یہ شریک جنہوں نے گواہی دی تھی اس کے حصہ کی رقم میں سے کچھ نہیں لے سکتے کیونکہ یہ صرف اس کا حصہ ہے (ان کا حصہ ان کی شہادت پر ختم ہو گیا)، مبسوط" ایک باندی زید اور عمر کے درمیان مشترک ہے، پھر دو گواہوں نے ان میں سے زید کے متعلق یا عمر کے متعلق یوں کہا کہ اس نے باندی کو آزاد کیا ہے اور باندی نے اس کی تردید کی البتہ باندی نے دوسرے کے متعلق کہا کہ اس نے آزاد کیا ہے مگر وہ انکار کر رہا ہے یہاں تک کہ قاضی کے سامنے قسم کھائی کہ میں نے آزاد نہیں کیا (یہ اپنی قسم میں صحیح قرار دیا جائے گا)، البتہ باندی گواہوں کی گواہی کی وجہ سے آزاد ہو جائے گی اگرچہ باندی کی طرف سے آزادی کی طلب نہیں پائی گئی ہے (ذخیرہ) اگر ایک باندی زید و عمر کے درمیان مشترک ہے پھر ان میں سے کسی کے دو لڑکوں نے اس کے حصہ کی آزادی کی خبر دی تو گواہی باطل ہوگی ہاں اگر اپنے باپ کے متعلق یہ کہا کہ اس نے آزاد کیا ہے تو درست ہے یہ گواہی جائز ہے۔ اس کا حصہ آزاد ہو جائے گا۔

باندی کے بچہ سے سعایت نہیں کرائی جاسکتی

اگر ان لڑکوں کا باپ مالدار ہے اور باندی مرگئی اس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے اور آزادی کے بعد اس کے بچہ بھی پیدا ہوا ہے، اگر شریک یہ چاہے کہ اس بچہ سے سعایت کرا کر اپنے حصہ کی قیمت وصول کرے اس کا حق نہ ہوگا جیسے کہ اس کی ماں کی زندگی میں اس بچہ سے سعایت نہیں کرا سکتا تھا ایسے ہی اس کے مرجانے کے بعد بھی ہوگا۔ البتہ یہ اختیار ضرور ہے کہ مالدار شریک سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرے جیسے کہ باندی کی زندگی میں لے سکتا تھا، شریک اول آزاد کنندہ جو کچھ ضمان دے گا وہ باندی کے ترکہ میں سے لے گا اور بقیہ باندی کا روپیہ اس کے بیٹے کو میراث میں مل جائے گا۔ یہ جب ہے جب کہ باندی نے مال چھوڑا ہے اور اگر باندی نے مال نہیں چھوڑا تو شریک ثانی شریک اول سے لے گا لیکن آزاد کنندہ باندی کے بیٹے سے وصول نہ کرے گا اگر وہ باندی مری نہیں بلکہ زندہ ہے اور شریک ثانی نے اس کو اختیار کیا ہے کہ باندی سے سعایت کرا کر اپنی رقم وصول کرے، تو وہ باندی اس کے لئے ایسی ہوگی جیسے کہ مکاتبہ ہوتی ہے (مبسوط)

اجنبی کی صحیح شہادت پر غلام آزاد کیا جائے گا

اگر غلام دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے، دو گواہوں نے ان میں سے کسی ایک کو متعین کرکے گواہی دی کہ اس نے غلام کی آزادی کا اقرار کیا ہے کہ میں نے غلام کو آزاد کیا ہے اور یہ شریک آزاد کنندہ مالدار ہے تو قاضی اس گواہی کو اس غلام کی آزادی کا حکم دیں گے اور شریک ثانی آزاد کنندہ موسر سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرے گا (محیط)

مگر اتنا ضرور ہے کہ غلام سے آزاد کنندہ دیا ہوا روپیہ واپس لے لے گا اور غلام کا کل ترکہ اسی کا ہوگا اگرچہ وہ آزادی کا انکار کرتا ہو (اور گواہوں کو جھٹلاتا ہو) (مبسوط) اگر گواہوں نے شریک معین کے متعلق یوں کہا کہ یوں کہتے تھے کہ غلام اصلی آزاد ہے، قاضی اس کی آزادی کا فیصلہ کرے گا لیکن اس کی ولاء ترکہ اس شریک مقر آزادی کا نہ ہوگا اور دوسرے شریک کو بھی اس سے تاوان لینے کا حق نہ ہوگا

اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ فروخت کرنے والا فروخت کرنے سے پہلے اس کو آزاد کرچکا تو یہ غلام اس مشہود علیہ شریک کے مال سے آزاد ہوجائے گا۔ (محیط) لیکن اس کا ترکہ موقوف رہے گا کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک اس کو اپنے سے دور کرتا ہے۔ کیونکہ بیچنے والا کہتا ہے کہ میں نے اس کو آزاد نہیں کیا بلکہ مشتری کے اقرار سے آزاد ہوا ہے اسلئے ولاء ترکہ مشتری کا ہوگا اور خریدنے والا کہتا ہے کہ میں نہیں بلکہ بائع (بیچنے والے) نے اس کو آزاد کیا ہے اسلئے ترکہ اس کا ہوگا نزاع کی وجہ سے موقوف کردی جائے گی (بعد تحقیق ولاء کا استحقاق معلوم ہوسکے گا) یا یہ کہ دونوں میں سے کوئی ایک کسی کی تصدیق کی طرف رجوع کرے جس کے متعلق) کہا جائے گا اور تصدیق و تائید کی جائے گی ولاء اس کی ہوگی اور اگر گواہوں نے یوں گواہی دی کہ بائع اس غلام کو مدبر کرچکا یا باندی اس کو بائع ام ولد بنا چکا خواہ باندی ہو یا غلام اس کی ملک سے نکل جائیں گے اور وہ بیچنے والے سے اپنی قیمت واپس نہیں لے سکتا، لیکن ان میں سے کوئی آزاد نہ ہوگا یہاں تک کہ بائع مرجائے، جب مرجائے گا تب وہ آزاد ہوجائیں گے، بشرطیکہ مدبر کی قیمت اس کے مال کی تہائی کے برابر ہو۔

ان پر ظلم و زیادتی ایسی ہی ہے جیسے اصلی غلام باندی پر اسلئے تاوان و ضمان دینا ہوگا

اگر ان دونوں پر کسی نے زیادتی اور ظلم کیا تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ غلام باندی پر کیا ہو (یعنی تاوان جنایت دینا ہوگا) یہ اس وقت ہے جب تک کہ ان کا مالک زندہ ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انکی جنایت موقوف رہے گی (مبسوط) اگر دو شریکوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ میرے شریک نے غلام کے لئے عتق نافذ کا اقرار کیا ہے تو پھر اس پر حرام ہے کہ غلام سے خدمت لے (مبسوط سرخسی)

شریک غائب کی طرف سے آزادی کی شہادت اس کے آنے تک موقوف رہے گی

اگر تین شخصوں کا ایک غلام ہے ایک شخص ان میں سے بلا اطلاع کے چلا گیا پھر بقیہ دو مالکوں نے گواہی دی کہ اس شخص غائب نے اپنا حصہ اس غلام میں سے آزاد کر دیا اس گواہی کو اس غائب کے آجانے تک موقوف رکھا جائے جب وہ آجا ئے تب غلام سے کہا جائے گا کہ گواہی کا اعادہ کرایا جائے، اگر گواہی اب بھی حسب سابق دلا دی گئی تو اس غائب کا حصہ آزاد ہونے کا حکم دیا جائے گا (محیط)

اگر دو گواہوں نے دو شریکوں میں سے ایک کے متعلق یہ گواہی دی کہ اس نے اس غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ گواہی قبول نہیں کی جائیگی (کذافی الظہیریہ) لیکن غلام اور شریک ثانی موجود کے درمیان حق غلامی یعنی خدمت کا معاملہ موقوف رہے گا۔ یہاں شریک اول (جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے) حاضر ہو جائے یہ استحسان ہے۔ پھر جب وہ غائب حاضر ہو جائے تو گواہی کا اعادہ ضروری ہے تا کہ آزادی کا فیصلہ کیا جا سکے، لیکن اگر دونوں شریک غائب ہوں اور ان میں سے کسی ایک کے متعلق یہ کہا گیا کہ اس نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے اسی درمیان میں اگر کسی نے اس کے متعلق گواہی دی کہ اس نے کسی پاکدامن عورت پر الزام لگایا ہے یا کوئی خیانت کی ہے تو اس قسم کی گواہی قابل پذیرائی نہ ہوگی جب تک وہ شریک غائب موجود نہ ہو۔ البتہ اگر وہ موجود ہے تب یہ گواہی قبول کی جائے گی، مگر شرط یہ ہے کہ گواہوں نے گواہی اس پر دی ہو کہ اس کے دونوں مالکوں نے اس کو آزاد کر دیا ہے یا دونوں میں ایک نے آزاد کر دیا ہے اور دوسرے نے اپنا حصہ سعایت سے وصول کر لیا ہے (مبسوط)

آزادی بالعوض اور بلا عوض کی صورت میں بالعوض والی شہادت قابل قبول ہوگی

اگر ایک غلام تین شریکوں میں مشترک ہے، ایک شریک نے دعوی کیا کہ میں نے اپنا حصہ ایک ہزار درہم پر آزاد کیا تو اس کی گواہی جائز ہوگی لیکن غلام کہتا ہے کہ اس نے مفت آزاد کیا ہے اور بقیہ شرکا (شریک اول کی تائید میں ہیں کہ اس نے ایک ہزار درہم پر ہی آزاد کیا ہے تو ان کی گواہی جائز ہوگی۔

اسی طرح اگر ان دونوں شریکوں کے باپ یا اولاد نے ایسی گواہی دی جو شریک اول کی تائید کرتی ہے تب بھی جائز ہوگی۔ اگر ان شریکوں میں سے کسی ایک نے مشترک غلام کو آزاد کیا اور غلام کے پاس بہت کافی مال ہے اور یہ معلوم نہیں کہ اس نے کب کمایا ہے لیکن کمایا خود ہے، اب شریکوں اور غلام میں مال کے متعلق نزاع ہوا یہ کہتے ہیں کہ غلامی کے

زمانہ میں کمایا ہے اور غلام کا کہنا ہے کہ آزادی کے بعد کمایا ہے۔ تو غلام کا قول معتبر ہوگا (محیط)

تیسرا باب

دو غلاموں میں سے ایک کی آزادی کے بیان میں

مالک نے کہا کہ۔ دو میں سے ایک آزاد ہے، لیکن جس کو آزاد کیا ہے اسے متعین نہیں کیا بلکہ مجہول رکھا اس طرح آزاد کرنا تو صحیح ہے لیکن مالک کو اختیار ہوگا کہ ان میں سے ایک کو متعین کرے۔

اگر اس طرح کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے، یا ایسے کہا کہ یہ آزاد ہے، یا وہ آزاد ہے، یا نام بھی لے لیا کہ سالم آزاد ہے یا غانم آزاد ہے (تب بھی متعین صورت میں اس کی آزادی ظاہر ہے اور غیر متعین صورت میں متعین کرنے کے لئے کہا جائے گا) (ایضاح)

اگر مالک نے کہا کہ یہ آزاد ہے یا وہ آزاد ہے تو یہ اس طرح ہوا جیسا کہ یوں کہا تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے۔ (خزانۃ المفتین) (اگر مبہم صورت میں) غلاموں نے حاکم کے یہاں دعوی کیا کہ یہ ایسے کہہ چکے (لیکن متعین نہیں کرتے) تو مالک کو حاکم مجبور کرے گا کہ متعین کر دے (محیط سرخسی)

اگر غلاموں نے حاکم کے یہاں مالک کی نالش نہیں کی بلکہ مالک نے اس مبہم قول کے بعد خود ہی ایک کی تعین کر دی تو تعین کے فوراً بعد وہ آزاد ہو جائے گا اور اختیار کرنے سے پہلے پہلے جب تک مالک کو اختیار رہے گا اس وقت تک یہ غلام کی طرح سے ہوں گے (یعنی ان کے احکام غلاموں کے سے ہوں گے) یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اصولوں پر ہے (سراج الوہاج)

مالک کے اختیار کرنے سے پہلے مالک کو جائز ہے کہ ان سے خدمت لے یا ان کو کرایہ پر بھی دے سکتا ہے اور ان سے نوکری بھی کرا سکتا ہے لیکن جو کچھ ان سلسلوں سے آمدنی ہوگی وہ سب مالک کی ہوگی۔ اگر مالک کے اختیار کرنے سے پہلے ان غلاموں پر مالک نے ظلم و زیادتی کی (جس سے یہ غلام اور ان کے اعضاء مجروح اور تلف ہو گئے) تو اگر قتل نفس سے کم ہو، مثلاً اس غلام کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو مالک پر کچھ واجب نہیں ہے، چاہے دونوں کا ہاتھ ایک ساتھ کاٹا ہو یا آگے پیچھے اور اگر مالک نے ان غلاموں کو قتل کر دیا اگر دونوں کو آگے پیچھے قتل کیا تو جس کو پہلے قتل کیا وہ تو غلام تھا، لیکن دوسرا آزادی کے لئے متعین ہو گیا جب اس کو قتل کیا تو یہ آزاد تھا، اسلئے چونکہ آزاد کا قتل ہوا تو مالک پر اس کا خوں بہا لازم ہوگا جو غلام کے وارثوں کو ملے گا اور مالک کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

اگر دونوں کو ایک مار سے مارا تو مالک ان دونوں کے وارثوں کو نصف نصف دیت ادا کرے۔ اگر یہ جنایت مالک کے سے نہیں بلکہ غیر اجنبی کی طرف سے ہے تو اگر قتل نفس تو نہیں بلکہ ہاتھ پاؤں ہی صرف کاٹا ہے تو اس اجنبی پر غلام کے ہاتھ کا ارش و تاوان واجب ہوگا (یعنی دونوں میں سے ہر ایک کی نصف قیمت ادا کرنی ہوگی) جو مالک کو دیا جائے گا، خواہ اجنبی نے ایک ساتھ

کاٹا ہو، یا علیحدہ علیحدہ کاٹا ہو تو اگر اجنبی نے مالک کے غلاموں کو قتل کیا ہے تو قاتل صرف ایک ہے یا دو ہیں اگر قاتل ایک ہے اور اسی نے دونوں کو قتل کیا تو اس کو دونوں کی نصف نصف قیمت دینا ضروری ہوگا، یہ قیمت تو مالک کو ملے گی اور ہر ایک کی نصف دیت ہی واجب ہوگی، لیکن فرق یہ ہے کہ قیمت مالک کو ملتی اور یہ دیت اس کے وارثوں کو ملے گی۔ اگر قاتل دو ہوں اور ہر ایک نے ایک کو قتل کیا ہے، اگر دونوں نے قتل ایک ساتھ کیا ہے تو دونوں پر دونوں کی کامل قیمت واجب ہوگی جس میں نصف مالک کی ہوگی اور نصف ان کے وارثوں کی ہوگی اور اگر قاتلوں نے آگے پیچھے قتل کیا ہے تو قاتل اول کو غلام کی مکمل قیمت ادا کرنا ضروری ہے جو مالک کو دی جائے گی اور دوسرے قاتل پر اپنے مقتول کی دیت واجب ہوگی جو مقتول کے وارثوں کو دی جائے گی (بدائع)

اگر مالک نے دو باندیوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ تم دونوں میں ایک آزاد ہے پھر دونوں میں سے ایک کے بچہ پیدا ہوا یا دونوں کے دو بچہ پیدا ہوئے تو جس باندی کی آزادی کو مالک اختیار کرے گا وہ آزاد ہوگی اور اس کا بچہ بھی آزاد ہوگا۔ اگر دونوں باندیاں ایک ساتھ مرگئیں یا ماری گئیں یعنی قتل کیا گیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس کی آزادی کو چاہے اختیار کرے اور متعین کرلے، مگر یہ بات اس کے ساتھ متعین ہے کہ جس بچہ کی آزادی کو وہ اختیار کرے گا اس کی مقتول ماں کے جرم قتل کے معاوضہ میں سے کچھ نہ ملے گا (ظہیریہ)

اگر دونوں باندیوں کی زندگی میں ان میں سے ایک بچہ مرگیا تو ہدر ہے اس کی طرف توجہ نہیں کی جائیگی، البتہ اگر دونوں باندیوں کے مرجانے کے بعد بچہ مرگیا اب یہ چیز قابل توجہ ہوگی (محیط)

اگر دونوں باندیوں میں سے کسی ایک سے شبہہ میں جماع کر لیا گیا تو مالک پر دونوں کے لئے عقر واجب ہوگا (خواہ وطی ایک سے کی گئی ہو یا دونوں سے۔ یہ دونوں عقر مولیٰ کو ملیں گے (بدائع) اگر مالک نے متعین کرنے اور ایک کی آزادی کو اختیار کرنے سے کسی باندی نے جنایت کرلی پھر مالک نے جنایت معلوم کرنے کے بعد اسی باندی پر آزادی کو اختیار کر لیا تو اس کے بعد اس نے جنایت کا جرمانہ اپنے ذمہ لے لیا اور اگر متعین کرنے سے پہلے مالک مرگیا تو دونوں کا نصف نصف آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے لئے مالک کے وارثوں کے لئے سعایت کرے گی اور کما کر ان کو دے گی اور جس باندی نے جنایت کی اس کا ضمان مالک کے مال پر ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے جنایت معلوم کرنے سے پہلے اس کو آزاد کر دیا تو اب بھی مالک پر جنایت کا ذمہ ہوگا۔ (مبسوط)

وہ غلام جس کی آزادی اشارۃً معلوم ہو چکی اس کا فروخت کرنا جائز نہیں

اگر اس نے دونوں ایک ہی عقد میں فروخت کر دیا تو بیع باطل ہوگی (یعنی بالکل سرے سے منعقد ہی نہ ہوگی (ایضاح) اگر دونوں کو ایک عقد میں فروخت کیا اور مشتری کو سونپ بھی دیا اور مشتری نے دونوں کو آزاد کر دیا تو بائع اس بیان پر مجبور کیا جائے گا کہ اسکی مراد کیا تھی اور اس نے کس کو مراد لیا تھا، جب اس نے ایک کو متعین کر دیا تو دوسرے کے حق میں ملک فاسد ہوگئی اور اب دوسرا مشتری کی ملک سے آزاد ہوگا اور اگر بائع بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو اس کے وارثوں سے کہا جائے گا کہ تم بیان کرو (یعنی مالک کے انتقال کے بعد وارثوں سے تعیین کرائی جائے گی) جب انہوں نے ایک کو متعین کر دیا تو دوسرے مشتری کی طرف سے بقیمت آزاد ہوگا اور آزادی دو غلاموں میں تقسیم نہیں ہوگی۔ (محیط)

اور اگر مشتری نے آزاد نہ کیا یہاں تک کہ بیچنے والا مر گیا تو آزادی دونوں میں تقسیم ہوگی، یہاں تک کہ قاضی بیع و شراء کے معاملات ختم کردے، البتہ جب بیع ختم کردی تب آزادی منقسم ہوجائے گی، یعنی دونوں میں سے نصف نصف آزاد ہوجائیگا

اگر مالک نے اس بات کے متعین کرنے سے پہلے کہ کون آزاد ہے دونوں کو ہبہ کردیا یا صدقہ کردیا یا دونوں میں سے کسی ایک پر عورت سے نکاح کیا تو مجبور کیا جائے گا کہ کون سا آزاد ہے، جب متعین کردے تو دوسرے کا صدقہ یا ہبہ جائز ہوگا، اگر مالک کسی میں آزادی کا متعین کرنے سے پہلے مرگیا تو دونوں کا صدقہ اور ہبہ باطل اور اکارت ہوگا اور مہر مقرر کرنا بھی باطل ہوگا (بدائع)

اور اگر دونوں کو اہل حرب نے جو مسلمانوں سے جنگ کر رہے ہیں گرفتار کرلیا تو اب بھی مالک کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں کسی ایک کی آزادی کو متعین کردے جو متعین کردیا گیا وہ تو آزاد ہے اور دوسرا اس حربی کی ملکیت ہوگا اور اگر مالک کے متعین کرنے سے پہلے انتقال کرگیا تو حربی کی ملکیت دونوں میں باطل ہوگی اس وجہ سے کہ آزادی دونوں میں تقسیم ہوچکی ہے، اگر کسی کافر نے دونوں کو خرید لیا تو مالک کو ان میں سے ایک کی آزادی کا متعین کرنا ضروری ہے، جس کو چاہے آزاد قرار دے اور دوسرے کو حربی اس کی قیمت کے عوض خرید لے گا۔ اگر حربی نے جس کو خریدا مالک نے اسی کی آزادی کو متعین کیا تو بیع باطل ہوگی۔

اگر مالک نے جس کو فروخت کیا تھا اسی کو قیمت واپس دے کر واپس لے لیا تو دوسرا آزاد ہوجائے گا (کیونکہ اس عمل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس کو بیع کر واپس لے لیا گیا اسی کو غلام باقی رکھا گیا ہے۔ باقی دوسرا آزاد ہے وہ غلام نہیں ہے، اس عمل نے اس کی آزادی کو متعین کردیا) اگر اہل حرب کو ایک کو قید کردیا تو دوسرا آزاد ہوگا (ظہیریہ) اور اگر مالک نے ان میں ایک کو کافر سے واپس خرید لیا تو دوسرا آزاد ہوگا (خزانۃ المفتین)

ایک شخص نے اپنی تندرستی میں غلام سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے، پھر وہ مرض الموت میں گرفتار ہوگیا (اس زمانہ میں) اس نے آزادی کو ایک کی طرف منسوب اور متعین کردیا تو وہی غلام مالک کے تمام مال سے آزاد ہوگا اگرچہ اس کی قیمت مالک کے تہائی مال سے زیادہ ہو (شرح طحاوی)

مالک کی طرف سے وضاحت اور بیان تین طرح کا ہوگا
نص[1]، دلالت[2]، ضرورت[3]

نص کی صورت یہ ہے کہ مالک نے کہا غلام جو کچھ میں نے کہا تھا اس سے تم کو مراد لیا یا تمہیں متعین کیا یا تمہاری آزادی کی نیت تھی یا میں نے تمہیں آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا یا کہا کہ تو ان لفظوں کی وجہ سے جو میں نے کہے تھے یا میں نے ذکر کئے تھے، یا یوں کہا کہ میں نے گذشتہ دنوں جو آزادی کے الفاظ بولے تھے ان سے تمہاری آزادی مراد لی تھی یا اس قسم کے اور الفاظ استعمال کئے سو ان کے حکم میں ہیں۔ اگر مالک نے کہا تم آزاد ہو یا میں نے تمہیں آزاد کیا اس کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ پہلے الفاظ کی یہ تعیین ہے یا پہلی آزادی کا اب نفاذ کر رہا ہوں، اگر نئی آزادی مراد لی ہے تو دونوں آزاد ہوں گے، ایک ان میں سے پہلے الفاظ آزادی کے استعمال کئے جانے کی وجہ سے اور دوسرا اب ان نئے الفاظ کے استعمال کئے جانے کی وجہ سے اور اگر وہ کہتا ہے کہ میری مراد کسی کو اور آزاد کرنا نہیں ہے بلکہ جو الفاظ پہلے استعمال کئے تھے کہ تم میں سے ایک آزاد ہے وہی مراد ہے۔ تو قضاءً بھی اس کی تصدیق ہوگی اور اس کے اس کہنے کو اسی پر محمول کیا جائے گا کہ اس نے آزادی کو اختیار کیا ہے، یعنی گویا یوں کہا کہ میں نے تمہاری آزادی کو اختیار کیا ہے۔

بیان دلالت

کی صورت ایسی ہے کہ مالک کسی ایک کو اپنی ملک میں سے نکال دے اس طریقے سے کہ ایک کو فروخت کردے یا ان میں سے ایک کو رہن رکھ دے یا ایک اجارہ پر دیدے یا مکاتب بنادے یا مدبر بنادے اور اگر باندی ہے تو اس کو ام ولد بنادے (بدائع) اس کا یہ عمل دو میں سے ایک کے متعلق اس بات کو بتا رہا ہے کہ جس میں اس نے یہ تصرف کیا وہ اس کا مملوک ہے۔ غلام اس کو غلام رکھنا چاہتا ہے اور بقیہ دوسرا آزاد ہے) اگر دونوں میں سے ایک کو بالکل فروخت کردیا (یعنی کوئی قید شرط نہیں لگائی جس سے وہ معلق ہو جائے) یا فروخت کیا مگر مالک نے اپنے لئے شرط رکھی اختیار کی یا مشتری خریدنے والے کے لئے اختیار کی شرط رکھ کر فروخت کیا، یا فروخت کیا لیکن کوئی شرط لگادی جس کی وجہ سے بیع فاسد ہوگئی چاہے مبیع - سپرد کی ہو یا نہ کی ہو یا ایک کے دینے کی وصیت کی یا ایک کو مہر قرار دیا اور نکاح کیا یا ان میں سے ایک کی آزادی پر قسم کھائی (مثلاً یوں کہا کہ اگر میں شراب پیوں تو میرا غلام آزاد ہے) یہ سب کچھ دوسرے کے حق میں آزادی کا اختیار کرنا ہے لیکن یہ سب کچھ صراحت اور نص نہیں بلکہ دلالت اور اشارات ہیں (محیط)

اگر اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے پھر اس نے ان میں سے ایک سے وطی کی لیکن وہ اس وطی کے بعد حاملہ نہ ہوئی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس عمل سے دوسری آزادی کے لئے متعین نہیں ہوگی، اگر حاملہ ہوگئی اب سب کے نزدیک آزاد ہو جائے گی (فتح القدیر) اگرچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کو ان دونوں سے وطی کرنا جائز ہے، لیکن احتیاطاً فتویٰ نہ دیا جائے گا۔ (ہدایہ)

اگر مالک نے دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے پھر اس نے ان میں سے ایک سے خدمت لی یہ خدمت لینا اختیار نہیں ہے (یعنی اس عمل سے خدمت گار کے علاوہ باندی کا عتق متعین نہیں ہوگا (ظہیریہ)

بیان ضرورت

کی صورت اس طرح پر ہے کہ مالک نے ابھی کسی کی آزادی کو اختیار نہیں کیا اس سے پہلے ایک غلام مر گیا تو بہ ضرورت دوسرے کی آزادی متعین ہے۔ اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک قتل کیا گیا خواہ اس کے مالک نے قتل کیا یا کسی دوسرے نے تب بھی باقی کی آزادی متعین ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر مالک نے قتل کیا تو مالک پر کچھ واجب نہیں، اگر اجنبی نے قتل کیا تو اس پر مالک کے لئے دیت خوں بہا لازم ہوگا، اگر اس صورت میں مالک نے مقتول کو آزاد قرار دیا تو غلط ہوگا بلکہ زندہ ہی آزاد قرار دیا جائے گا وہ ضرور آزاد ہوگا (اتنا فائدہ مالک کے اس کہنے سے ضرور ہوگا) کہ مقتول کی قیمت (بجائے مالک کے) اس کے وارثوں کو ملے گی، اگر دونوں میں سے ایک کا ہاتھ کاٹا گیا تو دوسرا آزاد نہ ہوگا خود مالک نے کاٹا ہو یا اجنبی نے کاٹا ہو اجنبی شخص نے ان غلاموں میں سے کسی کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مالک نے آزادی کا بیان دیا کہ فلاں میری مراد تھی اسلئے وہ آزاد ہے فرماتے ہیں کہ اگر یہ متعین کرتا کٹے ہوئے غلام کے علاوہ میں ہے تو بلاشبہ ارش جنایت مالک کو ملے گا اور اگر اس کو اختیار کیا جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے تو صاحب قدوری نے اس کو اختیار فرمایا ہے کہ ارش جنایت مالک ہی کو ملے گا اور غلام کو کچھ نہیں ملے گا۔ لیکن قاضی نے مختصر الطحاوی میں ذکر فرمایا ہے کہ ارش غلام کو ملے گا جس غلام پر جنایت ہوئی ہے اور ایسا ہی قاضی نے اس صورت میں اختیار کیا ہے کہ جب مالک اپنے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالے اب بھی تاوان غلام کو ملے گا رہا معاملہ ارش اور تاوان کی مقدار کا تو جتنا آزاد آدمی کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے واجب ہوا تھا اتنا ہی اب اس میں بھی واجب ہوگا اور سب کا سب غلام کو دیا جائے گا اور اگر (غیر مجنی علیہ) یعنی جس پر جنایت نہیں ہوئی اس کا عتق آزادی اختیار کی ہے، تب مالک پر کچھ واجب نہیں۔ (بدائع)

ابن سماعہؒ کی روایت حضرت امام محمدؒ سے

حضرت ابن سماعہؒ نے حضرت امام محمدؒ سے نقل فرمایا کہ اگر مالک نے دو غلاموں کے متعلق کہا کہ ایک ان میں سے میرا بیٹا ہے، یا دو باندیوں کے متعلق کہا کہ ایک ان میں سے میری ام ولد ہے اگر ان میں سے ایک مرجائے تو جو زندہ موجود ہے وہ آزادی کے لئے یا ام ولد بنائے جانے کے لئے متعین نہیں کیا جائے گا (ایضاح)

اگر مالک نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اور اس کا صرف ایک ہی غلام ہے تو یہ غلام آزاد ہو جائے گا۔ اگر مالک نے کہا کہ میرا ایک اور بھی غلام ہے اور میں نے اسی کو مراد لیا ہے قضاءً اس کی یہ بات قابل قبول نہیں ہے البتہ اگر وہ اس پر گواہ قائم کر دے کہ اس کا ایک اور بھی اس کے علاوہ غلام ہے اور فیما بینہ و بین اللہ اس کی نیت کی تصدیق کی جائے گی۔ (بدائع) اگر مالک یوں کہہ رہا ہے کہ میرے غلام میں کا ایک آزاد ہے یا میرے غلاموں کا ایک آزاد ہے حالانکہ اس کا صرف ایک ہی غلام ہے یہی غلام آزاد ہو گا (مبسوط)

عتق مبہم میں جس کو متعین کرے گا وہ آزاد ہو گا

اگر مالک نے دو غلاموں کو کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اب اس سے متعین کرایا گیا کہ کون مراد ہے وہ کہتا ہے کہ یہ مراد نہیں تو ظاہر ہے کہ دوسرا متعین ہے وہ آزاد ہو جائے گا۔ اگر وہ کہتا ہے کہ دوسرا میری مراد نہیں تو پہلا آزاد ہو گا (بہر صورت ایک کے متعلق کہنے سے دوسرے کے لئے دلالت اس بات کی ہے کہ وہ آزاد ہے یہ مالک کے اس اختیار کی تصریح شرح مختار میں ہے اگر کسی شخص کے تین غلام میں اس نے کہا کہ یہ آزاد ہے یا یہ آزاد ہے اور یہ آزاد ہے تو تیسرا آزاد ہو جائے گا اور پہلے دوسرے غلاموں کی نسبت اس کو بیان، کا موقع دیا جائے گا کہ ان میں سے کون سے کی آزادی کو تم اختیار کرتے ہو تعیین کرائی جائے گی، اور اگر ان تین غلاموں کی نسبت ایسے کہہ رہا ہے کہ یہ آزاد ہے اور یہ یا یہ آزاد ہے تو اول غلام آزاد ہو جائے گا اور دوسرا تیسرا مبہم رہیں گے جب وہ متعین کریگا تب آزاد ہوں گے، اگر ایک غلام ایک آزاد کے ساتھ مل گیا (مثلاً زید نے ایک اندھیرے کمرے میں دو غلاموں کو بند کر دیا پھر کچھ وقفہ کے بعد ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور کہا تم آزاد ہو مالک نہ پہچان سکا کہ یہ کون ہے صبح کو دونوں کہتے ہیں کہ مجھے کہا وہ کہتا ہے کہ میرے متعلق کہا) مالک یہ کہہ رہا ہے کہ تم میں سے ایک میرا غلام ہے اب دونوں کو اختیار ہو گا کہ اس سے اللہ پاک کی قسم لی جائے جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے، کہ کون آزاد ہے اگر مالک نے ایک کے متعلق تو قسم کھالی اور دوسرے کے متعلق قسم کھانے سے انکار کر دیا تو جس کے متعلق قسم کھانے سے انکار کیا ہے وہ آزاد ہو گا جس کے لئے قسم کھائی وہ آزاد نہیں ہو گا۔

مالک کے قسم سے انکار کرنے کی صورت میں قاضی بہت ہی احتیاط سے فیصلہ کرے گا

اور اگر دونوں کے متعلق قسم کھانے سے انکار کر دیا تو دونوں آزاد ہوں گے، اگر دونوں کی نسبت قسم کھالی تو اس اختلاف کی وجہ سے اب قاضی بہت ہی احتیاط سے فیصلہ کرے گا کہ دونوں کا نصف نصف آزاد کیا جائے گا اور یہ آزادی بلا عوض محنت ہوگی اگر تین غلام ہوں تو ہر ایک کا ایک ایک ثلث آزاد ہو گا اور ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت کے لئے سعایت کرے گا، اسی طرح اگر دس غلام ہوں تو ان میں بھی ایسے ہی ہو گا (بدائع)

اگر اپنے غلام کے ساتھ ایسی چیز جمع کی جو آزاد نہیں ہو سکتی جیسے چوپایہ یا دیوار مثلاً ایسے کہا کہ یہ غلام میرا ہے یہ آزاد

اور یہ چوپایہ یا ایسے کہا کہ ان میں سے ایک آزاد ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا غلام آزاد ہوگا (محیط) چاہے اس کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو (بدائع) اگر اپنے غلام کے ساتھ کسی دوسرے کے غلام کو ملا یا اب کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے تو سب کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ اس کا غلام پہلی صورتوں کی طرح اس صورت میں آزاد نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ نیت کرے تب آزاد ہوگا یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے اپنی زندہ باندی کو کسی مردہ باندی کے ساتھ ملا کر کہا تو آزاد ہے یا یہ آزاد ہے یا ایسے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے تو یہاں بھی اس کی باندی آزاد نہ ہوگی جیسا کہ اپنے غلام کو آزاد کے ساتھ ملا کر کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے، تو اس کا غلام آزاد نہیں ہوگا، اگر نیت کی ہو تب آزاد ہوگا۔ (سراج الوہاج)

مبہم غلام کے متعلق فقہاء سمرقند کی رائے

فتاویٰ اہل سمرقند میں لکھا ہے کہ اگر یہ کہا کہ میرے مملوک میں سے ایک باندی اور ایک غلام آزاد ہے (اور بیان نہ کیا کہ کس کو مراد لیا ہے) یہاں تک کہ مولیٰ کا انتقال ہوگیا اور اس کی ملکیت میں دو غلام اور ایک باندی ہیں تو باندی (مکمل) آزاد ہوگی اور غلاموں میں سے نصف ہر ایک کا آزاد ہوگا اور اگر اس کے تین غلام ایک باندی ہے تو باندی آزاد ہوگی اور غلاموں میں سے ہر ایک کا ایک ایک تہائی آزاد ہوگا اور ایک بقیہ دو تہائی کے لئے کمائی کرکے مالک کو دے گا اور اگر اس کے تین غلام اور تین باندیاں ہیں تو ہر ایک ایک تہائی آزاد ہوگا اور بقیہ کے لئے وہ سعایت کریں گے اور اگر اس کے تین غلام، دو باندیاں ہوں تو دو باندیوں میں نصف نصف آزاد ہوگا اور غلاموں میں سے ہر ایک کا ایک تہائی آزاد ہوگا بقیہ کیلئے سعایت ہوگی اس پر قیاس کرکے جتنے مسائل نکلیں سب کا یہی حکم ہوگا (محیط)

اگر مالک نے اپنے دو غلاموں سے یہ کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور اس کی نیت میں کوئی معین نہیں (نہ ہی بعد کو متعین کیا) بلکہ متعین کئے بغیر پہلے اور نیت تعین سے پہلے دنیا سے رخصت ہوگیا تو ہر ایک میں سے نصف نصف غلام آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک اپنی اپنی نصف قیمت کے لئے کمائی کرے گا (اور کما کر مالک کے ورثاء کو دیں گے (بدائع)

ورثاء میت عتق مبہم میں تعیین کا حق نہیں رکھتے

(اگر مالک کے وارث بیان کرنے لگیں یا متعین کرنا چاہیں تو متعین نہیں کر سکتے) کیونکہ اس کے مرجانے کے بعد یہ وارث بیان کے نہیں ہوں گے (محیط سرخسی) ایک شخص کے تین غلام ہیں دو ان میں سے مالک کے پاس آئے ان کے آقا نے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اس بات کے بعد ان میں سے ایک باہر نکل آیا اور تیسرا غلام داخل ہوا اس نے پھر کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے، جب تک ان کا آقا زندہ ہے اس کو بیان کرنے کا حکم دیا جائے گا

مالک جس کی تعیین کردے وہ آزاد ہوگا

اگر وہ بیان کرتا ہے اور متعین کر رہا ہے کہ پہلی مرتبہ میرا مقصد اس کو آزاد کرنا تھا جو اندر رہ گیا تھا وہی آزاد ہوگا اور دوسرا کلام لغو اور بیکار ہوگا اور اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے پہلی مرتبہ اس کی آزادی کی نیت کی تھی جو باہر آگیا تھا تو وہی آزاد ہوگا جو باہر آگیا تھا (بہر صورت اس باب کے بیان اور تعیین پر پورا بھروسہ اور اعتماد ہوگا اور اس کے مطابق آزاد کیا جائے گا) (جب اس سے فارغ ہوجائیں گے) پھر دوسرے کلام کی تعیین کی طرف متوجہ ہوں گے کہ دوسرے کلام کی مراد بتائے یہ جب ہے کہ جب پہلے کلام کی مراد بیان اول میں بیان کی اور تعیین کی ابتدا اس سے کی۔

اور اگر دوسرے کلام کی تعیین پہلے بیان کر رہا ہے کہ میں نے فلاں کی آزادی کی نیت کی ہے مثلاً اس کی جو مکان میں رہ گیا تھا تو وہ ہی آزاد ہو جائے گا اور اسی کی آزادی کا فیصلہ ہوگا لیکن پہلا کلام یعنی ایجاب اول بیکار نہ ہوگا بلکہ وہ

ابھی باقی ہے۔ اگر وہ یہ کہہ رہا ہے کہ کلام ثانی میں میری مراد وہ غلام تھا جو باہر تھا وہ آزاد ہوگا البتہ کلام اول کے تعین کے لئے کہا جائے گا۔ اگر مالک نے کچھ نہیں بیان کیا اور ان میں ایک مر گیا تو موت بھی بیان ہے اگر وہ غلام مر گیا جو اس وقت اندر تھا تو باہر والا آزاد ہو جائے گا اور دوسرا کلام لغو و بیکار اور باطل ہو جائے گا اور اگر وہ غلام مر گیا جو باہر تھا تو اندر جو اس وقت تھا اس کی آزادی متعین ہے اور داخل ہونے والا دوسرے کلام کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا۔ لیکن اگر اتفاقاً دوبارہ وہ ہی مر گیا جو دوبارہ داخل ہوا ہے تو پہلے کلام کا مصداق قرار دیا جائے گا اب اگر اس کی مراد وہ پہلے ہے جو باہر رہ گیا تھا تو کلام ثانی کی وجہ سے وہ آزاد ہوگا جو اندر رہ گیا تھا اور اگر وہ مصداق اس کو بتا رہا ہے جو اندر رہ گیا تھا تو کلام ثانی ایجاب ثانی لغو و باطل بیکار ہوگا اور اگر غلاموں میں سے کوئی نہیں مراد

مالک کے انتقال کر جانے کی صورت میں آزادی باعتبار احوال کے ہوگی

بلکہ مالک و آقا و بیان کرنے سے پہلے انتقال کر گئے تو اب ان کی آزادی ان کے احوال پر ہوگی آزادی کی تقسیم اب اس طرح ہوگی کہ جو باہر آ گیا اور جو اندر رہ گیا ان دونوں کا نصف نصف آزاد ہوگا۔ اور جو باقی رہا اس کا تین ربع یعنی تین چوتھائی آزاد ہوگا اور اگر مالک یہ سب کچھ مرض الموت میں کہا تو اب یہ دیکھا جائے گا کہ اس کے کل مال میں سے ایک تہائی اتنا ہو سکتا ہو کہ ایک غلام مکمل آزاد اور بقیہ حصہ اس کے علاوہ، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کی بنا پر ہو سکتا ہو یا تہائی مال اتنا نہیں ہو سکتا لیکن اس کے وارث اس کی اجازت دیتے ہیں تو حکم وہی ہے جو ابھی بیان کیا گیا اسی پر فیصلہ ہے اور اگر آقا کا مال سوائے ان غلاموں کے اور کچھ نہیں اور وارث بھی اجازت نہیں دیتے تو تہائی ان میں تقسیم کیا جائے گا

آزادی کی تقسیم ان احوال پر ہوگی

صورت اس تقسیم کی یہ ہوگی کہ داخل ہونے والا اس کو بھی نصف اور جو باہر نکلنے والا اس کو بھی نصف اور جو اندر باقی رہا اس کو تین چوتھائی دیا جائیگا اب ایک عدد ہونا چاہیے کہ جس کا نصف اور ربع نکل سکتا ہو وہ مثلاً چار کا عدد ہے، جو چلا گیا اس کے دو حصے ہونگے اور جو داخل ہوا اس کے بھی دو سہم حصے ہوں گے اور جو اندر باقی رہا اس کے تین سہام یعنی تین حصے ہوں گے، تمام سہام اور حصے ملا کر سات ہوئے اب مالک کے تہائی مال کے سات حصے کئے جائیں گے جب تہائی مال کے سات حصے ہوئے تو بقیہ دو تہائی مال کے چودہ حصے ہوئے پورے مال کے اکیس[۲۱] حصے ہوئے اور یہ آقا مرنے والا مقروض بھی ہے اور کل مال اس کا یہ تین ہی غلام ہیں (تو یہ غلام کل ۲۱ حصے ان کے ہوئے) یعنی ہر ایک کے سات حصے ہوئے (اب تقسیم باقاعدہ اس حساب کے مطابق ہوگی اس طریقہ پر ہوگی ..) کہ جو غلام باہر نکل آیا اس کے سات حصوں میں دو حصہ آزاد ہوں گے (چونکہ یہی سہام حصص سعایت بھی ہیں) اسلئے بقیہ پانچ کے لئے سعی اور کمائی کر کے قیمت ادا کرے گا اور جو غلام داخل ہوا تھا اس کے بھی دو حصے آزاد ہوں گے اور وہ بھی پانچ حصوں کے لئے سعایت کرے گا اور جو غلام اندر ہی رہ گیا تھا اس کے سات حصوں میں سے تین حصہ آزاد ہوں گے اور وہ اپنے چار حصوں کے لئے سعایت کرے گا۔ اب یہ کہا جائے گا کہ وصیت کے سہام کا مجموعہ سات ہوئے اور سعایت جن حصوں کی کرانی ہے وہ چودہ ہوئے اس حساب سے تہائی اور دو تہائی

ملہ ان کو سہام وصایا اسلئے کہا جا رہا ہے کہ مریض کا بحالت مرض آزاد کرنا تو لغو اور بیکار ہو گیا البتہ صرف ایک تہائی بطور وصیت

ع آزاد کیا جا رہا ہے مترجم ۱۲

ظاہر ہو گیا اور بات بالکل واضح اور منقح ہو گئی (کافی)

حصص کی تقسیم و تعیین

ایک شخص کے تین غلام ہیں ایک سالم دوسرا غانم تیسرا مبارک اس نے تندرستی کی حالت میں کہا کہ سالم آزاد ہے یا ایسے کہا کہ سالم اور غانم دونوں آزاد ہیں، یا ایسے کہا کہ سالم و غانم اور مبارک سب آزاد ہیں اب اس پر غور کیا جائے گا کہ اگر اس نے اپنے کلام میں صرف سالم کو آزاد کیا ہے تو سالم تنہا اکیلا آزاد ہو گا اور اگر اس نے غانم پر آزادی واقع کی تو سالم بھی اس کے ساتھ آزاد ہو گا اور اگر مبارک پر آزادی واقع کی تو سب آزاد ہوں گے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے یوں کہا کہ نصف غانم اور تہائی مبارک کا آزاد ہے اب بھی یہی حکم ہے کہ سب آزاد ہوں گے، کیونکہ حاصل کرنے اور پا لینے کے لئے ایک ہی حالت ہے اور محروم ہو جانے نہ ملنے کے لئے کئی حالتیں ہیں۔ اگر یہ باتیں آقا نے بحالت مرض کہیں اور مال ان غلاموں کے علاوہ اور بھی ہے یہاں تک کہ ایک غلام مکمل آزاد اور پانچ چھ حصہ اس کے مال سے بآسانی نکل سکتے ہیں اتنی گنجائش ہے، تب بھی یہی حکم ہے اور اس کا مال ان کے علاوہ اور کچھ نہیں لیکن وارث برضا و رغبت خوشی سے اجازت دے دیتے ہیں تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر اس کے وارث اجازت نہیں دیتے (اور مال ان کے علاوہ اور نہیں ہے) تو یہ غلام اس کے تہائی مال میں اپنے اپنے حقوق کے مطابق شریک کئے جائیں گے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ میت کے مال کے تہائی مال کے چھ حصے کئے جائیں گے۔ اور چھ حصے اسلئے کئے جائیں گے کہ ضرورت نصف اور چوتھائی کی ہے تقسیم اس طرح ہو گی کہ سالم مکمل چھ حصوں کا اور غانم صرف نصف کا اور مبارک تہائی یعنی دو کا شریک کیا جائے گا، مجموعہ ان سب کا گیارہ ۱۱ ہوتے ہیں اسلئے تہائی مال کے گیارہ ۱۱ حصے کئے جائیں گے اور باقی دو تہائی مال کے بائیس حصے ہوں گے کل مال کے تینتیس ۳۳ حصے ہوتے ہیں اور کل مال کے چونکہ صرف تین غلام ہیں اسلئے ہر غلام کے گیارہ ۱۱ حصے ہوئے سالم میں سے چھ حصہ آزاد ہوں گے اور بقیہ پانچ کے لئے سعایت کرے گا اور غانم میں سے تین حصے آزاد ہوں گے اور آٹھ حصوں کے لئے سعایت کرے گا اور مبارک میں سے صرف دو حصہ آزاد ہوں گے بقیہ نو کے لئے سعایت کرے گا وصیت میں جو حصہ آ رہا ہے چونکہ اس کا مجموعہ گیارہ ۱۱ ہے اور جن حصوں کی سعایت کرائی ہے ان کا مجموعہ بائیس ۲۲ ہے جو وصیت کے حصے کا دو گنا ہے اس حساب کی وجہ سے تہائی اور دو تہائی بالکل صحیح نکل آئی۔ اب اگر وہ کہتا ہے کہ سالم آزاد ہے یا غانم و سالم دونوں آزاد ہیں یا مبارک و سالم آزاد ہیں تو اس کو اختیار ہو گا بلکہ اس سے یہ کہا جائے گا کہ تمہاری مرضی پر انحصار ہے جس کو چاہو متعین طور پر ان تینوں میں سے آزاد کر دو اب وہ جس کی بھی تعیین کرے گا اس کے ساتھ جو شامل ہے وہ بھی آزاد ہو جائے گا، مثلاً اس نے غانم کو آزاد کیا تو سالم بھی اس کے ساتھ آزاد ہو گا (مترجم) اگر وہ بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو سالم بالکل مکمل طور پر آزاد ہو گا، بقیہ دونوں میں ہر ایک میں سے ایک ایک تہائی آزاد ہو گی، اگر اس نے بیماری میں یہ کہا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ اس میں تہائی میں ایک مکمل غلام اور دو تہائی بسہولت نکالا جا سکتا ہے، یا بالکل نہیں مگر وارثوں نے برضا و رغبت اجازت دیدی ہے تب بھی یہی حکم ہے (یعنی آزادی کا فیصلہ ہو گا اور بقیہ دونوں ما بقیہ کیلئے سعایت کریں گے) اور اگر دونوں نے اجازت نہیں دی تو ہر ایک ان میں سے کل مال کی تہائی میں اپنے حقوق میں شریک ہوں گے صورت اس کی یہ ہو گی کہ سالم تو مکمل آزاد ہو گا (کیونکہ اس کا حق رقبہ کامل ہے مترجم) اور غانم و مبارک ان میں ہر ایک کا حق تہائی رقبہ ہے اور کم از کم ایسا عدد جس کی تہائی برآمد ہو سکے اور بسہولت اس کا تیسرا حصہ نکالا جا سکے تین کا عدد ہے، سالم کا حق (۳) ہوا اور بقیہ دونوں کا الگ الگ (۱) یہ مجموعہ حصص آزادی ہر سہ (۵) ہوا یہ تو تہائی مال کا حصہ ہوا لیکن کل مال کے حصص پندرہ ہوئے۔ اسلئے ہر تقسیم کے حصص پانچ ہوئے اس حساب پر سالم میں (۳) آزاد ہے، اور دو کے واسطے سعایت کرے گا اور کما گیا اگر یہ تقسیم ہو غانم و مبارک میں سے دو الگ الگ آزاد بقیہ چار حصوں

کے لئے کمائی کریں اور مالک کے پاس بھیجیں (حاصل یہ ہوا) کہ آزادی کے کل حصے پانچ ہوئے اور جن حصوں کی سعی کرائی ہے ان کا مجموعہ (۱۰) ہوا (شرح جامع صغیری)

مختلف ایجابات میں لفظ یا اختیار کیلئے ہوگا

اگر کہا کہ سالم آزاد ہے یا غانم وسالم یا مبارک اور سالم (اس جملہ کلام میں لفظ ، یا کے بعد ہر جگہ خبر مقدم ہوگی) یہ سب مختلف ایجاب ہیں مختلف ایجابات میں کلمہ یا اختیار کے لئے ہوتا ہے اسلئے سالم تو ہر حال میں مکمل آزاد ہوگا اور مبارک و غانم میں سے ہر ایک صرف ایک حالت میں آزاد ہوں گے اور دو حالتوں میں آزاد نہیں ہوں گے سالم اور باقی حصوں میں سے صرف ایک تہائی حصہ آزاد ہوگا (بعض فقہاء کی یہ رائے ہے کہ) سالم ثانیاً مبتدا، اور آخر معطوف علیہ ہے اسلئے وہ اس سے آزاد ہوگا اور باقی دونوں متعین کرنے سے آزاد ہوں گے لیکن عطف سے پہلے آزادی جائز نہیں ہے بلکہ روک دی گئی ہے۔

اگر آقا نے یہ کہا کہ سالم آزاد ہے یا سالم و غانم آزاد ہیں یا سالم و مبارک آزاد ہیں تو سب آزاد ہو جائیں گے یا لغو اور بیکار ہوگا کیونکہ اسم اور خبر ایک ہوتے ہیں۔ (لیکن یہ چیز بہت ادنیٰ سی تاویل سے نکل سکتی ہے) کیونکہ اب خبر مثل سکوت اور خاموشی کے قرار دی جاسکتی ہے مانع عطف ہے۔

بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ جو کچھ حکم بیان کیا گیا صاحبین رحمہم اللہ کے اقوال کی بنا پر ہے کیونکہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مبارک اور غانم ہر گز آزاد نہیں ہوں گے (لیکن پہلا قول یعنی صاحبین رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب) زیادہ صحیح ہے (اسی پر سب کا اجماع ہے) اگر آقا نے کہا سالم و غانم سے کہ تم میں سے ایک آزاد ہے یا سالم تو (آزاد ہے) تو سالم میں سے تین چوتھائی آزاد ہونگی اور غانم کی ایک چوتھائی آزاد ہوگی۔ اگر کہا سالم آزاد ہے یا غانم یا سالم ہر ایک میں سے آدھا آدھا آزاد کیا جائیگا کیونکہ تیسرا عین اول ہے (یعنی سالم جو تیسرے نمبر پر اب پھر ذکر کیا گیا ہے اس کا ذکر اول میں بھی ہوا ہے بلکہ کلام حریت کی ابتدا ہی اس سے ہوئی ہے) اسلئے وہ لغو و بیکار ہوگا (شرح تلخیص جامع کبیر)

ایک شخص کے چار غلام ہیں سالم، غانم فرقد مبارک اور ان سب کی قیمت بھی برابر ہے (کوئی تفاوت) فرق نہیں ہے) اس نے تندرستی کے زمانہ میں کہا کہ سالم و غانم آزاد ہیں یا فرقد مبارک آزاد ہیں یا فرقد اور غانم آزاد ہیں (یہ تین ایجابات ہوئے) فقہاء نے فرمایا کہ یہ تینوں ایجابات بالکل صحیح ہیں اور مالک کو حق دیا جائے گا کہ جس ایجاب کو چاہے اختیار کرے جس کو بھی اختیار کرے گا اس کے ساتھ جو بھی شامل ہے وہ اس کے ساتھ آزاد ہوگا باقی سب باطل ہوں گے اگر مالک بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو سالم سے ایک تہائی آزادی ہوگی اور بقیہ دو تہائی کے لئے سعی کرے گا۔ یہی صورت مبارک میں ہے گی، رہا غانم وہ دو حالتوں میں آزاد ہوگا کیونکہ مالک کے کلام میں بدرجہ اول اور دوئم میں داخل ہوا ہے اسلئے اس میں سے دو تہائی آزاد ہوں گے اور ایک تہائی کے لئے سعایت کرے گا یہی حال فرقد کا بھی ہوگا کیونکہ وہ مالک کے کلام میں دوم اور سوم میں آچکا ہے۔ اور ہر کلام سے جس قدر جس غلام کو پہنچ رہا ہے وہ ظاہر ہے ایک دوسرے قدرے مختلف ہے دیکھ لیا جائے کہ دوئم اور سوئم میں جو کچھ حصہ ہوتا ہے وہ مختلف ہے ایک دوسرے سے اگر یہی باتیں تندرستی میں نہیں بلکہ بیماری کے زمانہ میں کہی گئیں تو دیکھنا یہ ہے کہ یہ غلام اس کے تہائی مال کی مالیت کے برابر ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر نہیں ہوتے اور وارث اجازت دے رہے ہیں تب تو حکم وہی ہے جو ہونے کی صورت میں ہوتا ہے، اگر برابر نہیں ہوتے اور جس وقت وارث بھی اجازت نہیں دیتے تو تہائی مال ان پر ان کے حق کے مطابق تقسیم ہوگا، سالم اور

مبارک میں سے ہر ایک کا حق ایک حصہ ہوگا اور غانم اور فرقد میں ایک حصہ دو سہم (یعنی دو حصہ ہیں) اگر ایک شخص اپنے ایسے تین غلاموں میں سے جن کی قیمت برابر ہے کہتا ہے کہ سالم تم آزاد ہو یا غانم تم آزاد ہو یا غانم اور مبارک آزاد ہیں جس کو مالک اختیار کرے گا وہ آزاد ہوگا اور جو اس کے ساتھ شامل ہوگا وہ بھی آزاد ہوگا۔

اگر آقا تعین سے پہلے مرگیا تو ایک ایک تہائی آزاد ہوگی

اگر مالک بیان کرنے اور متعین کرنے سے پہلے مرگیا تو سالم میں سے اور مبارک میں سے ایک تہائی آزاد ہوگی، علیحدہ علیحدہ اور فرقد میں سے اور غانم میں دو تہائی آزاد ہوں گی اگر اس وصی میت کا مال ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور وارث بھی اجازت نہیں دیتے تو ان غلاموں پر تہائی مال ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا اگر اس نے دو غلاموں کو کہا کہ سالم آزاد ہے یا مبارک آزاد ہے دونوں آزاد ہیں اور بیان تعین سے پہلے انتقال ہوگیا تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی حصہ آزاد ہو جائے گا اور اگر مالک کا مال سوائے ان غلاموں کے کچھ نہ ہو تو میت کا تہائی مال ان دونوں میں اضعاف تقسیم کیا جائے گا یعنی ہر ایک میں تہائی حصہ آزاد ہوگا۔ اگر اس نے تین غلاموں کو کہا کہ سالم آزاد ہے یا غانم آزاد ہے، یا مبارک غانم و سالم آزاد ہیں تو اس کو اختیار متعین کرنے کا لامحالہ ہے گا اور جس غلام کو بیان ایجاب میں شامل کرے گا وہ بھی اس کے ساتھ آزاد ہوگا اور اگر وہ بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو مبارک ایک تہائی مال سے آزاد ہوگا اور سالم و غانم دونوں میں دو تہائی آزاد ہوں گی، اگر اس کا اور کوئی مال ان غلاموں کے علاوہ نہیں ہے اور وارث بھی اجازت نہیں دیتے تو تہائی مال ان میں ان کے حقوق کے مطابق تقسیم ہوگا (شرح زیادات عتابی)

اگر کسی شخص کے دو غلام ہیں اس نے کہا کہ سالم آزاد ہے یا سالم و غانم آزاد ہیں پھر بلا بیان کئے ہوئے انتقال ہوگیا تو سالم مکمل اور غانم نصف آزاد ہو جائے گا۔ اگر یہ باتیں بیماری کے زمانہ میں کہی گئیں اور اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال نہیں ہے تو مالک کے تہائی مال میں دونوں اپنے اپنے حصوں کے مطابق شریک قرار دئے جائیں گے۔ سالم کا حق پورا پورا ہے اور غانم کا حق نصف آدھا ہے۔ تقسیم اس طرح ہوگی کہ سالم کا حق دو حصے ہوئے اور غانم کا حصہ ایک سہم ہوا کل تین حصے ہوئے اور یہی تہائی مال ہے، کل مال کے نو حصے ہوئے اور ہر ایک حصے میں ساڑھے چار حصے ہوئے سالم میں سے دو حصہ آزاد ہوئے اسلئے ڈھائی حصوں کے واسطے وہ سعایت کرے گا اور غانم میں سے ایک حصہ آزاد ہوگا اور ساڑھے تین سہام کے لئے کمائی کر کے ادا کرے گا (شرح جامع صغیر حصیری)

اگر آزادی مختلف غلاموں کے درمیان دائر ہو تو تقسیم کس حساب سے ہوگی

اگر ایک شخص کے تین غلام ہیں اور اس نے تینوں غلاموں سے کہا کہ تو آزاد ہے یا تم میں سے ایک آزاد ہے یا تم سب مجموعہ میں سے ایک آزاد ہے ابھی بیان نہیں کیا تھا نہ ہی متعین ہو سکا تو تقسیم حریت اس طریقے سے ہوگی کہ اول والے سے (جس کو مخاطب یوں کیا تھا کہ تو آزاد ہے مترجم) چار نویں حصے آزاد ہوں گے اور باقی دونوں میں ایک ایک میں سے ڈھائی نویں حصے آزاد ہوں گے

اگر ایسے کہا کہ انت حر تو آزاد ہے اور دوسرے سے بھی یہی کہا کہ انت حر تو آزاد ہے یا تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے پھر سب سے کہا کہ تم سب میں سے ایک آزاد ہے تو اول میں نئے ساڑھے پانچ حصہ آزاد ہوں گے اور ڈھائی نویں حصے دوسرے کے آزاد ہوں گے۔ اور تیسرے حصے میں سے ایک نواں حصہ آزاد ہوگا۔

اگر ایسے کہا کہ تم تنہا آزاد ہو یا یہ کہا کہ تم آزاد ہو، ایک دوسرے غلام سے کہا کہ یا تم سب میں سے ایک آزاد ہے تو اول و دوم میں سے ایک میں چار حصہ اور تیسرے میں ایک حصہ آزاد ہوگا۔

اگر یہ کہا کہ اے سالم تم آزاد ہو یا غانم تم آزاد ہو یا اے مبارک تم آزاد ہو تو اس کو مکمل اختیار ہوگا۔ اگر اس نے غانم اور سالم کو جمع کر کے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے تو دونوں میں سے ایک درمیان سے نکل گیا اور آزادی دونوں (یعنی مبارک اور ان دونوں میں سے ایک کے درمیان) دائر ہوگی، اب ان میں سے جس کے حق میں چاہے بیان کرے اور اسکو ہی آزاد قرار دیا جائیگا اور اگر بیان کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو نصف مبارک میں سے آزاد ہوگا اور بقیہ نصف سالم و غانم کے درمیان مشترک ہوگی اور ہر ایک میں سے چوتھائی چوتھائی آزاد ہوگا، کیونکہ دونوں اس میں برابر ہیں کوئی تفاوت اور فرق کی وجہ نہیں ہے۔

اور جامع میں لکھا ہے کہ اب اس کا یہ کہنا کہ تم دونوں میں سے ایک غلام ہے لغو اور بیکار ہے، اگر اس نے یہ نہیں کہا کہ تم میں سے ایک غلام ہے بلکہ یوں کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہے۔ تو ان دونوں میں سے ایک مدبر ہو جائے گا اور اب آزادی قطعی طور پر مبارک اور ان میں سے بقیہ ایک کے درمیان دائر و سائر ہوگی اگر وہ بیان کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو نصف مبارک آزاد ہوگا اور اپنے نصف کے لیے سعایت و کمائی کرے گا (جو مالک کے ورثا کو دی جائے گی) اور سالم و غانم میں سے ہر ایک میں چوتھائی حصہ آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک میں سے نصف مدبر ہو جائے گا، ان سب کا اعتبار میت کے تہائی مال سے ہوگا۔ اور اگر مولائے میت کا کچھ اور مال ہو کہ تہائی مال سے زیادہ ہو تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی آزاد ہوگا کہ جن میں سے ایک چوتھائی بالکل قطعی طور پر اور نصف بوجہ مدبر ہونے کے آزاد رہے گا۔ اور چوتھائی کے لئے ہر ایک سعایت کرے گا۔

اعلان عتق کے بعد شریعت مالک کی مالی حالت پر بھی غور کرے گی!

اور اگر کچھ مال پاس نہیں ہے تو ایک تہائی مال ان دونوں میں نصفا نصف ہوگا اور میت کا مال موت کے وقت صرف دو غلام ہی ہیں اسلئے اسمیں تہائی مال اور دو تہائی غلاموں کی ملکیت ہوگی جو ان دونوں میں مشترک ہوئی پس ہر ایک کے واسطے ایک تہائی رقبہ ہوگا۔ اب حساب میں ضرورت ایسے عدد کی ہے کہ اس کی تہائی اور چوتھائی نکل سکتی ہو کم از کم ایسا عدد (۱۲) ہے، اب ہر غلام کے بارہ حصے کئے جائیں گے جس میں سے مبارک کے نصف یعنی چھ حصہ آزاد ہوں گے (کیونکہ آزادی کا فیصلہ کسی حد تک ان افراد کے بارے میں مالک کی طرف سے قطعی طور پر ہو چکا ہے (مترجم)) یہ بقیہ چھ کے لئے سعایت کرے گا اور کما کر مالک کو دے گا اور سالم اور غانم ہر ایک میں سے ایک چہارم اسی آزادی کے فیصلہ کی وجہ سے آزاد ہوگا۔ یعنی تین تین سہام آزاد ہوں گے اور ایک تہائی مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہونگی یہ چار حصہ ہو گئے ہر ایک اپنے پانچ حصوں کے لئے سعایت کرے گا۔ وصیت کے حصے آٹھ ہوئے اور جن حصوں کی سعایت کمائی کرائی ہے وہ (۱۶) ہوئے یہ جو کچھ حساب لگایا گیا ہے واقعے کے مطابق بالکل درست اور صحیح ہے۔

بیان ضرورت کی ایک اور صورت جس کی صراحت مالک کی طرف سے ہو رہی ہے

سالم اور غانم کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے تم میں سے ایک کو غلامی کے لئے اختیار کیا، پھر غانم اور مبارک کو جمع کر کے

کہا کہ میں نے تم میں سے ایک کو غلامی کے لئے اختیار کیا اس کے بعد مالک مر گیا تو اس کا اختیار اول تو باطل ہو گیا اسلئے اب وہ اختیار سالم اور دونوں میں سے ایک کے درمیان دائر رہے گا۔ تقسیم اس طرح ہو گی کہ سالم کے حصہ میں نصف آزادی آئے گی اور باقی نصف دونوں کے درمیان نصفا نصف رہے گی۔ (شرح زیادات علامہ عتابیؒ)

اگر چار غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ سالم اور غانم میں سے ایک غلام ہے۔ پھر غانم اور فرقد سے کہا کہ تم میں سے ایک غلام ہے پھر فرقد اور مبارک سے کہ تم میں سے ایک غلام پھر تعیین اور بیان سے پہلے ہی مر گیا تو سب سے آخیر کا اختیار کرنا سب سے اول والوں کے لئے ناسخ اور رافع ہے کیونکہ فرقد اور مبارک میں سے ایک اس درمیان سے خارج ہو گیا اور آزادی دو کے درمیان میں سے صرف ایک میں باقی رہے گی (یعنی صرف سالم اور غانم کے درمیان)۔ تقسیم اس طریقہ پر ہو گی کہ تہائی سالم کا اور تہائی غانم کا اور چھٹا حصہ فرقد کا اور چھٹا حصہ مبارک کا آزاد ہو گا اور ہر غلام کے چھ حصے آزاد ہوئے اگر ایک شخص نے اپنی تندرستی میں اپنی بیوی اور غلام سے کہا کہ تم پر طلاق ہے یا وہ آزاد ہے یہ عورت غیر مدخول بہا ہے، مالک بلا بیان ہی دنیا سے رخصت ہو گیا تو غلام میں سے تو نصف آزاد ہو جائے گا اور بقیہ نصف کے لئے سعایت کرے گا عورت کو پورا مہر اور میراث ملے گی یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے (کافی)

اگر مالک نے سالم اور غانم سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے یا سالم آزاد ہے اس سے کہا جائے گا کہ کسی ایک کا تعین کیجئے اگر اس نے ایجاب اول کو اختیار کیا تو اس کو پھر دوبارہ بیان کرنے کا حکم دیا جائے گا اگر بیان کرنے سے پہلے ہی رخصت ہو گیا تو سالم میں سے تین چوتھائی آزاد ہو جائے گا اور غانم سے صرف ایک چوتھائی آزاد ہو گا، اگر بیان کرنے اور متعین کئے جانے سے پہلے ہی آقا کا انتقال ہو گیا تو اس کا کوئی مال سوائے ان کے اگر نہیں ہے تو یہ غلام اپنے اپنے حق کے حساب سے اس کے تہائی مال میں شریک کئے جائیں گے ان میں ایک کا حق تین چوتھائی ہے اور دوسرے کا حق ایک چوتھائی ہے ہم نے ایک چوتھائی کا ایک (مستقل) حصہ مقرر کیا اسلئے ایک کا حق تین حصے ہوئے اور دوسرے کا حق ایک حصہ ہوا مجموعہ حصص چار ہوئے اور یہی تہائی مال ہے مجموعہ کل مال بارہ حصے ہوئے، ہر غلام کے اس حساب سے چھ حصے ہوئے اسلئے سالم میں سے تین آزاد ہونگے اور تین حصوں کے واسطے سعایت کرے گا اور غانم میں سے ایک حصہ آزاد ہو گا۔ وہ بقیہ پانچ حصوں کے لئے سعایت کرے گا (شرح جامع کبیر حصیری)

آزاد کرنے کے بعد نسیان مخل آزادی نہیں

اگر مالک نے آزادی کے صیغہ کو دو غلاموں میں سے ایک معین کی طرف مضاف کیا لیکن کہ پھر بھول گیا تو اس کی وجہ سے کوئی اختلاف پیدا ہو گا (نہ کوئی خلل آئے گا) کیونکہ ان دونوں میں سے ایک بیان کے بغیر ہی آزاد ہے اس کے متعلق احکام دو طرح کے ہیں۔

وہ احکام جن کا تعلق مولا کی زندگی کی حالت ہی ہو گا

ایک وہ جو آقا کی زندگی میں متعلق ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ مسائل جو آقا کی موت کے بعد متعلق ہو رہے ہیں اول کا بیان یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی دو باندیوں میں سے ایک کو معین طور پر آزاد کیا پھر اس کو بھول گیا یا دس باندیوں میں سے ایک معین کو آزاد کیا اور پھر اس کو بھول گیا تو مالک کو روک دیا جائے گا کہ ان میں سے کسی سے مجامعت نہ کرے (کیونکہ سب مشکوک ہو گئیں ہر ایک اس کے نسیان کی وجہ سے اس کا احتمال رکھتی ہے کہ وہی ہو جس کو متعین طور پر آزاد کیا ہو۔

اور نہ ہی ان میں سے کسی سے خدمت لے تحری غور و فکر اور گمان غالب سے ایک کی آزادی کو متعین کر کے کسی اور سے مجامعت جائز نہیں ہے، تدبیر اب یہی کی جاسکتی ہے کہ ان سب سے عقد نکاح کیا جائے ان میں جو آزاد ہے وہ عقد نکاح کی وجہ سے اس پر حلال ہو جائے گی اور جو مملوکہ ملکیت میں بحیثیت باندی ہونے کے ہیں وہ بوجہ باندی ہونے کے ملکیت میں رہیں گی اسلئے حلال ہونگی۔ اگر کسی نے غیر متعین طور پر دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا پھر یہ غلام مالک کو قاضی کے پاس لے گئے وہاں لیجاکر قاضی کے سامنے اس سے بیان اور تعیین کی درخواست کی قاضی اس کو حکم دے گا کہ بیان کر دے اگر وہ بیان کرنے سے انکار کرے تو قاضی اس کو اس جرم میں حتی البیان قید و بند میں رکھے گا ایسا ہی شیخ کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ میں آزاد ہوں اور اس کے مالک نے اس کی تصدیق نہیں کی بلکہ وہ انکار کر رہا ہے لیکن اب یہ دونوں مالک سے قسم طلب کرتے ہیں تو مالک سے قاضی ان میں سے ہر ایک کے لئے قسم لے گا کہ اللہ عزوجل کی قسم میں نے اس کو آزاد نہیں کیا۔

اگر مالک نے قسم کھانے سے اباء وانکار کیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اگر دونوں کے لئے قسم کھا گیا تو اس کے بعد اس کو بیان کہا جائے گا۔ قاضی نے شرح مختصر الطحاوی میں ذکر فرمایا ہے کہ جب آزاد کرنے کے بعد کسی وجہ سے جہالت اور ابہام آگیا ہو اور مالک ملکیت پر زور دیتا ہے لیکن یاد نہیں آتا تو وہ بیان کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

بیان اور تعیین کی قسمیں اور اسکی مختلف صورتیں

معلوم ہوتا ہے کہ بیان کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ نص، دلالت، ضرورت۔ نص کی صورت یہ ہے کہ مالک ان غلاموں میں معین طور پر کہہ دے کہ میں نے اس کو آزاد کیا ہے اور بھول گیا تھا وہ یہ ہے۔ دلالت اور ضرورت کی صورت ایسی ہے کہ اس سے کوئی قول وفعل ایسا صادر ہو جائے جو اس ابہام کی عقدہ کشائی کرے اور مسئلہ بے نقاب ہو جائے۔ مثلاً دونوں میں سے کسی ایک میں ایسا تصرف کرے جو ملک ہی میں کیا جاسکتا ہے بدون ملک درست نہیں ہے۔ مثلاً ایک غلام کو ان میں سے فروخت کر دیا یا بطور نذرانہ ھبہ کسی کو پیش کیا یا صدقہ کیا، یا کسی اور کے حق میں وصیت کی یا بالکل متعین طور پر اس قول کے بعد پھر ان میں سے کسی ایک کو آزاد کر دیا یا اجرت پر کسی کو ان میں سے دیا یا رہن رکھ دیا یا مکاتب بنایا، یا باندی تھی اسے ام ولد بنا دیا گیا۔

مگر یہ جب ہے کہ جب دونوں باندیاں ہوں۔ اگر دس باندیاں ہوں مالک نے ان میں سے ایک کے ساتھ مجامعت کی جس سے مجامعت کی وہ تو باندی ہونے کے لئے بالکل متعین ہو گئی اور اب اس کا بھی پتہ چلا لینا بہت سہل ہو جائے گا کہ ان میں سے کون آزاد شدہ ہے۔ یہ چیز بیان سے متعین ہو سکتی ہے یا دلالت اور ضرورت سے متعین کیا جاسکتا ہے (جیسے اوپر کے تصرفات ھبہ، ہدیہ، صدقہ، اجارہ وغیرہ ہیں کیونکہ یہ چیزیں اسی غلام و باندی میں ہو سکتی ہیں جس کو غلام ہی رکھا ہو یا اس کو باندی ہونے پر برقرار رکھا گیا ہو یہ عمل اس کے باب میں دوسروں کے لئے تعین کا ایک ذریعہ ہو سکتا ہے نہ صراحت میں ہی اس کو ایسی مضبوطی اور تقویت حاصل ہے۔ لیکن اس کا درجہ ابہام سے بہت بڑھا ہوا ہے، پتہ چلایا جاسکتا ہے اور سراغ رسانی میں یہ چیز ممد و معاون بن سکتی ہے)

اسی طرح اگر اس نے دوسری اور تیسری سے مجامعت شروع کی یہاں تک کہ نو تک پہونچ گیا تو جو باقی رہی یعنی ظاہر ہے کہ وہ دسویں ہے یہی اس کے قول کا مصداق ہے اور آزادی کے لئے متعین ہے اگرچہ بہتر تو یہی ہے کہ ان میں سے کسی کے

ساتھ مجامعت نہ کرے اگر مجامعت کر لی تو وہی حکم ہوگا جو بیان کیا گیا۔

اگر بیان کرنے سے پہلے پہلے ان میں سے ایک رخصت ہوگئی یعنی مرگئی تو اب بھی بہتر یہی ہے کہ بیان کرنے سے پہلے کسی کو ہاتھ نہ لگائے احتیاط اسی میں ہے اور یہی بہتر ہے، اگر مجامعت کرے تو جائز ہوگا۔

اگر دو باندیاں تھیں اور ان کو غیر متعین طور پر آزاد کیا اب اگر ان میں سے ایک مرجاتی ہے تو دوسری آزادی کے لئے متعین نہیں ہوگی (کیونکہ احتمال اس بات کا نکلتا ہے کہ جو مری ہے شاید وہی ہو مترجم) البتہ اس کی آزادی مالک کے بیان پر موقوف رہیگی خواہ بیان صریح ہو یا بیان دلالت ہو اگر اس ابہام کے بعد ایک روز مالک نے کہا کہ میری مملوکہ ہے اور یہ کہتے ہوئے اشارہ ان دونوں میں سے کسی ایک طرف مالک کے کر رہا تھا تو اب ظاہر ہے دوسری باندی بصرورت کہئے یا بدلالت آزادی کے لئے متعین ہے (کیونکہ مالک کی تعین پر قیمت ہے دوسری کی آزادی کو متعین کر دیا) اگر دس غلام تھے سب کو ایک عقد میں فروخت کیا تو سب کی بیع ناجائز ہوگی فسخ ہوجائے گی اگر ایک ایک کو تنہا تنہا الگ الگ فروخت کر رہا ہے تو تفصیل اب یہ ہے کہ نو تک تو سب کی بیع وشراء بالکل درست ہے اور اب نو کے آگے دسواں آزادی کے لئے متعین ہے۔ دس آدمی ہیں اور ان دس آدمیوں میں ہر ایک کی ایک ایک باندی ہے ان میں سے ایک نے اپنی باندی کو آزاد کر دیا لیکن معین طور پر معلوم نہیں وہ کونسی ہے تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی باندی سے مجامعت کرے اور مالکوں کی طرح جتنے تصرفات اس میں ہو سکتے ہوں کئے جائیں، لیکن اگر یہ سب باندیاں ان میں سے ایک کی ملک میں آگئیں تو ایسا ہو گیا کہ جیسے پہلے ہی سے یہ سب اس کی ملک میں تھیں جن میں سے اس نے ایک کو آزاد کیا اور پھر بھول گیا۔

وہ مسائل واحکام جن کا تعلق مالک کے انتقال کرنے کے بعد سے ہے

دوسری صورت یہ ہے کہ مالک آقا بیان کرنے سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو دونوں میں سے ہر ایک کا نصف نصف حصہ آزاد ہو جائے گا اور اپنے اپنے نصف کے لئے وہ سعایت کرے گا یعنی اپنے نصف حصے کی قیمت کے لئے میت کے وارثوں کے لئے سعایت کرے گا (بدائع)

ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنا قدیم الصحبت پرانا غلام آزاد کیا اس میں مشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے کافی بحث فرمائی ہے لیکن مختار اور قول آخر یہ ہے کہ قدیم الصحبت وہ ہے کہ جس کی صحبت ایک سال رہی ہو، اور اس کو آقا، کی خدمت میں ایک سال گذر گیا ہو (تجنیس ومزید) اگر باندی سے کہا کہ تو آزاد ہے یا تیرا حمل اس باندی کے بچہ تولد ہوا لیکن آقا، کا انتقال ہو گیا تو بچہ تو مکمل آزاد ہو گیا، لیکن باندی کا نصف حصہ آزاد ہوگا (خزانۃ المفتیین) اگر مالک نے باندی سے یہ کہا کہ اگر اول بچہ جو تیرے پیدا ہو اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہے پھر باندی نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا کی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اول کیا پیدا ہوا ہے لیکن مالک اور باندی دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ دونوں بچہ پیدا ہوئے ہیں تو نصف لڑکی اور نصف اس کی ماں یعنی باندی آزاد ہوگی اور لڑکا بالکل آزاد نہیں ہوگا بلکہ وہ غلام ہی رہے گا، اگر باندی نے ولادت کے بعد دعوی کیا کہ پہلے لڑکا پیدا ہوا ہے اور یہ لڑکی بہت چھوٹی ہے مالک انکار کر رہا ہے اور انکار پر مصر ہے بلکہ کہہ رہا ہے کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے تو حلف اور قسم کے ساتھ مالک کا قول معتبر ہوگا باندی کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے گا مالک سے قسم جہاں لڑکی کی اول پیدائش پہ لی جائے گی وہاں اس بات پر قسم لی جائے گی کہ اس کو باندی کے علم کا بھی صحیح اور غلط ہونا معلوم ہے۔ اگر مالک نے

ان دونوں باتوں پر قسم کھالی تو کوئی بھی آزاد نہیں ہوگا لیکن اگر اس کے بعد باندی اول لڑکے کی پیدائش پر گواہ قائم کردے تو اس لڑکے کی آزادی کا فیصلہ ہوگا۔

اگر مالک قسم سے انکار کر رہا ہے تو باندی اور لڑکی دونوں آزاد ہوں گی، اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ اول لڑکا پیدا ہوا ہے تو باندی اور لڑکی آزاد ہو نگی لڑکا غلام ہی رہے گا۔ اگر دونوں کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ اول پیدائش لڑکی کی ہوئی ہے تو کوئی بھی آزاد نہیں ہوگا (کیونکہ شرط یہ نہیں تھی بلکہ اس کے برعکس صرف لڑکے کی پیدائش پر آزادی معلق کی گئی تھی)

کسی شرط پر آزادی معلق کرنے کا بیان

اور اگر ماں (باندی) نے لڑکا پہلے پیدا ہونے کا دعویٰ کیا اور لڑکی نے باوجود بڑی ہو چکنے کے کچھ دعویٰ نہیں کیا تو آقا سے حلف لیا جائے گا، پس اگر آقا حلف اٹھالے (یعنی بحلف کہہ دے کہ لڑکا پہلے نہیں پیدا ہوا ہے) تو کچھ ثابت نہ ہوگا (یعنی کسی کی آزادی ثابت نہ ہوگی)، اور اگر آقا قسم کھانے سے انکار کردے تو فقط ماں (باندی) آزاد شمار کر لی جائے گی، لڑکی آزاد نہ شمار ہوگی اور اگر لڑکی بڑی ہو چکی تھی اور اس نے دعویٰ کیا کہ پہلے لڑکا پیدا ہوا تھا اور ماں (باندی) نے کچھ دعویٰ نہ کیا تو لڑکی آزاد ہو جائے گی، مگر باندی (ماں) آزاد نہ ہوگی (کافی)

اور اگر آقا نے باندی سے کہا کہ اول بچہ جو تجھ سے پیدا ہوگا اگر لڑکا ہوگا تو وہ آزاد ہوگا اور اگر وہ پہلا بچہ لڑکی ہوگی تو وہ آزاد نہ ہوگی (اس کہنے کے بعد) لونڈی کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں پس اگر یہ یقین معلوم ہو جائے کہ پہلا بچہ لڑکا پیدا ہوا ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور باقی بچے غلام ہی رہیں گے اور اگر بہ یقین یہ معلوم ہو کہ پہلا بچہ جو ہوا ہے وہ لڑکی ہے تو یہ لڑکی مملوکہ رہے گی۔ اور باقی سب بچے ماں کے ساتھ آزاد ہو جائیں گے۔

اور اگر بہ یقین نہ معلوم ہو سکے کہ کون پہلے پیدا ہوا لڑکا یا لڑکی تو ماں میں سے نصف آزاد ہوگا اور دونوں لڑکوں میں ہر ایک کا تین چوتھائی آزاد ہوگا اور باقی ایک چوتھائی کی قیمت میں ہر ایک لڑکا سعایت کرے گا یعنی کما کر ایک چوتھائی قیمت مالک کو ادا کر کے آزادی حاصل کرے گا اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک صرف ایک چوتھائی حصہ میں آزاد ہوگی اور باقی تین چوتھائی قیمت کے لئے سعایت کرے گی۔

اور اگر باندی اور آقا نے اتفاق کر لیا کہ پہلے پیدا ہونے والا یہی لڑکا ہے تو جس لڑکے پر دونوں نے اتفاق کیا ہوگا وہ آزاد قرار دیدیا جائے گا اور باقی سب مملوک شمار ہوں گے اور باندی و آقا دونوں میں اختلاف ہو تو آقا کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور آقا سے محض علم پر قسم لی جائے گی اس طرح پر کہ وہ کہے کہ میں خدا کی قسم جانتا ہوں کہ لونڈی کو پہلے لڑکا ہی پیدا ہوا ہے۔

اور اگر آقا یہ کہے کہ تیرا یہ حمل لڑکا ہوگا تو تو آزاد ہے اور اگر وہ حمل لڑکی ہو تو وہ لڑکی ہی آزاد ہوگی اور پھر وہ حمل لڑکا بھی ہو اور لڑکی بھی ہو یعنی لڑکا اور لڑکی دونوں اس حمل سے پیدا ہوں تو ان میں سے کوئی بھی آزاد نہ ہوگا، اور یہی حکم آقا کے اس جملہ کا ہے کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہے تو تو آزاد اور اگر لڑکی ہے تو وہ لڑکی آزاد اور اگر یہی بات دو الگ الگ مستقل کلام میں کہے تو لڑکی اور لڑکا دونوں آزاد ہوں گے۔

اور اگر آقا اس طرح کہے کہ اگر پہلا بچہ تو لڑکا پیدا کرے گی تو تو آزاد ہے اور اگر لڑکی ہوگی تو وہ لڑکی آزاد ہوگی پھر

اس کہنے کے بعد لڑکی اور لڑکا دونوں پیدا ہوئے تو اگر غلام پہلے پیدا ہوا ہے تو لونڈی لڑکی کے ساتھ آزاد ہوگی اور لڑکا غلام رہ جائے گا

اور اگر لڑکی پہلے پیدا ہوئی ہے تو لڑکی آزاد ہوگی اور باندی اور لڑکا دونوں غلام رہ جائیں گے۔ اور دونوں (لڑکی و لڑکا) میں سے کسی کے پہلے پیدا ہونے کا علم نہ ہو سکا ہو لیکن باندی و آقا دونوں نے کسی شق پر اتفاق کر لیا تو حکم اسی کے مطابق ہوگا اور اگر دونوں نے لاعلمی ظاہر کی تو لڑکا غلام رہ جائے گا اور لڑکی آزاد ہو جائیگی اور نصف باندی بھی آزاد ہو جائے گی (مبسوط)

اور اگر باندی لڑکا پہلے پیدا ہونے کا دعویٰ کرے اور کوئی ثبوت نہ پیش کر سکے تو آقا کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا (تمرتاشی)

اور اگر کوئی شخص اپنی باندی سے کہے کہ اگر تو پہلے لڑکا جنے پھر لڑکی جنے تو تو آزاد ہے اور اگر تو پہلے لڑکی جنے تو بعد میں لڑکا جنے تو لڑکا آزاد ہوگا اور پھر باندی نے لڑکا اور لڑکی دونوں جنا تو اگر لڑکا پہلے پیدا ہوا تو باندی (ماں) آزاد ہوگی اور لڑکی اور لڑکا دونوں غلام رہیں گی۔ اور لڑکی پہلے پیدا ہوئی تو لڑکا آزاد ہوگا اور لڑکی و باندی دونوں غلام رہیں گی اور اگر نہ معلوم ہو سکے کہ کون پہلے پیدا ہوا ہے اور آقا و باندی نے بھی متفقہ طور سے کہہ دیا کہ وہ دونوں بھی نہیں جانتے کہ کون پہلے پیدا ہوا تو لڑکی غلام رہے گی اور لڑکا اور باندی دونوں نصف نصف آزاد شمار ہوں گے اور نصف قیمت میں دونوں سعایت کریں گے (یعنی کسب و مزدوری کر کے اپنی اپنی قیمت کا نصف آقا کو دیکر دونوں مکمل آزاد ہو جائیں گے اور اگر آقا و باندی دونوں میں اختلاف ہو جائے کہ کون پہلے پیدا ہوا اور باندی ثبوت (بینہ) نہ پیش کر سکے تو آقا سے اس کے علم پر قسم لی جائے گی اگر علم پر قسم کے ساتھ کہہ دیگا تو اس کا قول تسلیم کر لیا جائے گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی ہو، اور جب دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے ہوں اور مسئلہ بحالہ ہو تو اس طرح حکم ہوگا کہ اگر دو لڑکا جن کر پھر دو لڑکی جنی ہو تو باندی آزاد ہوگی اور باندی کے آزاد ہونے سے دوسری لڑکی آزاد ہو جائے گی اور دونوں لڑکے اور پہلی لڑکی غلام رہ جائینگی۔

اور اگر پہلے ایک پیدا ہوا ہو پھر دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، پھر اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا تو باندی آزاد ہو جائیگی اور دوسری لڑکی اور دوسرا لڑکا ماں کے آزاد ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائیں گے۔

اور اگر پہلے ایک لڑکا جنی اور پھر ایک لڑکی اور پھر ایک لڑکا اور پھر اس کے بعد ایک لڑکی جنا تو باندی آزاد ہو جائے گی، اور دوسرا لڑکا اور دوسری لڑکی باندی کے آزاد ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائیں گے اور پہلا لڑکا اور پہلی لڑکی غلام رہ جائینگی۔

اور اگر پہلے دو لڑکی جنا پھر دو لڑکا جنا تو فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا اور باقی سب (باندی اور دوسرا لڑکا اور دونوں لڑکیاں) غلام رہ جائینگی۔ اور اسی طرح جب پہلے ایک لڑکی جنے پھر دو لڑکا جنے اور پھر دوسری لڑکی جنے تو فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا بقیہ سب غلام رہ جائیں گے۔ اسی طرح سے جب پہلے ایک لڑکی جنے پھر ایک لڑکا پھر ایک لڑکی اور پھر اس کے بعد ایک لڑکا جنے تو فقط پہلا لڑکا آزاد ہوگا۔

اور اگر نہ معلوم ہو سکے کہ پہلے کیا پیدا ہوا ہے اور وہ سب بھی اس نہ جاننے پر متفق ہوں تو چاروں اولاد میں سے

ہر ایک کا ایک چوتھائی آزاد شمار ہوگا اور باندی (ماں) میں سے نصف آزاد ہوگا اور نصف قیمت میں سعایت کرکے آزاد ہوگی۔ اور اگر یہ سب آپس میں اختلاف کریں تو آقا کا قول اس کے علم پر قسم کھانے قبول ہوگا (بدائع)

آزادی معلق کرنے کی مختلف شکلیں

اور اگر آقا یہ کہے کہ پہلی اولاد جس کو تو جنے گی وہ آزاد ہوگی پھر اس کہنے کے بعد باندی مردہ بچہ جنے پھر زندہ بچہ جنے (خواہ لڑکی یا لڑکا) تو زندہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور اگر اس طرح کہہ دیا ہو کہ پہلا بچہ جب تو جنے گی تو تو بھی اس بچے کے ساتھ آزاد ہو جائیگی تو مردہ بچہ جننے کے ساتھ بھی باندی آزاد ہو جائیگی (خزانۃ المفتیین)

اور جب کوئی شخص اپنی دو باندیوں سے اس طرح کہے کہ تم دونوں میں سے ایک کے شکم میں جو بچہ ہے وہ آزاد ہے تو آقا کو اس صورت میں اختیار ہوگا کہ ان دونوں بچوں میں سے جس پر چاہے آزادی کو واقع کرے۔ پھر اس کہنے کے بعد اگر کسی بھی شخص نے دونوں باندیوں میں سے ایک کے شکم میں مار دیا یہاں تک کہ اس جملہ کے کہنے کے چھ مہینے کے اندر اندر مردہ بچہ اس باندی نے ساقط کر دیا تو وہ مردہ بچہ غلامی کے لئے متعین ہو جائے گا اور دوسرے کی آزادی متعین ہو جائے گی۔

اور اگر دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے ان دونوں میں سے ایک ایک کے شکم میں مارا اور ان دونوں باندیوں نے اس جملہ کے کہنے سے چھ مہینے کے اندر اندر مردہ جنین ساقط کر دیا تو ان دونوں آدمیوں میں سے ہر ایک پر وہ ضمان واجب ہوگا جو باندی کے پورے جنین میں واجب ہوتا ہے (محیط)

اگر کسی کے پاس تین باندیاں ہوں ان سے اس طرح کہے کہ اس باندی کے شکم میں جو بچہ ہے وہ حر ہے اور بقیہ ان دونوں میں (ایک کے شکم میں جو بچہ ہے یا ایک کے شکم میں جو بچہ ہے وہ حر) تو پہلی باندی کے شکم میں جو بچہ ہے وہ آزاد ہوگا اور بقیہ دونوں میں سے ایک آزاد شمار ہوگا اور تعیین کا اختیار آقا کو ہوگا (ظہیریہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ میری باندی کے شکم میں اگر لڑکا ہو تو اس کو آزاد کر دو اور اگر لڑکی ہو تو اس کو آزاد کر دو پھر اسکے بعد شخص مذکور کا انتقال ہو جائے اور باندی کے شکم میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی دونوں ہوں تو وصی[1] پر ضروری ہے کہ اس کے تہائی ترکہ میں سے دونوں کو آزاد کر دے۔

اور اگر اس طرح کہے کہ پہلا بچہ جس کو تو جنے گی اگر غلام (لڑکا) ہوگا تو تو آزاد ہے اور اگر پہلا بچہ لڑکی ہو اور پھر لڑکا ہو تو وہ دونوں آزاد ہوں گے اس کہنے کے بعد باندی ایک لڑکا اور دو لڑکیاں (ایک ہی بطن سے) جنے اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے کون پہلا ہے تو باندی اور لڑکے میں سے نصف نصف آزاد ہوں گے اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک چوتھائی چوتھائی آزاد ہوگی۔ اور باقی تین تین چوتھائی کی قیمت ہر ایک سعی و کسب کرکے ادا کرکے آزاد ہوگی۔

ابو عصمہ نے فرمایا کہ یہ جواب غلط ہے اور صحیح جواب یہ ہے کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کا تین چوتھائی آزاد ہوگا اور ایک چوتھائی میں ہر ایک سعایت کرے گی۔

---

[1] وہ "وصی"۔ وہ شخص جس کو مرنے والا خود اپنے مرنے کے بعد اپنے پس ماندگان کا نگراں و منتظم مقرر کر جائے اور اگر خود نہ مقرر کر گیا ہے تو حاکم وقت مقرر کرے یا پسماندگان میں خود کوئی ذمہ دار و نگراں بنا دیا ۱۲

ہو جائے گی، اور اگر ایک مسکین کو نصف صاع گیہوں دیا اور دوسرے مسکین کو ایک صاع جو دیا مثلاً تو ظاہر روایت میں جائز ہوگا، اور اگر کسی شخص نے پانچ مسکینوں کو کھانا یا غلہ دیا اور پانچ مسکینوں کو کپڑا دیا تو اگر اس نے کھانا بطور تملیک دیا ہے (یعنی بٹھا کر محض پیٹ بھر کر کھلایا نہیں بلکہ اس کو کھانے بھر کی مقدار دیکر اس کو مالک بنا دیا کہ جو چاہو کرو کھاؤ یا لیجاؤ یا بیچ دو، جو چاہو کرو) یہ تملیک ہے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور کھانے اور کپڑے میں جو بیش قیمت ہوگا وہ دوسرے کم قیمت کا بدلہ قرار پا جائے گا چاہے کوئی سا بھی کم ہو یا زیادہ ہو اور اگر اس نے کھانا بطور اباحت دیا ہے (یعنی بٹھا کر محض کھلا دیا کہ جتنا چاہے کھالے مگر لیجا نہیں سکتا تو یہ اباحت ہے) تو اس صورت میں اگر کھانا کم قیمت ہے باعتبار کپڑے کے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر اس کا بالعکس ہے تو ادا نہ ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں محض کپڑے میں تملیک ہے اور وہ کم قیمت ہے وہ کھانے کا جس میں محض اباحت ہے اور بیش قیمت ہے اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور اس کا بدل قرار نہیں دیا جا سکتا اور جب کپڑے کی قیمت زیادہ ہو تو وہ قائم مقام اور بدل قرار پا سکتا ہے،

اور اگر کسی شخص نے کفارۂ قسم میں کھانا بطور اباحت کے کھلایا تو ہمارے نزدیک جائز ہے اور بطور اباحت کا مطلب یہ ہے کہ صبح و شام دونوں وقت یا دو دن صبح صبح یا شام شام یا افطار و سحر دونوں میں بھر بھر پیٹ کھلائے، یعنی کہدے کہ بھر پیٹ کھالو، اور بہتر یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ سالن یا کوئی ایسی چیز جو روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہو وہ بھی دے اور اس اباحت میں پیٹ بھر جانا معتبر ہے، کھانے کی مقدار کا اعتبار نہیں ہے، چنانچہ اگر دس مسکینوں کے سامنے تین ہی روٹیاں رکھیں اور سب اسی میں سیر و آسودہ ہو گئے تو یہ بھی درست ہے کفارہ ادا ہو جائے گا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے اسی طرح مروی ہے، اور اگر ان دس میں سے کسی کا پیٹ پہلے سے بھرا ہوا ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے، بعض فقہاء نے فرمایا کہ اگر پیٹ بھرنے کے باوجود بھی اس نے اسی مقدار کے قریب کھایا، جتنا اوروں نے کھایا ہے تو کفارہ ادا ہو گیا اور بعض نے فرمایا کہ ادا نہیں ہوا اس لئے کہ دس مسکینوں کا پیٹ بھر کھلانا واجب تھا اور یہ پایا نہیں گیا،

اور اگر دس مسکینوں کو صبح و شام سیر ہو کر کھلایا مگر ان میں سے ایک دودھ چھڑایا ہوا بچہ تھا تو جائز نہ ہوا اور واجب ہے کہ اس بچے کے بجائے کسی دوسرے مسکین کو کھلادے (قاضی خاں)، اور اگر دس مسکینوں کو روکھی روٹی بغیر سالن کے دی تو اگر روٹی گیہوں کی تھی جب تو جائز و کافی ہے اور اگر کسی دوسری چیز کی روٹی تھی تو کوئی سالن ضروری ہے اور اگر روٹی اور کھجور (رطب) یا ستو اور کھجور یا محض ستو کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو گیا بشرطیکہ اس دینے والے کے اہل و عیال کا بھی یہی کھانا ہو،

اور اگر کسی نے ایک مسکین کو دس دن تک دونوں وقت کھلایا تو کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ کھانے والے نے روزانہ ایک ہی روٹی کھائی ہو اور اگر کسی نے صبح کو دس مسکینوں کو کھانا کھلایا پھر شام کو دوسرے دس مسکینوں کو ان مسکینوں کے علاوہ کھلایا تو یہ جائز نہیں اسی طرح اگر اس نے دس دن تک صبح کو ایک مسکین کو اور شام کو دوسرے مسکین کو کھلایا تو بھی جائز نہیں ان دونوں صورتوں میں کفارہ ادا نہ ہوگا،

اسی طرح اگر اس نے ایک مسکین کا حصہ دو یا زیادہ مسکینوں پر تقسیم کر دیا تو بھی جائز نہیں رہا، اگر کسی مسکین کو صبح کو کھانا کھلایا اور شام کے کھانے کے لئے اس کو پوری قیمت دیدی تو یہ کافی ہے اسی طرح اگر دس مسکینوں کے ساتھ کیا کہ صبح کے وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دیا اور شام کے لئے قیمت دیدی تو یہ بھی جائز ہے اور اگر دس مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلایا اور دوسرے وقت کے لئے انہیں کو چوتھائی چوتھائی صاع گیہوں دیدیئے تو بھی کفارہ ادا ہو گیا اور ہشام رہ نے امام محمد رہ سے نقل کیا ہے کہ

اگر ایک مسکین کو بیس یوم تک صبح کو کھانا کھلایا یا رمضان میں بیس رات اس کو کھانا کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر کسی نے کفارۂ قسم میں روزے رکھے حالانکہ اس کے ملک میں غلام تھا، یا کھانا کھلانے کا مقدور تھا جس کو وہ بھول گیا تھا پھر روزے رکھنے کے بعد اس کو یاد آیا تو بالاجماع اس کے کفارے کے واسطے یہ روزے کافی نہ ہوں گے (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے پانچ مسکینوں کو کھانا کھلایا پھر خود وہ غریب فقیر ہو گیا تو اس پر واجب ہو گا کہ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا چاہے، تو از سر نو تین روزوں سے کفارہ ادا کرے (مبسوط)

اور اگر کسی نے دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو چوتھائی چوتھائی صاع (یعنی پونے دو کیلو کا آدھا آدھا) گیہوں اپنے کفارۂ قسم میں دیئے یہ سمجھ کر یہ مسکین خود مال دار (غنی) ہو گئے پھر اس کے بعد فقیر بھی ہو گئے، پھر ان کو اس نے بقیہ چوتھائی چوتھائی صاع گیہوں کے دیئے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ یہ کفارہ جائز نہ ہوا، جیسے کسی مکاتب کو چوتھائی صاع دیا اور پھر وہ عاجز ہو کر رقیق قرار دیا گیا، پھر دوبارہ مکاتب بنا دیا گیا، پھر اس شخص نے اسی کو بقیہ چہارم صاع دیا تو ادائیگی کفارہ کے لئے یہ کافی نہ ہو گا (قاضی خاں)

اور اگر کسی شخص نے اپنی کئی قسموں کے کفارے میں سے دس مسکینوں کو ہزار ہزار سیر گیہوں ایک بارگی دیدیئے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ کے نزدیک یہ سب ایک ہی قسم کے کفارہ میں شمار ہوں گے اور ایک ہی قسم کا کفارہ ادا ہو گا اور بقیہ قسموں کا کفارہ پھر سے دینا ہو گا، (خلاصہ) جس کے ذمہ کفارۂ قسم لازم ہے اگر اس نے پانچ صاع گیہوں یعنی دس مسکینوں کے لئے دینے کی پوری مقدار دس مسکینوں کے سامنے مشترک طور پر رکھی اور ان مسکینوں نے آپس میں چھینا جھپٹی کر کے لوٹ لیا تو فقط ایک ہی مسکین کی طرف سے کافی ہو گا (یعنی نو مسکینوں کو پھر دینا اس کے ذمہ لازم رہا (ظہیریہ)

کفارے کے مصرف

اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کو کفارہ بھی دینا جائز نہیں، جیسے ماں باپ اور ان کے اوپر کے سارے اصول براہ راست، اور اولاد صلبی اور ان کے نیچے کے ساری اولاد براہ راست، ہاں ذمی فقیروں کو بخلاف زکوٰۃ کے دینا جائز ہے اور یہ قول طرفین کا یعنی امام اعظم رہ اور امام محمد رہ کا ہے اور حربی فقیروں کو یعنی دار الحرب میں رہنے والے فقیروں کو بالاجماع دینا جائز نہیں ہے (سراج وہاج) اور کفارہ سے قسم کا روزہ ایام تشریق میں رکھنا جائز نہیں ہے (مبسوط)

اگر کسی تنگدست نے کفارہ میں روزہ رکھنا شروع کیا اور ابھی فقط دو روزے رکھے تھے کہ بیمار ہو گیا اور بقیہ روزہ نہ رکھ سکا، پھر از سر نو روزے رکھے، اسی طرح اگر کسی عورت کو تین روزے پورے کرنے سے پہلے حیض آ گئے پھر از سر نو بعد حیض کے رکھے (ظہیریہ)

ادائیگی کفارہ کی بعض تفصیل

اگر کسی شخص پر متعدد اور متفرق قسموں کے کفارے واجب الادا اور لازم تھے اور اس نے ان سب کے مقدار کے مطابق غلام آزاد کر دیئے، مثلاً دس کفارے لازم تھے اور اس نے دس غلام آزاد کر دیئے، اور غلاموں کو الگ الگ ایک ایک قسم کے ساتھ معین نہیں کیا، بلکہ مجملاً سب غلاموں کو سب کفاروں کے بدلہ میں آزاد کر دیا تو بھی استحساناً سب قسموں کے کفارے ادا ہو جائیں گے، اسی طرح اگر ان قسموں میں سے ایک کی طرف سے غلام آزاد کیا اور دوسری میں کھانا دیا اور تیسری میں کپڑا دیا جب بھی استحساناً درست ہے اس لئے کہ ان تینوں اقسام میں سے ہر ایک سے کفارہ مطلقاً ادا ہو جاتا ہے اس لئے اگر الگ الگ تعیین نہیں کیا ہے، جب بھی ادا ہو جائے گا اور حکم سب

چوتھا باب

آزادی پر حلف کرنے کے بیان میں

اگر کوئی شخص کہے کہ جب تو گھر میں داخل ہوگا تو اس وقت میرے جتنے غلام ہوں گے وہ سب آزاد۔ یعنی اس کی عربی عبارت اس طرح ہو اذا دخلت الدار فکل مملوک لی یومئذ فھو حر اور حال یہ ہے کہ اس وقت اس شخص کے پاس کوئی غلام نہیں تھا لیکن اس نے داخل ہونے سے پہلے ایک غلام خرید لیا تو داخل ہونے کے وقت وہ آزاد ہو جائے گا، اور اگر اس شخص کے پاس قسم کھانے کے دن ایک غلام تھا اور وہ اس کے ملک پر داخل ہونے تک باقی رہا تو چاہے داخل ہونیوالا رات میں داخل ہو یا دن میں دونوں صورتوں میں وہ غلام آزاد ہو جائے گا اور اگر قسم کھاتے وقت لفظ یومئذٍ نہیں بولا تھا بلکہ اس طرح کہا تھا اذا دخلت الدار فکل مملوک لی فھو حر تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا جو اس قسم کھانے کے بعد اس کی ملک میں آیا ہو (کافی)۔

اور اگر اپنے غلام سے اس طرح کہے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگا تو تو آزاد ہے، پھر اس کے گھر میں داخل ہونے سے پیشتر فروخت کر دے تو یہ قسم محل معدوم ہونے سے باطل ہو جائے گی یعنی اگر فروخت ہونے کے بعد اس گھر میں داخل ہوگا تو آزاد نہ ہوگا، لیکن اگر فروخت ہونے کے بعد اس گھر میں داخل نہ ہوا یہاں تک کہ آقا نے پھر اس کو دوبارہ خرید لیا اور خریدنے کے بعد وہ غلام گھر میں داخل ہوا تو اس صورت میں آزاد ہو جائے گا، محل قسم یعنی وہی غلام جس کے مملوک ہونے پر قسم کھائی تھی اب بھی غلام ہے اور محل قسم ہے اور محض ملک درمیان میں زائل ہوئی تھی اور محض زوال ملک سے قسم باطل نہیں ہوتی (بدائع)

خالد ابن صبیح نے ابو یوسف رہ سے ایسے شخص کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جب جب میں اس گھر میں داخل ہوں تو میرا غلام آزاد، اور اس کے بہت سارے غلام ہوں اور وہ چار مرتبہ اس گھر میں داخل ہو تو ہر دفعہ داخل ہونے میں اس شخص پر ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہوگا اور یہ آزادی اپنے جس غلام پر چاہے یکے بعد دیگرے واقع کرے اس انتخاب کا اس کو اختیار رہے گا (محیط)

اور اگر اپنی باندی سے کہے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تو آزاد ہے، پھر اس کہنے کے بعد اس باندی کو بغیر دخول دار ہی آزاد کر دیا اور وہ باندی (نعوذ باللہ) مرتد ہو کر دار الحرب میں بھاگ گئی، پھر گرفتار کر کے لائی گئی، اور پھر یہی شخص خرید کر یا جس طرح بھی مالک ہوا اور اس کے بعد پھر وہ لونڈی گھر میں داخل ہوئی تو اب ہمارے احناف کے) نزدیک آزاد نہ ہوگی (ینابیع)

اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ اگر تو آج گھر میں داخل ہوگا تو تو آزاد ہے اور غلام ایک دن گذرنے کے بعد کہے کہ میں گھر میں داخل ہوا تھا اور آقا تسلیم نہ کرے اور قسم کھا کر انکار کر دے تو آقا کا قول تسلیم کریں گے اور اگر غلام ہی سے کہے مگر خطاب کے صیغہ کی بجائے غائب کا صیغہ استعمال کرے اور اس طرح کہے کہ اگر

گھر میں داخل ہوگا تو تو آزاد ہے تو یہ جملہ بالکل بمنزلہ اس جملہ کے ہوگا تو اگر تو گھر میں داخل ہوگا (بصیغہ مخاطب) تو تو آزاد ہے اور آزادی کا حکم دیدیا جائے گا (سراجیہ)

اور اگر اپنے غلام سے کہے، کہ اگر تو ان دو گھروں میں، داخل ہوگا تو تو آزاد ہے اس کہنے کے بعد دونوں گھروں میں داخل ہونے سے قبل فروخت کر دیا پھر وہ غلام دو گھروں میں سے ایک گھر میں داخل ہوا۔ پھر اسی غلام کو خرید لیا، پھر دوسرے گھر میں داخل ہوا، تو ہمارے نزدیک (عند الاحناف) آزاد ہو جائے گا،

اور اگر اپنے غلام سے کہے کہ اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوا تو تو آزاد ہے، اگر فلاں سے کلام کیا تو تو ملک کا قائم ہونا فلاں دار میں داخل ہونے کے وقت بھی ضروری رہے گا (بدائع)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اصل کتاب (مبسوط) میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ پہلا غلام جو مجھ پر داخل ہوگا یعنی پہلے میرے پاس آئے گا وہ آزاد ہے اس کہنے کے بعد ایک مردہ غلام پہلے اس شخص کے پاس داخل کیا گیا، پھر اس کے بعد زندہ غلام داخل کیا گیا تو یہ زندہ غلام آزاد کیا جائے گا اور اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نقل نہیں کیا، لیکن بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ یہ قول فقط امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ وہ سب کا ہے اور یہی صحیح ہے (شرح جامع کبیر للحصیری فی باب الحلف بعتق ما فی البطن)

اور اگر اس شخص پر دو زندہ غلام ایک ساتھ داخل کئے گئے، تو کوئی بھی ان میں سے آزاد نہ ہوگا پھر اگر ان دونوں کے بعد تیسرا غلام داخل کیا جائے تو وہ بھی آزاد نہ ہوگا (مبسوط)

اور اگر اس طرح اپنے غلام سے کہے کہ تو آزاد ہے اگر تو گھر میں داخل ہوا نہیں بلکہ فلاں غلام، یہ فلاں بھی اسی شخص کا دوسرا غلام ہو، تو یہ دوسرا غلام جب تک، خود گھر میں داخل نہ ہوگا آزاد نہ ہوگا، شرح جامع کبیر للحصیری میں یہ حکم اس حلف کے بیان میں مذکور ہے، جس میں قسم توڑنے سے طلاق یکے بعد دیگرے اولاً پہلی زوجہ پر پھر دوسری زوجہ پر واقع ہوتی ہے،

اگر کوئی (میری) اس طرح کہے کہ جب جب کوئی میری عورت اس گھر میں داخل ہو تو وہ مطلقہ ہے اور میرے غلاموں میں سے ایک غلام آزاد ہے اس کہنے کے بعد ایک ساتھ اس کی دو عورتیں داخل ہوں یا ایک ہی عورت دو بار داخل ہو تو وہ دونوں مطلقہ ہو جائیں گی اور دو غلام بھی آزاد ہو جائیں گے۔

کسی آدمی کے چند باندیاں ہوں اور چند غلام ہوں اور ان باندیوں کے اولادیں بھی ہوں اور وہ آدمی اس طرح کہے کہ میری ہر باندی جو اس گھر میں داخل ہو تو وہ باندی آزاد اور اس کا لڑکا اور ایک غلام میرے غلاموں میں سے آزاد، پھر اس کہنے کے بعد سب باندیاں اس گھر میں داخل ہو گئیں تو سب باندیاں اور ان کی اولاد اور ایک غلام یہ سب آزاد ہو جائیں گے، مگر یہ بھی یاد رہے کہ ہر باندی کا فقط ایک ہی ایک لڑکا آزاد ہوگا:

اور اگر کسی کے غلام اس کی باندیوں کے شوہر ہوں، اور وہ کہے کہ میری ہر باندی جو اس گھر میں داخل ہوگی وہ آزاد اور اس کے شوہر و لڑکے بھی آزاد، پھر سب باندیاں داخل ہو جائیں تو یہ سب باندیاں اور ان کے شوہر اور اولاد ہر ایک آزاد شمار ہوں گے، اور اگر یہ کہے کہ جب جب میری کوئی باندی اس گھر میں داخل ہو تو وہ اور اس کا شوہر اور اس کے لڑکے اور ایک غلام میرے غلاموں میں سے آزاد، پھر اس کہنے کے بعد سب

باندیاں گھر میں داخل ہو جائیں تو وہ سب باندیاں اور ان کے شوہر اور ان کی اولاد سب آزاد ہوں گے اور ہر جاریہ کے ساتھ ایک ایک غلام اور بھی آزاد ہو گا اور شرح کرخی میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ جب جب میں اس گھر میں داخل ہوؤں اور فلاں شخص سے کلام کروں، یا فلاں شخص کے ساتھ گفتگو کروں تو میرے غلاموں میں سے ایک غلام آزاد پھر اس کے بعد اس گھر میں داخل تو کئی بار ہو، لیکن کلام صرف ایک ہی مرتبہ کرے تو فقط ایک ہی غلام آزاد ہو گا (شرح جامع کبیر للحصیری باب الحنث فی الیمین ما یقع علی مرۃ او مرتین)

اور اگر اپنے غلام سے کوئی کہے کہ تو آزاد ہے اگر تو اس گھر میں داخل ہوا، یا اس گھر میں، تو ان دو گھروں میں سے جس گھر میں داخل ہو جائے گا آزاد ہو جائے گا اور اگر (بجائے اس گھر میں یا اس گھر میں کے) اس گھر میں اور اس گھر میں کہے (بقیہ الفاظ قسم وہی ہوں) تو محض کسی ایک گھر میں داخل ہونے سے غلام آزاد نہ ہو گا جب تک کہ دونوں گھروں میں داخل نہ ہو۔

اور اس طرح کہے کہ تو آج آزاد ہے اگر اس گھر میں داخل ہو تو آزاد نہ ہو گا جب تک کہ اس گھر میں داخل نہ ہو (حاوی للقدسی) اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کو میں نے خریدا جب میں داخل ہوں گھر میں تو وہ آزاد ہے تو یہ قسم اس غلام پر جاری ہو گی جس کو گھر میں داخل ہونے کے بعد خریدے گا (ایضاح)

کوئی آدمی کہے کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوں تو میرا غلام آزاد، یا اگر میں فلاں شخص سے کلام کروں تو میری بیوی پر طلاق (یعنی دونوں جملے فقط یا کے ساتھ کہتا ہے) پھر اس کہنے کے بعد اگر پہلے گھر میں داخل ہو تو غلام آزاد ہو جائے گا اور فلاں شخص سے کلام کرنے کا انتظار نہ کیا جائے گا، اور اگر (اسی قسم میں) فلاں شخص سے پہلے کلام کر لیا، تو اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی اور گھر میں داخل ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا غرض ان دونوں شرطوں میں جس ایک کو پہلے کرے گا تو دوسری باطل ہو جائے گی، اور اگر دونوں شرطیں ساتھ ساتھ پائی جائیں یعنی اس مشروط گھر میں داخل بھی ہو جائے اور فلاں سے کلام بھی کرے تو فقط کسی ایک شرط کا حکم واقع ہو گا اور تعیین کا اختیار اسی قسم کھانے والے کو ہو گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اگر کسی شخص کے دو باندیاں ہیں اور وہ کہے کہ اگر تم دونوں میں سے کوئی ایک گھر میں داخل ہو گی تو وہ آزاد ہے، پھر کسی ایک کو ان میں سے فروخت کر دے پھر فروخت شدہ اس گھر میں داخل ہو پھر اس کے بعد دوسری جو آقا ہی کے پاس رہ گئی تھی فروخت نہیں ہوئی تھی وہ داخل ہو تو وہ آزاد نہ ہو گی اور اگر یہ باندی جو فروخت نہیں ہوئی تھی فروخت شدہ لونڈی سے قبل داخل ہو گئی ہو تو یہ آزاد ہو جائے گی (ظہیریہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو میری بیوی کو طلاق اور میرا غلام آزاد اگر میں فلاں سے کلام کروں۔ تو یہ دونوں دو مستقل قسمیں ہوں گی جس کی شرط پائی جائے گی اس کی جزا واقع ہو گی اور اگر اس پورے کلام کے اخیر میں ان شاء اللہ کہے گا تو یہ استثناء (ان شاء اللہ کہنا) دونوں قسموں پر جاری ہو گا ایسے ہی اگر فلاں کے چاہنے پر مثلاً معلق کرے گا تو یہ تعلیق اور مشیت بھی دونوں قسموں کی طرف لوٹے گی حتیٰ کہ اگر وہ فلاں یہ کہدے کہ لا اشاء یعنی یہ کہدے کہ میں نہیں چاہتا تو دونوں قسمیں باطل و لغو ہو جائیں گی اور ایسا ہی حکم ہے اگر ان دو قسموں میں سے ایک قسم کو فلاں شخص نہ چاہے اور اگر اسی مجلس کلام میں وہ فلاں

چاہ جائے تو دونوں قسمیں صحیح اور لاگو ہو جائیں گی یہاں تک کہ اس چاہنے کے بعد اس گھر میں داخل ہو جائے گا تو اس کی زوجہ کو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کلام کرے گا تو غلام آزاد ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص کہے کہ اگر میں گھر میں داخل ہوں تو میری بیوی کو طلاق اور میرا غلام آزاد تو کوئی شئے واقع نہ ہوگی اس کہنے سے مگر گھر میں داخل ہونے کے بعد، پس جب داخل ہوگا تو دوسری قسمیں ساتھ ہی واقع ہو جائیں گی۔ اور یہی حکم ہے اگر جزاء کو مقدم کردے مثلاً یایں طور کہے کہ میری بیوی کو طلاق اور میرا غلام آزاد اگر میں گھر میں داخل ہوا، اور یہی حکم ہے اگر شرط کو وسط میں لائے، مثلاً اس طرح کہے کہ میری بیوی کو طلاق اگر میں گھر میں داخل ہوں اور میرا غلام آزاد، غرض شرط کو شروع کلام میں لائے، یا اخیر میں لائے، یا بیچ میں لائے سب کا ایک ہی حکم ہے،

اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو میری بیوی کو طلاق اور مجھ پر بیت اللہ شریف تک پیدل چلنا، اور میرا غلام آزاد اگر میں فلاں شخص سے کلام کروں اور اس کی اس کہنے میں کوئی خاص نیت نہیں ہے تو یہ پیدل بیت اللہ تک چلنا اور طلاق گھر میں داخل ہونے پر معلق رہیں گے اور غلام کی آزادی فلاں سے کلام کرنے پر معلق رہے گی، اور اگر کہے کہ میری بیوی کو طلاق اگر میں گھر میں داخل ہوں اور میرا غلام آزاد اگر چاہے اللہ، تو یہ ایک قسم ہوگی اور استثناء (یعنی انشاء اللہ کہنا اسی قسم پر واقع ہوگی اور یہی حکم ہے اگر وہ کہے کہ اگر فلاں شخص چاہے، یعنی اسی قسم میں انشاء اللہ کے بجائے ان شاء فلاں کہے،

اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ ان دخلت الدار ان کلمت فلانا اذا کلمت او متی کلمت فلانا او اذا قدم فلان فعبدی حر۔ مثلاً اردو میں اس طرح کہے اگر میں گھر میں داخل ہوں اگر میں فلاں سے کلام کروں، یا جس وقت میں کلام کروں، یا جب فلاں آدے تو میرا غلام آزاد ہے۔ اور اس کہنے میں اس کی کوئی خاص نیت نہ ہو، تو یہ قسم فلاں شخص سے کلام کر لینے، اور فلاں شخص کے آجانے کے بعد گھر میں داخل ہو جانے پر جاری ہوگی چنانچہ اگر پہلے گھر میں داخل ہو جائے پھر کلام کرے تو غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر پہلے کلام کرلے پھر گھر میں داخل ہو تو غلام آزاد ہو جائے گا، اور اگر جزاء دونوں شرطوں پر مقدم کردے مثلاً اس طرح کہے کہ میرا غلام آزاد اگر میں گھر میں داخل ہوں اگر میں فلاں سے کلام کروں تو شرط لگائی جائے گی کہ گھر میں داخل ہونا فلاں سے کلام کرنے کے بعد ہو (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر اپنے قول" اگر میں گھر میں داخل ہوں اگر میں فلاں سے کلام کروں تو غلام آزاد" میں یہ نیت کرلے کہ گھر میں داخل ہونا مقدم رہے گا اور یہی گھر میں داخل ہونا قسم کے منعقد ہونے کی شرط ہوگی اور فلاں سے کلام کرنا موخر رہے گا تو اس کا یہ نیت کرنا صحیح ہوگا اسی طرح جزاء کے مقدم کرنے میں یہ نیت کرلے کہ فلاں سے کلام کرنا موخر رہے گا تو اس کی یہ نیت معتبر ہوگی، لیکن اگر اس نیت کرنے میں اس کا نفع تو یہ نیت کرنی معتبر نہ ہوگی اور نفع کی صورت یہ ہوگی کہ مثلاً اس کے حق میں کچھ تخفیف ہو تو اس صورت میں متہم ہونے کی وجہ سے اس کی نیت قضاءً مردود ہوگی اور جب دو گھروں کے بارے میں اس طرح کہے اگر میں اس گھر میں داخل ہوں اگر میں اس گھر میں داخل ہوں (دو گھر کی طرف اشارہ کر کے کہے) تو تو آزاد ہے، اور دونوں جملوں تو قسم میں حانث ہونے یعنی قسم کے ٹوٹنے

کی شرط دوسرے گھر میں پہلے داخل ہونا ہو گا یہاں تک کہ اگر پہلے گھر میں دوسرے گھر میں داخل ہونے سے قبل داخل ہو جائے، تو حانث یعنی قسم کا توڑنے والا نہ ہو گا اور اگر پہلے گھر میں دوسرے گھر میں داخل ہونے کے بعد داخل ہو گا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر ایک ہی گھر کے بارے میں دو مرتبہ کہے اس طرح پر کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوں، اگر میں اس گھر میں داخل ہوں تو اس کہنے کے بعد گھر میں ایک ہی بار داخل ہو تو حانث ہو جائے گا عام اس سے کہ جزاء مقدم ہو یا مؤخر (شرح تلخیص جامع کبیر میں اسی طرح ہے)

اور اگر جزاء کو دو شرطوں کے بیچ میں لائے مثلاً اس طرح پر کہ کہے کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوں تو میرا غلام آزاد ہے اگر میں فلاں سے کلام کروں، یا مثلاً اس طرح پر کہے کہ اگر میں فلاں شخص سے کلام کروں تو میرا غلام آزاد ہے جب فلاں شخص سفر سے آوے، تو یہ معنیٰ اس معنیٰ پر محمول ہو گی کہ پہلے فعل اول (یعنی فلاں سے کلام کرنا) اور بعد میں فعل ثانی (یعنی فلاں کا آنا) واقع ہو (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر اس طرح کہے کہ میرے تمام غلام جو مذکر ہیں وہ آزاد ہیں اور حال یہ ہو کہ اس کے ایک باندی حاملہ ہو اور وہ لڑکا (مذکر) جنے تو یہ بچہ آزاد نہ ہو گا، اگرچہ قسم کھانے کے وقت سے چھ ماہ سے کم ہی میں پیدا ہو (شرح جامع صغیر لقاضی خان) اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ کل غلام جس کا میں آئندہ مالک ہوں وہ آزاد ہے لیکن ان سب غلاموں میں کا اوسط غلام (یعنی بیچ کا) آزاد نہ ہو گا پھر اس کہنے کے بعد کوئی غلام خریدے تو خریدنے میں مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا، پھر اگر اس کے بعد دوسرا غلام خریدے گا تو یہ دوسرا غلام خریدتے ہی آزاد نہ ہو گا، البتہ اگر پوری عمر اس دوسرے غلام کے خریدنے کے بعد کوئی غلام نہ خریدے۔ یہاں تک کہ فوت ہو جائے تو اس وقت یہ دوسرا غلام بھی آزاد ہو جائے گا اور اگر اس دوسرے غلام کے بعد تیسرا غلام خرید لے تو ان دونوں میں سے کوئی غلام آزاد نہ ہو گا (شرح جامع کبیر للحصیری) پھر اگر چوتھے غلام کا مالک ہو گا تو دوسرا غلام آزاد ہو جائے گا اور اسی طرح یہ چوتھا غلام اس وقت آزاد ہو جائے گا، جس وقت آٹھویں غلام کا مالک ہو گا اور پھر اسی قاعدہ کے مطابق ہمیشہ آزاد ہوتے رہیں گے (شرح جامع کبیر للحصیری)

حاصل کلام یہ ہے کہ جب غلاموں کا ایسا عدد خریدے گا کہ وہ عدد جفت (جوڑا) واقع ہو طاق (یعنی فرد) نہ واقع ہو تو ہر وہ غلام جو نصف اول میں واقع ہو فی الفور آزاد ہو جائے گا اس لئے کہ اس کا وسط میں واقع نہ ہونا متصور نہ ہو گا اور ہر وہ غلام جو نصف میں واقع ہوں ان کا حکم آزادی موقوف رہے گا یہاں تک کہ اگر چھ غلام یکے بعد دیگرے خریدے گا تو اس میں سے پہلے کے تین غلام آزاد ہو جائیں گے اور باقی تین کا حکم موقوف رہے گا یہاں تک کہ اگر اس کے بعد پھر کوئی غلام خریدے گا جو چھٹے نمبر پر واقع ہو گا آزاد نہ ہو گا اس لئے کہ جو غلام ان تین غیر آزاد غلاموں سے مؤخر ہو گا وہ بھی ان ہی سابق غلاموں کے حکم میں ہو گا اور ان کے مثل ہو گا اور آزادی سے مستثنیٰ شمار ہو گا، ہاں اگر قسم کھانیوالا شخص چھ غلاموں کا مالک ہو کر انتقال کر جائے تو یہ سب آزاد ہو جائیں گے، البتہ اگر طاق غلاموں کا مالک ہو تو درمیانی کے علاوہ بقیہ سب آزاد ہو جائیں گے اور صاحب جامع کبیر نے یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آزاد ہوں گے خریدنے کے ہی وقت سے آزاد شمار ہوں گے، یا مرنے سے ذرا پہلے آزاد شمار کئے جاویں گے فقیہ ابو جعفر شیخ ابو بکر بن ابو سعید کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے قول کے قیاس پر موت سے ذرا پہلے بغیر فصل کے آزاد کر دیئے جائیں گے۔

اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک خرید کے وقت سے آزاد شمار کئے جائیں گے اور بعض فقہا نے فرمایا ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ بالاتفاق سب کے نزدیک اس موقعہ پر عتق ان ہی غلاموں میں مقصور رہے گا اس لئے کہ استثنا سے خارج ہوں گے کی شرط صفت وساطت کا منتفی ہونا ہے (یعنی اس غلام کا اوسط واقع نہ ہونا ہے) اور یہ وصف محض اسی وقت منتفی ہوگا کہ جب اس کے بعد کوئی اور غلام خریدے پس جب اور غلام خریدے گا تو یہ اوسط ہوگا اور حکم اسی پر مقصور رہے گا۔

اور اگر کوئی شخص کسی ایک غلام کا مالک ہو، پھر اس کے بعد ایک اور غلام کا مالک ہو جائے، پھر اس کے بعد ایک ہی ساتھ دو غلاموں کا مالک ہو جائے تو سب آزاد ہو جائیں گے اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کو میں خریدوں وہ آزاد ہے لیکن ان میں کا پہلا، اس کہنے کے بعد ایک غلام خریدے تو یہ آزاد نہ ہوگا البتہ اس کے بعد والے سب خریدتے ہی آزاد ہو جائیں گے خواہ کسی طرح بھی خریدے اور اگر پہلی ہی بار میں دو غلام ایک ہی ساتھ خریدے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے، اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کو میں خریدوں وہ سب آزاد، مگر ان میں کا پچھلا اس کہنے کے بعد ایک غلام خریدے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور اگر پھر دوسرا غلام خریدے تو وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر پھر اس کے بعد کوئی غلام خریدے تو وہ دوسرا آزاد ہو جائے گا اور پھر جب اس تیسرے کے بعد خریدے گا تو وہ تیسرا آزاد ہو جائے گا۔ پھر اسی طرح مسلسل جب ایک غلام خریدے گا اس کے پہلے والا آزاد ہوتا جائے گا۔

اور اگر اس کہنے کے بعد پہلے ایک غلام خریدے، پھر اس کے بعد دوسرا ایک ساتھ خریدے تو سب آزاد ہو جائیں گے (شرح جامع کبیر للحصیری)، اور اگر کہے کہ ہر غلام جس کا میں مالک ہوں وہ آزاد ہے اور حال یہ ہے کہ اس کے ملک میں ایک غلام تھا اور پھر اس نے ایک غلام خریدا تو فقط وہی غلام آزاد ہوگا جو اس کی ملک میں پہلے سے تھا اور جس غلام کو اس قسم کے بعد خریدے گا وہ آزاد نہ ہوگا، لیکن جب قسم خریدے ہوئے غلام کی آزادی کی نیت کرے گا تو وہ دونوں آزاد ہو جائے گا۔ اور وہ غلام جو اس قسم کھانے کے وقت موجود تھا اس کو مراد نہ لینے کا دعویٰ کرنے اور اگر اس کو آزاد کرنے سے گریز کرے تو تصدیق نہ کی جائے گی (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کا میں مالک اس ساعت اور اس وقت ہوں وہ آزاد تو یہ جملہ اسی غلام کو شامل ہوگا جو پہلے سے اس کی ملک میں ہو اور جو غلام اس کہنے کی ساعت کے بعد حاصل ہوگا وہ آزاد نہ ہوگا اور اگر اس ساعت سے وہ ساعت زمانی مراد لے جس کو نجومی مراد لیا کرتے ہیں، تو اس غلام کی آزادی کو اس جملہ کے اندر داخل مراد لینے میں تصدیق کی جائے گی جو اس کلام کے بعد حاصل ہوا ہو، اور اس غلام کی آزادی کو پھیرنے اور مراد نہ لینے میں تصدیق نہ کی جائے گی جو کلام کے وقت اس کی ملک میں موجود تھا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کا میں ختم مہینہ پر مالک ہوں گا وہ آزاد ہے تو ہر غلام جو اس کے پاس ختم ماہ پر کہے اور یہ شخص اس کا مالک ختم مہینہ کی رات میں اور ختم مہینہ کے دن میں وہ آزاد ہوگا امام محمد رح کے قول کے مطابق، اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ قسم صرف اسی غلام کو شامل ہوگی جو اس شخص کو فقط اسی ایک رات اور دن کے اندر حاصل ہوا ہو (محیط)، اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کا میں مالک کل آئندہ ہوں گا وہ آزاد اور اس کہتے وقت کچھ نیت نہ کرے، تو امام محمد رح نے فرمایا کہ ہر وہ غلام آزاد ہوگا جو اس شخص کی ملکیت میں فی الحال موجود رہا ہو اور وہ غلام آزاد ہوگا جس کا وہ شخص کل آئندہ میں مالک ہوگا یا پرسوں ہو کر مالک ہوگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ صرف وہی

غلام آزاد ہوگا جو فقط آئندہ میں حاصل ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کا میں جمعہ کے دن مالک ہوں گا وہ آزاد ہے تو امام ابو یوسف رہ کے نزدیک فقط وہی غلام آزاد ہوں گے جو جمعہ کے دن جدید ملک سے اس کی ملک میں آئیں اور اگر کہے کہ میرا ہر مملوک جمعہ کے دن آزاد ہے تو اس میں وہ مملوک جو کلام کے وقت ملک میں داخل ہو وہ بھی آزاد ہوں گے اور وہ غلام بھی آزاد ہوں گے جو جمعہ کے دن ملک میں آئیں یعنی یہ دونوں قسم کے غلام آزاد ہوجائیں گے۔

اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کا میں مالک ہوں جب کل کا دن آئے گا تو وہ آزاد ہے تو یہ قسم بالاجماع فقط ان ہی غلاموں پر واقع ہوگی جو فی الحال اس کی ملک میں ہیں۔ اور اگر اس طرح کہے کہ ہر غلام جس غلام کا میں تیس سال تک مالک ہوں وہ آزاد ہے تو فقط وہی غلام آزاد ہوں گے جس کا وہ قسم کے بعد سے تیس سال تک جدید ملک سے مالک ہوگا اور وہ غلام آزاد نہ ہوں گے جو قسم کے وقت سے پہلے سے اس کی ملک میں رہے ہوں۔ اور اسی طریقہ پر حکم ہوگا کہ اس طرح کہے کہ مثلاً ایک سال تک یا ہمیشہ تک یا موت تک جس غلام کا میں مالک ہوں وہ آزاد ہے، تو قسم کے بعد سے جس غلام کا مالک ہوگا فقط وہی آزاد ہوں گے اور جن غلاموں کا قسم سے پہلے مالک ہوگا وہ آزاد نہ ہوں گے۔

اور اگر وہ شخص اپنے قول کی ترجمانی اس طرح کرے کہ میری مراد یہ تھی کہ جو غلام میری ملک میں مثلاً ایک سال تک باقی رہے تو وہ آزاد، تو قضاءً اس کے قول و نیت کی تصدیق نہ کی جائے گی، مگر فیما بینہ وبین اللہ یعنی دیانۃً اس کا قول و نیت معتبر ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر یہ کہے کہ ہر غلام جس کا میں مالک ہوں وہ کل کے بعد آزاد ہے، یا یہ کہے کہ میرا غلام کل کے بعد آزاد ہے تو ان دونوں صورتوں میں فقط وہی غلام آزاد ہوں گے جو قسم کھانے کے وقت اس کی ملک میں رہے ہوں گے وہ غلام آزاد نہ ہوں گے جو قسم کھانے کے بعد اس کی ملک میں آئے ہوں خواہ کل کا دن آنے کے قبل ہی کیوں نہ ملک میں آئے ہوں (کافی)

اور اگر یہ کہے کہ میرا ہر غلام جس کا میں مالک ہوں یا یہ کہے کہ میرا مملوک غلام، جس کا میں مالک ہوں وہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے تو صرف وہ غلام مدبر ہوگا جو قسم کھانے کے وقت اس کی ملک میں تھا اور جس کو قسم کھانے کے بعد خریدے گا یا ملک میں آئے گا وہ مدبر نہ ہوگا، پس اس کہنے کے بعد جب انتقال کرے گا تو صرف وہ غلام ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہوگا جس کا مدبر ہونا صحیح ہوا ہے (ہدایہ) یہ حکم اس وقت ہے جب قسم کھانے والے کی قسم کھاتے وقت کوئی نیت نہ ہو اور اگر اس نے ہر غلام کی نیت کرلی ہے، خواہ بعد میں ملک میں داخل ہوں تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور بعد کے تمام غلاموں کو اس کی قسم شامل ہوگی اور سب مدبر ہوجائیں گے (تبیین)

اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کو میں خریدوں وہ ایک سال آنے پر آزاد ہے اس کہنے کے بعد کوئی غلام خریدا تو جب تک وقت خرید سے ایک سال پورا نہیں گذرے گا وہ آزاد نہ ہوگا (قاضی خاں) اور اگر اپنے غلام سے کہے کہ تو آج کے دن آزاد ہے یا کل (آئندہ) کے دن تو جب تک کل کا دن نہ آجائے گا آزاد نہ ہوگا، ہاں اگر اپنے اس قول سے آج ہی کے دن آزادی کی نیت کرے تو آج ہی کے دن آزاد ہوجائے گا، اور اگر اس طرح کہے کہ تو آج کل آزاد ہے تو آج ہی آزاد ہوجائے گا اور اگر کہے کہ تو کل آج آزاد ہے تو کل کے دن آزاد ہوگا (تاتارخانیہ) اور اگر کہے کہ تو کل صبح کرے گا آزاد ہوکر، یا کہے کہ تو کل صبح کرے گا اس حال میں کہ پانی پیے گا آزاد ہوکر تو ان دونوں صورتوں میں کل کا دن آتے ہی

آزاد ہو جائے گا خواہ پانی پئے یا نہ پئے۔ اگر یہ کہے کہ تو کھڑا ہو گا آزاد ہو کر یا بیٹھے گا آزاد ہو کر تو اس کہنے سے فوراً ہی آزاد ہو جائے گا (اٹھنے یا بیٹھنے کا انتظار نہ ہو گا) اور اگر کسی غلام کا مالک آج ہوا ہو اور اس سے کہے کہ تو کل گذشتہ ہی آزاد تھا تو وہ اس جملہ کے کہتے ہی فوراً آزاد ہو جائے گا اسی طرح اگر اسی غلام سے یہ کہدے کہ قبل اس کے کہ میں نے تجھ کو خریدا ہے تو اسی وقت سے آزاد ہے جب بھی یہ جملہ کہے کہتے ہی فوراً آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر کہے کہ جب ایک دن گذرے گا تم دونوں میں سے ایک آزاد ہو گا، اس کہنے کے بعد دو دن گذر گئے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے (عتابیہ)

اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر فلاں شخص اس گھر میں کل گذشتہ ہی نہ داخل ہوا ہو اور میری بیوی کو طلاق ہے اگر وہ شخص گھر میں داخل ہوا ہو اور حال یہ ہے کہ کچھ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص گھر میں داخل ہوا یا نہیں، تو اس صورت میں آزادی اور طلاق دونوں چیزیں واقع ہو جائیں گی اس لئے کہ اس شخص نے پہلی قسم میں گھر میں داخل ہونے کا اقرار کیا ہے اور پھر اس کو قسم سے موکد کیا ہے، لہٰذا اس کا یہ اقرار طلاق میں لاگو ہو گا، اور دوسری قسم کے اندر اس نے دخول کا انکار کیا ہے، پھر اس کو قسم سے موکد کیا ہے، لہٰذا یہ آزاد کرنے کا اقرار ہے (شرح تلخیص الجامع الکبیر)

اور اگر اپنے غلام سے کہے کہ تو فلاں اور فلاں کے مرنے سے ایک ماہ قبل آزاد ہے، پھر اس کے کہنے کے بعد ان دونوں (فلاں فلاں) میں سے ایک ماہ پورا ہونے پر انتقال ہو گیا تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا (محیط)

اور اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے آنے سے ایک ماہ قبل آزاد ہے تو وہ غلام شروع رمضان میں ہی آزاد ہو جائے گا (قاضی خاں)

اور جامع میں ہے کہ جب کوئی عبد ماذون[1] یا مکاتب اس طرح کہے کہ ہر غلام جس کا میں آئندہ مالک ہوں وہ آزاد ہے، اس کہنے کے بعد یہ دونوں اپنے آزاد ہونے پر کسی غلام کے مالک ہوں تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک آزاد نہ ہوں گے اور صاحبین (امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ) کے نزدیک آزاد ہو جائیں گے اور اسی اختلاف پر عبد ماذون و مکاتب کے اس قول کا حکم ہے کہ جب یہ کہے کہ ہر غلام جس کو میں خریدوں وہ آزاد ہے پھر خود آزاد ہونے کے بعد کوئی غلام خریدے (تو امام صاحب رحمہ کے نزدیک آزاد نہ ہو گا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک آزاد ہو جائے گا)

اور اگر عبد ماذون (مکاتب اس طرح کہے کہ جب میں آزاد کیا جاؤں اور پھر جس غلام کا میں مالک ہوں تو وہ آزاد ہے یا یہ کہے کہ جب میں آزاد کیا جاؤں تو جس غلام کو میں خریدوں تو وہ آزاد ہے، پھر اس کے بعد مالک ہونے پر اس غلام کے یہ مالک ہوں گے یا خریدیں گے تو وہ تینوں اماموں کے نزدیک آزاد ہو جائے گا اسی طرح اس بات پر بھی تینوں اماموں نے اجماع کیا ہے کہ جب اس طرح عبد ماذون یا مکاتب کہے، کہ میرا ہر مملوک آزاد ہے یا کہے کہ میرا ہر مملوک جس کا میں مالک ہوں وہ آزاد ہے، پھر اپنے آزاد ہونے کے بعد کسی مملوک کے یہ مالک ہوں تو وہ بالاتفاق آزاد نہ ہو گا (محیط)

اور جب حربی[2] کہے کہ ہر غلام جس کا میں آئندہ مالک ہوں وہ آزاد ہے اس کہنے کے بعد وہ دارالاسلام میں آ کر

---

[1] عبد ماذون وہ غلام ہے جس کو اس کے آقا نے بیچنے، خریدنے یا تجارت کرنے کا اختیار دے دیا ہو۔
[2] حربی وہ کافر جو دارالحرب کا باشندہ ہو۔

مسلمان ہو جائے اور غلام خریدے تو امام ابو حنیفہ رہ کے نزدیک وہ خرید کردہ غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر وہ اس طرح کہے کہ اگر میں مسلمان ہو گیا، تو جس غلام کا بھی میں مالک ہوں گا وہ آزاد ہوگا، پھر اس کہنے کے بعد اسلام لا دے، اور کوئی غلام خریدے تو وہ غلام بالاجماع آزاد ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر کوئی شخص کسی آزاد عورت سے کہے کہ جب میں تیرا مالک ہوں گا تو تو آزاد ہے، (سوئے اتفاق سے نعوذ باللہ منہا) وہ عورت مرتد ہو جائے اور دار الحرب میں چلی جائے، اور پھر گرفتار ہو کر دار الاسلام میں آئے اور وہی شخص جس نے یہ جملہ کہا تھا خرید لے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک آزاد نہ ہوگی اور اگر اس طرح کہے کہ اگر خدا نخواستہ تو مرتد ہو جائے اور گرفتار ہو کر آجائے اور میں تجھ کو خرید لوں تو تو آزاد ہے، پھر ایسا ہی واقع ہو جائے تو وہ بالاتفاق آزاد ہو گی (سراج الوہاج)

اور اگر اپنے غلام سے کہے کہ اگر تو چاہے تو تو آزاد ہے، تو یہ آزادی اسی مجلس تک اس غلام کے چاہنے پر معلق رہے گی، یعنی اگر اس مجلس میں کہدیا کہ میں نے اپنی آزادی کو اختیار کر لیا (چاہ لیا) تو آزاد شمار ہو جائے گا ورنہ نہیں،

اور اگر اس طرح کہے کہ تو آزاد ہے اگر فلاں شخص چاہے تو اگر فلاں شخص اس مجلس میں حاضر ہے تو فلاں شخص کے اس مجلس کے اندر اندر چاہنے پر یہ آزادی معلق رہے گی، اور اگر وہ شخص اس مجلس میں موجود نہیں ہے بلکہ غائب ہے تو اس کے مجلس علم تک کے چاہنے پر معلق رہے گی، یعنی جس وقت اس فلاں کو علم ہو اسی وقت مجلس کے بدلنے سے قبل قبل اس آزاد کرنے کو چاہ لے گا تو یہ غلام آزاد ہو جائے گا ورنہ پھر بعد میں چاہنے سے آزاد نہ ہوگا (ینابیع)

اور اگر اس طرح کہے کہ تو آزاد ہے اگر فلاں شخص نہ چاہے، پس اگر فلاں شخص اپنی مجلس علم میں، یعنی جس مجلس میں اس کو اس قول کا علم ہو اس مجلس میں کہدے کہ میں نے چاہ لیا، تو آزاد نہ ہوگا اور اگر کہدے کہ میں نہیں چاہتا تو آزاد ہو جائے گا، لیکن یہ آزادی اس کے اس کہنے سے (کہ میں نہیں چاہتا) نہیں ہوگی اس لئے کہ اس کو آزاد کرنے کا خود اختیار نہیں تھا، بلکہ محض اسی مجلس کے اندر چاہنے کا اختیار تھا لیکن جب اس نے نہیں چاہا اور یہ کہدیا کہ میں نہیں چاہتا تو اس نے اپنے اس حاصل شدہ اختیار سے اعراض کر لیا اور ایک دوسری شئے مشغول ہو گیا تو وہ قسم جو مالک نے کہا تھا از خود لاگو ہو گئی (بدائع)

اور اگر اپنی ہی مشیت و چاہنے پر معلق کر کے کہے کہ تو آزاد ہے اگر میں چاہوں تو اگر عمر بھر نہ چاہے تو آزاد نہ ہوگا اور یہ چاہنا مجلس پر مقصور نہ رہے گا اور اگر اس طرح کہے کہ تو آزاد ہے اگر میں نے نہیں چاہا، پھر اس کے بعد کہدے کہ میں نے چاہ لیا تو آزاد نہ ہوگا اور اگر یہ کہے کہ میں نہیں چاہتا تو بھی آزاد نہ ہوگا اس لئے کہ اس کو چاہنے کا اختیار مرنے کے وقت تک ہے (سراج الوہاج) یہاں تک کہ جب مر جائے گا تو نہ چاہنا اب متحقق ہوگا اس لئے موت سے ذرا پہلے بغیر کسی فصل کے آزاد ہوگا اور اس کے ایک تہائی ترکہ سے آزادی شمار ہوگی (بدائع) یعنی اگر پورا غلام اس کے ایک تہائی ترکہ میں آگیا تو پورا آزاد ہوگا ورنہ جتنا ایک تہائی میں آئے گا فقط اتنا فی الفور آزاد ہوگا اور باقی کے لئے سعایت کر کے آزاد ہوگا

اور اگر اپنی باندیوں میں سے کسی باندی سے کہے کہ تو آزاد ہے اور فلاں باندی آزاد ہے اگر تو چاہے اور وہ فلاں باندی یہ کہدے کہ میں نے اپنے فقط اپنے نفس کی آزادی چاہی تو کوئی آزاد نہ ہوگی، یہ جزیہ امام محمد رہ نے جامع صغیر

میں مخیر بنایا ہے، اگر کوئی آدمی کسی سے اس طرح کہے کہ میرے غلاموں میں سے جس غلام کی آزادی کو تم چاہو اس کو آزاد کر دو اور وہ آدمی اس کے تمام غلاموں کی آزادی کو ساتھ ہی چاہ لے تو ایک غلام کے علاوہ سب آزاد ہو جائیں گے اور اس غلام کے انتخاب کا اختیار آقا کو ہوگا، یہ قول امام اعظم رح کا ہے اور صاحبین رح کے نزدیک بلا استثنار سب آزاد ہو جائیں گے اسی طرح یہ مسئلہ ابو سلیمان کی روایت میں مذکور ہے اور ابو حفص کبیر کی روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ وہ شخص جس کو حکم دیا تھا، اگر تمام غلاموں کی آزادی کو ایک ہی ساتھ چاہ لے تو ان سب میں سے ایک کے سوا باقی تمام امام صاحب رح کے نزدیک آزاد ہو جائیں گے (یعنی صاحبین رح کے اختلاف کا اس میں ذکر نہیں، بلکہ صاحبین رح کی طرف سے سکوت ہے) اور صحیح روایت تو ابو حفص کبیر ہی کی ہے، اس لئے کہ ماموں (مخاطب) کی مشیت پر اعتاق (یعنی آزاد کرنا) معلق ہے اور عتق (یعنی از خود آزاد ہو جانا) نہیں معلق ہے اور اسی اختلاف پر یہ صورت بھی ہے جب اس طرح کہے کہ میرے غلاموں میں سے جس کے عتق کو تم چاہو وہ آزاد ہے اور وہ سب غلاموں کے عتق (آزادی) کو چاہ لے تو صاحبین رح کے نزدیک سب آزاد ہو جائیں گے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سب آزاد ہوں گے مگر ایک آزاد نہ ہوگا۔

اور اگر اس طرح کہے کہ میرے غلاموں میں سے جس غلام کی آزادی کو وہ چاہے اس کو آزاد کر دے اس کہنے کے بعد اس شخص نے جس سے کہا تھا سب غلاموں کو آزاد کر دیا، تو سب آزاد ہو جائیں گے۔

اور اگر اپنی دو باندیوں سے کہا کہ تم دونوں آزاد ہو اگر تم دونوں چاہو، لیکن چاہا فقط ایک نے تو یہ چاہنا لغو ہوگا کوئی بھی آزاد نہ ہوگی، اور اگر اس طرح کہے کہ تم دونوں میں سے جونسی اپنی آزادی کو اگر چاہے وہ آزاد ہے اس کہنے کے بعد دونوں نے چاہ لیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گی، اور اگر ان میں سے فقط ایک چاہے دونوں نہ چاہیں تو جس نے چاہا فقط وہی آزاد ہوگی، اور اگر دونوں نے چاہا اور آقا نے کہا کہ میں نے فقط ایک کے آزاد کر لے کا ارادہ کیا تھا تو آقا کی فقط دیانۃً تصدیق کی جائے گی قضاءً تصدیق نہ کی جائے گی (محیط)

اور اگر کوئی شخص کسی آدمی سے کہے کہ میں نے اپنے غلام کی آزادی تمہارے سپرد کر دی تو اس کہنے کے بعد اب اس کو منع کرنا چاہے، تو منع نہیں کر سکتا بلکہ یہ اختیار مجلس تک اسی کے ہاتھ میں رہے گا اور یہی حکم ہے اس صورت کا جب اس طرح کہے کہ میرے ان دونوں غلاموں میں سے جس کو چاہو آزاد کر دو اور یہی حکم ہے اعتاق بجعل[1] یعنی اس طرح کہنے کا کہ میرے غلاموں میں سے جس غلام کو چاہو اتنے روپے میں آزاد کر دو تو یہ اختیار بھی مجلس کلام تک محدود رہے گا۔

اگر کوئی شخص کسی آدمی سے اپنی صحت یا مرض کی حالت میں کہے کہ جب میں مرجاؤں کہ میرے اس غلام کو اگر تم چاہنا تو آزاد کر دینا، یا اس طرح کہے کہ جب میں مرجاؤں تو میرے اس غلام کے آزاد کرنے کا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے، یا یہ کہے کہ میں نے اپنے اس غلام کی آزادی کو اپنے مرنے کے بعد تمہارے ہاتھ میں دیدیا ہے، لیکن اس آدمی نے جس کے ہاتھ میں یہ اختیار دیا ہے، اسی مجلس کلام میں قبول نہیں کیا بلکہ (وہاں سے) ہٹ گیا تو بھی اس شخص کو اختیار رہے گا کہ اس غلام کو اس کے بعد ایک تہائی ترکہ سے آزاد کر دے۔

اسی طرح سے اگر کوئی شخص کہے کہ میرا یہ غلام میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اگر تم چاہو تو اگر وہ شخص اس کے مرنے کے بعد اگر اس کی آزادی کو چاہ لے تو وہ غلام آزاد شمار ہو جائے گا اور اگر وہ شخص آقا کے مرنے کے بعد بغیر کچھ (چاہنا نہ چاہنا) کہے اس مجلس سے اٹھ جائے اور پھر اس کے بعد کہے کہ میں نے آزاد کرنے کو چاہ لیا تو یہ وصیت واجب ہو جائے گی

[1] جعل وہ مال ہے جو آزاد کرنے کے مقابلہ و بدلہ میں مقرر ہو، اور جعل کے معنی اجرت و عوض کے بھی آتے ہیں۔ ۱۲

لیکن وہ غلام اس وقت تک آزاد نہ ہوگا جب تک ورثا یا وصی یا قاضی اس کو آزاد نہ کر دیں اور اگر وہ شخص اس کو اپنے مرنے سے قبل منع کر دے تو یہ منع کرنا جائز رہے گا یعنی اس کا نہی کرنا صحیح ہو جائے گا (ذخیرہ)

اور اگر کہے کہ جب کل آئندہ (غد) آئیگا تو تم آزاد ہو۔ اگر تم چاہو تو اس کا یہ چاہنا کل فجر کے طلوع ہونے کے اس کے اختیار میں ہوگا (قاضی خاں) اگر آج ہی فوراً چاہ لے تو آزاد نہ ہوگا، جب تک کہ کل بعد طلوع فجر کے نہ چاہے اور اگر اس طرح کہے کہ تو کل آزاد ہے اگر چاہے تو تو یہ چاہنا اس کے اختیار میں فی الحال ہوگا۔ اگر فی الحال چاہ لے تو کل آزاد ہو جائے گا (بدائع)

اصل کتاب (مبسوط) میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ تو آزاد ہے جس وقت تو (متیٰ ماشئت[1]) چاہے، یا جب چاہے (اذا شئت) یا جب جب چاہے (کلما شئت) اور اس کے جواب میں غلام کہدے کہ میں نہیں چاہتا، پھر اس کے بعد آقا اس کو بیچدے پھر خرید لے، پھر اس کے بعد وہ غلام آزادی کو چاہے تو وہ اس صورت میں آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر غلام سے اس طرح کہے کہ تو آزاد ہے جس وقت تو چاہے (حیث شئت) اس کہنے کے بعد غلام اس جگہ بغیر کچھ کہے ہوئے ہٹ جائے تو آزادی کا اختیار ختم ہو جائے گا اور آزاد نہ ہوگا اور اگر آقا اس طرح کہے کہ انت حر کیف شئت یعنی تو آزاد ہے، جس طرح تو چاہے تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے مطابق بغیر کچھ چاہے ہوئے بھی آزاد ہو جائے گا (محیط)

پانچواں باب

کسی عوض کی شرط پر آزاد کرنے کے بیان میں

عوض کی شرطوں کی تفصیل

اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مال دینے کی شرط کے ساتھ آزاد کرے اور وہ غلام اس شرط کو منظور کر لے تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔ مثلاً آقا یہ کہے کہ تم ہزار روپے دینے کی شرط پر آزاد، یا یہ کہے کہ تم ہزار روپے کے بدلہ میں آزاد ہو، یا یہ کہے کہ تم اس شرط پر آزاد ہو کہ تم مجھ کو ہزار روپے دوگے، یا اس شرط پر کہ تم مجھ کو ہزار روپے ادا کروگے یا اس شرط پر کہ تم میرے پاس ہزار روپے لاؤ گے۔ یا اس طرح کہے مثلاً کہ تم آزاد ہو اس طرح پر کہ میرے تمہارے ذمہ ہزار روپے لازم ہیں، یا تم آزاد ہو ایسے ہزار روپے کے عوض جو تم مجھے دوگے، یا اس طرح کہے کہ میں نے تمہارا نفس تمہارے ہاتھ اتنی مقدار رقم پر فروخت کیا یا میں نے تمہارا نفس تم کو اس شرط پر ہبہ کیا کہ تم مجھ کو اس کے عوض میں اتنی رقم دوگے (ان تمام صورتوں میں وہ غلام فوراً آزاد ہو جائے گا) اور جو شرط آقا نے قائم کی ہے وہ شرط، یا جو رقم آقا نے دینی متعین کی ہے وہ رقم دین (قرض) ہو جائے گی یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اس غلام کے لئے اس رقم کا کفیل بن جائے تو یہ کفیل بننا صحیح ہوگا اور غلام

---

[1] عربی میں یہ الفاظ متیٰ ما۔ اذا۔ کلما۔ حیث۔ کیف۔ یہ سب خاص خاص معنیٰ رکھتے ہیں ان ہی معنیٰ کے اعتبار سے عربی زبان میں سمجھنے سے یہ فرق پیدا ہوگا پس اسی طرح ہر زبان میں الفاظ کے اندر محاورہ کے اعتبار سے جو فرق معنیٰ کے اندر ہوگا اس کا لحاظ کیا جائے گا۔ ۱۲-

بہر نوع آزاد ہو جائے گا کتابت کی طرح نہ ہوگا، حتیٰ کہ اگر عوض نہ کر سکے گا جب بھی غلام آزاد ہی رہے گا اور وہ عوض اس کے ذمہ قرضہ رہے گا اور جس طرح اس رقم کا کفیل بنانا صحیح ہوگا اسی طرح یہ بھی جائز ہوگا کہ آقا اس رقم کو جس چیز سے چاہے نقد نقد یعنی ہاتھوں ہاتھ تبادلہ کرلے نسیہ (ادھار) کے اندر اس معاملہ میں خیر نہ ہوگا نیز اس معاملہ کفالت تبادلہ میں رضائے طرفین) اور غلام کا قبول کرنا بھی شرط ہوگا، پس اگر غلام اس مجلس میں حاضر ہوگا تو اسی مجلس تک غلام کے قبول کرنے کا اعتبار ہوگا اور اگر غلام وہاں حاضر و موجود نہ ہوگا تو جس مجلس میں اس معاملہ سے آگاہ ہوگا اسی مجلس میں قبول کرنا ضروری ہوگا، بعد میں قبول کرنا معتبر نہ ہوگا اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ کل بدل کو قبول کرے، بدل کے جزو کا قبول کرنا معتبر نہ ہوگا۔

پس اگر آقا نے کہدیا کہ تم ایک ہزار کے بدلہ میں آزاد ہو اور غلام نے کہا کہ میں نے نصف میں (پانچسو میں) میں قبول کیا تو یہ صحیح نہ ہوگا اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جائز نہ ہوگا، بلکہ پورا غلام پورے عوض کے بدلہ میں آزاد ہوگا (بحر الرائق) اور اس غلام کا ولاء[1] آقا کے لئے ہوگا۔ (بدائع)

مال مشروط کی جنس و صفت معلوم ہونیکی صورت

اور غلام کو عوض ادا کرنے میں اوسط درجہ کی چیز لازم ہوگی بشرطیکہ آقا اس چیز کی جنس و صفت بیان کر چکا ہو، مثلاً حیوان کے قبیلہ کی چیز عوض قرار دیا ہو تو اس طرح کہے کہ اتنے گھوڑے یا اتنے خچر عوض دینے ہوں گے یا مثلاً کپڑا عوض قرار دیا ہو تو اس طرح کہے کہ وہ کپڑا ہروی ہوگا یا مثلاً مروی ہوگا تو اس صورت میں اوسط درجے کا دینا لازم ہوگا حتیٰ کہ اگر غلام اس قسم کی چیز کے اوسط درجہ کے چیز کی قیمت دے گا تو آقا قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا، اور اگر آقا نے اس عوض کے جنس و صفت کو بیان نہ کیا ہو، مثلاً اس طرح کہا ہو کہ کوئی کپڑا یا کوئی حیوان یا کوئی جانور دینا ہوگا اور غلام نے قبول کرلیا تو اس صورت میں غلام آزاد شمار ہو جائے گا اور غلام کو خود اپنی قیمت جو ہوگی وہی ادا کرنی لازم ہوگی۔

اور اگر غلام نے مقررہ عوض ادا کیا خواہ وہ از قبیل سامان ہو یا کوئی غلام ہو لیکن وہ کسی دوسرے کا ثابت ہو کر اس میں لے لیا گیا ہو تو اگر آقا نے بعینہ اسی چیز کو معین کرکے عوض نہیں قرار دیا تھا تو غلام پر اس کا مثل دوسرا دینا ضروری ہوگا اور اگر آقا نے بعینہ وہی چیز عوض میں متعین کیا تھا مثلاً اس طرح کہا تھا کہ میں نے تم کو اس غلام کے عوض یا اس کپڑے کے عوض آزاد کیا، یا یہ کہا ہو کہ میں نے تمہارے نفس کو تمہارے ہاتھ اس باندی کے بدلہ میں فروخت کیا اور اس غلام نے قبول کرلیا اور آزاد کر دیا گیا اور اس غلام نے وہ مقررہ شدہ معین چیز آقا کے حوالہ بھی کر دیا، لیکن وہ چیز کسی دوسرے کی ثابت ہو کر دوسرے کے حق میں چلی گئی تو آقا اس غلام سے اس کے ذات کی جو قیمت ہوگی اسی کو وصول کرے گا یہ قول امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کا ہے۔

اور اگر آقا اور غلام مقررہ مال کے جنس یا مقدار میں اختلاف کریں مثلاً آقا کہے کہ میں نے تم کو غلام کے عوض میں آزاد کیا ہے، اور آزاد شدہ غلام کہے کہ نہیں آپ نے مجھ کو ایک گٹھر گیہوں کے عوض آزاد کیا ہے، یا مثلاً آقا نے کہا کہ میں نے

---

[1] ولاء وہ مال ہوتا ہے جس کو آزاد شدہ غلام کسب کرکے حاصل کرے اور پھر چھوڑ کر انتقال کر جائے۔ ۱۲

تم کو ایک ہزار روپے کے عوض آزاد کیا ہے اور غلام نے کہا نہیں، آپ نے مجھ کو فقط ایک سو روپے کے عوض آزاد کیا ہے اور آقا کے پاس اس پر کوئی دلیل و شہادت نہیں تو غلام کا قول قسم کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا۔

نفس شرط ہی میں اختلاف کی صورت

اور بعینہٖ یہی حکم اس اختلاف میں ہے جو اصل[ف] مال ہی مقرر ہونے میں ہو تو بینہ (دلیل)، و ثبوت آقا سے طلب کیا جائے گا اور بینہ و ثبوت نہ ہونے کی صورت میں غلام کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا (فتح القدیر) اور اگر آقا نے کہا کہ میں نے تجھے کل ہزار روپے کی شرط پر آزاد کیا تھا، مگر تو نے قبول نہیں کیا اور غلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو اس صورت میں آقا کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا (بدائع)

اور اگر غلام نے آقا سے کہا کہ مجھ کو ہزار روپے پر آزاد کر دیجئے اور آقا نے اس کا نصف آزاد کر دیا تو یہ نصف مفت میں آزاد شمار ہوگا اور اگر غلام نے اس طرح کہا کہ مجھے ہزار روپے کے عوض میں آزاد کر دیجئے اور آقا نے نصف آزاد کیا تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک نصف غلام پانچسو روپے کے عوض آزاد ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک پورا ہی غلام آزاد ہوگا،

اگر ایک غلام دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ تو ایک ہزار روپے کے عوض آزاد ہے اور غلام نے قبول کر لیا تو اگر دونوں کا حصہ برابر ہے تو نصف حصہ پانچسو میں آزاد ہو جائے گا اور اگر دوسرے شریک نے بھی اجازت دیدی تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا اور ہزار روپے دونوں میں مشترک ہوں گے۔ یہ قول امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہے۔

اور اگر اس طرح کہا کہ میں نے اپنا حصہ ہزار کے عوض میں آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا تو نصف غلام آزاد ہو جائے گا اور یہ ہزار روپے صرف آزاد کرنے والے کے لئے غلام پر دینا ضروری ہوگا اور اس ہزار میں دوسرا شریک حق دار ہوگا

اور اگر ایک شریک نے کہا اگر تم مجھے ہزار روپے ادا کر دو، تو تم آزاد ہو۔ پھر غلام نے کما کر اس کو ہزار روپے ادا کر دیئے تو اس شریک کا حصہ آزاد شمار ہو جائے گا اور دوسرے شریک کو اس مال میں سے شریک ہونے کا اختیار رہے گا۔ اس لئے کہ اس غلام نے یہ مال غلام ہی ہونے کی حالت میں پیدا کیا ہے۔ پس اگر شریک نے اپنے حصے کے مطابق وصول کر لیا، تو آزاد کرنیوالا شریک اس رقم کو غلام سے واپس نہیں لے سکتا اس واسطے کہ غلام نے جو شرط قبول کی تھی اس کو پورا کر دیا،

اور اگر شریک نے اس طرح کہا ہو کہ جب تو مجھے ہزار روپے ادا کر دے گا تو میرا حصہ آزاد ہو جائے گا تو اس صورت میں دوسرا شریک جو رقم وصول کرے گا اس کو وہ شریک غلام سے واپس لے سکتا ہے (محیط سرخسی)، اور اگر اپنے غلام سے اس طرح کہا کہ تو ہزار روپے پر آزاد ہے، پھر غلام کے قبول کرنے سے پہلے ہی اس طرح کہہ دیا کہ تو سو دینار (اشرفی) پر آزاد ہے، پھر غلام نے کہا کہ میں نے دونوں مالوں کے عوض اپنی آزادی قبول کی تو غلام آزاد ہو جائے گا اور دونوں مال (ہزار روپے اور سو اشرفیاں)، غلام پر لازم ہو جائیں گے اور یہی حکم اس وقت بھی ہے جب غلام نے بغیر دونوں مالوں کی تشخیص کے مجلس میں اس طرح کہا ہو۔ کہ میں نے قبول کیا، ہاں اگر غلام نے اس طرح کہا کہ میں نے دونوں میں سے

ف... یعنی غلام یہ کہے کہ کچھ مال مقرر ہی نہیں ہوا ہے بغیر مال ہی کے آزاد کیا ہے اور آقا کہے کہ مال کے عوض میں آزاد کیا ہے -۱۲-

فقط ایک مال (روپیہ یا اشرفی) پر قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا (شرح طحاوی) اور اگر آقا نے غلام سے اس طرح کہا کہ تو آزاد ہے اور تو مجھے ہزار روپے ادا کر دے تو غلام مفت میں آزاد ہوگا (ظہیریہ)

اور اگر اس طرح کہا، کہ ادا کر دے مجھے ہزار روپیہ اور تو آزاد ہے تو جب تک ہزار روپیہ ادا نہ کرے گا آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر اس طرح کہا کہ تو مجھے ہزار روپے ادا کر دے، اس لئے کہ تو آزاد ہے (فانت حر کا ترجمہ) تو غلام فوراً آزاد شمار ہو جائے گا (ذخیرہ) اور اگر اس طرح کہا کہ تو مجھے ہزار روپے ادا کر دے تو آزاد ہے، جب بھی فی الحال آزاد ہو جائے گا خواہ وہ روپے ادا کئے ہوں خواہ ادا نہ کئے ہوں (بدائع)

اور اگر کہا کہ تو آزاد ہے اور تجھ پر ہزار روپے واجب ہیں تو فی الفور آزاد ہو جائے گا اور ہزار روپیہ اس پر واجب نہ ہوں گے، خواہ غلام نے قبول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو یہ حکم امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اگر اس نے ہزار روپے دینا قبول کر لیا ہے تو وہ آزاد ہے اور اس پر ہزار روپے دینا بھی واجب ہے اور اگر قبول نہ کیا ہو، تو وہ آزاد نہ ہوگا اور نہ ہزار روپے دینا ہی واجب ہوگا (ینابیع)

عوض پر آزاد کرنے کی ایک خاص شکل

اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کر دے اور تو آزاد ہے، یا یہ کہا کہ ایک غلام آزاد کر دے (یعنی لفظ میری طرف سے نہیں کہا) اور تو آزاد ہے، یا یہ کہا کہ جب تو نے میری طرف سے ایک غلام آزاد کیا تو تو آزاد ہے تو یہ سب کہنا معتبر و صحیح ہوگا اور یہ غلام ماذون التجارۃ[1] شمار ہو جائے گا، اور آقا کا یہ قول اوسط درجہ کے غلام کی طرف راجع ہوگا اور اوسط درجہ کا غلام آزاد کرنے کا اختیار اس غلام کو ہو جائے گا، لہٰذا گھٹیا درجہ کا یا بیش قیمت غلام آزاد کرنا درست نہ ہوگا، ہاں اگر اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دے گا تو وہ غلام خود بھی آزاد ہو جائے گا یعنی یہ دونوں غلام بغیر سعایت کے آزاد ہو جائیں گے، بشرطیکہ آقا نے یہ جملہ بحالت صحت و تندرستی کہا ہو،

اور اگر اپنے مرض الموت میں یہ جملے کہے ہوں تو اور حال یہ ہے کہ آقا کے پاس ان دو غلاموں کے سوا اور کوئی مال نہ رہا ہو، تو ایک تہائی ان دونوں کے درمیان ان دونوں کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا پس اگر مامور کی قیمت ساٹھ روپے ہو اور دوسرے غلام کی جو اوسط درجہ کا ہے اس کی قیمت چالیس روپیہ ہے، تو مامور (جس سے آزاد کرنے کا حکم دیا ہے) کا دو تہائی بغیر سعایت کے آزاد ہوگا اس لئے کہ وہ اس کے آزاد کرنے کے عوض میں ہے لہٰذا یہ دو ثلث وصیت میں شمار نہ ہوگا اور ایک ثلث اس مامور کا بلا عوض باقی رہے گا اور میت کا مال تمام بدل یعنی پورا غلام جو اوسط درجہ کا ہے وہ اور مامور کا ایک تہائی شمار ہوگا اور چوں کہ مامور کی پوری قیمت ساٹھ روپے ہے اس لئے اس کا تہائی بیس روپے ہوگا یہ ان دونوں غلاموں کے درمیان ان دونوں کے حق کے مطابق تقسیم کیا جائے گا پس بیس روپے کا تہائی ۶ ۲/۳ روپے ہوگا یہ بغیر سعایت کے آزاد ہوگا اور ۱۳ ۱/۳ روپے میں سعایت کرے گا یعنی ۱۳ ۱/۳ روپے کسب کر کے اس آقا کو ادا کر دے گا جو بعد موت اول آقا کے مالک ہوگا، اسی طرح بدل میں سے یعنی اوسط درجہ والے غلام میں سے ۱۳ ۱/۳ روپے بغیر سعایت کے آزاد ہوگا اور باقی میں یعنی ۲۶ ۲/۳ روپے میں سعایت کرے گا یعنی یہ

---

[1] ماذون التجارۃ وہ غلام ہوتا ہے جس کو اس کا آقا تجارت کرنے اور بیع و شراء کرنے کی اجازت دیدے۔

اوسط درجہ والا غلام ۲۶ $\frac{2}{3}$ روپے کے مقدار سعایت کر کے ادا کرے گا اس طرح وصیت کے حصے بیس روپے اور سعایت کے حصے چالیس روپے پورے ہو جائیں گے اور ایک تہائی اور دو تہائی کا حساب درست ہو جائے گا اور اوسط درجہ والا غلام جس کو اس ماذون التجارۃ غلام نے آزاد کیا تھا وہ تہائی ترکہ سے حسب قاعدہ وصیت آزاد ہو جائے گا، اور اگر بدل (اوسط درجہ والے غلام) کی قیمت غلام مامور کے حصہ کی قیمت کے برابر ہو یا زیادہ ہو تو پورا اور غلام بغیر سعایت کے آزاد ہوگا اور بدل ایک تہائی سے آزاد ہوگا،

اور اگر اس طرح کہے کہ میری جانب سے میرے مرنے کے بعد ایک غلام آزاد کر دو اور تم خود آزاد ہو تو یہ صورت اور پہلی صورت یکساں ہے یعنی دونوں صورتوں کا حکم ایک ہے صرف فرق یہ ہے کہ جب یہ مامور غلام اوسط درجہ کا غلام اس صورت میں آزاد کر دے گا تو وہ مامور خود بغیر آقا کے یا اس کے وصی کے یا قاضی کے آزاد کئے از خود آزاد نہ ہوگا اور پہلی صورت میں بغیر ان لوگوں کے آزاد کئے از خود آزاد ہو جائے گا، بشرطیکہ مامور نے اوسط درجہ کا غلام آزاد کیا ہو

اور اگر وارثوں نے آقا کی موت کے بعد مامور غلام سے کہا، کہ تم ایک غلام آزاد کرو ورنہ ہم لوگ تم کو فروخت کر دالیں گے، تو ان وارثوں کو از خود اس کا حق نہ ہوگا، لیکن قاضی اپنی رائے اور صوابدید کے مطابق تین دن یا زیادہ کی مہلت اس مامور غلام کو دے گا (کافی) پس اگر مامور غلام نے قاضی کی مقرر کردہ مدت کے اندر اوسط درجہ کا غلام آزاد کر دیا تو قاضی خود اس مامور غلام کو آزاد کر دے گا ورنہ پھر قاضی اس کو وارثوں کے حوالے کر دے گا اور ان وارثوں کو اس کے فروخت کرنے کا حکم دیدے گا اور اس کی وصیت کو باطل کرنے کا فیصلہ کر دے گا،

اور اگر آقا نے خود اپنے وارثوں سے کہا ہو کہ جب یہ غلام مامور میری جانب سے میرے مرنے کے بعد کوئی غلام آزاد کر دے تو تم لوگ اس کو آزاد کر دینا تو یہ صورت اور وہ صورت جس میں اپنے غلام سے ہی کہا ہو کہ میری جانب سے میرے مرنے کے بعد ایک غلام آزاد کر دے تو تو آزاد ہے یکساں ہے، یعنی دونوں کا حکم ایک ہے (محیط)

اور ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے نقل کیا ہے کہ اگر آقا اپنے غلام سے کہے کہ میں نے تیرا نفس اور یہ ہزار روپے جو تیرے ہاتھ میں ہے یہ سب تیرے ہاتھ ہزار روپے کے بدلہ میں فروخت کیا تو وہ غلام آزاد شمار ہوگا اور آقا وہ رقم جو غلام کے ہاتھ میں ہوگی اس کو لے لے گا اور غلام پر اس کے علاوہ اور کوئی شے لازم نہ ہوگی۔

اور اسی طرح اگر خود غلام آقا سے کہے کہ مجھ کو میرا نفس اور یہ ہزار روپے سو روپے کے عوض میں فروخت کر دیجئے تو یہ معاملہ بھی صحیح ہوگا اور آقا کو اختیار ہوگا کہ ہزار روپے لے لے اور غلام بغیر کسی اور شے کے آزاد ہو جائے اور اگر اس طرح کہے کہ میں نے تیرا نفس تیرے ہاتھ اور یہ سو اشرفیاں تجھ کو ہزار روپے کے عوض میں فروخت کیا اور غلام نے قبول کر لیا اور محض غلام کی قیمت سو اشرفی کے برابر ہے تو ہزار روپے میں سے پانچسو روپے غلام کے اور پانچسو روپے دیناروں کے عوض میں شمار ہوں گے، پس اگر غلام نے اس مجلس کلام سے جدا ہونے سے قبل ہزار روپے دیدئے تو یہ دینار غلام کے ہوں گے اور غلام آزاد ہو جائے گا، اور اگر ہزار روپے ادا کرنے سے قبل ہی دونوں اس مجلس سے جدا ہو گئے تو اشرفیوں کے حصہ کی بیع (جو بیع صرف یعنی نقد کی نقد کے عوض ہو رہی تھی) باطل ہو گئی اس لئے اشرفیاں آقا کی رہ گئیں، اور پانچسو روپے جس کے عوض غلام آزاد ہوا وہ غلام پر قرضہ ہے۔

حضرت ہشام رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ اگر غلام نے اپنے آقا سے کہا کہ آپ مجھے میرے ہاتھ فروخت

کردیجئے اور آقا نے منظور کر لیا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور اپنی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا (محیط)

اور اگر اپنے غلام کو ایسے مال کے عوض آزاد کیا کہ اس کو کسی اجنبی شخص کے قبول کرنے پر معلق رکھا اور اس اجنبی نے اس کو قبول کر لیا تو مال غلام کے ذمہ لازم نہ ہوگا (مبسوط) اور اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ تم اپنے غلام کو اپنی جانب سے ایسے ہزار روپے کے عوض میں آزاد کرو جو مجھ پر لازم ہیں اس کے بعد اس شخص نے آزاد کر دیا تو اس شخص پر وہ لازم نہ آئے گا حتیٰ کہ اگر ادا بھی کر دے تو پھر اس کو واپس کر لینے کا حق ہوگا (ذخیرہ)

اور اگر کوئی ذمی اپنے غلام کو شراب یا سوّر کے عوض کی شرط پر آزاد کر دے تو وہ غلام اس شرط کو قبول کر لینے سے آزاد ہو جائے گا اور نامزد کردہ چیز (شراب یا سوّر) کی قیمت دینی لازم ہوگی اور اگر شراب وصول کرنے سے قبل ان دونوں (آقا و غلام) میں سے کوئی مسلمان ہو جائے، تو حضرات شیخین (امام ابو حنیفہ رح و ابو یوسف رح) کے نزدیک غلام پر اس صورت میں اپنی قیمت ادا کرنی واجب ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک شراب ہی کی قیمت واجب ہوگی (محیط) اور سوّر کے بارے میں اس مسئلہ میں محیط میں سکوت ہے۔

اور اگر اس طرح کہا کہ جب تو نے مجھے ہزار روپے ادا کئے تو تو آزاد ہے یا اس طرح کہا کہ جس وقت تو نے ادا کئے تو تو آزاد ہے تو یہ تعلیق صحیح ہوگی اور یہ تعلیق ان لفظوں میں اسی مجلس کلام تک محدود و مقصور نہ ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار روپے ادا کئے، تو تو آزاد ہے تو ان لفظوں میں مجلس کلام تک ہی قبول کرنے کا حق محدود و مقصور رہے گا اور ان سب صورتوں میں غلام ماذون التجارۃ ہو جائے گا اور جب مال مشروط ادا کرے گا تو آزاد ہو جائیگا پھر دیکھا جائیگا اگر اس غلام نے یہ مال آقا کے کلام سے قبل کمایا ہے تو غلام تو آزاد ہو جائے گا، لیکن یہ سب مال آقا کا شمار ہوگا اور غلام کے ذمہ دوسرا ایک ہزار واجب الادا رہے گا اور اگر ایسا مال ادا کیا ہے جس کو اس نے آقا کے اس کلام کے بعد کمایا ہے تو غلام پر دوسرا ایک ہزار ادا کرنا واجب نہ ہوگا بلکہ اسی میں آزاد ہو جائے گا (ینابیع) اور آقا کو اس معاوضہ کے ادا کرنے سے پہلے اس غلام کو فروخت کرنے کا اختیار رہے گا اور اسی حالت میں غلام نے عوض کی رقم سے کچھ ادا کرنا چاہا تو آقا اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا لیکن جب تک کل عوض غلام ادا نہ کر دے گا اس وقت تک آزاد نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر آقا اس کو کل عوض یا جزو عوض سے بری کرے جب بھی بری نہ ہوگا اور نہ آزاد ہوگا (سراج الوہاج)

اور جب غلام مال کو اس طرح حاضر کر دے کہ آقا اور مال کے درمیان میں کوئی روک اور مانع نہ رہے اور مولیٰ اس کے قبضہ کرنے پر قادر ہو جائے تو حاکم آقا کو اس کے وصول و قبضہ کر لینے پر مجبور کرے گا اور اس کو بمنزلہ قابض کے قرار دیکر غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیدے گا خواہ آقا نے ابھی قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو (تبیین)

اور اگر آقا نے کسی اجنبی شخص سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار روپے (مثلاً) ادا کرے گا تو میرا یہ غلام آزاد ہو جائے گا پھر وہ اجنبی شخص ہزار روپے لا کر آقا کے سامنے رکھدے تو آقا اس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا اور غلام آزاد نہ شمار کیا جائے گا اور اگر آقا نے قسم کھائی ہو کہ اس ہزار پر قبضہ کرے گا جب بھی قبول نہ کرنے سے قسم میں حانث نہ ہوگا اور غلام آزاد نہ ہوگا (قاضی خاں)

اور اگر آقا نے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار روپے ادا کرے گا تو تو آزاد ہے، پھر اس کے بعد غلام نے آقا سے کہا کہ تو ان ہزار روپیوں کے عوض مجھ سے سو اشرفیاں لے لے اور آقا نے لے لئے جب بھی غلام آزاد نہ ہوگا ہاں اگر آقا نے

غلام کی اس درخواست کے وقت یہ کہدیا ہو کہ اگر تو نے مجھے یہ اشرفیاں ادا کیں تو تو آزاد ہے تو اس کہدینے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور یہ حکم آزادی کا ایسا ہی ہوگا، جیسے آقا نے ایک مرتبہ غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار روپے دے گا تو تو آزاد ہو جائے گا، پھر اس کے بعد خود ہی یہ کہدیا کہ اگر تو مجھے پانچسو روپے دے گا تو تو آزاد ہے، پھر غلام نے پانچسو روپے ادا کر دئے تو اس دوسرے جملہ کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا (محیط)

اور اگر اس صورت میں آقا قبل ادائیگی کے مرجائے تو غلام رقیق اور مملوک ہی رہ جائے گا اور غلام مع اس کمائی کے جو اس کہنے کے بعد کمایا ہو آقا کا ترکہ شمار ہوگا اس لئے کہ یہ غلام اور جو کچھ اس نے کمایا تھا سب آقا ہی کی ملک تھا، کہ آقا کا انتقال ہو کر یہ ملک وارثوں کی طرف منتقل ہوگئی اس لئے اس کمائی میں سے غلام کی جانب سے ادا نہ کیا جائے گا اور غلام آزاد نہ ہوگا (نہر الفائق)

اور اگر آقا نے کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار روپے ادا کر دیئے تو تو آزاد ہے اس کہنے کے بعد اس غلام کو فروخت کر دیا، پھر اس کے بعد خود ہی اس کو خرید لیا، یا بوجہ خیار عیب، یا خیار رویت، یا خیار شرط کے واپس ہو گیا اور غلام مذکور ہزار روپے آقا کو ادا کرنے کے لئے لایا تو آقا اس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا البتہ اگر آقا نے قبول کر لئے تو غلام آزاد ہو جائے گا (شرح زیادات للعتابی)

اور اگر غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار روپے ادا کر دے گا تو تو آزاد ہے، پس غلام نے کسی سے ہزار روپے قرض لے کر آقا کو دیدیئے تو غلام آزاد ہو جائے گا اور قرض دینے والا آقا سے مطالبہ کر کے اپنے ہزار روپے وصول کر لے گا (ذخیرہ)

اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے فلاں سامان یا اس میں سے فلاں چیز دیدے گا تو تو آزاد ہے اور غلام نے وہ فلاں چیز یا سامان دیدیا تو آزاد ہو جائے گا لیکن یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اگر ادا کردہ شئے ایسی ہو جو مکاتب بنانے میں کتابت کا بدل ہو سکتی ہے تو آقا کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ شئے ایسی ہو جو کتابت کا بدل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی تو اس کے قبول کرنے پر آقا کو مجبور نہیں کیا جا سکتا، بلکہ آقا کی مرضی پر ہے اگر قبول کر لے گا تو غلام آزاد ورنہ نہیں (مبسوط)

اور اگر غلام سے آقا نے کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کپڑا ادا کر دیا یا تو نے مجھے چند روپے دیدیئے تو تو آزاد ہے اور غلام نے وہ کپڑا لا کر دیدیا، یا محض تین روپے یا زیادہ روپے لا کر دیدیئے تو آقا قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا، لیکن اگر آقا قبول کر لے گا تو شرط پائے جانے کی وجہ سے غلام آزاد ہو جائے گا (کافی)

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر تو فلاں شخص کے آنے پر مجھے ہزار روپے دیدے گا تو تو آزاد ہے اور فلاں شخص کے آنے پر غلام نے ہزار روپے ادا کر دیئے، تو آقا اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا پھر دیکھا جائے گا کہ اگر یہ ہزار روپے غلام نے فلاں شخص کے آنے سے پہلے کمائے ہوں تو غلام آزاد ہو جائے گا، لیکن آقا اس غلام سے دوسرے ایک ہزار وصول کرے گا (شرح زیادات عتابی)

اور اگر غلام سے کہا کہ اگر تو ایک غلام مجھے دیدے گا تو تو آزاد ہے اور یہ نہ بتلایا کہ کس قیمت یا کس قسم کا غلام تو یہ بھی شرط جائز ہے اور جب وہ غلام اس شرط کو قبول کر لے گا تو اس کے ذمہ ایک غلام دینا لازم ہو جائے گا اور جب وہ اوسط درجہ کا یا اعلیٰ درجہ کا ایک غلام لائے گا تو آقا قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور جب آقا قبول کر لے گا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور اگر ادنیٰ درجہ کا غلام لایا تو آقا کو قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا، لیکن اگر آقا نے خود قبول کر لیا

تو غلام آزاد ہو جائے گا، اور اگر اوسط درجہ کے غلام کی قیمت لایا غلام کو نہ لایا تو آقا قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا اور اگر آقا نے اس کو قبول بھی کر لیا جب بھی غلام آزاد نہ ہوگا، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر تو مجھے اوسط درجہ کا غلام دے گا، یا مثلاً ایک بوری اوسط درجہ کا گیہوں دے گا تو تو آزاد ہے، پھر غلام نے اعلیٰ درجہ کا غلام یا اعلیٰ درجہ کا گیہوں لاکر دیا جائے تو آقا کو اس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا حتیٰ کہ اگر آقا نے قبول کر لیا جب بھی غلام آزاد نہ ہوگا (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر تو فلاں چیز سفید تھیلے میں ادا کرے تو تو آزاد ہے اور غلام نے بجائے سفید تھیلے کے کسی اور تھیلے میں ادا کئے تو آزاد نہ ہوگا (سراجیہ)

اور اگر اپنی باندی سے کہے کہ جب تو سو روپے مثلاً ماہوار کر کے ہزار روپے ادا کر دے گی، تو آزاد ہے تو یہ معاملہ مکاتبت کا نہ ہوگا اور جب تک وہ رقم ادا نہ کرے گی آقا کو اس کے فروخت کر ڈالنے کا اختیار رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی ایک مہینہ میں تاخیر کر دیا ادا نہ کر سکی، تو بھی اگر چہ باقی مہینوں میں ادا کرے، آزاد نہ ہوگی، اور یہ قول ابو حفص کبیر کی روایت میں ہے، اور یہی صحیح ہے اور اس کے صحت کی دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص باندی سے اس طرح کہے کہ اگر تو اس مہینہ میں مجھے ہزار روپے دے گی تو تو آزاد ہے اور باندی نے اس مہینہ میں ادا نہیں کئے اور بعد کے دوسرے مہینوں میں ادا کئے تو آزاد نہ ہوگی (بدائع)

اور اگر آقا نے اس طرح کہا کہ میں نے تجھ کو ان روپوں جو صندوق میں ہیں آزاد کر دیا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور غلام پر اپنی قیمت ادا کرنی واجب ہوگی (سراجیہ) اور اگر آقا نے غلام سے اس طرح کہا کہ اگر تو میری اور میرے لڑکے کی ایک سال تک خدمت کرے تو تو آزاد ہے، یا یہ کہے کہ جب تو نے میری اور میرے لڑکے کی ایک سال خدمت --- کر دی تو تو آزاد ہے پھر اس کے بعد آقا ایک سال پورا ہونے کے قبل فوت ہو گیا تو غلام آزاد نہ ہوگا اسی طرح اگر لڑکا مر گیا جب بھی آزاد کرنے کی شرط جاتی رہی، اور وہ اس کے بعد آزاد نہ ہوگا (مبسوط)

اور اگر غلام سے اس طرح کہے کہ تو اس شرط پر آزاد ہے کہ تو چار برس تک میری خدمت کر دے اور پھر غلام نے اس کو قبول کر لیا، تو غلام آزاد ہو جائے گا اور چار برس اس آقا کی خدمت کرنی واجب رہے گی اور اگر آقا خدمت لینے سے قبل مر جائے گا تو یہ خدمت بھی باطل ہو جائے گی اور شیخین (امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح) کے نزدیک غلام پر اپنی پوری قیمت واجب الادا رہے گی اور اگر ایک سال خدمت لینے کے بعد انتقال ہوگا تو غلام پر اپنی تین چوتھائی قیمت ادا کرنی واجب رہے گی۔

اسی طرح اگر اسی صورت میں غلام مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو شیخین رح کے نزدیک اس میں سے غلام کی قیمت آقا کو دی جائے گی (سراج وہاج) اور اگر کہا کہ اگر تو نے ایک سال میری خدمت کر دی تو تو آزاد ہے اس کے بعد غلام نے ایک سال سے کم خدمت کی یا خدمت کے عوض کوئی مال دیا تو آزاد نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ اگر تو نے میری و میری اولاد کی سال بھر خدمت کر دی تو تو آزاد ہے، پھر سال کے اندر اس کی اولاد میں سے کوئی مر گیا تو آزاد نہ ہوگا (غایۃ سروجی)

اور اگر وصیت کرتے ہوئے اپنی باندی سے یہ کہا کہ اگر تو نے میرے لڑکے اور لڑکی کی اس وقت خدمت کی کہ وہ دونوں بڑے ہو جاویں، تو تو آزاد ہے، اس کہنے کے بعد اگر دونوں صغیر و نابالغ ہوں تو مراد یہ ہوگی کہ اس وقت تک خدمت کرے کہ وہ دونوں بالغ ہو جاویں اور اگر دونوں بڑے اور بالغ ہوں تو یہ وصیت اس پر محمول ہوگی کہ لڑکی کی اسوقت تک خدمت کرے کہ اس کا نکاح ہو جاوے اور لڑکے کی اسوقت تک خدمت کرے کہ اس کو ایک باندی کی قیمت حاصل ہو جاوے

اور اگر لڑکی کا نکاح ہو گیا اور لڑکا باقی رہا تو دونوں کی خدمت کرے اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا خواہ دونوں چھوٹے نابالغ تھے یا دونوں بڑے اور بالغ تھے تو وصیت ہی باطل و بےکار ہو جائے گی (محیط)

اور اگر باندی سے یہ کہا کہ جب تو مجھے ہزار روپے ادا کر دے گی تو تو آزاد ہے، پھر اس کے ایک بچہ پیدا ہو گیا اور اس کے بعد باندی نے ایک ہزار ادا کر دیئے تو اس کے ساتھ اس کا بچہ آزاد نہ ہو گا (بلکہ صرف وہ تنہا آزاد ہو گی)

اور اگر اس نے ہزار روپے آقا ہی کے مال سے ادا کئے جب بھی شرط پائی جانے کی وجہ سے آزاد شمار ہو جائے گی اور آقا کو اختیار ہو گا کہ اس کے مثل اس سے مال وصول کرے۔ اور اگر اس کہنے کے وقت کہ جب تو ہزار روپے دیگی تو آزاد ہے آقا بیمار تھا اور باندی نے کسب کر کے مال مذکور ادا کیا اور آقا اسی بیماری میں مر گیا تو قیاس کے اعتبار سے آقا کے تہائی مال سے آزاد ہو گی اور استحسان کے اعتبار سے آقا کے پورے مال سے آزاد ہو گی۔

اور اگر آقا نے یہ کہا کہ جس وقت کہ تو مجھے ہزار روپے ادا کر دے گا تو تو آزاد ہے، پھر قبل ادا کرنے کے آقا مر گیا تو یہ قول و وصیت بےکار اور لغو ہو جائے گی (مبسوط)

اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص سے اس طرح کہے کہ تو اپنی اس باندی کو ہزار روپے کے عوض اس شرط پر آزاد کر دے کہ تو اس سے میرا نکاح کر دے، پھر اس کہنے کے بعد آقا نے اس کو آزاد کر دیا، پھر آزاد شدہ باندی نے اس مرد سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو بھی آقا ہی کی جانب سے آزادی واقع ہو جائے گی اور مرد مذکور پر کچھ واجب الادا نہ ہو گا۔

اور اگر اس مذکور شخص نے اس طرح کہا کہ تو اپنی باندی کو میری طرف سے ہزار روپے پر آزاد کر دے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو وہ ہزار روپے اس کی قیمت اور اس کے مہر مثل پر تقسیم ہوں گے اور جو رقم اس کی قیمت پر پڑتے میں آئے گی وہ اس مذکور شخص کے ذمہ واجب الادا ہو گی اور جو رقم مہر مثل کے پڑتے میں آئے گی وہ پہلی صورت میں ساقط ہو جائے گی اور اگر اسی صورت میں مذکور باندی نے اس شخص سے نکاح کر لیا تو ہزار روپے میں سے جو رقم اس کی قیمت کے بدلے واقع ہو گی، وہ پہلی صورت میں ساقط ہو جائے گی اور دوسری صورت میں آقا کی ہو گی اور جس قدر رقم مہر مثل کے پڑتے میں پڑے گی وہ دونوں میں باندی کا مہر قرار پائے گی (کافی)

اور اگر اپنی ام ولد[1] کو اس شرط پر آزاد کیا کہ اس کے ساتھ اپنا نکاح کرے گا اور پھر ام ولد نے اس کو قبول کر لیا تو آزاد ہو جائے گی اور پھر اس کے بعد آقا سے نکاح کرنے سے اس نے انکار کر دیا تو اس پر سعایت واجب نہ ہو گی۔

اور اگر باندی کو اس شرط پر آزاد کیا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرے، پھر اس کے بعد باندی نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا، تو باندی پر اپنی قیمت کے واسطے سعایت کرنا واجب ہو گی (فتاوی قاضی خاں) اگر کوئی عورت اپنے غلام سے کہے کہ میں نے تجھ کو ہزار روپے کے بدلے اس شرط پر آزاد کیا کہ تو مجھ کو دس روپے مہر کے عوض اپنے نکاح میں لے لے اور وہ غلام اس بات کو قبول کر لے اور پھر اس عورت سے نکاح کرنے سے انکار کر دے تو اس غلام پر ہزار روپے دینے واجب ہو جائیں گے، پھر اگر اس غلام کی قیمت ہزار روپے سے زیادہ ہو تو پوری قیمت کے لئے سعایت کرے گا۔ اور اگر عورت نے اس طرح کہا کہ میں نے تجھ کو اس شرط پر آزاد کیا ہے کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کر لے اور ہزار روپیہ میرا مہر دے اور

[1] ام ولد وہ باندی ہے کہ اس کو اس کے آقا ہی کے نطفہ سے بچہ پیدا ہو گیا ہو۔ ۱۲

غلام اس بات کو قبول کرلے، پھر نکاح کر لینے سے انکار کرے، تو غلام آزاد ہو جائے گا اور غلام پر اپنی قیمت کے لئے سعایت ضروری ہو جائے گی اور اگر غلام نے اس عورت (مالکہ) سے صرف سو روپے پر نکاح کر لیا اور وہ عورت راضی ہو گئی، تو غلام مذکور پر سعایت واجب ہو گی، اور اگر غلام نے اس سے ہزار روپے پر نکاح کرنے کے لئے کہا مگر عورت نے انکار کر دیا تو بھی غلام پر سعایت لازم نہ ہو گی (محیط)

اور اگر کسی شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ اگر تم دونوں ہزار روپے ادا کر دو تو تم دونوں آزاد ہو تو دونوں غلاموں کے ادا کرنے کا اعتبار ہو گا، حتیٰ کہ اگر فقط ایک غلام نے سب رقم اپنے پاس سے ادا کر دی باین تفصیل کہ پانچسو روپے میری طرف سے ہیں اور پانچسو روپے میں بطور احسان کے اپنے ساتھی کی طرف سے دیتا ہوں تو بھی کوئی غلام آزاد نہ ہوگا، ہاں اگر اس غلام نے اس طرح کہا کہ پانچسو روپے میری طرف سے ہیں اور پانچسو روپے میرے ساتھی نے بھیجے ہیں تو اس صورت میں دونوں آزاد ہو جائیں گے۔

اور اگر کوئی تیسرا اجنبی شخص ہزار روپے ادا کر دے تو بھی یہ دونوں آزاد نہ ہوں گے، ہاں اگر وہ اجنبی شخص اس طرح کہے کہ میں یہ ہزار روپے ان دونوں کی آزادی کے واسطے دیتا ہوں یا اس طرح کہے کہ میں یہ ہزار روپے ان دونوں کی آزادی کی شرط پر دیتا ہوں اور آقا اس بات کو قبول کرلے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اس ادا کرنے والے کو یہ اختیار ہو گا کہ آقا سے یہ رقم وصول کرلے (محیط)

اور اگر کوئی شخص اپنے دو غلاموں سے اس طرح کہے کہ تم دونوں میں سے ایک ہزار روپے کے عوض آزاد ہے تو جب تک دونوں اسی مجلس میں قبول نہ کریں گے اس وقت تک ان میں سے کوئی آزاد نہ ہو گا یہاں تک کہ اگر دونوں قبول نہ کریں اور اس مجلس سے ہٹ جائیں تو یہ ایجاب (قول مذکور) باطل ہو جائے گا اور اگر دونوں میں سے فقط ایک قبول کرے اور دوسرا قبول نہ کرے تو بھی کوئی آزاد نہ ہو گا، اسی طرح اگر دونوں قبول کریں، مگر اس طرح قبول کریں کہ ہر ایک یہ کہے کہ بعوض پانچسو روپے کے میں نے قبول کیا تو بھی ان دونوں میں سے کوئی آزاد نہ ہو گا،

اور اگر دونوں اس طرح قبول کریں کہ ہر ایک کہے کہ میں نے بعوض ہزار روپے کے قبول کیا یا ہر ایک فقط اس طرح کہے کہ میں نے قبول کیا، یا ایک اس طرح کہے کہ میں نے قبول کیا اور دوسرا کہے کہ میں نے ہزار کے عوض میں قبول کیا تو ان صورتوں میں آقا سے کہا جائے گا کہ تم اپنی مراد بیان کرو کس کی آزادی چاہتے ہو؟ جب آقا بیان کر دے گا تو جس کو وہ بیان کرے گا وہ آزاد ہو جائے گا۔ اور اس پر ہزار روپے دینے لازم ہو جائیں گے۔ اور اگر آقا اپنی مراد بتلانے سے پہلے مر گیا تو یہ آزادی دونوں میں برابر برابر تقسیم ہو گی اور ہر ایک کا نصف یا پانچسو روپے میں آزاد ہو جائے گا اور باقی نصف کی قیمت کے لئے ہر ایک سعایت کرے گا (شرح طحاوی)

اور اگر کسی شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک ہزار روپے کے عوض آزاد ہے اور ہر ایک نے کہا کہ ہم نے قبول کیا، پھر اس کے بعد آقا (شخص مذکور) نے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بعوض پانچسو کے آزاد ہے اور دونوں غلاموں نے اگرچہ پھر کہہ دیا کہ ہم نے قبول کیا تو بھی پہلا ہی ایجاب (قول اول) صحیح و معتبر ہو گا اور دوسرا ایجاب باطل و لغو ہو گا اور جب پہلا ہی ایجاب صحیح و معتبر ہو گا تو جب تک آقا زندہ رہے گا بیان مراد کے لئے اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا یعنی اس کی مراد اسی سے پوچھی جائے گی اور جب وہ بیان سے پہلے مر جائے گا تو آزادی دونوں غلاموں میں برابر

مشترک ہو جائے گی اور رقم مذکور بھی دونوں میں برابر مشترک رہے گی یعنی ہر ایک کا نصف حصہ پانچسو روپے کے عوض آزاد ہو گا اور اپنے بقیہ نصف حصہ میں ہر ایک قیمت کے لئے سعایت کرے گا،

اور اگر آقا نے یہی ایجاب کیا کہ تم دونوں میں سے ایک ہزار روپے کے عوض آزاد ہے، لیکن ابھی ان دونوں نے قبول نہیں کیا تھا، کہ آقا نے معًا یہ کہدیا، کہ تم میں سے ایک سو اشرفی کے عوض آزاد ہے، پھر اس کے بعد دونوں نے قبول کیا، تو دونوں ایجاب (دونوں قول) صحیح و معتبر ہوں گے، اور جب دونوں نے قبول بھی کیا ہے تو ان کا قبول کرنا بھی دونوں کلاموں (دونوں ایجاب) کی طرف راجع کیا جائے گا اور آقا کو اختیار دیا جائے گا کہ اگر وہ چاہے تو دونوں غلاموں پر دونوں رقم (ہزار روپیہ و سو اشرفی) کے عوض آزادی نافذ کرے اور اگر چاہے تو فقط ایک پر دونوں رقموں کے عوض آزادی نافذ کرے اور جس کو چاہے آزاد کرے یہ بیان بالکل آقا کے اوپر رہے گا۔ اور اگر اس صورت میں آقا اپنی مراد بیان کرنے سے قبل مر جائے، تو ہر ایک غلام کا تین چوتھائی حصہ دونوں رقموں کے نصف میں آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک اپنی ایک چوتھائی قیمت کے لئے سعایت کرے گا (کافی)

اور اگر کوئی شخص اپنے معین غلام سے کہے کہ تو ہزار روپے پر آزاد ہے، پھر اس غلام کے قبول کرنے سے پیشتر ہی اپنے ایک دوسرے غلام کے ساتھ ملا کر اس طرح کہدے کہ تم دونوں میں سے ایک سو اشرفیوں کے بدلے میں آزاد ہے، اور دونوں نے کہدیا کہ ہم نے قبول کیا، تو آقا کو اختیار ہو گا، چاہے دونوں کلاموں کو فقط اول غلام کی طرف لوٹائے اگر ایسا کرے گا تو وہ اول غلام دونوں رقموں کے عوض میں آزاد شمار ہو گا، اور اگر چاہے تو دونوں کلاموں میں سے ایک کلام کو دوسرے غلام کی طرف لوٹائے اور اس صورت میں اول معین غلام ہزار روپے کے عوض میں اور دوسرا سو اشرفیوں کے عوض میں آزاد ہو گا،

اور اگر اپنی مراد بیان کرنے سے پیشتر آقا مر جائے، تو معین مذکور غلام (اول) پورا آزاد ہو جائے گا، اور دوسرے کا صرف نصف حصہ پچاس اشرفی کے عوض آزاد ہو گا، اور یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں غلام کی شناخت ہو اور اگر شناخت ہو اور معلوم نہ ہو سکیں، اور ہر ایک دعویٰ کرے کہ میں ہی اول معین ہوں، تو ہر ایک میں سے تین چوتھائی حصہ دونوں رقموں کے نصف کے عوض آزاد ہو گا، یعنی ہر ایک پر ہزار روپیہ اور سو اشرفی کا نصف (یا پانچسو روپے اور پچاس اشرفی) اس تین چوتھائی کے حصہ کی آزادی کے لئے دینا ضروری ہو گا، اور بقیہ ایک چوتھائی حصہ کی قیمت کے لئے ہر ایک سعایت کرے گا،

اور اگر اپنے دو غلاموں سے اس طرح کہا کہ تم میں سے ایک ہزار روپے کے عوض اور دوسرا پانچسو روپے کے عوض آزاد ہے۔ اور دونوں نے ایک ساتھ کہا کہ ہم نے قبول کیا، یا ہر ایک نے کہا کہ میں نے دونوں رقموں کے عوض قبول کیا یا ہر ایک نے کہا کہ میں نے دونوں رقموں سے زیادہ کے عوض میں قبول کیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور دونوں کے ذمہ پانچسو روپے لازم آجائیں گے،

اور اگر دونوں میں سے ایک نے زیادہ رقم اور دوسرے نے کم رقم کے عوض میں قبول کیا تو فقط وہی آزاد ہو گا جس نے دونوں رقموں میں سے زیادہ رقم کے عوض قبول کیا ہے اور اس پر پانچسو روپے لازم آئیں گے (بدائع) اور اگر دونوں غلاموں نے دونوں رقموں میں سے کم رقم کے عوض قبول کیا تو کوئی آزاد نہ ہو گا (شرح طحاوی) اور اگر اپنے دو غلاموں سے اس طرح

کہا کہ تم میں سے ایک غلام ہزار روپے کے عوض اور دوسرا ہزار روپے کے عوض آزاد ہے اس کے جواب میں ہر ایک نے کہا، کہ میں نے قبول کیا، خواہ مطلقاً کہا یا اس طرح کہا کہ میں نے دو ہزار کے عوض قبول کیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور اگر اس طرح کہا، کہ میں نے ایک ہزار کے عوض قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا،

اور اگر دونوں رقمیں دو مختلف جنس کی ہوں، مثلاً اس طرح کہا کہ تم میں سے ایک غلام ہزار روپے کے عوض اور دوسرا غلام سو اشرفی کے عوض آزاد ہے، پھر فقط ایک نے اس طرح قبول کیا کہ میں نے ہزار روپے کے عوض قبول کیا تو آزاد نہ ہوگا لیکن اگر اس نے مطلقاً کہا کہ میں نے قبول کیا، یا اس طرح کہا کہ میں نے دونوں رقموں کے عوض قبول کیا تو آزاد ہو جائے گا اور غلام کو اختیار ہوگا کہ دونوں رقموں میں سے جس کو چاہے اپنے ذمہ لازم کر لے (شرح زیادات للعتابی)

اور اگر آقا نے اس طرح کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار روپے کے آزاد ہے اور دوسرا مفت آزاد ہے اور دونوں نے ایک ہی ساتھ قبول کیا تو دونوں مفت آزاد ہو جائیں گے، اور اگر ایک نے ہزار روپے کے عوض قبول کیا تو آقا سے کہا جائے گا، کہ تم نے جو ایجاب (قول) بغیر عوض کے (مفت) کیا ہے، اس کو ان میں سے ایک کی طرف لوٹا کر متعین کرو، پس اگر آقا نے قبول کرنے والے کے سوا دوسرے کی طرف تعین لوٹا دی، تو وہ دوسرا مفت آزاد ہو جائے گا اور قبول کرنے والا ہزار روپے کے عوض آزاد ہوگا، اور اگر آقا نے قبول کرنے والے ہی کی طرف مفت کی آزادی کو لوٹا دیا تو قبول کرنے والا مفت آزاد ہوگا اور دوسرا ہزار روپے کے عوض آزاد ہوگا، بشرطیکہ وہ دوسرا اسی مجلس میں قبول کرے،

اور اگر دونوں غلاموں میں سے کسی نے قبول نہیں کیا، یہاں تک کہ آقا نے ایجاب مفت کو ان میں سے کسی ایک کی طرف خود راجع کر دیا تو وہ مفت آزاد ہو جائے گا اور دوسرا معاوضہ کے ساتھ آزاد ہوگا بشرطیکہ اسی مجلس میں قبول کرے ورنہ آزاد نہ ہوگا،

اور اگر آقا تعیین و مراد بیان کرنے سے قبل مر جائے، تو جس نے قبول کیا وہی آزاد ہوگا اور اس پر پانچسو روپے دینے لازم ہوں گے اور دوسرے کا فقط نصف حصہ آزاد ہوگا، بقیہ نصف کی قیمت کے لئے سعایت کرے گا (بدائع)

اور اگر دونوں غلاموں سے کہا، کہ تم میں سے ایک ہزار روپے کے عوض آزاد ہے، اور دوسرا سو اشرفی کے عوض آزاد ہے، پھر دونوں نے ساتھ ہی قبول کیا، تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور ان پر کوئی رقم لازم نہیں ہوگی،

اور اگر اس طرح کہا، کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہے اور ایک سو اشرفی کے عوض آزاد ہے، اور دونوں نے قبول کر لیا، تو دونوں میں سے ایک مفت آزاد ہو جائے گا، اور آقا کو اختیار ہوگا، کہ جس کو چاہے متعین و منتخب کرے اور دوسرا ایجاب (قول) باطل ہو جائے گا،

اسی طرح اگر یہ کہے کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار روپے کے آزاد ہے اور دونوں قبول کر لیں اور پھر معاً کہے کہ تم میں سے ایک مفت آزاد ہے، تو پہلا ایجاب (یعنی ہزار روپے کا عوض والا قول) صحیح شمار ہوگا اور آقا کو معین و منتخب کرنے کا اختیار ہوگا اور دوسرا ایجاب باطل ہوگا،

اور اگر اس طرح کہا کہ تم میں سے ایک بعوض ہزار روپے آزاد ہے، تم میں سے ایک مفت آزاد ہے اور دونوں نے قبول کر لیا، تو دونوں مفت آزاد ہو جاویں گے اور کسی پر کچھ لازم نہ ہوگا، اس لئے جس غلام پر عوض لازم ہوگا وہ مجہول وغیر معلوم ہے اور ایسی حالت میں کسی چیز کا ایجاب والزام درست نہیں (کافی) اور اگر اپنے دو غلاموں سے

سے ان کے نام لے کر اس طرح کہا، کہ اے میمون تو آزاد ہے، اے مبارک ہزار روپے پر، اس صورت میں رقم فقط اخیر والے پر واجب ہوگی، اور اگر اس طرح کہا، کہ اے مبارک میں نے تجھے مکاتب بنایا ہزار روپے پر، اے میمون، تو یہ معاملہ کتابت فقط اول پر واقع ہوگا اس لئے کہ دوسرے غلام کو ندا کرنے سے قبل ہی پہلا جملہ تمام و پورا ہو گیا ہے۔

اور اگر کسی شخص کے تین غلام ہیں، اور اس نے اس طرح کہا، کہ تم میں سے ایک آزاد ہے سو روپے پر، اور دوسرا آزاد ہے دو سو روپیہ پر، اور تیسرا آزاد ہے تین روپیہ، پھر ان تینوں نے سو روپے قبول کیا اور آقا تعین و مراد بیان کرنے سے قبل مر گیا، اور آقا کا یہ کلام اس کی صحت میں واقع ہوا تھا، تو سب آزاد شمار رہوں گے۔ مگر ہر ایک غلام اپنی دو تہائی قیمت اور ایک سو کی تہائی رقم پر سعایت کرے گا،

اور اگر سب نے دو سو پر قبول کیا، تو ہر ایک اپنی دو تہائی قیمت اور دو سو کی تہائی رقم پر سعایت کرے گا، اور اگر سب نے تین سو پر قبول کیا، تو ہر ایک کا ایک تہائی حصہ آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک دو سو کی تہائی قیمت اور سو روپے کے عوض میں سعایت کرے گا،

اور اگر دو غلاموں میں سے ایک سے کہا کہ تو ہزار روپے میں سے اپنے حصہ پر آزاد ہے، اس وقت جب ہزار روپے تجھ پر اور دوسرے کی قیمت پر تقسیم کئے جاویں، اور اس نے قبول کر لیا تو وہ آزاد ہو جائے گا، لیکن شیخین (امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ) کے نزدیک اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی اور امام محمدؒ کے نزدیک قیمت ہی واجب ہوگی، لیکن قیمت ایک ہزار سے زائد ہوگی تو زیادتی نہ ملے گی (المحیط سرخسی)

اور اگر اس طرح کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد ایک ہزار کے عوض آزاد ہے تو اس کا قبول کرنا آقا کے مرنے کے بعد معتبر ہوگا پس جب آقا کے مرنے کے بعد قبول کرے گا تو آقا کے وصی یا وارث کی اجازت کے بغیر آزاد نہ ہوگا، حتیٰ کہ اگر وصی یا وارث اجازت نہ دیں اور آزاد نہ کریں تو قاضی وقت سے اجازت لینا پڑے گا۔ اور قاضی کے آزاد کرنے سے آزاد ہوگا اور یہی قول زیادہ صحیح ہے، اور اس صورت میں اس غلام کا ولاء میت کا شمار ہوگا، اور اگر وارث اس کو کفارہ میت میں آزاد کریں تو یہ درست نہ ہوگا اور کفارہ ادا نہ ہوگا، بلکہ میت کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور کفارہ میں دوسرا غلام دینا ہوگا (نہر الفائق) پھر جاننا چاہیئے کہ وصی کا اس غلام کو بغیر کسی تعلیق وغیرہ کے خالص تنجیز و تحقیق کے طور پر آزاد کرنا صحیح ہوگا اور کسی چیز پر اس آزادی کو معلق کرنا صحیح نہ ہوگا، چنانچہ اگر وصی اس طرح کہے کہ جب تو اس گھر میں داخل ہوگا، تو تو آزاد ہے تو وہ آزاد نہ ہوگا اور وارث اس کو تعلیقاً و تحقیقاً (تنجیزاً) دونوں طرح آزاد کر سکتا ہے، یعنی اگر وارث اس طرح کہدے کہ جب تو اس گھر میں داخل ہوگا تو تو آزاد ہے تو یہ کہنا بھی صحیح ہوگا اور جب گھر میں داخل ہوگا تو آزاد ہو جائے گا (غایۃ البیان) اور اگر آقا نے اس طرح کہا کہ جب میں مر جاؤں تو تو ہزار روپے کے بدلے آزاد ہے، یا اس طرح کہا کہ جب تو میرے مرنے کے بعد مجھے ہزار روپے دیگا تو تو آزاد ہے، پھر آقا کے مرنے کے بعد ہزار روپے آقا کے وارثوں کو دیدے تو وہ آزاد ہونے کا مستحق ہو جائے گا (تمرتاشی) اور اگر اپنے غلام سے کوئی شخص اس طرح کہے کہ میرے مرنے کے بعد تم ایک حج میری طرف سے کر دو اور تم آزاد ہو اور حال یہ ہے کہ اس آقا کے پاس اس غلام کے سوا اور کوئی مال، وغیرہ ترکہ نہیں ہے اور وہ غلام آقا کی طرف سے اس کے مرنے کے بعد ایک حج ادا کر دے اور پھر وارث اس کو آزاد کر دے تو وہ اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر ان حالات کے باوجود اس کے آقا نے کسی اور کے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہو

تو یہ تہائی اس موصی لہٗ (جس کے لئے وصیت کی تھی) اور اس غلام کے درمیان چار حصے کر کے مشترک ہوں گے اور اسمیں سے تین حصے غلام کے آزاد ہوں گے اور ایک حصہ کے لئے موصی لہٗ کیواسطے سعایت کرے گا اور کل کی دو تہائی کیواسطے وارثوں کے لئے سعایت کرے گا (محیط سرخسی) اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میری موت کے بعد میرے وصی کو ایک حج کی رقم دے تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے میری طرف سے حج ادا کردے اور تو آزاد ہے، تو اوسط درجہ کی رقم حج کے لئے مقرر کی جائے گی اور جب وہ حج کے لئے اوسط درجہ کی رقم ادا کر دے گا تو اس کا آزاد کر دینا واجب ہو جائے گا، حج ادا ہونے تک اس کی آزادی کو موقوف نہ رکھا جائے گا اور جب وہ آزاد ہو جائے گا، پھر دیکھا جائے گا اگر حج کی درمیانی درجہ کی رقم اس کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہوگی تو غلام پر سعایت واجب ہوگی اور پھر وصی مذکور اس رقم کی تہائی سے میت کی طرف سے حج کرائے گا اور اس حج کے لئے جس مقام سے آدمی بھیجا جاسکے گا اسی مقام سے بھیجا جائے گا میت کے وطن سے ہی بھیجنا ضروری نہ رہے گا،

اور اگر اس شخص نے اس معاملہ کے ساتھ کسی اور شخص کے لئے بھی تہائی مال کی وصیت کی ہو تو ایک تہائی رقم حج وارثین کے لئے ہوگی اور ایک تہائی اس موصی لہٗ (جس کے لئے وصیت کی ہے) اور حج کے لئے چار حصہ کر کے مشترک رکھی جائے گی، پھر تین چوتھائی اس ثلث (تہائی) کا حج کے لئے اور ایک چوتھائی اس ثلث کا موصی لہٗ کے لئے قرار دیا جائے گا، پھر اگر حج کی اوسط درجہ کی رقم غلام کی قیمت کے دو تہائی کے برابر ہوگی، تو غلام کی ایک تہائی خود غلام کے لئے وصیت شمار ہوگی، پس یہ ثلث غلام اور موصی لہٗ اور حج کے درمیان چار حصے کر کے تقسیم کی جائے گی اس طرح پر کہ غلام کے لئے ایک حصہ اور موصی لہٗ کے لئے ایک حصہ اور حج کے لئے دو حصے مقرر کئے جائیں گے، اور اس رقم سے جس جگہ سے حج ہو سکے گا وہیں سے حج کرایا جائے گا (شرح زیادات للعتابی)

اور اگر اپنے غلام سے کہے کہ میرے وصی کو ایک حج کی رقم ادا کردو، پھر جب تم وہ رقم وصی کو دیدو گے اور وصی حج اس کے ذریعہ سے میری جانب سے کرا دے گا تو تم آزاد ہو تو اس صورت میں جب تک وصی حج نہ کرالے گا، آزادی غلام کی نافذ نہ ہوگی بلکہ حج کرا لینے پر اس کی آزادی موقوف رہے گی، حتیٰ کہ اگر غلام اوسط رقم حج کی لائے گا، جب بھی وصی اس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ ہاں جب وہ حج بھی کرا لے گا، تو اب غلام کی آزادی نافذ ہوگی اور آزاد شمار کیا جائے گا اور جب آزاد ہو چکے گا، تو وارثوں کے واسطے اپنی دو تہائی قیمت کی سعایت کرے گا خواہ حج کی رقم کم ہو یا زیادہ، اور جو رقم غلام نے وصی کو دی ہوگی اس میں سے وارث لوگ کچھ نہیں لے سکتے۔ اور حج کے قبل اس سے سعایت بھی نہیں کرا سکتے۔ اور اس معاملہ کے ساتھ ساتھ آقا کسی اور کیلئے بھی اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہے تو وصی اس پوری رقم سے حج کرائے گا جو غلام نے دی ہے، پھر غلام آزاد ہو جائے گا اور وارثین کے لئے اپنی قیمت کے دو تہائی میں سعایت کرے گا اور موصی لہٗ کے لئے ایک تہائی کے چوتھائی میں سعایت کرے گا (کافی)

اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے ایک حج ادا کر اور تو آزاد ہے، پھر آقا شوال میں مر گیا اور غلام نے حج کے لئے جانا چاہا، تو وارثوں کو اختیار ہے کہ اس کو اس سال حج کے لئے جانے سے منع کر دیں اور آئندہ سال تک اس جانے کو مؤخر و ملتوی کریں، پھر غلام وارثین کا حق خدمت کی دو تہائی حصہ میں پورا کرے گا اور ایک تہائی سے حج کرے گا، یہاں تک کہ اگر آقا حج کے لئے جانے کے وقت سے چار مہینہ قبل مر جائے اور حج کی مسافت جانے اور آنے میں دو مہینہ ہے، تو غلام چار ماہ وارثین کی خدمت کرے گا اور دو ماہ حج کے لئے اپنی طرف لوٹا لے گا تاکہ ایک تہائی اور دو تہائی

مکمل تاریخ اسلام

(گیارہ جلدوں میں)

مولفہ: قاضی زین العابدین صاحب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی

تاریخ اسلام کا یہ سلسلہ جو تاریخ ملت کے نام سے مشہور ہے تمام طبقوں میں مقبول ہو چکا ہے، اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں داخل ہونے کے لائق کتاب ہے، عہد نبوت سے آخری مغل تاجدار تک کے زمانہ کے حالات۔

حصہ اول، نبی عربیؐ ص ۱۶۰

" دوم ، خلافتِ راشدہ ص ۳۷۶

" سوم ، خلافت بنی امیہ ص ۳۳۶

" چہارم ، خلافت ہسپانیہ ص ۱۹۲

" پنجم و ششم ، خلافت عباسیہ کامل ص ۳۴۸

" ہفتم ، تاریخ مصر و مغرب اقصیٰ ص ۲۸۸

" ہشتم ، خلافت عثمانیہ ص ۲۴۸

" نہم ، تاریخ صقلیہ ص ۱۶۰

" حصہ دہم و یازدہم ، سلاطین ہند، ص

تمام جلدوں کے صفحات ۳۳۰۰

صدیق اکبرؓ

مولفہ: مولانا سعید احمد اکبر آبادی

مولانا شبلیؒ نے الفاروق لکھ کر حضرت عمرؓ کا تو حق ادا کر دیا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حق ابھی باقی رہ گیا تھا ہمارے فاضل دوست مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے یہ کتاب لکھ کر اس حق کو ادا کیا ہے، ہمارے خلیفۂ اول کی سیرت اور حالات و واقعات پر جنہیں امت خیر البشر بعد رسول اللہؐ مانتی ہے، جنہوں نے خلافت راشدہ کی بنیادیں مضبوط کیں اردو میں کوئی جامع اور مفصل کتاب نہیں تھی مگر اس محققانہ کتاب سے یہ کمی پوری ہو گئی۔

اسلام کا اقتصادی نظام

مولفہ: مولانا حفظ الرحمن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

دنیا کے معاشی نظاموں میں اسلام کا نظام اقتصادی ہی ایسا نظام ہے جس نے سرمایہ و محنت میں صحیح توازن قائم کرکے اعتدال کا راستہ نکالا ہے اور ان کی کشمکش کو ختم کیا ہے، اس شاندار کتاب میں جس کے جدید ایڈیشن میں مصنف مرحوم نے چند اضافے کئے ہیں اس نظام کی تفصیل ہے ص ۴۸۰ بڑی تقطیع

اسلام کا نظامِ عفت و عصمت

مولفہ: مولانا ظفیر الدین صاحب

چند اہم عنوانات

(۱) اسلام سے پہلے عورتوں کی حیثیت اور ان کی عفت و عصمت کی بربادی (۲) اسلام کی اصلاحی جد و جہد عورتوں کے حق میں (۳) مقاصد نکاح اور عفت و عصمت (۴) عفت و عصمت اور تعدد ازدواج (۵) شوہر کے فرائض و اختیارات (۶) بیوی کے فرائض و اختیارات اور اسلام کا قانونِ طلاق اور عفت و عصمت کی حفاظت وغیرہ ص ۳۰۴ بڑی تقطیع

اخلاق و فلسفۂ اخلاق

(مکمل اور جدید ایڈیشن)

مولفہ: مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مرحوم۔

ہماری زبان میں ابتک کوئی ایسی کتاب نہ تھی جس میں ایک طرف علمی اعتبار سے اخلاق کے تمام گوشوں پر مکمل بحث ہو، اور دوسری طرف ابواب اخلاق کی تشریح علمی نقطۂ نظر سے اس طرح کی گئی ہو کہ اسلام کے مجموعۂ اخلاق کی برتری دوسری ملتوں کے ضابطہ ہائے اخلاق پر ثابت ہو جائے اس اہم اور معیاری کتاب سے یہ کمی پوری ہو گئی ہے۔

شمس پبلشرز دیوبند ۲۴۷۵۵۴ یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۔ اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

اردو — جدید

کتاب العتاق و کتاب الایمان — جز نمبر ۱۳

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس اللہ سرہ العزیز کا عظیم کارنامہ، اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا فتاویٰ عالمگیری تازہ فٹ نوٹس مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کے ساتھ اردو کے حسین قالب میں

مترجم

حضرت مولانا نظام الدین صاحب مفتی دار العلوم دیوبند

(ناشر)

شمس پبلشرز دیوبند یوپی ۲۴۷۵۵۴

احیاء العلوم اردو

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی مشہور کتاب احیاء العلوم صدیوں سے مرجع عام خاص بنی ہوئی ہے یہ ایک عظیم اسلامی انسائیکلوپیڈیا ہے اسلامی زندگی سے تعلق رکھنے والا شاید ہی کوئی موضوع ایسا ہو جس پر مصنف نے سیر حاصل بحث نہ کی ہو بلاشبہ تفسیر، حدیث فقہ، تصوف اور اسرار شریعت کا یہ حسین و جمیل مرقع اپنے عظیم مصنف کی علمی جامعیت اور رسوخ کا اعلیٰ شاہکار ہے، یہ پہلی کتاب ہے جس پر امت کے تمام فرقے متفق نظر آتے ہیں، چار ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ کتاب قسطوار شائع ہو رہی ہے ۲۱ قسطیں شائع ہو چکی ہیں ایک قسط بارہ روپے اور دو قسطیں بیس روپے کی وی پی سے روانہ کی جاتی ہیں:-

زاد المعاد اردو

امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید علامہ ابن قیمؒ جوزی کی مشہور اور معرکۃ الآراء تصنیف ہے، یہ کتاب اپنی معنویت، افادیت اور اہمیت کے لحاظ سے واقعی زاد المعاد یعنی توشۂ آخرت ہے اس موضوع پر اس سے اچھی اور اچھوتی کتاب کسی زبان میں نہیں ملتی۔ چار جلدوں پر مشتمل یہ کتاب بھی قسطوار شائع کی جا رہی ہے ۱۲ قسطیں تیار ہیں ایک قسط بارہ روپے اور دو قسطیں بیس روپے وی پی سے روانہ کی جائے گی:-

مجالس الابرار اردو

شیخ احمد رومیؒ کی ایک عظیم کتاب جس کی خاتم المحدثین حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے تصویب و تصدیق فرمائی، اور مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ نے ترجمہ کرایا یہ کتاب واعظین، مقررین، علماء خطباء اور ائمہ مساجد کے لئے ایک بیش بہا تحفہ، اور عام مسلمانوں کے لئے حصول علم کا ذریعہ اور اتباع سنت کا مستند ذخیرہ ہے:- مکمل مجلد پانچ قسط =/۵۵ روپے کی وی پی سے روانہ ہوں گی:-

تاریخ طبری اردو

تاریخ طبری اسلام کی سب سے پہلی وہ مستند اور اہم تاریخ ہے جس کے حوالوں کے بغیر اسلام کی کوئی تاریخ مکمل نہیں ہو پاتی، اس کے مصنف امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ متوفی ۳۱۰ھ ہیں یہ تاریخ ام الکتب کا درجہ رکھتی ہے، اب تک ۱۳ قسطیں شائع ہو چکی ہیں فی قسط دس روپیہ کی وی پی سے روانہ کی جائے گی:-

نزہۃ المجالس

یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے، اس کے مصنف ایک نامور عالم ہیں جو اپنے دور میں علم و فضل اور تحقیق و تصنیف کے میدان میں ممتاز رہے ہیں، ان کا دور علمی اعتبار سے رو بہ زوال دور تھا، لوگوں میں علمی حقائق کے بجائے جھوٹے سچے قصوں کی طلب بڑھی ہوئی تھی اور بہت سی غیر مستند کتابیں معاشرے میں رواج پا رہی تھی:-

ان حالات میں علامہ عبد الرحمٰن صفوی شافعی نے قلم اٹھایا اور اپنے دور کے مسلمانوں کے مذاق و

درجان کے مطابق ایک ایسی کتاب تصنیف کی جسمیں سلف صالحین کے لاتعداد دلچسپ، حیرت انگیز اور عبرت خیز واقعات بھی ہیں، اور ہا فقہی، تاریخ، علمی اور ادبی موضوعات پر بے شمار بحثیں بھی ہیں، کتاب دیکھ کر آپ اس کی اہمیت، افادیت اور انفرادیت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہیں گے، اسلاف کی روایات پر اس طرح کی کوئی کتاب نہ اس سے پہلے وجود میں آئی، اور نہ بعد میں۔

یہ کتاب دس قسطوں میں مکمل ہوگی، فی قسط دس روپے کی وی، پی سے روانہ کی جائے گی:۔

(معرفت کی زبان میں بیان کردہ کمالات کا تذکرہ)

عوارف المعارف اردو یہ وہ اہم تصنیف ہے جس سے بجا طور پر تصوف کی پہلی کتاب کہا جا سکتا ہے ابھی تک یہ کتاب عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے عوام کے لئے قابل استفادہ نہ تھی اس لئے اب اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، دو ماہ کے وقفہ کے بعد تقریباً ۱۲۰ صفحات کا تحفہ ممبران کی خدمت میں صرف ۱۰/= روپے کی وی، پی سے روانہ کیا جاتا رہے گا:۔

تاریخ فرشتہ اردو محمد قاسم فرشتہ نے سترہویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی تاریخ مرتب کی اصل کتاب فارسی میں ہے ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر تاریخی شہر کے حالات آپ کو تاریخ فرشتہ میں ملیں گے ہر دو ماہ بعد ایک قسط شائع کی جاتی ہے جو چودہ قسطوں میں مکمل ہوگی:۔

اپریل ۱۹۸۵ء تک قسط ۱ تا ۷ یعنی جلد اول طبع ہو چکی ہے، فی قسط دس روپے اور جلد اول ۷۵/= روپے کی وی، پی سے روانہ کی جاتی ہے:۔

خطبات حکیم الاسلام حضرت حکیم الاسلام کی یہ تقاریر وہ بے مثال علمی تبرکات اور یادگار ذخیرۂ ہدایت بھی بن۔ چکے ہیں کہ جو ایشیا افریقہ یورپ اور امریکہ کے ایک سو سے زائد ممالک کے کروڑوں انسانوں کے لئے ذریعہ ہدایت بھی..... ہیں اور لاکھوں لاکھ دلوں کو آج کے مسادت زدہ دور کے پیدا کردہ شبہات سے نجات دلا کر دولت ایمانی عطا کر چکے ہیں:۔

قیمت جلد اوّل ۲۷/- قیمت جلد دوم ۳۸/= قیمت جلد سوم ۳۲/= چہارم ۴۰/= کامل سیٹ در چہار جلد ۱۶۵/=

اتحاف البررۃ بالمتون العشرۃ علم تجوید و قرأت سبعہ عشرہ اربعہ عشرہ اور علم رسم عثمانی وغیرہ پر مشتمل دس انتہائی اہم اور گراں قدر متون کا مجموعہ جسمیں شاطبیہ درہ۔ طیبۃ الوجوہ المسفرۃ ناظمۃ الزہر، الفوائد المعتبرۃ، مقدمۃ الجزریہ، اور تحفۃ الاطفال یکجا ہیں طباعت عکسی، صفحات ۴۰۰ سائز ۲۲×۱۸ قیمت ۳۵/=

قواعد التجوید مبتدی طلبہ کے لئے تجوید اور وقوف کے ضروری اصول و قواعد پر مشتمل سادہ سہل انداز میں لکھی گئی ایک عمدہ اور مفید کتاب۔ صفحات ۴۸ قیمت ۳/=

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چھٹا باب ۶

غلام کو مدبّر بنانے کے بیان میں

مدبر بنانے سے مراد یہ ہے کہ غلام کی آزادی کو اپنے مرنے پر معلق کرے مثلاً اس طرح کہے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو تنبیہ:۔ یعنی مدبر بنانا دو قسم پر ہے، مطلق ومقید، تدبیر مطلق یہ ہے کہ غلام کا آزاد کرنا بغیر کسی اور چیز کے ملائے ہوئے فقط اپنی موت پر معلق کرے (دینا بیع) مثلاً اپنے غلام سے فقط یہ کہے کہ تو مدبر ہے یا میں نے تجھ کو مدبر بنا دیا، اور اس کے لئے چند الفاظ متعین ہیں، کبھی صریح لفظ سے ہوتا ہے، جیسا ابھی اوپر گذرا، کبھی تحریر اور اعتاق کے لفظ سے ہوتا ہے جیسے اس طرح کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یا تو میرے مرنے کے بعد حر ہے، یا تجھ کو میں نے اپنے مرنے کے بعد آزاد کیا یا تو میری موت کے بعد معتق (آزاد شدہ) ہے یا عتیق ہے،

اور کبھی یمین اور قسم کے لفظ سے ہوتا ہے (یمین کے معنی ہیں کسی چیز کو اپنے اوپر لازم کر لینا خواہ قسم کے لفظ سے ہو یا بغیر قسم کے لفظ کے ہو)، مثلاً کہا کہ اگر میں مرگیا تو تو آزاد ہے، یا جب یا جس وقت میں مرجاؤں تو تو آزاد ہے، یا کہا کہ اگر میرے لئے کوئی حادثہ پیش آجائے یا میرے واسطے کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو تو آزاد ہے، اسی طرح اگر ان ہی الفاظ میں لفظ موت کے بجائے لفظ وفات یا ہلاک کہے تو بھی یہی حکم ہے۔

اور کبھی وصیت کے لفظ سے ہوتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ غلام کے لئے اس کے نفس کی یا اس کے رقبہ کی یا اس کی گردن کی آزادی کی وصیت کرے یا اس طرح وصیت کرے کہ اس وصیت کے ضمن میں غلام اپنے کل رقبہ (گردن) یا بعض رقبہ کا مستحق ہو جائے، مثلاً اس طرح کہے کہ میں نے تیرے واسطے تیرے نفس کی، یا تیرے رقبہ کی یا گردن کی وصیت کی یا میں نے تیرے لئے تیرے تمام بدن کی وصیت کی یا کوئی ایسا لفظ بول گیا جس سے پورے بدن کو تعبیر کیا جاتا ہو، یعنی اس جزو کو بول کر پورا بدن مراد لیا جاتا ہے، جیسے سر اور وجہ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں نے تیرے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی تو یہ بھی تدبیر کی

(مدبر بنانے کی) ایک صورت ہے (بدائع) اور اگر اپنے غلام کے لئے اپنے مال سے ایک سہم (حصہ) کی وصیت کی تو تدبیر (مدبر) بنانا صحیح ہو جائے گا اور آزاد شمار ہو جائے گا، اور اگر ایک جزو کی وصیت کی تو تدبیر صحیح نہ ہوگی اور آزاد نہ ہو گا، (سراج وہاج) اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مدبر ہے، یا تو میری موت کے بعد مدبر ہے تو اسی وقت سے مدبر شمار ہو جائے گا، اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو میری موت کے بعد یا میری موت کے پیچھے یا میری موت میں یا میری موت کے ساتھ آزاد ہے تو بھی یہی حکم ہے کہ اسی وقت سے مدبر شمار ہو جائے گا (محیط سرخسی)

اور مدبر مطلق کا حکم یہ ہے کہ جب تک آقا زندہ ہے اس سے کام تو لے سکتا ہے، مگر اس کا بیچنا یا ہبہ کرنا جائز نہیں اور نہ اس کو نکاح میں مہر مقرر کیا جا سکتا ہے نہ اس کا صدقہ میں دینا درست ہوگا اور نہ رہن رکھنا جائز ہوگا، ہاں اس کا آزاد کر دینا، یا مکاتب بنا دینا جائز ہے (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے مدبر مطلق کو فروخت کر دیا اور قاضی وقت نے اس بیع کے جواز کا حکم دیدیا تو قاضی کا یہ حکم نافذ ہو جائے گا اور یہ حکم قضاءً تدبیر کو فسخ کرنا قرار دیا جائے گا حتیٰ کہ اگر بیع کے بعد کسی وجہ سے وہ اس کی ملک میں آجائے تو اب اس کی موت کے بعد آزاد نہ ہو گا (ظہیریہ) اور مدبر سے آقا کو خدمت لینے اور مزدوری کرانے کا اختیار رہتا ہے اور اگر باندی کو مدبرہ بنایا تو اس سے وطی کر سکتا ہے اور جس مرد سے چاہے اس کا نکاح کر سکتا ہے (کافی) اور غلام کی تمام کمائی اور مدبرہ کا مہر اور ارش سب آقا کا ہو گا (بدائع) اور جب آقا مر جائے گا تو مدبر اس کے تہائی مال سے آزاد ہو گا حتیٰ کہ اگر آقا کے پاس ...... اس مدبر کے سوا اور کوئی مال نہ ہو تو یہ مدبر آزاد ہو کر اپنی دو تہائی قیمت کے لئے سعایت کرے گا (کافی)

اور اگر آقا پر اس قدر قرضہ ہو کہ اس مدبر کے قرضہ کے ساتھ ساتھ آقا کے تمام مال پر وہ قرضہ محیط ہو یعنی جتنا مال آقا کے ملک میں ہو اس سے زائد اس پر قرضہ ہو تو مدبر اپنی قیمت کے برابر تمام مہاجنوں (قرض خواہوں) کے لئے سعی کرے گا (غایۃ البیان) اور اس مدبر کا ولاء (یعنی متروکہ) اس شخص کے لئے ہو گا جس نے اس کو مدبر کیا ہو گا اور یہ ولاء کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو گا اگرچہ یہ غلام مدبر، کسی دوسرے کی طرف سے آزاد ہوا ہو، مثلاً کوئی مدبرہ باندی دو شریکوں کے درمیان مشترک تھی۔ پھر اس کے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس بچہ کے نسب کا ایک شریک نے دعویٰ کیا اور نسب ثابت ہو گیا اور اس شریک نے اپنے شریک کو تاوان بھی دیدیا، پھر یہ ام ولد اس شریک کی موت کے بعد جس نے نسب کا دعویٰ کیا تھا آزاد بھی ہو گئی، لیکن اس باندی کا ولاء ان دونوں شریکوں میں مشترک ہو گا۔

اسی طرح اگر کوئی مدبر غلام دو شخصوں کے درمیان مشترک تھا پھر اس کو ایک شریک نے جو مالدار تھا آزاد کر دیا اور اس کا تاوان بھی شریک کو دے دیا تو بھی اس مدبر غلام کا ولاء اس آزاد کرنے والے کی طرف منتقل نہ ہو گا بلکہ دونوں شریکوں کو ملے گا جن کے درمیان مدبر ہو کر مشترک تھا (ایضاح)، یہ سب احکامات تدبیر مطلق کے تھے

تدبیر مقید کی صورت یہ ہے کہ اپنے غلام کی آزادی کو معلق تو کرے اپنی موت ہی پر، مگر کسی شرط کے ساتھ مشروط کر کے یا کسی صفت کے ساتھ متصف کر کے۔ مثلاً اس طرح کہے کہ اگر میں اپنے اس مرض میں مر جاؤں یا اپنے اس سفر میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے، یا اسی قسم کی کوئی بھی ایسی صفت بیان کرے جس کے ساتھ اس کی موت ہونے اور نہ ہونے دونوں شق کا احتمال ہو، یا موت کے ساتھ کسی ایسی شرط کا ذکر کرے جس کے واقع ہونے اور نہ ہونے دونوں کا احتمال ہو تو یہ تدبیر تدبیر مقید کہلائے گی

گا (بدائع) مدبر مقید کا حکم یہ ہے کہ اگر آقا اس صفت یا شرط کے موافق مرا تو مثل مدبر مطلق کے مدبر مقید بھی آزاد ہو جائے گا ورنہ آزاد نہیں ہوگا اور آقا کو اپنی زندگی میں اختیار رہتا ہے کہ ایسے مدبر (مدبر مقید) کے بیع و ہبہ و صدقہ وغیرہ تمام تصرفات جو غلام غیر مدبر کے ساتھ کر سکتا ہے اس کے ساتھ بھی کرے (سراج وہاج)

حضرت حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر آقا نے کہا کہ اگر میں مر گیا اور دفن کیا گیا یا غسل دیا گیا، یا کفن دیا گیا تو تو آزاد ہے تو یہ غلام مدبر نہیں کہلائے گا البتہ یہ مستحب ہے گا کہ اگر آقا کا انتقال اس حالت میں ہو جائے کہ وہ غلام اسی کی ملک میں ہو تو اس کے ایک تہائی ترکہ سے آزاد کر دیا جائے (ینابیع)

تدبیر مقید کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام سے اس طرح کہے کہ اگر میں ایک سال ختم ہونے پر مر گیا، یا ایک سال پورا ہوتے ہوتے مر گیا تو تو آزاد ہے (ہدایہ) اور اگر اتنی مدت کی قید لگا دی کہ ایسے شخص کا اتنی مدت تک زندہ رہنے کا عادۃً احتمال نہیں ہے، مثلاً ساٹھ برس کے بڈھے آقا نے یہ کہا کہ اگر میں سو برس کے بعد مرا تو تو آزاد ہے تو حسن بن زیاد کے نزدیک غلام مدبر مطلق کہلائے گا اور یہی قول مختار و پسندیدہ ہے (تبیین)

اور اگر غلام سے کہے کہ جس دن میں مروں اس دن تو آزاد ہے اور دل میں فقط دن ہی دن میں مرنے کی نیت نہیں کی بلکہ مطلق بغیر دن یا رات کی تفصیل کے خیال سے یہ جملہ کہا تو مدبر مطلق رہے گا ہاں اگر دل میں یہ نیت کی تھی کہ دن میں مروں تو تو آزاد ہے اور اگر رات میں مروں تو تو آزاد نہیں تو یہ مدبر مقید کہلائے گا (ظہیریہ) اور اگر اس طرح کہا کہ تو میری موت سے ایک ماہ قبل آزاد ہے پھر اس کہنے والے پر ایک مہینہ گزر گیا اور وہ اس کے بعد مرا تو بالاجماع آزاد ہو جائے گا لیکن شیخ ابو بکر اسکافؒ کے نزدیک فقط ایک تہائی کے اندر اندر آزاد ہو گا اور فقیہ ابو القاسم رحنے کہا کہ پورے مال سے آزاد ہو گا۔ یعنی فقط یہی غلام اس کہنے والے کا مال اور ترکہ ہو گا اور جب بھی آزاد ہو جائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فقط تہائی ترکہ کی قید نہ ہو گی اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہؒ کا بھی ہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحنے فرمایا کہ یہی صحیح ہے (غیاثیہ) اور اگر مہینہ گزرنے سے قبل مر گیا تو آزاد نہ ہو گا (شرح طحاوی)

اور اگر اس طرح کہا کہ تو میری موت کے ایک روز بعد آزاد ہے تو اس صورت میں مدبر نہ ہو گا بلکہ آقا کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار رہے گا اور اگر آقا اس صورت میں ایسی حالت میں مرا کہ یہ غلام اس کی ملک میں تھا تو فقط اس کے ایک تہائی مال سے آزاد ہو گا اور نیز بغیر ورثا کے آزاد کرنے کے آزاد نہ ہو گا (قاضی خاں) اور استحساناً وارثوں کو اس کے آزاد کرنے کا حکم دیا جائے گا (تہذیب)

اور اگر کہے کہ تو میری موت اور فلاں کی موت کے بعد آزاد ہے یا یہ کہا کہ فلاں کی موت اور میری موت کے بعد آزاد ہے تو یہ غلام ابھی فوراً مدبر مطلق نہ ہو گا بلکہ اگر فلاں شخص پہلے مر جائے اور وہ اسی طرح اس آقا کا مملوک رہ جائے تو اب مدبر مطلق ہو گا اور اگر آقا ہی کی موت پہلے واقع ہو جائے اور اس فلاں شخص کی موت بعد میں ہو تو وہ غلام مدبر نہ ہو گا اور وارثوں کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار ہو گا (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ انت حر الساعۃ بعد موتی یعنی تو اسی وقت بعد میری موت کے آزاد ہے تو آقا کے مرنے کے بعد وہ خود آزاد ہو جائے گا (ظہیریہ) اور اگر اپنے غلام سے اس طرح کہا کہ کسی کو میری موت کے بعد تجھ پر کوئی حق و اختیار نہیں ہو گا تو مشائخ رحنے فرمایا کہ اس صورت میں وہ مدبر ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں) حضرت حسن بن زیاد نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے اس طرح کہا کہ تو فلاں کی طرف سے مدبر ہے تو وہ غلام اس آقا کی طرف سے مدبر شمار ہو گا (محیط)

اور اگر آقا نے کہا کہ میں نے تیرے رقبہ کی تیرے واسطے وصیت کردی اور غلام نے کہا کہ میں یہ وصیت قبول نہیں کرتا جب بھی وہ مدبر ہو جائے گا اور اس کا رد کرنا معتبر نہ ہوگا (اس لیے یہ قول حقیقۃً وصیت نہیں ہے کہ وصیت کے احکام جاری ہوں) یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔

اور اگر کسی شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور اس کے لیے سو روپے کی وصیت ہے پھر اس کے بعد آقا مر گیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے اور سو روپے کی وصیت دونوں کے لیے نصفا نصف ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے لیے سو روپے کی وصیت ہے تو اس صورت میں دونوں آزاد تو ہو جائیں گے مگر سو روپے کی وصیت باطل ہوگی اس لیے کہ اس کہنے کے وقت تک ان دونوں میں سے ایک یقیناً غلام ہے اور اس کے حق میں وصیت درست نہیں (ظہیریہ)

اور اگر کسی دوسرے کے غلام سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوا تو تو مدبر ہے پھر اس کے حصہ کا مالک ہوا پورے کا مالک نہ ہوا تو وہ مدبر نہ ہوگا (غیاثیہ) اور اگر کسی کی باندی سے اس طرح کہا کہ اگر میں نے تجھ کو خریدا تو تو میری موت کے بعد آزاد، یا یہ کہا کہ اگر میں نے تجھے خریدا پھر میں مر گیا تو تو آزاد ہے پھر اس کے بعد اس کو خریدا تو وہ مدبرہ ہو جائے گی اور اگر پھر اس کے بعد اس کو آزاد کر دیا اور وہ اس کے بعد مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی، پھر جہاد میں قید ہو کر آئی اور اسی شخص نے اس کو خریدا جس نے آزاد کیا تھا تو اب دوبارہ مدبرہ ہو گی حتیٰ کہ اگر خریدنے کے بعد آقا مر جائے تو آزاد نہ ہو گی (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر کسی کی باندی سے کہا کہ اگر میں تیرا مالک ہوا تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے، پھر اس کہنے کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا اس کے بعد اس شخص نے اس کو خریدا تو باندی تو مدبر ہو جائے گی، لیکن اس کا بچہ مدبر نہ ہوگا اور اگر آقا و باندی میں اختلاف ہو جائے، آقا کہے کہ مدبرہ ہونے کے قبل بچہ پیدا ہوا ہے اور باندی کہے کہ مدبر ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے تو آقا کا قول آقا سے اس کے علم پر قسم لے کر مقبول ہوگا، بشرطیکہ باندی اپنے قول پر گواہ نہ پیش کر سکی ہو ورنہ باندی کے گواہوں کا قول مقبول ہوگا، اور اگر دو باندیوں سے کہا کہ اگر میں تم دونوں کا مالک ہوا تو تم دونوں میری موت کے مہینہ بھر کے بعد آزاد ہو جاؤ گی، پھر اس کہنے کے بعد ان میں سے ایک کا مالک ہوا اور وہ باندی اس کے پاس آکر ایک بچہ جنی پھر اس کے بعد دوسری باندی کا مالک ہوا اور انتقال کیا تو دونوں باندیاں مرنے کے بعد آزاد ہو جائیں گی اور پہلی باندی کا بچہ غلام رہ جائے گا (محیط السرخسی)

اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ فلاں شخص سے کلام کرنے کے بعد اور میری موت کے بعد آزاد ہے پس جب وہ غلام فلاں شخص سے کلام کرے گا تو مدبر ہو جائے گا اور اسی طرح اگر یہ کہا ہو کہ اگر تو فلاں شخص سے کلام کرے گا تو میری موت کے بعد آزاد ہے پس جب فلاں شخص سے کلام کرے گا تو آزاد ہو جائے گا (بدائع)

اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے یہ کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے بشرطیکہ تو شراب نہ پیے اور آقا کے انتقال کے بعد چند مہینہ (کم از کم تین مہینہ) شراب نہ پیا، پھر پی لی اور اب تک آزاد نہ ہوا تھا تو اب آزاد نہ ہوگا اور اگر آقا کی موت کے بعد شراب پینے سے قبل اپنے آزادی کی درخواست قاضی کے پاس لے گیا اور قاضی نے اس کے آزاد ہونے کا حکم دیدیا پھر اس کے بعد اس نے شراب پی لی تو اب غلام نہیں بنایا جائے گا (ظہیریہ) امام محمد رح نے اصل (مبسوط) میں فرمایا ہے کہ

اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے اگر تو نے اس وقت آزاد ہونا چاہا لہٰذا اگر غلام نے اسی کہنے ہی کے وقت آزاد ہونا چاہ لیا تو آقا کی موت کے بعد وہ غلام تہائی ترکہ کے اندر اندر آزاد ہو جائے گا اور اگر آقا نے اس وقت کے لفظ سے اپنے مرنے کے وقت چاہنا مراد لیا ہو تو بروقت کلام غلام کے چاہنے کا اعتبار نہ ہوگا اور مدبر نہ ہوگا بلکہ آقا کے مرنے کے وقت اگر غلام چاہے گا تو بغیر مدبر ہوئے ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہو گا (بنایہ)

اور شیخ ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ بغیر وارث یا وصی کے آزاد کئے از خود آزاد نہ ہوگا اور حاکم نے بھی اپنی مختصر میں اسی قول پر یقین کا اظہار کیا ہے (نہر الفائق) پھر ظاہر جواب (جو پہلے گذرا ہے) کے مطابق آقا کی موت کے بعد غلام کا چاہنا اسی مجلس موت میں ہی معتبر و مقید ہوگا (غایۃ سروجی)

اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے میری موت کے بعد اگر تو نے چاہا، پھر اس کے بعد آقا مر گیا اور جس مجلس میں غلام کو آقا کے مرنے کا علم ہوا اس مجلس سے غلام اٹھ کھڑا ہوا یا دوسرے کام میں مشغول ہو گیا تو اس سے غلام کا چاہنا جو غلام کے اختیار میں آقا نے دیا تھا ختم نہ ہوگا بلکہ اس کو چاہنے کا اختیار باقی رہے گا حتیٰ کہ اگر اس کے بعد بھی چاہ لے گا تو آزاد شمار ہو جائے گا (بدائع)

اور اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ میرے غلام کو مدبر کر دو اور مامور نے اس کو آزاد کر دیا تو یہ آزاد کرنا صحیح نہ ہوگا اور اگر کسی نے کسی لڑکے سے کہا کہ اگر تیرا جی چاہے تو میرے فلاں غلام کو مدبر کر دے اور لڑکے نے مدبر کر دیا تو یہ درست ہے اور غلام مدبر ہو جائے گا لڑکا خواہ سمجھدار ہو مدبر وغیرہ کا مفہوم سمجھتا ہو خواہ سمجھدار نہ ہو ہر حال میں لڑکے کا فعل معتبر و صحیح شمار ہوگا (محیط)

اور اگر دو شخصوں سے کہا کہ تم میرا غلام مدبر کر دو اور ان میں سے فقط ایک شخص نے مدبر کیا تو یہ بھی جائز ہے اور محض اسی کے مدبر کرنے سے مدبر ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ میرے غلام کو مدبر کرنے کا کام تم دونوں کے حوالہ ہے پھر فقط ایک نے مدبر کیا تو یہ درست نہیں (فتح القدیر)

اور اگر کسی شخص نے اس طرح کہا کہ تم آزاد کر دو میرے غلام کو میری موت کے بعد انشاء اللہ، تو یہ استثناء (ان شاء اللہ) صحیح نہیں ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ وہ میری موت کے بعد آزاد ہے انشاء اللہ تو یہ استثناء استحساناً صحیح ہوگا (قاضیخان)

اور زیادات میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو ہزار روپے پر مدبر کیا اور اس غلام نے قبول کر لیا تو وہ مدبر ہو جائے گا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا (محیط) اور اگر کوئی غلام دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے اور ان دونوں میں سے ایک نے اس غلام کو مدبر کر دیا اور دوسرا خاموش و ساکت رہا تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فقط مدبر کرنے والے کا حصہ مدبر ہوگا اور ساکت رہنے والے شریک کو اپنے حصہ کے بارے میں اگر مدبر کرنے والا شریک مالدار ہے تو پانچ طرح کا اختیار حاصل ہوگا اور وہ پانچوں قسم کے اختیارات یہ ہیں،

(۱) اپنا حصہ دوسرا شریک بھی مدبر بنا دے اس صورت میں وہ غلام دونوں کے درمیان مشترک ہو جائے گا اور دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے گا تو اس کا حصہ اس کے ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہوگا اور غلام مذکور دوسرے شریک کے واسطے اپنی نصف قیمت کے لئے سعایت کریگا، پھر اگر دوسرا شریک بھی سعایت وصول کرنے سے قبل مر جائے گا تو سعایت ختم ہو جائے گی (۲) دوسرا شریک اس کو آزاد کر دے اگر آزاد کر دے گا تو یہ آزاد کرنا صحیح ہوگا اور مدبر بنانے والے شریک کو

(اول شریک) اختیار ہوگا کہ آزاد کرنے والے مالک سے اپنے حصہ کی قیمت مدبر غلام کے حساب سے وصول کرے اور اس غلام کی ولاء دونوں میں مشترک ہوگا اور آزاد کرنے والے آقا کو اختیار ہوگا کہ جو تاوان اس نے دیا ہے غلام سے وصول کرلے یا مدبر کرنے والا بھی غلام کو آزاد کردے یا غلام سے سعایت کرائے،

(۳) اگر دوسرا شریک (خوش رہنے والا آقا) چاہے تو غلام سے سعایت کراوے پھر جب غلام سعایت کرکے نصف قیمت ادا کردے گا تو آزاد ہو جائے گا، پھر مدبر بنانے والے شریک کو اختیار ہوگا کہ وہ بھی غلام سے سعایت کرائے جب غلام اس دوسرے شریک کی بھی سعایت ادا کردے گا تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا اور اگر مدبر بنانے والا شریک سعایت وصول کرنے سے پہلے مرگیا تو یہ سعایت ختم ہو جائے گی اور اس کا حصہ اس کے تہائی ترکہ سے آزاد ہو جائے گا،

(۴) اگر دوسرا شریک چاہے تو غلام کو یوں ہی چھوڑ دے نہ مدبر بنائے اور نہ آزاد کرے اس صورت میں جب آقا مرے گا تو اس کا حصہ ترکہ ہوگا اور اس کے وارثوں کو ملے گا اور وارثوں کو اس حصہ کی سعایت کرانے اور آزاد کرنے وغیرہ کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر مدبر بنانے والا آقا پہلے مرجائے تو اس کا حصہ اس کے تہائی ترکہ سے آزاد ہو جائے گا اور ساکت رہنے والے شریک کو اختیار ہوگا کہ غلام سے اپنے حصے کی قیمت (نصف قیمت غلام) کی سعایت کرائے اور جب وہ غلام رقم سعایت ادا کرکے پورا آزاد ہو جائے گا تو اس کا ولاء دونوں میں مشترک ہوگا،

(۵) اور اگر دوسرا شریک چاہے تو مدبر بنانے والے شریک سے اپنے حصہ کا تاوان وصول کرے بشرطیکہ مدبر بنانے والا بھی مالدار ہو اور اس صورت میں پورا ولاء تنہا مدبر بنانے والے کو ملے گا اور مدبر بنانے والے کو اختیار ہوگا کہ جتنا تاوان اس نے دیا ہے غلام مذکور سے وصول کرے اور اگر اس نے تاوان نہیں لیا اور مرگیا تو غلام کا نصف حصہ اس مدبر بنانے والے کے تہائی ترکہ سے آزاد ہو جائے گا اور بقیہ نصف کے لئے وہ غلام اپنی پوری قیمت کا نصف اس کے وارثوں کو سعایت کرکے دے گا اور اگر مدبر بنانے والا تنگدست ہوگا تو خوش رہنے والے شریک کو اپنا حصے کا تاوان مدبر بنانے والے شریک سے وصول کرنے کا اختیار نہ ہوگا، اور باقی چاروں صورتوں کا اختیار رہے گا یعنی چاہے تو اپنا حصہ آزاد کردے، چاہے مدبر کردے، چاہے غلام ہی سے سعایت کرائے چاہے یوں ہی علی حالہ چھوڑ دے (تاتارخانیہ)

اور اگر کوئی غلام دو شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور دونوں ساتھ ہی اس کو مدبر کردیں یعنی دونوں میں سے ہر ایک نے اس طرح کہا کہ میں نے مدبر بنا دیا، یا تجھ میں سے میرا حصہ مدبر ہے یا جب میں مروں تو تو آزاد ہے یا جب میں مروں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے یا یہ کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے اور دونوں شریک کے کلام ایک ہی ساتھ زبان سے نکلے ہوں تو یہ غلام دونوں کا مدبر ہو جائے گا (شرح طحاوی)

پھر جب ان دونوں میں سے ایک مرجائے گا تو اس کا حصہ اس کے ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہوگا اور دوسرے کو اختیار ہوگا کہ چاہے اپنا حصہ آزاد کردے چاہے مکاتب بنا دے، چاہے سعایت کرائے اور یہ اختیار نہیں رہے گا کہ اس غلام کو علیٰ حالہ چھوڑ دے اور اگر دوسرا شریک بھی سعایت وصول کرنے سے قبل مرجائے تو یہ سعایت ختم ہو جائے گی اور اس کا حصہ بھی آزاد ہو جائے گا بشرطیکہ دوسرے شریک کے ساتھ تہائی ترکہ کے اندر اندر ہو،

اور اگر دونوں شریکوں نے اس طرح کہا کہ جب ہم دونوں مرجائیں گے تو تو آزاد ہے یا تم ہم دونوں کے مرنے کے بعد آزاد ہو اور دونوں کے کلام ساتھ ہی نکلے ہوں تو وہ غلام مدبر نہ ہوگا ہاں اگر دونوں میں سے ایک پہلے مرجائے گا تو جو شریک

زندہ رہے گا اس کا حصہ مدبر ہو جائے گا اور جو شریک مرگیا ہے اس کا حصہ اس کے وارثوں کو وراثت میں ملے گا اور وارثوں کو وہ سب اختیارات ملجائیں گے یعنی چاہے تو اپنا حصہ آزاد کر دیں، چاہیں تو مدبر بنا دیں اور اگر چاہیں تو مکاتب بنائیں اور چاہیں تو اپنے حصے کی غلام سے سعایت کرائیں اور چاہیں تو مدبر بنانے والے شریک سے تاوان لیں بشرطیکہ وہ مالدار ہو اور جب دوسرا شریک بھی مرجائے گا تو اس کا حصہ بھی اس کے تہائی ترکہ سے آزاد ہو جائے گا،

اور اگر کوئی مدبرہ باندی دو شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور اس کے ایک بچہ پیدا ہو اور دونوں میں سے کسی نے اس بچہ کے بارے میں اپنا بچہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تو وہ بچہ بھی اپنی ماں کی طرح دونوں میں مشترک ہو گا کہ دونوں کا مدبر ہو گا اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک نے بچہ کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے تو اس کا نسب استحساناً تسلیم کیا جائے گا اور نصف باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور نصف باندی اپنے حال پر دوسرے شریک کی مدبرہ رہے اور مدعی نسب اس باندی کا نصف عقر (تاوان) دوسرے شریک کو دے گا اور بچہ کی نصف قیمت مدبر ہونے کے اعتبار سے ادا کر دے گا اور بقیہ نصف کی کوئی قیمت نہ دے گا اور وہ بچہ بھی آزاد ہو جائے گا پھر اگر مدعی نسب پہلے مرگیا تو اس کا نصف حصہ معتق آزاد ہو جائے گا اور شریک کے لئے کسی طرح کا ضامن نہ ہو گا اور باندی مذکورہ اس شریک کے لئے اپنے نصف قیمت کی مدبرہ ہونے کے اعتبار و حساب سے سعایت کرے گی اور اس حکم میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے، پھر سعایت وصول ہونے سے قبل دوسرا شریک بھی مرجائے تو یہ سعایت باطل و ختم ہو جائے گی اور پوری باندی آزاد ہو جائے گی بشرطیکہ اس کے تہائی مال کے اندر نصف باندی آجاتی ہو یہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قیاس ہے،

اور اگر غیر مدعی شریک پہلے مرجائے تو اس کے تہائی ترکہ سے اس کا حصہ آزاد ہو جائے گا اور امام اعظمؒ کے قول میں مدعی شریک کے لئے باندی سعایت نہیں کرے گی (بدائع)

اور اگر دونوں میں سے کوئی نہ مرے یہاں تک کہ باندی کے دوسرا بچہ پیدا ہو جائے اور اس کے نسب کا دعویٰ دوسرا شریک کر دے تو استحساناً نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ بچہ نوزائیدہ کی قیمت کا تاوان نہ دے گا یہ قول بھی امام اعظمؒ کا ہے اس واسطے کہ یہ بچہ شریک کی ام ولد[1] کا بچہ ہے اور ام ولد کے بچہ کی کوئی قیمت امام اعظم کے نزدیک نہیں ہوتی مگر باندی کے نصف حصے عقر کا ضامن ہو گا،

اور اگر شریک اول ہی نے اس بچہ کے نسب کا بھی دعویٰ کیا ہے تو اس بچہ کے نصف قیمت کا مدبر ہونے کے حساب سے ضامن ہو گا اور اس پر دوسری وطی کی بابت مزید دوسرا نصف عقر واجب ہو گا (محیط سرخسی) اور اگر کوئی مدبرہ دو شخصوں کے درمیان میں مشترک ہے اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں نے اس کے نسب کا ایک ہی ساتھ دعویٰ کر دیا تو دونوں سے اس بچہ کا نسب ثابت ہو گا اور یہ باندی دونوں کی ام ولد ہو گی اور مدبر ہونا باطل ہو گا (بدائع) اگر کسی شخص نے اپنے مرض الموت میں تحریر کر دیا کہ میرا فلاں غلام میری موت کے بعد آزاد ہے اور اس سے کسی نے اس جملہ کو نہیں سنا ہے، پھر وہ مرگیا پھر جو وصیت نامہ میں پایا گیا ہے، اور اس سے وارثوں نے انکار کر دیا تو یہ غلام مذکور مملوک ہی رہے گا اس لئے کہ وارثوں نے اس کے آزاد کرنے سے انکار کیا ہے اور اگر غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ وارث لوگ جانتے ہیں تو وارثوں سے ان کے علم پر قسم لے کر انہیں کا قول قبول کیا

[1] ام ولد آقا کے لڑکے کی ماں ۱۲

جائے گا (فتاویٰ کبریٰ) اگر کوئی شخص اپنی باندی کے بارے میں اس طرح کہے کہ جو بچہ اس کے شکم میں ہے وہ مدبر ہے تو یہ جائز ہے، پھر اگر چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو وہ مدبر ہوگا اور اگر زیادہ میں ہوا تو مدبر نہ ہوگا (ظہیریہ) اور اس طرح کا جملہ بولنے کے بعد جب تک وضع حمل نہ ہو جائے باندی کو نہ تو فروخت کر سکتا اور نہ ہبہ کر سکتا اور نہ مہر قرار دے سکتا (محیط سرخسی)

اور اگر ایسی باندی کے جس کے بارے میں یہ جملہ کہا دو بچے پیدا ہوئے، ایک چھ ماہ سے کم میں اور دوسرا چھ ماہ سے زائد میں ہوا مگر محض اتنا زائد میں کہ دونوں بچے توام (جوڑواں) شمار کئے جا سکتے ہیں، تو یہ دونوں بچے مدبر ہوں گے (ینابیع) اور اگر کسی نے اپنی باندی کے شکم میں جو بچہ ہے اس کو مدبر کیا پھر اس کے بعد باندی کو مکاتب بنا دیا تو یہ بھی جائز ہے، پھر اس کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو وہ مدبر ہوگا اور آقا کی طرف سے بالقصد اور باندی کی طرف سے باندی کے تابع ہو کر وہ بھی کتابت میں داخل ہو جائے گا پھر اگر اس کی ماں (باندی) نے بدل کتابت آقا کو دیدیا تو دونوں کتابت کے حکم کی وجہ سے آزاد ہو جائیں گے،

اور اگر ماں (باندی) نے بدل کتابت ادا نہ کیا یہاں تک کہ آقا مر جائے تو بچہ مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور باندی (بچہ کی ماں) اپنے حال پر مکاتبہ رہے گی، اور اگر آقا نہ مرا بلکہ باندی (بچہ کی ماں) ہی مر گئی تو بچہ اپنی ماں کی قسطوں کے مطابق مال کتابت بطریق سعایت ادا کرتا رہے گا اور پھر اس کے بعد اگر آقا مر جائے تو یہ بچہ آقا کا تہائی ترکہ یا زیادہ دے چکا ہے تو مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور بدل کتابت سے بری ہو جائے گا اور اگر تہائی ترکہ کی مقدار نہیں ادا کر چکا ہے، تو تہائی ترکہ کی مقدار اپنے مدبر ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور باقی کے لئے اس پر سعایت لازم ہوگی پھر اس کے بعد بچہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو کتابت کو اختیار کرے اور اس کو پورا کرے اور اگر چاہے تو مدبر ہونے کی جہت سے سعایت کو پورا کرے، بدل کتابت زیادہ ہو یا کم ہو ہر دو صورت میں بچے کو یہ اختیار رہے گا یہ قول حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کا ہے،

اور اگر ایک باندی دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے اور جو اس کے شکم میں ہے اس کو ایک شریک نے مدبر کیا تو یہ بھی جائز ہے پھر اگر اس کہنے سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو مدبر کرنے والے کا حصہ مدبر ہوگا یعنی امام اعظم رح کے نزدیک فقط مدبر کرنے والے کا ہی حصہ مدبر ہوگا اور خوش رہنے والے شریک کو اپنے حصے کی بابت پانچ طرح کے وہی سابق قسم والے اختیارات ہوں گے بشرطیکہ مدبر کرنے والا شخص مال دار ہو،

اور اگر چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا تو اس شریک کا حصہ مدبر نہ ہوگا،

اور اگر کوئی باندی دو شخصوں کے درمیان مشترک ہے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ جو تیرے شکم میں ہے وہ میری موت کے بعد آزاد ہے اور دوسرے شریک نے باندی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے پھر اس کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو پورا بچہ ان دونوں میں مشترک طور پر مدبر ہوگا اور کوئی ان دونوں میں سے کسی کے لئے ضامن نہ ہوگا، اور باندی کو جس نے مدبر نہیں کیا ہے اس کو امام اعظم رح کے نزدیک باندی کے حق میں مذکورہ بالا پانچ قسم کے اختیارات حاصل ہوں گے بشرطیکہ مدبر کرنے والا مال دار ہو، اور اگر اس گفتگو سے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو امام اعظم کے نزدیک جس نے باندی کو مدبر کیا ہے، اس کے حق میں نصف حصہ باندی کا مدبر ہو جائے گا اور باندی کی تبعیت میں نصف بچہ بھی مدبر ہو جائے گا اور دوسرے شریک کو پانچوں قسم کے اختیارات حاصل ہوں گے پھر اگر اس کے بعد خوش رہنے والے شریک نے مدبر کرنے والے

سے اپنے حصہ (باندی) کا تاوان اختیار کیا تو مدبر کرنے والے پر بچہ کی جانب سے کوئی تاوان دینا لازم نہ ہوگا اور اگر دوسرے شریک نے باندی سے اپنے حصے کی سعایت کرانی چاہی تو پھر بچہ سے سعایت نہیں کرا سکے گا اگرچہ نصف بچہ بھی مدبر ہو چکا ہے، اور وجہ یہ ہے کہ تبعاً بچہ مدبر ہوا ہے پس جس طرح مدبر ہونے میں تابع ہوا ہے اسی طرح سعایت میں بھی اپنی ماں کے تابع ہوگا یعنی ماں کی سعایت وہی اس کی بھی سعایت ہوگی (محیط)

اگر کوئی حاملہ باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ایک شریک اس حمل کو مدبر بنا دے اور دوسرا باندی کو آزاد کر دے تو مدبر کرنے والے شریک کو آزاد کرنے والے شریک سے نصف قیمت باندی کی تاوان کے طور پر لینے کا اختیار رہے گا حمل کا تاوان لینے کا اختیار نہیں رہے گا (ینابیع)

نابالغ کا اپنے غلام کو مدبر بنانا صحیح نہیں خواہ فی الفور مدبر بنائے یا اپنے بلوغ پر معلق کرے یہاں تک کہ اگر نابالغ نے اس طرح کہا کہ جب میں بالغ ہو جاؤں تو تو میری موت کے بعد آزاد ہے تو یہ قول معتبر و صحیح نہ ہوگا اور غلام مدبر نہ ہوگا اور یہی حکم ہے مجنون کا اور معتوہ کا جس پر عتہ (معتوہ ہونا) کا غلبہ ہو کہ ان کا مدبر بنانا بھی صحیح نہیں اور جو نشہ میں ہو اس کا مدبر بنانا صحیح ہے اور یہی حکم ہے اس شخص کے مدبر بنانے کا جس پر مدبر بنانے میں جبر و اکراہ کیا گیا ہو اس کا مدبر بنانا صحیح ہے، اور اگر مکاتب اپنے کسب سے حاصل کردہ غلام کو مدبر بنائے تو یہ مدبر بنانا صحیح نہیں اسی طرح ماذون التجارۃ غلام کے مدبر بنانے کا اعتبار نہیں (محیط)

اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو مدبر بنایا پھر اس کی عقل جاتی رہی تو اس کا مدبر بنانا اپنے حال پر صحیح ہوگا بخلاف اس کے کہ اگر ماذون التجارۃ غلام کسی کے واسطے غلام کے رقبہ (گردن) کی وصیت کر دے پھر وہ مکاتب مجنون ہو کر مر گیا تو یہ وصیت باطل شمار ہوگی (خزانۃ المفتین)

اگر کوئی ذمی اپنے غلام کو مدبر بنائے اور وہ غلام اس کے بعد مسلمان ہو جائے تو غلام پر سعایت لازم ہوگی اور سعایت کی قید کے ساتھ آزاد ہوگا ہاں اگر سعایت مکمل ہونے سے قبل ذمی آقا مر جائے تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا اور سعایت ختم ہو جائے گی، اور اگر کسی آقا نے اپنے غلام سے اس کی قیمت سے زیادہ پر قاضی کے حکم کے بغیر صلح کر لی اور غلام اس مقدار کے ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو زائد مقدار کی صلح ٹوٹ جائے گی اور محض قیمت کی مقدار پر سعایت ضروری رہے گی، اگر کوئی حربی (دار الحرب کا رہنے والا کافر) ہمارے ملک (دار الاسلام) میں امان لے کر داخل ہو اور اپنے غلام کو مدبر بنائے، پھر دار الحرب میں واپس چلا جائے اس کے بعد پھر وہی حربی دار الحرب سے گرفتار کر کے لایا جائے تو اس کا مدبر مذکور آزاد ہو جائے گا، اور اگر اس نے دار الحرب ہی میں مدبر بنایا ہو پھر اماں لے کر دار الاسلام میں داخل ہوا ہو اور یہاں آکر وہ مدبر غلام مسلمان ہو گیا ہو تو حربی مذکور اس غلام کے بیچنے پر مجبور کیا جائے گا،

اور اگر کوئی مدبر غلام مرتد ہو کر دار الحرب میں بھاگ جائے یا حربی کافر اس کو پکڑ لے جائیں، پھر مسلمان اس کو پکڑ لائیں اور وہ مسلمان ہو جائے یعنی ارتداد سے توبہ کرے تو وہ مدبر اس کے ساتھ آقا کو دیدیا جائے گا اور مدبر ہی شمار ہوگا (محیط سرخسی)

اگر کوئی شخص اپنے غلام سے اس طرح کہے کہ تو آزاد ہے یا مدبر ہے تو اس شخص کو حکم دیا جائے گا کہ تم اپنی مراد واضح کرو پس جیسی اپنی مراد بتائے گا ویسا ہی حکم ہوگا یعنی اگر اپنی مراد آزاد ہونا ظاہر کرے گا تو وہ غلام آزاد شمار ہو جائے گا اور اگر مدبر ہونا اپنی مراد ظاہر کرے گا تو مدبر قرار دیا جائے گا اور اگر اپنی مراد بیان کرنے سے قبل مر جائے گا تو دیکھا جائے گا اگر

صحت میں اس نے یہ جملہ کہے تھے تو نصف غلام اس کے تمام ترکہ کے اندر اندر سے مفت آزاد ہوگا اور نصف مدبر ہونے کے اعتبار سے آزاد ہوگا بشرطیکہ یہ نصف حصہ آقا کے تہائی ترکہ کے اندر اندر آجائے، اور اگر اس آقا کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی ملکیت نہ رہی تو نصف غلام مفت آزاد ہوگا اور باقی نصف کے دو تہائی کے واسطے سعایت کرے گا یعنی کل قیمت کی ایک تہائی کے واسطے سعایت کرے گا،

اگر کسی شخص کے دو غلام ہوں اور اس نے اس طرح کہا ہو کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے یا مدبر ہے اور پھر اپنی مراد بیان کرنے سے قبل مرگیا اور ان دو غلاموں کے علاوہ اور کوئی سرمایہ اس کے پاس نہیں ہے اور یہ جملہ بحالت صحت کہا ہے تو ہر ایک غلام کا ایک چوتھائی حصہ تمام مال کے اعتبار سے مفت آزاد ہوگا اور ایک چوتھائی مدبر ہونے کی وجہ سے تہائی ترکہ کے اندر اندر آزاد ہوگا اور پھر ہر ایک غلام اپنی اپنی نصف قیمت کے لیے ہر حال میں سعایت کرے گا،

اور اگر اس نے ان دونوں غلاموں سے اس طرح کہا ہو کہ تم دونوں آزاد ہو یا مدبر ہو اور باقی تمام صورت وہی ہو جو اوپر مذکور ہوئی ہے، تو ہر ایک غلام کا نصف حصہ بوجہ یقینی عتق کے آزاد ہوگا اور نصف مدبر بنانے کی وجہ سے آزاد ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہے جب مذکور جملہ آقا نے اپنی صحت میں کہا ہو اور اگر بحالت مرض الموت کہا ہو تو فقط تہائی ترکہ سے اس جملہ کا اعتبار کیا جائے گا (شرح طحاوی)

اگر کوئی شخص اپنی صحت میں اپنے ایک غلام اور ایک مدبر سے اس طرح کہے کہ تم میں سے ایک مدبر اور دوسرا آزاد ہے اور اس ان دو غلاموں کے علاوہ اس کے کوئی اور چیز ملکیت نہ ہو اور بیان سے قبل انتقال کر جائے تو غلام محض غلام تھا یعنی مدبر نہیں تھا تو وہ کل مال سے آزاد ہوگا اور جو غلام مدبر تھا وہ صرف تہائی ترکہ کے اندر اندر آزاد ہوگا اور اگر اول صورت کے برعکس اس طرح کہا ہو کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور دوسرا مدبر ہے تو بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی حکم ہے اس لیے کہ اس طرح کہنے سے مقصود محض خبر دینا ہوتا ہے اور خبر دینے میں کسی کا مقدم و موخر ہونا دونوں یکساں ہوتا ہے، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسری صورت میں ہر ایک کا نصف حصہ کل مال سے آزاد ہوگا اور باقی نصف حصہ مدبر ہونے کی وجہ سے صرف ایک تہائی ترکہ سے آزاد ہوگا،

اور اگر اس طرح کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور دوسرا تو مدبر ہے (یعنی لفظ تو بڑھا دیا) تو جو غلام مدبر نہیں تھا وہ آزاد ہو جائے گا اور جو مدبر تھا وہ بدستور مدبر باقی رہے گا اور یہ صورت ائمہ میں بالاتفاق ہے (کافی)

اور اگر اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اس کہنے کے بعد ان دونوں مدبروں میں سے ایک اٹھ کر مجلس سے باہر چلا گیا اور دوسرا اسی مجلس میں موجود رہا اس کے بعد اسی شخص کا ایک تیسرا غلام آگیا اور اس نے مدبر موجود اور اس تیسرے غلام سے اس طرح کہا کہ تم دونوں میں سے ایک مدبر ہے، تو جو مدبر باہر مجلس سے چلا گیا تھا وہ اسی وقت سے آزاد شمار ہوگا جس وقت سے آقا نے یہ کہا تھا کہ تم دونوں میں سے ایک آزاد ہے اور جو غلام مدبر تھا اور اسی کے پاس رہ گیا تھا وہ اسی طرح مدبر باقی رہے گا اور جو تیسرا غلام داخل ہوا تھا وہ پورا کا پورا غلام ہی رہے گا اس میں سے کچھ بھی آزاد نہ ہوگا

اور اگر اپنی صحت میں اپنے دو مدبروں اور ایک خالص غلام (قن) سے اس طرح کہا کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور باقی دو میں سے ایک آزاد ہے اور مراد بیان کرنے سے قبل مرگیا تو جو غلام کامل غلامی میں تھا (قن) اس کا نصف حصہ اور عتق قطعی کے آزاد ہو جائے گا اور باقی نصف کے لیے سعایت کرے گا اور نصف حصہ دونوں مدبروں میں مشترک ہوگا یعنی مدبر میں سے ایک چوتھائی عتق قطعی کے سبب سے کل مال سے آزاد ہوگا اور تین چوتھائی حصہ (۳/۴) مدبر بنانے کی وجہ سے ایک تہائی متروکہ

کے اعتبار سے آزاد ہوگا، یہی حکم ہوگا اگر مسئلہ کو الٹ دے اس طرح پر کہ حریت کو مقدم کرے اور کہے کہ تم میں سے ایک غلام آزاد ہے اور دو دیگر دو غلاموں میں سے ایک مدبر ہے تو خالص غلام (قن) کا نصف یقیناً آزاد ہو جائے گا اور باقی نصف دونوں مدبروں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ دونوں مدبروں میں سے ایک ایک چوتھائی آزاد ہوگا اور یہ زیادات کی روایت کی بنا پر ہے اور امام قاضی خاں نے کہا ہے کہ زیادات کا ہی قول صحیح ہے (شرح تلخیص للجامع الکبیر)

اور اگر آقا کہے کہ تم تینوں میں سے ایک مدبر ہے اور باقی دو آزاد ہیں تو خالص غلام (قن) پورا آزاد ہو جائے گا اور باقی دونوں غلاموں کا نصف حصہ آزادی کی شرط کے ساتھ مدبر شمار ہوگا اور اگر بجائے حریت کے عتق کو مقدم کرے اور کہے کہ تم تینوں میں سے ایک آزاد ہے اور باقی دو مدبر ہیں تو تینوں میں سے ہر ایک کا تہائی حصہ اس آزاد کرنے سے آزاد شمار ہوگا،

اور اگر اپنے ایک مدبر اور دو قن (خالص غلام) سے اس طرح کہے کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور باقی دو آزاد ہیں تو دونوں خالص غلام (قن) پورے مال سے آزاد ہو جائیں گے اور پہلا جملہ خبر شمار ہوگا (اور بعد کا جملہ اعتاق کا انشار شمار ہوگا) اور اگر اس طرح کہے کہ تم تینوں میں سے ایک آزاد ہے اور باقی دو مدبر ہیں تو تینوں میں سے ہر ایک کا ایک تہائی اس آزاد کرنے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک کا دو تہائی ثلث ترکہ میں سے مدبر بنانے کی وجہ سے مدبر شمار ہوگا یہی حکم ہے اگر سب خالص غلام ہوں اور آقا کہے کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اور باقی دو مدبر ہیں تو تینوں غلاموں میں سے ہر ایک کا تہائی حصہ پورے مال سے آزاد ہوگا اور ہر ایک کا باقی دو تہائی مدبر بنانے کی وجہ سے مدبر ہوگا، اور اگر اس جملہ کو عکس کر کے اس طرح کہے کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اور باقی دو آزاد ہیں تو تینوں میں سے ہر ایک کا دو تہائی حصہ پورے مال سے آزاد ہو جائے گا اور ہر ایک کا ایک تہائی حصہ ثلث مال سے مدبر ہوگا (کافی)

اور اگر اپنے تین غلاموں میں سے جن میں کا ایک مدبر تھا اس طرح کہے کہ تم میں سے دو آزاد ہیں یا یہ کہے کہ تم میں سے دو مدبر ہیں اور پھر اپنی مراد بیان کرنے سے قبل آقا مر جائے اور اس کا یہ قول صحت کی حالت کا ہو تو تینوں غلاموں کا ایک تہائی حصہ اس قطعی ایجاب و انشاء عتق سے آزاد ہو جائے گا اور مدبر غلام کا دو تہائی علی حالہ مدبر باقی رہے گا اور باقی دو غلاموں میں سے ہر ایک کا ایک چوتھائی اس مدبر بنانے کی وجہ سے مزید مدبر شمار ہو جائے گا، پھر دیکھا جائے گا اگر آقا کے پاس اتنا مال ہوگا، کہ اس کے ایک تہائی کے اندر سے ایک پورا غلام اور اس کا چھٹا حصہ آزاد ہو سکتا ہے تو جس غلام کا مدبر ہونا پہلے سے معلوم تھا وہ پورا آزاد شمار ہو جائے گا اور باقی دو غلاموں میں سے ہر ایک کا تین للعابس اور نصف للعاس ایک تہائی کا اس قطعی آزاد کرنے کی وجہ سے آزاد شمار ہوگا اور ایک چوتھائی ہر غلام کا مدبر بنانے کی وجہ سے مدبر شمار ہوگا،

اور اگر اس کے پاس بالکل مال نہ ہوگا (سوائے ان غلاموں کے) تو ایک تہائی مال کا ان غلاموں کے سہام پر تقسیم ہوگا اور معلوم مدبر کا حق دو تہائی مال کے اندر ہوگا اور باقی دو غلاموں کا حق نصف مال کے اندر ہوگا پس ہر ایک غلام کا کم سے کم حساب (اقل مخرج) چھ ہوگا اس لئے کہ مدبر معروف کا حق $\frac{2}{3}$ ہوگا اور بقیہ ہر دو کا حق $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{2}$ ہوگا پس مسئلہ ۶ سے بن کر عول ہو کر سات ہوگا اور یہ سات ایک تہائی ترکہ شمار ہوگا اور کل ترکہ (اس حساب سے) ۲۱ سہام ہوں گے اور ہر ایک غلام کے دو تہائی ($\frac{2}{3}$) ۷ سہام ہوں گے اس لئے کہ یقینی اور قطعی حصہ جو آزاد ہو چکا ہے اس کے وضع کرنے کے بعد ہر غلام دو تہائی ($\frac{2}{3}$) ہی بچا اور یہ دو تہائی ۷ سہام ہیں تو کل غلام کے ($10\frac{1}{2}$) ساڑھے دس سہام ہوتے اور کسر کو مٹانے کیلئے دو گونہ کریں گے تو پھر وہی

۲۱ سہام برآمد ہوں گے، اس قاعدہ کے مطابق مدبر معروف میں سے یقینی آزادی کے سبب ایک تہائی یعنی ۷ سہام آزاد ہو چکے اور مدبر بنانے کی وجہ سے ایک غلام کے ۴ سہام آزاد ہوئے تو دو غلام کے ۸ سہام آزاد ہوئے اور مجموعہ سہام جو آزاد ہوئے ۸ + ۷ = ۱۵ سہام ہوئے اور ۲۱ سہام، میں سے ۱۵ سہام آزاد ہو کر نکل گئے تو ۶ سہام بچے جس کے لئے سعایت کرانی ضروری ہوگی یہ مدبر معروف کا حکم ہوا،

اور بقیہ دو غلاموں میں سے ہر ایک عتق قطعی و یقینی کی وجہ سے ایک تہائی یعنی ۷ سہام آزاد ہو گا اور مدبر ہونے کے سبب سے چھ کا نصف ۳ سہام آزاد ہو گا اس طرح مجموعہ ۷ + ۳ = ۱۰ سہام آزاد ہو کر باقی ماندہ ۱۱ سہام کے لئے ان دونوں میں کا ہر ایک سعایت کرے گا اس قاعدے سے سہام وصیت ۱۴ ہوئے اور سہام سعایت ۲۸ ہوئے اور تخریج مستقیم و درست ہو گئی

اور اگر آقا اپنی مراد بیان کرتے سے قبل مرجائے پھر اس کے بعد غلاموں میں سے کوئی ایک مرجائے تو دیکھا جائے گا اگر مدبر معروف (معلوم) مرا ہے تو وہ اپنی وصیت کے آٹھوں سہام کا پورا لے لینے والا ہو گیا اور چھ سہام (رہے) جو اس پر سعایت کے تھے تلف ہو گئے یہ تلف ہو جانا وارثوں کی اور جن کے لئے وصیت ہوئی تھی (موصیٰ لہٗ) دونوں کی مشترک حق تلفی ہوئی اور یہ اس طرح پر واضح ہو گی کہ باقی ان سہاموں پر تقسیم ہو جو تلف ہونے سے پہلے تھے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ وارثوں کا حق ۲۸ سہام تھے اور باقی ہر دو غلام کا حق ۶ سہام تھا اس طرح جملہ سہام ۳۶ ہوئے پس باقی ہر دو غلام میں سے ہر ایک کی دو تہائی ۱۷ سہام ہوئے جس میں سے ہر ایک میں سے مدبر ہونے کے سبب سے ۳ سہام آزاد ہوئے اور باقی ۱۴ سہام کے لئے سعایت کرے گا اور مدبر معروف تو اپنا پورا حق یعنی وصیت کے جو ۸ سہام ہیں پورا لے چکا ہے اس طرح جملہ سہام وصیت ۱۴ ہوئے اور سہام سعایت ۲۸ ہوئے اور ایک تہائی اور دو تہائی ٹھیک ہو گئی اور تخریج مستقیم ہو گئی،

اور اگر مدبر معروف نہیں مرا ہے بلکہ باقی دو غلاموں میں سے کوئی ایک مرا ہے تو وہ اپنی وصیت کے پورے تین سہام لے گا اور جو سعایت اس پر تھی تلف ہو گئی اور یہ نقصان باقی دو غلاموں اور وارثوں پر مشترک ہو گا چنانچہ وارثوں کا باقی حق ۲۸ سہام اور مدبر معروف کا باقی حق ۸ سہام ---------- اور باقی غلام کا حق ۳ سہام اسی پر تقسیم جاری ہوگی اور چوں کہ جملہ سہام ۳۹ ہوئے تھے اس لئے ہر باقی غلام کا اور مدبر (و قن کا مل غلام) کا ہر ایک کا دو ثلث ساڑھے انیس سہام ہوئے اور اس میں سے مدبر کے ۸ سہام نکل گئے اور صرف ساڑھے گیارہ سہام جو باقی رہے ان کے واسطے سعایت کرے گا اسی طرح زندہ غلام کے تین سہام نکل گئے اور باقی ماندہ ساڑھے سولہ سہام کے لئے سعایت کرے گا اور میت غلام اپنے تین سہام وصیت کے لے گیا ہے اس طرح سہام وصیت کا مبلغ کل ۱۴ سہام ہوئے اور سہام سعایت کا مبلغ کل ۲۸ سہام ہوئے اور پھر تخریج مستقیم ہو گئی،

اور اگر دونوں غلام مرجائیں اور مدبر زندہ رہے تو دونوں غلام اپنے کل سہام وصیت ۶ سہام لے کر چلے گئے اور ان پر جو سہام وصیت تھے وہ بھی ڈوب گئے اور یہ حق تلفی سب پر ہوگی اور چوں کہ وارثوں کے باقی سہام ۲۸ پر اور حق مدبر آٹھ سہام پر تقسیم ہوں گے اس لئے جملہ سہام ۳۶ ہوں گے اور چوں کہ مدبر کا دو تہائی مرتبہ ۲۶ سہام تھے اور اس میں سے مدبر کے ۸ سہام وصیت نکل گئے تھے اس لئے باقی ماندہ ۲۸ سہام کے واسطے یہ مدبر سعایت کرے گا اور چوں کہ دونوں مردہ غلام اپنا حصہ ۶ سہام لے چکے ہیں اس لئے وصیت کے جملہ سہام ۱۴ ہوئے اور سہام سعایت پہلے سے ۲۸ ہیں اس لئے دو تہائی اور ایک تہائی ٹھیک نکلی اور تخریج مستقیم ہو گئی اور اگر آقا نہ مرا بلکہ غلاموں ہی میں سے ایک مر گیا پھر اس کے بعد آقا مرا تو ہم

ہم کہتے ہیں کہ اگر مدبر آقا سے پہلے مرا ہے تو عتق قطعی میں اس کی مزاحمت باطل ختم ہوگئی اور یہ عتق دونوں باقی غلاموں میں بچ گیا، پھر جب آقا مرا تو وہ عتق قطعی دونوں میں شائع ہوگیا جس سے ہر غلام کا نصف عتق کے ایجاب قطعی سے آزاد ہوگیا اور ہر ایک کا ایک چوتھائی مدبر بنانے کے سبب سے مدبر ہو چکا ہے لہٰذا اگر آقا کے اتنا مال ہو کہ اس کی ایک تہائی کے اندر نصف رقبہ (قیمت کا غلام) نکلتا ہے تو ہر ایک غلام میں سے تین چوتھائی آزاد شمار ہوگا ایک چوتھائی بسبب مدبر بنانے کے اور دو چوتھائی یعنی نصف بسبب عتق قطعی کے اور پھر ہر ایک غلام اپنی چوتھائی قیمت کے لئے سعایت کرے گا، اور اگر آقا کے کچھ مال نہ ہو تو ایک تہائی ان دونوں غلاموں میں نصفا نصف تقسیم ہوگی اور اس کا کل مال موت کے وقت صرف ایک رقبہ (قیمت غلام) ہوگا، لہٰذا تہائی مال فقط تہائی رقبہ ہوگا جو دونوں میں نصفا نصف ہوگا چنانچہ دونوں میں دو تہائی حصہ آزاد ہوگا جس میں نصف رقبہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہوگا اور چھٹا حصہ بسبب مدبر ہونے کے اور ہر ایک اپنی ایک تہائی کے واسطے سعایت کرے گا۔

اور اگر مدبر نہیں مرا ہے بلکہ دونوں غلاموں میں سے کوئی ایک مرا ہے پھر اس کے بعد آقا مرا ہے تو جب غلام کی مزاحمت ختم ہوگئی اور عتق قطعی اس باقی غلام اور مدبر کے درمیان دائر رہا کہ ہر ایک کا نصف حصہ بسبب عتق قطعی کے آزاد ہوگا اور باقی نصف حصہ ہر ایک کا مدبر ہوگا چنانچہ اگر آقا کے اتنا زائد مال رہا کہ اس کا ایک تہائی پورا ایک رقبہ (قیمت غلام) ہو جاتا ہے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے،

اور اگر آقا کے کچھ مال نہ رہا تو ایک تہائی حق میت ان دونوں میں نصفا نصف تقسیم ہوگا اور ہر ایک میں سے دو تہائی آزاد ہوگا اور ایک تہائی کے واسطے سعایت کرے گا، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے،

اور اگر آقا نے یہ کہا کہ تم میں سے دو آزاد ہیں، یا دو مدبر ہیں اور یہ جملہ اس نے اپنے مرض الموت میں کہا ہے تو اس کا کلام ان دونوں کے حق میں فقط تہائی کے اندر معتبر ہوگا اور یہ ایک تہائی ان سب پر ان کے سہام کے حق دار پر تقسیم ہوگا اور چوں کہ مدبر معروف کا حق پورے رقبہ کا ہے جس کے ۶ سہام مستغین و فرض ہو چکے ہیں اور ہر دو غلام کا حق مدبر ہونے کے حکم کے مطابق نصف میں یعنی ۳ سہام میں ہے اور عتق قطعی کے حکم کے مطابق دو تہائی یعنی ۴ سہام میں ہے اس لئے ہر دو غلام کے سہام وصیت ۷ ہوں گے اور مدبر کے سہام وصیت ۶ ہوں گے اور کل مجموعہ سہام وصیت ۱۳ ہوں گے اور یہ ایک تہائی مال کا ہوگا اس لئے کل مال کے سہام ۳۹ ہوں گے لہٰذا ہر غلام کے ۱۳ سہام ہوں گے جن میں سے مدبر میں سے چھ سہام آزاد ہوں گے اور ۷ سہام کے واسطے سعایت کرے گا اور دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کے ساڑھے تین سہام آزاد ہوں گے اور ساڑھے نو سہام کے لئے ہر ایک سعایت کرے گا اس طرح جملہ سہام وصیت ۱۳ ہوں گے اور سہام سعایت ۲۶ ہوں گے اور تخریج دو تہائی کا اور ایک تہائی کا مستقیم و ٹھیک ہوگی،

اور اگر آقا کے مرنے کے بعد مدبر مرا ہے تو اس سے سعایت ختم ہوگئی اور خسارہ سب پر عائد ہوگا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ باقی دو غلاموں کی مقدار سہام جو ۷ ہے اور وارثوں کی مقدار سہام جو ۲۶ ہے تقسیم ہوگی جملہ سہام اس طرح ۳۳ ہیں، ہر غلام کے ساڑھے سولہ سہام ہوں گے اس لئے ہر ایک غلام میں سے ساڑھے تین سہام آزاد اور باقی ۱۳ سہام کے لئے سعایت کرے گا اور مدبر میت اپنے سہام ۷ وصیت لے چکا ہے لہٰذا جملہ سہام وصیت ۱۲ ہوئے اور سہام سعایت ۲۶ ہوئے اور تخریج مستقیم ہوگئی، اور دونوں غلاموں میں سے اس صورت میں ایک تو اس سے سعایت ختم ہوگئی اور یہ تلف

حکایت سب پر رہی بایں طور کہ حق سہام وارثان کی باقی مقدار پر جو ۲۶ ہے اور زندہ غلاموں کی حق سہام کی مقدار جو ساڑھے تین ہے اور مدبر کے حق سہام کی مقدار جو ساڑھے تین ہے اور مدبر کے حق سہام کی مقدار جو ۶ ہے ان پر تقسیم ہوگی اس لئے جملہ سہام ساڑھے پینتیس ہوں گے پس ہر ایک کے مقابلہ میں ۱۷ سہام اور تین چوتھائی سہام ہوں گے جس میں سے مدبر میں سے ۶ سہام آزاد ہوں گے اور باقی ۱۱ سہام اور ایک سہم کا تین چوتھائی (۳/۴) کے واسطے سعایت کرے گا اور غلام میں سے ۳ ۱/۲ سہام آزاد ہوں گے اور باقی ۱۴ سہام اور ایک سہم کا چوتھائی (۱/۴) کے واسطے سعایت کرے گا اور چونکہ مردہ غلام اپنا حق وصیت لے چکا ہے اس لئے کل سہام وصیت ۱۳ ہوگا اور کل سہام سعایت ۲۶ ہوگا اور تخریج مستقیم ہوگی،

اور اگر غلام ہی دونوں مرے ہیں اور مدبر زندہ بچا ہے تو سعایت جو دونوں غلاموں پر تھی وہ تلف ہوگئی اور باقی ماندہ وارثوں کے حق سہام پر جو ۲۶ ہے اور سہام مدبر پر جو ۶ ہے تقسیم ہوگی جس کے جملہ سہام ۳۲ ہوئے اور اس میں سے مدبر کے ۶ سہام آزاد ہوں گے اور باقی ۲۶ سہام کے واسطے سعایت ہوگی اور چونکہ دونوں میت غلام اپنے سہام وصیت پا چکے ہیں اس لئے کل سہام وصیت ۱۳ ہوئے اور کل سہام سعایت ۲۶ ہوئے اور تخریج مستقیم ہوگئی

اور اگر مدبر مع ایک غلام کے مرا ہے تو ان دونوں پر جو سعایت تھی وہ تلف ہوگئی اور وارثوں کا باقی حق ۲۶ سہام رہا اور غلام کا باقی حق ۳ ۱/۲ سہام رہا اور مجموعہ ۹ ۱/۲ ہوا اور تقسیم اسی پر ہوگی اور اس میں سے ۳ ۱/۲ سہام غلام میں سے آزاد ہوگا اور باقی ۲۶ سہام کے واسطے سعایت کرے گا اور چونکہ مرے ہوئے مدبر و غلام نے اپنا حصہ پا لیا ہے جو ساڑھے نو (۹ ۱/۲) سہام تھے اس طرح جملہ سہام وصیت ۱۳ ہوئے اور سہام سعایت ۲۶ ہوئے اور تخریج مستقیم ہوگئی،

اور اگر مدبر آقا سے قبل مر گیا ہے تو عتق قطعی میں اس کی مزاحمت ختم ہوگئی اور ایک رقبہ کامل اور نصف رقبہ دونوں غلاموں میں باقی رہا پس اگر آقا کا اس قدر مال ہو کہ اس کی ایک تہائی سے ڈیڑھ رقبہ ہو سکتا ہے تو ہر غلام میں سے تین چوتھائی عتق قطعی کی وجہ سے آزاد ہو جائے گا اور اپنی ایک چوتھائی کے واسطے ہر ایک سعایت کرے گا

اور اگر اس کا کچھ اور مال نہ ہو تو دونوں غلام اس کا مال شمار ہوں گے اور اس کا ایک تہائی دونوں غلاموں میں سے مشترک ہوگا، لہٰذا ہر غلام میں سے ایک تہائی رقبہ آزاد ہو جائے گا اور ہر غلام اپنی دو تہائی کے واسطے سعایت کرے گا

اور اگر آقا سے قبل ایک غلام مر گیا ہے تو اس کی مزاحمت عتق قطعی میں ختم ہوگئی، اور ایجاب قطعی[۱] زندہ غلام اور مدبر کے درمیان دائر رہا، اور ہر ایک کے لئے نصف رقبہ تک پہونچ گیا اور نصف باقی بھی مدبر ہوگیا لہٰذا اگر آقا کے پاس اس قدر رہا ہو کہ اس کے دو تہائی سے یہ دونوں بقدر مملوکیت کے آزاد ہو سکتے ہیں تو دونوں مفت میں بغیر سعایت آزاد ہو جائیں گے

اور اگر آقا نے اپنی صحت میں یہ کہا ہو کہ تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو اور پھر بیان مراد سے قبل مر گیا ہو تو اس کا یہ قول کہ تم سب آزاد ہو ان سب کے حق میں صحیح ہوگا خواہ وہ مدبر ہوں یا قن، اور اگر آقا کا یہ قول کہ تم سب مدبر ہو اس کے معروف و متیقن مدبر کے حق میں لغو ہو جائے گا اور دونوں غلاموں کے حق میں صحیح رہے گا اور یوں سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے یہ کہا ہے کہ یہ دونوں غلام مدبر ہیں پس اس طریقے سے ایجاب قطعی کے سبب سے ڈیڑھ رقبہ آزاد شمار ہوگا جو ان سب میں

۱؎ آقا کا وہ جملہ کہ دونوں میں سے ایک آزاد ہے ۱۲ منہ

مشترک ہوگا یعنی ہر ایک میں سے نصف رقبہ آزاد ہوگا اور بسبب اس ایجاب کے (کہ تم سب مدبر ہو) نصف ثانی مدبر شمار ہوگا

اور اگر آقا کا اتنا مال ہو جس کی ایک تہائی سے پورا ڈیڑھ رقبہ برآمد ہو جاتا ہے تو سب آزاد ہو جائیں گے اور اگر آقا کا کچھ مال نہ ہو تو یہ ڈیڑھ رقبہ اس کا مال شمار ہوگا اور پھر اس کا ایک تہائی یعنی نصف رقبہ آزاد ہوگا اور یہ ان سب میں یکساں مشترک ہوگا، پس ہر غلام کا چھٹا حصہ بہ سبب تدبیر[1] کے آزاد ہوگا اور نصف رقبہ بوجہ ایجاب قطعی کے آزاد ہوگا اور دونوں (½ و ⅙) کا مجموعہ دو تہائی رقبہ ہوگا اور ایک تہائی کے واسطے ہر ایک سعایت کرے گا،

اور اگر یہ ایجاب مذکور حالت مرض میں ہوا ہے تو ایک تہائی مال سے سب اسیطرح آزاد ہوں گے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے، یعنی ہر غلام سے ایک تہائی رقبہ اس ایجاب سے آزاد ہوگا اور بقیہ دو تہائی کے لئے ہر ایک سعایت کرے گا،

اسی طرح اگر یہ کہا کہ تم میں سے ہر ایک آزاد ہے یا تم سب مدبر ہو تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو تم سب آزاد ہو یا تم سب مدبر ہو کا حکم ہے، اور اگر اس طرح کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ اور یہ اور یہ سب مدبر ہیں جب بھی یہی سابق حکم ہوگا جو ابھی مذکور ہوا، اور اگر ان غلاموں میں سے کوئی مدبر نہ ہو اور آقا نے اس طرح کہا ہو کہ تم سب آزاد ہو یا یہ اور یہ اور یہ مدبر ہیں تو یہ دونوں ایجاب صحیح شمار ہوں گے اور دونوں کلاموں میں سے ہر ایک کا مقتضی نصف ثابت ہوگا چنانچہ ہر ایک میں سے نصف بایجاب قطعی آزاد ہوگا اور باقی نصف ہر ایک کا مدبر بھی ہوگا اور مدبر ہونے کا اعتبار تہائی ترکہ سے ہوگا اور اگر یہ ایجاب بحالت مرض واقع ہوا ہے تو سب تہائی مال سے ہی آزاد ہوں گے جتنا بھی اس تہائی میں آ سکیں جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے،

اور اگر ان میں سے ایک پہلے سے مدبر ہوا اور پھر آقا نے کہا، کہ تم سب آزاد ہو یا تم میں سے ایک مدبر ہے تو یہ سب کلام باطل ہے اس لئے کہ آقا کا یہ قول کہ تم میں سے ایک مدبر ہے اس قول کے بعد کہ تم سب آزاد ہو لغو ہے اور ایجاب اول کے بعد پھر ایجاب مورث شک ہے اور شک کے ساتھ کوئی ایجاب متحقق نہیں ہوتا لہٰذا کوئی بھی ایجاب صحیح و نافذ نہیں ہوگا،

اور اگر کہا کہ ہر ایک تم میں سے آزاد ہے یا مدبر ہے تو یہ دونوں کلام مدبر کے حق میں باطل ہوگا اور دونوں غلام کے حق میں صحیح ہوگا اس لئے کہ آقا نے ہر شخص کے حق میں علیحدہ علیحدہ ایجاب کیا ہے گویا اس نے ہر ایک کے واسطے الگ الگ کہا ہے کہ تو آزاد ہے، یا مدبر ہے، پس مدبر کے حق میں باطل ہوگا اور غلاموں کے حق میں صحیح ہوگا پس ہر کلام کے مقتضی کا نصف ثابت ہوگا اور ہر ایک غلام میں سے نصف ایجاب قطعی سے آزاد ہوگا اور بقیہ نصف مدبر ہوگا اور مدبر ہونے کا نفاذ تہائی ترکہ کے اندر ہوگا، اور اگر آقا کا یہی قول مرض الموت میں صادر ہوا ہو تو سب تہائی ترکہ سے آزاد ہوں گے اور حساب اسی طرح لگایا جائے گا جس طرح اوپر بیان ہوا،

اور اگر آقا نے اس طرح کہا ہو کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہے اور مدبر اسی کو کہا جو مدبر معروف و مشہور ہے یا اس طرح کہا کہ یہ مدبر ہے یا یہ ہے یا یہ ہے اور مراد بیان کرنے سے قبل ہی مر گیا تو سب مدبر ہو جاویں گے اس لئے کہ آقا نے دونوں ایجابوں سے ایک کو لازم کر لیا ہے اور دلالت حال سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اس نے مدبر بنانے کو اختیار کر لیا ہے کیوں کہ اس نے دوسرے اور تیسرے غلام کی تدبیر کو اول غلام کی تدبیر پر عطف کیا ہے اور اول کی تدبیر متیقن ہے۔۔ نہیں مسطرے و معطوف علیہ

[1] تدبیر۔ مدبر بنانا ۱۲۔ منہ

کے درمیان میں وصف کی مقدرکت کے تقاضے سے مشارکت ثابت ہو جاوے گی، اور اگر ان غلاموں میں سے کوئی مدبر نہ ہو، پھر اس نے کہا کہ تم سب آزاد ہو یا یہ مدبر ہے یا یہ مدبر ہے تو سب مدبر ہو جاویں گے اور اگر یہ کہا کہ تم سب آزاد ہو، یا یہ مدبر ہے، اور یہ تو ایجاب اول باطل شمار ہو گا اور جس غلام کو تدبیر شامل ہے وہ اور دوسرا جس کا اس پر عطف ہے دونوں مدبر ہو جائیں گے اور تیسرا قن باقی رہ جائے گا،

اور اگر اس نے یہ کہا کہ تم سب آزاد ہو اور یہ دونوں مدبر ہیں حالاں کہ ان میں کوئی پہلے سے مدبر نہیں تھا تو دونوں ایجاب ثابت ہوں گے اور ایجاب اول سے ڈیڑھ رقبہ آزاد ہو گا جو سب غلاموں پر مشترک ہو گا اور دوسرے ایجاب سے ایک رقبہ مدبر ہو گا مگر خاص ان ہی دونوں کے حق میں جن کی طرف تدبیر کی نسبت کی ہے اور اس تدبیر کا اعتبار تہائی ترکہ سے ہو گا (شرح زیادات عتابی)

اگر اپنے تین غلاموں سے کہے کہ تم آزاد ہو یا یہ اور یہ دونوں مدبر ہیں تو ہر ایجاب کی ایک تہائی صحیح ہو گی یعنی ایک تہائی رقبہ ہر غلام کا جو پڑے گا وہ آزاد ہو جائے گا اور باقی دو تہائی کی مقدار میں ہر ایک سعایت کرے گا (عام مشائخ کا یہی قول ہے)

اور کافی میں ہے کہ کلام اول سے ایک رقبہ کا عتق ثابت ہو گا جو سب غلاموں میں مشترک ہو گا اور دوسرے کلام سے فقط تہائی رقبہ کا عتق ثابت ہو گا اور فقط اسی غلام کے لئے ہو گا جس کی طرف اشارہ کیا ہے، پس اس کے لئے مجموعہ تہائی رقبہ کا عتق ثابت ہو جائے گا اور تیسرے کلام سے دو تہائی رقبہ کی تدبیر ان ہی دونوں کے واسطے ثابت ہو گی جن کی طرف اشارہ کیا ہے، پس ان دونوں میں سے ہر ایک کا ایک تہائی رقبہ مدبر بھی ہو جائے گا پس اگر آقا کے کچھ اور بھی ترکہ ہو جس کی تہائی سے دو تہائی رقبہ کا نکلتا ہو تو ہر ایک میں سے دو تہائی رقبہ آزاد ہو جائے گا اور باقی ایک تہائی رقبہ کی قیمت کے واسطے سعایت کرے گا اور اگر کچھ اور ترکہ نہ ہو تو ان ہی دونوں غلاموں کے مجموعہ کی ایک تہائی دونوں کے درمیان نصفا نصف ہو گی، اور موت کے وقت اس کا ترکہ ایک رقبہ کامل اور ایک رقبہ کی دو تہائی شمار ہو گا اس لئے اس کی ایک تہائی یعنی ا۲/۳ کی ایک تہائی ۵/۹ دونوں میں تقسیم ہوں گے اور بقیہ ۴/۹ کے لئے دونوں سعایت کریں گے اور اکیلا والا غلام اپنی تہائی کے واسطے سعایت کرے گا اور مجموعہ سہام وصیت پانچ ہوں گے اور مجموعہ سہام سعایت دس ہوں گے اس طرح ایک تہائی اور دو تہائی مل کر تخریج مستقیم ہو جائے گی (شرح زیادات عتابی)

ساتواں باب

باندی کو ام ولد بنانے کے بیان میں

نوٹ :۔ ام ولد اس باندی کو کہتے ہیں جس کو اس کے آقا کے نطفہ سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے خواہ زندہ بچہ پیدا ہو یا مردہ۔ ام و[illegible] کے احکام کی تفصیل ذیل میں کی گئی ہے۔

جب باندی (مملوکہ تامہ) کو اپنے آقا کے نطفہ سے بچہ پیدا ہوا خواہ زندہ یا مردہ یا ایسا حمل ساقط کیا جس کی خلقت اعضاء ظاہر ہو چکی ہو تو وہ باندی ام ولد ہو گئی ہاں اگر آقا نے یہ اقرار کر لیا ہو کہ یہ حمل میرے نطفہ سے ہے تو اس صورت میں باندی

کے ام ولد ہونے کیلئے ایسے بچہ کا اسقاط بھی کافی ہے جس کے محض بعض اعضاء ظاہر ہوں کامل التخلقۃ بچہ کا ہونا ہوتا اس وقت ضروری نہیں، اور اگر ایسا حمل ساقط ہو جن میں ابھی کوئی عضو نہ بنا ہو، جیسے گوشت کا لوتھڑا یا بستہ خون تھا، ساقط ہوا تو اگرچہ آقا یہ دعوی کرے کہ یہ میرے نطفہ سے ہے جب بھی وہ باندی ام ولد نہ ہوگی (سراج وہاج)

ام ولد کی بیع جائز نہیں اور اسی طرح کوئی ایسا تصرف جائز نہیں جس سے اس باندی کے آزاد ہونے کا حق جو ام ولد ہونے کی وجہ سے ثابت ہو رہا تھا سوخت ہو رہا ہو جیسے ہبہ و صدقہ کرنا یا وصیت یا رہن رکھنا وغیرہ، اور جس تصرف سے یہ حق باطل نہ ہوتا ہو جائز ہے، اجرت پر دینا، خدمت لینا، کمائی کرانا، کرایہ پر کرانا، مزدوری کرانا یا خود اس سے وطی کرنا یا اور کوئی استمتاع کرنا یہ سب جائز ہے، اور جو کمائی و مزدوری یا آمدنی ام ولد کرے گی وہ سب آقا کی ہوگی، اگر کسی نے اس سے شبہ سے وطی کر لی تو اس کا عقر (تاوان) آقا کا ہوگا اور اگر آقا نے کسی سے اس کا نکاح کر دیا تو مہر آقا کا ہوگا (بدائع)

اگر ایک قاضی نے ام ولد کی بیع کے جواز کا حکم دیدیا تو قضاءً نافذ نہ ہوگی بلکہ دوسرے قاضی کی قضا پر موقوف رہے گی، اگر دوسرے قاضی نے اس قضا کو بحال رکھا تو نافذ ہوگی اور اگر باطل کر دیا تو باطل ہو جائے گی (ذخیرہ)

آقا کو یہ اختیار ضروری ہوتا ہے کہ اگر چاہے تو اس کا کسی سے نکاح کر دے لیکن جب تک اس سے ایک حیض سے استبراء نہ کرلے اس کا نکاح نہ کرنا چاہیئے (بدائع)

اگر بغیر استبراء کے اس کا نکاح کر دیا پھر چھ ماہ سے کم میں اس نے بچہ دیدیا تو یہ بچہ اسی آقا کا ہوگا اور یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور اگر چھ ماہ سے زیادہ میں بچہ دیا تو اگرچہ آقا نسب کا دعوی کرے مگر نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا البتہ آقا کے دعوی کی وجہ سے وہ بچہ آزاد قرار دیدیا جائے گا۔ (مبسوط للسرخسی)

اور آقا کے اس کا نکاح کرنے کے بعد بھی جو بچہ پیدا ہوگا وہ بچہ بھی اپنی ماں کے حکم میں ہوگا یعنی آقا کو اس کا بھی بیع و ہبہ و رہن وغیرہ رکھنا جائز نہ ہوگا اور وہ کسی کے واسطے سعایت نہیں کرے گا اور آقا کے مرنے کے بعد اس کے کل مال سے آزاد ہو جائے گا ہاں آقا کو اس سے خدمت لینا اس کو اجارہ پر دینا وغیرہ جائز رہے گا البتہ وہ بچہ اگر لڑکی ہو تو آقا اس سے استمتاع وغیرہ نہیں کر سکتا اور یہ مسئلہ اجماعی ہے،

اور اگر یہ نکاح فاسد واقع ہوا ہو تو بھی یہ نکاح نکاح صحیح میں ملحق کر دیا جائے گا (فتح القدیر)

اگر کسی شخص نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا اور اس کے بچہ پیدا ہوا پھر آقا نے اس کے نسب کا دعوی کر دیا تو یہ نسب ثابت نہ ہوگا، بلکہ نسب غلام ہی سے ثابت ہوگا، لیکن آقا کے اقرار کی وجہ سے وہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور پھر جب اس کا آقا مر جائے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی خواہ آقا نے اس کو کسی مرد سے بیاہ دیا ہو یا نہ بیاہا ہو نیز اس کا عتق تمام ترکہ سے معتبر ہوگا لہٰذا وہ فوراً آزاد ہو جائے گی خواہ تہائی مال سے برآمد ہو یا کل مال سے اس پر آقا کے وارث کی یا آقا کے قرض خواہ کی غرض کسی کی بھی سعایت واجب نہ ہوگی (غایۃ البیان)

اور یہ احکام ام ولد کیواسطے ہر حال میں ثابت ہوں گے خواہ آقا حقیقۃً مر گیا ہو یا محض حکماً مرا ہو جیسے نعوذ باللہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا ہو، اسی طرح اگر حربی امان لے کر دار الاسلام میں آیا اور یہاں کی کوئی باندی خریدی اور اس کو ام ولد بنایا، پھر دار الحرب میں چلا گیا، پھر جہاد میں قید ہوا تو یہ باندی آزاد ہو جائے گی (بدائع) اور جب ام ولد آقا

مرنے سے آزاد ہو گی تو جو کچھ مال اس وقت اس کے پاس ہو گا وہ سب آقا ہی کا ہو گا الا اینکہ آقا نے اس کے واسطے مال کی پہلے سے وصیت کی ہو (بحر الرائق عن القاضی خاں)

اور ام ولد کا آزاد ہونا ملک کے مکرر سہ کرر ہونے کے اعتبار سے مکرر ہو گا جس طرح محارم کا آزاد ہونا ملک کے مکرر ہونے سے مکرر ہوتا ہے اور عتق مکرر کی تشریح و تفصیل یہ ہے کہ اگر ام ولد کو اس کے آقا نے آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی گئی، اس کے بعد پھر قید ہو کر آئی اور آقا ہی نے اس کو خرید ا تو پھر ام ولد ہو گی یعنی اس کا ام ولد ہونا عود کر آئے گا، جیسے کہ اگر کوئی اپنے ذی رحم محرم کا کسی طرح سے مالک ہو گیا اور وہ اس کی طرف سے آزاد ہو گیا پھر مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا گیا اور پھر قید ہو کر آیا اور دوبارہ پھر اسی محرم نے خرید ا تو پھر وہ آزاد ہو جائے گا اور اسی طرح دوبارہ سہ بارہ جتنی دفعہ بھی ایسا واقعہ ہو گا وہ ذی رحم محرم آزاد ہوتا رہے گا اور یہی حکم ام ولد کا بھی ہے (قاضی خاں)

اگر نصرانی (عیسائی) کی ام ولد مسلمان ہو جائے تو اس کے آقا پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام لانے سے انکار کرے گا تو قاضی اس باندی کو اس کی ولایت سے نکال دے گا اور اس باندی کی قیمت کا اندازہ کر کے اس باندی پر قسط وار ادائیگی کے ساتھ مقرر کر دے گا اور یہ باندی مکاتبہ شمار ہو جائے گی مگر فرق یہ ہو گا کہ یہ باندی دوبارہ غلام نہ بنائی جائے گی اگرچہ اپنے آپ کو عاجز ثابت کر دے،

اور اگر اسلام پیش کرتے کے وقت یہ نصرانی مسلمان ہو گیا تو یہ باندی اپنے حال پر اسی کی ام ولد رہے گی ہاں اگر اس وقت مسلمان نہ ہو، چاہے بعد میں مسلمان ہو جائے تو ایسا نہ ہو گا اور اس باندی کا نصرانی آقا مر جائے گا تو یہ آزاد ہو جائے گی اور اس کی سعایت (بدل کتابت والی ساقط ہو جائے گی (فتح القدیر) اور اگر آقا نے قیمت دینے کا حکم اس پر کر دیا تھا اور اس کے بعد وہ مری ہے اور اس کا کوئی بچہ بھی ہے جو حالت سعایت میں پیدا ہوا ہے تو کچھ اس بچہ پر بھی واجب ہو گا جس کو وہ سعایت کر کے ادا کرے گا (محیط سرخسی)

اور اگر زید کی باندی کو مثلاً عمر سے ایک بچہ پیدا ہوا بذریعہ نکاح کے یا بذریعہ وطی بالشبہ کے، پھر عمر اس باندی کا مالک ہوا، تو بچہ کا عمر سے نسب ثابت ہو گا اور یہ باندی اس کی ام ولد شمار ہو جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) مگر واضح رہے کہ ہمارے نزدیک یہ اس کی ام ولد اسی وقت سے قرار پا جائے گی جب سے اس کا مالک ہوا ہے، نہ اس وقت سے کہ جب سے بچہ کا نطفہ قرار پایا ہے (نہر الفائق)

اگر کسی باندی کو اس کا مالک ہونے کے اعتبار سے ام ولد بنایا، پھر اس کے ۔ ۔ ۔ وہ باندی کسی دوسرے شخص کی ثابت ہو گئی اور اس ام ولد بنانے والے کے ملک سے نکل گئی، پھر اس کے بعد یہ شخص اس باندی کا مالک ہو گیا (خواہ خرید کر یا جس طریقے سے بھی صحیح ملکیت حاصل ہو گئی)، تو وہ باندی اس شخص کی ام ولد قرار دی جائے گی (کافی)، اور اگر زنا کے ذریعہ ام ولد بنایا پھر اس کا جائز مالک خرید کر یا کسی اور طریقہ سے ہو گیا تو قیاس اگرچہ کہتا ہے کہ یہ بھی ام ولد قرار پا جائے مگر استحسان یہ ہے کہ وہ ام ولد نہ ہو گی اور یہ قول ہمارے علمائے ثلثہ (امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ) کا ہے، (ذخیرہ) مگر وہ بچہ آزاد قرار دیدیا جائے گا اور اس شخص کو اس باندی کا بیچنا جائز رہے گا (اختیار شرح مختار)

اگر کوئی شخص کسی باندی کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور اس کو مجھ سے بچہ پیدا ہوا ہے لیکن یہ بات صرف اس شخص کے قول سے معلوم ہوتی ہے اور وہ شخص جس کی یہ باندی مملوک ہے اس سے انکار کرتا ہے تو اس شخص کی یہ بات تسلیم

نہیں کیجائے گی، لیکن اگر وہ شخص اس باندی کا مالک ہو جائے تو وہ باندی اس کی ام ولد قرار دی جائے گی یہ قول ہمارے علمار ثلثہ کا ہے، اگر کوئی شخص اپنی صحت کی حالت میں اقرار کرے کہ میری اس باندی سے میری اولاد ہوئی ہے تو ہمارے علمار ثلثہ کے نزدیک وہ ام ولد ہو جائے گی اور اس کے تمام مال متروکہ میں سے آزاد شمار ہو جائے گی خواہ اس کے ساتھ بچہ موجود ہو یا موجود نہ ہو (ذخیرہ)

اور اگر اپنے مرض الموت میں اس طرح کہے کہ اس باندی کو مجھ سے بچہ پیدا ہوا ہے تو دیکھا جائے گا اگر اس کو حمل ہو یا اس کے ساتھ بچہ موجود ہو تو وہ باندی اس کے کل مال سے آزاد ہو جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے (نہ اس کے حمل ہے اور نہ بچہ موجود ہے) تو فقط تہائی متروکہ کے اندر اندر آزاد ہو سکے گی (محیط سرخسی)

اور اگر حاملہ باندی کے بارے میں آقا نے اقرار کیا کہ یہ حمل مجھ سے ہے تو وہ اس کی ام ولد شمار ہو جائے گی، اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر یہ حاملہ ہو تو اس کا حمل مجھ سے ہے پھر اس کے بعد بچہ پیدا ہوا یا ایسے بچے کا اسقاط ہوا جس کے پورے اور تمام اعضار، یا بعض اعضار ظاہر تھے اور چھ ماہ کے اندر اندر ایسا ہوا ہے تو وہ اس کی ام ولد قرار پا جائے گی حتیٰ کہ اگر وہ شخص ولادت سے انکار کرے لیکن قابلہ (دائی جنائی) نے بچہ ہونے کی گواہی دی تو یہ گواہی جائز ہو گی اور وہ ام ولد قرار پا جائے گی اور نسب بچہ کا اسی سے ثابت ہو گا (ظہیریہ)

اور اگر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ ہوا اور آقا نے بچہ کا انکار کر دیا تو وہ بچہ آقا کو لازم نہ کیا جائے گا اور نہ باندی کو ام ولد قرار دیا جائے گا الا انیکہ آقا اس بچہ کا اقرار کرے (بدائع) اور اگر یہ کہا کہ باندی کا حمل مجھ سے ہے یا یہ کہا کہ اس کے شکم میں جو بچہ ہے وہ میرا ہے پھر اس کے بعد دعویٰ کیا کہ یہ ریاح تھی بچہ نہ تھا تو باندی اس کی تصدیق کرے یا تکذیب ہر حال میں وہ اس کی ام ولد ہو جائے گی اور اگر اس طرح کہا کہ جو اس کے شکم میں ہے وہ میرا ہے حمل یا بچہ کا نام نہیں لیا پھر وہ چیز ریاح شکم ثابت ہوئی تو اس صورت میں اگر باندی نے اس کی تصدیق کر دی تو وہ ام ولد نہ ہو گی (قاضی خاں) اور اگر باندی نے تکذیب کی اور کہا کہ ریاح نہیں بلکہ بچہ ہی تھا جو ساقط ہو گیا اور اس کی خلقت اعضار ظاہر تھی تو باندی کا قول مقبول ہو گا اور وہ ام ولد ہو جائے گی (محیط سرخسی)

اور اگر کسی شخص نے اقرار کیا میری یہ باندی مجھ سے حاملہ ہے مگر بچہ دو برس کے بعد پیدا ہوا اور ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی اور باندی نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ وہی حمل ہے اور آقا نے وہی حمل ہونے سے انکار کیا جب بھی وہ باندی ام ولد ہو گی البتہ بچہ کا نسب اس سے ثابت نہ ہو گا،

اور اگر آقا نے اقرار کیا کہ یہ وہی حمل ہے اور میرا ہی ہے اور حال یہ ہے کہ اقرار سے دس برس بعد بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ اسی آقا ہی کا ہو گا اگرچہ آقا کا یہ قول کہ یہ وہی حمل ہے لغو ہے[1] اور باطل قرار دیا جائے گا اور ایک مرد پر دو گواہوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اس نے اپنی اس باندی کی نسبت یہ کہا ہے کہ اس نے میرے نطفہ سے بچہ دیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس باندی کی نسبت یہ کہا ہے کہ یہ مجھ سے حاملہ ہے تو وہ اس کی ام ولد ہو جائے گی کیونکہ دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حمل اسی کا تھا لہٰذا یہ بچہ قطعاً اسی کا ہے، اسی طرح اگر ایک گواہ نے اس طرح گواہی دی کہ اس شخص نے مجھ سے یہ اقرار کیا ہے کہ یہ باندی

---

[1] یعنی مدار ثبوت یہ قول نہ ہو گا کہ یہ حمل وہی ہے بلکہ مدار ثبوت یہ قول ہو گا کہ یہ حمل وہی ہے اس لئے کہ یہ قول، اقرار جدید کو متضمن ہے تو گویا اقرار جدید سے ثبوت نسب ہوا، ۱۲-

نے مجھ سے لڑکا جنا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ اقرار نقل کیا کہ باندی نے لڑکی جنی ہے جب بھی یہی حکم ہوگا کہ وہ باندی اس کی ام ولد شمار ہوگی (محیط) اگر کوئی شخص اپنی باندی سے یہ کہے کہ اگر تیرے شکم میں لڑکا ہے تو وہ میرے نطفہ سے ہے اور اگر لڑکی ہو تو میرے نطفہ سے نہیں تو بچہ کا نسب بہر حال اس سے ثابت ہوگا خواہ لڑکی پیدا ہو یا لڑکا۔

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر تیرے شکم میں بچہ ہے تو وہ دو سال میرا ہے پس اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا اور اگر چھ ماہ سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہ ہوگا اور یہ مدت مقرر کرنا باطل ہوگا (قاضی خاں) اور اگر کوئی شخص ایسی باندی خریدے جس کے تین لڑکے ہوں پھر ان میں سے ایک لڑکے کے بارے میں اپنا لڑکا ہونے کا دعویٰ کرے تو اگر یہ تینوں لڑکے ایک ہی بطن سے (توام) پیدا ہوتے ہیں جب تو تینوں کا نسب اسی شخص سے ثابت ہوگا اور اگر تینوں مختلف بطن سے ہیں (ایک ہی بطن سے نہیں ہیں) تو محض اس لڑکے کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا جس کے بارے میں اس نے دعویٰ کیا ہے باقی دونوں غلام ہی شمار ہوں گے اور ان کا فروخت کرنا جائز رہے گا۔

اور اگر کسی شخص کی باندی کے تین اولاد مثلاً مختلف بطنوں سے پیدا ہو اور آقا ان میں سے سب سے چھوٹے لڑکے بارے میں اپنے نسب کا دعویٰ کیا تو فقط اسی کا نسب ثابت ہوگا اور باقی دونوں غلام رہیں گے آقا اگر چاہے تو ان کو فروخت کر دے اور یہ حکم بالاتفاق ہے اور اگر سب سے بڑے لڑکے کے بارے میں اپنے نسب کا دعویٰ کیا تو اس کا نسب آقا سے ثابت ہوگا، اور باقی دونوں اپنی ماں کے تابع بمنزلہ اپنی ماں کے ہوں گے کہ ان کو فروخت نہیں کر سکتا لیکن ان کا نسب اس آقا سے ثابت نہ ہوگا (مبسوط للسرخسی)

اگر کسی شخص کے باندی ہے اور وہ اس سے وطی کرتا ہے لیکن ہر بار عزل[1] کر لیتا ہے پھر یہ باندی اس کے پاس سے ایک زمانہ تک غائب ہے اور پھر لوٹ کر آ دے اور غائب ہونے سے چھ ماہ پر بچہ دے، تو مشائخ نے فرمایا ہے اگر جس شخص کے پاس گئی تھی (جو اس سے متہم ہو) اور آقا کا غالب گمان یہ ہو کہ اس نے فجور کیا ہے تو آقا کو اس بچے کے نفی (انکار) کر دینے کی گنجائش ہے کہ یہ میرا نہیں ہے اور اگر اس کا فجور ظاہر نہ ہوا ہو اور آقا کا غالب گمان یہ ہو کہ یہ عفیفہ ہے اس نے فجور نہیں کیا ہے تو آقا کو اس بچہ کا انکار نہ کرنا چاہیے بلکہ چاہیے کہ اس بات پر گواہ بنا لے کہ یہ باندی میری ام ولد ہے تاکہ اس کی موت کے بعد اس کا بچہ غلام نہ بنا لیا جائے (قاضی خاں)

اور اگر اپنی باندی سے وطی (جماع) کرتا ہے اور عزل نہیں کرتا ہے اور اس باندی کو دوسروں سے محفوظ کر لیا ہے پھر اس کے بعد بچہ پیدا ہو تو دیانتاً آقا کو جائز نہیں ہے کہ اس بچہ کو فروخت کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ اقرار کرے کہ یہ بچہ میرا ہی ہے، اور اگر اس سے عزل کرتا ہو اور اس کو محفوظ نہ رکھا ہو تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک آقا کو جائز ہے کہ اس کے بچہ کا اپنا بچہ ہونے سے انکار کرے (سراج الوہاج) اگر کسی شخص کی ام ولد اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی ہو، مثلاً اس طرح پر کہ آقا کے لڑکے نے اس ام ولد سے وطی کر لی یا اس کے باپ نے وطی کر لی یا آقا ہی نے اس ام ولد کی لڑکی سے یا ماں سے وطی کر لی پھر چھ ماہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو حرام ہونے کے بعد جو بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب آقا سے بغیر آقا کے دعویٰ نسب کے ثابت نہ ہوگا، ہاں اگر نسب کا دعویٰ کر دیا تو نسب ثابت ہو جائے گا اس لیے کہ حرام ہونے سے ملک نہیں ختم ہوتی (بدائع) اگر

[1] عزل کرنا، انزال کے وقت عضو باہر نکال کر انزال کرنا۔ ۱۲ منہ

کسی باندی نے کسی مرد کو دھوکا دیا اور کہا کہ میں آزاد ہوں اور اس مرد نے اس سے نکاح کر لیا اور اس سے اولاد بھی ہوئی پھر آقا نے اس پر اپنا استحقاق ثابت کر دیا تو آقا کے لئے اس باندی کے ملنے اور اس کی اولاد کی قیمت ملنے اور وطی کر لینے والے سے عقر (ضمان وطی) ملنے کا حکم دیا جائے گا پھر جب وہ آزاد ہو جائے گی تو اولاد کا باپ اس باندی سے اولاد کی قیمت واپس لے سکے گا اور اگر اولاد کے باپ نے نصف باندی اس کے آقا سے خرید لی تو وہ اس کی ام ولد ہو جائے گی، اور اس کی نصف قیمت کا اس کے آقا کو تاوان بھی دے گا (مبسوط)

زید نے بکر کی ام ولد کو عمر سے خرید لیا اور زید کو اس کا علم نہیں تھا پھر زید سے اس کے ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا اور پھر بکر نے اس کا دعویٰ کیا اور بکر کے واسطے اس باندی کے ملنے کا بھی حکم ہو گیا تو زید پر بکر کے واسطے بچہ کی قیمت دھوکہ دہی کی وجہ سے واجب ہو گی (ظہیریہ)

اور اگر اپنے ایسے غلام کے بابت یہ کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے جس غلام کی عمر کا بیٹا اس کہنے والے کے لئے نہیں ہو سکتا، تو امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک وہ غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا باقی رہی یہ بات کہ اس کی ماں ام ولد ہو گی، یا نہیں، تو صحیح یہ ہے کہ یہ اقرار اس کی ماں کے بھی ام ولد ہونے کا اقرار ہے (سراج الوہاج)

اگر کوئی باندی باپ کے تصرف وطی میں آئی اور اس سے بچہ جنا یا تو بچہ کا نسب اس باپ سے ثابت ہو گا (قنیہ) اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور باپ نے اس بچہ کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے تو باپ سے اس کا نسب ثابت ہو گا اور یہ باندی اس باپ کی ام ولد ہو جائے گی خواہ بیٹے نے اس شخص کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور خواہ باپ نے شبہ سے ایسا کیا ہو یا بلاشبہ ایسا کیا ہو (ہر حال میں یہی حکم ہو گا (سراج وہاج)، اور باپ پر باندی کی قیمت واجب ہو گی مگر عقر اور بچہ کی قیمت واجب نہیں ہو گی (کافی)، اور اس ام ولد بنانے (استیلاد) کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وقت علوق سے دعویٰ نسب کے وقت تک لڑکے کی ملک میں ہو اور باپ وقت علوق سے دعویٰ نسب کے وقت تک اہلیت دعویٰ بھی رکھتا ہو چنانچہ اگر بیٹے نے اس باندی کو فروخت کر دیا پھر وہ باندی اسی لڑکے کی طرف لوٹ آئی خواہ جدید بیع کے ذریعہ یا اسی سابق بیع کے فسخ ہونے سے اور پھر بیچنے کے وقت سے چھ ماہ کے اندر اندر باندی نے بچہ جن دیا پھر باپ نے اس بچہ پر نسب کا دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ صحیح نہ ہو گا ہاں اگر بیٹے نے اس کی تصدیق کر دی تو دعویٰ صحیح ہو جائے گا بالکل اس طرح جیسے کہ کوئی اجنبی شخص باپ کے علاوہ دعویٰ نسب کرتا اور بیٹا اس کی تصدیق کر لیتا تو اس اجنبی کا بھی دعویٰ نسب تسلیم ہو جاتا،

اسی طرح اگر باپ کافر رہا ہو پھر اسلام لائے یا غلام رہا ہو پھر آزاد ہو جائے، یا مجنون رہا ہو پھر صحتیاب ہو جائے اور صورت مسئلہ وہی ہو جو اوپر مذکور ہوئی اور باپ کے اسلام لانے یا آزاد ہونے یا صحتیاب ہونے سے چھ ماہ کے اندر باندی کے بچہ ہو اور باپ دعویٰ نسب کرے تو یہ دعویٰ ولایت دعویٰ نہ ہونے کی وجہ سے لڑکے کی تصدیق کے بغیر صحیح نہ ہو گا، (فتح القدیر)، پس اگر لڑکا باپ کے دعویٰ کی تصدیق کر دے تو اس بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہو جائے گا، لیکن باندی کا مالک نہ شمار ہو گا البتہ بچہ آزاد قرار دیا جائے گا لڑکے کے اس گمان کی وجہ سے کہ وہ بچہ (اس کی تصدیق کے مطابق اس کا بھائی ہے اور وہ اپنے بھائی کا مالک ہوا ہے (تبیین) بخلاف معتوہ[1] کے کہ اگر معتوہ صحت کے بعد (اسی صورت مسئلہ میں) نسب کا دعویٰ

---

[1] معتوہ ایسا کم عقل جس کو نتائج سوچنے کی قوت نہ ہو ۱۲ منہ۔

کرے اور باندی نے افاقہ سے چھ ماہ کے بعد بچہ دیا ہے قیاس کے مطابق بوقت علوق واستقرار حمل ولایت دعوی نہ ہونے کی وجہ سے دعوی صحیح نہ ہوگا، لیکن استحسانًا دعوی صحیح قرار دیا جائے گا اس لئے معتوہ ہونا ولایت کو اور حقوق کو باطل نہیں کرتا بلکہ صرف عمل کرنے سے روکتا ہے (فتح القدیر)

اور اگر بیٹے نے اپنی باندی کا نکاح اپنے باپ سے کر دیا اور اس کے بچہ پیدا ہوا تو باندی ام ولد نہ ہوگی اور نہ باپ پر قیمت واجب ہوگی البتہ باپ پر مہر واجب ہوگا اور بچہ آزاد شمار ہوگا (اختیار شرح مختار) اور اگر باندی بیٹے کی مدبرہ ہو یا ام ولد ہو تو چونکہ باپ کی جانب قیمت کے ذریعہ منتقل نہ ہوسکتی اس لئے باپ کا یہ دعوی باطل ہوگا (کفایہ)

اور اگر دادا اپنے پوتے کی باندی سے وطی کرے اور اس کے بچے کے نسب کا دعوی کرے تو اگر باپ زندہ ہے تو دادا کا نسب ثابت نہ ہوگا اس لئے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا کی ولایت منقطع اور کالعدم ہے، ہاں اگر باپ مرجائے اور اس کے بعد دادا نسب کا دعوی کرے تو اس صورت میں دادا کا نسب ثابت ہو جائے گا (یہی) حکم ہے جب باپ زندہ ہو اور اس کو ولایت حاصل نہ ہو، مثلاً باپ غلام ہو یا کافر ہو یا مجنون ہو کیونکہ اس وقت ولایت دادا ہی کو ثابت ہوگی پس اس کا دعوی بھی صحیح ہوگا، علیٰ ہٰذا اگر باپ کی ولایت لوٹ آوے بایں طور کہ دعوی سے قبل باپ اسلام قبول کر لے، یا آزاد ہو جائے یا صحتیاب ہو جائے تو دادا کا دعوی قبول نہ کیا جائے گا،

اور اگر باپ مرتد ہو تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک دادا کا دعوی موقوف رہے گا اگر تائب ہو کر اسلام قبول کرلے گا تو دادا کا دعوی باطل ہو جائے گا اور اگر اسی حالت پر مرجائے گا یا دار الحرب میں بھاگ جائے گا یا قاضی دقت دار الحرب میں چلے جانے کا فیصلہ کر دے گا تو دعوی پھر صحیح ہو جائے گا،

اور اگر آقا نے باندی کو بیچ دیا اور وہ باندی حاملہ ہو پھر وہ باندی اسی آقا کی طرف لوٹ آوے، خریدنے سے یا خیار عیب یا خیار شرط سے یا بیع کے فاسد ہونے کی وجہ سے اور وقت بیع سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو جائے، تو دادا کا یا باپ کا کسی کا دعوی نسب صحیح نہ ہوگا ہاں اگر بیٹا تصدیق کرے گا تو ان دونوں صورتوں میں نسب ثابت ہو جائے گا اور باندی کی قیمت لڑکے کو دلا کر ام ولد قرار دیدی جائے گی اور لڑکا بغیر قیمت کے آزاد قرار دیدیا جائے گا (غایۃ البیان)

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی باندی سے یا اپنے باپ یا دادا کی باندی سے وطی کرے اور اس کے بچہ پیدا ہو جائے اور وہ شخص نسب کا دعوی کرے تو نسب ثابت نہ ہوگا البتہ اس سے حد ساقط رہے گی اور اگر اس طرح کہے کہ اس باندی کے آقا نے میرے لئے اس باندی کی وطی حلال کر دی تھی جب بھی نسب ثابت نہ ہوگا ہاں اگر آقا وطی حلال ہونے کی نیز وہ بچہ بھی اسی کا ہونے کی تصدیق کرے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور اگر آقا نے اس شخص کی تکذیب کی لیکن وہ شخص ایک دن کے لئے بھی اس باندی کا مالک بملک صحیح ہو گیا تو نسب ثابت تسلیم کر لیا جائیگا (قاضی خاں)

اور اگر کوئی شخص اپنے مکاتب کی باندی سے مباشرت کرے اور اس کے بچہ پیدا ہو جائے اور وہ شخص اس بچہ کے نسب کا دعوی کرے تو اگر مکاتب نے اس شخص کی تصدیق کرلی ہے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور اس شخص پر باندی کا عقر (ضمان بدل نقصان) اور لڑکے کی قیمت لازم ہو جائے گی مگر وہ باندی اس کی ام ولد نہ قرار پائے گی اور اگر مکاتب نے نسب کے معاملہ میں آقا کی تکذیب کر دی، تو نسب ثابت نہ ہوگا (ہدایہ) اور اگر آقا اپنے مکاتب کی باندی کے اس لڑکے کا ایک دن کے لئے بھی مالک ہو گیا جس لڑکے کے نسب کا اس نے دعوی کیا تھا اور مکاتب کی تکذیب کی وجہ سے نسب ثابت نہ ہو سکا تھا تو اب اس کے مالک ہوتے کے

وقت اس کا دعویٰ نسب لڑکے پر ثابت ہو جائے گا اور مبسوط للسرخسی میں مذکور ہے کہ جب آقا اپنے مکاتب کی باندی کا مالک مکاتب کی تصدیق کی صورت میں ایک دن کے لئے بھی صحیح ملک کے ساتھ ہو جائے گا تو وہ باندی اس شخص کی ام ولد بھی قرار پا جائے گی نہایہ میں اسی طرح یہ مسئلہ ہے،

اور جب کوئی شخص اپنی باندی کو مکاتبہ بنائے اور اس باندی کے بچہ ہو اور اس کا کوئی نسب معروف و مشہور نہ ہو پھر آقا اس کے نسب کا دعویٰ کرے تو آقا کا نسب اس لڑکے سے ثابت ہو جائے گا عام اس سے کہ باندی اس کی تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور عام اس سے کہ وہ بچہ دعویٰ سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو یا زیادہ میں پیدا ہو ہر حال میں جب نسب کا دعویٰ کرے گا تو نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور کوئی ضمان اس شخص پر اس معاملہ میں نہ ہو گا ہاں اگر چھ ماہ پیدا کرنے کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے تو اس شخص پر مکاتبہ کا عقر (ضمان بدل نقصان) لازم آئے گا اور مکاتبہ کو اختیار ہو گا کہ اگر چاہے تو اپنی کتابت کو برقرار رکھے اور اگر چاہے تو اپنے کو بدل کتابت دینے سے عاجز قرار دے لے (بدائع)

اور عبد ماذون کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ عبد ماذون (وہ غلام جس کو اس کے آقا نے بیع و شرار کی اجازت دی ہو) جب کوئی باندی خریدے اور اس کے بچہ پیدا ہو اور وہ غلام ماذون بچے کے نسب کا اپنے لئے دعویٰ کرے تو اس کا نسب ثابت تسلیم کر لیا جائے گا اور اگر عبد محجور (غلام غیر ماذون) ہو تو یہ دعویٰ نسب کا ثابت نہ ہو گا ہاں اگر وطی بالشبہ کا دعویٰ کرے تو یہ دعویٰ ثابت ہو جائے گا (فتاویٰ عتابیہ)

اور اگر کوئی شخص کوئی ایسی باندی خریدے جس کے اس شخص کے بچہ پیدا ہو چکا ہے اور اس باندی کے ساتھ ایک لڑکی کسی دوسرے شخص سے بھی تھی تو وہ باندی اس شخص کی ام ولد ہو جائے گی اور اس شخص کو اب اس باندی کے بیچنے کا اختیار نہیں رہے گا البتہ اس لڑکی کو جس کو ساتھ لائی تھی بیچ سکتا ہے، پھر اگر اس باندی کا کسی شخص سے نکاح کر دیا اور اس شخص سے بھی کوئی لڑکی پیدا ہوئی تو اس لڑکی کو بھی فروخت نہیں کر سکتا پھر اگر اس شخص نے ان سبھوں کو آزاد کر دیا پھر ان سب کے دار الحرب میں قید ہونے کے بعد یا مرتد ہونے کے بعد خرید لیا تو وہ سب پھر اسی حال پر لوٹ آئیں گی جس حال پر پہلے تھیں، اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ماں کا اور دوسری لڑکی کا فروخت کرنا حرام رہے گا اور پہلی لڑکی کا فروخت کرنا حرام نہ ہو گا اور امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک محض ماں کا فروخت کرنا حرام ہو گا اور ان دونوں لڑکیوں کا فروخت کرنا حرام نہ ہو گا (ظہیریہ)

اور اگر کوئی باندی دو شخصوں کے درمیان مشترک ہو اور ان ہی دونوں کی ملک میں حاملہ ہو جائے اور بچہ دے اور ان دونوں میں سے ایک اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کرے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور پوری باندی تنہا اس ایک شخص کی ام ولد ہو جائے گی اور نصف جاریہ کا ضمان اس پر عائد ہو جائے گا خواہ وہ شخص غریب ہو یا مال دار ہو اس سے کچھ فرق نہ پڑے گا بلکہ اپنے شریک کو نصف عقر (نصف بدل نقصان) دے گا اور لڑکے کی قیمت کا کوئی ضمان عائد نہ ہو گا،

اور اگر اس صورت میں دونوں شریک لڑکے پر نسب کا دعویٰ کریں تو وہ لڑکا دونوں کا مشترک قرار دیا جائے گا، اور وہ باندی دونوں کی ام ولد قرار پائے گی اور دونوں کی خدمت ایک ایک دن باری باری کرے گی اور ان میں سے کسی پر باندی کی قیمت کا ضمان تو نہ ہو گا لیکن نصف عقر کا ضمان ہر ایک پر ہو گا اور وہ ایک دوسرے پر بدل ہو کر مجرا ہو جائے گا

(بدائع)، اور لڑکا دونوں سے پورے لڑکے کی میراث پائے گا اور وہ دونوں مشترک طور پر فقط ایک باپ کی میراث پائیں گے (ہدایہ) اور اگر دونوں میں سے فقط ایک شخص اس باندی کو آزاد کرے یا مرجائے تو پوری باندی بالاتفاق آزاد ہو جائے گی اور کوئی سعایت یا کوئی ضمان اس باندی پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں لازم نہ آئے گا (فتاویٰ قاضی خاں)،

اور اگر کوئی باندی دو آدمیوں کے درمیان اس طرح مشترک ہو کہ ایک محض ایک عشر (1/10) کا مالک ہو اور دوسرا (9/10) کا مالک ہو اور اس کے بچہ پیدا ہو اور دونوں میں سے ہر ایک اس بچہ پر ساتھ ساتھ دعویٰ کریں یعنی ہر ایک یہ کہے کہ یہ بچہ میرا ہے، تو وہ بچہ ہر ایک کا پورا پورا بچہ شمار ہوگا پس اگر وہ بچہ مرجائے تو وہ دونوں نصف نصف کے وارث ہوں گے اور اگر وہ بچہ کوئی جنایت کرے تو دونوں نصف نصف تاوان جنایت دیں گے، اور اگر باندی کی کوئی جنایت (ایسا قصور جس میں دیت یا مالی تاوان لازم آوے) جیسے کسی کی آنکھ پھوڑ دی یا کسی کا مال چرالیا وغیرہ کرے، تو دسواں (1/10) حصہ کے مالک پر تاوان جنایت کا دسواں حصہ اور دوسرے مالک پر 9/10 حصہ تاوان جنایت کا لازم ہوگا اسی حساب سے باندی کا ولاء (ترکہ) بھی دونوں کے لئے ہوگا (ظہیریہ)

اور اگر کوئی باندی تین یا چار یا پانچ آدمیوں میں مشترک ہو اور سب نے بچے کے نسب کا دعویٰ کریں تو سب سے اس بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک وہ باندی سب کی ام ولد قرار دیدی جائے گی اگرچہ ان کے حصہ مختلف اور کم وبیش ہوں، مثلاً ایک شخص باندی کے محض ایک چھٹی کا مالک ہو اور دوسرا چوتھائی کا اور تیسرا تہائی کا اور باقی کا چوتھا مالک ہو سب سے نسب ثابت ہوگا اور باندی میں سے ہر ایک کا حصہ ام ولد ہو جائے گا اور کوئی دوسرے کے حصہ میں زیادتی و تعدی نہیں کرے گا یہاں تک کہ خدمت گذاری و مزدوری وغیرہ سب ان کے حصے کے مطابق تقسیم ہوگا (بدائع)

اگر کوئی باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو، اور دو بچے ایک ہی بطن سے پیدا ہوں اور ان میں سے ایک بڑے بچے کے بارے میں دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور دوسرا شخص دوسرے بچے کے بارے میں دعویٰ کرے تو وہ دونوں بچے بڑے بچے کے دعویٰ کرنے والے کے شمار ہوں گے اور اگر دونوں بچے دو بطن سے ہوں تو فقط بڑا بچہ اپنے مدعی نسب کا شمار ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد شمار ہوگی اور وہ باندی کی نصف قیمت کا ضمان اور اس کا نصف عقر (بدل نقصان) اپنے شریک کو دے گا اور بچے کی قیمت کا کوئی ضمان نہ دے گا اس لئے کہ بچہ کا استقرار علوق (حمل) ہی آزاد ہو کر ہوا ہے اور چھوٹے بچہ کا نسب اس کے مدعی کے لئے استحساناً ثابت ہوگا اور پورے بچہ کی قیمت کا ضمان شریک اول کو دے گا (عتابیہ) اور اگر کوئی باندی دو شخصوں کے درمیان میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک شریک یہ کہے کہ جو بچہ تیرے شکم میں ہے اگر وہ لڑکا ہوا تو میرا ہے اور اگر لڑکی ہوئی تو میری نہیں ہے، اور دوسرا شریک یہ کہے کہ اگر لڑکی ہوئی تو میری ہے، اور اگر لڑکا ہوا تو میرا نہیں ہے تو یہ جملے دو طرح پر ہوں گے ایک یہ کہ یہ دونوں جملے ایک ساتھ دونوں نے کہے تو جو بچہ اس بطن میں پیدا ہوگا وہ دونوں کا برابر ہوگا عام اس سے کہ لڑکا پیدا ہو یا لڑکی اور اگر ایک ساتھ دونوں نے نہیں کہا اور بچہ دونوں کے کلام سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو تو وہ بچہ اس کا شمار ہوگا جس نے پہلے یہ جملہ کہا ہو عام اس سے کہ لڑکا ہو یا لڑکی اور اگر پہلے یہ جملہ کہنے والے سے چھ ماہ کے بعد اور دوسرے کے کلام سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تو وہ بچہ محض دوسرے کا شمار ہوگا اور اگر دونوں کے یہ جملے بولنے کے چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا تو ان میں سے کسی کا نسب ثابت نہ

ہوگا۔ ہاں اگر ان میں سے کوئی پھر جدید دعویٰ کرے گا تو اس کا شمار کرلیں گے (محیط)

اور اگر دو شریکوں میں مشترک باندی نے جس وقت سے وہ دونوں مالک ہوئے ہیں چھ ماہ پورے ہونے کے بعد بچہ دیا ہے اور ان میں سے ایک شریک نے باندی کا دعویٰ کیا کہ میری ہے اور دوسرے نے بچہ کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور دونوں ایسی عمر کے ہیں کہ ان کے یہ بچہ پیدا ہو سکتا ہے جس کا دعویٰ کیا ہے اور دونوں نے ساتھ ہی دعویٰ کیا ہے تو لڑکے کا دعویٰ جس نے کیا ہے، اس کا دعویٰ مقدم ہوگا اس لئے کہ بچہ پر نسب کا دعویٰ کرنا اس کی ماں کے ام ولد بنانے کے دعویٰ کو بھی مستلزم ہے اور کامل دعویٰ ہے اور ام ولد اپنی مملوکہ ہوتی ہے تو گویا دونوں کے مملوک ہونے کا دعویٰ کیا، اور ماں پر ملکیت کا دعویٰ کرنا محض ماں کے مالک ہونے کا دعویٰ کرنا ہے بچہ کے مملوک ہونے کے دعویٰ کو مشتمل نہیں اور قاصر دعویٰ ہے (اور کامل دعویٰ قاصر دونوں پر مقدم ہوتا ہے) اور بچہ کے مدعی پر ماں کا نصف عقر اور نصف قیمت لازم ہوگی اور بچہ کا مدعی شریک کے ضمان کے حصے بری نہ ہوگا اپنے اس گمان کی وجہ سے کہ وہ بچی اس کی بیٹی ہے اور اگر جس وقت دونوں مالک ہوئے ہیں اس وقت سے چھ ماہ کے اندر اندر بچہ پیدا ہوگیا تو کسی ایک جانب میں مرجح نہ ہونے کی وجہ سے ہر شریک کا دعویٰ صحیح ہو جائے گا اور بچہ کے نسب کا دعویٰ دونوں سے ثابت ہو جائے گا لڑکی کا دعویٰ اس کے مدعی کے حق میں اور لڑکے کا دعویٰ اس کے مدعی کے حق میں اور کوئی ان میں سے اپنے شریک سے کسی قسم کی غرامت (تاوان) کا حق دار نہ ہوگا اور باندی پر مدعی کے ذمہ بھی ام ولد ہوتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک کوئی غرامت نہ ہوگی اس لئے کہ وہ باندی پر دعویٰ کرنے کی وجہ سے ایسا ہوگیا جیسا اپنے شریک کی ام ولد کو آزاد کیا اور ام ولد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک متقوم ہوتی ہے، پس قیمت آجائے گی اور عقر نہ آئے گا اسی طرح لڑکے کے مدعی پر بھی عقر نہ ہوگا اور اگر جس وقت سے مالک ہوئے ہیں اس وقت سے چھ ماہ کے بعد باندی نے بھی بچہ (لڑکی) دیا اور اس لڑکی نے بھی بچہ (لڑکی) دیا اور شریک نے ایک لڑکی پر دعویٰ کیا تو دونوں دعویٰ صحیح ہوں گے اور پہلی لڑکی کے دعویٰ کرنے والے پر مشترک جاریہ کی نصف قیمت لازم آجائے گی اور وہ مشترک جاریہ پہلی لڑکی کی ماں، اور دوسرے لڑکے کی جدہ (نانی) ہے، لیکن اگر جدہ نے دوسرے کے دعویٰ سے قبل اس کا دعویٰ قبول کر لیا اور اس سے قیمت بھی لے لی، تو اب قیمت دوبارہ لازم نہیں آئے گی اور پہلی لڑکی کا مدعی اس وقت اپنے شریک سے جدہ کی قیمت سے کسی شئے کا ضامن نہ ہوگا اور اس پر پہلی لڑکی کی جس کا دعویٰ کیا ہے، اس کی قیمت بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک واجب نہ ہوگی البتہ پہلی لڑکی کا عقر دوسری لڑکی کے مدعی پر پورا پورا واجب ہوگا،

اور اگر اس صورت میں مالک ہونے سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے اور وہ بچہ لڑکی ہو اور پھر اسی لڑکی کے دوسری لڑکی پیدا ہو تو معتبر دعویٰ دوسری لڑکی کا دعویٰ ہوگا اور پہلی کا دعویٰ صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ یہ دعویٰ استیلاد کے دعویٰ کو مشتمل ہے، اور پہلی کا دعویٰ محض آزاد کرنے کا دعویٰ ہے، کیونکہ اس کا علوق (استقرار حمل) دونوں کی ملکیت کے زمانہ میں نہیں ہوا پس دوسری کا دعویٰ اس استناد کی وجہ سے مقدم و اسبق ہوگا، اور دوسری لڑکی کا مدعی پہلی کے مدعی کو پہلی کے نصف قیمت کا تاوان اور نصف عقر دے گا اور پہلی کے مدعی جد (نانی) کے بارے میں کوئی تاوان و غرامت نہ ہوگی (شرح التلخیص للجامع الکبیر فی باب دعویٰ احد الشریکین)

اگر کوئی باندی دو آدمیوں میں مشترک ہو اور وہ کسی تیسرے شخص سے بچہ دے اور وہ تیسرا یہ کہے کہ تم دونوں نے مجھ سے اس کا نکاح کر دیا تھا اور دونوں شریکوں میں سے ایک شریک اس کی تصدیق کرے اور دوسرا شریک یہ کہے کہ ہم نے تمہارے ہاتھ

اس کو فروخت کیا تھا تو نصف باندی ام ولد ہو گی موقوف ہو کر یعنی وہ کسی شریک کی خدمت نہیں کرے گی اور نصف باندی نکاح کا اقرار و تصدیق کرنے والے کے لئے غلام ہی رہ جائے گی اور ام ولد بنانے والے کے لئے بھی اس کی وطی کرنا حلال نہ رہے گی اس لئے کہ مقر بالنکاح اور مستولد دونوں نے نصف کے اندر تصادق کر لیا ہے اور یہ تصادق حلت کا فائدہ کسی طرح نہیں دے سکتا اور نصف بچہ جو مقر بالبیع کا ہے وہ آزاد ہو جائے گا اور اپنے نصف آخر میں سعی کرے گا اور مقر بالنکاح کے لئے بھی مستولد یا مقر بالبیع پر کوئی ضمان نہیں آئے گا البتہ مباشرت کرنے والے پر دونوں کے لئے عقر ہو گا پس نصف عقر مقر البیع وصول کرے گا اور نصف مقر بالنکاح وصول کرے گا اور مقر بالبیع سے کہا جائے گا کہ جس نوعیت سے تم نے دعویٰ کیا ہے اسی نوعیت سے وصول کر لو، پھر اگر مستولد مر جائے تو باندی اپنی نصف قیمت میں مقر بالنکاح کے لئے سعایت کرے گی،

اور اگر اس کے دونوں مالکوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ اس کو فروخت کیا تھا تو ام ولد بنانے والا اس باندی کی قیمت کا کوئی ضمان نہ دے گا بلکہ عقر (بدل نقصان) دونوں کو دے گا اور اگر باندی ایسی ہو کہ اس کے آقا کا کوئی علم نہ ہو یعنی یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی باندی ہے اور ام ولد بنانے والا یہ کہہ رہا ہو کہ تم دونوں نے مجھ سے اس کا نکاح کیا تھا اور وہ دونوں کہہ رہے ہوں کہ ہم نے تمہارے ہاتھ اس کو فروخت کیا تھا تو اس صورت میں یہ باندی ام ولد ہو گی اور اس کا بچہ آزاد شمار ہو گا اور مستولد (ام ولد بنانے والے) پر باندی کی قیمت دینی لازم ہو گی اور بچہ کی قیمت کا ضمان لازم نہ ہو گا عقر کے ضمان کے بارے میں کتاب (مبسوط) میں کوئی تذکرہ نہیں ہے اور مشائخ فقہ اس بارے میں مختلف ہیں بعض کے نزدیک لازم ہو گا اور بعض کے نزدیک لازم نہ ہو گا،

اور اگر مباشرت کرنے والا ہبہ کا دعویٰ کرے اور وہ دونوں بیع کا دعویٰ کریں اور باندی کے آقا کا حقیقت میں علم نہ ہو، یا ان دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے اس کو غصب کیا تھا اور وطی کرنے والے نے کہہ دیا کہ تم دونوں نے بیچ کہا تو وہ باندی ام ولد قرار پا جائے گی اور اس پر ان دونوں کے لئے باندی کی قیمت لازم ہو گی اور اگر باندی نے ان سب کی تصدیق کر دی تو وہ تصدیق خود اس کے حق میں لاگو ہو گی اور ان دونوں کی طرف باندی بنا کر واپس کر دی جائے گی، اور اگر وطی کرنے والا خریدنے کا دعویٰ کرے اور آقا نکاح کرنے کا دعویٰ کرے تو نسب ثابت ہو جائے گا اور لڑکا آزاد نہ شمار ہو گا اور یہ حکم اس وقت ہے جب معلوم ہو جائے کہ وہ باندی اقرار کرنے والے ہی کی ہے اور اگر یہ نہ معلوم ہو تو لڑکا آزاد کر دیا جائے گا (محیط)

اور اگر کوئی باندی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور اس کے ایک بطن سے دو بچے پیدا ہوں ایک مردہ اور ایک زندہ اور دونوں شریکوں میں سے ایک شریک مردہ کے بارے میں اپنا بچہ ہونے کا دعویٰ کرے اور زندہ سے انکار کرے تو یہ انکار معتبر نہ ہو گا اور وہ زندہ بچہ بھی اسی کا قرار دیا جائے گا اور یہی حکم ہے جب ان دونوں میں کا ہر ایک مردہ بچہ کے بارے میں دعویٰ کرے یا ہر ایک ان میں کا دونوں بچوں پر دعویٰ کرے تو دونوں کا نسب دونوں سے ثابت ہو گا (مبسوط) اور اگر کوئی باندی باپ بیٹے اور دادا کے درمیان میں مشترک ہو اور کوئی بچہ دے اور ہر ایک اس بچہ پر دعویٰ کرے تو اس دعویٰ میں دادا کو ترجیح ہو گی (ظہیریہ) اور اگر باپ اور بیٹے کے درمیان میں مشترک ہو اور دونوں اس کے بچے پر دعویٰ کریں تو باپ کا دعویٰ استحساناً زیادہ معتبر ہو گا اور باندی کی نصف قیمت کا ضمان اور اس کا نصف عقر وہ دے گا اور نصف عقر بیٹا دے گا اور دونوں ایک دوسرے سے بطور مبادلہ مجرا کر لیں گے (سراج وہاج) اور جب دو شریکوں میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو اور دونوں ساتھ ساتھ

دعویٰ کریں تو مسلمان زیادہ مستحق ہوگا اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب دعویٰ کرنے سے قبل ذمی مسلمان نہ ہوا ہو اور جب دعویٰ سے پہلے ذمی مسلمان ہو گیا تو پھر اس کے بعد باندی نے بچہ دیا ہو تو پھر دونوں نے ساتھ ساتھ دعویٰ کیا ہو تو ان دونوں سے نسب بچہ کا ثابت ہوگا دونوں کا حال برابر ہوگا، اور اگر دعویٰ ذمی اور مرتدہ کے درمیان دائر ہو تو لڑکا مرتد کا قرار پائے گا اور ہر ایک اپنے شریک کو نصف عقر دے گا (غایۃ البیان)

اور اگر باندی اہل کتاب اور مجوسی کے درمیان مشترک ہو تو اہل کتاب زیادہ مستحق ترجیح ہوگا اور اگر غلام اور مکاتب کے درمیان مشترک ہوگی تو مکاتب زیادہ مستحق ہوگا اور اگر مسلمان غلام اور کافر آزاد کے درمیان مشترک ہوگی تو آزاد (اگرچہ کافر ہو) زیادہ مستحق ہوگا، لیکن اگر کسی ایک کا دعویٰ ثابت ہو تو ان تمام مذکورہ صورتوں میں سابق ہی کو ترجیح ہوگی خواہ وہ سابق کافر ہو یا غلام غرض جو بھی ہو (سراج وہاج)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے دو آدمیوں کے بارے میں منقول ہے کہ دونوں نے آپس کی بیویوں میں سے کسی ایک کی بیوی کو خریدا، پھر اس ایک ماہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا تو نسب زوج ہی سے ثابت ہوگا اور لڑکے کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا اور اگر دو بھائیوں نے کسی حاملہ باندی کو خریدا اور اس نے بچہ دیا اور ان دونوں بھائیوں میں سے ایک نے اس بچہ پر دعویٰ کیا تو اس پر بچہ کی نصف قیمت واجب الادا ہوگی اور بچہ چچا کے خلاف اس قرابت ورشتہ کے سبب آزاد نہ ہوگا کیوں کہ دعویٰ سبب متقادم و بیشتر کا ہے لہٰذا یہ حکم (وجوب نصف قیمت اور عدم آزادی) دعویٰ ہی کی طرف منسوب ہوگا قرابت سے اس کا تعلق نہ ہوگا (ظہیریہ)

اگر کسی باندی کو کسی شخص کے نکاح سے بچہ پیدا ہو، پھر اسی باندی کو وہ شخص اور ایک اور آدمی مل کر خریدیں تو وہ باندی اس بچے کے باپ کی ام ولد ہو جائے گی اور اپنے شریک کو باندی کی نصف قیمت کا ضمان دے گا خواہ مالدار ہو یا وہ غریب ہو، اسی طرح اگر کوئی بھی دو آدمی کسی باندی کے مع اس کے بچے کے وارث شرعی ہو جائیں اور ان میں سے کوئی ایک اس بچہ کا ذورحم محرم ہو، یعنی ایسا رشتہ دار ہو کہ اگر بچہ یا اس شریک میں سے کسی ایک کو مونث فرض کریں تو آپس میں ان کے نکاح حرام رہے تو وہ بچہ ان دونوں پر آزاد ہو جائے گا اور اگر دوسرا شریک اس بچہ کے لئے اجنبی ہو یعنی ذورحم محرم نہ ہو تو باپ کا حصہ آزاد ہو جائے گا اور شریک کے لئے بچہ سعایت کرے گا، یعنی کمانے کے لائق ہونے پر اس کے حصہ کی رقم کی مقدار کما کر ادا کر دے گا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک یہی حکم اسی تفصیل سے ہے جب دونوں اس بچہ کو خریدیں یا وہ بچہ دونوں کو ہبہ کیا جائے خواہ وہ اجنبی اس بات کو جانتا ہو کہ یہ شریک اس کا باپ ہے یا نہ جانتا ہو دونوں صورتوں کا یہی حکم ہے،

اور اگر دو آدمیوں کی مشترک باندی نے اپنے کسی شوہر سے بچہ دیا پھر اس شوہر نے دونوں شریکوں میں سے کسی ایک سے اس کا حصہ جو باندی اور بچہ میں تھا خرید لیا اور خریدنے والا مالدار بھی ہے تو مال کے اندر جو شریک تھا اس کے حصے کا ضامن ہوگا اور بچہ میں جو شریک ہے اس کے حصے کے مقدار کا اس کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس کا بھی ضمان وصول کرے اور چاہے تو بچے سے سعی کرائے، اور اگر چاہے تو اس کو آزاد کر دے یہ حکم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ہے (مبسوط)

اگر کوئی باندی دو آدمیوں میں مشترک ہو اور دونوں اپنی صحت کی حالت میں یہ کہیں کہ یہ باندی ہم میں سے ایک کی ام ولد ہے، پھر ان دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے تو جو زندہ بچا ہو اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس جملہ (یہ باندی ہم میں سے ایک کی ام ولد ہے) کی مراد واضح کرے اور متعین کرے کہ کس کی ام ولد ہے، مرے ہوئے شخص کے ورثاء کو یہ حکم تعیین مراد کا نہ ہوگا، پس اگر وہ زندہ شخص

یہ کہدے کہ یہ میری ام ولد ہے تو وہ باندی اس کی ام ولد قرار دیدی جائے گی اور اس کی نصف قیمت کا ضمان اس پر لاگو کر دیا جائے گا اور عقر میں سے کوئی شئے اس پر لازم نہ ہوگی اس لئے اس نے اس باندی کا مالک ہونے کے بعد اس سے وطی کرنے کا اقرار نہیں کیا ہے، پس جب اس نے مالک ہونے کے بعد وطی کرنے کا اقرار نہیں کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ مالک ہونے سے قبل بذریعہ نکاح بچے کی ماں اس باندی کو بنایا ہو اور اگر وہ زندہ شریک یہ کہے کہ یہ باندی اس مرے ہوئے شخص کی ام ولد ہے تو وہ باندی فوراً آزاد کر دی جائے گی اس مرے ہوئے شخص کے وارثین اس کی تصدیق کریں یا نہ کریں اور نیز زندہ کے لئے یا مرنے والے کے وارثین کے لئے باندی پر کوئی سعایت لازم نہ ہوگی،

اور اگر یہی جملہ (کہ ہم دونوں میں سے ایک کی باندی ام ولد ہے) ان دونوں نے اپنے مرض الموت میں کہا ہو اور پھر ایک مرگیا ہو اور اس کے وارثین زندہ شریک سے یہ کہیں کہ مرنے والے نے تم کو مراد لیا تھا کہ تمہاری ام ولد ہے تو ان وارثین کا یہ قول قابلِ قبول اور مسموع نہ ہوگا پس اگر وہ ورثہ یہ کہیں کہ مرنے والے نے اپنے ہی کو مراد لیا تھا یعنی یہ کہ وہ باندی میری ام ولد ہے لیکن ہم ورثاء اس کی تصدیق نہیں کرتے اور اس کے قول کو تسلیم نہیں کرتے تو اس صورت میں زندہ شریک کے لئے باندی کی قیمت ترکہ میں شمار ہوگی اور یہ باندی مرنے والے کے ایک تہائی ترکہ میں سے آزاد ہو جائے گی (کافی)

اور اگر کوئی باندی دو شریکوں کے درمیان میں مشترک تھی اور بچہ پیدا ہوا اور ہر شریک یہ اقرار کرے کہ ہم ہی دونوں میں سے کسی ایک کا بچہ ہے پھر ان دونوں میں سے ایک مرجائے تو بچہ حر قرار دیا جائے گا اور تعیین کا بیان زندہ شریک کے ذمہ ہوگا پس اگر وہ یہ کہدے کہ یہ لڑکا میرا ہی ہے تو اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہو جائے گا اور باندی اس کی ام ولد ہو جائے گی اور وہ شریک کے لئے نصف قیمت اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور یہ حکم یکساں ہوگا خواہ حالتِ صحت میں اقرار کیا ہو خواہ حالتِ مرض الموت میں، اور اگر حالت صحت میں شریک نے یہ وضاحت کی کہ یہ میرے شریک کا بچہ ہے تو ان دونوں میں سے کسی سے بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا اور بچہ بغیر کسی ضمان وعقر وغیرہ کے آزاد شمار ہوگا اور باندی بھی بغیر کسی ضمان وعقر وغیرہ کے آزاد شمار کیجائے گی

اور اگر ان دونوں شریکوں کا یہ اقرار کہ یہ بچہ ہم ہی دونوں میں سے ایک کا ہے مردہ شریک کے مرض کے زمانہ کا ہو اور اس کے وارثین یہ کہیں کہ یہ باندی زندہ شریک کی ام ولد ہے تو وہ بچہ اور باندی دونوں آزاد ہو جائیں گے اور کوئی سعایت اور کوئی ضمان لازم نہ آئے گا اور اگر مردہ شریک کے ورثاء یہ کہیں کہ ہمارے مورث نے اقرار کیا ہے کہ یہ بچہ اسی کا ہے، لیکن ہم لوگ اس کی تصدیق نہیں کرتے تو باندی اور بچہ دونوں آزاد شمار ہو جائیں گے اور وارثین باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر زندہ شریک کے لئے ترکہ کے اندر لازم آجائے گا اور باندی پر کسی کے لئے کوئی سعایت لازم نہ ہوگی اور بچہ کا نسب مردہ شریک سے استحساناً ثابت ہو جائے گا (محیط سرخسی)

کتاب العتاق ختم ہوئی!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ الْاَیْمَانِ

ایمان جمع یمین کی ہے یمین کے معنی حلف اور قسم کے ہیں مراد قسم کے تمام انواع کا بیان کرنا ہے۔ اس عنوان میں بارہ ۱۲ باب ہیں، پہلا باب قسموں کے شرعی مفہوم کے بیان میں اور اس کی حقیقت و شرائط اور احکام کے بیان میں، نیز ظالموں کے قسم لینے اور ان قسموں کے بیان میں جس میں قسم کھانیوالے نے قسم لینے والے کے مقصد کے خلاف نیت کر لی ہو۔

بہرحال قسموں کا شرعی مفہوم

قسم شریعت میں اس قول کو کہتے ہیں جس میں قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے ارادہ کو خوب مضبوط اور پختہ کر لیتا ہے (کفایہ) اور یہ قسم دو طرح کی ہوتی ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات کے ساتھ قسم کھانا (۲) اس کے علاوہ کے ساتھ قسم کھانا (اور اس دوسری قسم میں معتبر وہ قسم ہے جس میں جزاء کو کسی شرط پر ..... معلق کیا گیا ہو (کافی)، اس لئے یمین بغیر اللہ دو قسم پر ہے، ایک قسم باپ دادا یا انبیاء علیہم السلام یا ملائکہ کی قسم کھانا یا روزہ، نماز اور بقیہ احکام شرعیہ یا کعبہ، یا حرم، یا زم زم وغیرہ کی قسم کھانا، اور ان میں سے کسی کی قسم جائز نہیں ہے اور دوسری قسم شرط و جزاء کے طریقہ پر معلق کرنے کا نام ہے، اور یہ دوسری قسم (یمین بغیر اللہ کی) دو طرح پر ہوتی ہے،

(۱) یمین بالقرب، یعنی ایسی چیزوں کے ساتھ قسم کھانا جو عبادت کی ہوں جیسے اس طرح کہے کہ اگر میں فلاں کام کروں تو مجھ پر ایک روزہ ہے یا ایک نماز ہے، یا ایک حج ہے یا ایک عمرہ ہے یا ایک اونٹ کی قربانی ہے، یا ایک غلام کا آزاد کرنا ہے، یا دس آنا صدقہ لازم کرتا ہے یا اس کے علاوہ کسی اور عبادت کے بارے میں کہے کہ مجھ پر لازم ہے،

(۲) یمین بغیر القرب، یعنی ایسی چیزوں کے ساتھ قسم کھانا جو محض عبادت کی نہ ہوں، جیسے طلاق پر یا غلام آزاد کرنے پر، یا کسی اور دنیوی کام معلق کرنا، کہ اگر فلاں کام کروں تو بیوی پر مثلاً طلاق وغیرہ (بدائع)

قسم کے ارکان اور اس کی ماہیت

بہرحال یمین بائنہ کے ارکان جس سے اس کی حقیقت متحقق ہوتی ہے کہ قسم میں اللہ کا نام یا اس کی کسی صفت خاص کا ذکر کیا جائے مثلاً اس طرح کہا جائے کہ اللہ کی قسم یا خالق دو جہاں کی قسم کھاتا ہوں کہ فلاں کام کروں گا اور یمین بغیر اللہ کا رکن یہ ہے کہ اسمیں

شرط و جزاء کا ذکر ہو (کافی)، اور شرط بننے کی صلاحیت ہر وہ چیز رکھتی ہے جو بروقت کلام معدوم ہو لیکن موجود ہونے کا احتمال رکھتی ہو اور جزاء بننے کی صلاحیت ہر وہ چیز رکھتی ہے جس کا وجود اور پایا جانا شرط کے وجود کیوقت یقینی یا غالب ہو اور یہ صلاحیت اس طرح پر ہوں گی کہ شرط منسوب ہو متکلم (قسم کھانے والا) کی ملک کی طرف یا ملک کے سبب کیطرف اور جزاء ان چیزوں میں سے ہو جس کے ساتھ حلف اٹھائی جاتی ہو (جیسے بیوی سے اس طرح کہے کہ اگر میں تجھ سے مباشرت کروں تو تجھ کو طلاق ہے)، تو طلاق ان چیزوں میں سے ہے جس پر حلف لیا جاتا ہے، اور بیوی سے مباشرت پر اپنی ملک حاصل ہے پس یہ قسم صحیح ہو گی، حتیٰ کہ اگر یہ شرط نہ تو ملک متکلم کی طرف منسوب ہو اور نہ سبب ملک کی طرف منسوب ہو تو قسم منعقد نہ ہو گی (جیسے غیر منکوحہ عورت سے کہے کہ اگر میں تجھ سے مباشرت کروں تو تجھ کو طلاق ہے یہ قسم صحیح نہ ہو گی اس لئے کہ طلاق اگرچہ ان چیزوں میں سے ہے جس پر حلف اٹھائی جاتی ہے لیکن غیر منکوحہ سے مباشرت اپنی ملک میں نہیں ہے)، اور جیسے وکالت اور تجارت میں اجازت اس لئے کہ جب مثلاً اس طرح کہے گا کہ اگر میں ایسا کام کروں تو تم وکیل ہو یا ماذون فی التجارۃ ہو، تو یہ جملے قسم نہیں ہوں گے (امام خواہر زادہ نے تلخیص جامع کبیر کی شرح کے حوالہ سے اسی طرح ذکر کیا ہے)

قسم کی شرائط یمین باللہ کی شرطیں

نوٹ:- قسم کی پہلی قسم (یمین باللہ) میں کچھ شرطیں (حالف) قسم کھانے والے کے اعتبار سے ہوتی ہیں، اور کچھ شرطیں (محلوف علیہ)

شرائط قسم باعتبار حالف

جس چیز پر قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے ہوتی ہیں، حالف کے اعتبار سے یہ شرطیں ہیں کہ حالف (قسم کھانے والا) عاقل بالغ، مسلمان ہو پس مجنون کی قسم یا نابالغ بچے کی قسم اگرچہ نابالغ ذی عقل و ہوش ہو معتبر و صحیح نہیں، اسی طرح کافر کی بھی قسم معتبر نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی کافر کسی بات پر حلف اٹھائے، پھر اسلام قبول کرے اور بعد قبول اسلام قسم توڑ دے تو اس پر ہمارے نزدیک کفارہ نہیں ہوگا (بدائع)، اسی طرح مرتد ہونے سے بھی قسم سوخت و باطل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام قبول کرلے تو پہلی قسموں کا اثر ختم ہو جاتا ہے اور حنث لازم نہیں آتا (اختیار)، البتہ حریت (قسم کھانے والے کا حر اور آزاد ہونا) یہ شرط نہیں ہے لہٰذا مملوک و غلام کی قسم منعقد و صحیح ہو جائے گی، لیکن اس کے توڑنے پر کفارہ مالی فی الحال واجب نہ ہوگا کیوں کہ اس کے لئے کوئی ملکیت نہیں ہو سکتی البتہ اس پر روزوں کے ذریعہ کفارہ دینا واجب ہوگا اور اس کے آقا کو اختیار ہوگا کہ وہ اس کو روزہ رکھنے سے روک دے اور اجازت نہ دے ایسے ہی غلام کے ہر اس روزہ کا یہی حکم ہے جو غلام پر خدا کی طرف سے نہ واجب ہوا ہو بلکہ خود غلام کے اپنے اوپر واجب کرنے سے واجب ہوا ہو جیسے منت و نذر کا روزہ (راو). اگر غلام کفارہ میں روزہ رکھنے سے قبل آزاد ہو جائے تو اب اس پر کفارہ مالی (یعنی غلام خرید کر آزاد کرنا یا دس مسکین کو کھانا کھلانا، یا دس مسکین کو کپڑا پہنانا) واجب ہو جائے گا

جس طرح حالف کا حر آزاد ہونا قسم منعقد ہونے کے لئے شرط نہیں ہے اسی طرح حالف کا اپنی خوشی سے قسم کھانا یا قسم کے قصد و ارادہ سے قسم کھانا صحت قسم کے لئے ضروری نہیں ہے، پس مکرہ کی قسم بھی منعقد و لازم ہو جائے گی، یعنی اگر

کسی نے ڈرا دھمکا کر جان کا خوف دلا کر زبردستی قسم بھی لے لی، یا غلطی سے قسم کے الفاظ کہہ ڈالا یا مذاق و ہنزل گوئی کے طور پر قسم کھالی ہر حال میں قسم منعقد و صحیح ہو جائے گی اور اس کے توڑنے پر ہمارے نزدیک کفارہ دینا لازم ہو گا،

شرائط قسم باعتبار محلوف علیہ

وہ شرطیں یعنی محلوف علیہ یعنی ان چیزوں کے اعتبار سے ہیں جن پر قسم کھائی جاتی ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ وہ چیز جس پر قسم کھائی جائے اس کا وجود بوقت قسم حقیقت و نفس الامر میں متصور ہو، پس کوئی قسم کسی ایسی چیز پر منعقد نہ ہوگی جس کا وجود حقیقت محال ہو اور نہ قسم باقی ہی رہتی ہے، جب ایسی چیز پر قسم کھائی جائے جس کا وجود محال ہو اور یہ شرط نفس قسم کے منعقد ہونے کی ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا ہے، البتہ حقیقتہً مستحیل الوجود نہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس چیز کا وجود عادتہً متصور ہونا ہمارے ائمہ ثلثہ (امام اعظم امام ابو یوسف امام محمد) میں سے کسی نے فرمایا ہے کہ شرط نہیں ہے یہاں تک کہ قسم منعقد ہو جاتی ہے ایسی چیز پر قسم کھانے سے جس کا وجود عادتہً اگرچہ محال ہو لیکن حقیقتہً محال نہ ہو

اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ قسم میں استثناء نہ ہو یعنی ان شاء اللہ یا الا ان یشاء اللہ یا ماشاء اللہ وغیرہ استثناء کے الفاظ قسم میں نہ بولے اسی طرح کوئی بھی ایسا لفظ قسم میں استعمال نہ کرے جس سے قسم کا یقینی ہونا ختم ہو جائے مثلاً اس طرح کہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں یہ کام کروں گا ورنہ غلام آزاد، یا مثلاً یہ کہے کہ قسم خدا کی میں یہ کام کروں گا لیکن یہ کہ اس کام سے اچھی کوئی دوسری صورت سامنے آجائے یا یہ کہے کہ قسم خدا کی میں یہ کام ضرور کروں گا بشرطیکہ اس سے بہتر دوسری چیز نہ دیکھوں یا دوسری چیز اس سے زیادہ پسند نہ آجائے وغیرہ وغیرہ، یا اس طرح کہے کہ اگر اللہ نے میری مدد کی، یا اللہ نے میرے لئے آسان کر دیا، اللہ کی مدد شامل حال رہی یا اللہ نے توفیق بخشی تو یہ کام کروں گا تو ان تمام صورتوں میں قسم متحقق نہ ہوگی غرض کہ قسم کے جملہ کے ساتھ متصلاً کوئی بھی شرط یا استثناء کا لفظ بھی بول دے گا تو قسم منعقد نہ ہوگی ہاں اگر متصلاً و موصولاً نہ بولے کچھ فصل و انقطاع کلام کے بعد الگ سے اور مستقلاً شرط و استثناء کا لفظ بولے تو قسم منعقد ہو جائے گی،

یمین بغیر اللہ کی شرطیں

شرائط باعتبار حالف

قسم بغیر اللہ کی صورت میں یعنی جملہ شرطیہ کے ساتھ قسم کھانے کی صورت میں قسم کھانے والے نے جو شرط طلاق و عتاق کے جواز کی ہے وہی سب ان دونوں کے ساتھ قسم منعقد کی ہے اور جو چیزیں طلاق و عتاق کے جواز کی شرط نہیں ہے وہ ان کے ساتھ قسم کھانے میں بھی شرط نہیں ہیں اور محلوف علیہ یعنی جس چیز پر قسم کھائے اس کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ وہ چیز زمانۂ آئندہ میں ہونیوالی ہو، پس اگر وہ چیز (امر) بروقت قسم موجود ہو تو اس پر قسم کھانے سے قسم نہ ہوگی یعنی بجائے حلف معلق ہونے کے تنجیز ہو جائے گی جس کا وقوع اسی وقت ہو جائیگا مثلاً اپنی منکوحہ سے اس طرح کہے کہ اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ قسم اور تعلیق نہ ہوگی کہ آسمان کا اوپر ہونا ثابت ہوتے تو قسم منعقد ہو اور اس وقت تک وقوع طلاق معلق رہے بلکہ فوراً طلاق واقع ہو جائے گی، اور مثلاً ایسے شخص کے آنے کو طلاق پر معلق کرے در حلف کرے جو ابھی تک آیا نہیں ہے اور اس طرح کہ اگر

فلاں شخص آج آگیا تو تجھ کو طلاق ہے، پس اگر وہ شخص آج آگیا تو طلاق واقع ہو گی ورنہ نہیں اور طلاق فوراً واقع ہو کر تنجیز ثم ہو گی۔ اور جس کے طلاق یا عتاق کی قسم کھائی ہے اس میں یہ شرط ہے کہ ملک طلاق وعتاق قائم ہو یعنی وہ منکوحہ دمملوکہ ہو یا یہ قسم منسوب ہو ملک یا سبب ملک کی جانب، مثلاً اس طرح کہے کہ اگر میں اس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق، یا مثلاً اس کو میں خریدوں تو وہ آزاد، اور نفس انعقاد قسم میں وہی شرط ہے جو یمین باللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قسم کھانے میں گذر چکی ہے،

اور اگر یہ لفظ قسم میں زیادہ کر دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے یا اگر معونت الٰہی ہو اور اس لفظ سے استثنار کی نیت ہو تو فیما بینہ وبین اللہ یعنی فقط دیانۃً استثنار کرنے والا شمار ہو گا مگر قاضی اس کی تصدیق نہ کرے گا اور قضائً یہ استثنار معتبر نہ ہو گا، بجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرط وجزا کے درمیان کوئی دوسرا کر حائل نہ کرے اگر کردے گا تو قسم یعنی تعلیق نہ ہو گی بلکہ تنجیز ہو جائے گی (بدائع)

یمین باللہ کی قسمیں

جو قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) یمین غموس اور (۲) یمین لغو اور (۳) یمین منعقدہ، یمین غموس یہ ہے کہ زمانہ موجودہ یا گذشتہ میں کسی چیز کے وجود یا نفی پر عمداً جھوٹی قسم کھائے ایسی قسم کھانا بالاخت گنہگار ہوتا ہے کفارہ وغیرہ دینے سے اس کا گناہ ختم نہیں ہوتا بلکہ اس پر توبہ واستغفار لازم ہے کفارہ نہیں، یمین لغو یہ ہے کہ کسی چیز کے زمانہ ماضی یا حال میں وجود یا نفی پر اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم کھا رہا ہے اور واقع میں اس کے گمان کے خلاف ہے اور جانتا نہیں تھا مثلاً اس کو واقعی گمان تھا کہ اس نے یہ کام کیا ہے اور قسم کھائی کہ واللہ میں نے یہ کام کیا ہے اور واقع میں اس نے یہ کام نہیں کیا تھا، یا مثلاً اس کو گمان تھا کہ اس نے وہ کام نہیں کیا ہے اور قسم کھائی کہ واللہ میں نے وہ کام نہیں کیا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ اس نے وہ کام کیا تھا، قصداً وعمداً جھوٹ نہیں بولا بلکہ اس کی یاد ہی میں غلطی تھی، یا دور سے ایک شخص کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ وہ زید ہی ہے اور قسم کھا بیٹھا کہ واللہ وہ زید ہے حالاں کہ وہ عمر تھا، یا کسی چڑیئے کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ وہ کوا ہے اور قسم کھا بیٹھا کہ واللہ وہ کوا ہے حالانکہ وہ چیل تھی، تو ایسی قسم پر امید ہے کہ قسم کھانے والا ماخوذ نہ ہو اسی طرح بغیر قصد قسم کے جو قسم انسان کھا لیتا ہے وہ بھی یمین لغو ہے ہمارے نزدیک دنیا وآخرت میں اس پر کچھ حکم جاری نہیں ہوتا،

یمین منعقدہ یہ ہے کہ زمانہ آئندہ میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھائے، مثلاً اس طرح کہے کہ واللہ میں یہ کام کروں گا یا مثلاً اس طرح کہے کہ واللہ میں یہ کام نہ کروں گا اس کا حکم یہ ہے، کہ اگر قسم پوری نہیں کی یعنی حانث ہو گیا تو اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہو گیا (کافی) پھر قسم منعقدہ وجوب حفظ کے اعتبار سے چار طرح کی ہوتی ہے (۱) پوری کرنا واجب توڑنا ناجائز (۲) توڑ دینا واجب پوری کرنا ناجائز،

(۱) جس کو پورا کرنا واجب ہے اس کی صورت یہ ہے کہ قسم ایسے فعل پر منعقد کرے جو طاعت الٰہی ہو اور بندہ اس کا مامور ہو اور بندہ پر قبل ہی سے واجب ہو، یا ایسے فعل کے نہ کرنے پر منعقد کرے جس کا کرنا معصیت ہو اور بندہ اس کے نہ کرنے پر مامور ہو اس قسم کی حفاظت واجب ہے توڑنا جائز نہیں اس لئے کہ یہ چیز قسم سے قبل ہی فرض تھی قسم اور موکد ہو گئی

(۲) جس کا توڑ دینا واجب ہے پورا کرنا درست نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ قسم طاعت کے ترک پر یا فعل معصیت پر

منعقد کرے مثلاً قسم کھائے کہ طاعت نہ کرے گا یا نعوذ باللہ معصیت کرے گا اس کو توڑ کر کفارہ دینا واجب ہے
(۳) جس کا پورا کرنا مستحب ہے اس قسم کی حفاظت کرنے یا نہ کرنے دونوں میں اختیار ہے، لیکن توڑ دینا حفاظت کرنے سے بہتر ہے اس کا توڑ دینا مستحب ہے،

(۴) جس کا پورا کرنا اور توڑ دینا دونوں برابر ہوں دونوں شق کا اختیار یکساں ہو اس کا پورا کرنا مستحب ہے (محیط للسرخسی) رہ گئی طلاق و عتاق اور اس کے مانند اور چیزوں کی قسم تو ان میں سے جو قسم ایسے امر پر ہو کہ آئندہ زمانہ میں اس کا وجود ہوگا یا نہیں ہوگا تو اس قسم کا حکم قسم منعقدہ کی طرح ہے اور جو قسم ایسے امر پر ہو کہ جس کا تعلق زمانہ ماضی سے ہے تو اس میں یمین لغو اور یمین غموس تو متحقق نہ ہوگی لیکن جب اس قسم کے خلاف ہونا معلوم ہو جائے تو جزا واقع ہو جائے گی، اسی طرح اگر نذر کے ساتھ قسم کھائی تو بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ یہ حقیقت میں تحقیق و تنجیز ہے (الوہاج) چنانچہ مثلاً یہ کہا کہ اگر یہ شخص زید نہ ہو تو مجھ پر حج واجب ہے اور وہ زید نہ نکلا حالانکہ اس کلام کے وقت اس کے زید ہونے میں شک نہ تھا مگر اس سے اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا (خلاصہ) اور جس امر پر قسم کھائی تھی اس کو عمداً کیا یا بھول کر کیا یا جبر و اکراہ سے کیا یہ سب یکساں ہوگا اور ان سب صورتوں میں وہ حانث ہوگا اور قسم ٹوٹ جائے گی،

اسی طرح اگر اس پر بے ہوشی طاری ہوئی یا مجنون ہو گیا اور پھر اس نے اس حالت میں کر لیا جب بھی حانث (سراج وہاج) بخلاف نیند کے اگر سو رہا ہے اور نیند ہی میں یہ سب کام کر لئے تو حانث نہ ہوگا اسی طرح ان امور پر نیند میں قسم کھائی تو قسم صحیح نہ ہوگی (اختیار شرح مختار)

اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا مکروہ تو نہیں ہے لیکن زیادہ قسم کھانے سے کم قسم کھانا بہتر بہر حال ہے اور قسم بغیر اللہ بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور عام علماء کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اس لئے اس سے عہد و مواثیق میں قوت و وثوق پیدا نہیں ہوتا، خصوصاً ہمارے زمانہ میں (کافی)

دوسرا باب

ان صورتوں کے بیان میں جو قسم ہوتی ہیں اور جو قسم نہیں ہوتیں

قسم خاص اللہ کے نام سے منعقد ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ کے دیگر اسمائے حسنیٰ میں سے کسی ایک سے منعقد ہوتی ہے جیسے رحمن رحیم، اور اللہ تعالیٰ کے تمام پاک نام اس معاملہ میں برابر ہیں خواہ لوگوں میں قسم کا رواج ہو یا نہ ہو، یہی ہمارے اصحاب (حنفیہ) کا ظاہر مذہب ہے اور یہی صحیح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قسم صحیح ہوتی ہے خاص اللہ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ کی ان صفتوں میں سے کسی صفت سے جس کے ساتھ قسم کھانے کا لوگوں میں رواج ہو اور یہ مشائخ ماوراء النہر کا مختار مسلک ہے (کافی) اور اصح یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کے ذکر میں رواج و عرف کا اعتبار ہے (شرح نقایہ برجندی)

قسم کی متفرق جزئیات

اور اگر کہا قسم میرے رب کی یا قسم ہے رب العرش کی یا قسم ہے رب العالمین کی تو حالف ہو جائے گی (بدائع) اور اگر کہا قسم ہے حق کی میں ایسا نہ کروں گا تو یہ بلا خلاف قسم

ہے، اور اگر اس طرح کہا کہ بالحق میں ایسا نہ کروں گا تو یہ بھی قسم ہو گی اور اگر کہا حقاً لا افعل کذا، تو صحیح یہ ہے کہ اگر قسم کھانے والے نے لفظِ حق سے اللہ تعالیٰ کو مراد لیا ہے تو قسم ہو جائے گی۔ اور اگر اس طرح کہا کہ بحق اللہ میں ایسا نہ کروں گا تو بھی قسم ہو جائے گی (قاضی خاں)

اور اگر اس طرح کہا کہ وحق اللہ لا افعل کذا تو امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک قسم نہ ہو گی (لیکن اگر ہماری زبان اردو میں اس کا ترجمہ اس طرح کرے کہ حق اللہ تعالیٰ کی قسم میں ایسا نہ کروں گا تو قسم منعقد ہو جائے گی) اور امام ابو یوسف سے دو روایتوں میں سے ایک روایت طرفین کے قول کے موافق ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر اس طرح کہا وحرمۃ اللہ تو شمس الائمہ حلوانی نے یہ فرمایا ہے کہ یہ قسم بمنزلہ وحق اللہ کے ہے (خلاصہ یعنی طرفین کے قول کے مطابق قسم نہ ہو گی اور وحرمۃ اللہ وحق اللہ دونوں ایک ہی درجہ میں ہیں (لیکن مترجم کہتا ہے کہ کچھ فرق ہے اس لئے کہ وحرمۃ اللہ میں واؤ جارہ قسم کیلئے نہیں اور وحق اللہ میں واؤ جارہ قسم کے لئے ہو کر ترجمہ صریح قسم کا ہو سکتا ہے لہٰذا قسم بھی ہو سکتی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ باب قسم کے اکثر الفاظ قواعد عربیت سے متعلق ہوتے ہیں)

ان چیزوں کی مثال جو بلا اختلاف قسم ہوتی ہیں

اور اگر اس طرح کہا وعظمۃ اللہ تعالیٰ یا وملکوت اللہ تعالیٰ یا وقدرۃ اللہ تعالیٰ تو یہ قسم ہو گی خواہ نیت قسم کی ہو یا نہ ہو (قاضی خاں) اور اگر اس طرح کہا وجبروت اللہ تعالیٰ تو یہ قسم ہو گی (سراج وہاج) اور اگر اس طرح کہا وقوۃ اللہ یا وارادۃ اللہ یا ومشیۃ اللہ یا ومحبت اللہ یا وکلام اللہ تو بھی حالت ہو جائے گا (بدائع) اور اگر وامانۃ اللہ کہا تو عام قول کے مطابق قسم ہو جائے گی، لیکن امام طحاوی رح نے کہا کہ یہ قسم نہ ہو گی اور یہ امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت ہے اور اگر وعہد اللہ یا ذات اللہ کہا تو بھی قسم ہو جائے گی اور اگر اس طرح کہا کہ گواہی دیتا ہوں کہ ایسا نہ کروں گا یا کہا کہ گواہی دیتا ہوں اللہ کیساتھ کہ ایسا نہ کروں گا یا اس طرح کہا کہ قسم کھاتا ہوں یا کہا قسم اللہ کی کھاتا ہوں یا حلف کرتا ہوں یا حلف اللہ کی کرتا ہوں یا عزم کرتا ہوں یا اللہ کے ساتھ عزم کرتا ہوں، یا مجھ پر عہد ہے یا مجھ پر اللہ کا عہد ہے کہ ایسا نہ کروں گا یا مجھ پر اللہ کا ذمہ ہے کہ ایسا نہ کروں گا تو یہ سب قسم ہے (قاضی خاں)

ان چیزوں کی مثال جن کا قسم ہونا مختلف فیہ ہے

اور اگر اس طرح کہا کہ بسم اللہ میں ایسا نہ کروں گا، تو قول مختار میں یہ ہے کہ قسم نہ ہو گی ہاں اگر اس نے اس جملہ سے قسم کی نیت کی تو قسم ہو جائے گی (فتاویٰ غیاثیہ) اور اگر اس طرح کہا وبسم اللہ تو قسم ہو گی (خلاصہ) اور اگر کہا وایم اللہ میں ایسا نہ کروں گا تو قسم ہو گی اور اسی طرح وایمن اللہ اور وایم اللہ ہمزہ کسرہ کے ساتھ) اور ومن اللہ اور ومَنَ اللہ اور ومُنُ اللہ میم کو زبر، زیر، پیش تینوں حرکتوں کے ساتھ قسم نہ ہو گی (ظہیریہ) اور اگر کہا کہ ومیثاق اللہ تو قسم ہو گی (کافی) اور اسی طرح اگر کہا کہ مجھ پر یمین اللہ ہے، یا مجھ پر میثاق اللہ ہے تو بھی قسم ہو گی (ایضاح) اور اگر اس طرح کہا الطالب والغالب لا افعل کذا تو یہ بھی قسم ہے مگر یہ قسم عام نہیں ہے بلکہ اہل بغداد کے رواج میں یہ قسم ہے (محیط)

اور اگر عربی زبان میں باللہ لا افعل کہا یعنی لفظ اللہ کے ہائے ہوز کو ساکن پڑھا یا نصب (زبر) دیا یا ضمہ (پیش) تو بھی قسم ہو گی حالانکہ باللہ میں حرف جار کی وجہ سے جر زیر ہونا چاہئے تھا اور اگر اللہ افعل کذا کہا اور اللہ کی ہا کو جزم یا زبر دیا تو قسم نہ ہو گی، ل حرف جار متعین نہیں ہے اس لئے حرف قسم کا متعین ہونا ضروری نہیں لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ کوئی

حرف قسم اس صورت میں نہیں ہے لیکن اگر للہ کو زیر پڑھا جاوے تو قسم ہو جائے گی کیوں کہ کسرہ (جر) کی وجہ سے لام قسم کے لئے ہو گیا، اور اگر بلہ لا افعل کذا کہا تو مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ چونکہ نام خدا ذکر نہیں کیا اس لئے قسم نہ ہوگی۔ لیکن اگر کسرہ (جر) کا اعراب دے اور قسم کا قصد کرے تو قسم ہو جائے گی (قاضی خاں)، اور اگر اس طرح کہے اللہ اللہ لا افعل کذا تو قسم ہو گی (عتابیہ)، اور اگر للہ لا افعل کذا کہا تو قسم ہو جائے گی اور اجناس (نام کتاب) میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اس طرح کہے، کہ واللہ ان دخلت الدار فکذا، یعنی واللہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو ایسا تو قسم ہو جائے گی (محیط)

اور اگر کہے کہ میں مجوس سے بدتر ہوں اگر ایسا کروں تو یہ قسم ہے اور اسی طرح اگر کہے کہ میں (نعوذ باللہ) شریک یہود یا شریک کفار ہوں اگر ایسا کروں تو بھی قسم ہو گی (خلاصہ)، امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں نے ایلاء کیا یا میں نے عزم کیا کہ ایسا نہ کروں گا تو یہ بھی قسم ہے (ایضاح)، اور تجرید میں ہے کہ امام محمد رح نے فرمایا ہے کہ اگر شرطیہ ایسی بات کہے جس کے ساتھ قسم نہیں کھائی جاتی، مثلاً یہ کہا کہ اگر میں کھڑا ہوا یا اگر میں بیٹھا تو تجھ کو طلاق ہے تو بھی قسم ہو جائے گی (خلاصہ)

جس نے خدا تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے شخص یا چیز کی قسم کھائی تو وہ حالف نہ ہوگا مثلاً نبی علیہ السلام کی یا کعبہ کی قسم کھائی تو قسم کھانے والا نہ ہوگا (ہدایہ)، لیکن ان سے برارت کی قسم کھائی یعنی اس طرح کہا (نعوذ باللہ) میں کعبہ سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو قسم ہو جائے گی (اختیار شرح مختار)

اختلاف زمانہ سے حکم بدلنے کی بعض مثال

امام محمد رحمۃ اللہ نے اصل میں (نام کتاب) فرمایا ہے کہ اگر کوئی والقرآن وغیرہ قسم کے ساتھ کہے تو قسم نہ ہوگی اس کو امام محمد رح نے مطلقاً فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کی قسم کھانا متعارف نہیں ہے، پس یہ ایسا ہو گیا جیسے وعلم اللہ اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ امام محمد کے زمانہ کا عرف ہے ہمارے زمانہ میں یہ قسم ہو گی اور ہم اسی کو لیتے ہیں اور ایسا ہی حکم کرتے ہیں یعنی انعقاد قسم کا حکم دیتے ہیں اور یہی اعتقاد کرتے ہیں اور اسی پر ہمارا اعتماد ہے، اور محمد بن مقاتل رازی نے فرمایا ہے کہ اگر قرآن کی قسم کھائی تو قسم ہو جائے گی اور اسی کو ہمارے اور مشائخ رح نے لیا ہے (مضمرات)، اور اگر اس طرح کہا کہ میں نبی سے یا قرآن سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو یہ قسم ہوگی (کافی)

شیخ عبدالکریم بن محمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے یہ کہا ہے کہ میں شفاعت سے بری ہوں اگر میں ایسا کروں تو فرمایا کہ یہ قسم ہو گئی اور ان کے سوا دوسروں نے فرمایا ہے کہ یہ قسم نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے (ظہیریہ) اور اگر کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو (نعوذ باللہ) بری ہوں قرآن سے یا قبلہ سے یا نماز یا روزہ رمضان سے تو یہ سب قسم ہوں گی اور یہی قول مختار مشائخ ہے، اور ایسے ہی توریت یا انجیل یا زبور میں بھی یہی حکم ہے اور ایسا ہی ہر امر شرعی سے برارت کا حکم ہے، جس کی برارت کفر ہے (خلاصہ)، اور اگر یہ کہا کہ میں صحف سے یعنی پہلے انبیاء کے صحیفوں سے بری ہوں تو قسم نہ ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ میں بری ہوں ان چیزوں سے جو صحف میں ہیں تو قسم ہو جائے گی (کافی)

اور اگر فقہ کی کتاب یا حساب کا دفتر اٹھایا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہے اور یہ کہا کہ اگر میں فلاں کام کروں تو اس سے بری ہوں اور پھر وہ کام کر لیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا جس طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے بری ہونے کی قسم کھا کر حانث ہونے پر کفارہ لازم آتا ہے (قاضی خاں)، اور اگر کہا کہ میں بری ہوں مخلطہ سے یا اس چیز سے جو مخلطہ میں ہے تو قسم نہ ہو گی مگر اس صورت میں قسم ہو جائے گی جب معلوم ہو جائے کہ اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے اور اس نے اس سے بھی

برارت کا قصد کیا ہے (خلاصہ) اور اگر کہے کہ میں بری ہوں مومنین سے تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ قسم ہو جائے گی (فتاویٰ قاضیخان) اور اگر اس طرح کہے کہ میں رمضان کے ان تیس دنوں سے بری ہوں اگر میں ایسا کام کروں تو اس سے اس کی نیت دریافت کی جائے گی اگر فضیلت رمضان سے برارت کی نیت کی ہے تو قسم متحقق ہو جائے گی، جیسے ایمان سے بری ہونے کی صورت میں قسم متحقق ہو جاتی ہے، اور اگر محض رمضان کے اجر و ثواب سے برارت کی نیت کی ہے تو قسم نہ ہوگی اس لئے کہ اجر و ثواب امور غیب میں سے ہے، کسی کو اس کا علم حقیقی نہیں اور اگر اس کہنے میں کوئی نیت نہیں کی تھی تو شک کی وجہ سے قضاءً قسم متحقق ہونے کا حکم نہ دیں گے، مگر دیانۃً و احتیاطاً کفارہ دیدینا چاہیئے (یعنی اگر حانث ہو جائے)

اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو میں اس حج سے بری ہوں جو کر چکا ہوں تو یہ قسم نہ ہوگی بخلاف اس صورت کے جب اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو میں اس قرآن سے بری ہوں جس کو میں نے پڑھا ہے اس لئے کہ یہ قسم متحقق ہو جائے گی اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں بری ہوں حج سے اور نماز سے تو بھی قسم ہو جائے گی (محیط)

اور اگر اس طرح کہے کہ میں بری ہوں اپنے روزہ و نماز سے، یا اس طرح کہے کہ میں بری ہوں اس روزہ و نماز سے جو میں نے رکھے اور پڑھی ہیں تو قسم نہ ہوگی (عتابیہ)

اور اگر اس طرح (خدانخواستہ) کہدے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہوں یا اسلام سے بیزار ہوں یا غیر اللہ کا پرستش کرنے والا یا بندگان صلیب سے ہوں، یا اس کے مثل کوئی ایسی بات کہے جس کا اعتقاد کفر ہو تو استحساناً یہ قسم متحقق ہو جائے گی (بدائع) چنانچہ اگر اس نے وہ فعل کر دیا تو اس پر کفارہ لازم ہو جائے گا، اور یہ بحث کہ وہ کافر بھی ہو جائے گا یا نہیں تو اس بارے میں مشائخ میں اختلاف ہے، شمس الائمہ سرخسی رحمہ نے فرمایا ہے کہ فتویٰ کے لئے مختار قول یہ ہے کہ اس قسم کے کھانے والے کے ذہن میں یہ بات ہو کہ اگر میں ایسا کروں گا تو واقعی کافر ہو جاؤں گا اور پھر اس نے یہ شرط لگائی ہے تو واقعی وہ کافر ہو جائے گا اس لئے کہ وہ اس صورت میں کفر پر راضی ہو گیا اور اس کا کفارہ تجدید ایمان ہوگا، یعنی پھر صدق دل سے توبہ کر کے، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے، اور اگر اس کے یہ ذہن میں یہ ہو کہ اس جملہ کہنے سے وہ کافر نہیں ہو جائے گا تو کافر نہ ہوگا لیکن یہ حکم (عدم کفر کا) اس صورت میں ہے جب اس نے ان الفاظ سے ایسے امر پر قسم کھائی ہے جو زمانہ آئندہ میں ہونیوالا ہے ابھی ہوا نہیں ہے اور اگر ایسے امر پر قسم کھائی ہے جو زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے، اور غلط قسم کھائی ہے، مثلاً اس طرح کہے کہ وہ یہودی ہے یا مجوسی ہے یا نصرانی ہے اگر اس نے کل یہ کام کیا تھا حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ میں یہ کام کل کر چکا تو بلا شک اس پر ہمارے نزدیک کفارہ نہ ہوگا بلکہ وہ یمین غموس ہوگی اور یہ بحث کہ اس وقت وہ کافر ہو جائے گا یا نہیں، تو اس میں مشائخ رحمہ نے اختلاف کیا ہے، اور شمس الائمہ سرخسی رحمہ نے مثل سابق یہاں بھی یہی کہا ہے، کہ فتویٰ کے لئے مسلک مختار یہی ہے کہ اگر اس کے ذہن میں یہ بات ہو کہ یہ قسم ہے، اور اس میں حانث ہونے سے کافر نہ ہوگا تو کافر نہ ہوگا اور اگر اس کے ذہن میں یہ بات ہو کہ اس طرح قسم کھانے سے کافر ہو جائے گا تو کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا

اور اگر یہ کہے کہ اللہ جانتا ہے کہ میں نے ایسا کام کیا ہے حالاں کہ خود جانتا ہے کہ میں نے ایسا کام نہیں کیا ہے یا کہے، کہ اللہ جانتا ہے کہ میں نے ایسا کام نہیں کیا ہے حالاں کہ خود جانتا ہے کہ میں نے ایسا کام کیا ہے تو اس میں بھی مشائخ کا اختلاف ہے عام مشائخ رحمہ کے نزدیک کافر ہو جائے گا (ذخیرہ)

بلا اختلاف جن چیزوں سے قسم نہیں ہوتی

اور اگر اس طرح کہے کہ بصفۃ اللہ لا افعل کذا تو یہ قسم نہ ہو گی اور اگر کہے وعلم اللہ لا افعل کذا تو ہمارے نزدیک قسم نہ ہو گی۔ اور اگر ورحمۃ اللہ لا افعل کذا کہا تو امام اعظمؒ کے نزدیک امام محمدؒ کے نزدیک قسم نہ ہو گی اور اگر کہے وعن اب اللہ و سخط اللہ و غضب اللہ یا و رضاء اللہ و ثواب اللہ یا و عبادۃ اللہ تو قسم نہ ہو گی (قاضی خاں)

اور اگر اس طرح کہے شہد اللہ ان لا الٰہ الا اللہ تو یہ بھی قسم نہ ہو گی (خلاصہ) اسی طرح اگر یہ کہے و وجہ اللہ تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے قول پر قسم نہ ہو گی، شیخ ابو شجاعؒ نے امام اعظمؒ سے ایک روایت نقل کی ہے ان میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ قسم ان جاہلوں کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے واسطے جوارح (ہاتھ پیر) وغیرہ اعضاء بیان کرتے ہیں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ امامؒ نے اس کو قسم نہیں قرار دیا ہے (مبسوط)

اور اگر کسی شخص نے (اپنے بارے میں) کہا اس پر اللہ کی لعنت ہے اگر ایسا کرے یا اس پر اللہ کا عذاب ہے یا اللہ کی اہانت ہے اگر ایسا کرے تو قسم نہ ہو گی (قاضی خاں) اور اگر اس طرح کہے اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہے یا اللہ کا سخت ہے، تو حالف نہ ہو گا (ہدایہ) اور اگر اس طرح کہے و سلطان اللہ لا افعل کذا تو صحیح یہ ہے کہ اس سے اگر سلطان سے قدرت مراد لی ہے تو یہ قسم ہے، جیسے وقدرۃ اللہ میں قسم ہو جاتی ہے (مبسوط) اور اگر ودین اللہ کہے تو قسم نہ ہو گی اسی طرح وطاعۃ اللہ و شریعۃ اللہ بھی قسم نہیں ہے، اسی طرح اگر اللہ کے عرش اور اس کے حدود کی قسم کھائے، تو حالف نہ ہو گا، اسی طرح اگر بیت اللہ یا حجر اسود یا مشعر حرام یا صفا یا مروہ یا منبر شریف یا قبر شریف یا روضۂ مبارک کی قسم کھائے یا نماز، یا روزے، یا حج کی قسم کھائے تو ان سب صورتوں میں حالف (قسم کھانے والا)، نہ ہو گا اسی طرح اگر حمد اللہ وعبادۃ اللہ کہے، تو قسم نہ ہو گی، اسی طرح آسمانوں یا زمین، یا قمر یا شمس یا ستاروں کی قسم کھائے، تو قسم نہ ہو گی (سراج وہاج)، اور اگر بحق الرسول یا بحق القرآن یا بحق الایمان یا بحق المساجد یا بحق الصوم یا بحق الصلوٰۃ قسم کھائی تو بھی قسم نہ ہو گی (قاضی خاں)

اسی طرح اگر بحق محمد علیہ السلام کہے تو بھی قسم نہ ہو گی لیکن آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حق بہت بڑا ہی ہے، اس لئے اس طرح کہنا بڑی ہی گستاخی و بے ادبی ہو گی (خلاصہ) اسی طرح اگر اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ مجھے عذاب دوزخ میں گرفتار کرے یا جنت سے محروم کر دے تو قسم نہ ہو گی (مبسوط) اسی طرح اگر یہ کہے کہ لا الٰہ الا اللہ میں ایسا ضرور کروں گا (مثلاً)، تو یہ بھی قسم نہ ہو گی، لیکن اگر اس نے اس جملہ سے قسم کی نیت کی ہو تو قسم ہو جائے گی اسی طرح سبحان اللہ واللہ اکبر ضرور میں ایسا کروں گا کا بھی یہی حکم ہے، اگر اس سے قسم کی نیت کی تو قسم ہو گی ورنہ قسم نہیں ہو گی) (سراج وہاج)

اور اگر یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ کی نافرمانی کروں یا یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ نے مجھ پر جو فرض کیا ہے اس میں اس کی نافرمانی کروں تو یہ قسم نہ ہو گی (ایضاح) اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو میں زانی ہوں یا چور ہوں یا شراب خوار یا سود خوار ہوں، تو یہ سب قسم نہیں ہے (کافی)

اور ابن سلام رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں نے اپنے اوپر ایسی زنار باندھی جیسی زنار نصاریٰ باندھتے ہیں تو یہ قسم ہو جائے گی (ظہیریہ) اور اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھاؤں پھر اپنی بیوی سے کہے کہ اگر تو چاہے تو تجھ کو طلاق ہے تو اس کا غلام آزاد نہ ہو گا اس لئے کہ اس کا اپنے سے یہ جملہ (اگر تو چاہے)

کہنا تو بعض طلاق ہے، طلاق کی قسم کھانا نہیں ہے، اسی طرح اگر بیوی سے یہ کہے کہ اگر تجھ کو حیض آجاوے تو تجھ کو طلاق ہے تو بھی غلام آزاد نہ ہوگا (مبسوط)، اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو کوئی پروردگار آسمان میں نہیں ہے تو یہ قسم ہو جائے گی اور کافر نہ ہوگا (عتابیہ)، مترجم کہتا ہے کہ اہل ظواہر کے قول پر کافر بھی ہو جائے گا،

اور اگر کوئی شخص یہ کہدے کہ اگر میں ایسا کروں تو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (نعوذ باللہ) وہ جھوٹ ہے تو یہ قسم ہو جائے گی، اسی طرح اگر یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں تو یہ بھی قسم ہو جائے گی اور اگر یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر نصرانی ہونے کی گواہی دو تو یہ بھی قسم ہو جائے گی اسی طرح اگر یہ کہے کہ اگر میں ایسا کروں تو جو میں نے روزہ نماز کیا ہے وہ سب حق نہ تھا تو یہ بھی قسم ہے (قاضی خاں)

اور اگر اس طرح کہے کہ اے پروردگار میں تیرا بندہ ہوں میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں کہ ایسا نہ کروں گا، پھر اس نے وہی کام کیا تو اس پر کفارہ نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا ضروری ہوگا، (خلاصہ) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ واللہ میں تیری ضیافت و مہمانی میں نہ آؤں گا اس پر تیسرے شخص نے اس حالف سے کہا اور میری دعوت و ضیافت میں بھی نہ آوے گا اور اس نے کہدیا ہاں تو اس ہاں کہنے سے اس کے حق میں بھی حالف ہو جائے گا، چنانچہ اول یا دوم کسی بھی ضیافت میں جائے گا تو قسم توڑنے والا (حانث) ہو جائے گا،

اور بقالی (نام کتاب) میں ہے کہ اگر طعام یا اس کے مثل مثلاً پوشاک کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو یہ قسم ان ہی چیزوں کی اس مقدار پر عائد ہوگی جس کو اپنی عادت کے موافق کھانے یا پہننے میں استعمال کرتا ہے ہاں اگر اس کی نیت میں اس مضمون کے علاوہ کوئی اور مضمون ہو تو دوسری بات ہے (دیانتہً اس کی یہ نیت معتبر ہوگی)، اور بقالی نے یہ بھی فرمایا کہ اسی طرح اور اشیاء کے تصرفات میں بھی عادات کا اعتبار ہوگا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مطعومات وماکولات (طعام) میں تمام ماکولات ومطعومات کے استیعاب (شمار کر لینے) کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ عادت کے مقدار کا اعتبار ہوگا۔

اور اگر یہ کہے کہ تجھے حلال نہیں ہے کہ میں ایسا کروں تو اگر اس نے اپنے اوپر اس کے حرام کرنے کی نیت کرلی ہے تو یہ قسم ہو جائے گی اور اگر یہ کہا کہ یہ کپڑا مجھ پر حرام ہے اگر میں اس کو پہنوں اور پھر اس کو پہن لیا اور اتارا نہیں تو قسم میں حانث ہو جائے گا،

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ اگر میں ایسا کام کروں تو تم مجھ پر حرام ہو یا یہ کہے کہ میں نے تم کو اپنے اوپر حرام کیا تو یہ قسم ہو جائے گی اور اگر عورت مذکورہ جماع میں اس کی موافقت واطاعت کرے گی تو کفارہ لازم آجائے گا نیز اگر شوہر نے اس سے جماع کر لیا تو بھی عورت پر کفارہ لازم آجائے گا،

اور اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر وہ ایسا کام کرتا ہے تو مردار کھاتا ہے تو ایسا کہنے سے قسم نہ ہوگی اسی طرح اگر یہ کہے کہ وہ مردار کو حلال جانتا ہے یا سود کو، یا شراب کو حلال سمجھتا ہے اگر ایسا کام کرے تو بھی قسم نہ ہوگی حالاں کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے قسم ہو جائیں کیوں کہ حرام کو حلال کرتا ہے اور یہ کفر ہے اور اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے لیکن حقیقت میں یہ قسم نہیں ہے اس لئے کہ اس حرام کا حلال بنانا قسم ہوتا ہے جو حرام بحرمت ابدی ہو اور کسی حال میں بھی اس کی حرمت ساقط نہ ہوتی ہو، جیسے کفر اور جو شے اس طرح حرام ہو کہ کسی وقت بھی اس کی حرمت ساقط ہو جاتی ہو اس کا استحلال (حلال جاننا) معلق کرنے سے قسم نہیں ہوتی، جیسے مردار وشراب وغیرہ کہ حالت مخمصہ میں ان کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے (محیط

اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ حلال مجھ پر حرام ہے تو یہ جملہ محض کھانے پینے کی چیزوں میں دائر رہے گا یعنی محض کھانے پینے کی چیزوں میں جو حلال ہے اسی کا حرام بنانا شمار ہوگا ہاں اگر یہ جملہ بولنے والے کی نیت ہی عام ہو عام مراد لیں گے. لیکن عورت کو پھر بھی یہ تعمیم شامل نہ ہوگی جب تک کہ صراحۃً عورت کی نیت نہ کی ہو اور اگر عورت کی بھی نیت بقصد کرلی تو ایلاء ہوجائے گا اور اس قسم سے کھانے پینے کی چیزیں بھی خارج نہ ہوں گی اور بتقاضائے قیاس اس جملہ کے بولنے سے فارغ ہوتے ہی قسم ٹوٹ جائے گی اور حانث ہوجائے گا اور یہ سب حکم ظاہر الروایۃ کے موافق ہے اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے کہ ایسی قسم کھانے سے طلاق بلانیت فورًا واقع ہوجائے گی کیونکہ اس جملہ میں بالقصد عورت کی نیت کرنے سے اس جملہ کا غالب استعمال اور ارادہ طلاق میں ہوگیا،

فارسی زبان میں قسم کے الفاظ

اسی طرح اگر اس نے فارسی زبان میں کہا کہ حلال بروئے حرام، یا حلال خدا یا حلال اللہ یا حیات المسلمین بروئے حرام تو بھی یہی حکم ہے (مترجم کہتا ہے کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ کسی زبان میں بھی اس جملہ کا مفہوم ادا کرے گا تو یہی حکم ہوگا) اور اگر اس نے اس جملہ میں (کہ حلال اس پر حرام ہے) یہ کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو قضاءً اس کی تصدیق نہ ہوگی، اور اگر فارسی زبان میں یہ کہے کہ ہرچہ بدست گیرم برمن حرام یعنی جو چیزیں میں اپنے داہنے ہاتھ سے لوں وہ مجھ پر حرام ہیں، تو بعض فقہاء نے کہا کہ بلانیت کہنے میں بھی طلاق قرار دی جائے گی اور مشائخ رحمہ سمرقند نے یہی اختیار کیا ہے اور ہمارے مشائخ رحمہ نے یہ فرمایا ہے، کہ مجھے اب تک لوگوں میں اس جملہ سے طلاق مراد لینے کا رواج عام ظاہر نہیں ہوا ہے البتہ صحیح یہ ہے کہ جواب میں تفصیل کی جائے، کہ اگر حالف نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہوگی، اور طلاق کی نیت نہ کی ہو تو طلاق نہ ہوگی، مگر احتیاط یہ ہے کہ جب قرائن کسی جانب پر دلالت نہ کریں تو توقف کیا جائے اور متقدمین کا خلاف نہ کیا جائے،

اور اگر اس طرح کہے کہ ہرچہ بدست چپ گیرم تو بعض نے فرمایا ہے کہ بغیر نیت طلاق کے طلاق نہ ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ بلانیت کے بھی طلاق ہوگی نیت شرط نہیں ہے، اور اگر کہے کہ حلال خدا مجھ پر حرام ہے اور حال یہ ہے کہ اس کے دو بیویاں ہیں تو اظہر قول کے موافق ان دونوں میں سے ایک پر طلاق واقع ہوجائے گی اور تعیین کرنے کا اختیار حالف کو ہوگا جس کو چاہے متعین کرلے (کافی)

شیخ ابو نجم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے یہ کہا ہے کہ شراب مجھ پر حرام ہے پھر اس کو پی لیا تو فرمایا کہ اس میں امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ امام رح نے فرمایا ہے کہ حانث ہوجائے گا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہے کہ حانث نہ ہوگا اور فتویٰ کے واسطے مختار یہ ہے کہ اگر اس نے واقعی اس کی حرمت کا ارادہ کیا تھا تو حانث ہوگا اور اس پر کفارہ بھی لازم آئے گا اور اگر اس کی کچھ نیت نہ ہو یا اس نے محض شراب کے حرام ہونے کی خبر بیان کرنے کی نیت کی ہو یعنی قسم کا جملہ نہ بولا ہو اور اس طرح نہ کہا ہو کہ اگر میں ایسا کام کروں (مثلاً) تو یہ شراب مجھ پر حرام ہے تو کفارہ لازم نہ ہوگا اور اسی کو صدر شہید رح نے اختیار کیا ہے (ظہیریہ)

یمین باللہ کی بعض خاص صورتیں

اللہ تعالیٰ کے ساتھ قسم کھانا یمین بغیر اللہ کی طرح تعلیق کو بھی محتمل ہوتی ہے جیسے کہے کہ جب کل کا دن آوے گا تو واللہ میں فلاں گھر میں داخل نہیں ہوں گا تو یہ قسم ایک سال کے لئے موقت و محدود ہوگی ایک سال اس گھر میں داخل نہ ہونے سے پوری ہوجائے گی (اگر ایک سال تک)

اُس گھر میں داخل نہ ہوا تو حانث نہ ہوگا، اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ واللہ میں تجھ سے ایک دن اور ایک دن کلام نہ کروں گا تو یہ قسم باعتبار اس قسم کے مثل ہوگی کہ واللہ میں تم سے دو دن کلام نہ کروں گا اور دو دن بغیر کلام کے گذر جانے پر دونوں صورتوں میں قسم منتہی اور پوری ہو جائے گی ٹوٹے گی نہیں یعنی حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور ان دونوں صورتوں میں درمیانی رات بھی داخل رہے گی یعنی رات میں بھی کلام نہ کر سکے گا (محیط)

اور اگر اس طرح کہے کہ واللہ میں تجھ سے کلام نہ کروں گا ایک دن اور دو دن تو یہ اس قسم کے مانند ہے کہ کہے کہ میں تجھ سے تین دن کلام نہ کروں گا اور درمیانی دو راتیں بھی اس قسم میں داخل رہیں گی اور اگر اس طرح کہے کہ واللہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا نہ آج نہ کل نہ پرسوں تو اس صورت میں رات رات میں کلام کرنا جائز رہے گا اور یہ مستقل تین قسمیں شمار ہوں گی، بخلاف اس صورت کے کہ کہے کہ واللہ میں فلاں سے آج اور کل اور پرسوں کلام نہ کروں گا تو یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی، اور کہیں گے کہ گویا اس نے اس طرح کہا ہے کہ میں فلاں سے تین دن مسلسل کلام نہ کروں گا اور بیچ کی راتیں داخل رہیں (مبسوط)

ایسی قسموں کی مثال جو بظاہر ایک معلوم ہو لیکن حقیقت میں متعدد ہو

اگر کوئی شخص کہے کہ واللہ والرحمٰن میں ایسا نہ کروں گا تو یہ دو قسمیں شمار ہوں گی چنانچہ اگر وہ فعل کر کے حانث ہوگا تو دو کفارے دینا لازم ہوں گے یہ حکم ظاہر الروایۃ کا ہے اس طرح کے قسم میں قاعدہ کلی اور اصل یہ ہے کہ اگر قسم کھانے والے نے اللہ کے دو نام ذکر کئے اور دونوں پر قسم کی بنیاد رکھی تو دیکھا جائے گا کہ اگر دوسرا نام پہلے نام کی صفت ہو اور دونوں کے درمیان حروف عطف حرف قسم) ذکر نہ کیا ہو، تو بالاتفاق جملہ روایات ایک ہی قسم شمار ہوگی جیسے واللہ الرحمٰن میں ایسا نہ کروں گا اور اگر دوسرا نام پہلے نام کی صفت بننے کی صلاحیت تو رکھتا ہے، لیکن بیچ میں حرف عطف (حرف قسم) بھی بیان کر دیا ہے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق دو قسمیں ہو جائیں گی، جیسے واللہ والرحمٰن میں ایسا کام نہ کروں گا (محیط) اور اکثر مشائخ اسی پر فتویٰ دیتے ہیں (قاضی خاں) اور اگر دوسرا نام پہلے نام کی صفت بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور دونوں کے درمیان میں حرف عطف بیان کر دیا ہے، جیسے واللہ واللہ میں ایسا کام نہ کروں گا ظاہر الروایۃ کے مطابق دو قسمیں شمار ہوں گی اور یہی صحیح ہے اور اگر دونوں ناموں کے درمیان میں حرف عطف بیان نہ کیا ہو تو بالاتفاق جملہ روایات یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے (محیط) ہاں اگر اس نے اس سے دو مستقل قسموں کی نیت کی ہو تو دو قسمیں شمار ہوں گی جیسے واللہ اللہ میں ایسا کام نہ کروں گا میں دو قسم کی نیت کر لی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دوسرا نام اللہ حرف قسم (واو) کے حذف کے ساتھ ابتدائی قسم ہوگا اور ایسی قسم صحیح ہے دیکھئے اگر کوئی شخص کہے کہ واللہ والرحمٰن ایسا نہ کروں گا اور پھر کرلے تو اس پر بالاتفاق سب کے نزدیک دو کفارے لازم آئیں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کسی نے ایک امر پر قسم کھائی کہ اس کو کبھی نہ کروں گا پھر اس نے اسی امر پر اسی مجلس میں یا دوبارہ قسم کھائی کہ اس کو کبھی نہ کروں گا، پھر دونوں قسموں کے بعد اس کو کر لیا تو دو کفارے واجب ہوں گے، اور یہ حکم اس وقت ہے جب اس نے دوسری قسم کی نیت کی ہو یا تغلیظ کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو، لیکن اگر اس نے اس دوسرے کلام سے پہلی ہی قسم کی نیت کی ہو، اور محض خبر دینی مقصود ہو تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ اس نے حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ کی قسم کھائی ہو، اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی ہو تو اس پر اس کی کچھ نیت صحیح نہ ہوگی اور ہر حال میں دو کفارے واجب ہوں گے اور امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ یہ ان

ان روایات میں احسن ہے جو ہم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے سنا ہے اور اگر اس نے ایک قسم حج کی اور ایک قسم اللہ تعالیٰ کے نام کی کھائی ہو تو حانث ہونے پر ایک حج اور ایک کفارہ لازم آئے گا (مبسوط)

نوازل (نام کتاب) میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے ایک روز کلام نہ کروں گا واللہ میں تجھ سے ایک مہینہ کلام نہ کروں گا واللہ میں تجھ سے ایک سال کلام نہ کروں گا پھر گھنٹہ بعد کلام کر لیا تو اس پر تین قسموں کی جزا لازم ہو گی اور اگر ایک دن کے بعد کلام کیا تو دو قسموں کا کفارہ لازم ہو گا اور اگر ایک مہینہ کے بعد کلام کیا تو فقط ایک قسم کا کفارہ لازم ہو گا اور اگر ایک سال کے بعد کلام کیا تو کوئی کفارہ لازم نہ ہو گا (خلاصہ)

اور اگر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوں اگر میں نے کل ایسا کیا ہو حالاں کہ اس نے ایسا کیا تھا اور جانتا تھا تو اس میں مشائخ رہ نے اختلاف کیا ہے اور فتویٰ کے لئے قول مختار یہ ہے کہ اگر اس کے زعم میں یہ کفر ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ اگر میں نے کل ایسا ایسا کیا ہو تو میں قرآن سے بری ہوں حالاں کہ ایسا کر چکا تھا اور جانتا تھا تو اس میں بھی جواب مختار وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے بیزاری کی صورت میں گذر چکا (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا ایسا کروں تو اللہ اور اس کے رسول سے بری ہوں اور پھر حانث ہوا تو اس پر ایک ہی قسم اور ایک ہی کفارہ لازم ہو گا اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ سے بری ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ سے بری ہوں تو یہ دو مستقل قسمیں ہوں گی، اور حانث ہونے پر دو کفارے لازم ہوں گے،

اور اگر اس طرح کہا ہو کہ اگر میں ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ سے بری ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے بری ہوں اور اللہ و رسول مجھ سے بری ہوں، پھر حانث ہو گیا، تو اس پر چار قسموں کے کفارے لازم آئیں گے،

اور امام محمد رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کہا کہ میں یہودی ہوں اگر ایسا کروں اور میں نصرانی ہوں اگر ایسا کروں تو یہ دو قسمیں شمار ہوں گی اور اگر کہا میں یہودی میں نصرانی اگر ایسا کروں تو یہ ایک قسم ہے (قاضی خاں)، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں چاروں کتابوں سے بیزار ہوں تو یہ ایک ہی قسم شمار ہو گی اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو توریت و انجیل اور زبور و قرآن سے بری ہوں تو بھی حانث ہونے پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا کیوں کہ یہ ایک ہی قسم ہے،

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں قرآن سے بیزار ہوں اور میں انجیل سے بیزار ہوں اور میں توریت سے بیزار ہوں اور میں زبور سے بیزار ہوں تو یہ چار قسمیں شمار ہوں گی اور حانث ہو گا تو چار کفارے لازم آویں گے (محیط)

اور اگر اس طرح کہا، کہ میں بری ہوں ان چیزوں سے جو صحیفوں میں اتری ہے تو ایک ہی قسم شمار ہو گی اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ میں بری ہوں ہر اس آیت سے جو مصحف میں لکھا ہے تو بھی ایک ہی قسم شمار ہو گی (قاضی خاں)

شمس الاسلام رہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ واللہ اگر این کار کنم یعنی واللہ اگر میں یہ کام کروں تو میں ایسا، شیخ الاسلام رہ نے فرمایا کہ میرے استاد نے یہ اختیار کیا کہ یہ قسم نہ ہو گی پھر رجوع فرما لیا اور کہا کہ قسم ہو جائے گی (خلاصہ)، ایک شخص نے اس طرح کہا کہ سوگندم خورم کہ این کار نکنم یعنی میں قسم کھاتا ہوں کہ میں یہ کام نہ کروں گا تو بعض فقہاء رہ نے کہا کہ یہ قسم نہ ہو گی اور بعض نے کہا کہ یہ قسم ہو گی، اور اگر اس طرح کہا کہ سوگند می خورم کہ این کار نکنم یعنی لفظ می کے اضافہ کے ساتھ تو بلا اختلاف قسم ہو گی اس واسطے کہ کلام اس طرح تحقیق کے واسطے کیا جاتا ہے نہ کہ محض بطور وعدہ

جیسے کہا جاتا ہے، گواہی می دہم، یعنی میں گواہی دیتا ہوں۔ اور اگر بغیر لفظ می کے محض گواہی دہم کہے تو وعدہ کو محتمل ہوتا ہے، پس اگر کہے کہ سوگند خورم بطلاق کہ این کار نکنم تو قسم نہ ہوگی محض وعدہ اور تخویف ہوگی۔ اور اگر اس طرح کہے کہ سوگند خورمی تو قسم ہوگی بمنزلہ سوگندمی خورم کے (قاضی خاںؒ)

اور اگر کہا کہ مرا سوگند بطلاق است کہ شراب نخورم یعنی مجھ کو طلاق کی قسم ہے کہ شراب نہ پیوں گا، پھر شراب پی لی تو طلاق واقع ہو جائے گی حتیٰ کہ اگر یہ کہے کہ میں نے قسم نہیں کھائی تھی بلکہ محض اس لئے کہدیا کہ لوگ مجھ کو نہ چھیڑیں، تو قضاءً تصدیق نہ کیجائے گی (کافی) اور اگر اس طرح کہے کہ سوگند خوردہ ام یعنی میں نے قسم کھائی ہے تو اگر وہ شخص سچا ہے تو قسم ہوگی اور اگر جھوٹا مشہور ہے تو اس پر کوئی قسم نہیں ہوگی (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ بر من سوگند است کہ این کار نکنم، پس اسی قدر کہا ہے تو یہ خبر دینا ہے لہٰذا اس کو اس قسم کھانے کا اقرار قرار دیا جائے گا اور اگر اس سے زیادہ کہا ہے اور اس طرح کہا ہے کہ بر من سوگند است کہ این کار نکنم بسر طلاق تو یہ قسم ہو جائے گی اور اس پر طلاق لازم آجائے گی حتیٰ کہ اگر دعویٰ کرے کہ میں نے یہ کلام جھوٹ کہدیا تھا کہ ہم مجلس لوگ پریشان نہ کریں یا اس کے علاوہ اور کوئی غرض بیان کرے جب بھی قضاءً تصدیق نہ کیجائے گی اور اگر کہا کہ باللہ العظیم کہ بزرگ تر کہ این کار نکنم تو قسم ہو جائے گی محض ایک قسم ہوگی، جیسے باللہ العظیم الاعظم کہنے سے قسم ہو جاتی ہے کیونکہ ایسی زیادتیاں تاکید کے لئے ہوتی ہیں زائد شمار نہیں ہوتی ہیں کہ دو قسمیں الگ الگ شمار ہوں گی (قاضی خاںؒ)

اور کتب فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ سوگندی خورم بطلاق تو اس کہنے سے بیوی مطلقہ نہیں ہوگی اس لئے کہ لوگوں میں اس طرح طلاق کی قسم کا رواج نہیں ہے اور تجرید (نام کتاب) میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ مرا سوگند خانہ است یعنی مجھے گھر کی قسم ہے تو اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی اور یہ شرط بھی نہیں ہے کہ اس نے خانہ سے بیوی کی نیت کی ہو اور یہی قول اصح ہے (ہمارے عرف میں دو بارہ میں اس قسم کے جملے سے صحیح قول میں قسم نہ ہوگی کیونکہ ہمارے یہاں کا عرف اس طرح قسم کھانے کا نہیں ہے (مترجم)

اور کتب فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر اس طرح کہا کہ باللہ کہ بزرگ تر، یعنی اس سے بڑا کوئی نام نہیں ہے اس جملے سے قسم نہیں ہوگی، اور اگر اس طرح کہے کہ جو بزرگ ترین ہے میں ایسا نہیں کروں گا تو یہ قسم ہو جائے گی اور لفظ بزرگ تر کا فصل موثر نہ ہوگا۔ مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ کسی نے اس صورت میں دعویٰ کیا کہ میں نے کرنے یا نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی ہے، بلکہ میری مراد یہ تھی کہ باللہ سب قسموں سے بڑی قسم ہے یا میرے نزدیک اس سے بڑی قسم نہیں ہے تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی اس لئے کہ اس نے وہ فعل کرنے یا نہ کرنے کو اس لفظ سے ملا دیا ہے اور اس کا دعویٰ کہ میرا یہ مقصود ہے یہ خلاف ظاہر ہے (خلاصہ)

اور اگر کہا کہ مصحف خدا بدست من سوختہ اگر این کار نکنم یعنی مصحف خدا میرے ہاتھ میں سوختہ ہے اگر میں ایسا کام کروں، تو قسم نہ ہوگی، اور اگر کہا امید سے بخدا دارم نا امیدم اگر این کار نکنم تو یہ قسم ہوگی (ہمارے عرف میں اس طرح کے جملے سے قسم نہ ہوگی، بلکہ اس طرح ہونا چاہیے ہر امید کہ بخدا دارم نا امیدم اگر این کار نکنم۔ مترجم) اور اگر کہے کہ مسلمانی نہ کردہ ام خدائے را اگر این کار نکنم یعنی میں نے خدا کے واسطے اپنے کام میں مسلمانی نہیں کی اگر میں یہ کام کروں پھر اس کے بعد کر لیا تو فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس نے یہ مراد لی ہے کہ اس نے جو عبادات کی ہیں وہ حق نہیں تھیں تو یہ قسم

ہو جائے گی ورنہ قسم نہیں ہو گی اور اگر اس طرح کہا کہ ہرچہ مسلمان کردہ ام بہ کافراں دادم اگر ایں کار کنم، پھر وہ کام کر لیا تو اس پر کفارہ لازم نہ ہو گا، اور اگر کہا کہ واللہ بفلاں سخن نہ گویم نہ یک روز نہ دو روز تو یہ ایک ہی قسم شمار ہو گی، جو دو روزے رکھنے پر منتہی یعنی پوری ہو جائے گی (قاضی خاں)، اور اگر کہا کہ حرام است با تو سخن گفتن یعنی تجھ سے بات کرنی حرام ہے تو قسم ہو جائے گی (ذخیرہ)، ہمارے عرف میں اس وقت قسم ہو گی جب اس نے انعقاد قسم کی نیت کی ہو اور اگر نیت نہ کی ہو تو قسم نہ ہو گی (مترجم)

اور قاضی علی بن حسین سعدی رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ بپذرفتم کہ چنیں نہ کنم اور اگر کچھ نیت نہیں کی ہے جب بھی قسم ہو جاوے گی (خلاصہ)، اور اگر کسی نے اس طرح کہا کہ پذرفتم خدائے را کہ فلاں کار نکنم تو یہ قسم نہ ہو گی جیسے کہا کہ میں نے نذر کر لی ہے کہ میں ایسا نہ کروں گا اور اگر کہا کہ خدائے را و پیغمبر را پذرفتم کہ فلاں کار نہ کنم تو یہ قسم نہ ہو گی اس لئے کہ پیغمبر را پذیرفتم قسم نہیں ہے، پس جب ذکر اللہ تعالیٰ اور شرط کے درمیان ایسی چیز متخلل ہو گئی جو قسم نہیں ہے تو فاصل بن گئی اور قسم نہ ہو گی (قاضی خاں)

شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا ہے کہ اگر فلاں کام کروں تو آتش پرست سے بدتر ہوں، تو فرمایا کہ یہ قسم ہے، یہاں تک کہ حانث ہونے پر کفارہ دینا واجب ہو گا اور اگر کہا کہ قرآن کی تین سو ساٹھ آیات سے بیزار ہوں اگر یہ کام کروں تو اگر وہ کام کرے تو ایک ہی قسم ہو گی، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر من ایں کار کنم قرامطہ خوانیت و جہود خوانیت و سنگسار کنیت پھر اس کے بعد وہ کام کر لیا تو اس کے ذمہ کچھ لازم نہ آئے گا،

اور اگر اس طرح کہا کہ ہرچہ مغاں مغی کردہ اند و جہوداں جہودی کردہ اند در گردن منا ایں کار نہ کردہ ام، یعنی جو کچھ آتش پرستوں نے آتش پرستی کی ہے اور جو کچھ یہودیوں نے یہودگی کی ہے وہ سب میری گردن پر ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اس نے وہ کام کیا ہے تو اس پر کچھ لازم نہ آئے گا اور اگر یہ کہا کہ اگر میں یہ کام کروں تو کافر مجھ سے اشرف ہے یا کافر مجھ پر شرف رکھتا ہے تو قسم نہ ہو گی (ظہیریہ)، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں ایسا کام کروں تو ہزار آتش پرست و بت پرست سے بدتر ہوں تو یہ قسم ہو جائے گی (محیط)

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ تو شطرنج کھیلنا چھوڑ دے اور شوہر نے کہا کہ اچھا پھر عورت نے کہا کہ اگر تو شطرنج کھیلا کرے تو میں تجھ پر مطلقہ ہوں، پھر اس کے بعد شوہر نے کہا کہ اگر میں شطرنج کھیلا کروں، پھر عورت نے کہا پھر کیا تو شوہر نے کہا وہی جو تو کہتی ہے (یعنی میں (عورت) تجھ پر مطلقہ ہوں)، پھر اس کے بعد شوہر نے شطرنج کھیلی تو طلاق واقع نہ ہو گی (خلاصہ)، شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا ہے کہ ہرچہ بدست راست گرفتم بر من حرام کہ فلاں کار نہ کنم یعنی جو میں نے داہنے ہاتھ میں لیا ہے مجھ پر حرام ہے کہ فلاں کام نہ کروں پھر وہ کام کر لیا تو فرمایا کہ حانث نہ ہو گا اس لئے کہ اگر عرف ہے بھی تو اس جملہ میں ہے کہ ہرچہ بدست راست اس جملہ میں نہیں ہے کہ ہرچہ بدست راست گرفتم (ظہیریہ)

(قال المترجم۔ اوپر یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ ہمارے یہاں یہ سب بالکل عرف نہیں ہے لہٰذا ہمارے عرف کے اندر یہ سب قسمیں منعقد نہ ہوں گی)

اور اگر اس طرح کہا کہ پذرفتم با خدا کہ از خریدہ تو کہ بیاری نخورم، یعنی میں نے خدا سے نذر کر لی ہے کہ تیری خریدی ہوئی چیز سے کہ تو لا دے نہ کھاؤں گا تو بعض نے فرمایا کہ اگر قسم کی نیت کرے گا تو قسم ہو جائے گی اور اصح یہ ہے کہ بغیر نیت قسم کبھی

قسم ہو جائے گی (ذخیرہ)

فصل ۱:- ظالموں کے قسم لینے کے بیان میں اور قسم لینے والے کی نیت

کیخلاف قسم کھانے والے کا نیت کر لینے کے بیان میں

ظالم مستحلف کے قسم کے احکام

فتاویٰ اہل سمرقند میں مذکور ہے کہ اگر سلطان نے ایک شخص کو پکڑا اور اس سے کہا کہ کہو قسم خدا کی اس شخص نے جواب دیا قسم خدا کی پھر سلطان نے کہا کہ کہو جمعہ کے دن آؤں گا اس نے کہا کہ جمعہ کے دن آؤں گا پھر اس کے بعد وہ جمعہ کے دن تو آوے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہ آوے گا کیونکہ اس نے جب قسم خدا کا لفظ بول کر سکوت کیا اور فوراً جواباً کہا بلکہ سلطان کے کہنے کے بعد کہا کہ جمعہ کے دن آؤں گا تو قسم اور جواب قسم کے درمیان فصل ہو گیا اور قسم منعقد نہ ہوئی۔ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ مظلوم کی قسم مظلوم کی نیت پر ہوتی ہے اور ظالم کی قسم قسم دلانے والے کی نیت پر ہوتی ہے اور اسی کو ہمارے اصحاب نے اختیار فرمایا ہے۔

مثال اول یعنی حالت مظلوم کی صورت

ایک شخص ایک معین چیز کے بیچنے پر جو اس کے ہاتھ میں ہے مجبور کیا گیا۔ کہ اس نے قسم کھائی کہ یہ چیز میں نے فلاں شخص کو دیدی ہے اور مراد یہ لی کہ میں نے اس سے متابعت کر لی ہے، تاکہ مجبور کرنے والے کے خیال میں آجائے کہ جو چیز اس کے ہاتھ میں ہے وہ دوسرے کی ملک میں جا چکی ہے، تاکہ اس کے بیچنے پر مجبور نہ کرے تو یہ قسم اس کی نیت پر دائر ہوگی اور یہ جو اس نے قسم کھائی ہے یمین غموس نہ ہوگی، نہ حقیقۃً نہ معنیً،

مثال دوم یعنی حالت ظالم کی صورت

قسم کھلانے والا مظلوم ہو اور قسم کھانے والا ظالم ہو اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کے مقبوضہ معین مال پر عمرو نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میں نے تم سے خریدی ہے اور زید نے اس کے فروخت کرنے سے انکار کیا (حالانکہ واقعۃً زید اس کو فروخت کر چکا تھا مگر طلاقاً قبضہ نہیں دے رہا تھا) اور عمرو نے اس سے قسم لی کہ تو قسم کھا کہ واللہ مجھ پر یہ چیز عمرو کے سپرد کرنا واجب نہیں ہے اور زید نے اسی طرح قسم کھائی اور سپرد کرنے میں یہ نیت کر لی کہ بطور ہبہ یا صدقہ سپرد کرنا واجب نہیں ہے اور یہ نیت نہیں کی کہ بطور بیع کے سپرد کرنا واجب نہیں ہے، (حالانکہ مستحلف یعنی عمرو کی نیت سپرد کرنے میں یہی تھی) تو اگرچہ زید اپنی اس نیت پر سچا ہو، اور حقیقت میں یمین غموس نہ ہو اس لئے کہ اس نے اپنے لفظ کے معنیٰ محتمل ہی کو مراد لیا ہے، لیکن یہ قسم معنیً غموس ہوگی اس لئے کہ زید نے اس قسم کے ذریعے ایک مرد مسلمان کا حق سوخت کیا ہے لہٰذا اس کی نیت معتبر نہ ہوگی، اور شیخ امام زاہد معروف بخواہر زادہ نے فرمایا ہے کہ یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کی صورت میں ہے، لہٰذا اگر قسم لینے والے نے طلاق یا عتاق کی قسم کھائی اور قسم کھانے والے نے خلاف ظاہر کی نیت کی مثلاً قید سے طلاق یعنی رہائی کی یا فلاں کام سے عتاق کی یعنی چھٹکارے یا آزادی کی نیت کی، یا طلاق یا عتاق میں جھوٹ خبر دینے کی نیت کی تو فیما بینہ وبین اللہ

تعالیٰ، اگرچہ سچا ہو حتیٰ کہ فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ طلاق یا عتاق واقع نہ ہوگا خواہ قسم کھانے والا ظالم ہو یا مظلوم لیکن فرق یہ ہوگا کہ مظلوم ہونے کی صورت میں اس پر یمین غموس کا گناہ بھی نہ ہوگا اور ظالم ہونے کی صورت میں اس پر ایسی قسم سے وہ گناہ ہوگا جو یمین غموس میں ہوتا ہے اگرچہ حقیقت میں وہ اپنی نیت میں سچا ہی کیوں نہ ہو،

صاحب قدوری نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ یہ جو ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ اگر حالف ظالم ہو تو قسم کا مدار مستحلف (قسم لینے والے) کی نیت پر ہوتا ہے تو یہ قول زمانہ ماضی میں واقع شدہ امر پر قسم لینے میں درست ہے اس لئے کہ وہ اپنی اس قسم سے اپنے ظلم کو ادا سے کرنے والا ہے، پس ظالم بالیقین ہوگا اور جب ظالم ہوگا تو اپنی قسم میں وہ گنہ گار بھی ضرور ہوگا اگرچہ وہ جس چیز کی نیت اپنی قسم میں کر رہا ہے لفظ اس کا محتمل ہے اس لئے کہ وہ اپنی اس قسم کو اپنے غیر پر ظلم کرنے کا ذریعہ بنا رہا ہے اور یہ معنیٰ زمانہ مستقبل میں ہونے والے کسی امر پر قسم کھانے میں حاصل نہیں ہو سکتے اس لئے امر مستقبل پر قسم کھانے میں ہر حال میں حالف ہی کی نیت پر مدار قسم ہوگا (محیط)

کتب فتاویٰ میں لکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے گذرے اور وہ اس کی تعظیم میں اٹھنا چاہے اور وہ کہے واللہ نخیزی یعنی یہ قسم آپ نہ اٹھیئے گا مگر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا تو گذرنے والے پر کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہ ہوگا، نوادر ابن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تم کل فلاں شخص کے وہاں گئے تھے، اس نے جواب میں کہا کہ ہاں، پھر پوچھنے والے نے کہا کہ واللہ تم گئے تھے؟ اور جواب میں اس نے پھر کہا کہ ہاں تو یہ قسم ہو جائے گی، اور لفظ ہاں کہنے والا قسم کھانے والا ہو جائے گا اسی طرح اگر نہ جانے کا تذکرہ کیا ہو اور اس کے ہاں کہنے پر پھر اس نے پوچھا ہو کہ واللہ تم نہیں گئے تھے؟ اور اس نے جواب میں کہا کہ ہاں تو یہ بھی قسم ہو گی اور دونوں صورتوں کا حکم ایک ہوگا کہ خلاف واقعہ ہونے پر کفارہ لازم آئے گا،

اور فقیہ بشر نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے، کہ اگر زید عمر سے کہے کہ اگر تو خالد سے کلام کرے گا تو تیرا غلام آزاد ہے، عمر نے جواب میں کہا کہ الا تیری اجازت سے تو عمر اس کا قسم قبول کرنے والا ہو جائے گا اور اس کا یہ اقرار (الا تیری اجازت سے) قسم قرار دیدیا جائے گا، چنانچہ اگر بغیر اجازت کے خالد سے کلام کرلے گا تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

اگر کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے کہ واللہ تم ایسا ویسا ضرور کرو گے اور مخاطب سے قسم لینے کی یا اپنے اوپر قسم قرار دینے کی نیت نہیں کی ہے تو دونوں میں سے کسی پر کچھ لازم نہ آئے گا، بشرطیکہ مخاطب نے ایسا ویسا کچھ نہ کیا ہو اور کہنے والے نے اپنی قسم کی نیت کی ہو، تو قسم ہو جائے گی اور وہ حالف ہو جائے گا، اسی طرح اگر کہے کہ واللہ تم ایسا ویسا ضرور کرو یا واللہ تم ایسا ویسا ضرور کرو گے اور مخاطب سے قسم لینے کی نیت کی تو یہ محض استحلاف ہے یعنی محض قسم لینا ہے دونوں میں سے کسی کی قسم نہیں ہو گی اور نہ خلاف کرنے پر کچھ لازم ہوگا اور اگر اس کہنے سے کچھ نیت نہ ہو تو کہنے والا خود حالف ہو جائے گا یہی حکم ہے کہ اگر اس دوسرے نے ایسا ویسا کچھ نہ کیا تو وہ کہنے والا خود حانث ہو جائے گا (مترجم) (قاضی خاں)

ایک شخص نے دوسرے سے کہا، مثلاً زید نے عمر سے کہا کہ واللہ تم ایسا ضرور کرو گے یا کہا اللہ تم ایسا ضرور کرو گے، پھر عمر نے جواب میں کہا کہ ہاں پس اگر زید نے قسم کی نیت کی اور عمر نے بھی قسم کی نیت کی تو دونوں میں سے ہر ایک حالف ہو جائے گا (یعنی قسم کھانے والا ہر ایک شمار ہوگا اور خلاف پر کفارہ ہوگا (مترجم) اور اگر زید نے قسم لینے کی اور عمر نے قسم کھانے کی نیت کی تو عمر حالف ہوگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ نیت نہ کی ہو تو جس صورت میں اللہ تم ضرور ایسا کرو گے کہا ہے فقط عمرو

حالف ہوگا، اور جس صورت میں واللہ لفظ واؤ کے ساتھ کہا ہے خود زید حالف ہوگا، اور اگر زید نے قسم لینے کی نیت کی اور عمرو نے قسم نہ ہونے کی نیت کی بلکہ بایں معنیٰ ہاں کہا کہ ایسا ایسا کرنے کا محض وعدہ کر رہا ہوں تو دونوں اپنی اپنی نیت پر رہیں گے اور قسم کسی پر نہ ہوگی (خلاصہ و جیز الکردری و محیط للسرخسی)

اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے قسم رکھی ہے کہ تم ایسا ایسا ضرور کرو گے یا کہا کہ میں نے اللہ کی قسم رکھی ہے کہ تم ایسا ضرور کرو گے یا کہا کہ میں نے اللہ کو شاہد بنایا ہے میں نے اللہ کی قسم رکھی ہے کہ تم ایسا ایسا ضرور کرو گے اور ان سب صورتوں میں فقط تم پر کہا یا نہیں کہا بہر حال قسم کھانے والا محض زید شمار ہوگا عمرو پر قسم نہ ہوگی اور اگر دونوں نے قسم کی نیت کر لی ہو دونوں (حالف و مستحلف) حالف ہوں گے ہاں اگر زید (مستحلف) نے اپنے قول سے فقط استفہام اور سوال کی نیت کی ہو کہ آیا تم قسم کھاتے ہو یا نہیں تو زید پر قسم عائد نہ ہوگی،

اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تم پر اللہ کا عہد ہے کہ اگر تم ایسا ایسا ضرور کرو گے جواب میں عمرو نے کہا کہ ہاں، تو زید پر کچھ نہ ہوگا، یعنی کوئی قسم عائد نہ ہوگی اگرچہ زید نے قسم کی نیت بھی کی ہو اور اگرچہ زید کا یہ قول عمرو سے قسم لینے پر ہو، کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم نے ایسا و ایسا کیا ہے، اور بیوی نے جواب میں کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے اس پر اس شخص نے کہا کہ میں نے نہیں کیا ہے، پھر اس شخص نے کہا کہ اگر تو نے کیا ہو تو تجھ کو طلاق ہے، پھر عورت نے کہا کہ اگر میں کیا ہو تو تجھ پر طلاق ہے تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ مرد نے اگر اس قول سے کہ اگر تو نے ایسا ایسا کیا ہے تو تجھ کو طلاق ہے یعنی عورت کے قسم کی نیت کی ہو، یعنی یہ مراد ہو کہ بھلا کیا اگر تو نے ایسا ایسا کیا تو عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی،

فاسقوں کی ایک جماعت اکٹھا ہو اور بعض بعض کے ساتھ ضصع کرتا ہو، پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ اب پھر جو شخص کسی طمانچہ بازی کرے گا تو اس کی بیوی کو تین طلاق اور ایک نے ان میں سے فارسی زبان میں مثلاً کہا کہ ہلا، یعنی بھلا ایسا پھر اس کے بعد ان میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ طمانچہ بازی کیا اور اس نے بھی اس کے ساتھ طمانچہ بازی کی تو مشائخ نے فرمایا ہے، کہ جس نے ہلا کہا تھا اس کی بیوی بھی مطلقہ نہ ہوگی، کیونکہ یہ کلام فاسد ہے قسم نہیں ہے،

اگر کوئی شخص کہے کہ مجھ پر پاپیادہ حج واجب ہے، اور میرا ہر مملوک (غلام) آزاد ہے اور میری ہر عورت کو طلاق ہے، اگر میں اس گھر میں داخل ہوا اور دوسرے شخص نے کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو مجھ پر بھی ان ہی چیزوں کے مثل ہے، جس کو تو نے اپنے اوپر لاگو کیا ہے، پھر وہ دوسرا شخص اس گھر میں داخل ہو گیا تو اس پر پیدل حج واجب ہو جائے گا اور اس کے علاوہ طلاق و عتاق وغیرہ کچھ واقع نہ ہوگا (قاضی خاں)

اگر کسی شخص کو بادشاہ کے سپاہیوں نے قسم دلائی کہ کل جب تک فلاں شخص نہ آجاوے وہ کوئی کام نہ کرے پھر اس کے بعد دوسرے دن قسم کھانے والے نے اپنے موزے پہنے اور پھر کسی میت کے پاس گیا اور فلاں شخص کے آنے سے قبل اس میت کا سر اپنی جگہ سے ہٹا دیا، تو شیخ محمد بن سلمہ رحمہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا اور اس کی یہ قسم اس کام کے علاوہ دوسرے کاموں پر متحقق ہوگی، اگر ایک شخص اپنے امیر کے ساتھ سفر کو نکلا اور امیر نے اس سے قسم لے لی کہ بغیر میری اجازت کے واپس نہ ہو اس کے بعد اس کی تھیلی یا کپڑا گر گیا جس کے لینے کے لئے وہ شخص واپس ہوا تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ ایسی واپسی پر اس کی یہ قسم واقع نہ ہوئی تھی، اگر کوئی چغل خور شخص ہے جو حکام وقت سے لوگوں کی چغلی کھا کر لوگوں کو ضرر پہونچایا کرتا ہے اور ناحق سزائیں اور جرمانے دلوایا کرتا ہے اس نے قسم کھائی کہ اگر میں دس

ل اوباشوں لچر فاسقوں اور آوارہ لوگوں کا ایک کھیل ہے جس میں ایک دوسرے کو بطور لہو و لعب کے طمانچے لگا لگا کر کھیلتے ہیں انگلیاں اور ہاتھ کھول کر ہتھیلیوں سے ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہیں

دس درہم (مثلاً روپے) سے زیادہ کے بارے میں کچھ چغلی کھائی تو میری بیوی کو طلاق، پھر اس کے بعد اس نے دس درہم سے زیادہ کے بارے میں چغلی کھائی، تو شیخ الاسلام نجم الدین نے فرمایا کہ اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی (ظہیریہ)۔

اگر کسی حاکم وقت نے کسی شخص سے پوچھا، کہ تیرے پاس فلاں شخص کا مال ہے اور اس نے انکار کیا، پھر حاکم وقت نے اس سے اس کی بیوی کی طلاق کی قسم دلائی (یعنی یہ کہا کہ اگر تیرے پاس فلاں امیر کا مال ہو تو تیری بیوی پر طلاق ہے) اور اس شخص نے قسم کھائی حالانکہ اس قسم کھانے والے کے پاس بہت سا مال تھا جس کو اس امیر کی بیوی نے اس امیر کے پاس بھیجا تھا اور جو شخص اس مال کو لایا تھا اس نے یہی کہا تھا کہ یہ فلاں امیر کی بیوی کا مال ہے اور قرائن ایسے موجود تھے کہ اس کی بیوی کے پاس اس قدر مال ہو سکتا تھا، پھر اس امیر کی بیوی نے اقرار کیا کہ یہ مال اس کے شوہر کا ہے (یعنی خود اس عورت کا نہیں ہے) تو اس اقرار سے اور اس قسم دلانے سے قسم کھانے والے کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی جب تک کہ قسم کھانے والا خود تصدیق نہ کرلے کہ واقعی یہ مال اسی امیر ہی کا ہے اس کی بیوی کا نہیں ہے یا شوہر کے دعویٰ صحیح کے بعد عادل گواہوں کی گواہی کی وجہ سے قاضی خود اس امیر کے مال ہونے کا فیصلہ نہ کردے، یعنی جب وہ شخص خود تصدیق کرلے یا قاضی فیصلہ دیدے کہ یہ مال فلاں امیر ہی کا ہے اس وقت وہ شخص حانث ہوگا اور اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی،

اگر کوئی شخص بیس بکریاں (مثلاً) ایک شہر سے دوسرے شہر پر فروخت کرنے کے لئے لے گیا اور سب بکریاں اس دوسرے شہر میں داخل کردیں، لیکن دوکان پر فقط دس بکریاں ظاہر کیں اور اس خطہ کے چودہری نے اس سے قسم لی کہ فقط دس ہی بکریاں لایا ہے اور اس شہر کے باہر کچھ نہیں چھوڑ آیا ہے اور اس شخص نے قسم بھی کھالی اور یہ نیت کرلی کہ بازار میں فقط دس ہی بکریاں لایا ہوں اور بازار سے باہر کچھ نہیں چھوڑ آیا ہوں تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ شخص حانث نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے نیت کرنے میں ایسی بات مراد لی ہے (جو اس کے لفظ سے نکلتی ہے اور اس کے لفظ اس کے محتمل ہیں مگر قضاءً اس کی تصدیق نہ ہوگی، یعنی اگر قاضی کی عدالت میں یہ معاملہ پیش ہو اور قاضی کے سامنے سب حقیقت کھل جائے) تو قاضی اس کی نیت کی تصدیق نہ کرے گا، اگر کوئی شخص مرگیا اور اس نے ایک وارث اور اپنا کچھ قرضہ کسی کے ذمہ چھوڑا اور وارث نے قرض دار سے قرضہ کے معاملہ میں مقدمہ کیا، اور قرض دار نے قسم کھائی کہ مدعی کا مجھ پر کوئی قرضہ نہیں ہے تو مشائخ رحمہ نے فرمایا ہے کہ قرض دار کو اگر مورث کی موت کی خبر نہ تھی تو امید ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا اور اگر مورث کی موت کی خبر تھی تو صحیح یہ ہے کہ وہ حانث ہو جائے گا،

اگر کسی شخص نے کسی سے پوچھا کہ تو نے میرے کتنے پھل کھائے ہیں اس نے جواب میں کہا کہ پانچ پھل کھائے ہیں اور اس پر قسم کھا گیا حالانکہ اس نے زیادہ پھل مثلاً دس پھل کھائے تھے تو جھوٹا اور حانث نہ ہوگا (کیونکہ پانچ بھی دس کے اندر داخل ہیں) اور اگر بیوی کو طلاق یا غلام کو آزاد کرنے کی قسم کھائی ہوگی، تو طلاق یا عتاق (غلام کی آزادی) کوئی چیز واقع نہ ہوگی، اسی طرح اگر کسی سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ غلام کتنے میں خریدا ہے اور اس نے کہا کہ سو روپے میں حالانکہ اس نے دو سو روپے میں خریدا ہے تو جھوٹا نہ ہوگا اور اگر اس نے طلاق یا عتاق وغیرہ کی قسم کھائی ہو تو اس پر کچھ حنث وغیرہ لازم نہ ہوگی اور یہ مسئلہ اسی مسئلہ کی نظیر ہے جس کو جامع صغیر نے بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس کپڑے کو نہ خریدوں گا اور پھر اس کو خرید لیا تو قسم میں حانث ہو جائے گا، اگر کوئی شخص بھاگ کر کسی دوسرے شخص کے مکان میں جا چھپا اور اس دوسرے شخص نے قسم کھائی کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور نیت میں مراد یہ لیا

کہیں نہیں جانتا کہ میرے مکان کے کس حصے و گوشہ میں ہے، تو حانث نہ ہوگا اگر کسی شخص نے حاکم وقت سے قسم دلانے سے قسم کھائی کہ یہ بات مثلاً مجھے معلوم نہیں ہے، قسم کھانے کے بعد پھر اس کو یاد آگیا کہ وہ بات اس کو معلوم تھی، لیکن قسم کھانے کے وقت واقعی بھول گئی تھی، تو مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ امید ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ قسم کھانے کے وقت حقیقۃً وہ نہیں جانتا تھا۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے طلاق کی قسم کھائی کہ میرے گھر میں شوربا نہیں ہے حالاں کہ اس کے گھر میں شوربا تھا تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ شوربا اگر اس قدر کم تھا کہ اگر اس کو معلوم ہوتا، تو وہ یہ نہ کہتا کہ میرے گھر میں شوربا ہے تو اس قسم کھانے میں حانث نہ ہوگا اور اگر شوربا زیادہ تھا مگر خراب ہو گیا تھا قابل استعمال نہ رہ گیا تھا جب بھی حانث نہ ہوگا کیوں کہ اس طرح کی قسم دلانے میں ایسا شوربا مراد نہیں ہو سکتا، اور اگر محض اس درجہ میں خراب ہوا تھا کہ بعض لوگ استعمال نہیں کر سکتے اور بعض لوگ استعمال کر سکتے ہیں، تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی زمین میں روئی کی کاشت کی اور پھر قسم کھائی کہ اگر اس زمین کی پیداوار میرے گھر میں داخل ہو تو حلال مجھ پر حرام ہے، پھر روئی پیدا ہوئی اور اس شخص کی عورت یہ روئی اپنے سر پر رکھ کر دھنے کو دینے کے لئے لے چلی اور راستے میں اپنے سر پر رکھے ہوئے اپنے شوہر کے گھر میں داخل ہو گئی اور پھر نکل کر دھنیے کے وہاں لے گئی تو شخص مذکور اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اگر کسی شخص کو حاکم وقت طلب کرے تاکہ اس کو تہمت میں گرفتار کرے، پھر اس کے بعد ایک اور شخص کو پکڑا کہ اس سے کہا، کہ تو اس کے قرض داروں یا اس کے اعزا و اقربا کا پتہ بتادے تاکہ میں ان سے مال وصول کرلوں اور اس شخص نے جاننے سے انکار کیا اور حاکم وقت نے اس سے قسم لی کہ تو اس کے قرض داروں و اعزاء و اقربا کو نہیں جانتا اور حال یہ ہے کہ وہ جانتا ہے، لیکن اگر بتلا دے تو مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہونچ جانے کا ظن غالب ہے تو باوجود اس ضرر کے احتمال سے قسم کھالینے کی گنجائش نہیں ہے، البتہ اس کا ایک حیلہ یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں حاکم وقت طلب کرکے قسم لینا چاہتا ہے، نام تو اس شخص کا لے لیکن مراد میں اسی کے ہم نام دوسرے شخص کو لے لے اور اسی دوسرے شخص کی نیت سے قسم کھالے تو یہ قسم ظاہر الروایۃ میں اگر چہ صحیح نہیں ہے، لیکن خصاف کے نزدیک ایسی قسم صحیح ہے اور حالف اگر مظلوم ہوگا تو فتویٰ بھی خصاف کے قول پر دیا جائے گا، خلاصۃ الفتاوی میں مذکور ہے کہ مثلاً زید نے عمرو پر مال کا دعویٰ کیا اور عمرو نے انکار کیا اور قاضی نے عمرو سے قسم لی، کہ زید کا تجھ پر ایسا مال نہیں ہے اور عمرو نے اپنی آستین کے اندر سے انگلی سے ایک دوسرے شخص کی طرف اشارہ کرکے قسم کھالی کہ اس کا مجھ پر کوئی مال نہیں ہے، تو فقط دیانۃً اس کی تصدیق ہوگی قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور اگر واقعی اس شخص کا ایسا مال اس کے پاس ہوگا تو معنیً یہ قسم بھی یمین غموس ہوگی اور سخت گنہ گار ہوگا۔

فصل کفارہ قسم کے بیان میں

کفارہ قسم میں تین چیزوں میں سے ایک چیز کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے (اس ترتیب کے ساتھ) کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو ایک غلام جو کفارہ ظہار میں آزاد کیا جا سکتا ہے، کفارہ قسم میں بھی آزاد کرے یا دس مسکینوں کو ویسا ہی کھانا کھلا دے جیسا کفارہ ظہار میں

کھلایا جاتا ہے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنا دے اور کپڑا ایک دے یا زیادہ مگر کم از کم ایسا کپڑا دے جس میں نماز ادا کی جا سکے اور اس میں نماز ادا ہو جائے (فتاویٰ حاوی قدسی)

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ادنیٰ لباس کی مقدار یہ ہے کہ اس کے اکثر بدن کو چھپا دے حتیٰ کہ صرف ایک پاجامہ دیدینا کافی نہ ہوگا اور یہی قول صحیح ہے (ہدایہ) اور جب ان تینوں چیزوں میں سے کسی چیز کے دینے کی قدرت نہ ہو، تو مسلسل اور پے در پے تین روزے رکھے اور یہ کفارہ تنگدست کا کفارہ ہے اور بہتر کفارہ کفارۂ یسار (یعنی مال داری کا کفارہ) ہے اور اس کفارۂ یسار کے لیے فقط اتنی مال داری اور خوشحالی معتبر ہے کہ کفایت شعاری کے ساتھ رہنے کے بعد اس قدر بچتا ہو جس سے کفارۂ قسم ادا کر سکے (یعنی اس کفارہ یسار کے لیے نصابِ زکوٰۃ کے مقدار کا مالک ہونا شرط نہیں ہے، مترجم) اور یہ قسم (کفارۂ اعسار و تنگدستی) اس وقت ہے، جب قسم کھانے والے کے ملک میں وہ چیزیں نہ ہوں جن پر قرآن پاک میں حکم منصوص ہے یعنی غلام یا دس مسکین کو دینے کا غلہ، یا دس مسکینوں کو دینے کا کپڑا، پس اگر اس کی ملک میں ان منصوص علیہ چیزوں میں سے کوئی چیز ہو، مثلاً اس کی ملک میں غلام ہو یا طعام دس مسکین کی مقدار، یا کپڑا دس مسکینوں کو دینے کی مقدار ہو تو اس کو روزہ رکھنا جائز نہ ہوگا خواہ اس کے اوپر قرضہ ہو یا نہ ہو (سراج وہاج)، پھر محتاج ہونے اور خوشحال ہونے کا اعتبار ہمارے علماء کے نزدیک اس وقت کا ہے جس وقت کفارہ ادا کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، پس اگر حانث ہونے کے وقت وہ خوشحال تھا پھر جب کفارہ دینے کا قصد کیا تو اس وقت تنگ دست ہو گیا تھا، ہمارے نزدیک اس کے حق میں روزہ رکھنا کافی ہوگا اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی حانث ہونے کے وقت تنگدست تھا، پھر جب کفارہ ادا کرنے کا قصد کیا او خوش حال ہو چکا تھا تو روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا (فتح القدیر)

ادائیگی کفارہ کی مزید توضیح

اور یہ جو فرمایا ہے کہ خوش حال سے مراد یہاں یہ ہے کہ کفایت سے رہنے کے بعد کچھ زائد بچتا ہو، تو کفایت کی مقدار اور حد یہ ہے کہ رہنے کے مکان سے اور ستر پوشی کی مقدار اوسط درجہ کی پوشاک سے اور اوسط درجہ کے روزانہ کھانے کی چیزوں اور ضروریات سے کچھ فاضل بچتا ہو (فتاویٰ قاضی خان)، اگر قسم کھانے والے کا مال غائب ہو یا لوگوں پر قرض ہو اور سر دست اس قدر نہ ملتا ہو کہ اس سے غلام آزاد کرے یا مسکینوں کو کپڑا پہنائے یا کھانا کھلائے تو روزے رکھ لینے کافی ہوں گے، امام محمد رحمۃ اللہ نے اسی طرح فرمایا ہے دیگر مشائخ نے بھی فرمایا ہے کہ دوسروں کے ذمہ اپنا قرض باقی ہونے کی صورت میں بھی کفارے میں روزے رکھ لینا جائز ہے امام محمد نے جواز کا حکم دیا ہے اور اس کی تاویل یہ ہے، کہ قرضہ تنگ دست لوگوں پر ہو جو ادا کرنے کی قدرت فی الفور نہ رکھتے ہوں اور اگر قرضہ مال داروں کے ذمہ ہو جو اس کے ادا کرنے پر قادر ہوں تو ان سے تقاضا کر کے وصول کرے اور کفایت یسار ادا کرے اور ایسی صورت میں کفارۂ اعسار یعنی روزے رکھنا کافی نہ ہوگا (ابن سماعہ عن محمد)

عورت کے کفارۂ قسم میں بھی مشائخ رحمہ نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ اگر عورت پر کفارۂ قسم لازم آجائے اور اس کے پاس کچھ مال نہ ہو، لیکن بذمہ شوہر مہر باقی ہو تو اس سے تقاضا کرے اگر دیدے تو روزے سے کفارہ ادا نہ کرے اور اگر روزوں سے ادا کرے گی تو ادا نہ ہوگا،

اگر کسی شخص کے پاس مال ہو، لیکن دوسروں کا اس پر قرضہ بھی ہے تو قرضہ ادا کرنے کے بعد روزے سے کفارہ ادا کرنا جائز ہے (مبسوط)، اور یہ ظاہر روایت ہے اور قرضہ ادا کرنے سے قبل روزہ سے کفارہ ادا کر دینا جائز ہے یا نہیں اسمیں

مشائخ رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے (محیط) اور اصح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی روزہ سے ادا کر دینا جائز ہے (مبسوط)

ایک مسکین کے کپڑے کی مقدار چند مسکینوں کو دینے کا حکم

ایک مسکین کو جتنی مقدار کپڑے کی دینا ضروری ہے اگر اس کی نصف مقدار کپڑا پہنانے کی شکل سے کفارہ ادا ہونے کی نیت کر کے ایک ایک مسکین کو دیا یا ایک کفارہ کپڑے کی مقدار دس مسکینوں کو دیدیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر اس کپڑے کی قیمت اتنی زیادہ ہو کہ اس قیمت میں اتنی مقدار کھانے کی مل سکتی ہے، جتنی مقدار دس مسکینوں کو کافی ہو سکتی ہے اور کھانا کھلانے کی نیت سے بطور کفارہ طعام دیدیا تو ادا ہو جائے گا یا نہیں تو شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق ہمارے اصحاب کے نزدیک ادا ہو جائے گا خواہ کپڑے کے بدلے کفارہ طعام سے ادا کرنے کی نیت کی ہو یا نہیں تو بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ،

کون کون کپڑے کفارہ میں کافی ہو سکتے ہیں اور کتنی کتنی مقدار ضروری ہے

ٹوپی اور موزہ کفارۂ لباس میں دینا کافی نہیں ہے، لیکن اگر اس کی قیمت کفارۂ طعام کی قیمت کے برابر ہے تو قیمت لگا کر کفارۂ طعام میں دیدینا کافی ہو جائے گا اور کپڑے کی مقدار کفایت میں بھی قبضہ کرنے والے کی حالت کا اعتبار ہوتا ہے پس اگر وہ کپڑا قابض کے حال کے مناسب ہوگا یعنی اس کی ستر پوشی بطریق مناسب کر سکے گا تو ادا جائز ہو جائے گی ورنہ نہیں جائز ہوگی اور بعض مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ اوسط درجہ کے لوگوں کے کپڑے کی مقدار میں ہو تو جائز ہے اور کم ہو تو جائز نہیں ہے اور شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ قول اشبہ بالصواب ہے یعنی صحت و ثواب کے زیادہ مشابہ ہے (خلاصہ) اور اگر مسکین کو تھان دیا اور اس قدر لمبا ہے کہ اس میں ایک قمیص اور ایک ازار دونوں ہو جائیں گی تو اس سے کفارۂ لباس ادا ہو جائے گا اور اگر اتنا لمبا نہ ہو تو کفارۂ لباس کی نیت سے کافی نہ ہوگا اور کفارہ ادا نہ ہوگا، اور طعام کی قیمت لگا کر کفارۂ طعام کی نیت سے ادا کر دے اور قیمت اتنی ہو کہ جو کفارۂ طعام میں کافی ہوتی ہے تو وہ کفارہ ادا ہو جائے گا (مبسوط) اگر دس مسکینوں کے درمیان ایک بیش قیمت کپڑا کم از کم ایسی قیمت کا دیا کہ ان سب کے اوسط درجہ کے لباس کی قیمت کے مثل یا اس سے بھی زیادہ قیمت کا ہے اور ہر ایک مسکین کو اس کے حصہ کے مطابق پہونچتا ہے جب بھی یہ ایک کپڑا ان سب کے کفارۂ لباس میں کافی نہ ہوگا اس لئے کہ کپڑا کفارہ میں منصوص علیہ ہے پس وہ اپنے ہی نفس اور نوع کا بدل نہ ہو سکے گا ہاں نوع لباس کے غیر کا، مثلاً نوع طعام و آزادی غلام کا بدل قیمت لگا کر ہو سکے گا لہٰذا اگر اس قیمتی کپڑے کی قیمت میں سے ہر ایک کے حصہ میں طعام کفارہ کی قیمت کے مثل یا اس سے زیادہ حصہ پہونچتا ہے تو کفارۂ طعام کی نیت سے ادا کرنا صحیح ہو جائے گا اور اسی طرح اس کے برعکس بھی ہے کہ اگر ہر مسکین کو فقط ایک چوتھائی کا صاع گیہوں دیا جو پورے ایک صاع جھوہارے کی قیمت کے برابر ہے تو کفارۂ طعام کی طور پر ادائیگی صحیح نہ ہوگی اور کفارہ ادا نہ ہوگا، ہاں اگر اس چہارم صاع کی قیمت ان کے لباس کی قیمت کے مثل یا زائد ہے تو کفارۂ قسم ادا ہو جائے گا (بدائع)

جس شخص پر کفارۂ قسم واجب ہے اگر اس نے ایک بیش قیمت پرانا کپڑا مسکین کو دیا تو مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ قیمت لگا کر قیمت کے عوض میں دینا جائز نہیں ہے بلکہ دیکھا جائے گا کہ نیا کپڑا جتنی مدت تک چلتا ہے اس کی نصف مدت سے زیادہ چلے گا تو جائز ہوگا ورنہ نہیں جائز نہ ہوگا، مثلاً نئے کپڑے سے چھ ماہ تک انتفاع ہو سکتا ہے اور اس سے چار ماہ تک انتفاع ہو سکتا ہے تو جائز ہے، (فتاوی قاضی خاں) اگر ایک ہی مسکین کو دس کپڑے ایک ہی دفعہ دیدیئے تو کفارہ ادا نہ ہوگا اور یہ دس مسکینوں کو

دینے کے حکم میں ہوگا) جیسے ایک ہی مسکین کو ایک ہی دفعہ دس فطرہ کے برابر طعام دیدینا کافی نہیں ہوتا اور اگر دس روز تک روزانہ ایک ہی مسکین کو ایک ایک کپڑا دیا تو کافی ہو جائے گا اور کفارہ ادا ہو جائے گا جس طرح ایک ہی مسکین کو دس دن تک روزانہ ایک فطرہ کی مقدار دیتا رہا یا کھانا کھلاتا رہا اور ادا ہو جاتا ہے اور اگر دس مسکینوں کو ایک غلام مشترک طور پر دیدیا، یا کوئی چیز چوپایہ (جانور) جس کی قیمت دس مسکینوں کے کپڑے کی قیمت کے برابر ہو، یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا غلہ دینے کی قیمت کے برابر ہو تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا جس طرح نقد قیمت دینے سے ادا ہو جاتا ہے ہاں اگر جانور کی قیمت دس مسکینوں کے کپڑے یا غلہ یا کھانے کی قیمت کو نہ پہونچے تو کفارہ ادا نہ ہوگا،

کفارہ ادا کرنے کے باوجود کفارہ ادا نہ ہونے کی صورتیں

اور اگر جانور یا غلام یا جانور یا کپڑا دینے کے بعد کسی شخص نے دعویٰ کر دیا کہ یہ تو میرا ہے اور گواہوں سے اپنا مدعا ثابت کر دیا اور حاکم وقت کے حکم سے وہ چیز اس مدعی کو مل گئی تو یہ کفارہ کافی نہ ہوگا بلکہ دوبارہ از سر نو ادا کرنا ضروری ہوگا، اور اگر زید کی طرف سے عمر نے مثلاً زید کے حکم سے دس غریبوں کو کپڑا دیدیا تو زید کا کفارہ ادا ہو گیا خواہ عمر نے زید سے اس کی قیمت پایا ہو یا نہ پایا ہو، اور اگر بغیر حکم زید کے یا بغیر رضامندی کے دیدیا تو زید کی طرف سے ادا نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی نے اپنے کفارہ سے میت کے لئے کفن دیدیا یا مسجد کی تعمیر میں دیدیا، یا میت کے قرض کی ادائیگی میں دیدیا غلام آزاد کرانے کیلئے غلام ہی کو دے دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا اور اگر کسی مسافر کو جس کا سامان سفر ختم ہو گیا تھا دیدیا تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر کسی شخص نے جس پر دو قسم کا کفارہ واجب تھا اس نے دس مسکینوں کو دونوں قسم کے کفارے میں دو دو کپڑے دیدیئے تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے مطابق ایک ہی قسم کی جانب سے ادا شمار ہوگا، اور اگر کسی شخص نے ایک مسکین کو کفارۂ قسم میں لباس دیا، پھر وہ مسکین مرگیا اور اس کا ترکہ اسی دینے والے کو پہونچا اور ترکہ میں وہی کا اپنا دیا ہوا کپڑا ملا یا اس مسکین کی زندگی ہی میں اس سے خرید لیا یا اس مسکین نے خود ہی اسی دینے والے کو ہبہ کر دیا، تو ان چیزوں سے اس کے کفارہ کی ادائیگی میں کوئی خرابی نہیں آئی اور کفارۂ مذکور فاسد نہ ہوگا (مبسوط)

اگر کوئی شخص کفارۂ قسم میں کھانا دینا تجویز کرے تو یہ دو طرح پر ہے ایک صورت کھانے کی تملیک کرنا ہے اور دوسری صورت کھانے کی اباحت کرنا ہے، پس تملیک اس طرح ہوگی کہ دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف نصف (یعنی پونے دو سیر) گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کا ستو دیدے، یا ایک ایک صاع (یعنی ساڑھے تین کلو) جو یا جو کا آٹا ستو دیدے جس طرح صدقۂ فطر میں دیتے ہیں، پس اگر اس صورت تملیک میں اس نے دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو محض چوتھائی چوتھائی صاع گیہوں (یعنی پونے دو پونے دو کلو کا آٹا) دیا اور پھر بقیہ مقدار دوبارہ دینے میں ان مذکورہ مسکینوں کے بجائے دیگر دس مسکینوں کو دیدیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ پھر از سر نو پورا کفارہ دینا ہوگا ہاں اگر دوبارہ دینے میں بھی بقیہ مقدار ان ہی مسکینوں کو دیا جن کو پہلے دیا تھا تو ادا ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے کفارۂ قسم میں میری طرف سے دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جاوے اور وصی نے یعنی جس کو وصیت کی تھی اس نے صبح کو دس مسکینوں کو کھانا کھلایا پھر یہ مسکین دوبارہ شام کا کھانا کھانے سے قبل مرگئے تو دوبارہ از سر نو دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہوگا ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا مگر اس صورت میں وصی ضامن نہ ہوگا، اگر کسی شخص نے اپنے کفارۂ قسم میں ایک ہی مسکین کو پانچ صاع ۱۷ ½ کیلو کے برابر گیہوں ایک ہی دن میں دیدیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر دس دن میں اسی ایک کو روزانہ نصف صاع گیہوں دیا تو ادا ہو جائے گا اور ایام کی تعداد مساکین کی تعداد کے قائم مقام

ہو جائے گی، اور اگر ایک مسکین کو نصف صاع گیہوں دیا اور دوسرے مسکین کو ایک صاع جو دیا مثلاً تو ظاہر روایت میں جائز ہوگا، اور اگر کسی شخص نے پانچ مسکینوں کو کھانا یا غلہ دیا اور پانچ مسکینوں کو کپڑا دیا تو اگر اس نے کھانا بطور تملیک دیا ہے (یعنی بٹھا کر محض پیٹ بھر کر کھلایا نہیں بلکہ اس کو کھانے بھر کی مقدار دیکر اس کو مالک بنا دیا کہ جو چاہو کرو کھاؤ یا لیجاؤ یا بیچ دو، جو چاہو کرو، یہ تملیک ہے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور کھانے اور کپڑے میں جو بیش قیمت ہو گا وہ دوسرے کم قیمت کا بدلہ قرار پا جائے گا چاہے کوئی سا بھی کم ہو یا زیادہ ہو اور اگر اس نے کھانا بطور اباحت دیا ہے (یعنی بٹھا کر محض کھلا دیا کہ جتنا چاہے کھالے مگر لیجا نہیں سکتا تو یہ اباحت ہے)، تو اس صورت میں اگر کھانا کم قیمت ہے باعتبار کپڑے کے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر اس کا بالعکس ہے تو ادا نہ ہو گا اس لئے کہ اس صورت میں محض کپڑے میں تملیک ہے اور وہ کم قیمت ہے وہ کھانے کا جس میں محض اباحت ہے اور بیش قیمت ہے اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور اس کا بدل قرار نہیں دیا جا سکتا اور جب کپڑے کی قیمت زیادہ ہو تو وہ قائم مقام اور بدل قرار پا سکتا ہے،

اور اگر کسی شخص نے کفارہ قسم میں کھانا بطور اباحت کے کھلایا تو ہمارے نزدیک جائز ہے اور بطور اباحت کا مطلب یہ ہے کہ صبح و شام دونوں وقت یا دو دن صبح صبح یا شام شام یا افطار و سحر دونوں میں بھر بھر پیٹ کھلائے، یعنی کہدے کہ بھر پیٹ کھالو، اور بہتر یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ سالن یا کوئی ایسی چیز جو روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہو وہ بھی دے اور اس اباحت میں پیٹ بھر جانا معتبر ہے، کھانے کی مقدار کا اعتبار نہیں ہے، چنانچہ اگر دس مسکینوں کے سامنے تین ہی روٹیاں رکھیں اور سب اسی میں سیر و آسودہ ہو گئے تو یہ بھی درست ہے کفارہ ادا ہو جائے گا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے اسی طرح مروی ہے، اور اگر ان دس میں سے کسی کا پیٹ پہلے سے بھرا ہوا ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے، بعض فقہا نے فرمایا کہ اگر پیٹ بھرنے کے باوجود بھی اس نے اسی مقدار کے قریب کھایا، جتنا اوروں نے کھایا ہے تو کفارہ ادا ہو گیا اور بعض نے فرمایا کہ ادا نہیں ہوا اس لئے کہ دس مسکینوں کا پیٹ بھر کھلانا واجب تھا اور یہ پایا نہیں گیا،

اور اگر دس مسکینوں کو صبح و شام سیر ہو کر کھلایا مگر ان میں سے ایک دودھ چھڑایا ہوا بچہ تھا تو جائز نہ ہوا اور واجب ہے کہ اس بچے کے بجائے کسی دوسرے مسکین کو کھلا دے (قاضی خاں)، اور اگر دس مسکینوں کو روکھی روٹی بغیر سالن کے دی تو اگر روٹی گیہوں کی تھی جب تو جائز و کافی ہے اور اگر کسی دوسری چیز کی روٹی تھی تو کوئی سالن ضروری ہے اور اگر روٹی اور کھجور (رطب) یا ستو اور کھجور یا محض ستو کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو گیا بشرطیکہ اس دینے والے کے اہل و عیال کا بھی یہی کھانا ہو،

اور اگر کسی نے ایک مسکین کو دس دن تک دونوں وقت کھلایا تو کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ کھانے والے نے روزانہ ایک ہی روٹی کھائی ہو اور اگر کسی نے صبح کو دس مسکینوں کو کھانا کھلایا پھر شام کو دوسرے دس مسکینوں کو ان مسکینوں کے علاوہ کھلایا تو یہ جائز نہیں اسی طرح اگر اس نے دس دن تک صبح کو ایک مسکین کو اور شام کو دوسرے مسکین کو کھلایا تو بھی جائز نہیں ان دونوں صورتوں میں کفارہ ادا نہ ہوگا،

اسی طرح اگر اس نے ایک مسکین کا حصہ دو یا زیادہ مسکینوں پر تقسیم کر دیا تو بھی جائز نہیں رہا، اگر کسی مسکین کو صبح کو کھانا کھلایا اور شام کے کھانے کے لئے اس کو پوری قیمت دیدی تو یہ کافی ہے اسی طرح اگر دس مسکینوں کے ساتھ کیا کہ صبح کے وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دیا اور شام کے لئے قیمت دیدی تو یہ بھی جائز ہے اور اگر دس مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلایا اور دوسرے وقت کے لئے انہیں کو چوتھائی چوتھائی صاع گیہوں دیدیئے تو بھی کفارہ ادا ہو گیا اور ہشام رح نے امام محمد رح سے نقل کیا ہے کہ

اگر ایک مسکین کو بیس یوم تک صبح کو کھانا کھلایا یا رمضان میں بیس رات اس کو کھانا کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر کسی نے کفارۂ قسم میں روزے رکھے حالاں کہ اس کے ملک میں غلام تھا یا کھانا کھلانے کا مقدور تھا جس کو وہ بھول گیا تھا پھر روزے رکھنے کے بعد اس کو یاد آیا تو بالاجماع اس کے کفارے کے واسطے یہ روزے کافی نہ ہوں گے (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے پانچ مسکینوں کو کھانا کھلایا پھر وہ غریب فقیر ہو گیا تو اس پر واجب ہو گا کہ اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا چاہے، تو از سرِ نو تین روزوں سے کفارہ ادا کرے (مبسوط)

اور اگر کسی نے دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو چوتھائی چوتھائی صاع (یعنی پونے دو کیلو کا آدھا آدھا) گیہوں اپنے کفارۂ قسم میں دیئے تھے کہ یہ مسکین خود مالدار (غنی) ہو گئے پھر اس کے بعد فقیر بھی ہو گئے، پھر ان کو اس نے بقیہ چوتھائی چوتھائی صاع گیہوں کے دیئے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ یہ کفارہ جائز نہ ہوا، جیسے کسی مکاتب کو چوتھائی صاع دیا اور پھر وہ عاجز ہو کر رقیق قرار دیدیا گیا، پھر دوبارہ مکاتب بنا دیا گیا، پھر اس شخص نے اسی کو بقیہ چہارم صاع دیا تو ادائیگی کفارہ کے لیے یہ کافی نہ ہو گا (قاضی خاں)

اور اگر کسی شخص نے اپنی کئی قسموں کے کفارے میں سے دس مسکینوں کو ہزار ہزار سیر گیہوں ایک بارگی دیدیئے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک یہ سب ایک ہی قسم کے کفارہ میں شمار ہوں گے اور ایک ہی قسم کا کفارہ ادا ہو گا اور بقیہ قسموں کا کفارہ پھر سے دینا ہو گا) (خلاصہ) جس کے ذمہ کفارۂ قسم لازم ہے اگر اس نے پانچ صاع گیہوں یعنی دس مسکینوں کے لیے دینے کی پوری مقدار دس مسکینوں کے سامنے مشترک طور پر رکھی، اور ان مسکینوں نے آپس میں چھینا جھپٹی کر کے لوٹ لیا تو فقط ایک ہی مسکین کی طرف سے کافی ہو گا (یعنی نو مسکینوں کو پھر دینا اس کے ذمہ لازم رہا (ظہیریہ)

کفارے کے مصرف

اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کو کفارہ بھی دینا جائز نہیں، جیسے ماں باپ اور ان کے اوپر کے سارے اصول براہ راست، اور اولاد صلبی اور ان کے نیچے کے ساری اولاد براہِ راست، ہاں ذمی فقیروں کو بجز زکوٰۃ کے دینا جائز ہے اور یہ قول طرفین کا یعنی امام اعظم رہ اور امام محمد رہ کا ہے اور حربی فقیروں کو یعنی دار الحرب میں رہنے والے فقیروں کو بالاجماع دینا جائز نہیں ہے (سراج وہاج) اور کفارہ سے قسم کا روزہ ایام تشریق میں رکھنا جائز نہیں ہے (مبسوط)

اگر کسی تنگدست نے کفارہ کے روزہ رکھنا شروع کیا اور ابھی فقط دو روزے رکھے تھے کہ بیمار ہو گیا اور بقیہ روزہ نہ رکھ سکا، پھر از سرِ نو روزے رکھے، اسی طرح اگر کسی عورت کو تین روزے پورے کرنے سے پہلے حیض آ گئے پھر از سرِ نو بعد حیض کے رکھے (ظہیریہ)

ادائیگی کفارہ کی بعض تفصیل

اگر کسی شخص پر متعدد اور متفرق قسموں کے کفارے واجب الادا اور لازم تھے اور اس نے ان سب کے مقدار کے مطابق غلام آزاد کر دیئے، مثلاً دس کفارے لازم تھے اور اس نے دس غلام آزاد کر دیئے، اور غلاموں کو الگ الگ ایک ایک قسم کے ساتھ معین نہیں کیا، بلکہ مجملاً سب غلاموں کو سب کفاروں کے بدلہ میں آزاد کر دیا تو بھی استحساناً سب قسموں کے کفارے ادا ہو جائیں گے، اسی طرح اگر ان قسموں میں سے ایک کی طرف سے غلام آزاد کیا اور دوسری میں کھانا دیا اور تیسری میں کپڑا دیا جب بھی استحساناً درست ہے اس لئے کہ ان تینوں اقسام میں سے ہر ایک کفارہ مطلقاً ادا ہو جاتا ہے اس لئے اگر الگ الگ تعیین نہیں کیا ہے، جب بھی ادا ہو جائے گا اور حکم سب

میں یکساں ہوگا، اور غلام جب تک آزاد نہ ہو جائے اس کی کھائی ہوئی قسم کا کفارہ روزہ متعین ہے حتیٰ کہ اگر اس کے آقا نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا کپڑا دیدیا، یا غلام آزاد کر دیا تو یہ کافی نہ ہوگا اور کفارہ ادا نہ ہوگا (مبسوط)

اسی طرح اگر غلام نے خود مالک کی اجازت سے مالک کے مال سے کفارہ ادا کر دیا جب بھی ادا نہ ہوگا (سراجیہ) اور اس حکم میں مکاتب[1]، مدبر[2]، ام ولد[3] سب کامل غلام کے حکم میں ہیں اور جو غلام سعایت[4] کرتا ہو وہ بھی امام صاحب کے نزدیک اس حکم میں داخل ہے اس لئے کہ وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی حکم میں داخل ہے اس لئے کہ وہ ابھی امام صاحب کے نزدیک مکاتب ہی کے مثل ہے،

اور اگر کسی نے کفارے میں دو روزے رکھے اور پھر تیسرے دن اس کو اتنا مل گیا کہ وہ کھانے یا کپڑے سے کفارہ ادا کر سکتا ہے، تو اب روزہ سے ادا کرنا اس کو جائز نہ رہے گا، بلکہ اس پر واجب ہو جائیگا کہ کھانے سے یا کپڑا پہنانے سے کفارہ ادا کرے، اگر کسی تنگدست شخص نے کفارے کے دو روزے رکھکر تیسرے دن اتنا مال پا لیا کہ اس سے غلام آزاد کر سکتا ہے تو اب مال سے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے اور بہتر ہے کہ اس تیسرے دن کا روزہ نہ توڑے اس کو بھی پورا کرلے، لیکن اگر توڑ دے گا تو قضا لازم نہ ہوگی (مبسوط)

اگر کوئی تنگدست عورت کفارۂ قسم روزے سے ادا کرنا چاہے، تو اس کے شوہر کو اختیار ہے کہ روزہ رکھنے سے منع کرے، (جوہرہ نیرہ)، اگر کسی غلام نے کفارۂ قسم میں روزے رکھنے شروع کئے، پھر تین روزے پورے کرنے سے قبل آزاد کر دیا گیا اور اس نے کفارہ ادا کرنے کی مقدار مال پا لیا تو اب اس کو یہ روزے کافی نہ ہوں گے (بلکہ مال سے کفارہ ادا کرنا ضروری ہو جائے گا) اگر کسی فقیر نے دو قسموں کے کفارے میں چھ روزے رکھے، تو اگرچہ دونوں کفاروں میں الگ الگ تین دن کی تعیین نہیں کی جب بھی دونوں کے کفارے ادا ہو جائیں گے اور اگر اس فقیر کے پاس ایک کفارہ دینے کی مقدار کھانا موجود ہے اور اس نے روزے سے کفارہ ادا کیا پھر دوسرے کفارے میں کھانا دیا تو یہ جائز نہ ہوگا اور کھانے سے وہ کفارہ ادا کرنے کے بعد دوبارہ پھر سے روزوں سے اس پہلے کفارہ کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا، کسی شخص کا کسی دوسرے کی جانب سے روزہ رکھنا خواہ وہ زندہ ہو یا مر چکا ہو، خواہ کفارہ میں رکھتا ہو یا غیر کفارہ میں رکھتا ہو جائز نہیں ہے (مبسوط للسرخسی)

اگر کسی شخص پر کفارۂ قسم واجب ہوا اور وہ اس قدر مال نہ پاوے کہ غلام آزاد کر دے یا کپڑا پہنا دے یا کھانا کھلا دے اور وہ خود اس قدر بوڑھا ہے کہ روزہ بھی ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ قوت لوٹنے کی امید ہی ہے اور لوگوں نے چاہا کہ اس کی طرف سے روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا دیدیں، یا وہ اسی طرح ایک مسکین کو کھانا دیدینے کی وصیت کر کے مر جائے تو یہ جائز نہیں ہوگا اور اس طرح کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر وہ خود دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا دس مسکینوں کو کھانا دینے کی وصیت کر جائے تو درست ہوگا، اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی اور لوگوں نے خود چاہا کہ اس کی طرف سے کفارہ

---

[1] مکاتب وہ غلام جس کو اس کے آقا نے کہدیا ہے کہ تم اتنے روپے مثلاً اپنی غلامی کے عوض میں مجھے اتنے دنوں میں دیدو تو تم آزاد ہو [2] مدبر وہ غلام ہے جس کو اس کے آقا نے کہدیا ہو کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو [3] ام ولد وہ لونڈی جس کو اس کے آقا کے نطفہ سے بچہ پیدا ہو چکا ہو [4] سعایت مثلاً کسی غلام کا جب کوئی جزو آزاد ہو جائے اور بقیہ اجزاء غلامی کے لئے وہ کوشش و سعی کر کے کما کر کے کسب کر کے بدلہ ادا کر دے تو اسی کو سعایت کہتے ہیں ۱۲ منہ،

دیدیں، تو دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑا دینا کافی نہ ہوگا، اور یہ جائز نہ ہوگا کہ کوئی دوسرا اس کی طرف سے غلام آزاد کر کے ادا کر دے (سراج وہاج)، اگر کسی شخص نے اپنا غلام کو کفارہ قسم میں آزاد کیا نیت فقط دل میں کر لی اور زبان سے کفارہ میں آزاد کرنا نہیں، بلکہ زبان سے فقط آزاد کرنا کہا جب بھی کفارہ ادا ہو گیا (مبسوط)،

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ ایسا نہیں کروں گا، پھر بھول گیا کہ میں نے کسی چیز کی قسم کھائی تھی خواہ طلاق کی یا روزہ یا کسی اور چیز کی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ جب تک اس کو یاد نہ آوے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے (قاضی خاں)، اور یاد آنے پر یہ تفصیل ہے کہ اگر یاد آیا کہ اس نے اللہ کی یا طلاق کی قسم کھائی تھی تو یاد آنے پر اس کا حکم متوجہ ہوگا اور اگر روزہ کی یا نماز کی قسم کھائی تھی، تو جب تک نذر ماننا یاد نہ پڑے کوئی مواخذہ یا وزر نہ ہوگا (مترجم)،

شیخ محمد بن شجاع سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے طلاق کی قسم کھائی تھی اتنا تو اس کو یاد ہے، لیکن یہ یاد نہیں کہ قسم کے وقت بالغ تھا یا نہیں تو جواب دیا کہ جب تک یہ بھی یاد نہ آجائے کہ جس وقت قسم کھائی تھی اس وقت بالغ بھی تھا کوئی کفارہ وغیرہ اس پر واجب ہوگا،

زید نے عمر کی بیوی کو زنا کی تہمت لگائی اس پر عمر نے کہا کہ وہ تین طلاق سے مطلقہ ہے اگر آج کے دن اس کا زنا کرنا ظاہر و ثابت نہ ہوا اور سارا دن گذر گیا اور اس کا زنا کرنا ظاہر نہ ہوا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور ظاہر ہونے کی فقط چار مرد زنا کی گواہی دیں یا وہ عورت خود اقرار کرے،

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا کپڑا لے کر رنگریز کے پاس رنگوانے کے لیے لے گیا اور بیوی نے یہ کہا کہ تم اس کو بیچنے کے لئے لے گئے تھے، اس پر شوہر کو غصہ آگیا اور کہا کہ اگر میں نے اس کو رنگ دیا تو تجھ کو طلاق ہے، پھر رنگریز نے اس کے بعد اس کو رنگ دیا تو یہ قسم کھانے والا حانث نہ ہوگا یعنی اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی (ظہیریہ) اگر کسی شخص پر کفارۂ قسم لازم تھا اور وہ اسی حالت میں مر گیا یا قتل کر دیا گیا تو کفارہ مذکور ساقط نہ ہوگا اور کفارۂ ظہار کا بھی یہی حکم ہے، فقیہ ابوبکر بلخیؒ سے اسی طرح منقول ہے، اور فقیہ ابواللیث سمرقندی ہوتے فرمایا کہ کفارۂ ظہار ساقط ہو جائے گا بخلاف کفارۂ قسم کے کہ یہ ساقط نہ ہوگا (محیط) اگر کسی شخص نے حانث ہونے سے ہی قبل کفارہ ادا کر دیا تو یہ کافی نہ ہوگا، لیکن اس دیے ہوئے کفارے کو مسکین سے واپس نہیں لے سکتا، کیونکہ یہ صدقہ ہو چکا ہے (ہدایہ)

مسائل نذر کے کچھ ملحقات و متصلات

اگر کسی شخص نے نذر مطلق[1] باندھی تو اس پر اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا (ہدایہ) اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر حج یا عمرہ، یا نماز، یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی چیز مثل عبادت کے واجب ہے پھر اس نے وہ کام کر لیا تو وہ چیز جو اس نے اپنے اوپر واجب کر لی تھی واجب ہو گئی، اور اس صورت میں ہمارے نزدیک ظاہر الروایۃ کے موافق اس پر کفارہ قسم واجب نہ ہوگا

---

[1] نذر مطلق۔ وہ نذر جو کسی معین وقت کے ساتھ مقید نہ ہو، مثلاً اس طرح نذر کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں ایک روزہ رکھوں گا یہ نہیں کہا کہ فلاں دن یا فلاں تاریخ یا فلاں مہینہ میں رکھوں گا، ۱۲ منہ

اور امام محمد رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے کسی ایسی شرط پر نذر کو معلق کیا جس کا واقع ہونا مقصود بنا تا ہے، جیسے اس طرح کہے کہ یا اللہ میرے اس مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو واپس بھیجدے تو میں پندرہ فقیروں کو کھلاؤں گا. تو ایسی صورت میں کفارہ دیکر قسم سے باہر (آزاد) نہیں ہو سکتا (مبسوط)، بلکہ جو چیز بیان کی ہے اسی کا پورا کرنا اس پر واجب ہوگا (قاضی خاں)، اور اگر ایسی شرط پر نذر کو معلق کیا ہے جس کو مقصود نہیں بنایا ہے جیسے گھر میں داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت میں اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو کفارہ قسم دیکر قسم سے باہر ہو جائے اور اگر چاہے تو بعینہٖ وہی کام کرے جس کو اپنے اوپر لازم کیا ہے اور شیخ اسماعیل زاہد رہ اسی قول پر فتویٰ دیتے تھے اور شیخ مولف رہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بھی یہی قول پسندیدہ و مختار ہے (مبسوط)، اور یہ تفصیل ہی صحیح ہے (ہدایہ).

اور اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر نماز واجب ہے تو اس پر دو رکعتیں واجب ہو جائیں گی اور اسی طرح اگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر نماز واجب ہے میں نماز پڑھوں یا یہ کہے کہ آدھی رکعت پڑھوں ہر صورت میں یہی حکم ہے کہ دو رکعت واجب ہوں گی اور اگر تین رکعت کہے تو چار رکعتیں واجب ہوں گی (فتاویٰ حاوی قدسی)

اور اگر اس طرح نذر کی کہ مجھ پر نماز بغیر وضو کے واجب ہے تو کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر اس طرح نذر کی کہ نماز بغیر قرات کے یا ننگے بدن پڑھے گا تو اس پر نماز (بقاعدہ شرع) واجب ہو جائے گی اور اگر اس طرح نذر مانے کہ فریضہ ظہر آٹھ رکعت پڑھوں گا. یا اس طرح نذر کرے کہ اگر خدا مجھے دو سو روپے عطا فرمائے تو دس روپے زکوٰۃ کے مجھ پر واجب ہیں، تو ان صورتوں میں ظہر کی فقط چار رکعتیں اور زکوٰۃ کے فقط پانچ روپے واجب ہوں گے (محیط سرخسی)

اور اگر کسی نے خاص جگہ روزے رکھنے یا نماز پڑھنے کی نذر مانی تو ہمارے اصحاب نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے امام اعظم رہ اور امام محمد رہ نے فرمایا کہ اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نماز پڑھ لے یا روزہ رکھ لے ہر صورت کافی ہے (سراج وہاج)، اور اگر کسی خاص وقت کی تخصیص کی مثلاً اس طرح کہا کہ کل کے دن نماز پڑھوں گا، پھر آج ہی پڑھ دی تو امام اعظم و امام ابو یوسف رہ کے نزدیک نذر ادا ہو گئی، اور اگر نذر کی کہ کل کے دن روپے صدقہ کروں گا اور آج ہی کے دن روپے صدقہ کر دیا تو بالاتفاق کافی ہے (حاوی قدسی)

اگر کسی شخص نے نذر میں اپنے اوپر اس مقدار سے زائد صدقہ کرنا واجب کر لیا جتنی مقدار اس کی ملک میں ہے تو قول مختار میں فقط اسی قدر صدقہ کرنا واجب ہوگا جتنا اس کی ملک میں ہوگا چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کام کیا تو مجھ پر ہزار روپے کا صدقہ کرنا واجب ہے اور حال یہ ہے کہ اس کے پاس فقط سو روپے ہیں تو فقط سو ہی روپیہ صدقہ کرنا واجب ہوگا لیکن اگر سو روپے کے علاوہ کوئی چیز رکھتا ہو مثلاً اگر اس کے پاس سو روپے کا مال و اسباب ہے تو فروخت کرکے اس کو صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر فقط دس روپے ہیں تو فقط دس روپے صدقہ کرے اور اگر اس کے پاس کچھ نہیں ہے تو کچھ بھی صدقہ کرنا واجب نہ ہوگا (قاضی خاں)، اور اگر اس طرح کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہے کہ یہ بکری ہدی[1] بنا کر بھیجوں یعنی حج میں قربانی بنا کر بھیجوں حالانکہ وہ بکری اس کی نہیں تھی، بلکہ دوسرے کی ملک تھی تو یہ نذر صحیح نہ ہوگی اور اس پر لازم بھی نہ ہوگا ہاں اگر اس نے اس جملہ سے قسم کی نیت کی ہو تو قسم منعقد و لازم ہو جائے گی اور اگر حانث ہونے کی صورت میں

[1] ہدی وہ جانور جس کو حرم کے اندر ایام حج میں قربانی کی نیت سے بھیجا جائے ۱۲ منہ

اس پر کفارہ قسم لازم آجائے گا اور اگر اس طرح کہا کہ واللہ ضرور یہ بکری زمانہ حج میں حرم میں قربانی کے لیے بھیجوں گا تو قسم ضرور منعقد ہو جائے گی (محیط) اور اسی طرح اگر عربی زبان میں کہے لاہدین ہذہ الشاۃ یعنی لام قسم اور نون تاکید کے ساتھ کہے تو بھی قسم منعقد ہو جائے گی (و جیز ملکر دری)

گناہ کی چیزوں پر نذر ماننے کا حکم یعنی نذر معصیت کا حکم

اور اگر ایسی چیز کی نذر مانی جو معصیت و گناہ ہے تو یہ نذر درست نہیں ہو گی البتہ اس کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اپنے لڑکے کے ذبح کرنے کی نذر مانی تو اس نذر میں اس پر استحساناً بکری کا ذبح کرنا لازم ہوگا، اور اگر لڑکے کو قتل کرنے کی نذر کی تو یہ نذر صحیح نہ ہو گی (اس لیے کہ بجز معصیت کے کوئی پہلو تقرب نیکی کا اس پر نہیں ہو سکتا بخلاف ذبح ولد کے لئے مترجم) اور اگر غلام کو ذبح کرنے کی نذر کی تو امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک یہ نذر صحیح ہو جائے گی اور شیخین رہ کے نزدیک صحیح نہ ہو گی اور اگر ماں یا باپ کے ذبح کرنے کی نذر مانی تو اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے دو روایتیں ہیں ان میں صحیح روایت یہ ہے کہ نذر صحیح نہ ہو گی (محیط سرخسی) اور اگر اپنے پوتے کو ذبح کرنے کی نذر مانی تو امام صاحب کی دو روایتوں میں سے اظہر روایت یہ ہے کہ اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر نذر کے ساتھ قسم بھی کھائی ایسی چیز پر جو گناہ اور معصیت کی چیز نہیں ہے تو اس صورت میں اس نے جس چیز کی نیت کی ہے اس کی ادائیگی واجب ہو گی مثلاً حج کی نیت کی یا عمرہ کی پورا کرنا لازم ہوگا اور اگر کسی چیز کی نیت نہ کی ہو تو کفارہ قسم واجب ہوگا اسی طرح اگر نذر کے ساتھ کسی معصیت و گناہ پر قسم کھائی ہے، تو بھی فقط کفارہ قسم واجب ہوگا، اور اگر نذر کیساتھ قسم کھائی اور نیت میں مثلاً روزہ رکھنے کی نیت ہے لیکن کسی عدد و گنتی کی نیت نہیں ہے یعنی نیت میں یہ نہیں ہے کہ اتنے روزے رکھوں گا تو حانث ہونے میں اس پر تین دن کے روزے رکھنے واجب ہوں گے اسی طرح اگر نیت میں فقط صدقہ ہے مگر کسی مقدار کی نیت نہیں ہے، تو کم سے کم اس پر دس مسکین کا کھانا فی مسکین نصف صاع گیہوں دیا اس کی قیمت) ادا کرنا واجب ہوگا (مبسوط) اگر کسی شخص نے (مثلاً فارسی میں اتنا) کہا کہ ہزار درہم[1] از مال من بدرویشان داداہ (اور آگے یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر ایں چنیں کنم) مگر کسی نے اس کا منہ بند کر دیا کہ احتیاطاً صدقہ کر دے اور اگر اس صورت میں طلاق یا اعتاق (غلام کا آزاد کرنا) کی نذر کی یا قسم ہو تو یہ دونوں واقع نہ ہوں گے اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں کسی کے مال کی یا جان کی کفالت کروں یعنی کسی کے مال یا جان کا کفیل بنوں تو مجھ پر اتنے پیسے صدقہ کرنا واجب ہے، پھر اس نے مال کی یا جان کی کفالت کر لی تو اس پر اتنے پیسوں کا جتنی نیت میں مقصود تھا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر اس طرح کہا تھا کہ تو مجھ پر پیسہ صدقہ کرنا واجب ہے، تو فقط ایک روپیہ صدقہ کرنا واجب ہوگا،

کسی خاص شہر کے فقراء پر صدقہ کرنے کی یا کسی خاص جہت و نوع پر نذر کی تو اس کا حکم

اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میرا مال فقراء مکہ پر صدقہ ہے اور پھر اس نے وہ کام کر لیا (حانث ہو گیا) اور اس نے فقراء بلخ یا کسی بھی شہر کے فقیروں پر صدقہ کر دیا تو یہ صدقہ معتبر ہوگا اور وہ شخص نذر سے بری

---

[1] قولہ ہزار درہم الخ یعنی ابھی صرف اتنا کہنے پایا تھا کہ ہزار روپے میرے مال سے فقیروں کو ، اچانک کسی نے اس کا منہ پکڑ کر منہ بند کر دیا اور آگے کچھ نہ کہہ سکا حالاں کہ پوری بات اس طرح کہنا چاہتا تھا کہ ہزار روپے میرے مال سے فقیروں کو دیدیا جائے گا اگر میں ایسا کام کروں، مگر منہ بند ہونے کی وجہ سے

ہو جائے گا اسی طرح اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے اس غم سے نجات پائی جس میں مبتلا ہوں تو مجھ پر واجب ہے کہ میں دس روپے نکال کر روٹیاں صدقہ کروں گا، پھر غم سے نجات پانے پر اس نے دس روپیہ کی روٹیاں صدقہ کر دیں یا ان روٹیوں کی قیمت دس روپے ہی صدقہ کر دیئے ہر طرح درست ہے قسم پوری ہو جائے گی۔

اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تو ہزار روپے میرے مال سے صدقہ ہیں ہر مسکین کو ایک روپیہ، پھر اس کے بعد اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور ہزار روپے ایک بارگی ایک ہی مسکین کو دیدیا تو یہ بھی جائز ہے قسم ادا ہو گئی۔ اور اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں اپنے اس مرض سے اچھا ہو گیا تو ایک بکری ذبح کروں گا پھر اچھا ہو گیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہو گا ہاں اگر اس طرح کہے کہ اگر میں اس مرض سے اچھا ہو گیا تو مجھ پر اللہ کے واسطے ایک بکری ذبح کرنا واجب ہو گی تو ذبح کرنا واجب ہے تو ذبح کرنا واجب ہو گا۔ اگر کسی شخص نے کہا کہ میرے پاس ہزار روپے پونجی (یعنی بہت راس المال ہے)، اگر میں نے اپنے راس المال (پونجی) سے تجارت کی اور اس میں مجھے اللہ نے نفع دیا تو میں اللہ کے واسطے حج کرنے جاؤں گا پھر اس نے تجارت کی مگر اس میں کچھ زیادہ نفع نہیں ہوا (یعنی اتنا نفع نہیں ہوا کہ اس نفع سے حج کر سکے) تو مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ اس نذر سے اس پر کچھ لازم نہ ہو گا۔

اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کر لیا تو مجھ پر اللہ کے واسطے واجب ہے کہ میں قرابت داروں کی دعوت کروں، پھر حانث ہو گیا، یعنی اس کام کا ارتکاب کر لیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا اور اگر اس طرح کہا تھا کہ مجھ پر اللہ کے واسطے ایسا یا اتنا اتنا کھانا دینا واجب ہے تو اس پر یہ کہا ہوا پورا کرنا لازم آجائے گا، اور اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ میرا مال مساکین کو ہبہ ہے تو یہ قسم نہیں ہو گی ہاں اگر صدقہ کی نیت سے کہے تو یہ صحیح ہو گا (اور دینا واجب ہو گا) (قاضی خاں)

اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو موافق بیوی نصیب فرمائیں تو ہر جمعرات کو مجھ پر اللہ کے واسطے روزہ رکھنا واجب ہے تو مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسی بیوی مراد لی جائے گی کہ جو نفقہ یہ شخص اس کو دے وہ اس پر راضی و قانع رہے نفقہ زیادہ کا مطالبہ نہ کرے) اور یہ شخص جو جسمانی نفع اس بیوی سے چاہے حاصل کرے اس کو منع اور اعتراض نہ ہو (وجیز کردری) (لہٰذا ایسی بیوی مل جانے پر ہر جمعرات کو روزہ رکھنا اس پر واجب ہو جائے گا (مترجم) اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ وہ ایک اشرفی (مثلاً) مالداروں کو صدقہ کرے گا تو یہ نذر صحیح نہ ہو گی اور بعض فقہاء رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے ابن سبیل اغنیاء[1] کو مراد لیا ہے تو یہ نذر صحیح ہو جائے گی (جواہر اخلاطی)

وجوب کفارہ کی مختلف صورتیں

اگر کسی نے نذر مانی کہ اللہ کے واسطے مجھ پر مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے تو جتنے مسکینوں کی اور جتنے کھانے کی اس کی نیت رہی ہو گی اتنا ہی اس پر واجب ہو گا، اور کچھ نیت نہ رہی ہو تو دس مسکینوں کے لئے فی مسکین نصف صاع گیہوں (یا اس کی قیمت) دینا واجب ہو گا (مبسوط) اور اگر یہ کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر مسکین کا کھانا ہے تو استحساناً اس پر نصف صاع گیہوں یا ایک صاع چھوہارہ یا جو دینا واجب ہو گا اور اگر کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دس مسکینوں کا کھانا ہے اور کھانے کی مقدار نہ بیان کی پھر پانچ مسکینوں کو کھلا دیا تو یہ جائز نہ ہو گا؛ بلکہ دس مسکینوں کو پیٹ بھر اس صورت میں کھلانا ضروری ہو گا (مترجم) اور اگر اس طرح کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ

---

[1] قولہ ابن سبیل اغنیاء، اس سے وہ مالدار مراد ہے جو سفر میں ہو اور اس کا توشہ و زادِ راہ سب ختم ہو گیا یا چوری یا ضائع ہو گیا اور بروقت مفلس ہو گیا۔

پر اس مسکینوں کو اتنی مقدار طعام کی دینا واجب ہے اور پھر اگر چہ دوسرے مسکین کو یہ مقدار مذکور طعام کی دیدیا جب بھی یہ نذر ادا ہو جائے گی اور اگر اس طرح کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر اس مسکین کو کوئی چیز کھلانا واجب ہے اور اس چیز کو متعین نہیں کیا، تو اس صورت میں اسی نامزد مسکین کو بخلاف پہلی شکل کے کچھ کھلانا واجب ہوگا اور اگر اس طرح کہے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دس مسکین کا طعام (کھانا) واجب ہے اور نیت میں یہ نہ ہو کہ دس مسکینوں کی تعداد پوری کرونگا بلکہ نیت میں یہ ہو کہ کسی بھی مسکین کو اتنی مقدار دوں گا جو دس مسکینوں کو کافی ہوتا ہے تو اس صورت میں فقط ایک ہی مسکین کو دیدینا کافی ہو جائے گا، اور اگر اس طرح کہا کہ اس کے واسطے مجھ پر کھانا دینا دس کو واجب ہے تو یہ قسم اس وقت تک ادا نہ ہوگی جب تک دس مسکینوں کو نہ کھلا دے یہ سب جزئیات الملتقی میں محیط سے منقول ہیں،

اور اگر کسی شخص نے ہزار مسکین پر صدقہ کرنے کی نذر مانی پھر اس نے جو مقدار ہزار مسکین کو دینے کے لئے اپنے اوپر واجب کی تھی، وہ سب مقدار ایک ہی مسکین کو دیدیا تو عہدہ سے بری ہو جائے گا یعنی یہ شکل بھی کافی ہو جائے گی (تاتارخانیہ میں تجدیہ یہ جزئیہ منقول ہے)، پھر اگر کوئی معین روپیہ صدقہ میں دینے کی نذر کی پھر دوسرا روپیہ اس نذر میں صدقہ کر دیا تو بھی کافی ہو وے گا (فتح القدیر) اور اگر کسی نے یہ کہا کہ مجھ پر اللہ کے واسطے واجب ہے کہ اس غلام کو آزاد کروں اور وہ غلام اس کی ملک میں ہے، تو اس پر واجب ہے کہ یہ نذر اسی طرح پوری کرے یعنی اس معین اور نامزد غلام کو آزاد کر دے اگر اسی طرح آزاد نہ کیا تو گنہ گار ہوگا۔ مگر حاکم وقت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ زبردستی وصول کرے (خلاصہ)

منتقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر ایک نسمہ (خلقت بنی آدم جو ازل میں متمیز کر کے آدم کے سامنے بہ شکل چیونٹی اور ذرہ پیش کی گئی تھی) کا آزاد کرنا واجب ہے پھر ایک اندھا غلام آزاد کر دیا تو یہ جائز نہ ہوگا بخلاف اس کے اگر اس طرح کہا کہ واللہ میں ایک نسمہ آزاد کروں گا، پھر ایک اندھا غلام آزاد کر دیا تو یہ قسم پوری ہو جائے گی (محیط) اور اگر اس طرح کہا کہ اللہ کیواسطے مجھ پر واجب ہے کہ ایک اونٹ ذبح کروں اور اس کا گوشت صدقہ کروں پھر بجائے اونٹ کے سات بکریاں ذبح کر دیں تو یہ جائز ہے (خلاصہ)، یعنی قسم ادا ہو جائے گی (مترجم)

شیخ عبدالعزیز بن احمد حلوانی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں ایک رکعت نماز پڑھوں تو مجھ پر اللہ کے واسطے ایک درہم صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر دو رکعت پڑھوں تو مجھ پر اللہ کے واسطے دو درہم صدقہ کرنا واجب ہوگا، اور اگر تین رکعت نماز پڑھوں تو مجھ پر اللہ کے واسطے تین درہم صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر چار رکعت نماز پڑھوں تو چار درہم صدقہ کرنا مجھ پر اللہ کے واسطے واجب ہوگا پھر اس نے چار رکعتیں پڑھ لیں تو جواب دیا کہ اس شخص پر دس[1] درہم صدقہ کرنا واجب ہوگا (یتیمہ) اور عیسیٰ بن ابان نے اپنے نوادر میں اور ابن سماعہ رح نے وصایا میں حضرت امام محمد رح سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنے ایک معین غلام کو آزاد کرنے کی نذر کی پھر اس کو فروخت کر دیا تو اگر دوبارہ اس کو خرید لینے پر قادر ہے، تو اس پر واجب ہے کہ اسی کو خرید کر آزاد کرے اور اگر دوبارہ اس کو خریدنے پر قادر نہیں ہے اور اس معین نامزد

---

[1] قولہ دس درہم الخ، یہ شیخ کا قیاس ہے کہ اس طرح پر کہ ہر رکعت کے درہموں کا مجموعہ دس درہم ہوتا ہے مثلاً ایک + ۲ + ۳ + ۴ = ۱۰۔ لیکن یہ قیاس عرف استعمال کے خلاف ہے حالانکہ اخذ و مفاہیم و مرادیں مدار عرف پر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے صحیح یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں فقط چار درہم کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، مترجم۔

غلام کا آزاد کرنا ممکن نہیں رہا تو اب اس پر کچھ واجب نہیں رہا، اللہ تعالیٰ سے اپنی اس غلطی پر استغفار کرے حتیٰ کہ اگر اس غلام کی قیمت یا ثمن صدقہ کر دیا تو بھی یہ کافی نہ ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے عربی[لہ] زبان میں اس طرح کہا کہ ان کان ما فی یدی دراھم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اگر وہ تین درہموں کے سوا ہے تو جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے وہ سب کا سب مسکینوں کو صدقہ ہے پھر دیکھا گیا کہ اس کے ہاتھ میں کل پانچ درہم ہیں یا چار درہم ہیں تو اس پر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ آئے گا اور اگر چھ درہم ہوں یا زیادہ ہوں تو اس پر سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا اور اگر عربی[سلہ] زبان میں اس طرح کہا کہ ان کان فی یدی من الدراھم الا ثلثۃ فجمیع ما فی یدی صدقۃ فی المساکین یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اگر وہ تین درہموں کے سوا اور دراہم میں سے ہوں تو وہ سب مسکینوں پر صدقہ ہے، پھر اس کے ہاتھ میں پانچ یا چار درہم نکلے تو اس پر کچھ صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر بخلاف اس کے اس طرح کہے کہ ان کان ما فی یدی اکثر من ثلثۃ دراھم فجمیع ما فی یدی صدقۃ، یعنی جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے وہ تین درہموں سے زیادہ ہے وہ سب مسکینوں پر صدقہ ہے تو اس صورت میں اگر اس کے ہاتھ میں پانچ یا چار جو بھی نکلیں سب کا صدقہ کرنا لازم ہوگا (محیط)

اور اگر کسی شخص نے کہا کہ ہر وہ دانہ جس کی میں نے تخم ریزی کی ہے یا دریا میں ڈال دیا ہے وہ سب صدقہ ہے، پس جو دانہ اس نے تخم ریزی کی ہے، یا دریا میں ڈال دیا ہے اگر وہ دانہ اس دن اس کی ملک میں تھا تو یہ نذر صحیح و منعقد ہوگئی اور اب اس کے مثل دانہ یا اس کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہوگا، بخلاف اس کے اگر اس طرح کہے کہ ہر کپڑا جس کو میں نے جلا دیا صدقہ ہے تو ایسا حکم نہ ہوگا، اور نذر منعقد نہ ہوگی اس لیے کہ جلا دینے سے وہ باقی نہیں رہا،

اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں نے اپنا یہ غلام کسی کو اجرت پر دیا تو اس کی اجرت صدقہ ہے پھر اس کی اجرت خود کھائی تو اس کے مثل صدقہ کرے اور اس صورت کا ایک حیلہ جواز یہ ہے کہ اس غلام کو فروخت کر دے پھر مشتری کے حکم سے اس کو اجرت پر دیدے جس سے اس کی یہ قسم منحل ہو جائے گی یعنی ختم و پوری ہو جائے گی پھر اس کے بعد اس غلام کو خود خرید لے اور پھر اپنی مرضی سے اجرت پر دے اور اس کی اجرت خود کھائے تو اس پر کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہ ہوگا

اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر میں نے تیرے گھر میں کپڑا پہنا یا کہا کہ جب تک میں تیرے پاس ہوں اگر یہ کپڑا پہنا یا یہ زیور پہنا تو یہ ہدیہ ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اس کو ہبہ کر دے۔ پھر پہنے اس سے قسم ختم و منحل ہو جائے گی پھر اپنے اس ہبہ سے رجوع کر لے (عتابیہ) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے اپنا یہ غلام فروخت کیا تو اس کی قیمت مسکینوں پر صدقہ ہے، پھر اس کو فروخت کر دیا اور مشتری نے غلام میں کوئی عیب پا کر بائع کو واپس کر دیا اور یہ امر ثمن و مبیع پر باہمی قبضہ سے قبل واقع ہوا تو بائع پر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے اگر دونوں نے باہم قبضہ کر لیا تھا، پھر مشتری نے عیب کے سبب غلام کو واپس کیا اور ثمن نقد سکہ سونے یا چاندی کا تھا تو بائع پر اس کے مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر

[لہ] قولہ عربی زبان الخ اگر اسی یہی مضمون اردو یا فارسی زبان میں کہا ہو تو پانچ درہم موجود ہونے کی صورت میں بھی کل کا صدقہ کر دینا واجب ہوگا [سلہ] قولہ عربی میں الخ۔ اگر یہی مضمون اردو یا فارسی زبان میں ادا کرے تو دونوں صورتوں میں تین سے زیادہ درہم ہوتے ہیں سب کا صدقہ کرنا واجب ہوگا (مترجم)

(یعنی غلام کی یہ مقررہ قیمت) کوئی اور چیز مثل اسباب کے اور عروض کے رہی ہو تو اگر مشتری نے قاضی کے حکم کی وجہ سے واپس کیا ہے تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر بغیر حکم قاضی کے واپس کیا ہو تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا تھا اور ابھی ثمن بائع کو نہیں دیا تھا یہاں تک کہ غلام مذکور عیب کے سبب سے قاضی واپس کیا گیا تو بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب ہوگا خواہ ثمن نقد ہیں (چاندی اور سونے کا سکہ رہا ہو، یا از قسم عروض کسی اور جنس سے ہو، اور اگر یہ رد کرنا بغیر حکم قاضی کے واقع ہوا ہے، تو اس کے مثل صدقہ کرنا واجب ہوگا، اور اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا تھا اور ثمن اسباب یا عروض کی جنس سے رہا ہو اور مشتری کو غلام سپرد نہیں کیا تھا یہاں تک کہ غلام اسی بائع کے پاس ہی ہلاک ہو گیا تو ثمن مشتری کو واپس کر دے۔ اور کچھ صدقہ کرنا بائع پر واجب ہوگا اور اگر ثمن اس صورت میں درہم یا دینار ہو یعنی نقد سکہ ہو تو اس کے مثل صدقہ کر دے اور اگر غلام مذکور کو قبل قبضہ یا بعد قبضہ کے کسی نے اس پر اپنا استحقاق ثابت کر کے یہ غلام میرا ہے (بائع) کا نہیں ہے) لے لیا تو بعینہ ثمن کو واپس کر دے خواہ کسی جنس سے ثمن رہا ہو، نقد یا عروض، اور اس صورت میں بائع پر کچھ صدقہ کرنا واجب ہوگا،

اور اگر معین غلام کفارہ میں ادا کرنے کی نذر کی، پھر کفارہ کھانا دیکر ادا کر دیا تو نذر باطل ہو گئی، اسی طرح اگر نذر مانی کہ یہ بدنہ (اونٹ یا گائے) جزائے صید[1] کے عوض میں جو اس پر حالت احرام میں شکار کر لینے کی وجہ سے ادا کرنا واجب ہو گیا تھا ہدی (یعنی حرم میں قربانی کرنے کے لئے) بھیجوں گا، پھر روزے رکھ لئے یا کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی، اسی طرح اگر یہ نذر کیا، کہ یہ کپڑے کفارے میں دوں گا پھر کھانا دیدیا تو نذر باطل ہو گئی اور اگر اناج (غلہ) کفارہ میں دیدیا مگر اناج اس نامزد کردہ کفارے کی قیمت کو نہیں پہونچتا تو جتنا فرق ہو اتنا صدقہ کر دے (محیط)

اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں نے ان روپوں کے عوض میں تیرے ہاتھ کچھ فروخت کیا یا گیہوں کے اس بورے کے عوض کچھ فروخت کیا تو یہ دونوں صدقہ ہیں، پھر ان کے عوض میں کچھ فروخت کر دیا تو گیہوں کے اس بورے پر جب قبضہ کرے صدقہ کر دے اور روپوں کا صدقہ کرنا اس پر واجب ہوگا اس لئے کہ بوجہ عدم عینیت کے ان روپوں کے ملک کا سبب محض اس بیع کا ہونا ضروری نہیں ہے ہاں اگر یہ روپے بائع کے قبضے میں پہلے سے رہے ہوں اور اس عقد بیع کی وجہ سے ان کا مالک ہو گیا ہو تو ان کا صدقہ کرنا واجب ہو جائے گا،

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں نے ان روپوں کے عوض کچھ خرید لیا یا میں نے تجھے یہ روپے ہبہ کر دیئے تو یہ صدقہ ہیں اور پھر ان روپوں کو ہبہ کر دیا یا ان کے عوض کچھ خرید لیا اس حال میں کہ وہ روپے بعینہ اس کے ہاتھ میں موجود تھے تو اس صورت میں ان کا صدقہ کرنا واجب ہے گا اسی طرح اگر ان روپوں کو سپرد کر دیا جب بھی صدقہ کرنا واجب ہوگا، اس لئے کہ حانث ہونے کے وقت وہ روپے بعینہ اس کے ہاتھ اور قبضہ ملک میں تھے حتیٰ کہ اگر خریدنے کے وقت وہ روپے بائع کے ہاتھ میں نہ تھے یا بوقت ہبہ موہوب لہ کے ہاتھ میں نہ تھے تو اس پر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ ہوگا (عتابیہ) اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام گیہوں کے اس بورے کے عوض میں اور ان ہزار روپوں کے عوض میں خرید لیا

[1] جزائے صید۔ حاجی سے احرام کی حالت میں جو غلطی سے شکار وغیرہ ہو جانے کی وجہ سے جو سزا دیدلر شرعاً واجب ہوتا ہے، اس کو جزائے صید کہتے ہیں،

تو یہ دونوں مساکین پر صدقہ ہیں، پھر ان دونوں کے عوض غلام خرید لیا تو اس پر ہزار روپوں کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے چاہا کہ ایک غلام ہزار روپے میں خریدے پھر ایک ہزار روپے غلام کے مالک کو دیدیئے پھر اس طرح قسم کھائی، کہ اگر میں نے یہ غلام ان ہزار روپوں کے عوض میں خریدا اور اسی دیئے ہوئے ہزار روپوں کی طرف اشارہ کیا، تو یہ ہزار روپے مسکینوں پر صدقہ کرنا واجب ہوگیا،

اسی طرح اگر غلام کے مالک نے کہا کہ اگر میں نے یہ غلام ان روپوں کے عوض میں فروخت کیا تو یہ روپے مسکینوں پر صدقہ ہیں اور اشارہ ان ہی روپوں کی طرف کیا پھر مالکِ غلام نے ان ہی روپوں کے عوض میں غلام مذکور کو فروخت کیا تو محض بائع پر واجب ہے کہ ان روپوں کو صدقہ کردے اور مشتری پر ان کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہوگا (محیط)

تیسرا باب

گھر میں داخل ہونے اور اس میں سکونت کرنے وغیرہ کے اور قسم کھانے کے بیان میں ہے

قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ جو الفاظ بھی مستعمل ہوں ان کا مدار عرف پر ہے (کافی)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں بیت میں یعنی اس کمرے میں جس میں عادۃً شب باشی کیجاتی ہے داخل نہ ہوں گا، پھر وہ شخص مسجد میں یا معبد نصاریٰ میں یا کنیسہ میں یا مجوسیوں کے آتش کدہ میں یا کعبہ محترمہ میں یا حمام (غسلخانہ عام) میں، یا دہلیز میں، یا پھاٹک کے سامنے یا باہری چھجہ (ظلہ) میں داخل ہوگیا تو حانث نہ ہوگا اور بعض فقہاء رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس دہلیز میں ہے، جو دروازہ سے خارج و باہر ہو اور اگر وہ دہلیز اندرون دروازہ ہو اور وہاں شب باشی ہو سکتی ہو، تو حانث ہو جائے گا، لیکن صحیح وہی ہے جو پہلے مطلقاً مذکور ہے اس لیے کہ دہلیز عادۃً سونے کے کام میں نہیں لائی جاتی، خواہ خارج دروازہ ہو یا داخل دروازہ ہو (بدائع)

اور اگر صفہ (مخصوص چبوترہ) میں داخل ہوگیا تو حانث ہو جائے گا اور بعض فقہاء رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم اس وقت ہے، جب صفہ چہار دیواری سے گھرا ہوا ہو جیسا کہ ائمہ متقدمین کے زمانہ میں ہوتا تھا اور بعض فقہاء رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جواب علی الاطلاق ہے اور یہی صحیح ہے (ہدایہ)

اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ اس مسجد میں داخل نہ ہوں گا اور پھر وہ مسجد منہدم ہوگئی اور وہاں گھر بن گیا پھر وہ گھر توڑ کر مسجد بنائی گئی، اور اس کے بعد وہ اس میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا، ہاں اگر وہ مسجد منہدم ہونے کے بعد ہم مسجد ہی بنائی گئی، گھر کسی وقت نہ بنایا گیا اور داخل ہوگیا، تو حانث ہو جائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری) اور اگر قسم کھائی کہ پڑوسی کے گھر میں اس دار[1] میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس دار میں اور اضافہ کیا گیا اور وہ قسم کھانے والا اس اضافہ شدہ حصہ میں داخل ہوگیا تو حانث ہو جائے گا اور بعض نے فرمایا کہ نہیں حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ پڑوسی کے

---

[1] دار وہ بڑا قطعہ مکان جس میں بہت سے کمرے اور مکان ہوں، ۱۲ منہ۔

گھر میں داخل نہ ہوں گا تو ایسی حالت میں بالاجماع اور بالاتفاق ہوگا، اور اگر قسم کھائی، کہ اس مسجد میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس مسجد میں اور اضافہ کیا گیا اور وہ اضافہ شدہ حصہ میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا (عتابیہ)

اور اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ اس مسجد میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس میں پڑوس کے گھر کا ایک ٹکڑا بڑھا دیا گیا اور وہ شخص اس بڑھائے ہوئے ٹکڑے میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس میں کچھ زمین بڑھائی گئی اور وہ شخص اس بڑھی ہوئی میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا، کہ میں فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس میں زمین بڑھائی گئی اور وہ شخص اس بڑھی ہوئی میں داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں وظہیریہ)

اور اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ مسجد میں داخل نہ ہوں گا، پھر وہ اس کی چھت پر کھڑا ہوا تو مختار قول یہ ہے کہ اس پر کھڑے ہونے سے حانث نہ ہوگا، بشرطیکہ قسم کھانے والا عجمی[1] ہو اور اسی پر فتویٰ ہے (جواہر الاخلاطی) اور اگر قسم کھائی کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس گھر کے منہدم اور میدان ہو جانے کے بعد داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر وہ گھر خراب ہو گیا اور وہاں دوسرا گھر بنا لیا گیا پھر اس کے بعد اس میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر وہ جگہ مسجد یا بستان یا حمام قرار دیدیا گیا یا محض ایک کمرہ کر دیا گیا اور پھر داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا، پھر اسی طرح حمام وغیرہ کے منہدم ہو جانے کے بعد داخل ہوا جب بھی یہی حکم ہے کہ حانث نہ ہوگا (ہدایہ)

اور اگر قسم کھائی کہ گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر ایک منہدم شدہ مکان میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر چھوٹی کوٹھری تھی، پھر اس کا بڑا کمرہ بنا لیا یا اس کا راستہ عام راستہ کی جانب کر دیا گیا یا کسی دوسرے قطعہ مکان کی طرف کر دیا گیا یا بستان بنانے کے بعد پھر اس کو دوسرا گھر بنا لیا گیا یا وہ دریا یا نہر بن گیا پھر داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا (محیط سرخسی) اور اگر قسم کھائی کہ اس کمرہ میں داخل نہ ہوں گا یا مطلقاً کہا کہ کمرہ میں داخل نہ ہوں گا، پھر کوئی کمرہ یا معین کمرہ کے منہدم ہو جانے کے بعد جب کہ اس میں کوئی عمارت نہ تھی داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر وہ کمرہ دوسرا کمرہ کر دیا گیا پھر وہ داخل ہوا تو کمرہ معین میں داخل نہ ہونے کی قسم کی صورت میں حانث نہ ہوگا اور غیر معین کمرہ کی صورت میں حانث ہو جائے گا اور اگر چھت گر گئی اور دیواریں قائم ہیں، پھر داخل ہوا تو معین کی صورت میں حانث ہوگا اور غیر معین کی صورت میں حانث نہ ہوگا (بدائع)

ایک شخص نے قسم کھائی، کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر سواری پر سوار ہو کر یا پیادہ اس میں داخل ہوا یا اس نے کسی کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر اٹھا کر لے چلے اور وہ اپنے اوپر لاد کر لے گیا تو حانث ہو جائے گا (ظہیریہ) اور اگر وہ جانور جس پر وہ سوار تھا بدک گیا اور اس کے روکنے سے نہ رکا حتیٰ کہ اس گھر میں گھس گیا تو حانث نہ ہوگا (محیط) اور اگر بغیر اس کے حکم کوئی اپنے اوپر لاد کر اندر لے گیا تو حانث نہ ہوگا خواہ اس بات سے وہ دل سے راضی ہو یا نہ ہو اور خواہ اس کے روکنے پر قادر ہو یا نہ ہو ہر حال کا یہی حکم ہے یہ حکم عام مشائخ رحمہ کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے اور خواہ اس کو اس گھر

---

[1] قولہ عجمی ہو الخ مراد وہ حصہ عجم ہے جہاں کے عرف میں چھت پر کھڑے ہونے کو مسجد میں داخل ہونا نہ سمجھتے ہوں ۱۲ منہ۔

کے دروازہ سے گیا ہو یا اور کسی طرف سے لے گیا ہو (بدائع)، اور اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس گھر کی دیواروں میں سے کسی دیوار پر کھڑا ہوا تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس کی چھت پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہے اور بعض مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم ائمہ کے عرف کے مطابق ہے اور اب ہمارے عرف میں چھت پر چڑھنے یا دیوار پر چڑھنے کو دخول نہیں کہتے، پس حانث نہ ہوگا، مگر صحیح وہی پہلا قول ہے کہ حانث ہو جائے گا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس کی چھت پر اترا یا ایسے درخت پر چڑھا کہ اس کی شاخیں اس گھر میں ہیں، پس اگر ایسی شاخ پر کھڑا ہوا کہ اگر وہاں سے گرے تو گھر اندر گرے گا تو حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر اس گھر کی دیوار پر کھڑا ہوا تو بھی یہی حکم ہے۔

شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر یہ دیوار اس گھر یا پڑوسی کے مکان میں مشترک ہے تو حانث ہوگا ورنہ نہیں اور یہ حکم اسوقت ہے کہ قسم عربی زبان میں کھائی ہو، اور اگر فارسی (یا اردو وغیرہ دوسری) زبان میں کھائی ہو پھر ایسے درخت پر چڑھا جس کی شاخیں اس مکان میں ہوں یا اس دیوار پر چڑھا یا چھت پر چڑھا تو حانث نہ ہوگا الا یہ کہ وہاں کے عرف میں اس سے گھر میں داخل ہونا سمجھا جاتا ہو تو حانث ہو جائے گا اور یہی مختار ہے۔ اس لئے کہ عجم میں عموماً اسکو دخول دار نہیں سمجھتے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر بالاخانہ کا راستہ مگر اپنے نیچے کے مکان سے نہ ہو بلکہ الگ سے ہو یا دوسرے گھر سے ہو تو یہ بالاخانہ باعتبار راستہ کے دوسرا[1] گھر یا دوسرے گھر میں شمار ہوگا جس میں اس کا راستہ ہوگا (محیط) اور اگر دروازہ کے طاق میں بیٹھا، یا کھڑا ہوا اور حالت یہ ہو کہ .... اگر دروازہ بند کر لیا جاوے تو وہ طاق باہر رہ جائے تو حانث نہ ہوگا (کافی)، ورنہ حانث ہو جائے گا، اور اگر اس گھر کے پاخانہ میں یا ظلہ (بارجہ) میں جو بر سر راہ ہوں چلا گیا اور حال یہ ہو کہ اس پاخانہ یا بارجہ کا راستہ گھر کے اندر سے ہے تو حانث ہو جائے گا ورنہ نہیں، اور اگر طاق کے دروازہ کے نیچے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا تو اگر وہ چوکھٹ ایسی ہو کہ دروازہ بند کرنے سے باہر رہ جاتی ہو تو حانث نہ ہوگا ورنہ حانث ہو جائے گا، اور اگر فقط اپنا ایک پاؤں اندر داخل کیا تو حانث نہ ہوگا،

اور بعض فقہاء رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے جب اندر و باہر دونوں کی سطح برابر ہو یا اندر کی اونچی ہو، اور اندر کی سطح کم از کم ایک زینہ نیچی ہو تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں اس کا جزو بدن اندر داخل شدہ ہو جائے گا اور شیخ الاسلام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)، اور یہ حکم اس وقت ہے جب کھڑے کھڑے پاؤں داخل کیا ہو ورنہ اگر قصداً لیٹے لیٹے داخل ہوا خواہ چت یا کروٹ، یا بالکل پیٹ ہو کر داخل ہوا، یا ڈھلک کر ہی داخل ہو گیا تو اگر اس کا اکثر بدن گھر میں داخل ہو گیا تو وہ داخل ہونے والا شمار ہو گیا اور اگر قصداً دونوں پیر داخل کر دیئے، تو بھی داخل ہونے والا شمار ہو گیا اگرچہ اس کی پنڈلیاں باہر ہی ہوں امام محمدؒ سے ایسا ہی منقول ہے اور اگر اپنا فقط سر داخل کیا اور دونوں پاؤں نہ داخل کیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر فقط

---

[1] قولہ دوسرا گھر الخ یہاں کے زمان کا عرف ہے اور ہمارے یہاں کے عرف و زبان میں وہ بالاخانہ حقیقۃً جس گھر میں ہے اسی میں شمار ہوگا (مترجم)

اپنا ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لے لی تو بھی داخل نہ شمار ہوگا (محیط)، اور اگر اپنا سر اور ایک ہاتھ داخل کیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس گھر کے دروازہ کی طرف دوڑتا ہوا آرہا تھا، اور ٹھوکر کھا کر گرنے یا پھسل کر گرنے کی وجہ سے اس گھر میں بلا قصد اس کا دخول ہو گیا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر ہوا کے جھکور نے اس کو پھینکا اور وہیں کھا میں پڑا۔ اسی طرح جبکہ کھا کر اس میں گر پڑا، تو اس میں اختلاف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا بشرطیکہ رک سکا ہو نہ کچھ موقع نہ ملا ہو اور اگر کسی شخص نے زبردستی پکڑ کر اس کو اس گھر میں داخل کیا اور وہ اس میں سے فوراً نکل آیا لیکن پھر اپنی خوشی سے اس میں داخل ہو گیا تو اس میں بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، مگر محض اس طور سے، جیسے رہ گذر سے گذرا جاتا ہے، ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر وہ اسی رہ گذر کے طور پر داخل ہوا نہ بیٹھنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن داخل ہونے کے بعد بیٹھنے کا ارادہ ہو گیا اور بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا،

اور اگر اس گھر میں کسی مریض کی عیادت کے لیے داخل ہوا اور حالت ایسی ہے کہ اس عیادت میں اس کو وہاں بیٹھنا چاہیئے (اور بیٹھ گیا) تو حانث ہو جائے گا، اور اگر اس مریض کی ایسی حالت نہیں تھی اور نہ بیٹھنے کے ارادہ سے گیا تھا، بلکہ ارادہ یہ تھا، کہ: بیٹھوں گا نہیں مگر داخل ہونے کے بعد بیٹھنے کی مصلحت ظاہر ہو گئی اور بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اصل (مبسوط) میں مذکور ہے کہ اگر قسم کھائی، کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، لیکن بطور رہگذر کے پھر اس میں بیٹھنے کی نیت سے، یا کسی مریض کی عیادت، یا کھانا کھانے کی نیت سے داخل ہو گیا اور قسم کھانے کے وقت ان چیزوں کے بارے میں کچھ نیت نہ تھی تو حانث ہو جائے گا، لیکن اگر محض راہ روی اور رہ گذر کے طور پر داخل ہوا اور داخل ہونے کے بعد کسی عارض سے اس کی رائے میں بیٹھنا مصلحت معلوم ہوا اور بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ بہ نیت راہ روی اور رہگذری داخل ہونے کی وجہ سے وہ اب بھی راہ رو ہی ہے، ہاں اگر بغیر اس نیت راہ روی کے داخل ہوا تھا تو حانث ہو جائے گا، پھر فرمایا کہ اگر یہ قسم کھانے کے وقت اس کی نیت یہ ہی ہو کہ اس میں نزول یا سکونت نہ کروں گا تو ایسی صورت میں اس کو ان سب امور مذکور بالا کی گنجائش ہے اور کسی صورت میں حانث نہ ہوگا (بدائع)

اور اگر قسم کھائی، کہ اس گھر کے دروازہ سے داخل نہ ہوں گا، پھر غیر دروازہ سے داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر دوسرا دروازہ پھوڑ کر اس میں سے داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر قسم کھانے میں اسی دروازہ کی تعیین کر دی تھی، تو پھر دوسرے دروازہ سے داخل ہونے میں بھی حانث نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے اور اگر لفظ میں اس دروازہ کی نیت نہ کی ہو، لیکن دل میں نیت یہی ہو، تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی (محیط)

اگر قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں یا فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس گھر کے نیچے تہ خانہ کھودا اور اس میں داخل ہوا، یا نیچے کاریز[1] ہے اس میں داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کاریز میں سے کوئی جگہ (موکا وغیرہ) گھر کے اندر کی طرف اتنی زیادہ کھلی ہوئی ہو، کہ گھر والے اس کے ذریعہ سے باہر سے انتفاع کر لیتے ہوں، جیسے پانی وغیرہ اس کے ذریعہ کنویں وغیرہ سے لے لیتے ہوں تو جب اس کاریز پہونچے گا تو حانث ہو جائے گا اور اگر بہت کم اور چھوٹا سوراخ ہو، جس سے کچھ انتفاع نہ حاصل ہو سکتا ہو فقط مثل روشندان وغیرہ کے ہو، یا محض روشنی ہی حاصل کرنے

---

[1] قولہ کاریز، یا بڑی کیواڑہ دار بڑا طاق یا الماری کی قسم کی چیز ۱۲ منہ

اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ اگر میں اس گھر میں دیدہ و دانستہ داخل ہو جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے (یعنی بھول چوک سے داخل ہونا قسم سے مستثنی کر لیا) پھر بھولے سے اس گھر میں داخل ہو گیا پھر یاد آنے پر بھی داخل ہی رہا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہو جاؤں مگر بھولے سے تو میرا غلام آزاد ہے، تو یاد کیا تھا داخل ہونے پر غلام آزاد ہو جائے گا (بدائع)
کے لئے تو حانث نہو . . . . (خلاصہ)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا حالاں کہ بوقت قسم وہ خود اس گھر کے اندر موجود ہے اور کئی روز اسمیں رہ گیا تو استحساناً حانث نہ ہوگا یہاں تک کہ اس گھر سے نکلکر پھر داخل ہو جائے (کافی)

ابن سماعہ نے امام محمد رہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا میرا غلام آزاد ہے اگر میں اس گھر میں داخل ہوں لیکن یہ کہ فلاں شخص داخل ہونے کا حکم کر دے پھر فلاں شخص نے اس کو ایک بار حکم کر دیا اور وہ شخص اس بار کے حکم سے داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا پھر اس کے بعد اگر بلا حکم بھی داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اس کی قسم ساقط ہو گئی،

اور اگر کہا کہ اگر میں اس گھر میں کسی بار بھی فلاں کے حکم کے بغیر بھی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے پھر فلاں شخص نے اس کو ایک بار داخل ہونے کا حکم دیدیا، پھر دوسری بار بغیر فلاں کے حکم کے داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور اس صورت میں ہر دفعہ اجازت ضروری ہے، (بدائع) اور شرح کرخی میں مذکور ہے کہ ابن سماعہ رہ نے امام ابو یوسف رہ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ واللہ تیرے اس گھر میں آج کوئی داخل نہ ہوگا تو یہ قسم مالک مکان کے علاوہ دوسروں پر عائد ہو گی چنانچہ اگر مالک مکان خود داخل ہوگا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا داخل ہوگا تو حانث ہو جائے گا حتی کہ اگر خود قسم کھانے والا بھی داخل ہوگا تو حانث ہو جائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر کو اپنے قدموں سے طے نہ کروں گا، پھر سوار ہو کر داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اور اگر واقعی اس نے یہ نیت کی تھی حقیقت میں قدم نہ رکھوں گا یعنی پیدل نہ جاؤں گا تو مدار اس کی نیت پر ہوگا، پھر خواہ جوتا پہن کر جائے یا بغیر جوتا پہنے دونوں میں ایک ہی حکم ہوگا (بدائع)، اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کے گھر میں قدم رکھوں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس نے اپنے ایک پاؤں کو اس میں داخل کیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق حانث نہ ہوگا (محیط) لیکن ہمارے دیار کے عرف میں جب تک دونوں پیر رکھنے کی قسم نہ کھائے، فقط ایک پیر رکھنے سے بھی حانث ہو جائے گا (مترجم)

کسی نے قسم کھائی، کہ اگر میں فلاں محلہ میں داخل نہ ہوں گا، پھر ایسے گھر میں داخل ہوا کہ اس کے دو دروازے ہیں ایک اسی محلہ میں اور دوسرا دوسرے محلہ میں تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا ایک شخص نے قسم کھائی، کہ مثلاً بلخ میں نہ جاؤں گا تو یہ قسم خاص شہر پر قرار دی جائے گی نہ اس کے اطراف و جوانب کے گاؤں پر، اور اگر قسم کھائی، کہ میں شہر بلخ میں داخل نہ ہوں گا، تو یہ قسم بلخ شہر اور اس کے ربض[1] دونوں پر قرار دی جائے گی اس واسطے کہ ربض شہر بھی شہر میں شمار ہوتا ہے، ہاں اگر قسم کھانے والے نے خاص شہر ہی کی نیت کی ہو تو اس نیت کا اعتبار رہوگا اور مدار نیت پر ہی رکھا جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں گاؤں میں نہ جاؤں گا پھر اس گاؤں کی زمین سے (جو اطراف میں باہر گاؤں سے دور تک پھیلی ہوتی ہے) گیا تو حانث نہ ہوگا اور قسم مذکور گاؤں کی خاص آبادی پر قرار دی جائے گی، اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ میں فلاں بلدہ

---

[1] ربض شہر کی وہ چراہ گاہ جو شہر کے متصل حوالی شہر میں ہی ہو اور شہر کے توابعات ہی میں شمار ہوتی ہو ۱۲ منہ

(آبادی شہر) میں نہ جاؤں گا تو یہ قسم اس بلدہ کی خاص آبادی پر قرار دی جائے گی اس لئے کہ بلدہ اسی قدر آبادی کا نام ہوتا ہے۔ جو شہر کے اندر واقع ہو اور اگر قسم کھائی، کہ میں بغداد میں مثلاً داخل نہ ہوں گا تو اس کے دونوں جانب سے جس جانب سے شہر ہو گا حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ میں مدینۃ السلام میں داخل نہ ہوں گا تو حانث نہ ہو گا جب تک کوفی کی جانب سے داخل نہ ہو اس لئے کہ بغداد کا نام تو شہر کے دونوں جانب کو شامل ہے مگر مدینۃ السلام ایسا نہیں ہے،

اور اگر قسم کھائی، کہ میں ری[۱] میں داخل نہ ہوں گا تو شمس الائمہ سرخسی رح نے شرح اجارات میں ذکر کیا ہے کہ رے بنا بر ظاہر الروایۃ کے شہر اور اس کے نواح سب کو شامل ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ سمرقند اور زجند مع اپنے مرابض کے، خاص شہر کے نام ہیں اور سغد اور فرغانہ اور فارس یہ نام اپنے شہروں اور نواح کے سب دیہات کو بھی شامل ہیں، اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ فرات میں داخل نہ ہوں گا، پھر کشتی پر سوار ہو کر فرات سے گذر گیا یا فرات کے پل سے گذر گیا تو حانث نہ ہو گا جب تک کہ خاص پانی کے اندر داخل نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ بصرہ میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس کے کسی گاؤں میں گیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ بغداد میں نہ جائے گا، پھر کشتی پر سے سوار ہو کر بغداد میں سے گذرا تو حانث ہو جائے گا یہ امام محمد رح کا قول ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا، کہ حانث نہ ہو گا اور اسی پر فتویٰ ہے (محیط)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں پرگنہ یا فلاں دیہات میں نہ جائے گا تو اس کی زمین (جو حدی و سرحد) میں جانے سے حانث ہو جائے گا اور بعض فقہاء رح نے کہا کہ اگر قسم میں لفظ کورہ استعمال کیا تھا، یعنی یہ کہا تھا کہ کورہ (یعنی فقط آبادی) میں نہ جائے گا تو حانث نہ ہو گا اس لئے کورہ محض آبادی کو کہتے ہیں اور یہی اظہر ہے اور مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے کہ بخارا فقط آبادی کا نام ہے یا نواح کو بھی شامل ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ وہ فقط آبادی کا نام ہے، اور شام ایک ولایت (ملک) کا نام ہے، ایسے خراسان وار مینیہ ایک علاقہ و خطہ کا نام، چنانچہ اگر ان میں سے کسی ایک میں داخل نہ ہونے کی قسم کھائے گا تو اس کے علاقہ و حدود میں کسی جگہ یا کسی گاؤں یا خطہ میں بھی داخل ہو گا تو حانث ہو جائے گا اسی طرح ترکستان بھی ایک ملک کا نام ہے (محیط)

اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کوچہ میں نہ جاؤں گا پھر اس کوچہ کے کسی گھر میں چھتوں کے ذریعہ سے داخل ہو گیا اور کوچہ میں قدم بھی نہ رکھا تو فقیہ ابو بکر اسکاف رح نے فرمایا کہ یہ صورت حانث نہ ہونے کے قریب تر ہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے فرمایا کہ یہ صورت حانث ہو جانے کے قریب ہے اور ۔۔۔۔۔۔ والولجیہ میں لکھا ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے اور ظہیریہ میں یہ لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہ ہو گا جب کہ وہ کوچہ میں نہ نکلا (تاتارخانیہ) اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے کوچہ میں نہ جاؤں گا، پھر وہ اس کوچہ کی مسجد میں بغیر ۔۔۔ کوچہ میں لگے ہوئے داخل ہو گیا تو حانث نہ ہو گا اور یہی قول مختار ہے (خلاصہ) اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے گھر میں نہ داخل ہوں گا اور کوئی تفصیل نیت میں نہیں کی پھر ایسے گھر میں داخل ہوا جس میں فلاں خود شخص کرایہ پر یا عاریت پر رہتا ہے تو فاطفی نے کہا کہ وہ حانث ہو جائے

[۱] رے اطراف ایک علاقہ کا نام ہے جس کے رہنے والے امام فخر الدین رازی تھے اسی رے کی طرف رازی کی نسبت ہے ۱۲ منہ

گا، اور اگر فلاں مذکور کے مملوکہ گھر میں داخل ہوا جس میں فلاں مذکور نہیں رہتا جب بھی حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر یہ قسم کھائی، کہ فلاں کے کمرہ میں داخل نہ ہوں گا، پھر ایسے کمرہ میں داخل ہوا جس میں فلاں مذکور کرایہ پر یا عاریۃً پر رہتا ہے، تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے مملوکہ گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر ایسے گھر میں داخل ہوا جس کو فلاں نے دوسرے شخص کو کرایہ پر دیا ہے، تو امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کی دوکان میں نہ جاؤں گا، پس اس کی ایسی دوکان میں داخل ہوا جس کو اس نے دوسرے کو کرایہ پر دیا ہے پس اگر فلاں کی کوئی اور دوکان ایسی ہو جسمیں وہ خود رہتا ہو تو اس کی جس دوکان میں داخل ہوا ہے اس میں داخل ہونے سے حانث نہ ہو گا اور اگر فلاں مذکور اس دوکان میں رہنے میں مشہور نہ ہو تو حانث نہ ہو گا اس لئے کہ ہم جانتے ہیں (اور یہ ظاہر ہے) کہ ایسی صورت میں حالف نے فلاں کی دوکان کہنے سے جائے سکونت مراد نہیں لی ہے، بلکہ ملکیت مراد لی ہے اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے گھر میں نہ جاؤں گا، پھر ایسے گھر میں گیا جو فلاں کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہے تو اگر فلاں مذکور اسمیں رہتا ہو تو حانث ہو جائے گا اور اگر فلاں مذکور اس میں نہ رہتا ہو، تو حانث نہ ہو گا (بدائع)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہو گا اور اس کی کچھ نیت نہیں ہے، پھر اس کے بعد اس کے گھر کے صحن دروازہ پر گیا تو حانث نہ ہو گا جب تک کہ کمرہ میں داخل نہ ہو اور مشائخ رحمہم نے فرمایا ہے کہ یہ عرف ائمہ رحمہم اللہ کے دیار کا ہی (یعنی یہ کہ دار کا لفظ کہے تو اور حکم ہو اور بیت کا لفظ کہے تو اور حکم ہو کیوں کہ دار ان کے عرف میں پورے قطعہ مکان کا نام ہوتا تھا جس میں متعدد کمرے سائبان و آنگن وغیرہ سب ضروریات ہوں اور بیت صرف کمرے کا نام ہوتا تھا اور ہمارے عرف میں اب دار و کمرہ دونوں ایک ہی طرح بولنے لگے ہیں (لہٰذا دار کا لفظ کہے یا بیت کا ایک ہی حکم ہو گا پس بیت فلاں کے اندر داخل نہ ہونے کی قسم میں) جب صحن دار میں داخل ہو گا تو حانث ہو جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے

(احقر عرض کرتا ہے کہ اگر بیت کی تفسیر ائمہ رح کی تعریف میں کوٹھڑی اور محض کمرہ ہو اور دار کی تفسیر پورا گھر ہو ہمارا عرف ائمہ کرام کے عرف کے مطابق ہو گا اور حکم بھی ان ہی کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق ہو گا۔)

اگر کوئی شخص کسی گھر یا طبقہ بالائی یا زیریں کے کسی کمرہ میں بیٹھا ہے اور اسی حال میں قسم کھا رہا ہے کہ میں اس کمرہ میں داخل نہیں ہوں گا، تو اس کی قسم خاص اسی کمرہ میں - - - - - - - - - داخل ہونے پر واقع ہو گی جس میں بیٹھا ہے، اس لئے کہ اس کمرے کے ماسوا کو گھر اور طبقہ (منزل) بولیں گے اور یہ حکم اس وقت ہے جب قسم عربی زبان میں ہو (ائمہ کے عرف کے مطابق) اور اگر قسم غیر عربی زبان میں ہو تو قسم اس پورے دار و منزل پر واقع ہو گی (مترجم - ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہمارے دیار و ملک کا عرف بھی عربی زبان کے موافق ہے اور خاص وہ کمرہ ہی مراد ہو گا اور قسم اسی پر واقع ہو گی نہ کہ پورے گھر اور طبقہ پر)

اگر اس نے کہا، کہ میں نے یہی بیت (کمرہ) جس میں بیٹھا تھا مراد لیا تھا تو فارسی وغیر عربی زبان میں بھی یہ قسم تصدیق کیجائے گی (مترجم پہلے ہی عرض کر چکا ہے کہ ہمارے دیار و عرف میں بغیر قسم و نیت کے بھی فقط کمرہ ہی مراد ہو گا)، اور سابق حکم (کمرہ بولکر پورا گھر مراد ہوتا) جو عربی زبان کے محاورے کے مطابق ہے اس وقت ہے جب کسی خاص گھر یا کمرہ، یا کوٹھڑی وغیرہ کی طرف اشارہ کر کے نہ کہا ہو، اگر اشارہ کر کے کہا تو حکم اس اشارہ کے مطابق ہو گا اور اگر کسی نے قسم کھائی

کہ ایسے گھر میں نہ جاؤں گا جس کو فلاں شخص خریدے، اس کے بعد فلاں شخص ایک گھر خرید لے اور پھر اس کے بعد اس گھر کو قسم کھانے والے کے ہاتھ فروخت کردے، پھر قسم کھانے والا خریدنے کے بعد اس گھر میں داخل ہو تو حانث نہ ہوگا،

اور اگر خریدنے والا خرید کر قسم کھانے والے کو ہبہ کردے پھر قسم کھانے والا اس میں داخل ہوجائے تو حانث ہوجائے گا اس لئے کہ خرید کر دوسرے کے ہاتھ میں فروخت کردینے کی وجہ سے پہلی خرید کا حکم ختم اور مرتفع ہوجائے گا اور ہبہ کردینے کی صورت میں مرتفع نہ ہوگا (قاضی خاں)

(احقر کہتا ہے کہ اگر اس خریدنے والے نے اس کو ہبہ بالعوض کیا ہے تو یہ بیع ہی کے حکم میں ہوگا اور پہلی خرید کا حکم ختم ہوکر داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا) اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوگا اور اس کے پاس دو گھر ہیں ایک میں خود سکونت رکھتا ہے اور دوسرا کرایہ پر رہتا ہے تو کرایہ والے کے گھر کے اندر داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا بشرطیکہ کوئی دلیل ایسی قائم نہ ہو جس سے اس کی یہ قسم دونوں گھروں کو عام طریقہ سے شامل رہتی ہو (محیط سرخسی)

اور اگر اس طرح کہا کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر فلاں نے وہ گھر کسی کے ہاتھ فروخت کردیا اس کے بعد اس میں وہ داخل ہوا تو امام اعظم و ابویوسف رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا (خلاصہ) اگر کسی عورت کے شوہر نے قسم کھائی کہ اس کا شوہر اس عورت کے گھر میں داخل نہ ہوگا، پھر اس عورت نے اپنے گھر کو فروخت کردیا پھر اس کا شوہر اس گھر میں داخل ہوا، پس اگر شوہر نے قسم میں یہ نیت کی تھی، کہ وہ اس کے ایسے گھر میں داخل نہ ہوگا جس میں وہ عورت رہتی ہو تو فروخت کرنے سے یہ قسم ختم و باطل نہ ہوگی (بلکہ جب تک وہ عورت اس میں رہے گی داخل ہونے سے حانث ہوجائے گا) اور اگر اس کی کچھ نیت قسم میں نہ رہی ہو تو قسم اس کے مملوکہ گھر پر واقع ہوگی، اور قسم فروخت کرنے سے ختم ہوجائے گی اور حانث نہ ہوگا یہ امام اعظم اور امام ابویوسف رح کا قول ہے،

اور اگر قسم کھائی کہ زید کے گھر میں داخل نہ ہوگا، پھر زید نے اپنا نصف گھر فروخت کردیا، لیکن ابھی زید اسی میں رہتا ہے، تو داخل ہونے سے حانث ہوجائے گا ہاں اگر اس مکان میں رہائش ترک کردی تو پھر داخل ہونے سے امام اعظم رح و امام ابویوسف رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں شخص کے گھر میں داخل نہ ہوگا اور پھر فلاں شخص نے اپنا گھر فروخت کردیا اور اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلا گیا تو اب اس میں داخل ہونے سے شیخین رح کے نزدیک حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اپنی بیوی کے گھر میں داخل نہ ہوگا، پھر عورت نے اپنا گھر کسی کے ہاتھ فروخت کردیا، پھر قسم کھانے والے نے اس گھر کو خریدنے والے سے کرایہ پر لے لیا تو دیکھا جائے گا اگر عورت کی جانب سے کسی بات پر قسم کھائی تھی تو داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا اور اگر اسی مکان کو برا سمجھنے کی وجہ سے قسم کھائی تھی تو حانث ہوجائیگا

اگر کسی شخص نے فارسی زبان میں قسم کھائی، کہ در دار فلاں داخل نشود الا چیزے شگفتہ بود، پھر گھر والوں کا قتل واقع ہوجانے یا موت واقع ہوجانے یا آگ گھر میں لگ جانے کی وجہ سے، یا کسی ایسی بات اچانک واقع ہوجانے کی وجہ سے داخل ہوگیا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی، کہ زید کے گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر زید نے عمرو سے ایک گھر منگنی و عاریت پر اس غرض سے لیا کہ اس میں دعوت ولیمہ کھلائے، پھر اس کے بعد قسم کھانے والا اس میں داخل ہوجائے تو حانث نہ ہوگا، لیکن اگر عمرو اس گھر کو خالی کر کے دوسرے مکان میں چلا گیا اور زید ہی کے سپرد یہ مکان کر گیا کہ وہ اپنا سامان و اسباب اس میں لے آوے تو پھر حالت اس میں داخل ہوگا تو حانث ہوجائے گا (محیط) ابن رستم کہتے ہیں کہ امام محمد رح

نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک معین شخص کے مشہور گھر میں داخل نہ ہونے کی قسم کھائی، مثلاً قسم کھائی، کہ عمرو بن حریث کے گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر کسی ایسے ہی مکان میں جو اپنے مالک کے نام سے مشہور ہے، جیسے دار حسین بن صباح وغیرہ پھر عمرو بن حریث نے یا حسن بن صباح نے اس گھر کو جو اس کے نام سے منسوب ہے و معروف ہے فروخت کر دیا، پھر قسم کھانے والا اس گھر میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا اس لیے کہ ایسے مواقع میں ان لوگوں کے نام کا ذکر محض اس مکان و جگہ کی شناخت کے لیے ہوتا ہے اور مقصود وہ مکان یا جگہ ہوتی ہے، کہ اس مکان و جگہ میں داخل نہ ہو گا (مترجم)

اور اگر ان گھروں میں سے کسی ایسے گھر پر قسم کھائی، جو کسی خاص شخص کی طرف سے نسبت کر کے مشہور و معروف نہیں تو وہ جگہ یا مکان اگرچہ اس شخص کے ملک و قبضہ میں تھا، لیکن جب ان کی ملک و قبضہ سے نکل گیا تو اب اس میں داخل ہونے سے حانث نہ ہو گا (بدائع)

اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ میں فلاں شخص کے مکان میں داخل نہ ہوں گا اور فلاں مذکور اپنے والد کے ساتھ کرایہ کے ایک مکان پر رہتا ہے، جس کو اس کے والد نے کرایہ پر لیا ہے اور وہی کرایہ بھی دیتا ہے، لیکن اس مکان میں داخل ہونے سے حانث ہو جائے گا اس مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے کہ جب قسم کھائی ہو کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس فلاں کے بیوی کے گھر میں جس میں یہ فلاں بھی رہتا ہو داخل ہو گیا تو اگر اس شخص فلاں کا کوئی دوسرا گھر اس بیوی کے گھر کے سوا ایسا نہ ہو جو اس فلاں کی طرف رہائش میں یا ملک کے اعتبار سے منسوب ہو تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس فلاں کے پاس کوئی دوسرا مکان ہو جو اس کی طرف منسوب ہو اور معروف ہو تو حانث نہ ہو گا، اسی طرح اگر اس مسئلہ پر قیاس کر کے کہ کسی نے قسم کھائی ہو کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہو گا پھر اس عورت کے شوہر کے گھر میں داخل ہوا جس میں یہ عورت بھی سکونت پذیر ہو تو اگر اس عورت کا کوئی اور مکان نہ ہو تو حانث ہو گا اور اگر اس عورت کا کوئی دوسرا مکان ہو تو حانث نہ ہو گا (خلاصہ)

نوادر میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس فلاں کی گھر کی ایک دوکان میں داخل ہو گیا، جس کا دروازہ اگرچہ شارع عام (سڑک پر مثلاً) پر ہو اور اس گھر کوئی دروازہ اس دوکان میں نہ ہو جب بھی حانث ہو جائے گا اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ حمام (غسل خانہ) سر دھونے کے لیے داخل نہ ہوں گا، پھر حمام میں سر دھونے کی غرض سے نہیں کہ حمامی وغیرہ (مثلاً کارپردازان حمام) کو سلام کرنے کے لیے داخل ہو گیا، پھر وہاں اس نے سر بھی دھو لیا تو حانث نہ ہو گا، اور بعض مشائخ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی، کہ حمام میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس کے بعد بیت التسلخ (حمام کے پاس وہ کمرہ جس میں کپڑے وغیرہ اتارتے ہیں)، داخل ہوا تو حانث نہ ہو گا (قاضی خاں)

کسی شخص کا کوئی گھر ہے، جس کے احاطہ میں چمن ہے، اور مثلاً زید نے قسم کھائی، کہ اس کے گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس چمن میں داخل ہو گیا، اور چمن کا دروازہ صرف اس گھر کے کمروں کی طرف ہے، کسی اور طرف کو نہیں ہے اور ایک ہی چہار دیواری اس گھر و چمن کو گھیرے ہوئے ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس چمن میں داخل ہونے سے زید حانث نہ ہو گا، خواہ اس چمن کا رقبہ گھر کے رقبہ سے بڑا ہو یا چھوٹا اور اگر یہ چمن اس گھر کے وسط (آنگن) میں ہو، اور اس چمن کے اردگرد اس گھر کے کمرے ہوں تو اس چمن میں داخل ہونے سے حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسف

سے اس مسئلہ میں دو روایتیں منقول ہیں (ایک) روایت میں وہی حکم ہے جو امام محمد رحمۃ اللہ سے منقول ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حانث ہو جائے گا اگرچہ یمین وسط میں ہی نہ ہو (ظہیریہ)

اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے فلاں شخص کو اپنے گھر میں داخل کیا تو میری بیوی کو طلاق ہے تو یہ قسم اس بات پر واقع ہو گی، کہ فلاں شخص اس قسم کھانے والے کی اجازت سے داخل ہو (- - - - - - - - -)

(اگر فلاں شخص بغیر قسم کھانے والے کی اجازت کے خود بخود داخل ہو گیا تو حانث نہ ہو گا) اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا کہ وہ میرے گھر میں داخل ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے تو یہ قسم اس قسم کھانے والے کے علم پر دائر رہے گی، کہ اگر علم رہتے ہوئے اس فلاں کو داخل ہونے سے نہیں روکا بلکہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر کہا کہ اگر فلاں شخص میرے گھر میں داخل ہو گیا۔ تو میری بیوی پر طلاق ہے، تو یہ قسم فلاں مذکور کے داخل ہونے پر دائر رہے گی خواہ قسم کھانے والا (حالف) اس کو اجازت داخلہ دے یا نہ دے ہر حال میں داخل ہوتے ہی وہ حانث ہو جائے گا (محیط)

اور اگر اس طرح کہا کہ اگر کوئی میرے اس گھر میں داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے اور یہ گھر اسی کا ہے یا دوسرے کا خود اس گھر میں داخل ہونے سے حانث نہ ہو گا اور اگر اس طرح کہا کہ اس گھر میں کوئی داخل ہو گا تو میرا غلام آزاد ہے تو خود اپنے داخل ہونے سے بھی حانث ہو جائے گا خواہ وہ گھر اسی کا ملک ہو، یا دوسرے کا ہو، اور اگر کسی نے کہا، کہ بقسم میں فلاں شخص کو اپنے گھر میں داخل ہونے سے منع کروں گا، پھر اس فلاں شخص کو ایک مرتبہ بھی داخل ہونے سے منع کر دیا، تو اپنی قسم میں سچا ہو گا، پس اگر دوسری مرتبہ اس فلاں کو اس گھر میں جاتے دیکھا اور منع نہیں کیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہو گا (بحر الرائق)

ایک شخص نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر مالک مکان نے اس گھر کے پہلو میں ایک کمرہ خریدا جس کا دروازہ اس گھر میں توڑ لیا اور اس کمرے کا راستہ اسی گھر سے کر لیا اور وہ دروازہ جو اس پہلے کمرہ کا تھا بند کر دیا پھر قسم کھانے والا اس کمرہ میں اس گھر کے اندر داخل ہوئے بغیر داخل ہو گیا جب بھی امام محمد رحمۃ اللہ کے قول کے مطابق حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اس وقت وہ کمرہ بھی اسی گھر میں شمار ہو گیا، زید نے خالد بن عبداللہ سے مثلاً کہا کہ اگر خالد بن عبداللہ اس گھر میں داخل ہوا تو خالد بن عبداللہ کی بیوی کو طلاق ہے اس کے بعد خالد بن عبداللہ نے کہا کہ تم لوگ مجھ پر اس امر کے گواہ رہو، پھر خالد بن عبداللہ اس گھر میں داخل ہو گیا تو اس کی بیوی پر طلاق لازم ہو گئی،

اگر کسی شخص نے کہا کہ میں اس گھر میں اور اس کوٹھڑی میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس گھر سے باہر نکلا اور پھر میں داخل ہوا اور اس کوٹھڑی میں داخل نہ ہوا تو جب تک اس کوٹھڑی میں بھی داخل نہ ہو گا حانث نہ ہو گا اور یہ قسم ان دونوں میں داخل ہونے پر مرتب ہو گی (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں زید کے گھر میں داخل نہ ہوں گا اور یہ دونوں شخص (بوقت قسم) سفر میں تھے تو یہ قسم خیمہ چھولداری قبہ پر اور ہر منزل راہ پر جس میں اترا ہو واقع ہو گی، لیکن اگر قسم کھانے والے نے ان چیزوں میں سے کوئی خاص چیز مراد لی ہو تو از روئے دیانت تصدیق کر لی جائے گی مگر قضاءً تصدیق نہ ہو گی (محیط) لیکن ہمارے ملک، و دیار کے عرف کے موافق یہ قسم زید کے جائے سکونت (حضر) کے گھر پر واقع ہو گی ہاں اگر یہ لوگ صحرائی و خانہ بدوش ہوں تو بیشک یہی حکم ہے

جو اوپر مذکور ہوا مترجم) اور اگر قسم کھائی، کہ فسطاط (بڑا خیمہ) میں داخل نہ ہوں گا اور حال یہ ہے کہ یہ فسطاط ایک جگہ پر گڑا ہوا تھا اور پھر وہاں سے اکھیڑ کر دوسرے مقام پر نصب کیا گیا پھر اس میں داخل ہوا جب بھی حانث ہو جائے گا اور یہی حکم لکڑی کے قبہ میں بھی ہوگا اسی طرح اگر لکڑی کی سیڑھی یا منبر ہو تو اس میں بھی یہی ہوگا اس لئے کہ ان چیزوں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے سے ان کے نام سے کوئی تغیر نہیں آتا ہے (بدائع) یہی حکم بدؤں کے خیمہ کا ہے جو بالوں کا ہوتا ہے،

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ خباء (بالوں کا خیمہ) میں داخل نہ ہوں گا تو اعتبار اس کی لکڑیوں اور نمدے دونوں کا ہوگا، اور بعض فقہاء رح نے کہا، کہ اعتبار فرمایا چوبوں (لکڑیوں) کا ہوگا اور بعض کے نزدیک عتبار فقط نمدے کا ہوگا، پس تیسرے قول کی بناء پر اگر نمدا بدل گیا اور چوبیں وہی باقی رہیں اور پھر اس میں داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس کے برعکس محض چوبیں بدلدی گئیں اور نمدا وہی رہا) ہو تو حانث نہ ہوگا، اور دوسرے قول پر اگر فقط چوبیں بدل گئیں اور نمدا وہی رہا، تو حانث ہو جائے گا اور بالعکس میں حانث نہ ہوگا اور اصح قول وہی پہلا ہے جس میں چوب و نمدہ دونوں کا اعتبار ہے) (محیط)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے پاس کمرہ میں نہ جاؤں گا، پھر وہ ایک کمرہ میں داخل ہوا جس میں وہ فلاں مذکور بھی موجود تھا تو اگر اس کے پاس جانے کی نیت نہیں کی تھی (بلکہ اتفاق سے وہ وہاں موجود تھا، تو حانث نہ ہوگا (جب تک کہ خاص اس سے ملنے یا اس کے پاس جانے کی نیت سے نہ جائے) دو شخصوں میں سے ہر ایک نے قسم کھائی، کہ میں اس کے پاس نہ جاؤں گا، پھر دونوں ساتھ ہی ایک منزل میں داخل ہوئے، تو ان میں سے کوئی حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے پاس نہ جاؤں گا تو شیخ الاسلام رح نے شرح میں ذکر فرمایا ہے، کہ فلاں کے پاس نہ جانے سے عرف میں مطلق بولنے کی صورت میں یہ مراد ہوتی ہے کہ اس کی زیارت و تعظیم کے لئے ایسے مکان میں جہاں وہ اپنے ملاقاتیوں اور زیارت کنندہ لوگوں سے ملاقات کیلئے بیٹھا کرتا ہے نہ جاؤں گا اور امام قدوری نے بھی اپنی کتاب میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے، کیوں کہ امام قدوری رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس کے پاس کسی مسجد یا چھتے یا دہلیز میں گیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر فسطاط یا خیمہ میں اس کے پاس گیا، تو بھی حانث نہ ہوگا، ہاں اگر وہ شخص جس کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی ہے) اگر بدوی اور خانہ بدوش ہے تو اس کی نشست کی جگہ یہی خباء و خیمہ ہوگی، پس حانث ہو جائے گا، بشرطیکہ بہ نیت زیارت و ملاقات گیا ہو، اور حاصل یہ ہے کہ اس میں عادت اور عرف کا اعتبار ہے، اور ہمارے عرف میں اگر وہ مسجد میں اس کے پاس گیا تو حانث ہو جائے گا، ہاں اگر وہ مسجد میں داخل ہوا اور اس کے پاس جانے کی نیت نہیں تھی یا اس کو علم نہیں تھا، کہ وہ بھی اسی میں ہے، تو اس میں جانے سے حانث نہ ہوگا،

اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر ایک قوم کے پاس گیا، جن میں فلاں مذکور بھی ہے مگر اس نے اس کے پاس جانے کا قصد نہیں کیا، تو فیما بینہ و بین اللہ تو حانث نہ ہوگا مگر قضاءً اس کی تصدیق نہ کیجائے گی (یعنی اگر یہ قسم کسی دنیوی معاملہ پر یا طلاق وغیرہ پر جس کا تعلق حق غیر سے ہوتا ہے کھائی ہے اور وہ دوسرا قاضی کے وہاں دعویٰ کر کے حنث ثابت کر کے اپنا مدعا ثابت کرنا چاہے اور یہ قسم کھانے والا اپنی نیت اور مراد بتلائے تو قاضی تصدیق نہ کرے گا)

نیز قدوری میں یہ بھی لکھا ہے، کہ فلاں کے پاس جانے کے یہ معنی ہیں کہ جاتے وقت اس کے پاس جانے کا قصد ہو خواہ وہ اپنے گھر میں یا کسی دوسرے کے گھر میں ہو، اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے پاس اس گھر میں داخل نہ ہوگا پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا ...... اور فلاں اس گھر کے کسی کمرے میں ہے تو حانث نہ ہوگا اور اگر صحن دار (آنگن) میں ہوگا تو

حانث ہو جائے گا اس لئے کہ فلاں کے پاس داخل ہونے والا جب ہی شمار ہوگا جب اس کے سامنے ہو اور اس کا مشاہدہ کرے (اور آنگن میں ہونے کی صورت میں یہ بات متحقق ہوگئی بخلاف کمروں میں رہنے کے) اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے پاس اس گاؤں میں داخل نہ ہوں گا تو گاؤں میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا جب تک کہ گاؤں مذکور میں اس کے پاس اس کے گھر میں داخل نہ ہو جائے (محیط) اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں کے پاس داخل نہ ہوں گا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے پاس گیا تو حانث نہ ہوگا (سراجیہ)

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب کبھی بھی میں ان دونوں گھروں میں سے کسی ایک گھر میں داخل ہوں گا تو قسم خدا کی تجھ کو نہیں ماروں گا۔ اس کے بعد ان دونوں گھروں میں داخل ہوا اور اس عورت کو مارا تو فقط ایک ہی بار حانث ہوگا اور اگر اسی جملہ میں اس طرح کہے تو مجھ پر قسم ہے اگر میں تجھ کو ماروں، پھر اس کے بعد دونوں گھروں میں داخل ہوا یا ایک ہی گھر میں دوبارہ داخل ہوا، پھر اس عورت کو مارا تو ہر دفعہ کے داخل ہونے کا ایک کفارہ دینا ہوگا،

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے اس طرح قسم کھائی کہ جب جب میں اس گھر میں داخل ہوں گا تو قسم خدا کی تجھ سے مقاربت نہ کروں گا تو وہ شخص ایلار کرنے والا شمار ہو جائے گا، پس اگر اس گھر میں داخل ہونے کے بعد جماع کرے تو حانث ہو جائے گا اور قسم ٹوٹ جائے گی اور ختم ہو جائے گی حتٰی کہ اگر دوبارہ اس گھر میں داخل ہوگا تو ایلار کرنے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر دوبارہ داخل ہونے کے بعد جماع کرے گا تو کوئی دوسرا کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر دوسری بار داخل ہونے کے بعد سے چار ماہ تک داخل نہ ہوا تو بھی وہ عورت مطلقہ بائنہ نہ ہوگی یعنی اس پر طلاق بائن واقع نہ ہوگی، ہاں اگر پہلی بار داخل ہونے کے بعد جماع نہ کرے یہاں تک کہ دوبارہ پھر داخل ہو تو وہ ایلار کرنے والا شمار ہوگا پس جس وقت پہلی بار داخل ہونے کے بعد سے چار ماہ گذر جائیں گے تو وہ طلاق بائنہ سے مطلقہ ہو جائے گی، پھر جب دوسری بار داخل ہونے کے بعد چار ماہ گذر گئے اور ابھی عدت میں باقی رہے گی تو ایک اور طلاق بائن سے مطلقہ ہو جائے گی

اور اگر کہا، کہ ہر دفعہ جب کہ میں اس گھر میں داخل ہوں اگر تجھ سے مجامعت کروں تو تجھ کو تین طلاق ہے، پھر اس گھر میں دو مرتبہ داخل ہوا تو قسم صحیح ہونے میں ہر دفعہ کے داخلہ میں ایلار کرنے والا شمار ہوگا حتّٰی کہ اگر مدت ایلار کے اندر مجامعت کرے گا تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اگر مجامعت نہ کی اور مدت ایلار (چار ماہ) گذر گئے تو ایک طلاق سے بائنہ ہوگی، اور پھر جب دوسری بار داخل ہونے کے بعد چار مہینے بلا مجامعت گذر جائیں گے تو پھر ایک طلاق سے مطلقہ ہوگی لیکن تین سے زیادہ طلاقیں واقع نہ ہوں گی

اور اگر اس طرح کہے کہ ہر دفعہ جب میں اس گھر میں داخل ہوا اور تجھ سے مجامعت کی تو مجھ پر اللہ کے واسطے ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے، یا اس طرح کہا کہ یہ غلام آزاد ہے اگر میں نے تجھ سے مقاربت کی پھر دوبارہ داخل ہوا تو ہر بار کے داخلہ پر وہ ایلار کرنے والا شمار ہوگا، پس جس داخلہ کے بعد مجامعت کرے گا اس کے اعتبار سے حانث ہوگا (اور اگر کسی بار میں مجامعت نہیں کی تو ایلار میں پورا اتر جائے گا اور ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی)

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھ سے مقاربت کروں تو تجھ کو تین طلاق ہے اور پھر ایک دن کے بعد یہی جملہ کہا کہ اگر میں تجھ سے مقاربت کروں تو تجھ کو تین طلاق ہے تو یہ قسم صحیح ہونے کے حق میں دو مستقل ایلار ہیں لہٰذا اگر اس کے بعد مجامعت کیا، تو فقط ایک قسم میں حانث ہوگا اور تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر اس طرح کہے کہ ہر بار کہ میں اس گھر میں داخل ہوں

اگر میں تجھ سے مجامعت کروں تو مجھ کو ایک حج لازم ہے یا کہے کہ تو پھر مجھ پر قسم نذر ہے، پھر اس کے بعد دو مرتبہ اس گھر میں دو بار داخل ہوا اور ہر دفعہ کے داخلہ میں اس عورت سے مجامعت کی تو اس پر دو حج یا دو قسم کی جزاء واجب ہو گی اسی طرح اگر شرط مؤخر کر کے بیان کیا جب بھی یہی حکم ہو گا اور اگر اس طرح کہا کہ ہر دفعہ جب میں اس گھر میں داخل ہوؤں اگر تجھ سے مقاربت کروں، تو مجھ پر ایک حج لازم ہے، پھر گھر میں دوبارہ داخل ہوا اور ہر بار مجامعت کی تو دو حج لازم ہوں گے، لیکن اگر اس گھر میں داخل ہونے سے قبل مجامعت کر کے داخل ہوا اور پھر مجامعت کی تو فقط ایک ہی ایلاء لازم ہو گا اور اگر اس طرح کہا کہ جب کبھی میں اس گھر میں داخل ہوؤں اور تجھ سے قربت نہیں کی، یا نہ کروں تو تجھ کو طلاق ہے تو فقط ایک بار حانث ہو گا، اور اگر کہا کہ قسم خدا کی (واللہ) میں تجھ سے مقاربت نہ کروں گا جب کبھی کہ میں اس گھر میں داخل ہوا یا تجھ سے مقاربت کیا تو تجھ کو طلاق ہے جب کبھی میں اس گھر میں داخل ہوں، ایلاء کرنے والا نہ ہو جائے گا اور اگر اس صورت میں بغیر مقاربت کے داخل ہو گیا، تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی (شرح جامع کبیر)

لفظیات کے مرادی معنیٰ اور محاورہ کے معنیٰ کے اعتبار سے احکام قسم میں تبدیلی کی تفصیل

اگر دو منفی فعل کے درمیان حرف یا (حرف تردید) داخل کر کے قسم کھائی، مثلاً اس طرح کہا کہ قسم خدا کی میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں داخل نہ ہوں گا، پھر اس کے بعد ان دونوں گھروں میں سے کسی بھی گھر میں داخل ہو جائے گا تو حانث ہو جائے گا ہاں اگر دونوں گھروں میں سے کسی میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ مر جائے تو حانث نہ ہو گا اور اگر دو مثبت فعل (یعنی جس فعل پر حرف نفی داخل نہ ہو) کے درمیان حرف یا (تردید کا حرف) داخل کر کے قسم کھائی، مثلاً اس طرح کہا کہ قسم خدا کی میں اس گھر میں داخل ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں داخل ہوں گا پھر وہ اس کے بعد وہ ان دو گھروں میں سے کسی ایک گھر میں داخل ہو گیا تو وہ قسم میں سچا شمار ہو جائے گا ہاں اگر ان دونوں گھروں میں سے کسی گھر میں داخل نہ ہوا یہاں تک کہ مر گیا تو اب بیشک حانث شمار ہو گا،

اور اگر کلمہ یا (حرف تردید) ایک فعل مثبت اور ایک فعل منفی کے درمیان میں داخل کیا مثلاً اس طرح کہا کہ قسم خدا کی آج میں اس گھر میں داخل ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں آج ضرور داخل ہوں گا پھر اس کے بعد اس دوسرے گھر میں اسی دن داخل ہو گیا تو فعل منفی کی قسم میں بھی سچا شمار ہو جائے گا اور وہ قسم ساقط ہو جائے گی اور اگر ان دونوں گھروں میں داخل ہونا اس کے قبضہ سے نکل جائے، تو فعل مثبت کی قسم میں حانث شمار ہو گا اور فعل منفی کی قسم ساقط شمار ہو گی اور اگر پہلے گھر میں داخل ہو گیا تو حانث شمار ہو گا اور فعل مثبت کی قسم ساقط شمار ہو گی اور ایسے مسائل میں ایک دفعہ حانث ہو جانے سے قسم منحل و ختم ہو جاتی ہے چنانچہ اگر دوبارہ اسی چیز کو بجا لائے جس میں حانث ہو چکا ہے تو دوبارہ حانث شمار نہ ہو گا، اسی تفصیل کے حکم اس قسم میں بھی ہے جس میں شروع قسم فعل مثبت سے کیا ہو مثلاً اس طرح کہا ہو کہ واللہ میں اس گھر میں آج ضرور داخل ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں کبھی داخل نہ ہوں گا البتہ فرق اتنا ہے کہ قسم اثبات میں اگر آج ہی اس گھر میں داخل ہو گیا تو سچا اور بری شمار ہو گا، اور قسم نفی میں دوسرے گھر میں داخل نہ ہونے پر حانث شمار ہو گا (شرح تلخیص جامع کبیر) اور اگر اس طرح کہا، کہ قسم خدا کی میں اس گھر میں نہ ہوں گا یا اس (دوسرے) گھر میں داخل ہوں گا پھر اس کے بعد اگر دوسرے گھر میں داخل ہونے سے قبل پہلے گھر میں داخل ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر پہلے دوسرے ہی گھر میں داخل ہو گیا تو قسم ساقط اور ختم ہو جائے گی اور اگر اس نے (اس لفظ یا سے تردید کے

بجائے) تخییر کی نیت کی ہو یعنی یہ نیت کی ہو کہ ان دونوں گھروں میں سے جس گھر میں چاہوں گا داخل ہو جاؤں گا اور جس میں نہ چاہوں گا نہ داخل ہوں گا تو اصل (مبسوط) میں مذکور ہے کہ قسم اس کی نیت پر دائر ہوگی اور قسم کا انعقاد ان دونوں گھروں میں سے فقط ایک پر ہوگا یعنی فقط اول گھر میں نہ داخل ہونے کے ساتھ ہوگا یا فقط ثانی گھر میں داخل ہونے کے ساتھ ہوگا اور یہی عامہ مشائخ کا قول ہے، نیز یہی قول شیخ ابو عبداللہ زعفرانی کا ہے اور یہی اصح ہے،

اور اگر کہا کہ قسم خدا کی میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا یا دوسرے دو گھروں میں سے ایک گھر میں داخل ہوں گا اور اس کی نیت کسی خاص صورت کی نہیں تھی، تو اگر پہلے وہ ان دوسرے دو گھروں میں سے کسی ایک میں داخل ہو گیا تو اپنی قسم میں سچا اور پورا اتر گیا اور قسم ساقط و ختم ہو گئی اور اگر ان دوسرے دو گھروں میں سے کسی میں داخل ہونے سے قبل پہلے گھر میں داخل ہو گیا تو اپنی قسم میں حانث ہو گیا (شرح جامع کبیر للحصیری) اور اگر کہا کہ قسم خدا کی میں آج اس گھر کا داخلہ ترک کروں گا یا کل اس دوسرے گھر میں داخل ہوں گا، پھر اس کے بعد اس نے آج کے دن اس پہلے گھر کا داخلہ ترک کر دیا تو اپنی قسم میں سچا ہو گیا اور قسم ساقط ہو گئی اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا اور اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو اس دوسرے گھر میں داخل ہوں گا تو یہ قید و استثناء باطل و لغو ہوگی (عتابیہ)

لفظ جب تک اور جس وقت کے فرق پر تفریع

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ جب تک زید اس گھر میں ہے میں اس میں داخل نہ ہوں گا اس کے بعد زید مع اپنے بال بچوں کے اس گھر سے کہیں منتقل ہو گیا اور پھر دوبارہ اس مکان میں لوٹ آیا اور اس کے بعد قسم کھانے والا اس گھر میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور قسم نہ ٹوٹے گی اسی طرح اگر یہ کہا کہ جب تک میرے بدن پر یہ کپڑا ہے یا جب تک مجھ پر یہ کپڑا ہے تو بھی یہی حکم ہوگا (یعنی یہ کپڑا اتار دے پھر دوبارہ اسی کپڑے کو پہن لے اور اس کے بعد قسم سابق کے خلاف کرے تو حانث نہ ہوگا۔ مترجم) اور اگر اس طرح کہا کہ قسم خدا کی جس وقت تم اس وقت میں مکان میں سکونت پذیر ہو گے، یا جس وقت یہ کپڑا میرے بدن پر رہے گا میں اس وقت اس گھر میں داخل نہ ہوں گا پھر اس کے بعد مخاطب اس گھر میں سے نکل گیا یعنی سکونت منتقل کر دی، پھر دوبارہ اسی مکان میں لوٹ آیا اور سکونت پذیر ہو گیا یا قسم کھانے والے نے وہ کپڑے بدل لئے پھر دوبارہ اسی کو پہن لیا، پھر یہ شخص اس گھر میں داخل ہوا تو حانث ہو جائے گا (محیط للسرخسی)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں سکونت نہ کروں گا تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ خود اس میں رہے اور اسباب ضرورت اور اثاث البیت اور سامان رہائش اس گھر میں لا کر رکھے جب ایسا کرے گا تو ۔ ہوگا ورنہ حانث نہ ہوگا، (بدائع)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں سکونت نہ رکھوں گا، پھر خود اس گھر سے نکل گیا، لیکن اپنے اہل و عیال اور سامان و اسباب کو اسی میں چھوڑ گیا تو دیکھا جائے گا اگر قسم کھانے والا ایسا شخص ہے، جو دوسرے کی عیال داری میں ہے، مثلاً خود بالغ لڑکا ہے جو باپ کی عیال داری میں ہے، یا بیوی ہے، جو اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی تو اس حلف میں حانث نہ ہوگی، اور اگر قسم کھانے والا دوسرے کی عیال داری میں نہ ہو بلکہ خود مستقل ہو، تو اس مذکورہ شکل میں قسم میں سچا شمار نہ ہوگا ہاں اگر اسی وقت سے اہل و عیال سامان وغیرہ کے منتقل کرنے میں بھی مشغول ہو گیا تو حانث شمار نہ ہوگا کیوں کہ اس حالت کا نام سکونت نہیں ہے پھر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک قسم سچے ہونے کی شرط یہ ہے کہ اپنے سب اہل و عیال اور سب مال و متاع کو اٹھا لے جائے حتیٰ کہ اگر اس گھر میں اس کی ایک کھونٹی یا جھاڑو بھی رہ گئی تو حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے قول پر

اگر اپنے اہل و عیال کو اور اکثر اسباب کو منتقل کر دیا ہے، تو قسم میں سچا شمار ہوگا، اور فتویٰ اسی قول پر ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر اپنے اہل و عیال اور محض اس قدر اسباب کو لے گیا ہے، جس سے خانہ داری کا نظم ہو سکتا ہے، جب بھی حانث نہ ہوگا۔ بلکہ قسم میں سچا شمار ہوگا (قاضی خاں)، اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ قول احسن ہے اور لوگوں کے حق میں اسی میں آسانی ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے (النہر الفائق)، اور اس میں اتفاق ہے کہ قسم میں پورا اور سچا ہونے کے لئے اہل و عیال اور خادموں کا منتقل کر دینا شرط ہے، اور اگر ان سب کو کسی دوسرے مکان میں منتقل نہیں کیا، بلکہ محض کسی گلی میں یا مسجد میں منتقل کر دیا ہو اور مکان مذکور جس پر قسم کھائی ہو کسی کے سپرد نہیں کیا ہے، تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ اس صورت میں حانث ہو جائے گا جب تک کہ کسی دوسرے مکان میں مسکن اور جائے قیام نہ بنا لے ہاں اگر اس گھر کو اس طرح سپرد کر دیا ہے کہ مثلاً وہ گھر خود اس کا مکان مملوکہ تھا، کسی کو کرایہ پر دیدیا، یا خود اس میں کرایہ دار تھا یا کسی سے عاریت پر لے رکھا تھا اور خالی کر کے مالک مکان کے سپرد کر دیا اور اگرچہ اپنے لئے کوئی دوسرا مکان جائے قیام و مسکن نہیں بنایا ہے جب بھی حانث نہ ہوگا، اگر کسی شخص نے قسم کھائی؛ کہ میں اس گھر میں نہ رہوں گا پھر اس نے اپنے اہل و عیال و سامان کو منتقل کرنا چاہا، لیکن اس کی بیوی نے نکلنے (اور جانے) سے انکار کر دیا تو اس شخص پر واجب ہے کہ بیوی کو بھی لے جانے کی کوشش کرے اگر اس کے باوجود بیوی غالب آگئی اور یہ عاجز ہو گیا، لیکن خود نکل کر دوسرے مکان میں منتقل ہو گیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کسی شخص نے قسم کھائی؛ کہ میں اس گھر میں نہ رہوں گا پھر جب نکلنا چاہا تو دروازہ اس طرح بند پایا کہ اس سے کھل نہیں سکتا، مثلاً قفل لگا دیا گیا یا بیڑیاں ہتکڑیاں ڈال کر نکلنے سے روک دیا گیا ہے، تو بعض مشائخ رح نے فرمایا ہے، کہ اول صورت میں حانث ہوگا اور دوسری صورت میں حانث نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حانث نہ ہوگا (غیاثیہ)، اور اگر اس صورت میں دیوار گرا کر نکلنے پر قادر ہو، تو اس پر دیوار گرانا واجب نہ ہوگا اور وہ حانث بھی شمار نہ ہوگا (قاضی خاں)

اگر کسی نے کہا کہ اگر میں آج کی رات اس شہر میں رہوں تو ایسا ہے، مثلاً بیوی کو طلاق ہے یا غلام آزاد ہے، پھر اس کو بخار آگیا اور ایسا حال ہو گیا کہ خود نہیں نکل سکتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ یہ ممکن تھا کہ وہ کسی کو اجرت پر لے لیتا اور وہ اس شخص کو شہر سے باہر کر دیتا بخلاف اس کے وہ شخص جس کو کوئی قید کر لیتا اس لئے کہ قید کرنے والا اس کو باہر نکلنے سے روک لیتا ہاں اگر وہ اس کو نہ روکے تو وہ بھی مثل مریض کے شمار ہوگا اور یہی صحیح ہے (محیط)

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر میں ٹھہری رہے گی، تو تجھ کو طلاق ہے اور حال یہ ہے کہ وہ مکان چہار دیواری سے گھرا ہوا ہے، اور دروازہ مقفل ہے، تو یہ عورت معذور شمار ہوگی، اور عورت پر واجب نہ ہوگا کہ دیوار پھاند کر جاوے یہاں تک کہ دروازہ کھولا جاوے تو اب اس کو نکلنا ضروری ہوگا، اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں (فتاویٰ غیاثیہ)

اور اگر اس مکان میں اپنا سامان چھوڑ کر دوسرے مکان کی تلاش میں گیا ہے، تو صحیح قول کے موافق حانث نہ ہوگا اس لئے کہ دوسرے مکان کی تلاش بھی منتقل ہونے کے کاموں میں سے ایک کام ہے اور عرفاً جتنی مدت تلاش کرنے میں صرف ہوگی وہ اس میں سے مستثنیٰ ہوگی ہاں اگر تلاش کرنے کی مدت میں بہت زیادتی ہو جائے جو عرفاً تلاش کی مدت سے بھی زائد ہو جائے تو حانث ہو جائے گا (مجمع البحرین) اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ اس مکان میں

رہوں گا، پھر نکلکر دوسرے مکان کی تلاش میں گیا، تاکہ بچوں کو اور مال و اسباب کو منتقل کر دے، لیکن چند روز تک دوسرا مکان نہیں ملا، تو اگرچہ یہ ممکن رہا ہو، کہ مال و اسباب نکال کر باہر رکھ دیتا، لیکن پھر بھی حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی بار برداری (لادنے) کا جانور تلاش کرنے میں مشغول ہوا تاکہ اس پر لاد کرلے جائے یا نصف شب کو ایسی قسم کھائی، کہ صبح تک اس کا منتقل کرنا ممکن نہیں ہے، یا اسباب بہت ہے اور خود نکل گیا اور خود ہی اسباب منتقل کرنے میں مشغول ہوگیا، حالاں کہ یہ ممکن ہے، کہ مزدوروں سے اور کرایہ پر منتقل کرا سکتا ہے مگر ایسا نہیں کرتا تو ان سب صورتوں میں حانث نہ ہوگا مگر یہ حکم اس وقت ہے جب وہ اس طرح منتقل کرتا ہو، جس طرح لوگ منتقل کیا کرتے ہیں اور اگر وہ اس طرح منتقل نہ کرتا ہو جس طرح لوگ منتقل کیا کرتے ہیں (بلکہ سستی و بہانہ کرتا ہے) تو حانث ہو جائے گا اور مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ عربی میں قسم کھائی ہو، یا ایسی زبان میں قسم کھائی ہو کہ اس زبان کا محاورہ بھی اسی نوع کا ہو جس نوع کا عربی میں ہے (مترجم)

اور اگر فارسی میں قسم کھائی، کہ واللہ من بدیں خانہ اندر نباشم، یعنی واللہ میں اس گھر میں نہ رہوں گا پھر خود اس قصد سے نکل گیا کہ لوٹ کر نہ آؤں گا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس قصد سے نکلا کہ پھر لوٹ کر آئے گا تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو اس مکان میں مقیم رہی تو تجھ کو طلاق ہے اور یہ قسم نصف شب میں کھائی تو عورت فوراً اسی وقت مکان سے نکلنے میں معذور شمار ہوگی اور اگر یہی قسم اس شخص نے اپنے بارے میں کھائی، تو فوراً نکل جانے میں معذور شمار نہ ہوگا اس لیے کہ مرد رات میں مکان سے باہر نکلنے میں نہیں ڈرتا، حتیٰ کہ اگر اس کے حق میں بھی چوروں، ڈاکوؤں یا دشمنوں کی طرف سے خوف ثابت ہو، یا حکومت کی جانب سے اسوقت نکلنا ممنوع ہو تو وہ بھی معذور شمار ہوگا (ذخیرہ) حاصل یہ کہ خوف ختم ہونے کے بعد فوراً اس مکان سے نکل جانا ضروری ہوگا اگر خوف ختم ہونے کے بعد ذرا دیر بھی اس مکان میں مقیم و ساکن رہ جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ (مترجم) اور کسی مکان میں رہتا ہو اور قسم کھا جائے کہ میں اس مکان میں نہ رہوں گا پھر مال و اسباب منتقل کرنا دشوار معلوم ہو تو اس کا حیلہ یہ کر سکتا ہے کہ کسی معتبر و معتمد شخص کے ہاتھ اس وقت فروخت کر کے چلا جاوے اور پھر جب اس کو منتقل کرنا آسان ہو جاوے اس کو اس شخص سے خرید لے (سراجیہ)

اگر دو آدمی ایک ساتھ رہتے ہوں، پھر ان میں سے ایک نے قسم کھائی، کہ اس کے ساتھ نہ رہوں گا، پھر اپنا سامان منتقل کر دیا تو حانث نہ ہوگا ورنہ حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھانے والے نے اپنا مال و اسباب اس دوسرے شخص کو ہبہ کر دیا یا اس کے پاس بطور امانت یا عاریت کے رکھ دیا اور دوسرے مکان کی تلاش میں نکل گیا اور چند روز تک کوئی دوسرا مکان نہ ملا لیکن وہ اس مکان میں نہ آیا، تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس نے اپنا سامان اس دوسرے شخص کو ہبہ کر دیا تھا، یا بطور امانت یا عاریت کے رکھا تھا، لیکن اسی وقت بایں ارادہ باہر نکل گیا تھا کہ اب لوٹ کر نہیں آؤں گا تو اس کے ساتھ رہنے والا شمار ہوگا یعنی حانث نہ ہوگا (سراج وہاج)

اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ میں اس شہر میں نہ رہوں گا، پھر خود چلا گیا اور اپنے اہل و عیال (مال و اسباب) کو اسی شہر میں چھوڑ گیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح کسی گاؤں کے بارے میں اسی قسم کی قسم کھائی، تو اس کا حکم بھی شہر کے حکم کی طرح ہے (کہ اگر اس میں اپنے اہل و عیال وغیرہ کو چھوڑ کر خود چلا گیا تو حانث نہ ہوگا) اور یہی قول صحیح ہے البتہ گلی و کوچہ و محلہ اسی قسم میں بمنزلہ گھر کے ہے (یعنی اگر قسم کھائی، کہ میں اس گھر میں نہیں رہوں گا اور پھر خود اپنے اہل و عیال اور سامان کو اسی گھر میں چھوڑ کر خود نکل گیا، لیکن اسی گلی یا کوچہ و محلہ میں مقیم رہا تو اسی گھر میں رہنے کے حکم میں ہوگا اور حانث ہو جائے گا۔ مترجم) اور اگر فارسی میں

قسم کھائی، کہ اندریں دیہ بنا شم، یعنی میں اس گاؤں میں نہ رہوں گا، پھر اپنے اہل وعیال واسباب کو لے کر وہاں سے نکل گیا، پھر واپس آکر اسی میں سکونت اختیار کرلی تو خواہ راستہ ہی سے واپس آکر یا کہیں پر سکونت اختیار کرنے کے بعد پھر واپس آکر بہر حال ہر صورت میں) حانث ہو جائے گا اور اسی طرح جو فعل بھی ممتد ہوتا اس میں ایک وقت سچا ہو جانے سے وہ قسم باطل نہیں ہوتی (بلکہ اس کا اثر باقی رہتا ہے) (خزانۃ المفتین)

مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہوگا جب شخص مذکور سکونت کرنے اور قیام پذیر ہونے کے ارادے سے واپس آئے، پس اگر کسی کو دیکھنے کے لئے آیا یا اپنے مال واسباب کو منتقل کرنے کی غرض سے آیا اور چند روز رہ گیا، لیکن اس کی نیت یہاں مقیم ہونے کی، یا سکونت کرنے کی نہیں ہے تو حانث نہیں ہوگا اور اگر سکونت کرنے کی نیت سے آیا ہے، تو تھوڑی دیر کا رہنا بھی مثلاً منٹ دو منٹ کا رہنا بھی حانث ہو جانے کے لئے کافی ہوگا دوام شرط نہیں ہے (محیط)

اور اگر کہا، کہ اگر میں اس سال یا ایک سال اس موضع میں رہوں تو میری بیوی پر طلاق ہے، پھر ایک سال سے ایک دن کم رہا، یا اس طرح قسم کھائی، کہ اس گھر میں مہینہ بھر نہیں رہوں گا پھر ایک گھنٹہ دو گھنٹہ رہا تو حانث نہ ہوگا جب تک کہ پورا سال، یا پورا مہینہ نہ رہے (خزانۃ المفتین)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ ہم سکونت نہ رہوں گا، پھر قسم کھانے والا سفر میں اس فلاں کے مکان پر اتر پڑا اور دو ایک دن تک مقیم رہ گیا، تو حانث نہ ہوگا، جب تک کہ اس کے ساتھ کم سے کم پندرہ دن تک نہ رہے (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں مثلاً کوفہ میں نہ رہوں گا، پھر بسلسلہ سفر کوفہ میں گذرا اور وہاں چودہ دن تک ٹھہرنے کی بھی نیت کرلی، مگر حانث نہ ہوگا اور اگر پندرہ دن رہنے کی نیت کرلی تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ سکونت نہ کروں گا، پھر فلاں مذکور اس قسم کھانے والے کے مکان میں بطریق غصب داخل ہو گیا اور رہنے لگا اور قسم کھانیوالا اس کے ساتھ رہا تو حانث ہو جائے گا خواہ قسم کھانے والے کو اس بات کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اور اگر غاصب کے اس مکان میں اترتے ہی وہ قسم کھانے والا وہاں سے اپنے نکل جانے کا بندوبست کرنے لگا اور منتقل ہونا شروع کر دیا تو حانث نہ ہوگا (خزانۃ المفتین)

اور اگر قسم کھانے والا سفر میں گیا اور فلاں مذکور اس قسم کھانے والے کے اہل وعیال کے ساتھ مقیم رہا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اور فتوی اسی پر ہے،

اور منتقی (نام کتاب) میں لکھا ہے کہ اگر محلوف علیہ یعنی جس کے ساتھ نہ رہنے کی قسم کھائی ہے، تین دن رات کی مسافت پر، یا اس سے زیادہ مسافت پر سفر میں گیا اور قسم کھانے والا اس کے اہل وعیال کے ساتھ مقیم رہا تو امام ابو یوسف رح کے قول پر حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے کم دوری پر گیا ہے تو حانث ہو جائے گا (فتاوی ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ کوفہ میں (مثلاً) سکونت پذیر نہ رہوں گا تو یہ قسم کوفہ میں ایک مکان کے اندر ساتھ رہنے پر واقع ہوگی حتی کہ اگر قسم کھانیوالا کوفہ میں ایک مکان میں رہے اور وہ دوسرا شخص (محلوف علیہ یعنی جس پر قسم کھائی ہے) کوفہ ہی میں دوسرے مکان میں ہے تو حانث نہ ہوگا، لیکن اگر قسم کھانے والے نے یہ نیت کی ہو کہ میں اور وہ شہر کوفہ میں ایک ساتھ نہ رہیں گے تو اس وقت قسم اس کی نیت پر ہوگی، اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ اس فلاں گاؤں میں نہ رہوں گا تو یہ قسم اس کے ساتھ ایک مکان میں رہنے پر واقع ہوگی اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ خراسان میں (مثلاً) نہ رہوں گا تو بھی یہی مذکورہ بالا) حکم ہے، اور اسی طرح اگر یہ قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ دنیا میں نہ رہوں

گا۔ تو بھی اس کے ساتھ ایک مکان میں رہنے پر قسم واقع ہوگی اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ نہ رہوں گا پھر کشتی میں اس کے ساتھ رہتا ہو، اس طرح پر کہ ہر ایک کے ساتھ اس کے اہل و عیال اور سامان و اسباب بھی ہے اور اس کشتی کو اپنی منزل بنا لیا ہو تو حانث نہ ہوگا، لیکن یہ صورت ملاحوں کے حق میں مساکنت یعنی ساتھ رہنے کے حکم میں ہے اور یہی حکم جنگلی لوگوں کا ہے جب کہ وہ ایک ہی خیمہ میں مجتمع ہو کر رہیں، یعنی حانث ہو جائے گا اور اگر خیمے سب کے متفرق ہوں تو حانث نہ ہوگا، اگرچہ دونوں آپس میں نزدیک نزدیک ہوں (ذخیرہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ نہ رہوں گا، پھر اس کے ساتھ کسی مکان کے یا کمرہ کے چھجے کے سامنے میدان میں مقیم رہا، جب بھی حانث ہو جائے گا (بدائع) اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں کے ساتھ سکونت نہ کروں گا اور کچھ نیت نہیں کی، پھر ایک ہی احاطہ میں دونوں اس طرح رہے کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ کمرہ میں رہا تو حانث نہ ہوگا، اور ساتھ ہی رہنا اس وقت متحقق ہوگا جب کہ دونوں ایک ہی کمرہ میں رہیں، یا دونوں ایک ہی مکان کے علیحدہ علیحدہ کمروں میں رہیں اور اگر اہل و عیال ہوں تو اہل و عیال و مال و اسباب اسی ایک کمرہ میں رہیں اور جب ایک مکان میں علیحدہ علیحدہ کوٹھریاں ہوں، تو یہ ہر کوٹھری علیحدہ علیحدہ مسکن شمار ہوگا لہٰذا حانث نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنی قسم میں یہ نیت کی ہو، کہ وہ اس طرح علیحدہ علیحدہ کوٹھریوں میں نہ رہے گا تو حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے، جب احاطہ بہت بڑا ہو، جیسے کوفہ میں دار ولید ہے یا بخارا میں دار نوح ہے کہ یہ بمنزلہ ایک محلہ کے ہے (قال المترجم۔ اور جیسے دیوبند میں دیوان ہے اور مدرسہ دار العلوم ہے اور اکثر کالجوں اور یونیورسٹیوں کا یہی حکم ہے۔) اور اگر وہ گھر ایسا نہ ہو تو بغیر نیت مذکور کے بھی حانث ہو جائے گا، خواہ اس مکان میں متعدد کمرے اور کوٹھریاں ہوں اور اگر اس نے قسم کھائی ہے کہ فلاں کے ساتھ سکونت نہ کروں گا، پھر ایک ہی کمرہ یا کوٹھری میں بغیر اہل و عیال اور سامان و متاع کے ٹھیرا رہا تو ہمارے نزدیک حانث نہ ہوگا

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ ایک مکان میں نہ رہوں گا اور مکان معین کا نام بھی لیا پھر دونوں نے اس کو آپس میں تقسیم کر لیا اور بیچ میں دیوار قائم کر لی اور ہر ایک نے اپنا دروازہ بھی الگ توڑ لیا، پھر قسم کھانے والا ایک حصہ میں رہا اور دوسرا دوسرے حصے میں رہا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ مقیم نہ ہوں گا اور کسی خاص مکان کا نام نہیں لیا اور نہ نیت کی، پھر اسی طرح ایک مکان کے دو حصے کر کے درمیان میں دیوار قائم کر لی، پھر ایک حصہ میں قسم کھانے والا مقیم رہا اور دوسرے حصہ میں دوسرا مقیم رہا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی، کہ فلاں کے ساتھ مقیم نہ ہوں گا اور کوئی مکان متعین طور پر بیان نہیں کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہے، کہ اگر اس کے ساتھ بازار کی دوکان میں مقیم رہا جس میں دونوں صنعت کا کام کرتے ہیں یا اپنی اپنی تجارت کرتے ہیں تو حانث نہ ہوگا اور یہ قسم صرف ان ہی مکانوں پر واقع ہوگی جس کو انہوں نے اپنے لئے رہائش کا گھر بنایا ہے کہ اس میں مع اپنے اہل و عیال کے رہیں گے، لیکن اگر اس نے اس طرح دوکان میں رہنے کی بھی نیت کی ہو یا باہم قبل اس مکان کے دونوں کے درمیان ایسی گفتگو ہوئی ہو جو اس پر دلالت کرتی ہو، تو اس صورت میں حانث ہو جائے گا اس لئے کہ یہ قسم اس کے سابق کلام اور مفہوم پر ہوگی، اور اگر اس نے دوکان کو اپنا گھر اور اپنی جائے سکونت بنا لیا ہو چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے بازار میں اپنا گھر بنا لیا ہے، یا بازار میں رہتا ہے، پس اگر قسم مذکور میں کوئی چیز اس امر پر دلالت کرتی ہو کہ اس نے

...... یہی مراد لی ہے کہ وہ بازار میں فلاں کے ساتھ رہنا ترک کرے گا تو یہ قسم اسی مفہوم پر محمول ہوگی اور حانث ہو جائے گا اور اگر کوئی ایسا قرینہ تو نہیں ہے، لیکن اس نے کہا کہ میں نے بازار میں باہم رہنے کی نیت کی تھی تو بھی اس کا قول تسلیم و قبول ہوگا اس لیے کہ اس نے اپنے نفس پر سختی کی ہے (بدائع)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں فلاں مکان میں اس کے ساتھ مقیم نہ ہوں گا، پھر وہ مکان منہدم ہو گیا اور وہاں دوسرا مکان بن گیا، پھر اس میں، اس کے ساتھ مقیم ہوا تو حانث ہو جائے گا اور یہ بخلاف اس صورت کے ہوگا کہ کسی معین کمرہ میں اس کے ساتھ نہ رہنے کی قسم کھائی، اور وہ کمرہ منہدم کر کے میدان کر دیا گیا، پھر اسی جگہ پر دوسرا کمرہ بنایا گیا پھر اس میں اس کے ساتھ مقیم ہوا تو حانث نہ ہوگا،

اور اگر قسم کھائی کہ اس معین مکان میں اس کے ساتھ نہ رہوں گا پھر وہ مکان گرا کر باغ بنا لیا گیا تو اس میں رہنے سے حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ میں زید کے مکان میں نہ رہوں گا یا زید کے کسی مکان میں نہ رہوں گا اور کوئی متعین مکان نامزد نہیں کیا اور نہ نیت کی پھر زید کے ایسے مکان میں مقیم ہوا جو قسم کے وقت سے لے کر سکونت کے وقت تک زید کی ملک میں ہے، تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا اور اگر ایسے مکان میں رہا جس کو اس نے اس قسم کھانے کے بعد خریدا ہے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور امام محمد رح کے نزدیک حانث ہو جائے گا،

اور اگر قسم کھائی کہ میں زید کے کسی مکان میں سکونت پذیر نہ ہوں گا پھر ایسے مکان میں سکونت کی جو زید کے اور دوسرے شخص کے درمیان میں مشترک ہو تو حانث نہ ہوگا خواہ دوسرے کا حصہ اس میں کم ہو یا زیادہ (محیط)

اور اگر قسم کھائی کہ میں زید کے اس مکان میں سکونت نہ کروں گا پھر زید نے اس کو فروخت کر دیا پھر حالت اس میں رہا تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس نے اس خاص مکان میں رہنے کی نیت کی ہو تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ جب تک زید کی ملکیت میں یہ مکان رہے گا نہ رہوں گا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کی کچھ نیت نہ ہو تو امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا (ذخیرہ)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ ایسے مکان میں نہ رہوں گا جسکو زید خریدے، پھر زید نے اس کو دوسرے شخص کے واسطے خریدا اور اس میں یہ ساکن ہو گیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ زید اس کو اپنے لیے خریدے تو اگر قسم اللہ تعالیٰ کی ہو تو اس کی تصدیق کر لی جائے گی اور اگر طلاق یا عتاق کی ہو تو قضاءً اس کی تصدیق نہ ہوگی (محیط)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کمرہ میں نہ رہوں گا اور اس کی کوئی خاص کمرہ کی نیت نہ رہی ہو اور پھر بالوں کے کمرے میں ساکن ہوا یا بڑے خیمہ میں رہا یا چھوٹے خیمہ میں رہا تو حانث نہ ہوگا .... بشرطیکہ وہ خیمہ وغیرہ میں رہنے والوں میں نہ ہو، بلکہ آبادی کے اندر رہنے والوں میں سے ہو اور اگر بدوی ہو یعنی خیمہ وغیرہ کے اندر رہنے والوں میں سے ہو تو حانث ہو جائے گا (مبسوط) اور اگر قسم کھائی کہ لابیت مع فلاں یا لابیت فی مکان کذا یعنی فلاں کے ساتھ رات نہ گذاروں گا تو رات بھر اس کے ساتھ رہنے پر قسم متحقق ہوگی پس اگر آدھی رات سے زیادہ اس کے ساتھ بیٹھا رہا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس سے کم رہا تو حانث نہ ہوگا خواہ وہ سویا ہو یا نہ سویا ہو (بدائع) اور اگر قسم کھائی کہ اس منزل میں رات نہ گذاروں گا، پھر خود اس میں سے نکل کر باہر سویا اور اپنے اہل و عیال اور سامان و اسباب وہیں چھوڑ دیا تو حانث نہ ہوگا اور یہی قسم اس کی ذات پر ہوگی، اہل و عیال و اسباب پر نہ ہوگی اور اگر قسم کھائی کہ یہ رات اس کمرہ کی چھت پر نہ گذاروں گا

اور اس چھت پر ایک چھجہ ہے کہ اس کی زمین اور چھت دونوں ایک ہے تو وہاں رات گزارنے سے حانث ہو جائے گا،

اور اگر قسم کھائی، کہ کسی چھت پر رات نہ گزاروں گا، پھر اس چھجہ پر سویا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ واللہ میں فلاں کی منزل میں کل کے دن رات نہ گزاروں گا تو وہ کل کی کوئی بھی ساعت ہونے پر محمول ہوگی (ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ لایاوی مع فلان اولایاوی فی مکان اودار اوبیت، یعنی فلاں کے ساتھ نہ ٹھہرے گا، یا فلاں مکان یا فلاں گھر یا فلاں کمرے میں نہ ٹھہرے گا تو اوارت کے اصل معنی یہ ہیں کہ ٹھہر جائے کسی مکان میں فلاں کے ساتھ خواہ تھوڑی دیر ٹھہر کر یا بہت دیر خواہ دن میں ٹھہر جائے یا رات میں اور یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور یہی قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس سے زیادہ کی نیت کی ہو مثلاً ایک دو روز کی نیت کی ہو تو اس کی نیت پر متحقق ہوگی

اور ابن رستم نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، کہ اگر کسی نے کہا کہ لایاوینی وایاک بیت ابداً یعنی کوئی کرہ مجھے اور تجھے کبھی ساتھ نہ دے گا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے قول اور میرے قول میں یہ قسم تھوڑی دیر بھی ساتھ رہنے پر واقع ہوگی (یعنی منٹ دو منٹ کے لئے بھی بلکہ اس سے کم مقدار بھی دونوں ایک جگہ کمرہ میں ساتھ ہو گئے، تو قسم واقع ہو جائے گی اور حانث ہو جائے گا۔ مترجم) ہاں اگر اس سے زیادہ کی مثلاً دو ایک دن کی نیت کر لی ہو، تو اس نیت پر قسم واقع ہوگی،

اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے قسم کھائی، اور کہا کہ میں عمرو کو جگہ نہ دوں گا اور حال یہ ہے کہ عمرو مذکور کو زید کی عیال داری میں زید کے مکان میں موجود ہے تو زید حانث ہو جائے گا ہاں اگر زید کی نیت عمرو کو ڈرانے اور محض دھمکانے کی نیت ہو تا کہ جن حرکتوں میں وہ گرفتار ہے ان کو چھوڑ دے، اور اس نیت پر قرینہ بھی موجود ہو، تو یہ حکم نہ ہوگا اور اگر عمرو زید کی عیال داری میں اور زید کے مکان میں نہ ہو تو یہ قسم زید کی نیت پر موقوف ہوگی، اگر یہ نیت ہو کہ عمرو کو اپنی عیال داری اور پرورش میں نہ رکھے گا تو یہ قسم اسی نیت پر محمول ہوگی اور اگر یہ نیت کی ہو کہ اس کو اپنے گھر میں داخل نہ کرے گا تو یہ قسم اسی نیت پر محمول ہوگی، پھر اگر عمرو اس کی اجازت کے بغیر خود اس کے مکان میں داخل ہو گیا اور وہ اس کو دیکھ کر چپ رہا کچھ نہ بولا تو بھی حانث نہ ہوگا (بدائع)

اگر کوئی آدمی سفر کو نکلا اور اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی ہے اور اس کا ارادہ جس مقام پر جانے کا ہے اس کو بیان بھی کر دیا ہے، لیکن پھر اس کے بعد قسم کھائی کہ میں اس آدمی کو سوائے اس سفر کے اور کہیں ساتھ نہ رکھوں گا، پھر کچھ دور چلنے کے بعد دونوں کی رائے میں اس پہلے مقام کے علاوہ کسی دوسرے مقام کو جانا مصلحت معلوم ہوا اور دونوں اس دوسرے مقام کی طرف لوٹ پڑے جو پہلے مقام کے علاوہ ہے جس کا نام پہلے لیا تھا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ سفر پہلے سفر کا جزو ہے اور اسی میں شمار ہوگا اور حانث نہ ہوگا

اگر کسی شخص نے قسم کھائی، کہ آج میں پیدل نہ چلوں گا بجز ایک میل کے، پھر اپنے گھر سے نکل کر ایک میل تک پیدل جا کر پھر اپنے مکان کو واپس آ گیا تو امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا (بشرطیکہ اس نے ایک میل سے زائد نفس چلنے کی نفی کی ہو اس واسطے کہ وہ اس صورت میں دو میل پیدل چلا ہے، اور اگر اس نے ایک میل سے زائد جانے کی نفی کی ہو تو حانث نہ ہوگا۔ مترجم) اگر زید نے قسم کھائی، کہ واللہ میں عمرو کی مصاحبت نہ کروں گا پس اگر زید ایک صفہ

قطار میں (چل رہا ہو) اور عمر دوسری صف قطار میں چل رہا ہو، تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اس کا مصاحب شمار ہوگا، (اور حانث نہ ہوگا)، اور اگر دونوں ایک ہی صف و قطار میں چل رہے ہوں تو مصاحب شمار ہو جائے گا (اور حانث ہو جائے گا)، اگرچہ ایک اس صف و قطار میں اول و شروع میں ہو اور دوسرا بالکل اخیر میں ہو، اسی طرح اگر دونوں ایک کشتی میں سوار ہوں، تو بھی دونوں ایک دوسرے کے مصاحب شمار ہوں گے اور حانث ہو جائے گا اگرچہ دونوں ایک ہی درجہ میں ہوں، خواہ دونوں دو الگ الگ درجہ میں ہوں اور کھانا بھی دونوں کا الگ الگ ہو کیونکہ آنا جانا ایک ہی راستے سے ہوگا

اور اگر اس طرح قسم کھائی، کہ واللہ میں فلاں شخص کی مرافقت (ہم سفری) نہ کروں گا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے، کہ اگر ان دونوں کا کھانا ایک ہی مکان میں اور ایک ہی جگہ ہے، چاہے دونوں ایک ہی جماعت کے ساتھ چل رہے ہوں، یا الگ الگ دونوں صورتوں میں مرافقت ثابت ہو جائے گی،

اور اگر دونوں ایک کشتی میں سوار ہوں اور دونوں کا طعام یکجا نہ ہو، کہ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھاتے ہوں، تو مرافقت ثابت نہ ہوگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ مرافقت (یعنی سفر میں ساتھ) نہ کروں گا، پھر دونوں سفر میں نکلے، پس اگر دونوں ایک ہی کجاوہ میں سوار ہوں، یا دونوں کا اونٹ یا سیٹ یا اسی قسم کی سواری (جیسے رکشہ، یکہ، تانگا وغیرہ) یا کرایہ کا معاملہ ایک ہو تو مرافقت ثابت ہوگی ورنہ مرافقت ثابت نہ ہوگی اگرچہ رفتار و قافلہ ایک ہو (قاضی خاں)

چوتھا باب

گھر سے نکلنے یا کہیں آنے اور سواری پر سوار ہونے وغیرہ کی قسم کھانے کے بیان میں

اور اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں مسجد یا مکان یا کمرہ وغیرہ سے نہ نکلوں گا، پھر کسی کو حکم دیا کہ اس کو اٹھا کر، یا کسی چیز پر رکھ کر باہر کر دے اور اس نے اسی طرح باہر کر دیا تو حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر جانور پر سوار ہو اور وہ اس کو لے کر باہر نکل گیا تو بھی حانث ہو جائے گا (فتح القدیر) کسی نے قسم کھائی، کہ باہر نہ نکلوں گا، پھر کوئی زبردستی اٹھا کر اس کو باہر لے گیا تو حانث نہ ہوگا اور ایسا ہی حکم اندر داخل نہ ہونے کی قسم میں ہے (تمرتاشی) اور جب کوئی شخص زبردستی اٹھا کر باہر کر دے گا تو قسم بھی منحل اور ختم ہو جائے گی یعنی اس کے بعد اگر خود بھی نکل جائے تو حانث نہ ہوگا مگر اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ قسم منحل اور ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ اگر اس کے بعد خود نکل گیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر کسی نے حالف کے حکم کے بغیر خود اس کو اٹھا کر باہر نکال دیا اور وہ اس کے روکنے اور منع کرنے پر قادر تھا لیکن اس نے روکا نہیں بلکہ اپنے دل سے اس پر راضی رہا تو اس صورت میں بھی اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

اور اگر کسی چیز پر جبر و اکراہ کیا گیا کہ اپنے پیروں باہر نکلے، یا اندر داخل ہو اور اس نے اس جبر کی وجہ سے ایسا کر لیا تو حانث ہو جائے گا (تمرتاشی)، اور اگر قسم کھائی کہ باہر نہ نکلے گا تو جب تک کوچہ (گلی) میں نہ نکلے حانث نہ ہوگا (خلاصہ) کسی شخص نے قسم کھائی، کہ اپنے مکان سے نہ نکلوں گا پھر اپنے دروازے سے نکلا، پھر واپس ہو گیا تو حانث ہو گیا اور اگر

قطعہ مکان کے کسی کمرے میں یا اوپر یا نیچے کی کسی منزل میں بیٹھ کر قسم کھائی، پھر اس منزل یا مکان سے باہر نکلنے سے قبل واپس آگیا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی کہ اپنے مکان سے باہر نہ نکلوں گا، مگر جنازہ پڑھنے کے لئے، پھر اس نے بعد جنازہ پڑھنے کے ارادہ سے نکلا اور وہاں کوئی اور ضرورت بھی کرتا آیا تو حانث نہ ہوگا (کافی)

اور اگر قسم کھائی کہ رے (ایک مقام کا نام ہے) سے کوفہ (یہ بھی ایک مقام کا نام ہے) کیجانب نہ نکلوں گا، پھر رے سے مکہ مکرمہ کا قصد کر کے نکلا اور اس کا راستہ کوفہ ہو کر ہے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر رے سے نکلنے کے وقت اس نے نیت کی تھی، کہ کوفہ سے ہو کر جائے گا تو حانث ہو جائے گا اور اگر مکان سے نکلنے کے وقت یہ نیت تھی کہ کوفہ سے ہو کر نہیں جائے گا، لیکن نکلنے کے بعد اس کی رائے میں آگیا، اور کچھ دور چل کر ایسی جگہ آگیا کہ اب نماز قصر کرتا ہے اور پھر کوفہ میں ہو کر گذرتا ہے تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھاتے وقت اس کی نیت یہ تھی کہ خاص کوفہ کی نیت سے کوفہ نہ جاؤں گا پھر اس نے حج کا قصد کیا اور رے سے نکلکر نیت کی کوفہ ہو کر جاؤں گا تو فیما بینہ وبین اللہ وہ حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی، کہ سوائے مسجد جانے کے اور کسی کام کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے گا، پھر مسجد کے ارادے سے باہر نکلا اور وہاں سے غیر مسجد کی طرف بھی نکلنے کی اس کی رائے ہوگئی اور گیا تو حانث نہ ہوگا (محیط)

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے دار مسکونہ (ایسے مکان سے نکلنے کے یہ معنیٰ ہوتے ہیں کہ مع اپنے اہل وعیال ومتاع سامان کے نکلے اور اپنے شہر وگاؤں سے نکلنے میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ خود خاص اپنے تن بدن سے نکل جاوے، اور منتقیٰ میں اتنا زیادہ کر کے لکھا ہے کہ اگر تنہا اپنے بدن سے باہر نکل گیا تو قسم میں سچا ہو گیا خواہ سفر کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو (ذخیرہ) اور اگر کہا کہ واللہ میں نہ نکلوں گا اور حال یہ ہے، کہ اس مکان کے کسی کمرے میں بیٹھا ہوا ہے، پھر وہاں سے مکان کے صحن میں آگیا تو حانث نہ ہوگا ہاں اگر وہاں (صحن میں) بھی نہ نکلنا اس کی نیت میں رہا ہو تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے یہ نیت کی ہو کہ نکلکر مکہ کو نہ جاؤں گا یا شہر سے نہ نکلوں گا تو قضاءً اور دیانۃً کسی طرح اس کی تصدیق نہ ہوگی یعنی باوجود بیان نیت کے بھی حانث شمار ہوگا (بحر الرائق)

اور اگر قسم کھائی، کہ اپنے کمرے سے نہ نکلوں گا، پھر صحن میں نکل گیا تو حانث ہو جائے گا اور ہمارے متاخرین مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ یہ ان کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف میں یہ صحن بھی کمرہ ہی کے حکم میں ہے، پس جب تک صحن دروازہ سے نکلکر گلی وکوچہ میں داخل نہ ہو حانث نہ ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اور اگر قسم کھائی، کہ اس مکان سے نہ نکلوں گا، پھر اپنا ایک پاؤں اس مکان سے نکالا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا اور ایسا ہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے اور ہمارے بعض مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ اگر مکان مذکور کے باہر نیچا (نمایاں) ہو تو حانث ہو جائے گا اور بعض مشائخ رح نے فرمایا کہ اگر اس کا سہارا نکلے ہوئے پاؤں پر ہو تو حانث ہو جائے گا، اگرچہ مکان کا باہر نیچا نہ ہو، لیکن ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایۃ کے موافق کسی حال میں حانث نہ ہوگا اور اسی کو شمس الائمہ سرخسی رح اور حلوائی نے اختیار فرمایا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ کھڑے کھڑے قدموں کے بل نکلا ہو اور اگر بیٹھ کر اس نے اپنے پاؤں (دونوں) باہر نکال دیئے اور اس کا بدن اندر ہے تو حانث نہ ہوگا، پھر اگر کھڑا ہو گیا تو حانث ہو جائے گا (کیوں کہ اس وقت اس کا پورا بدن باہر ہو جائے گا) اور اگر چت یا پیٹ یا کروٹ لیٹا ہوا باہر نکلا یہاں تک کہ اس کا بعض بدن باہر نکل آیا مگر حانث نہ ہوگا ہاں اگر اس کا زیادہ بدن باہر نکل گیا تو حانث ہو جائے گا اگرچہ اس کی

دو تو ساتھین (پنڈلیاں) اندر ہی ہوں اور اگر قسم کھائی کہ اس مکان سے باہر نہ نکلوں گا اور اس مکان میں ایک بڑا درخت ہے جس کی شاخیں مکان سے باہر ہیں اور وہ اس درخت سے چڑھ کر ان شاخوں پر آ گیا یہاں تک کہ مکان سے باہر ہو کر بیچ راستہ میں آ گیا کہ اگر وہاں سے گرے تو راستہ میں گرے گا، جب بھی حانث نہ ہوگا خواہ قسم کھانے والا ممالک عرب کا باشندہ ہو یا ممالک عجم کا (محیط)

اگر قسم کھائی، کہ میری بیوی اس مکان سے نہ نکلے گی، پھر اس کی بیوی مکان کے دروازے سے یا دیوار کے اوپر سے کسی بھی اور طرح سے باہر نکل گئی، تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ اس مکان کے دروازے سے باہر نہ ہوں گا تو خواہ قدیم دروازے سے نکلے، یا نیا دروازہ کھول کر اس سے نکلے خواہ کسی اور طرح دروازہ بنا کر نکلے بہر حال حانث ہو جائے گا، اور اگر دیوار کے اوپر سے نکلے یا کوئی دیوار وغیرہ کر کے نکلے، تو حانث نہ ہو گا، اسی طرح بعض مشائخ رحمہ نے شرح ایمان الاصل میں ذکر کیا ہے۔

اور حیل میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس دروازہ سے نہ نکلوں گا، پھر چھت پر چڑھ کر کسی پڑوسی کے یہاں اتر کر نکلا۔ یا اسی مکان کا کوئی دوسرا نیا دروازہ بنا کر اس سے نکلا تو حانث نہ ہو گا اور شیخ ابو بکر بوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حانث ہو جائے گا اس لئے کہ یہ سب اسی مکان کے دروازے ہیں۔

اور اگر قسم کھائی کہ اس مکان کے اس دروازے سے نہ نکلوں گا، پھر دوسرے دروازہ سے جو اس معین دروازہ کے علاوہ ہے، نکلا ہے تو حانث نہ ہوگا (شرح ایمان الاصل، فتاویٰ اہل سمرقند میں لکھا ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ اس مکان کے اس دروازہ سے نہ نکلوں گا (اور وہ دروازہ لکڑی کا ہے) اور اس کی نیت میں یہی لکڑی کا دروازہ ہے، پھر وہ دروازہ گر گیا، اور اس کے بعد وہ شخص اسی مقام سے نکلا تو حانث نہ ہو گا اور اگر لکڑی کا یہی دروازہ اس کی نیت میں مراد نہ تھا تو حانث ہو جائے گا (ذخیرہ)

اگر کسی نے اپنی بیوی کے بارے میں قسم کھائی، کہ وہ بجز زیارت کے اور کسی کام کے لئے مکان سے باہر نہ نکلے گی اس کے بعد وہ عورت ایک مرتبہ زیارت کے لئے نکلی، پھر دوسری مرتبہ کسی اور کام کے لئے نکلی تو حانث ہو جائے گا، اور اگر اس طرح نیت کی تھی کہ اس مرتبہ بجز زیارت کے اور کسی کام کے لئے نہ نکلے گی، تو اگر وہ ایک مرتبہ زیارت کے لئے نکلے پھر دوبارہ کسی اور کام کے لئے نکلے تو حانث نہ ہو گا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ فلاں شخص کے ساتھ مکان سے باہر نہ نکلے گی پھر اس کے بعد وہ کسی دوسری عورت کے ساتھ یا تنہا مکان سے نکلی پھر وہ شخص مذکور خود جا کر اس کے ساتھ مل گیا تو حانث نہ ہو گا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ وہ (بیوی) اس کے مکان سے نہ نکلے گی پھر اس کے بعد وہ (بیوی) اس مکان کے بالاخانہ پر جو پاخانہ ہے اس میں گئی اور اس کا راستہ عام سڑک سے یا عام راستے سے ہے تو یہ مکان سے نکلنا نہ ہو گا (مبسوط)

اور اگر قسم کھائی، کہ میں مکان سے مکہ کی جانب نہ نکلوں گا، یا مکہ کی جانب نہ جاؤں گا پھر مکہ جانے کے ارادے سے مکان سے نکلا، پھر واپس آ گیا تو حانث ہو جائے گا اور حانث ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اپنے شہر کی آبادی سے مکہ کو جانے کی نیت سے باہر ہو جاوے اگر آبادی سے باہر نکلنے سے قبل ہی لوٹ آیا تو حانث نہ ہو گا اگرچہ قسم اسی نیت پر ہو (کافی)

اور اگر قسم کھائی کہ مکہ کی جانب پیدل نہ نکلوں گا اس کے بعد اپنے شہر سے پیدل نکل گیا، پھر اس کے بعد اگرچہ سوار ہو لیا مگر حانث ہو جائے گا اور اگر شہر سے سوار ہو کر باہر نکلا اور پھر پیدل ہو گیا تو حانث نہ ہو گا (خلاصہ) اور اگر کسی نے قسم

کھائی کہ میں مکہ میں داخل ہوں گا، پھر داخل نہ ہوا یہاں تک کہ فوت ہوگیا تو زندگی کے اخیر لمحہ میں حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ اس کے پاس کل کے دن آؤں گا اگر استطاعت وطاقت ہوئی، پھر اس کے جانے سے مرض یا کوئی جابر انسان جو روکنے پر قادر ہو مانع و عارض ہو کر سامنے آگیا اور روک لیا جس کی وجہ سے وہ نہ آسکا تو حانث نہ ہوگا (کافی)

اور اگر قسم کھائی، کہ بغداد میں (مثلاً) پیدل نہ آؤں گا اس کے بعد سوار ہو کر بغداد تک آیا، پھر پیدل ہو کر بغداد میں داخل ہوا تو حانث ہوجائے گا (خلاصہ) اور منتقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میری بیوی فلاں کی شادی یا نکاح میں نہ جائے گی، پھر قبل شادی یا نکاح کے گئی اور وہیں مقیم رہی یہاں تک کہ شادی یا نکاح ہوگیا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے پاس نہ آؤں گا تو یہ قسم اس بات پر ہوگی کہ وہ اس کے مکان یا دوکان پر نہ آئے خواہ اس سے ملاقات ہو یا نہ ہو اور اگر اس کی مسجد میں آیا تو حانث نہ ہوگا،

اور منتقی میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے کسی دوسرے کو لازم پکڑا یعنی اپنا حق طلب کرنے کے لیے ہر وقت اس کے ساتھ رہنے لگا، پھر جس کو لازم پکڑا ہے اس نے قسم کھائی، کہ کل اس کے پاس آؤں گا، پھر جہاں پر اس کو لازم پکڑا تھا وہاں پر آیا تو قسم میں سچا نہ ہوگا، یہاں تک کہ اس طالب لازم پکڑنے والے کے مکان پر آئے اور اگر اس کے مکان پر اس کو لازم پکڑا ہے اور قسم کھائی ہے کل اس کے پاس ضرور آئے گا، پھر طالب یا لازم پکڑنے والا مکان سے دوسری جگہ منتقل ہوگیا اور قسم کھانے والا اسی سابق مکان پر آیا جہاں اس نے لازم پکڑا تھا اور اس کو وہاں نہیں پایا تو بھی قسم میں سچا نہ ہوگا یہاں تک کہ جس مکان میں منتقل ہوا ہے وہاں پر جائے،

اور اگر اس طرح قسم کھائی، کہ اگر میں فلاں مقام پر کل کے دن نہ آؤں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر وہ اس جگہ پر گیا مگر اس کو نہ پایا، تو قسم میں سچا رہا (حانث نہ ہوا بلکہ قسم پوری ہوگئی)، بخلاف اس کے اگر اس طرح کہدیا کہ اگر میں تجھ سے فلاں مقام پر نہ ملوں، تو غلام آزاد ہے، پھر قسم کھانے والا اس مقام پر گیا اور اس کو نہ پایا تو بھی حانث ہوجائے گا، نیز منتقی میں مذکور ہے، کہ اگر قسم کھائی، کہ فلاں شخص کی عیادت کروں گا یا فلاں کی زیارت کروں گا پھر اس کے دروازہ پر گیا مگر اس کو اندر مکان جانے کی اجازت نہ دی گئی جس کی وجہ سے بغیر عیادت یا ملاقات کے واپس آگیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کے دروازہ پر گیا، مگر اندر جانے کی اجازت نہ مانگی اور واپس آگیا تو حانث ہوجائے گا جب تک کہ وہ طریقہ وعمل بجا لاوے، جو عیادت کرنے والے یا زیارت کرنے والے کیا کرتے ہیں (محیط)

اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کی زیارت اس کی زندگی میں اور مرنے پر نہ کروں گا، پھر اس کے جنازہ کی مشایعت کی یعنی جنازہ کے ساتھ گیا، تو حانث ہوجائے گا اور اس کی قبر پر آیا تو حانث نہ ہوگا ہاں اگر اس نے اس کو بھی نیت میں رکھا ہو تو حانث ہوجائے گا، اور اگر قسم کھائی کہ رات تک یہاں سے نہ جاؤں گا یہاں تک کہ اس سے ملاقات کرلوں اور وہ شخص روپوش ہوگیا، چھپ گیا یہاں تک کہ رات ہوگئی اور قسم کھانے والے نے اس کے دروازہ پر اس کے انتظار میں رات گذاری تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر یہ قسم کھائی، کہ مثلاً اگر میں اس کو فلاں شخص کی طرف نہ اٹھالیجاؤں تو میرا غلام آزاد ہے۔ پھر جب اس کو اٹھانے گیا تو اس کو نہ پایا تو حانث نہ ہوگا (غیاثیہ) اور اگر قسم کھائی، کہ میں کسی سواری کے جانور پر سوار نہ ہوں گا، پھر گھوڑے یا خچر یا گدھے پر سوار ہوا، تو حانث ہوجائے گا اور اگر اونٹ پر سوار ہوا تو حانث نہ ہوگا، اور یہ حکم قیاس کے خلاف محض استحساناً ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس نے اونٹ کی سواری کی نیت بھی قسم میں کرلی ہو تو یہ قسم

اس کی نیت یہ ہوگی اور حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے اس قسم میں کسی خاص جانور کی نیت کی ہو تو دیانۃً اس کی تصدیق کیجائے گی۔ مگر قضاءً تصدیق نہ کیجائے گی اس لئے کہ اس نے عام لفظ سے خاص مصداق کی نیت کی ہے۔ اور اگر قسم مطلقاً کھائی، کہ سوار نہ ہوں گا۔ تو یہ قسم ان جانوروں پر مراد ہوگی جن پر لوگ عام طور سے سوار ہوتے ہیں۔ جیسے گھوڑا، خچر وغیرہ اور اگر قسم کے بعد وہ شخص کسی کی پیٹھ پر سوار ہو گیا تو حانث نہ ہوگا،

اور فتاویٰ ابواللیث میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی، کہ میں سوار نہ ہوں گا اور گھوڑے یا گدھے کی نیت کی اس پر سوار نہ ہو تو دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ اس کی تصدیق نہ ہوگی (محیط) اور اگر قسم کھائی، کہ عربی گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا، پھر عجمی گھوڑے پر سوار ہو گیا تو حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر قسم کھائی، کہ عجمی گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا پھر عربی گھوڑے پر سوار ہو گیا تو حانث نہ ہوگا (قال المترجم) اگر مطلق گھوڑے کی قسم کھائی، تو دونوں میں سے جس پر سوار ہوگا حانث ہو جائے گا (کذا فی فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عربی زبان میں قسم کھائی کہ خیل (مطلق گھوڑے پر) سوار نہ ہوں گا تو فرس (عربی گھوڑا) یا برذون (عجمی گھوڑا) کسی پر سوار ہوگا تو حانث ہو جائے گا (بدائع) اور اگر قسم کھائی کہ دابہ (چوپایہ) پر سوار نہ ہوں گا پھر زبردستی کسی دابہ یعنی وہ چوپایہ جو سواری یا بار برداری کے کام میں آتا ہے) لاد دیا گیا تو حانث نہ ہوگا (غایۃ البیان) اور اگر قسم کھائی کہ دابہ پر سوار نہ ہوں گا، پھر گھوڑے و خچر وغیرہ (سواری کے جانور) پر زین پوش ڈال کر سوار ہوا یا اونٹ و گدھے پر اکاف (کجاوہ و جل جامہ) ڈال کر سوار ہوا یا ننگی پیٹھ سوار ہوا ہر حال میں حانث ہو جائے گا (محیط) اور اگر قسم کھائی کہ مرکب (مطلق سواری) پر سوار نہ ہوں گا پھر کشتی میں سوار ہو گیا تو کتب فتاویٰ میں بروایت ہشام مذکور ہے کہ حانث ہو جائے گا جس نے مجرد (نام کتاب) میں فرمایا ہے کہ حانث نہیں ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے (عتابیہ) اور ستور کا لفظ اونٹ کو شامل نہیں ہوتا ہے لیکن ایسے مقام میں جہاں اونٹ پر سواری کرتے ہیں شامل ہو جاتا ہے (وجیز الکردری)

اور اگر قسم کھائی، کہ اس زین پر سوار نہ ہوں گا، پھر اس میں کچھ کمی یا زیادتی کر کے اس پر سوار ہوا جب بھی حانث ہو جائے گا ہاں اگر زین کے اوپر خول کو مسلم بدل دیا، تو حانث نہ ہوگا کیوں کہ زین میں معتبر وہی اوپر کی خول ہوتا ہے (خلاصہ) اور اگر قسم کھائی، کہ میں آج ضرور اس جانور پر سواری کروں گا پھر اس کو مضبوط باندھا اور جکڑ دیا مگر اس کے اوپر سوار ہونے پر قادر نہ ہوا یہاں تک کہ آج کا دن گذر گیا تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی، کہ اس جانور پر سوار نہ ہوں گا حالاں کہ اسی پر سوار تھا تو اگر فوراً اترا نہیں بلکہ اس پر اسی طرح سوار رہ گیا، تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں شخص کے اس جانور پر سوار نہ ہوں گا پھر اس فلاں نے اپنا وہ جانور فروخت کر ڈالا اس کے بعد قسم کھانے والا اس پر سوار ہوا تو حانث نہ ہوگا[1] اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے جانور پر سوار نہ ہوں گا، پھر ایسے جانور پر سوار ہوا جو اس کے اور اس کے غیر کے درمیان میں مشترک تھا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کے جانوروں پر سوار نہ ہوں گا پھر اس کے بعد جب اس کے جانوروں میں سے تین جانوروں پر سوار ہوگا تو حانث ہوگا (سراجیہ) اور اگر قسم کھائی، کہ فلاں کے جانور پر سوار نہ ہوں گا پھر اس کے بعد عبد ماذون (یا غلام جس کو اس کے آقا

---

[1] مناسب ہے کہ اس میں بھی وہی تفصیل ہو جو مکانوں کی قسم کے مسئلے میں گذر چکی ہے (مترجم)

نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو) کے جانور پر سوار ہوا خواہ وہ غلام مقروض ہو یا مقروض نہ ہو تو حانث نہ ہوگا یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا ہے، ہاں اگر غلام پر اتنا زیادہ قرضہ ہو جو غلام کی پوری قیمت کو حاوی ہو تو حانث ہو جائے گا، اگرچہ اس کی نیت میں یہ بات بھی رہی ہو، کہ اس کے غلام کے جانور پر بھی سوار نہ ہوگا، اور اگر غلام مذکور پر اس قدر قرضہ نہ ہو، جو اس کی پوری قیمت کو محیط و حاوی ہو تو جب تک غلام کے جانور کی نیت بھی نہ کرے گا حانث نہ ہوگا ہاں جب غلام کے جانور کی بھی نیت کرے گا تو حانث ہو جائے گا (ہدایہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ بغداد تک (مثلاً) کشتی پر سوار نہ ہوں گا، پھر چند کوس کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا پھر اتر پڑا تو حانث نہ ہوگا (حاوی) اور جامع النوازل میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ جب جب میں کبھی سواری پر سوار ہوں تو اللہ کے واسطے مجھ پر واجب ہوگا، کہ میں اس کو صدقہ کر دوں، پھر ایک سواری پر سوار ہوا تو اس کو لازم ہے کہ اس کو صدقہ کر دے پھر اگر اس کو صدقہ کرنے کے بعد خریدے اور پھر اس پر سوار ہوا تو پھر اس کو صدقہ کر دینا واجب ہوگا پھر اسی طرح دوسری بار چوتھی بار یا جتنی بار ایسا کرے گا اس پر اس کا صدقہ کرنا اسی طرح واجب ہے گا (خلاصہ)

اور اگر کہا کہ اگر میں فلاں گاؤں میں گیا تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد اس گاؤں کی زمین (سرحد و سیوان) میں گیا تو حانث نہ ہوگا (عتابیہ)

اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ بیٹھ جا تا کہ چاشت (دن کا کھانا) میرے یہاں کھالے، اس نے جواب میں کہا کہ اگر میں چاشت (دن) کا کھانا کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہے، اس کے بعد اپنے گھر آکر چاشت کا کھانا کھایا تو حانث نہ ہوا بخلاف اس کے کہ اگر کہا کہ اگر میں نے آج چاشت کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہے اس صورت میں اپنے گھر کھانا کھانے میں بھی غلام آزاد ہو جائے گا اور وہ حانث شمار ہو جائے گا (ہدایہ)

اور اگر قسم کھائی، کہ زمین پر نہ چلوں گا، پھر زمین پر جوتہ یا موزہ پہن کر چلا تو حانث ہو جائے گا اور اگر بچھونے وغیرہ پر چلا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر اینٹ پر یا عاریت و منگنی پر جوتہ لا کر پہن کر زمین پر چلا یا ننگے پاؤں زمین پر چلا ہر صورت میں حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

بحمد اللہ چوتھا باب و تیرہواں جز ختم ہو گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّمِنْهَاجًا ط

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہ عمل دی۔

فتاویٰ عالمگیری

اُردو جدید

کتاب الایمان —— جز ۱۴

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہٗ کا عظیم کارنامہ

اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ عالمگیری

تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کیساتھ

اردو کے حسین قالب میں

مترجمہ

الحاج جناب حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند

ناشر

٢٤٧٥٥٤

شمس پبلشرز دیوبند یوپی

قیمت فی جزء ——— آٹھ روپیے 8/-
ممبران کرام سے ——— محصول ڈاک بذمہ ادارہ
طباعت ——— محبوب پریس دیوبند

ناشر

شمس پبلشر دیوبند ۲۴۷۵۵۴ یو،پی،

عبد الاحد بھاگلپوری

پانچواں باب

کھانے پینے وغیرہ کی قسم کھانے کا بیان

کھانے کے معنی ہیں ایسی چیز حلق سے نیچے اتارنا جو رقیق نہ ہو اور اس کو چبا کر اتارا جا سکتا ہو، خواہ ٹکڑا کر لیے یا ریزہ ریزہ کر لینے یا پیس لینے کی وجہ سے فی الحال چبانا نہ پڑتا ہو، جیسے روٹی، گوشت، پھل، میوہ جات وغیرہ، اور پینے کے معنی ہیں ایسی رقیق چیز کو حلق سے نیچے اتارنا جو چبائی نہ جا سکتی ہو جیسے دہی، دودھ، پانی، نبیذ وغیرہ پس اگر کسی نے نہ پینے کی قسم کھائی اور پھر اس نے ایسی رقیق و سیال چیز کو پی لیا جس میں چبانے کی صلاحیت نہیں ہے تو حانث ہو جائے گا۔ ورنہ حانث نہ ہوگا، ہاں اگر عرف میں اس کو بھی پینا بولتے ہیں تو حانث ہو جائے گا۔ (بدائع) اور ذوق کے معنی ہیں کسی شئے کا مزہ اپنی زبان سے معلوم کرنا بغیر اس چیز کو بعینہ گھونٹنے کے (کافی)

اگر قسم کھائی کہ یہ اخروٹ یا انڈا میں نہ کھاؤں گا پھر اس کو نگل گیا تو حانث ہو جائے گا (سراج وہاج) اور اگر کسی نے ایسی چیز کے نہ کھانے کی قسم کھائی جس میں چبانا نہیں ہو سکتا پھر اس کو دوسری چیز کے ساتھ ملا کر کھا گیا پس اگر دوسری چیز ایسی ہے کہ اس کو اس طرح (چبا کر) کھایا جاتا ہو تو حانث ہو جائے گا، مثلاً یہ قسم کھائی کہ یہ دودھ یا یہ شہد نہ کھاؤں گا پھر اس کو روٹی یا چھوارے کے ساتھ کھایا تو حانث ہو جائے گا اور اگر دودھ کو یونہی یا شہد کو پانی ملا کر پی گیا تو حانث نہ ہو گا (محیط)

ایک شخص نے قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤں گا پھر اس کو پی گیا تو حانث نہ ہو گا، اور اگر قسم کھائی کہ اس دودھ کو نہ پیوں گا پھر اس کی کھیر بنائی یا اس میں روٹی ملا کر کھالی تو حانث نہ ہو گا اور یہی حکم (تفصیلی) ستوؤں وغیرہ میں بھی ہے جو کھائے بھی جا سکتے ہوں اور پیئے بھی جا سکتے ہوں، اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ تفصیل حکم میں اس وقت ہے جب قسم عربی زبان میں کھائی ہو۔ اور اگر فارسی زبان میں یا (کسی ایسی زبان میں) کھائی ہو جس کے اندر عرف میں اس پر کھانے اور پینے کے دونوں لفظ بولے جاتے ہوں تو بہر حال حانث ہو گا اور فتویٰ اسی پر ہے (قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی کہ یہ روٹی نہ کھاؤں گا پھر اس کو خشک کر کے کوٹ ڈالا اور پھر پانی میں ڈال کر اس کو پی ڈالا تو حانث نہ ہو گا اور اگر اس کو فقط بھگو کر کھا لیا تو حانث ہو جائیگا (خلاصہ) اور اگر قسم کھائی دودھ نہ کھاؤں گا پھر دودھ کی کھیر پکا کر کھائی تو شیخ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ حانث نہ ہو گا اگرچہ اس میں پانی ڈالا اور اگرچہ اس میں دودھ کا جرم دکھلائی دیتا ہو (حاوی) قال المترجم (اس لئے کہ عرف میں اس کو دودھ کا کھانا نہیں کہتے) اور اگر قسم کھائی کہ مسکہ نہیں کھاؤں گا پھر ایسے ستو کھائے جس میں مسکہ ڈالا گیا ہے اور قسم کھانے والے کی کسی خاص قسم کی نیت نہیں تھی تو امام محمدؒ نے اصل (نام کتاب) میں فرمایا ہے کہ اگر مسکہ کے اجزاء نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں اور مسکہ کا مزہ بھی نمایاں ہوتا ہو تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر مسکہ کے اجزاء و مزہ نمایاں و ظاہر نہ ہوتا ہو تو حانث نہ ہو گا (بدائع) اور اگر قسم کھائی کہ رُب (یعنی تھوپاری جس کو گاڑھے راب اور کچی کھانڈ سے مقطر کر کے نکالتے ہیں) نہیں کھائے گا پھر عصیدہ (یعنی گاڑھی

راب اور کچی کھانڈ جس میں سے رُب و تھوپاری مقطر کر لینے سے وہ دیسی شکر و کھانڈ بن جاتی ہے) کھایا کہ اس سے رُب (شیرہ و ٹھوپاری) نکالی جا سکتی ہے تو حانث نہ ہوگا۔ لیکن اگر عصیدہ (گاڑھی راب و تر کھانڈ) پر رُب (شیرہ ٹھوپاری) بعینہ موجود ہو تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں) اگر قسم کھائی کہ زعفران نہیں کھاؤں گا پھر ایسی کیک مثلاً کھائی جس کے اوپر زعفران لگائی گئی ہے یعنی تل وغیرہ کی طرح اس پر چپائی گئی ہے تو حانث ہو جائے گا (فتح القدیر) (قال المترجم) اور اگر زعفران بھگا کر اس کا پانی اس کے خمیر میں ڈالدیا گیا ہے تو حانث نہ ہوگا کیونکہ اس کو زعفران کھانا نہیں کہتے) اور اگر قسم کھائی کہ سکر (نبیذ تر مالبتہ) نہ کھاؤں گا پھر منہ میں لی اور چوسا یہاں تک کہ گھل گئی پھر اس کو نگل گیا تو حانث نہ ہوگا (فتح) اور اگر سکر سے مراد شکر لیا جائے تو ہمارے (ہندوستان) کے عرف کے مطابق حانث ہو جائیگا لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں نبیذ تر یا مراد ہے جس کو خشک کر کے جما لیتے ہیں اور عرب میں یہ بہت مشہور چیز ہے۔

اور اگر قسم کھائی کہ سرکہ نہیں کھاؤں گا پھر اس کے بعد سکباجہ (ایک چیز ہے جس میں سرکہ زیادہ ڈالکر بناتے ہیں) کھایا تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ اس کو سرکہ نہیں کہتے (جیسے دودھ جما کر دہی بنا لیتے ہیں پھر اس کا نام دودھ باقی نہیں رہتا) (قاضی خاں) اور اگر قسم ایسی چیز پر کھائی جو بعینہ کھائی جاتی ہے تو وہ قسم اسی چیز کے کھانے کی طرف راجع ہوگی۔ اور اگر ایسی چیز پر قسم کھائی جو بعینہ نہیں کھائی جا سکتی یا بعینہ کھائی جا سکتی ہے لیکن عام عادت و عرف کے مطابق بعینہ نہیں کھائی جاتی تو جو چیز اس سے عرفاً اور عادۃً بنا کر کھاتے ہیں وہ مراد ہوگی۔ اور اگر کوئی خاص چیز عام عرف و عادت میں بنا کر نہیں کھاتے تو پھر جو چیز اس سے کھانے کے لئے بنائی جائے وہ مراد ہوگی۔ (و جیز کردری) اور اس کی توضیح مثالوں سے اس طرح بھی واضح ہو سکتی ہے کہ مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ اس درخت خرما سے یا اس درخت انگور سے نہ کھاؤں گا پھر اس کے گدرے چھوہارے یا تر پختہ یا خشک پختہ چھوہارے یا اس کا گابھا یا کلی یا کیریاں یا اس کے پھل کا عرق یا اس کے درخت سے جو شیرہ ٹپکے یا انگور بعینہ یا شیرہ انگور یا عرق انگور کچھ بھی کھائے گا تو حانث ہو جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کو اپنی کسی صفت سے یا اپنے کسی عمل سے ایسا تغیر اس میں .... نہ ہو گیا ہو جس سے اس کا نام ہی بدل گیا ہو۔ جیسے نبیذ یا ناطف (خرما اور مسکہ ملا کر ایک قسم کا مالیدہ) یا سرکہ یا دبس (عرق پھل) جس کو آگ پر پکا کر اس کی صورت و خاصیت بدل دی گئی ہو کھائے گا تو حانث نہ ہوگا۔ (کافی)

اور اگر اس قسم کھانے والے نے بعینہٖ اس درخت کی چھال یا پتے وغیرہ کھا لیا تو حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے (النہر الفائق)

اور اگر کھائی کہ میں اس ہانڈی میں سے کچھ نہ کھاؤں گا تو یہ قسم بعینہٖ ہانڈی کھانے پر واقع نہ ہوگی بلکہ جو چیز اس میں ہوگی اس پر واقع ہوگی یا جو چیز اس میں پکائی جائے اس پر واقع ہوگی۔ (محیط) اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس ہانڈی سے کچھ نہ کھاؤں گا اور حال یہ ہے کہ اس نے قسم کھانے سے قبل اس ہانڈی میں سے پیالہ میں بھر کر نکال لیا تھا اور جو پیالہ میں تھا وہ کھایا تو حانث نہ ہوگا (خلاصہ) لیکن افضل یہ ہے کہ نہ کھائے (مترجم) اگر کسی نے قسم کھائی کہ خربوزہ نہ کھاؤں گا پھر اس کی چھوٹی چھوٹی کچی بتیاں کھالیں تو حانث نہ ہوگا یہ عام مشائخ کا قول ہے اور انہی میں سے شیخ محمد بن الفضل بھی ہیں۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ جب وہ بتیاں اتنی چھوٹی ہوں اور ایسی حالت میں ہوں کہ ابھی خربوزہ

نہ کہلاتی ہوں۔

ہر ملک میں اس ملک کے عرف کا اعتبار ہوگا

اور ہمارے عرف (ہند) میں اس صورت میں بھی حانث ہوجائے گا اس لیے کہ ہمارے عرف میں دونوں کو خربوزہ کہتے ہیں اور عربی میں خربوزہ کو بطیخ اور بتیوں کو حدجہ کہتے ہیں اور دونوں متغائر چیزیں شمار ہوتی ہیں (مترجم) لہذا عربی میں حدجہ کھا لینے سے حانث نہ ہوگا، اور اگر قسم کھائی کہ یہ حدجہ نہ کھاؤں گا پھر اسی کو پورا خربوزہ ہوئے پر کھا لیا تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں اس خربوزہ کے درخت (لتر و فالیز) سے نہیں کھاؤں گا پھر اس درخت کی بتیاں یا خربوزہ کھا لیا تو حانث ہوجائے گا، جیسے کسی نے قسم کھائی کہ میں اس درخت سے نہ کھاؤں گا پھر جو چیز اس سے پیدا ہوگی مثلاً پھل، مول، کیری وغیرہ اس میں سے جو چیز بھی کھائے گا تو حانث ہوجائے گا۔ (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس درخت سے نہ کھاؤں گا اور یہ درخت ایسا ہے جس کے پھل ہی نہیں ہوتا جیسے درخت سرو وغیرہ تو یہ قسم اس کی قیمت کی طرف راجع ہوگی اور مراد لی جائے گی کہ اس کے فروخت ہوتے پر جو قیمت اس کی آئے گی اس میں سے نہ کھاؤں گا۔ (تبیین الحقائق)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس درخت میں سے نہ کھاؤں گا پھر اس درخت کی شاخ لے کر دوسرے درخت میں پیوند کی گئی جیسے قلم لگاتے ہیں پھر یہ شاخ بھی اور اس کے پھل سے کھا لیا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے، بعض نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ حانث ہوجائے گا اور یہ مسئلہ سیر کبیر میں مذکور ہے، اور اول اصح ہے اور ثانی احوط ہے (مترجم) اور قسم کھائی کہ اس درخت سے نہ کھاؤں گا پھر اس درخت میں دوسرے درخت کی شاخ پیوند کی گئی جیسے سیب کے درخت سے نہ کھانے کی قسم کھائی اور اس امرود کی شاخ پیوند کی تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس نے قسم کھانے میں اس درخت کا نام اس کے پھل کے نام سے لیا ہے اور ساتھ ہی اس درخت کی طرف اشارہ بھی کیا ہے مثلاً اس طرح کہا ہے کہ میں سیب کے اس درخت سے نہ کھاؤں گا تو اس صورت میں امرود کی شاخ کا امرود کھانے سے حانث نہ ہوگا اور اگر فقط مطلق اشارہ اور درخت کے نام پر اقتصار کیا ہے یعنی پھل کا نام نہیں لیا ہے مثلاً اس طرح کہا ہے کہ میں اس درخت سے نہ کھاؤں گا اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو حانث ہوجائے گا۔ اور مسئلہ سابقہ پر قیاس کر کے اس میں بھی اختلاف مشائخ ہونا چاہیے۔ (ظہیریہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں خرمے کا یہ شگوفہ نہ کھاؤں گا۔ پھر وہ کیریاں بن گیا یا یہ کہا کہ میں یہ کیریاں نہ کھاؤں گا پھر وہ رطب یعنی رس بھرا تر خرما بن گیا یا کہا کہ میں رطب نہ کھاؤں گا پھر وہ تمر یعنی خشک چھوہارہ بن گیا یا یہ کہا کہ میں یہ تر و تازہ پختہ انگور (عنب) نہ کھاؤں گا پھر وہ زبیب (خشک منقیٰ یا کشمش) بن گیا یا کہا کہ میں یہ دودھ نہ پیوں گا پھر وہ دہی یا مسکہ یا مکھن یا پنیر یا مصل بن گیا پھر اس کے بعد کھایا تو ان تمام صورتوں میں حانث نہ ہوگا (اس لیے کہ ان سب صورتوں میں اس کا نام و کام دونوں بدل گئے (فتاوی تتارتاشی)

اور اگر قسم کھائی کہ اس حمل (بکری مینڈھے کا چھوٹا بچہ) کا گوشت نہ کھاؤں گا پھر وہ پورا بکرا یا مینڈھا بن گیا پھر

اس کو کھایا تو حانث ہو جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤں گا پھر اس کو جبن (پنیر) بنا کر کھایا تو حانث نہ ہو گا، ہاں اگر اس نے نیت کر لی ہو کہ دودھ یا دودھ سے جو بھی چیز بنائی جائے گی اس کو بھی نہ کھاؤں گا تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

قسم کے باب میں ایک قاعدہ کلیہ جس سے بہت سے مسائل پر روشنی پڑتی ہے

اصل کلی اس قسم کے مسائل میں یہ ہے کہ اگر قسم کھانے والے نے کسی معین چیز کو اس کی کسی صفت کے ساتھ متصف کر کے قسم کھائی ہے تو اگر وہ صفت ایسی ہے کہ قسم کی طرف داعی اور رغبت دلانے والی ہے تو وہ قسم اس صفت کے باقی رہنے مقید و مقدر تسلیم کی جائے گی ورنہ نہیں (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت کے شگوفہ سے نہ کھاؤں گا پھر لوز یا کشمش ہو جانے کے بعد اس کو کھایا تو حانث نہ ہو گا (محیط سرخسی) اور اگر قسم کھائی کہ اخروٹ (جوز) نہ کھاؤں گا پھر اس میں سے تر یا خشک کھایا تو حانث ہو جائیگا اور یہی حکم بادام و پستہ و انجیر وغیرہ میں ہے۔

اور اگر قسم کھائی کہ خبیص (ایک قسم کا عرب میں مشہور کھانا ہے جو مالیدہ کی طرح بناتے ہیں)، نہ کھاؤں گا۔ پھر خشک یا تر کیسا بھی کھایا حانث ہو جائے گا (مبسوط) اور اگر قسم کھائی کہ رطب[1] کھاؤں گا نہ بسر[2] یا اس طرح کہا کہ رطب یا بسر نہ کھاؤں گا پھر اس کے بعد مذنب کھایا تو اپنی اس قسم کے اندر حانث ہو جائے گا۔

اور اس مسئلہ میں چار صورتیں ہیں (۱) قسم کھائی کہ بسر نہ کھاؤں گا پھر بسر مذنب کھایا جس میں بسر یعنی کچا پن زیادہ رہتا ہے تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا۔ (۲) قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤں گا پھر رطب مذنب کھالیا جس میں اکثر حصہ رطب ہو چکا ہوتا ہے اور کچھ حصہ بسر باقی رہتا ہے تو اس میں بھی بالاتفاق ائمہ ثلاثہ (امام اعظمؒ، ابو یوسفؒ امام محمدؒ) حانث ہو جائے گا۔ (۳) اگر قسم کھائی کہ بسر نہ کھاؤں گا پھر ایسا رطب کھایا جس میں زیادہ حصہ رطب ہو چکا ہے لیکن ابھی کچھ بسر (کچا پن کے ساتھ) باقی ہے تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک حانث ہو گا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث نہ ہو گا۔ (۴) قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤں گا پھر ایسا بسر کھایا جس میں زیادہ حصہ بسر تھا اور کچھ حصہ رطب ہو چکا تھا تو طرفین (امام اعظمؒ و امام محمدؒ) کے نزدیک حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث نہ ہو گا

حاصل ضابطہ اور حاصل یہ ہے کہ معقود علیہ (جس پر قسم کھائی ہے) اگر غالب ہے تو بالاتفاق تینوں اماموں کے نزدیک حانث ہو جائے گا اور اگر غیر معقود علیہ (جس پہ قسم نہیں کھائی ہے) غالب ہے تو طرفین کے نزدیک اب بھی حانث ہو گا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک معقود علیہ کے غلبہ کا اعتبار ہو گا اور حانث نہ ہو گا (شرح جامع صغیر

---

[1] رطب:۔ رس بھرا تر خرما جو خوب پک کر تیار ہو چکا ہو ۱۲۔ [2] بسر جو کھجور کا پھل ابھی تک خوب پک کر یکساں تیار نہ ہوا ہو بلکہ اس میں کچھ کچا پن موجود ہو[3] مذنب کھجور کا وہ پھل جس کی جڑ ابھی کچی ہو۔ ۱۲

نقاضی خاں) اور اگر بسبر مذنب یا رطب مذنب ہی کھایا مگر اس طرح کہ اس کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کر ڈالے اور پختہ پختہ الگ کر دیا اور خام خام الگ کر دیا پھر سب ٹکڑے ایک ایک کر کے دونوں قسم کے کھا گیا تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا (تاتارخانیہ)

اور اگر قسم کھائی کہ عسل مصفّٰی (یعنی صاف کیا ہوا شہد جس میں موم کی آمیزش بالکل نہ ہو) نہ کھاؤں گا پھر عسل غیر مصفّٰی کھا لیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر قسم کھائی کہ عسل غیر مصفّٰی (جس میں موم ملا ہوا ہوتا ہے) نہ کھاؤں گا پھر عسل مصفّٰی کھایا تو حانث نہ ہوگا (محیط) اور اگر قسم کھائی کہ بقول[1] نہ کھاؤں گا یا کہا بقل نہ کھاؤں گا تو یہ قسم تمام سبزیوں پر یعنی تمام ساگ و ترکاریوں پر جو سبز و تازہ ہوتے ہیں واقع ہوگی۔ اور اگر ان میں سے کوئی خشک کیا ہوا کھایا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر خشک پیاز کھائی یا خشک لہسن کھایا تو حانث نہ ہوگا، ہاں اگر اس نے ان کی بھی نیت کر لی ہو تو حانث ہو جائے گا۔

تاتارخانیہ میں حجۃ (نام کتاب) سے منقول ہے، شیخ ابوبکر محمد بن الفضل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ میں عنب (انگور) نہ کھاؤں گا، پھر اس نے (غورۂ انگور) حصرم کھا لیا تو شیخ نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ حصرم (غورۂ انگور) نہ کھاؤں گا پھر عنب (انگور) کھایا تو حانث نہ ہوگا اور حصرم بمعنی حصرم (غورۂ انگور) ہے۔ (ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس بکری سے نہ کھاؤں گا تو یہ قسم بھی اس کے گوشت ہی کی طرف راجع ہوگی، ان چیزوں کی طرف راجع نہ ہوگی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں مثلاً دودھ وغیرہ (جس طرح یہ قسم کہ میں بکری نہ کھاؤں گا اس کے گوشت ہی کی طرف راجع ہوتی ہے، اور یہی حکم تمام ماکول اللحم (جن جانوروں کا گوشت حلال ہے) میں ہے (خلاصہ)

اور اگر کہا کہ جو چیز اس بکری سے برآمد ہو یا اس کے نزل[2] سے ہو نہ کھاؤں گا تو یہ قسم اس کے دودھ، دہی، مکھن پر واقع ہوگی یعنی فقط ان چیزوں کے کھانے سے حانث ہوگا، اس کے گھی، چھاچھ، کھویا وغیرہ کھانے سے حانث نہ ہوگا (عتابیہ) اسی طرح اگر قسم کھائی کہ میں اس گائے کے نزل سے نہ کھاؤں گا پھر اس کا مخیض[3] کھایا تو حانث ہو جائے گا، اس واسطے کہ یہ بھی نزل ہے، اور اگر وہ شوربا کھایا جو اس کے مخیض سے بنایا گیا ہے جس کو فارسی میں دوغ[4] آبہ کہتے ہیں تو حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ یہ دوسری چیز ہو گئی (خلاصہ)

اور اگر قسم کھائی کہ میں روغن نہ کھاؤں گا تو چربی کھانے سے اور پائے (یا کسی ضخیم اور موٹی ہڈی کے) گودا کھانے سے حانث ہو جائے گا، اور اگر قسم کھائی کہ اس درخت (انگور) کے کھٹے و میٹھے نہ کھاؤں گا تو اس درخت کے پختہ و نیم پختہ جیسے بھی انگور کھائے ہوں حانث ہو جائے گا

اور اگر قسم کھائی کہ مسلوخ یعنی کھال کھینچے ہوئے (دنبہ) سے نہ کھاؤں گا پھر اس کی چکتی (جو دم پر ہوتی ہے) کھائی

---

[1] بقل، سبزی، ترکاری ۱۲ [2] نُزُل، اس لفظ کا غالب استعمال اگرچہ پھل دار درختوں کیساتھ ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں کہ جو آم اس درخت سے اتریں یا جو امرود اس درخت سے اتریں مگر کبھی جانوروں کے دودھ پر بھی بول دیا کرتے ہیں ۱۲۔ [3] مخیض۔ سوکھا گوشت پکا کر خالص دہی میں ڈال لیتے ہیں، جس کو فارسی میں دوغ زدہ کہتے ہیں ۱۲۔ [4] دوغ آبہ۔ وہ شوربا جس میں دہی کی معتدبہ مقدار ڈال کر تیار کیا گیا ہو۔ ۱۲

گئی یہاں تک کہ تیل کی طرح ہو گئی پھر اس کو کھایا تو حانث نہ ہو گا۔ (خلاصہ)

معنیٰ مرادی میں عرف و محاورہ کا اعتبار ہوتا ہے

اور اگر قسم کھائی کہ میں یہ تل (سمسم) نہ کھاؤں گا پھر اس کا تیل کھایا تو حانث نہ ہو گا، اور اگر قسم کھائی کہ میں یہ مرغی نہ کھاؤں گا پھر اس کے انڈے یا بچے (چوزے) کھائے تو حانث نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ میں یہ انڈے نہ کھاؤں گا پھر اس سے نکلا ہوا بچہ کھایا تو حانث نہ ہو گا (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا پھر جس حیوان کا گوشت کھائے گا حانث ہو جائے گا۔ بجز مچھلی کے کہ اس کے کھانے سے حانث نہ ہو گا اس لئے کہ اس کو گوشت نہیں کہتے اور پھر گوشت خواہ کیسا بھی کھائے ہر حال میں حانث ہو گا، مثلاً بھنا ہوا گوشت کچا پکا یا ہوا، خشک پکا ہو یا شوربہ دار، خواہ حلال ہو یا حرام، خواہ ذبیحہ ہو یا مردار، خواہ مسلم کا ذبیحہ ہو یا غیر مسلم کا، خواہ اس پر بسم اللہ عمداً ترک کیا گیا ہو جس طرح بھی ذبح کیا گیا ہو (مثلاً جھٹکا و تشلین وغیرہ کا) ہر حال میں حانث ہو جائے گا۔ البتہ مچھلی اور دریائی جانور (جو دریا ہی میں جیتے ہوں) کے گوشت سے حانث نہ ہو گا ہاں اگر مچھلی کی بھی نیت قسم کھاتے وقت کر لی ہو تو حانث ہو جائے گا (اختیار شرح مختار) اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر ایسی قسم کھانے والا ایسے خطہ کا ہو جہاں مچھلی کو بھی گوشت ہی بولتے ہوں جیسے صوبہ خوارزم کے لوگ تو مچھلی کے کھانے سے بھی حانث ہو جائے گا (محیط سرخسی) اور اگر اس نے سور یا آدمی کا گوشت کھا لیا تو حانث ہو جائے گا اور صحیح یہ ہے کہ سور یا آدمی کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہو گا اس لئے کہ ان کا گوشت کھانا متعارف نہیں ہے، اور قسموں کا مدار اور رواج پر ہے، اور شیخ عتابی نے ذکر کیا ہے کہ وہ حانث نہ ہو گا اور فتویٰ اسی پر ہے (کفایہ) اور کچے گوشت کھانے سے بھی حانث نہ ہو گا۔ یہی شیخ ابو بکر اسکاف کا قول ہے اور یہی اظہر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (وجیز کردری)

اور اگر احشار یعنی اوجھڑی و تلی و جگر وغیرہ کھائی تو حانث ہو جائے گا اور یہ حکم اہل کوفہ کے عرف پر مبنی ہے کیونکہ یہ چیزیں ان کے یہاں کے رواج میں گوشت کے ساتھ فروخت ہوتی تھیں اور گوشت کے استعمال کی طرح مستعمل ہوتی تھیں اور ہمارے عرف میں ان کے کھانے سے حانث نہ ہو گا (محیط) اور اسی پر فتویٰ ہے (جواہر اخلاطی) (مگر ہمارے ہندوستان کے رواج میں اہل کوفہ کی طرح یہ چیزیں مثل گوشت کے مستعمل ہیں اس لئے ہمارے یہاں اہل کوفہ کے مثل حکم ہو گا اور ان کے کھانے سے حانث ہو جائے گا اور یہی اظہر ہے (مترجم)

اور اس نے سری پائے کھائے تو حانث ہو جائے گا اور چربی یا دنبہ کی چکتی کھانے سے حانث نہ ہو گا (اس لئے کہ ان کو گوشت نہیں کہتے اور نہ ان کے کھانے کو گوشت کا کھانا کہتے ہیں) ہاں اگر اس نے قسم کھانے میں ان کی نیت بھی کر لی ہو تو حانث ہو جائے گا بخلاف اس کی پیٹھ کی چربی کے اور اس چربی کے جو گوشت کے ساتھ مخلوط ہوتی ہے کہ اس کے کھانے سے بغیر نیت کے بھی حانث ہو جائے گا (فتح القدیر) اور اگر وہ حمرہ جو چکتی کے نیچے ہوتا ہے کھا لیا تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

اور اگر قسم کھائی کہ بکرے کا گوشت نہ کھاؤں گا پھر اس نے بکری کا گوشت کھا لیا تو حانث ہو جائے گا اور فقیہ

ابو اللیث نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا خواہ قسم کھانے والا شہری ہو یا دیہاتی ہو اور اسی پر فتویٰ ہے (فتح القدیر) مترجم کہتا ہے کہ یہ فرق عرف و اطلاق پر مبنی ہے جیسے کہ شروع میں مذکور ہو چکا ہے، لہٰذا ہمارے یہاں حانث شمار ہوگا اور یہی اختلاف بکرا، بکری دنبہ، بھیڑا، بھیڑی، مینڈھا، مینڈھی سب میں عموم و خصوص کے اعتبار سے ہوگا اور ہر جگہ کے عرف عام کے تابع ہوگا۔)

قسم کے مسائل میں ایک اور ضابطہ اور قاعدہ کلیہ کا بیان

امام محمدؒ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مرغی کا گوشت نہ کھاؤں گا پھر اس نے مرغ (مذکر) کا گوشت کھا لیا تو حانث نہ ہوگا اور اصل قاعدہ کلیہ ان مسائل کی جنس میں یہ ہے کہ جب قسم کی نسبت اسم جنس کی طرف کی جائے تو قسم میں اس جنس کے مذکر اور مؤنث سب داخل ہوں گے اور جب قسم کی نسبت و اضافت خاص مذکر (نر) کی طرف ہو تو قسم میں مؤنث (مادہ) نہ داخل ہوں گی، اسی طرح اگر نسبت فقط مادہ (مؤنث) کی طرف ہو تو اس میں نر (مذکر) نہ داخل ہوں گے، پس اگر قسم کھائی کہ دجاجہ (مرغی) کا گوشت نہ کھاؤں گا تو دیک (مرغ) کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر قسم کھائی کہ دیک (مرغ مذکر) کا گوشت نہ کھاؤں گا تو دجاجہ (مرغی مادہ) کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا، اور فرمایا کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جمل (جنس اونٹ) کا گوشت نہ کھاؤں گا یا قسم کھائی کہ بعیر (جنس اونٹ) کا گوشت نہ کھاؤں گا، یا لحم ابل (اونٹ کا گوشت) نہ کھاؤں گا یا لحم جزور (اونٹ کا گوشت) نہ کھاؤں گا تو قسم میں نر و مادہ، عربی عجمی سب اونٹ داخل ہوں گے، اس لئے کہ جمل، بعیر، ابل، جزور یہ سب لفظ اسم جنس ہیں سب اونٹ کے لئے بولے جاتے ہیں جس طرح ہمارے ملک میں لفظ اونٹ ہر اونٹ کو بولتے ہیں (مترجم)

اور اگر قسم میں کسی قسم کی تخصیص کر دی مثلاً کہا کہ بختی[1] اونٹ کا گوشت نہ کھاؤں گا پھر عربی اونٹ کا گوشت کھا لیا یا قسم کھائی کہ عربی اونٹ کا گوشت نہ کھاؤں گا پھر غیر عربی اونٹ کا گوشت کھا لیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ ناقہ (مادہ اونٹنی) کا گوشت نہ کھاؤں گا پھر جمل (نر اونٹ) کا گوشت کھا لیا خواہ بختی اونٹ ہو یا عربی اونٹ ہو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی لحم بقر نہ کھائے گا پھر گائے کا گوشت یا بیل کا گوشت کھا لیا تو حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح جب قسم کھائی کہ بقرہ کا گوشت نہیں کھائے گا پھر بیل کا گوشت کھا لیا تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ بقرہ اسم جنس ہے اور تا اس میں افراد کے لئے ہے اور اسم جنس مذکر اور مؤنث دونوں کو شامل ہوتا ہے، اور اگر قسم کھائی کہ بیل کا گوشت نہیں کھاؤں گا اور پھر گائے کا گوشت کھا لیا تو حانث نہیں ہوگا، اور اگر قسم کھائی کہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا پھر بھینس کا گوشت کھا لیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا، امام محمدؒ نے جامع صغیر میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے اور حاوی میں مذکور ہے کہ حانث ہو جائے گا۔ بخلاف اس صورت کے جب قسم کھائے کہ بھینس کا گوشت نہ کھائے گا اور پھر گائے یا بیل کا گوشت کھا لے اس وقت حانث نہ ہوگا حالانکہ بھینس بھی بقر ہی کی ایک نوع کا نام ہے اور صحیح وہی مسئلہ ہے جو جامع صغیر میں مذکور ہے (محیط السرخسی)

---

[1] بختی اونٹ، ایک خاص نسل کا اونٹ ہے جس کو بخت نصر بادشاہ نے عربی اونٹ اور عجمی اونٹنی سے جفتی کرا کر رائج کیا تھا۔ اب مراد بختی اونٹ سے عجمی اونٹ مطلقاً مراد لینے لگے ہیں۔ ۱۲۔

ہمارے ملک دیارِ ہند میں بھی یہی حکم ہے

مؤلف نے فرمایا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ یہ حکم دونوں صورتوں میں ہو یعنی بھینس کھانے کی قسم میں گائے بیل کا گوشت کھائے یا گائے بیل کی قسم میں بھینس کا گوشت کھائے اس لئے کہ عام لوگ دونوں کے درمیان میں فرق کرتے ہیں (قاضی خاں) اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس گوشت میں سے ذرا بھی نہیں کھاؤں گا پھر اس کا شوربا کھا لیا تو حانث نہ ہوگا ہاں اگر شوربے کی نیت بھی قسم میں کرلی ہو تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ) اگر کسی نے قسم کھائی کہ بس اس گوشت کو نہ کھاؤں گا جس کو فلاں شخص لائیگا پھر فلاں شخص لایا اور اس کو بھونا اور اس کے نیچے روٹی رکھی اور اس کو مل کر مالیدہ (حلوا) بنا دیا پھر قسم کھانے والے نے مالیدہ سے وہ حصہ کھایا جس کو گوشت کا اثر پہنچا تھا تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں) اگر کسی شخص نے کہا کہ جب جب میں گوشت کھاؤں گا تو میرے غلاموں میں سے ایک غلام آزاد ہو جائے گا پھر اس نے گوشت کھایا تو اس پر ہر لقمہ کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنا لازمی ہو جائے گا۔ (فتاویٰ ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی کہ چربی نہیں کھائے گا پھر پیٹ کی چربی کھائی تو حانث ہو جائے گا اور اگر پیٹھ کی چربی کھائی اور حال یہ تھا کہ اس چربی میں گوشت ملا ہوا تھا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے (کافی) اگر پیٹھ کی چربی الگ کر کے کھائی تو اس بارے میں امام صاحب سے اگرچہ کوئی روایت نہیں ہے لیکن گنجائش ہے کہ کہا جائے کہ امام صاحب کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور خلاصہ میں مذکور ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب عربی زبان میں قسم کھائی ہو اور اگر فارسی زبان میں قسم کھائی ہے اس طرح پر کہ چربی (پیہہ) نہیں کھائے گا پھر پیٹھ کی چربی کھالی تو تمام فقہاء نے کہا ہے کہ نہیں حانث ہوگا اس لئے کہ پیہہ (چربی) کا نام پیٹھ کی چربی کو شامل نہیں ہوتا ہے (تاتارخانیہ) اور اگر قسم کھائی کہ میں چربی نہیں کھاؤں گا پھر دنبہ کی چکتی کھالی تو حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ چکتی گوشت اور چربی دونوں سے غیر ہے، نام کے اعتبار سے بھی اور مفہوم و عرف کے اعتبار سے بھی (کافی)

اور اگر قسم کھائی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا تو یہ قسم ان چیزوں پر واقع ہوگی جس کو انسان بطور خوراک کھاتا ہے جیسے روٹی سالن وغیرہ اور یہ قسم ہلیلہ (چھوٹی ہڑ) سقمونیہ وغیرہ دواؤں کے کھانے پر واقع نہ ہوگی (بدائع) اور اگر قسم کھائی کہ البتہ ضرور میں اس کھانے کو کھاؤں گا پس اگر اس قسم کو کسی وقت کے ساتھ توقیت اور مقید نہیں کیا ہے پھر وہ کھانا تمام ہو گیا یا اس کو کسی دوسرے نے کھا لیا یا قسم کھانے والا خود مر گیا تو وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے اس قسم کو کسی وقت سے مقید کیا تھا مثلاً اس طرح کہا تھا کہ اس کھانے کو آج کے دن ضرور کھاؤں گا پھر آج کا دن ختم ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو بالاجماع حانث نہ ہوگا یا وہ کھانا ہی آج کا دن ختم ہونے سے پہلے ضائع ہو گیا تو آج کا دن گذرنے سے پہلے بالاجماع حانث نہ ہوگا یہاں تک کہ آج کا دن گذر نہ جائے حتیٰ کہ اگر آج کا دن گذرنے سے پہلے کفارہ دیدیگا۔ تو کفارہ ادا نہ ہوگا اور جب آج کا دن گذر جائے گا تو اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے، امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اس کو کفارہ لازم نہیں ہوگا (قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائے گا اور نیت میں کوئی معین کھانا ہے یا قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا اور نیت میں کوئی معین گوشت ہے پھر اس گوشت کے علاوہ دوسرا گوشت کھایا تو دیانۃً حانث نہ ہوگا (مبسوط) لیکن قضاءً حانث ہو جائے گا (مترجم)

اور ابو یوسف رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس نے قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائے گا پھر میتہ کھانے کی جانب مضطر ہے اور کھالیا تو حانث نہ ہوگا۔ امام کرخی نے فرمایا ہے کہ یہی قول میرے نزدیک امام محمدؒ کا بھی ہے اور ابن رستم نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ حانث ہو جائے گا (بدائع) اور اگر قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائے گا پھر کھانے میں سے تھوڑا سا کھالیا تو حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی کہ پانی پیئے گا پس اگر کل پانی یا کل کھانا مراد لیا ہے تو اس قسم سے دیانتہً حانث نہ ہوگا (محیط)

قسم کے احکام میں ایک اور قاعدہ کلیہ

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر چیز جس کو آدمی ایک مجلس میں کھاتا ہے یا ایک بار پینے میں پی جاتا ہے تو اس چیز پر قسم کھانا اس کے مجموعہ پر واقع ہوتی ہے اور اس کے بعض جزو کے کھانے یا پینے سے حانث نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ اس قسم کھانے سے مقصود اس تمام چیز کے کھانے اور پینے سے رک جانا ہوتا ہے اور ہر ایسی چیز جس کو ایک مجلس میں کھانے کی یا ایک مرتبہ میں پینے کی طاقت عموماً نہیں ہوتی، اس کے بعض جزء کے کھانے اور پینے سے بھی حانث ہو جاتا ہے اس لئے کہ عرف میں ایسی قسم کھانے سے مراد اس چیز کے نفس کھانے سے رکنا ہوتا ہے نہ کہ اس تمام چیز کے کھانے سے، اس لئے کہ جس چیز کا کرنا عادتاً ممتنع ہوتا ہے اس کا قصد نہیں کیا جاتا ہے اور نہ وہ قسم میں مقصود ہوتی ہے، اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس باغ کا پھل نہیں کھاؤں گا یا ان دونوں دنبوں کو نہیں کھاؤں گا یا ان دونوں بکری یا اس بکری کا دودھ نہیں پیوں گا یا ان دونوں کھجوروں کا پھل نہیں کھاؤں گا پھر ان میں سے کسی کا بعض کھالیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر قسم کھائی کہ اس مٹکے کا گھی نہیں کھاؤں گا پھر اس میں سے کچھ کھالیا تو حانث ہو جائے گا۔

اور اگر قسم کھائی کہ یہ انڈا نہیں کھاؤں گا تو جب تک پورا انڈا نہیں کھائے گا حانث نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ میں یہ طعام نہ کھاؤں گا تو اگر وہ طعام اتنی مقدار میں ہے کہ سب ایک دفعہ کھا سکتا ہے تو جب تک سب نہ کھالے حانث نہ ہوگا اور اگر وہ طعام اتنی مقدار میں ہے کہ سب کو ایک دفعہ میں نہیں کھا سکتا تو اگر اس میں سے تھوڑا سا بھی کھالے گا تو حانث ہو جائے گا۔

اور ایک روایت میں یوں مروی ہے، اگر یہ چیز ایسی ہو کہ اس کو اپنی تمام عمر میں کھایا جا سکتا ہے تو جب تک کل نہ کھائے گا حانث نہ ہوگا، مگر پہلی روایت اصح ہے اور وہی ہمارے مشائخ کے نزدیک مسلک مختار ہے، اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس اونٹ کا گوشت نہ کھاؤں گا تو یہ قسم اس کے تھوڑے سے کھانے پر بھی واقع ہوگی اس واسطے کہ ایک دفعہ میں ان سب کو نہیں کھا سکتا (محیط)

اور اگر قسم کھائی کہ یہ کل انار نہ کھاؤں گا، پھر اس کے دو ایک دانے چھوڑ کر باقی سب کھا گیا تو یہ چھوڑنا معتبر نہیں ہوگا اور وہ استحساناً حانث ہو جائے گا اور اگر اس سے کچھ زیادہ چھوڑ دیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر اتنے دانے چھوڑے ہیں جو عرف عادت میں کھانے والے عموماً چھوڑا کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس نے انار مذکور کھالیا تو بھی حانث ہو جائے گا اور اگر اتنے زیادہ دانے چھوڑے ہیں کہ عرف رواج میں کھانے والے اتنے دانے نہیں چھوڑتے بلکہ عرف میں اتنے دانے..... چھوڑنے والے کو یوں کہا جاتا ہے کہ اس نے سب نہیں کھائے بلکہ تھوڑا چھوڑ دیا ہے تو حانث نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر

یہ قسم کھائی کہ میں یہ بیٹھا ہوا جو نہیں کھاؤں گا پھر دو ایک دانے چھوڑ کر بقیہ کھا گیا تو حانث ہو جائے گا (محیط سرخسی)

اور اگر قسم کھائی کہ میں یہ روٹی نہیں کھاؤں گا اور پھر اس روٹی کو کھایا اور تھوڑی سی چھوڑ دی تو حانث ہو جائیگا لیکن اگر کل روٹی کھانے کی نیت کی ہو تو دیانۃً حانث نہ ہوگا، قضاءً تصدیق کرنے میں دو روایتیں ہیں (وجیز الکردری)

طلاق کی قسم سے بچنے کا ایک حیلہ

اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں یہ روٹی کھاؤں تو میری بیوی کو طلاق پھر کہا کہ اگر میں نہ کھاؤں تو میرا غلام آزاد تو اس میں حیلہ یہ ہے کہ نصف روٹی کھائے اور نصف چھوڑ دے تو اس کا نہ تو غلام آزاد ہو گا نہ بیوی کو طلاق ہوگی (محیط سرخسی) اور اگر قسم کھائی کہ اس روٹی کو ضرور کھاؤں گا پھر اس روٹی کو کھایا اور صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا رہ گیا تو قسم پوری کرنے والا شمار ہو جائے گا، لیکن اگر یہ نیت کرے کہ ذرا بھی نہیں چھوڑوں گا تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں) اور کہنے والے کے اس قول میں کہ یہ روٹی مجھ پر حرام ہے صحیح قول یہ ہے کہ بعض حصہ کھانے سے حانث نہ ہوگا۔

کسی آدمی نے کسی سے کہا کہ قسم خدا کی میں تمہارا کھانا نہ کھاؤں گا اگر میں کھالوں تو وہ مجھ پر حرام ہے پھر اس کے بعد ایک لقمہ کھالیا تو پہلی قسم میں حانث ہو جائے گا پھر اگر دوبارہ کھالیا تو دوسری قسم میں حانث ہو جائے گا اور اس کو دو کفارے لازم ہوں گے (وجیز کردری)

اور اگر کسی شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ تم میں سے جو بھی اس روٹی کو آج کھائے گا وہ آزاد ہو گا، اس کے بعد دونوں نے اس روٹی کو کھا لیا تو ان میں سے کوئی بھی آزاد نہ ہو گا، ہاں اگر وہ روٹی اتنی بڑی ہو کہ ان دونوں میں سے تنہا کوئی اس کو نہیں کھا سکتا پھر دونوں نے اس کو کھایا ہے تو دونوں دلالت حال کی وجہ سے آزاد ہو جائیں گے حصیری کی شرح جامع کبیر میں اس قسم کے باب میں اس مسئلہ کو بیان کیا ہے جو ایک شخص یا جماعت پر واقع ہوتی ہے، اور اگر اپنی دو بیویوں سے کہا کہ اگر تم دونوں ان دونوں روٹیوں کو کھاؤ گی تو میرا غلام آزاد ہے، اس کے بعد ان دونوں میں سے ایک نے ایک روٹی کھائی تو غلام آزاد ہو جائے گا، اسی طرح غلام آزاد ہو جائے گا اگر ان دونوں میں سے ایک نے دونوں روٹیاں کھالیں محض تھوڑی سی چھوڑ دی، اس چھوڑی ہوئی کو دوسری نے کھا لیا (محیط سرخسی) اصل (مبسوط امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) میں مذکور ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیویوں سے کہے کہ تم میں جو بھی اس کھانے میں سے کھائے گی اس کو طلاق ہے۔

پھر سب نے مل کر کھا لیا طلاق ہو جائے گی، اور اگر اس طرح کہا کہ تم میں سے جو اس کھانے کو کھائے گی یعنی کھانے میں سے نہیں کہا پھر سب نے مل کر کھا لیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر کھانا اتنا زیادہ تھا کہ ان میں سے ایک عورت تنہا کھانے پر قادر نہیں تھی تو سب کو طلاق ہو جائے گی اور اگر کھانا تھوڑا تھا کہ ایک تنہا اس کو کھا سکتی تھی تو ان میں سے کسی پر طلاق نہ پڑے گی۔

محیط کی ساتویں فصل میں اس طرح مذکور ہے، اگر کسی شخص نے اپنی خوشی یا جبر و اکراہ سے یہ قسم کھائی کہ میں فلاں چیز نہیں کھاؤں گا پھر مجبور کیا گیا یہاں تک کہ اس کو کھا لیا تو حانث ہو جائے گا، اور اسی طرح اگر وہ بیہوش تھا یا پاگل تھا اور کھا لیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر اس بیہوش یا مجنون کے منہ میں ٹھونس دیا گیا یا اس کے حلق میں زبردستی ٹپکا دیا گیا اور اس نے قسم کھائی کہ میں پیوں گا نہیں تو حانث ہو جائیگا، لیکن اگر اس ٹپکانے کے بعد خود پی لیا تو حانث ہو جائے گا۔ (مبسوط)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں نمک نہیں کھاؤں گا پھر کھانا کھایا پس اگر کھانا نمکین نہیں تھا تو حانث نہیں ہوگا، یہی قول مختار ہے اور اگر کھانا نمکین تھا تو حانث ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح اگر قسم کھائی کہ یہ گول مرچ نہ کھاؤں گا پھر ایسا کھانا کھایا جس میں گول مرچ پڑی ہوئی تھی، پس اگر اس کا ذائقہ پایا جاتا ہے تو حانث ہو جائے گا اور نہ ذائقہ نہیں پایا جاتا تو حانث نہیں ہوگا اور فقیہ ابواللیث نے فرمایا ہے کہ جب تک عین نمک روٹی کے ساتھ یا کسی دوسری چیز کے ساتھ نہیں کھائے گا حانث نہیں ہوگا۔ فتویٰ اسی پر ہے، پس اگر اس کی قسم میں ایسے قرائن موجود ہیں جو دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ اس نے نمکین کھانا مراد لیا تھا تو وہ قسم اسی مراد پر محمول ہوگی (قاضی خاں)

شیخ الاسلام زاہدؒ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جن میں ایک نے قسم کھائی تھی کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا، دوسرے نے قسم کھائی تھی کہ پیاز نہیں کھاؤں گا، تیسرے نے قسم کھائی تھی کہ گول مرچ نہیں کھاؤں گا پھر ایسا کھانا بنایا گیا جس میں یہ سب چیزیں پڑی تھیں پھر اس کو ان قسم کھانے والوں نے کھا لیا تو گول مرچ کھانے والے کے سوا اور کوئی حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ گول مرچ محض اسی طرح کھائی جاتی ہے پس اس کی قسم اسی طرف لوٹے گی بخلاف گوشت اور پیاز کی قسم کے۔

قسم کے اندر تکلم کرنیوالے کے ظاہر لفظ کا اعتبار ہوتا ہے

اور اگر قسم کھائی کہ اپنی عورت کے کھانے میں سے نہیں کھائے گا، پھر عورت نے اس پر اپنا کھانا پیش کر دیا اور کہا کہ گھر کا کھانا کھاؤ اور اس نے کھا لیا تو حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ عورت کے اس کہنے سے وہ کھانا اس شخص کے ملک میں داخل ہو گیا، اگر عورت یہ لفظ (گھر کا کھانا کھاؤ) نہ کہتی اور باقی مسئلہ بحالہا رہتا تو حانث ہو جاتا۔

کسی آدمی کے پاس کچھ فالودے تھے اس نے کسی شخص کو حکم دیا کہ وہ اس کی نگرانی کرے اور اس کو اجازت دی کہ خود اس میں سے کچھ کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے اور اس نگراں نے قسم کھائی کہ میں اپنے فالودے سے نہیں کھاؤں گا اگر کھاؤں تو میری بیوی کو طلاق، اور اس آدمی کے پاس اپنا کوئی مملوکہ فالودہ یا اجرت پر لایا ہوا نہیں ہے، پھر اس فالودہ میں سے جس کی نگرانی کا حکم دیا تھا کچھ کھا لیا تو اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔ ہاں اگر عرف کے اعتبار سے یہ فالودہ اس نگراں کی ملکیت بھی شمار ہوتا ہو تو حانث ہو جائے گا۔ (ظہیریہ)

اور جب کوئی شخص قسم کھائے کہ تمر نہیں کھاؤں گا تو جس قسم کا بھی تمر (خشک چھوہارے) کھالے گا حانث ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر حیس کھائے گا تو حانث ہو جائیگا، اس لئے کہ حیس اس چھوہارے کا نام ہے جو دودھ میں بھیگ کر پھول جاتا ہے پھر کھایا جاتا ہے، ایسے ہی حانث ہو جائے گا جب عصیدہ کھالے گا جو تمر سے بنایا گیا ہو (ذخیرہ) (عصیدہ) وہ چھوارہ جو پانی اور دودھ میں بھگو کر پیسا گیا ہو، اور اگر قسم کھائی کہ یہ چھوہارہ نہیں کھائے گا پھر وہ چھوہارا دوسرے چھوہاروں میں مل گیا اور تمام ملے ہوئے چھوہارے کھالے تو حانث ہو جائے گا (مبسوط) اور اگر قسم کھائی کہ چھوہارے نہیں کھائے گا اور کوئی خاص چھوہارہ اس کی نیت میں نہیں تھا پھر ابالے ہوئے چھوہارے کھائے تو حانث نہ ہوگا، اسی

طرح حانث نہ ہوگا جب کچی کھجوریں خواہ ابالی ہوئی ہوں کھائے یا پکی تر کھجوریں کھائے اس لئے کہ ان چیزوں کو عرف میں تمر (چھوہارا) نہیں کہتے، ہاں اگر ان سب کی نیت قسم ہی میں کر لی تو حانث ہو جائے گا (بدائع)

اگر قسم کھائی کہ میں اس آٹے میں سے نہیں کھاؤں گا پھر اس کی روٹی میں سے کھایا یا اس کا خبیص بنایا یا روٹی کے ٹکڑے بنایا اور گوشت میں ملا کر کھایا تو حانث ہو جائے گا (جواہر اخلاطی) اور اگر اس قسم کے بعد کچے آٹے یا گوندھے ہوئے آٹے کے علاوہ شکل میں کھایا تو اس کا حکم کتاب (مبسوط) میں مذکور نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں) اور اگر قسم کھاتے وقت نیت کر لی تھی کہ آٹا بعینہٖ نہیں کھائے گا تو روٹی کھانے سے حانث نہ ہوگا (کافی) اور جب قسم کھائے کہ میں اس گیہوں سے نہ کھاؤں گا اور نیت کر رہا ہے کہ اس کے دانے نہیں کھاؤں گا تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی۔

معنی حقیقی و مجازی مراد لینے کا معیار

یہاں تک کہ اگر اس گیہوں سے روٹی بنا کر کھائے گا تو حانث نہ ہوگا اور اگر یہ نیت کی کہ اس سے جو چیزیں بنائی جاتی ہیں وہ نہیں کھائے گا تو یہ نیت بھی صحیح ہوگی یہاں تک کہ عین گیہوں کھانے سے حانث ہوگا اور اگر اس کی کوئی نیت نہ رہی ہوگی تو امام صاحب کے نزدیک اس کی روٹی کھانے سے حانث نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک حانث ہو جائے گا اور اگر بعینہٖ گیہوں کھائے گا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حانث ہو جائے گا (ذخیرہ) اور اگر اس گیہوں کا ستو کھایا تو امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور امام محمدؒ کا ظاہر قول بھی یہی ہے (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ اس گیہوں میں سے نہیں کھائے گا پھر اس گیہوں کو بویا اور اس کی پیداوار سے کھایا تو حانث نہ ہوگا (جوہرہ نیرہ) اور جب قسم کھائے کہ میں روٹی نہیں کھاؤں گا اور کسی خاص روٹی کی نیت نہیں تھی تو یہ قسم گیہوں اور جو کی روٹی اور اس چیز کی روٹی پر واقع ہوگی جس کی روٹی اس شہر میں متعارف اور مشہور ہو، یہاں تک کہ اگر ایسی جگہ کا ہو جہاں کے لوگ جو کی روٹی نہیں کھاتے تو جو کی روٹی کھانے سے بھی حانث نہ ہوگا، اور اگر چاول کی روٹی کھائی اور اس کے شہر میں یہی روٹی متعارف ہے تو اس کی قسم اسی کی طرف لوٹے گی ورنہ نہیں (محیط)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھائے گا پھر ٹکیہ کھا لیا جس کو فارسی میں کلیچہ کہتے ہیں یا پھلکہ کھا لیا یا تھوڑا سا کھا گیا (مقدار نوالہ) تو محمد ابن سلمہ نے فرمایا ان تمام صورتوں میں حانث نہ ہوگا اور قول مختار وہ ہے جس کو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ کلیچہ کھا لیا تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ اس کو مطلق روٹی نہیں کہتے اور ٹکیے میں اور نوالے کھانے میں حانث ہو جائے گا اس لئے کہ ٹکیہ بھی ایک قسم کی روٹی ہے اور نوالہ (ٹکڑا) تو روٹی ہی ہے (فتاوی کبریٰ) اور اگر خبز قطائف کھالی تو حانث نہ ہوگا لیکن جب اس کی بھی نیت کر لی ہو (ہدایہ)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں عورت کی روٹی نہیں کھاؤں گا، پھر تنور میں روٹی ڈالنے والی یہی عورت ہے اور اس کی تنور میں ڈالی ہوئی روٹی کھالی تو حانث ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہ عورت تنور میں روٹی ڈالنے والی نہیں تھی بلکہ محض آٹا گوندھتی تھی یا پیڑے بنائی تھی یا پیڑے بڑھا کر روٹی کی شکل کر لی تھی تو حانث نہ ہوگا (ظہیریہ) اگر کسی آدمی نے قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھاؤں گا پھر ثرید کھا لیا تو حانث نہ ہوگا ایسے ہی لاکشتہ ملوتی کھایا تو حانث نہ ہوگا، کسی آدمی نے قسم کھائی کہ

شوربا نہیں کھائے گا پھر آب بالسط (جیسے دلیئے کا پانی یا رائتہ کا پانی) پی لیا۔

اور اگر قسم کھائی یہ روٹی نہیں کھاؤں گا پھر اس وقت کھائی جب پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی تو حانث نہ ہوگا (فاضیخان) اور اگر مالیدہ کھا لیا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھاؤں گا پھر سمبوسہ کھا لیا تو امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ حانث ہو جائے گا۔ (یہ فارس کا محاورہ ہے، ہمارے دیار ہند میں سموسہ پر روٹی کا اطلاق نہیں ہوتا ہے، ہاں اگر روٹی کے اندر قیمہ یا پسی ہوئی دال یا اور کوئی پیسی ہوئی چیز ڈال کر پکا لی جائے تو اس پر روٹی (بیڑی روٹی) کا کا اطلاق ہوتا ہے حانث ہو جائے گا۔ (مترجم)

امام خجلانی سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے قسم کھائی تھی کہ روٹی اور چھوہارا نہیں کھاؤں گا پھر ان میں سے ایک چیز کھائی تو جواب دیا جب تک دونوں نہیں کھائے گا حانث نہ ہوگا (تتمیہ) اور اگر قسم کھائی کہ بھونا ہوا نہیں کھاؤں گا اور کسی خاص چیز کی نیت نہیں کی تو یہ قسم محض بھنے ہوئے گوشت پر واقع ہوگی، بھنی ہوئی گاجر اور بینگن وغیرہ پر واقع نہ ہوگی۔ لیکن یہ کہ اس نے ہر بھنی ہوئی چیز کی نیت کر لی ہو جیسے انڈے وغیرہ تو اس کی اس نیت کے مطابق قسم واقع ہوگی اور نیت صحیح ہوگی (کافی)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ سر کو نہ کھاؤں گا پھر اس نے نیت کر لی کہ مچھلی و بکری وغیرہ کسی چیز کا سر نہ کھاؤں گا تو جس چیز کا بھی سر کھائے گا حانث ہو جائے گا۔ اور اگر اس کی کچھ بھی نیت نہ ہو تو اس کی یہ قسم محض بکری، گائے، بھینس کے سر پر واقع ہوگی۔

صاحبین اور امام صاحب کے زمانوں کے عرف کا فرق

یہ قول امام اعظمؒ کا ہے اور صاحبینؒ نے فرمایا ہے کہ ہمارے زمانہ میں یہ قسم محض بکری کے سر پر واقع ہوگی (بدائع) اور یہ اختلاف عصر و زمانہ کے اعتبار سے ہے اس لئے کہ امام اعظم کے زمانہ میں عرف میں دونوں کا سر کھانا مراد لیتے تھے اور صاحبین کے زمانہ میں سر کھانے سے فقط بکری کا سر مراد ہوتا تھا اور ہمارے زمانہ میں ہمارے عرف و عادت کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا (ہدایہ) اور سر کھانے کی قسم میں جب کسی قسم کی نیت نہ ہو تو ٹڈی مچھلی اور چھوٹی چیزیں جیسے گوریہ (عصفور) کا سر بالاجماع داخل نہ ہوگا، اسی طرح اونٹ کا سر بھی داخل نہ ہوگا۔

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ انڈا نہ کھاؤں گا تو یہ قسم چڑیوں کے انڈے پر واقع ہوگی خواہ کسی قسم کی چڑیا (پرندہ) ہو جیسے مرغی، بطخ یا اور کوئی پرندہ، لیکن مچھلی کے انڈے کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس نے اس کی بھی نیت کر لی ہو تو حانث ہو جائے گا (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ شوربے دار پکا ہوا نہ کھاؤں گا تو اگر تمام شوربے دار کھانے کی نیت کر لے تو یہ قسم تمام شوربے دار کھانوں پر واقع ہوگی اور اگر کسی چیز کی نیت نہ کی ہو تو محض شوربے دار گوشت پر واقع ہوگی اور یہ بطریق استحسان ہوگا، مشائخ نے کہا ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ جب گوشت پانی میں پکایا گیا ہو اور اگر سوکھا قلیہ ہو تو اس کو طبیخ، (پانی میں پکا ہوا گوشت) نہیں کہتے ہیں، اور اگر گوشت پانی میں پکایا گیا ہو، پھر اس کے بعد اس قسم کھانے والے نے

شوربا روٹی کھایا اور گوشت نہ کھایا تو بھی حانث ہو جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں عورت کا پکایا ہوا طبیخ (شوربے دار گوشت) نہ کھاؤں گا' پھر اس عورت نے اس کے لئے ہانڈی گرم کی مگر گوشت پکایا کسی دوسری عورت نے تو اس کے کھانے سے حانث نہ ہوگا' اور اگر فارسی زبان میں اس طرح کہا کہ اندیگ گرم کردہ تو بخورم پس چنیں وچناں ست" پھر اس عورت نے ایک ایسی پکی ہانڈی گرم کی جس کو اس کے علاوہ کسی دوسری عورت نے پکایا تھا اس نے نہیں پکایا تھا تو اس کے کھانے سے حانث نہ ہوگا اس لئے کہ عرف میں گرم کر دینے سے مراد فارسی زبان میں پختہ نو ہوتا ہے۔ (محیط)

اور اگر قسم کھائی کہ حلوا نہ کھاؤں گا تو اس قسم میں اصل ضابطہ یہ ہے کہ فقہاء کی اصطلاح میں حلوا ہر ایسی میٹھی چیز کا نام ہے جس کی جنس میں ترشی نہ ہو اور جس کی جنس میں ترشی ہو وہ حلوا نہیں' اور ایسی قسم میں مرجع عرف پر ہوتا ہے پس ایسی قسم میں خبیث (ایک قسم کا نمکین کھانا) اور شہد مصفیٰ (صاف کیا ہوا) اور شکر اور گڑ' راب تمر اور اسی قسم کی اور چیزیں کھانے سے حانث ہو جائے گا' نیز معلیٰ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ تر اور خشک انجیر کے کھانے سے بھی حانث ہو جائے گا اس لئے کہ انجیر کی جنس میں ترشی نہیں ہوتی' لہٰذا خالص حلاوۃ کے معنی متحقق ہو گئے' اور اگر اس نے انگور شیریں یا خربوزہ شیریں یا انار شیریں یا آلو بخارا شیریں کھایا تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ ان کی جنس میں کچھ ترشی بھی بسا اوقات ہوتی ہے خالص شیرینی نہیں ہوتی پس خالص حلاوت کے معنی متحقق نہ ہوئے' اسی طرح کشمش بھی حلوا نہیں ہے' اس لئے کہ اس کی جنس میں بھی بعض ترش ہوتی ہیں اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی کہ حلاوت نہ کھاؤں گا تو اس کا حکم بھی حلوے کے حکم طرح ہے۔

لفظ دانہ اور لفظ غلہ کے مفہوم میں فرق

اگر کسی نے قسم کھائی کہ دانا نہ کھاؤں گا یعنی نہ چباؤں گا تو تل وغیرہ جو بھی دانہ چبائے گا اور کھائے گا حانث ہو جائے گا یعنی ایسی چیز جن کے چبانے اور کھانے کا عرف میں رواج ہو ان کے چبانے سے حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے اپنی قسم میں کسی خاص معین دانے کی نیت کی تو فقط اس دانے کے چبانے سے حانث ہو جائے گا اور کسی دوسرے دانے کے چبانے سے حانث نہ ہوگا اور اگر کوئی نگل گیا خواہ چبا کر خواہ ویسے ہی حانث نہ ہوگا (بدائع)

بعض فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ حرام نہ کھاؤں گا پھر غصب کئے ہوئے روپے سے کھانا خرید کر کھالیا تو حانث نہ ہوگا البتہ گنہگار ہوگا۔ ہاں اگر غصب کیا ہوا گوشت یا روٹی کھالیا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر اس روٹی یا گوشت کو روغن زیتون کے عوض (یا کسی اور چیز کے عوض) فروخت کر دیا اور اس کو کھایا تو حانث نہ ہوگا' اسی طرح اس قسم (روٹی گوشت نہ کھانے کی قسم) میں کتے یا بندر کا یا چیل کا گوشت کھالیا تو اسد بن احمد نے کہا کہ حانث نہ ہوگا' شیخ نصیر نے کہا کہ حانث ہو جائے گا اور ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں۔ اور حسن نے کہا کہ یہی حکم سب حرام کھانے کا ہے۔ اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ جس چیز میں علماء کا اختلاف ہو وہ مطلق حرام نہ ہوگی پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ فقیہ ابو اللیث کا قول بہت اچھا ہے

اور اگر کسی نے مضطر ہو کر حرام یا مردار کھا لیا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور قول مختار یہ ہے کہ وہ حانث ہو جائے گا' اس لئے کہ اس کی حرمت بحالہ باقی ہے' مضطر ہونے سے فقط گناہ دور کر دیا جاتا ہے' اور فوائد شمس الحلوائی میں

مذکور ہے کہ اگر ایسے انگور کے باغ سے کھایا جس کو اس نے بٹائی پر دیدیا ہے اور قسم پہلے کھاچکا ہے کہ میں حرام نہ کھاؤں گا تو اس باغ کے انگور کھانے سے حانث نہ ہو گا (خلاصہ)

اور اگر کسی نے گیہوں غصب کر کے پکایا پھر مالک کو ان گیہوں کے مثل گیہوں دیدیئے پھر اس کے بعد غصب کئے ہوئے گیہوں کھائے تو حانث نہ ہو گا اور اگر تاوان ادا کرنے سے پہلے کھالیا تو حانث ہو جائے گا اگرچہ قاضی نے تاوان کرنے کا حکم اب تک نہیں دیا تھا (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں یہ انگور یا یہ انار نہ کھاؤں گا پھر اس کے بعد ان کو چبا کر ان کو چوسنا اور تھوک پھینکنا شروع کر دیا تو حانث نہ ہو گا، اس لئے کہ یہ طریقہ ان کا کھانا نہیں کہلاتا بلکہ چوسنا کہلاتا ہے اور اگر انگور یا انار کا پانی نچوڑا اور اس کو نہیں پیا بلکہ اس کا چھلکا و گودا وغیرہ کھا گیا تو قسم میں حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر چبا کر عرق و چھلکا گودا سب نگل گیا تو حانث ہو جائے گا، محض عرق پینے سے حانث نہ ہو گا۔ (مگر ہمارے عرف دیار میں ان تمام صورتوں میں حانث ہو جائے گا۔ البتہ چھلکے کے کھانے میں کچھ تامل ہے، مترجم) عیون (الکتاب) میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ میں یہ انگور نہ کھاؤں گا اور پھر اس کو چبا کر اس کا چھلکا وغیرہ پھینکدے اور اس کا عرق پی جائے تو حانث نہ ہو گا، اور اگر اس کا چھلکا پھینک دے اور اس کا عرق اور بیج نگل جائے تو حانث ہو جائے گا، اور صدر شہید نے واقعات (الکتاب) میں اس کی تعلیل یوں فرمائی ہے کہ انگور تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے، اول صورت میں اس نے اقل اجزاء انگور کھایا ہے اس لئے اس پر انگور کھانے والے کا اطلاق نہ ہو گا اور دوسری صورت میں اس نے اکثر اجزاء انگور کھایا ہے اس لئے اس پر انگور کھانے والے کا اطلاق ہو گا۔ اور اکثر کے لئے کل کا حکم ہوتا ہے۔ (محیط)

اور اگر قسم کھائی کہ فاکہہ نہ کھاؤں گا پھر اس نے انگور یا انار یا تر کھجور کھالیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک حانث نہ ہو گا اور صاحبین کے نزدیک حانث ہو جائے گا (ہدایہ) اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا ہے کہ ہم فتویٰ صاحبین کے قول پر دیتے ہیں اس لئے کہ ان کا قول زیادہ ظاہر ہے، پھر یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے کہ اس نے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر ان چیزوں کی بھی نیت کر لی ہو تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا (شرح نقایہ)

بعض فواکہات کی تفصیل

انجیر، کشمش، سیب، اخروٹ، پستہ، آلو بخارا، عناب، امرود، بہی دانہ، یہ سب بالاجماع فاکہہ میں خواہ تر و تازہ ہوں یا پختہ اور کھیرا، ککڑی، گاجر بالاجماع فاکہہ میں سے نہیں ہیں، شہتوت فواکہہ میں سے ہے اور امام قدوری نے خربوزہ کو فواکہ میں سے شمار کیا ہے اور شمس الائمہ حلوائی نے نہیں شمار کیا ہے (ہمارے یہاں کے خربوزہ کو شاید امام قدوری بھی فواکہہ میں سے نہ شمار کریں گے) اور امام نے فرمایا ہے کہ تل اور باقلہ پھلوں میں شمار نہیں ہیں، حاصل کلام یہ ہے کہ جو چیزیں عرف میں فواکہہ میں شمار ہوتی ہیں اور تفکہاً کھائی جاتی ہیں وہ فاکہہ ہیں اور جو چیزیں ایسی نہیں ہیں وہ فواکہہ میں سے نہیں ہیں (وجیز کردری)

بادام و اخروٹ فواکہہ میں سے ہیں (اصل)، میں امام محمدؒ نے ان کو خشک ہونے کی حالت میں فواکہہ میں سے شمار فرمایا ہے اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ امام محمدؒ کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے عرف میں اس کو سوکھنے کے بعد فواکہہ میں شمار نہیں

کرتے، امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ بسر احمر اور بسر اصفر (بسر وہ چھوہارے جو اچھی طرح پکے نہ ہوں) فاکہہ میں سے ہے (محیط) اور کشمش اور چھوہارے جس قسم کے ہمارے یہاں ملتے ہیں اور انار کا خشک دانہ فواکہہ میں سے نہیں ہے (قاضیخاں) اور یہ بالاجماع ہے (بدائع) اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں امسال کسی فواکہہ سے نہیں کھاؤں گا، پس اگر ان دونوں میں فواکہہ تر و تازہ ملتے ہوں تو قسم انہی پر واقع ہوگی اور خشک کھانے سے حانث نہ ہوگا، اور اگر ان دنوں میں فواکہہ تر و تازہ نہ ہوں تو قسم خشک پر واقع ہوگی اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب کچھ نیت نہ کی ہو اور یہ استحسان ہے اور اسی کو شیخ ابوبکر محمد بن فضل نے اختیار کیا ہے (قاضی خاں)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں سالن استعمال نہیں کروں گا، سالن سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے ساتھ روٹی کھائی جائے جو چیز روٹی کے ساتھ اس طرح کھائی جائے کہ روٹی اس کے ساتھ رنگ جائے تو وہ ادوم ہے (یورن) ہے جیسے سرکہ، شہد، مکھن، گھی، شوربا اور روغن زیتون وغیرہ، اور جو چیز روٹی کو نہ رنگے ان چیزوں میں سے جس کا جسم روٹی کے جسم کی طرح ہے اور وہ ایسی ہے کہ اکیلی بھی کھائی جا سکتی ہے وہ ادوم نہیں ہے، جیسے گوشت، سوکھا انڈا، چھوہارا، کشمش وغیرہ اور یہ تفصیل امام اعظمؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک ہے، امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ جو چیز روٹی کے ساتھ اکثر کھائی جاتی ہے وہ ادوم ہے۔ اور یہ قول امام ابویوسفؒ سے مروی ہے، امام محمدؒ کے قول کو ابو اللیث نے لیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہی قول عرف کے مطابق پسندیدہ ہے اور محیط میں لکھا ہے کہ یہی قول زیادہ ظاہر ہے۔

اور قلانسی نے اپنی تہذیب میں فرمایا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے (بحر الفائق) اور حاصل کلام یہ ہے کہ جن چیزوں سے روٹی رنگین ہو جاتی ہے جیسے سرکہ وغیرہ جس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں بالاجماع ادوم ہیں اور جو چیزیں اکثر اکیلی کھائی جاتی ہیں جیسے خربوزہ، انگور، چھوہارا، کشمش وغیرہ تو یہ چیزیں بالاجماع ادوم نہیں ہیں، انگور اور خربوزوں میں صحیح قول کی بنا پر اور باقی سبزیاں اور ترکاریاں بالاتفاق نہیں ہیں (فتح القدیر) اور یہ اختلاف ایسی صورت میں ہے جب اس کی نیت کچھ نہ ہو اور اگر اس میں ان چیزوں کی بھی نیت کر لی ہو تو بالاجماع اس کی نیت پر قسم واقع ہوگی۔ تبیین الحقائق) اور فاکہہ بالاجماع ادوم نہیں ہے (بدائع)

اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤں گا پھر زید کو میراث میں کچھ ملا اور اس کو قسم کھانے والے نے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر زید نے خود کوئی چیز خریدی یا اس کو ہبۃً ملی یا اس پر صدقہ کیا گیا اور اس کو قبول کر لیا پھر اس کے بعد قسم کھانے والے نے کھا لیا تو حانث ہو جائے گا۔

ملکیت بدل جانے سے حکم میں تبدیلی

اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤں گا، پھر زید نے اس کو کوئی چیز ہبہ کی یا زید نے اس سے خرید لیا حالانکہ یہ چیز اسی قسم کھانے والے کی کمائی سے ہے تو پھر یہ قسم کھانے والے نے اس کو کھا لیا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤں گا پھر زید نے بہت کچھ کمایا اور مر گیا اور عمر اس کا وارث ہوا پھر اس کے بعد قسم کھانے والے نے عمر کے یہاں اس میراث سے کچھ کھا لیا تو حانث ہو جائے گا اور اسی طرح قسم کھانے والا خود اس کا وارث ہوا اور بعد قسم اس میں سے کچھ کھا لیا تو بھی حانث ہو جائے گا، بخلاف اس صورت کے کہ اگر کسی دوسرے شخص کے پاس میراث کے سوا کسی اور طرح یہ مال منتقل ہوا مثلاً خریدنے سے یا وصیت

ہونے سے پھر وہاں سے قسم کھانے والے نے کھایا تو حانث نہ ہوگا (ذخیرہ)

اگر قسم کھائی کہ میں زید کی میراث میں سے کچھ نہ کھاؤں گا، پھر زید مر گیا اور اس کی میراث میں سے کھا لیا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر زید کی میراث پہلے عمر کو ملی اور عمر کے مرنے کے بعد خالد کو ملی پھر اس کے بعد اس میں سے قسم کھانے والے نے کھا لیا تو حانث نہ ہوگا (بدائع) اور اگر قسم کھائی کہ زید کی کمائی سے نہ کھاؤں گا پھر عمر نے مرتے وقت زید کے لئے کچھ وصیت کی اور پھر اس میں سے قسم کھانے والے نے کھا لیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر زید نے قسم کھانے والے کو کھانے کی چیز ہبہ کی اور قسم کھانے والے نے قبضہ کرنے کے بعد اس میں سے کچھ کھایا تو حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر زید نے قسم کھانے والے کے واسطے وصیت کر دی ہو تو وصیت قبول کرنے کے بعد اس میں سے کھانے کی وجہ سے حانث نہ ہوگا۔ اور واضح رہے کہ مہر کا مال عورت کی کمائی میں داخل ہے اور اسی طرح زخموں کا تاوان خون زخم خوردہ کو ملتا ہے وہ زخم خوردہ کی کمائی میں داخل ہے۔ (خلاصہ)

روپیہ پیسہ کی بعض خاص قسم کی قسموں کا بیان

اگر کسی شخص کے پاس کچھ نقد روپیہ پیسہ وغیرہ ہے پھر اس نے قسم کھائی کہ میں ان کو نہ کھاؤں گا، پھر ان روپیوں کے بدلہ میں اشرفیاں یا پیسے خریدے پھر ان اشرفیوں یا پیسہ کے ذریعہ کوئی چیز خرید کر کھائی تو امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ حانث ہو جائے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں یہ روپیہ یا اشرفی نہ کھاؤں گا پھر ان کے بدلہ میں کوئی اسباب و سامان خرید لیا پھر ان اسباب و سامان کے بدلے میں کچھ کھانا خریدا اور اس کو کھایا تو حانث نہ ہوگا۔

اور اسی طرح ان روپیوں یا اشرفیوں کے بدلے کوئی غلّہ مثلاً جو چنا وغیرہ خریدا پھر اس غلّہ کے بدلہ میں کھانا خریدا اور کھایا تو حانث نہ ہوگا۔

اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر کسی ایسی چیز پر قسم کھائی جو کھائی نہیں جاتی مثلاً لوہا، لکڑی، وغیرہ اور کہا کہ میں بخدا اس کو نہیں کھاؤں گا پھر اس کے بدلے میں کھانا یا کوئی ایسی چیز جو کھائی جاتی ہے خریدی اور کھایا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر کسی ایسی چیز پر جو کھائی جاتی ہے قسم کھائی کہ میں اس کو نہ کھاؤں گا پھر اس کے بدلے میں کھانے کی چیز خرید کر کھائی تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)، مگر واضح رہے کہ یہ سب حکم اس صورت میں ہے جب قسم کھانے والے کی کوئی خاص نیت نہ ہو (مترجم)

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں شخص کو اپنے والد کے ترکہ سے کھانا نہ کھلاؤں گا پھر اپنے والد کے ترکہ میں کھانا پایا اور فلاں شخص کو کھلا دیا یا ترکہ میں روپے اشرفی، پیسے وغیرہ پائے اور اس کے عوض کھانا خرید کر کھلا دیا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر میراث کے کھانے کے بدلے دوسرا کھانا بدل کر اس میں سے کھلایا تو حانث نہ ہوگا

اور اگر قسم کھائی کہ میں اپنے والد کے ترکہ سے نہ کھاؤں گا پھر اس کے والد کا انتقال ہو گیا اور یہ شخص اس کے مال کا وارث ہوا پھر اس مال کے بدلے کھانا خریدا اور اس کو کھایا تو از روئے قیاس حانث نہ ہوگا مگر استحساناً حانث ہو جائے گا اس لئے کہ عرف و عادت کے مطابق میراث کھانے کی یہی صورتیں ہیں۔ اور اگر میراث کے بدلے کوئی چیز خریدی اور پھر اس چیز کے عوض کھانا خرید کر کھایا تو حانث نہ ہوگا۔

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں شخص کے کھیتوں سے نہ کھاؤں گا پھر اس کھیت کی پیداوار میں سے جو کاشتکار کے پاس

ہے یا فلاں شخص کے خریدار کے پاس ہے خرید کر کھایا تو حانث ہو جائے گا اور اگر فلاں شخص سے کسی دوسرے شخص نے خریدا اور اس کو دیا اور اس کی پیداوار سے قسم کھانے والے نے کھایا تو حانث نہ ہوگا (وجیز کردری)

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ملک سے یا اس چیز سے جس کا فلاں مالک ہوا ہے کچھ نہ کھاؤں گا پھر فلاں مذکور کی ملک سے نکل کر کوئی چیز دوسرے کے ملک میں داخل ہوگئی اور اس کو قسم کھانے والے نے کھالیا تو حانث نہ ہوگا (محیط) اگر قسم کھائی کہ جو چیز فلاں نے خریدی ہے یا جو چیز فلاں شخص خریدے اس میں سے نہ کھاؤں گا پھر اس فلاں نے اپنے واسطے یا دوسرے کے واسطے کوئی چیز خریدی اور اس میں سے قسم کھانے والے نے کھالیا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر اس فلاں نے اس خریدی ہوئی چیز کو جس کے لئے خریدا تھا اس کے حکم سے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی اور پھر اس میں سے اس خریدنے والے نے کھایا حانث نہ ہوگا (بدائع)

اور اگر قسم کھائی کہ ایسا گوشت نہ کھاؤں گا جس کو فلاں شخص نے خریدا ہو، پھر فلاں شخص نے ایک بکری کا بچہ خریدا اور اس کو ذبح کیا پھر اس میں سے قسم کھانے والے نے کھایا تو حانث نہ ہوگا (محیط

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس فلاں کا کھانا نہ کھاؤں گا پھر اس فلاں نے وہ کھانا فروخت کر دیا اس کے بعد اس کو قسم کھانے والے نے کھایا تو شیخین کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک حانث ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ عتابی کی شرح زیادات میں ہے، اور اگر قسم کھائی کہ میں ایسے کھانے میں سے نہ کھاؤں گا جس کو فلاں شخص تیار کرے یا ایسی روٹی نہ کھاؤں گا جس کو فلاں شخص پکاوے، پھر فلاں شخص نے ان کھانوں کو تیار کر کے فروخت کر دیا پھر قسم کھانے والے نے خریدنے والے کے پاس اس کھانا کو کھایا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے کھانے میں سے نہ کھاؤں گا اور یہ فلاں کھانا فروخت کرتا ہے اور قسم کھانے والے نے اس سے خرید کر کھالیا تو حانث ہو جائیگا، اور اگر قسم کھائی کہ میں تیرا یہ کھانا نہ کھاؤں گا اس کے بعد فلاں نے یہ کھانا اس قسم کھانے والے کو ہدیہ کر دیا تو شیخین کے قول کے مطابق حانث نہ ہوگا۔

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں زمین کی پیداوار سے نہ کھاؤں گا پھر اس پیداوار کی قیمت سے کھایا تو حانث ہو جائے گا، ہاں اگر اس نے نفیس پیداوار کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ حانث نہ ہوگا مگر قضاءً حانث ہوگا یعنی دیانۃً اس کی نیت معتبر ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی۔ (ذخیرہ)

(مترجم کہتا ہے کہ یہ تفصیل عربی زبان کے محاورہ کے اعتبار سے ہے، ہمارے عرف میں پیداوار محض غلہ کو کہتے ہیں اور غلہ کی قیمتوں کو پیداوار نہیں کہتے لہٰذا حکم بالعکس ہوگا۔

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے کھانے سے نہیں کھاؤں گا اور کوئی خاص نیت نہ تھی، پھر قسم کھانے والے نے اس کھانے میں سے خریدا یا خود اس فلاں نے کسی کو ہبہ کر دیا اور اس کے بعد قسم کھانے والے نے خریدا اور کھایا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

اصل مبسوط میں مذکور ہے اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسا کھانا نہ کھاؤں گا جس کو فلاں شخص خریدے اس کے بعد ایسا کھانا کھایا جس کو فلاں شخص نے اور ایک اور شخص نے اس قسم کھانے والے کے لئے خریدا تو حانث ہو جائے گا، ہاں اس نے قسم میں یہ نیت کر لی ہو کہ جس کو اکیلا فلاں شخص خریدے گا اس کو نہ کھاؤں گا تو حانث نہ ہوگا (خلاصہ)

افعال مشترکہ میں قسم کا حکم

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کے کھانے میں سے نہیں کھاؤں گا پھر ایسا کھانا کھایا جو فلاں اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہے تو حانث ہو جائے گا اور اسی طرح قسم کھائی کہ فلاں کی خبز (روٹی) نہ کھاؤں گا پھر ایسی روٹی کھائی جو فلاں اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک تھی تو حانث ہو جائے گا بخلاف اس کے کہ اگر اس طرح قسم کھائی کہ فلاں کی رغیف نہ کھاؤں گا اس کے بعد ایسی رغیف کھائی جو اس کے اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک تھی تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ جب رغیف مشترک ہوگی تو مسلم تنہا ایک آدمی کی نہ ہوگی بلکہ ان کا ٹکڑا اور جز ایک ایک آدمی کا ہوگا اور رغیف کا ٹکڑا رغیف نہیں کہلاتا ہے لہٰذا مشترک رغیف کھانے سے رغیف نہیں کھایا بلکہ ٹکڑا کھایا۔ بخلاف روٹی کے کہ روٹی کا ٹکڑا روٹی کہلاتا ہے، اور اگر قسم کھائی کہ اپنے بیٹے کے مال میں سے نہ کھاؤں گا پھر سرکہ کھایا ایسے مشکے میں سے جو اس کے اور اس کے درمیان مشترک ہے تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے بیٹے کا مال کھایا (محیط) اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کا کھانا نہ کھاؤں گا پھر ایسے کھانے میں سے آدھے سے کم کھایا جو اس قسم کھانے والے اور فلاں کے درمیان مشترک ہے تو حانث نہ ہوگا (ظہیریہ)

کسی شخص نے قسم کھائی کہ اپنے والد کی چیزوں میں سے کوئی چیز نہ کھاؤں گا پھر اپنے والد کے گھر سے ایک ٹکڑا روٹی کا کھا لیا جو زمین پر پھینکا ہوا تھا تو شیخ ابوبکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا اور شیخ ابو علی نسفی نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا اور فقیہ ابوبکر بلخی رحمہ اللہ نے یہ تفصیل فرمائی کہ اگر یہ ٹکڑا اتنا بڑا تھا کہ عادتاً اس کو فقیر کو دے سکتے ہیں تو حانث ہو جائے گا ورنہ نہیں (قاضی خاں)، پھر قاضی خاں نے کہا کہ احوط قول نسفی کا ہے اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کا کھانا نہ کھاؤں گا تو یہ قسم فلاں کے موجودہ کھانے پر اور اس کھانے پر جو آئندہ اس کی ملک میں آئے گا دونوں پر واقع ہوگی۔ (فتاویٰ سراجیہ)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس انار میں سے نہ کھاؤں گا جس کو فلاں شخص خریدے، پھر اس انار کو فلاں شخص اور دوسرے شخص نے مل کر خریدا اور اس میں سے کھایا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر اس طرح کہا کہ میں ایک انار سے جس کو فلاں خریدے گا نہ کھاؤں گا تو حانث نہ ہوگا۔

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں عورت کی سوت کی قیمت سے نہ کھاؤں گا پھر اس کے بعد فلاں عورت کا کاتا ہوا سوت خرید لیا یا اس نے (عورت) خود اس کو ہبہ کر دیا پھر اس سوت کی قیمت سے کھایا تو حانث نہ ہوگا اور اگر فلاں عورت نے خود اس کو فروخت کیا اور اس کی قیمت قسم کھانے والے کو دی اور اس نے اس قیمت سے کچھ کھایا تو حانث ہو جائے گا، ہاں اگر فلاں عورت نے یہ قیمت اپنے بیٹے یا کسی اجنبی کو ہبہ کی پھر اس شخص نے قسم کھانے والے کو ہبہ کیا پھر اس کی اگر کوئی چیز خرید کر کھائی تو حانث نہ ہوگا (محیط سرخسی)

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کا پکایا ہوا شوربا دار گوشت نہ کھاؤں گا پھر فلاں شخص نے اور دوسرے نے مل کر پکایا اور قسم کھانے والے نے کھایا تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اس کا ہر جز پکایا ہوا کہلائے گا، اسی طرح اگر کہا کہ میں فلاں کی خبز (روٹی)، نہیں کھاؤں گا پھر فلاں نے اور دوسرے نے مل کر خبز پکائی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ اس ہانڈی سے نہیں کھاؤں گا جس کو فلاں شخص پکاوے پھر اس فلاں اور دوسرے نے مل کر پکائی اور اس نے کھایا تو حانث نہ ہوگا اس لئے کہ ہانڈی کا

ہر چیز باندی نہیں کہلاتا (اختیار شرح مختار)

قسم میں عربی اور فارسی زبان کا فرق

اسی طرح اگر فارسی زبان میں قسم کھائی کہ از چیز فلاں نخورم پھر اس کے بعد فلاں کے خربوزے یا جما ہوا پانی کھالیا تو حانث ہوگا اس واسطے کہ اس طرح کی قسم میں لوگوں کا ذہن ایسی چیز کے کھانے کی طرف نہیں جاتا، کیا نہیں دیکھتے ہو کہ اگر اسی قسم کے اندر اس کے خربوزہ کا چھلکا یا روٹی کا ایک ٹکڑا جو اس کے دروازے پر پڑا پایا اور کھالیا تو بالاتفاق حانث نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ کبریٰ) اور اگر قسم کھائی کہ ایسی کوئی چیز نہیں کھاؤں گا جس کو فلاں شخص اٹھا لائے اور مراد یہ لی کہ فلاں کی لائی ہوئی چیز نہ کھاؤں گا، پھر فلاں کا لایا ہوا برف کھایا تو حانث ہو جائے گا، مشائخ نے ایسا ہی کہا ہے (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ اپنے داماد کے مال سے کچھ نہ کھاؤں گا پھر اس کو ایسا خمیر دیا گیا جو اس کے داماد کے خمیر میں سے لایا گیا ہے اور اس نے اس خمیر کو دوسرے خمیر میں ملا کر پکوایا اور کھایا تو حانث نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں شخص کا پانی نہ پیوں گا یا اس کا نمک نہ کھاؤں گا پھر اس کے بعد اس کا پانی یا نمک لے کر اپنے خمیر میں ملا دیا اور پکا کر کھایا تو حانث نہ ہوگا (خلاصہ)

اور اگر قسم کھائی کہ اپنے داماد کی روٹی نہ کھاؤں گا، پھر اس کا داماد سفر میں چلا گیا اور اپنی بیوی کے لئے نفقہ چھوڑ گیا اور اس میں سے اس نے کھالیا تو دیکھا جائے گا کہ داماد نے عورت کے نفقہ کے واسطے اس کو الگ کر گیا تھا اور اس میں سے یہ روٹی کھائی تو حانث نہ ہوگا اور اگر نفقہ الگ کر کے نہ گیا تھا بلکہ یہ کہہ گیا تھا کہ میرے کھانے میں بقدر کفایت کھالیا کرنا پھر قسم کھانے والے نے بھی اسی میں سے کھالیا تو حانث ہو جائے گا (وجیز کردری)

اور اگر قسم کھائی کہ اپنے باپ کے مال سے نہ کھاؤں گا پھر باپ مر گیا اور یہ خود وارث ہوا اور کھالیا تو حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر قسم میں یہ لفظ بھی کہہ دیا کہ باپ کے مال سے اس کے مرنے کے بعد نہ کھاؤں گا تو اس صورت میں حانث ہو جائے گا (وجیز کردری) اور اگر کسی عورت نے قسم کھائی کہ اپنے لڑکے کے کھانے میں سے نہ کھاؤں گی اور حال یہ ہے کہ لڑکے نے قسم کھانے سے پہلے کچھ کھانے اس کے پاس بھیج دیئے تھے اور اس کو اس نے کھالیا تو حانث نہ ہوگی، اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب عورت نے بوقت قسم کچھ نیت نہ کی اور اگر اس نے اس کھانے کی نیت کر لی ہو تو حانث ہو جائے گی اس لئے کہ یہ اضافت اور نسبت باعتبار مجاز کے صحیح ہوگی، یعنی جو چیز کسی وقت لڑکے کی رہی ہو نہ کھاؤں گی مراد ہو جائے گی۔ (محیط)

قسم عرفی مفہوم کے تابع ہونے کی مثال

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ کھانا نہ کھاؤں گا پھر اس کے بعد فلاں نے ایک برتن سے کھایا اور قسم کھانے والے نے دوسرے برتن سے کھایا تو حانث نہ ہوگا جب تک دونوں ایک برتن سے نہ کھاویں (قاضی خاں) اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے مال میں سے نہ کھاؤں گا پھر دونوں نے اپنے اپنے روپے ملا کر کوئی چیز خریدی اور کھائی تو حانث نہ ہوگا اس

لئے کہ عرف میں اس کو اپنا ہی مال کھانا کہتے ہیں، یہ فتاویٰ ابو اللیث میں ہے (کافی)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کی چیزیں سے نہ کھاؤں گا پھر اس فلاں کی بیوی نے اس کی گول مرچ اپنی ہانڈی میں ڈال دی اور اس کو قسم کھانے والے نے کھایا تو شیخ ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا ہے کہ حانث ہو جائے گا ہاں اگر قسم کھانے والے اور فلاں کے درمیان میں قسم کا کوئی ایسا سبب ہو جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ قسم میں ایسی مرچ وغیرہ کھانا داخل نہیں

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے انگور کے باغ سے اس سال کوئی چیز نہ کھاؤں گا تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ قسم پورے بارہ مہینے پر واقع ہو گی اور ہمارے مولانا نے فرمایا ہے کہ اس سال کے جس قدر ایام باقی رہ گئے ہوں قسم انہی پر واقع ہو گی۔ (قاضی خاں)

اور اگر کسی شخص نے کہا کہ فلاں شخص جو چیز کھانے کی لاوے گا میں اسے نہیں کھاؤں گا پھر قسم کھانیوالے نے اس فلاں کو گوشت دیا کہ اس کو پکا دے اور اس نے پکاتے ہوئے گائے کی چربی کا یا اوجھڑی کا ایک ٹکڑا ڈال دیا جو ہانڈی کے جوش مارنے میں نکل گیا پھر قسم کھانے والے نے اس ہانڈی کا شوربا کھایا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ میری دانست میں وہ حانث نہ ہو گا، جب اس نے ہانڈی میں گوشت کا کوئی ایسا جز ڈالا ہو جو تنہا پکا کر قلت اور کمی کی وجہ سے شوربا بنانے کے لائق نہ ہو اور اگر اتنا زیادہ ڈالا ہو کہ تنہا پکا کر بھی اس سے شوربا لیا جا سکتا ہو تو حانث ہو جائے گا اور امام محمدؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ جو چیز فلاں شخص لا دیگا میں اس کو نہ کھاؤں گا، پھر فلاں شخص نے گوشت لا کر اس کو بھونا پکایا اور تیار ہونے کے بعد اس کو قسم کھانے والے نے پکے ہوئے چاولوں پر رکھ کر اس کو دیا اور اس کا اثر چاولوں میں آگیا اور اس کو قسم کھانے والے نے کھایا تو حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر فلاں مذکور تازے چنے لایا اور ان کو پکایا پھر قسم کھانے والے نے اس کا شوربا کھایا جس میں چنے کا مزا آتا ہے تو حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر فلاں مذکور تازے چھوہارے جس کو رطب کہتے ہیں لایا اس میں سے شیرہ بہا اور شیرہ کو حالف نے کھایا یا زیتون لایا اور اس کا تیل نکالا گیا اور وہ تیل حالف نے کھایا تو حانث ہو جائے گا (بدائع)

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں شخص کے طعام میں سے کوئی طعام نہ کھاؤں گا پھر اس شخص کا سرکہ یا تیل یا نمک کھا لیا یا اس کے کھانوں میں سے کوئی چیز لے کر اپنے کھانے کے ساتھ ملا کر کھائی تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر اس شخص کا پانی یا نبیذ (زلال خرمہ یا منقیٰ وغیرہ) لے کر اس کے ساتھ اپنی روٹی کھائی تو حانث نہ ہو گا (جوہرہ نیرہ)

غالب اور اکثر کا اعتبار ہوتا ہے

اور اگر قسم کھائی کہ یہ گیہوں یا جو نہ کھاؤں گا پھر ان میں سے کسی کو لے کر اپنے اناج کے ساتھ ملا کر کھایا پس اگر اس کو ایک ایک مٹھی کر کے پھانکا یا منہ بھر بھر کر کھایا تو اگر گیہوں یا جو زیادہ اور غالب ہو گا تو حانث ہو گا اور اگر دوسرا اناج زیادہ اور غالب ہو گا تو حانث نہ ہو گا اور اگر دونوں برابر ہوں گے تو قیاس یہ ہے کہ حانث ہو جائے گا مگر استحساناً حانث نہ شمار ہو گا اور اگر ایک دانہ کر کے کھایا ہے یعنی مٹھی بھر بھر کر منہ میں نہیں بھرا ہے تو ہر حال میں حانث ہو جائے گا (ذخیرہ)

اور اگر قسم کھائی کہ طعام نہ کھاؤں گا یا یہ کہا کہ نہ پیوں گا مگر فلاں کے اجازت سے پھر فلاں شخص نے اس کو اجازت

دیدی تو یہ اجازت محض ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پر دائر ہوگی یعنی ایک مرتبہ کی اجازت میں اگر ایک لقمہ یا ایک گھونٹ سے زیادہ کھا پی لے گا تو حانث ہو جائے گا (محیط)

اور اگر قسم کھائی کوئی طعام نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا یا پھر کھانے یا پینے کی کوئی چیز منہ میں رکھی اور اس کو حلق میں داخل نہ ہونے دیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اپنی اس قسم کو کسی فعل پر منعقد کیا پھر اس فعل سے گھٹ کر کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس سے بڑھ کر کیا تو حانث ہو جائے گا، یہ مبسوط میں ہے اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ کھانا پینا کچھ نہ چکھوں گا پھر اس کو اپنے منہ میں داخل کیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر دعویٰ کرے کہ میری مراد نہ چکھنے سے نہ کھانا نہ پینا تھی تو محض دیانۃً اور فیما بینہ وبین اللہ یہ دعویٰ تسلیم ہوگا، اور قضاءً اس کی تصدیق نہ ہوگی۔ (بدائع)

اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں نہ چکھوں گا نہ کھانا اور نہ پینا پھر اس کے بعد ایک چیز چکھی تو حانث ہو جائے گا اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ نہ کھاؤں گا نہ کھانا نہ پینا اور اسی طرح اگر حرف یا دونوں کے بیچ میں لایا مثلاً اس طرح کہا کہ نہ کھاؤں گا کھانا یا پینا تو بھی یہی حکم ہے۔ کہ اگر ایک چیز بھی چکھے گا تو حانث ہو جائے گا (مبسوط) اور اگر کہا کہ واللہ میں کھانا اور پانی نہ چکھوں گا پھر ان میں سے ایک چیز کو چکھا تو حانث نہ ہوگا۔ اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا اور شیخ ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا ہے کہ مدار اس کی نیت پر ہوگا۔ اور اگر اس نے کچھ نیت نہ کی ہوگی تو محض ایک چیز کے چکھنے سے حانث نہ ہوگا اور فتویٰ اسی پر ہے۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ شراب نہ چکھوں گا، پھر ایسی روٹی کھائی کہ جس میں شراب کا خمیر پڑا ہوا ہو تو شدادؒ نے فرمایا حانث نہ ہوگا جیسے اس قسم میں حانث نہ ہوگا مثلاً قسم کھائی کہ روغن زیتون نہ چکھوں گا پھر ایسی روٹی کھائی جس کا آٹا روغن زیتون سے گوندھا گیا ہو۔

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے گھر میں نہ کھانا چکھوں گا نہ پانی پھر اس کے گھر میں اس کی کوئی چیز اپنے منہ میں داخل کی تو اگرچہ پیٹ میں نہ پہنچے تو بھی حانث ہو جائے گا اور یہ قسم محض چکھنے پر واقع ہوگی اور اگر کسی شخص نے اس سے کہا کہ آج میرے پاس کھانا کھاؤ اور اس نے قسم کھائی کہ میں تیرے گھر نہ کھانا چکھوں گا نہ پانی تو یہ قسم محض کھانے پر واقع ہوگی نہ کہ چکھنے پر (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی کہ پانی نہ چکھوں گا پھر اس نے نماز کے لئے کلی کی تو حانث نہ ہوگا۔ (خلاصہ)

اور اگر قسم کھائی کہ یہ شراب نہ چکھوں گا پھر وہ شراب سرکہ بن گیا اور اس کے بعد پیا تو حانث نہ ہوگا۔ ہاں اگر یہ بھی نیت کر لی ہو کہ جو چیز اس سے بنے گی وہ بھی نہ چکھوں گا تو حانث ہو جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ)

اور اگر قسم کھائی کہ تغدی نہ کروں گا یہ قسم اس کھانے پر واقع ہوگی جو فجر کے طلوع ہونے سے لے کر ظہر کے وقت تک کھایا جاتا ہے۔ اور ظہر سے لے کر آدھی رات تک جو کھانا کھایا جاتا ہے اس پر واقع نہ ہوگی (ہدایہ) اس لئے کہ تغدی کے معنی ہیں غدا استعمال کرنا اور غدا وہی کھانا ہے جو ظہر سے پہلے تک کھا لیا جائے پس اگر قسم کھائی کہ آج تغدی نہ کروں گا پھر بعد دوپہر کھایا تو حانث نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور شیخ حلوانی نے فرمایا ہے کہ یہ امام کے زمانہ کا وقت تھا ہمارے زمانہ کے عرف میں تغدی کا وقت عصر تک ہے۔

اور عصر کے بعد تعشی (عشا کا کھانا) کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پھر یہ معلوم رہے کہ غدا (دن کا کھانا) عشاء (رات کا کھانا) ایسے کھانوں کا نام ہے جس کو لوگ عادت کے طور پر ان دونوں وقتوں میں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں پس اس طرح کی قسم میں قسم کھانے والے کے دیار میں جو کھانا اس طرح کھاتے ہوں اس پر یہ قسم منعقد ہوگی اور فقط اس کے کھانے سے حانث ہوگا ورنہ نہیں۔ اسی بنا پر مشائخ نے یہ کہا ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگوں نے غدا یعنی دن کا کھانا ترک کرنے پر قسم کھائی پھر انہوں نے دودھ پی لیا تو اگر دودھ پینا ان کی غدا نہیں تھی تو حانث نہ ہوں گے۔

قسم میں محاورہ اور عرف کا اعتبار ہوتا ہے

اور اگر یہی قسم بدویوں نے اور ایسے لوگوں نے کھائی جن کی دن کی عام غدا دودھ پی لینا ہی ہے تو چونکہ ان کا ایک وقت کھانا (دن کا) یہی ہے اس لئے وہ حانث ہو جائیں گے۔ شیخ ابو الحسن نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ تغدی (دن کا کھانا) نہ کروں گا پھر روٹی کے علاوہ چھوہارا یا اور کوئی پھل وغیرہ کھا لیا یہاں تک کہ آسودہ ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اور یہ غدا نہ کا کھانا نہ کہلائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے محض گوشت بغیر روٹی کے کھا لیا تو بھی حانث نہ ہوگا اور ہر آبادی اور ہر شہر کا غدا (دن کا کھانا) وہ چیز ہے جو ان میں متعارف ہو (مترجم کہتا ہے کہ ہمارے دیار میں ایسا عرف غالب نہیں ہے لہٰذا چاول ودیگر اناج وگوشت کے جرم کو ہمارے عرف میں کبھی بھر پیٹ بھی کھاتے ہیں حانث ہو جائے گا۔ واللہ اعلم)

غدا اور عشاء دونوں میں یہ شرط ہے کہ آدمی آسودگی سے زیادہ کھانے یہاں تک کہ اگر اپنی باندی سے یہ کہا کہ اگر تو نے آج کی رات تعشی نہ کی یعنی رات کا کھانا نہ کھایا تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس نے فقط ایک یا دو لقمہ کھا لیا تو یہ تعشی نہیں ہوگی اور اگر قسم کھانے والا اپنی قسم میں سچا نہ ہوگا، یہاں تک کہ مذکورہ لونڈی اپنی نصف آسودگی سے زیادہ کھائے (سراج وہاج)

رمضان میں قسم کھائی کہ آج کی رات تعشی نہ کروں گا پھر آدھی رات گذر جانے کے بعد کھایا تو حانث نہ ہوگا، (وجیز کردری) اور اگر قسم کھائی کہ سحری نہ کھاؤں گا تو نصف رات سے لے کر فجر کے وقت کھانے سے حانث ہو جائے گا۔ یہ شرح مجمع البحرین میں ہے۔

مسا (شام) کے معنی عرب میں دو ہیں ایک بعد زوال سے لے کر رات تک اور دوسرا غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے، پس ان دونوں میں قسم کھانے میں جس کی نیت کرے گا صحیح ہوگی، اور اسی قاعدے پر اگر کسی نے زوال شمس کے بعد یہ قسم کھائی کہ میں مسا (شام) تک یہ کام نہ کھاؤں گا تو یہ قسم سورج ڈوبنے پر واقع ہوگی، اس لئے کہ مسا کے اول معنی کا احتمال بھی باقی نہیں رہا۔ اس لئے دوسرے معنی متعین طریقہ پر مراد ہوں گے، یعنی ما بعد غروب شمس (فتح القدیر)

معلی نے امام محمد سے روایت کی ہے اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ ضحو یعنی (بعد طلوع آفتاب جس وقت نماز پڑھنی جائز ہو جاتی ہے) کے وقت آؤں گا تو یہ قسم طلوع آفتاب سے لے کر نصف النہار تک واقع ہوگی یعنی نصف النہار سے پہلے پہلے جب بھی آ جائے گا قسم پوری ہو جائے گی (محیط سرخسی)

امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی لاآتیک الصبح، یعنی صبح کو نہ آؤں گا تو میرے نزدیک یہ قسم طلوع آفتاب سے لے کر ضحوہ کبریٰ یعنی چاشت کے وقت تک شامل ہوگی اور جب چاشت کا وقت ہو کر ظہیرہ کا وقت شروع ہوجائے گا تو قسم کا وقت جاتا رہے گا (بدائع)

قسم پوری کرنیکا بعض حیلہ

اور اگر قسم کھائی کہ آج میں تم کو خدا کی قسم ہزار روپیہ کی غذا کھلاؤں گا یا یہ کہا کہ اگر تو آج میرے سئے ہزار روپیہ کی روٹی نہ کاتے تو مجھ پر ایسا ایسا (یعنی اپنے اوپر کوئی جزا مرتب کی) پھر اس کے بعد اس نے ایک روپیہ کی کوئی چیز ہزار روپیہ میں خریدی اور اس کو کھانے میں کھلایا یا اسی طرح کوئی کوئی غلام ہزار روپیہ میں خرید کر آزاد کیا یا اسی طرح ایک ہزار میں تھوڑی سی روئی خریدی جس کو عورت نے کات دیا تو اپنی قسم میں سچا ہوگیا (وجیز کردری) اور اگر کہا کہ میں نے اگر دو روٹیوں سے تغدی کیا یعنی دن کا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس کے بعد آج دن میں ایک روٹی کھائی اور دوسری کل دن میں کھائی تو از روئے قیاس حانث ہوجائے گا کیونکہ لفظ کھانا مطلق ہے، خواہ آج ہی ایک دن میں کھائے یا دو دن میں دو روٹی کھانا دونوں صورت میں صادق آتا ہے، جیسے تعیین کر کے اس طرح کہے کہ اگر میں نے ان دو روٹیوں سے تغدی کرلی تو میرا غلام آزاد ہے، پھر ان روٹیوں میں سے ایک سے اس نے آج تغدی کی اور دوسری سے دوسرے دن تغدی کی تو اسی قاعدہ سے حانث ہوجاتا ہے، کیونکہ کھانا یہاں بھی مطلق ہے، پس صورت مذکورہ میں بھی ایسا ہی حکم ہوگا، مگر استحساناً حانث نہ ہوگا اور اگر اس نے اس صورت مذکورہ میں متفرق طور پر تغدی کرنے کی نیت کی ہو تو حکم اس کی نیت پر ہوگا، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں نے دو روٹیاں کھالیں یا دو روٹی کھالی تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس کے بعد ان دونوں روٹیوں کو ایکبارگی ہی کھالیا یا متفرق تو قیاساً و استحساناً دونوں طرح حانث ہوجائے گا۔ (محیط)

اور اگر قسم دن کے کھانے پر منعقد کی اور روٹی کو اس قسم سے استثنا کرلیا تو جو چیز روٹی کی تبعیت میں کھائی جاتی ہے وہ بھی روٹی کے ساتھ ساتھ مستثنیٰ ہوجائے گی، چنانچہ اگر اس طرح کہا کہ میں روٹی کے سوا کسی چیز سے تغدی نہ کروں گا تو روٹی کے ساتھ ہر وہ چیز مستثنیٰ ہوگی جو روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہے اور مستقل نہیں کھائی جاتی جیسے سالن، سرکہ، روغن زیتون وغیرہ حتی کہ روٹی کے ساتھ ان کے کھانے سے بھی حانث نہ ہوگا، اور جو چیز عادت اور عرف کے موافق طبعاً نہیں کھائی جاتی بلکہ مستقلاً کھائی جاتی ہے اور کھانے میں مقصود ہوتی ہے جیسے سرید چاول وغیرہ یہ مستثنیٰ نہ ہوں گے اور ان کے کھانے سے حانث ہوجائے گا اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ وہ عادت اور عرف میں مستقلاً بھی کھائی جاتی ہیں اور روٹی کے ساتھ روٹی کی تبعیت میں بھی کھائی جاتی ہیں جیسے گوشت، مچھلی، دودھ وغیرہ تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ روٹی کے استثنا کرنے میں ان کی تبعیت میں یہ بھی مستثنیٰ ہوجائیں گی اور ان کے کھانے سے حانث نہ ہوگا اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ یہ چیزیں مستثنیٰ نہ ہوں گی اور ان کے کھانے سے حانث ہوجائے گا۔

قسم میں عرف و محاورہ کا اعتبار ہوتا ہے

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ امام محمدؒ کے نزدیک اگر کسی شخص نے اس طرح کہا کہ اگر آج میں نے روٹی علاوہ کوئی چیز کھائی

تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس نے روٹی کھائی اور روٹی کھانے کے بعد کچھ فاکہہ یا چھوارا یا سرید یا چاول وغیرہ کھا لیا تو حانث ہوجائے گا، ہاں اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے روٹی سے استثنا کا قصد کیا تھا یعنی یہ نیت کی تھی کہ اگر میں روٹی کے سوی کچھ کھاؤں تو ایسا ہے تو اس صورت میں اس کے قول کی دیانۃً تصدیق ہوگی۔ مگر قضاءً نہ ہوگی، لیکن واضح رہے کہ اسی مسئلہ میں اگر روٹی کھانے کے بعد کچھ فواکہات یا چھوہارے بغیر روٹی کے یا روٹی کے ساتھ کھائے تو بہر حال حانث ہوجائے گا، اسی طرح اگر یوں کہا کہ اگر میں نے بجز روٹی کے تغذی (دن کا کھانا) کی تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد دن میں محض روٹی کھائی پھر اس کے بعد کچھ چھوہارے یا فواکہات کھا لئے یا خبیص کھا لی تو حانث ہوجائیگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ دن کا کھانا کھانے کی شکل میں ان چیزوں کے کھانے سے اسی وقت حانث ہوگا جب روٹی کھانے کے فوراً بعد ان چیزوں کو کھائے ورنہ اگر روٹی کھانے کے بعد کچھ دیر گزار کا سلسلہ ختم ہوگیا پھر ان چیزوں کو مستقلاً کھایا تو حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ اب ان کو کھانے سے ان کے ساتھ تغذی کرنے والا نہیں کہا جائے گا اور اس صورت میں بھی اگر اس نے محض روٹی ہی کے استثنا کی نیت کی ہو تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی نہ کہ قضاءً (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر قسم کھانے سے پہلے کوئی ایسا کلام کیا ہو جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ اس نے روٹی کھانے سے استثنا کرنا مراد لیا ہے۔ مثلاً بسلسلۂ کلام کسی نے کہا ہو تم تو آج دو روٹی کھاؤ گے، اس پر اس نے کہا ہو کہ اگر میں آج کے دن ایک روٹی کے سوا کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ قسم محض روٹی کے ساتھ خاص ہوگی حتیٰ کہ اگر اس نے روٹی کھانے کے بعد فوراً چھوہارے کھائے یا روٹی کے ساتھ کھائے تو حانث نہ ہوگا بلکہ اس کی قسم روٹیوں ہی کے ساتھ مقید رہے گی، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں آج کے دن ایک روٹی سے زیادہ کھاؤں گا تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ قسم بھی روٹی ہی کے ساتھ خاص ہوگی۔ چنانچہ اگر اس نے ایک روٹی کھانے کے ساتھ یا کھانے کے فوراً بعد کچھ چھوہارے یا فواکہات کھائے تو حانث نہ ہوگا اور حاصل قسم اس صورت میں یہ ہوگی کہ اگر میں آج کے دن روٹی کی جنس سے ایک روٹی سے زیادہ کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہے۔ چونکہ اس طرح کہنے میں اس کی قسم محض روٹیوں کے ساتھ خاص ہوگی اسی طرح صورت مذکورہ میں بھی محض روٹیوں کے ساتھ مخصوص ہوگی (محیط سرخسی)

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ اگر میں نے کپڑا پہنا یا کھانا کھایا کوئی چیز پی تو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر اس کے بعد دعویٰ کیا کہ میں نے اپنی قسم میں محض فلاں کھانا یا فلاں چیز مراد لیا تھا اور فلاں کھانا یا فلاں چیز مراد نہیں لیا تھا تو قضاءً اور دیانۃً کسی طرح اس کی تصدیق نہیں ہوگی اور یہی صحیح اور ظاہر الروایۃ ہے، لیکن قاضی خاں کی شرح جامع صغیر میں ہے کہ اگر کسی نے اس طرح کہا "اِنْ لَبِسْتُ ثَوْبًا اَوْ اَکَلْتُ طَعَامًا فَعَبْدِیْ حُرٌّ" یعنی اگر میں نے کپڑا پہنا یا کھانا کھایا تو میرا غلام آزاد ہے۔ پھر اس کے بعد دعویٰ کیا کہ میں نے خاص فلاں کپڑا یا خاص فلاں کھانا مراد لیا تھا تو دیانۃً اس کی تصدیق ہوگی قضاءً نہ ہوگی اور شرح شہید نے اپنے واقعات میں فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے گھر سے نہ پیوں گا پھر اس گھر سے کوئی چیز کھا لی تو میرے نزدیک حانث نہ ہوگا لیکن یہ کہ تمام ماکولات اور مشروبات کی نیت کرلی ہو تو حانث ہوجائے گا (محیط سرخسی)

اور مترجم کہتا ہے کہ ہمارے عرف میں اگرچہ اس نے تمام تر ماکولات کی نیت کرلی ہو تو خلاف محاورہ ہونے کی صورت

بھی مدار اس کی نیت پر ہوگا ورنہ کچھ کھانے سے حانث نہ ہوگا اس لئے کہ کھانا اور پینا دونوں دو الگ چیزیں ہیں۔ واللہ اعلم

عربی اور غیر عربی زبان میں قسم کھانے کا فرق

اگر فارسی زبان میں اس طرح کہا کہ از خانۂ فلاں ہیچ چیز نخورم یعنی فلاں کے گھر سے کچھ نہ کھاؤں گا تو یہ قسم فارسی زبان میں کھانے اور پینے دونوں چیزوں کو شامل ہوگی (قاضی خاں) یہ فرق عرف اور استعمال کا ہے۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے ساتھ کوئی پینے کی کوئی چیز نہ پیوں گا، پھر اس نے اور فلاں دونوں نے ایک ہی مجلس میں ایک ہی پینے کی چیز سے پیا تو حانث ہو جائے گا اگرچہ دونوں کے پینے کے برتن الگ الگ ہوں اسی طرح اگر مجلس ایک ہو اور دونوں کی پینے کی چیزیں الگ الگ ہوں تو بھی حانث ہو جائے گا ہاں اگر اس نے ایک مشروب یا ایک برتن میں ساتھ نہ پینے کی نیت کی ہو تو اس کے قول کی تصدیق ہوگی۔ (بدائع)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں پانی نہ پیوں گا پھر اس نے گوشت کی یخنی یا شوربا پی لیا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کی گائے کا دودھ نہ پیوں گا اس کے بعد اس کی گائے مر گئی اور اس گائے کی ایک بچھیا رہ گئی اور بڑی ہوئی اور اس کا دودھ پیا تو حانث نہ ہوگا۔ (خلاصہ)

اگر کسی شخص نے عربی میں قسم کھائی لا اشرب الماء یعنی پانی نہ پیوں گا اور اس کی کوئی نیت نہیں ہے تو چاہے جس قدر بھی پیئے تھوڑا یا زیادہ حانث ہو جائے گا ہاں اگر اس نے کوئی خاص پانی یا تمام پانی مراد لیا تو حانث نہ ہوگا اور نیت صحیح ہوگی۔

اور اگر عربی میں قسم کھائی کہ لَا یَشْرَبُ شَرَابًا" یعنی پینے کی کوئی چیز نہ پیوں گا اور کسی خاص چیز کی نیت نہ ہو تو پانی وغیرہ کوئی بھی پینے کی چیز پیئے گا تو حانث ہوگا۔ اسی طرح کتاب الاصل کے بحث الایمان میں مذکور ہے اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یشرب الشراب اور کوئی نیت نہ ہو تو یہ قسم شراب یعنی خمر پر محمول ہوگی وغیرہ

اور امام سرخسی نے فرمایا ہے کہ یہ حکم عربی زبان میں قسم کھانے کی صورت میں ہے اور فارسی زبان میں قسم کھائی تو دونوں صورتوں میں یعنی (لا یشرب شیئًا و لَا یَشْرِبُ الشَّرَابَ میں) یہ قسم شراب یعنی خمر پر واقع ہوگی مؤلف نے فرمایا ہے کہ فتویٰ کے لئے مختار وہ قول ہے جو کتاب الاصل کے باب الحیل میں مذکور ہے (خلاصہ) اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ آج نہ پیوں گا تو جو چیز بھی پیئے گا حانث ہو جائے گا، یہاں تک کہ سرکہ اور گھی پینے سے بھی حانث ہو جائے گا۔ (وجیز کردری)

سیال چیز میں کوئی چیز ملا کر پینے نہ پینے کی قسم کے احکام

اگر کسی نے قسم کھائی کہ دودھ نہ پیوں گا پھر دودھ میں پانی ڈال کر پیا تو اصل قاعدہ اس قسم کے مسائل میں یعنی سیال چیز کے اندر کوئی دوسری سیال چیز ملا کر پینے نہ پینے پر قسم کھانے کے مسائل میں یہ ہے کہ وہ سیال چیز جس کے نہ پینے کی قسم کھائی ہے اگر وہ خود غالب ہے تو حانث ہو جائے گا اور اگر دوسری سیال چیز غالب ہے تو حانث نہ ہوگا اور اگر دونوں برابر ہیں تو از روئے قیاس حانث ہوگا مگر استحسان یہ ہے کہ حانث نہ ہوگا اور غالب ہونے کے معنی امام ابو یوسف نے یہ فرمایا ہے کہ دونوں چیزوں میں سے جس کا رنگ اور مزا ظاہر ہوگا

وہ غالب ہوگا اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ غلبہ دونوں چیزوں کے اجزاء کے اعتبار سے ہوگا اور یہی قول زیادہ ظاہر ہے، للاکثر حکم الکل کے قاعدے سے اور نیز اس قاعدے سے کہ ترجح الخلوط الی الاکثر الحکم مسلم قاعدہ ہے اور یہ قاعدہ اس وقت ہے جب ایک قسم کی سیال چیز کو دوسرے قسم کی سیال چیز میں ملایا جائے جیسے دودھ کو پانی میں ملایا ہو یا بالعکس۔ اور اپنی ہی جنس میں ملایا ہے جیسے وہ دودھ جس کے نہ پینے کی قسم کھائی تھی اس کو دوسرے دودھ ہی میں ملایا جس پر کوئی قسم نہیں تھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں صورتیں یکساں ہیں، یعنی اعتبار غالب کا کریں گے علاوہ اس بات کے یہاں پر یہ غلبہ رنگ اور مزے کے اعتبار سے نہیں ہو سکتا اس لئے غلبہ کا اعتبار کرتے ہیں یعنی آدھ سیر دودھ میں جس کو نہ پینے کی قسم کھائی تھی جب اس میں دوسرا دودھ آدھ سیر سے زیادہ مل جائے گا تو اس کا غلبہ ہو جائے گا اور حانث نہ ہوگا۔ اور امام محمد کے نزدیک ہر حال میں حانث ہو جائے گا۔ مشائخ نے کہا ہے کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب دونوں چیزیں مل کر بالکل مختلط اور ایک مزاج ہو جاتی ہوں، جیسے دودھ میں دودھ ملا دے یا دودھ میں پانی ملا دے اور اگر وہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ مل کر مختلط اور ممتزج نہیں ہوتیں جیسے تیل کو دودھ میں ملا دیا جائے مثلاً اور تیل نہ پینے کی قسم ہو تو اس عدم امتزاج کی صورت میں بالاتفاق حانث ہو جائے گا چاہے غالب ہو چاہے مغلوب ہو اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر آب زمزم کی کسی مقدار پر قسم کھائی کہ میں اس میں سے کچھ نہ پیوں گا پھر اس آب زمزم کو دوسرے پانی میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ آب زمزم مغلوب ہو گیا پھر اس میں سے پی لیا تو امام محمدؒ کے نزدیک حانث ہو جائے گا اور اگر اس آب زمزم کو حوض میں ڈالدیا پھر اس کا پانی پیا تو حانث نہ ہوگا۔ (یہ ظہیریہ میں ہے)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس آب شیریں سے نہ پیوں گا پھر کھاری پانی میں ڈالدیا یہاں تک کہ کھاری پانی اس پر غالب ہو گیا پھر اس کو پیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر کھارے پانی پر قسم کھائی کہ نہ پیوں گا پھر اس کو شیریں پانی میں ملا دیا تو بھی یہی حکم ہے کہ شیریں پانی کے غالب ہو جانے کی صورت میں حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ شراب (خمر) نہ پیوں گا پھر اس کو دوسری جنس میں ملا دیا جیسے ہکنی[1] یا اخسمہ میں ملا دیا اور پھر اس میں سے پیا تو غالب کا اعتبار کیا جائے گا (خلاصہ)

اور اگر قسم کھائی کہ میں نبیذ نہ پیوں گا تو یہ قسم انگور کے ایسے عرق پر واقع ہوگی جس میں نشہ ہو چکی ہو خواہ وہ کچا ہو یا آگ پر پکایا ہوا اسی طرح اگر قسم کھائی کہ میں سکی نہ پیوں گا تو یہ قسم بھی ایسے انگور کے عرق پر واقع ہوگی جس میں نشہ ہو چکی ہو خواہ وہ عرق انگور کچا ہو یا آگ پر پکایا ہوا۔ (محیط) اس لئے کہ دونوں صورتوں میں اسے سکی ہی بولتے ہیں (محیط سرخسی)

فتاوی خانیہ میں تاتارخانیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ فتوی اسی پر ہے اور اگر فارسی میں قسم کھائی کہ میں شراب نہ پیوں گا اور نہ ہاتھ میں پکڑوں گا۔ پھر اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے گیا پس اگر قسم کے وقت فقط یہی نیت تھی کہ پیوں گا نہیں تو حانث نہ ہوگا ورنہ حانث ہو جائے گا۔ (وجیز کردری)

---

[1] قولہ ھکنی، اخسمہ، یہ دونوں ایسی شراب کا نام ہے جو محض دانوں سے تیار کی جاتی ہے (۱۲)

اور خمر کا نام جس کو فارسی میں مے کہتے ہیں صحیح قول میں فقط انگور کے عرق پر واقع ہوتا ہے، اور اگر فارسی زبان میں قسم کھائی مسکرہ نخورم تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ قسم اس شراب پر واقع نہ ہوگی جو محض دانوں سے بنائی گئی ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ اس میں اعتبار عرف کا ہے اگر عرف میں ان چیزوں سے بنائی ہوئی شراب کو مسکرہ کہتے ہیں تو حانث ہوگا ورنہ نہیں۔ اور اگر قسم کھائی کہ زبیب (منقی) کی نبیذ نہ پیوں گا پھر کشمش کی نبیذ پی لی تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ ایسی شراب نہ پیوں گا جس میں اس کو نشہ ہوتا ہے پھر نشہ والی شراب کو ایسی شراب میں ملایا جس سے اس کو نشہ نہیں ہوتا ہے اور پی لیا تو اہل سمرقند کے فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر یہ شراب ایسی ہو کہ اس کے زیادہ پینے سے نشہ ہو جائے گا تو حانث ہو جائے گا۔

قسم کے اندر معنی مرادی معین کرنے کا ایک ضابطہ

اور اگر قسم ایسی چیز کے پینے پر کھائی کہ جو خود نہیں پی جاتی بلکہ جو چیز اس سے نکلتی ہے وہ پی جاتی ہے تو یہ قسم اسی چیز کے پینے پر واقع ہوگی جو اس سے نکلتی ہے، اس کی مثال منتقی میں اس طرح مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس چھوہارے میں سے نہ پیوں گا پھر اس چھوہارے کی نبیذ پی لی تو حانث ہو جائے گا' اس قسم کے مسائل کی تخریج میں یہی قاعدہ اور یہی اصل کلی ہے۔ (محیط سرخسی)۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے طلاق کی قسم اس بات پر کھائی کہ کوئی نشہ آور چیز نہ پیوں گا پھر کوئی نشہ آور چیز اس کے حلق میں ڈالدی گئی جو اس کے پیٹ میں اتر گئی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر بغیر اس کے اپنے فعل کے اتر گئی ہے تو حانث نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس نے اس کے بعد خود بھی پی لی تو حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر اس کے منہ میں ڈالی گئی اور اس نے روکے رکھی پھر بعد میں پی گیا تو حانث ہو جائے گا۔ (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے پیالہ سے نہ پیوں گا پھر اس کے پیالے سے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالکر اپنے ہاتھ سے پیا تو حانث نہ ہوگا۔ (ذخیرہ) اور اگر پیالے والے نے خود اس کے ہاتھ پر ڈالا اور اس نے پیا تو حانث ہو جائیگا

اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے پانی سے نہ پیوں گا پھر قسم کھانے والا فلاں کی دکان میں بیٹھے اور الگ کوزہ خرید کر رات کو فلاں مذکورہ کی دکان میں رکھ دے پھر فلاں کے ملازم یا اجیر نے اس کوزہ میں نہر سے پانی بھر کر رات کو دکان میں رکھ دیا تھا پھر جب صبح کو قسم کھانے والا اس دکان میں آیا اور کوزہ مانگ کر اس میں سے پانی پی لیا پس اگر قسم کھانے والے نے یہ کوزہ اسی حیلہ بنانے کے واسطے خریدا ہو تاکہ وہ حانث نہ ہو جائے تو امید ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ وہ ملازم یا اجیر اس صورت میں قسم کھانے والے کا عامل اور قائم مقام ہو جائے گا لہٰذا صادق آجائے گا کہ اس نے اپنا پانی پیا نہ کہ فلاں کا (خلاصہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس آبادی میں شراب نہ پیوں گا' پھر اس آبادی کے انگور کے باغوں یا کھیتوں میں شراب پی لی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر گاؤں کی آبادی میں یا انگور کے ان باغوں میں یا کھیتوں میں شراب پی جو آبادی سے ملے ہوئے ہیں تو حانث ہو جائے گا ورنہ نہیں (ظہیریہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے شراب پی یا جوا کھیلا تو میرا غلام آزاد ہے تو ان دونوں میں سے کوئی ایک کام کرنے سے حانث ہو جائے گا اور قسم پوری ہو جائے گی اور اگر فارسی میں کہا کہ واللہ اگر میں شراب پیوں یا جوا کھیلوں تو غلام آزاد، تو ان میں سے کسی ایک کام کے کرنے سے بھی حانث ہو جائے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ کل جب تک میں گلاب نہ دیکھوں گا شراب نہ پیوں گا۔ تو یہ قسم گلاب پھولنے کے موسم پر واقع ہو گی گویا یوں کہا کہ جب گلاب نہ پھولے گا میں شراب نہ پیوں گا۔ بشرطیکہ اس نے حقیقتاً گلاب کا پھول نہ دیکھنا مراد لیا ہو، اور اگر قسم کھائی کہ میں ان دونوں بکریوں سے نہ پیوں گا پھر اس کے بعد ان بکریوں میں سے کسی ایک کا دودھ پی لے گا تو حانث ہو جائے گا۔ (سراجیہ)

اگر کسی نے اپنی بیوی کی طلاق پر قسم کھائی کہ جب تک میں بخارا (مثلاً) میں ہوں شراب نہ پیوں گا، اگر پیوں تو میری بیوی کو طلاق پھر قصر المجوس[1] کی طرف چلا گیا پھر وہاں سے واپس آیا اور شراب پی لی تو شیخ ابوبکر محمد بن فضل فرماتے ہیں کہ اگر اس نے اس قسم سے مراد لیا تھا کہ جب تک میں بخارا میں سکونت پذیر یا متوطن ہوں اس وقت تک بخارا میں شراب نہ پیوں گا اور حال یہ ہوا کہ وہ قسم کھانے کے وقت بخارا ہی میں سکونت پذیر و متوطن تھا تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم مذکور سے اس نے اپنے وطن کا بخارا میں ہونا مراد لیا تھا پھر اس نے قصر مجوس میں جا کر واپس آنے کے بعد شراب پی لی تو قسم باقی نہ رہے گی۔ یعنی حانث نہ ہو گا اور اگر قسم کھاتے وقت اس کی کچھ نیت نہ رہی ہو پھر قصر مجوس جا کر واپس آنے کے بعد پی تو کافی میں مذکور ہے کہ حانث نہ ہو گا۔ (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے شراب پی لی تو میری عورت مطلقہ ہو جائے گی۔ اور میرا غلام آزاد ہو جائے گا پھر اس کے بعد شراب پی لی تو اس کی بیوی مطلقہ اور غلام آزاد ہو جائے گا اور اگر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے طلاق یا عتاق کی نیت نہیں کی تھی بلکہ میری غرض یہ تھی کہ میرے احباب و اصحاب میرا پیچھا چھوڑ دیں تو تصدیق نہ ہو گی یعنی حانث قرار دیا جائے گا۔

قسم پر عطف معتبر ہونے کا ضابطہ

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں تین مہینہ نشہ آور چیز نہ پیوں گا اگر پی لوں گا تو میری بیوی کو طلاق۔ اس پر اس کی بیوی نے کہا کہ نہیں بلکہ چار مہینہ پھر شوہر نے کہا کہ چار ماہ ہی اختیار کر لو تو بعض نے فرمایا ہے کہ یہ مدت چار مہینہ ہو جائے گی اور بعض نے کہا کہ چار مہینہ نہ ہو گی اور یہ اس بنا پر ہے کہ اگر قسم کھانے والے نے سکوت کے بعد اپنی قسم پر ایسی بات کو عطف کیا تھا کہ جس بات سے اس کے نفس پر سختی زیادہ ہو رہی تھی۔ تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ عطف اسی قسم میں لاحق ہو جائے گا۔ اور اگر ایسی بات پر عطف کیا جس سے اس کے نفس پر آسانی ہوتی ہو تو وہ عطف اس کی قسم میں ملحق نہ ہو گا۔

---

[1] قولہ قصر المجوس، بخارا کے قریب ایک گاؤں کا نام ہے جس میں ایک عامل متعین رہتا ہے ۱۲۔

پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ صورت مذکورہ میں اس کے نفس پر سختی ہوتی ہے یا آسانی تو بعض نے فرمایا کہ سختی ہے اس اعتبار سے کہ طلاق چوتھے مہینہ کے پینے پر واقع ہو گی اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ (محیط ذخیرہ)

قسم کے اندر حقیقی معنی چھوڑ دینے کا ضابطہ

امام محمدؒ نے جامع کبیر میں فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فرات سے کبھی نہ پیوں گا، پھر اس کے بعد چلو کے ذریعہ پیا یا برتن میں لے کر تو امام اعظمؒ کے نزدیک حانث نہ ہو گا۔ جب تک دریا میں منہ لگا کر نہ پیئے اور صاحبین کے نزدیک حانث ہو جائے گا۔ (مترجم کہتا ہے کہ حقیقی معنی مراد لینا جب تک ہو سکتا ہو حقیقی ہی معنی مراد لینا بہتر ہے اور فرات سے پینے میں حقیقی معنی یہی ہیں کہ منہ لگا کر پئے اور منہ لگا کر پینا ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہی معنی مراد لینا امام صاحب کے نزدیک بہتر ہوں گے اور صاحبین کے نزدیک عرفی معنی مراد لینا بہتر ہوتا ہے اور عرفی معنی یہی ہیں کہ برتن وغیرہ میں لے کر پیئے لہٰذا یہی معنی مراد لینا زیادہ بہتر ہو گا۔ پھر اگر کسی نے یہی جملہ بول کر منہ لگا کر پی لیا تو صاحبین کے نزدیک اس کا حکم کیا ہو گا یہ حکم اصل کتاب (مبسوط) میں مذکور نہیں ہے۔ اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے، بعض نے فرمایا ہے کہ حانث نہیں ہو گا۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ حانث ہو جائے گا اور یہ اختلاف اس وقت ہے جب قسم کھانے والے کی کوئی خاص نیت نہ ہو۔ اور اگر اس نے اس جملہ میں یہ نیت کی تھی کہ منہ لگا کر نہ پیوں گا تو صاحبین کے نزدیک اس کی نیت قضاءً و دیانۃً دونوں طرح معتبر اور صحیح ہو گی اور اگر اس نے چلوؤں سے یا برتن سے پینے کی نیت کی کی تھی تو امام اعظمؒ کے نزدیک محض دیانۃً اس کی تصدیق ہو گی۔ قضاءً تصدیق نہ ہو گی۔ اور یہ سب گفتگو اس وقت ہے جب اس نے خاص فرات سے چلو سے یا منہ لگا کر پیا ہو۔ اور اگر اس نے کسی دوسری نہر سے جو فرات سے نکلتی ہے پیا ہو خواہ چلو سے پیا ہو یا منہ لگا کر پیا ہو تو ظاہر روایت کے مطابق سب کے نزدیک بالاتفاق حانث نہ ہو گا۔ (ذخیرہ)

اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ آبِ فرات سے نہ پیوں گا پھر اس نے کسی نہر سے پیا جو فرات سے نکلتی ہے تو خواہ چلو سے پیا ہو یا منہ لگا کر پیا ہو خود فرات ہی سے کسی طرح پیا ہو سب کے نزدیک بالاتفاق حانث ہو جائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ دجلہ سے پانی نہ پیوں گا اور اس کی کچھ نیت نہ تھی کہ کس طرح پیئے گا پھر برتن میں لے کر پیا تو حانث نہ ہو گا۔ یہاں تک کہ دجلہ میں منہ لگا کر پیئے اور قسم کھائی کہ بارش کے پانی سے نہ پیوں گا پھر اس کے بعد دجلہ میں بارش کا پانی بہا اور اس نے دجلہ سے پیا تو حانث نہ ہو گا اور اگر اس نے کسی وادی سے پیا جس میں بارش کا پانی بہہ رہا ہے اور پہلے سے اس وادی میں پانی نہ تھا یا کسی میدان میں بارش کا پانی جمع ہوا اور اس میں سے پی لیا تو حانث ہو جائے گا۔ (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے نہر سے پانی نہ پینے کی قسم کھائی اور حال یہ ہے کہ یہ نہر دجلہ میں جا کر مثلاً ملتی ہے اور اس نے دجلہ میں سے پانی لے کر پیا تو حانث نہ ہو گا (بحر الرائق) (محشی کہتا ہے کہ اگر وہ پانی نہر والا متمیز اور جدا لگا نہ ہو

تو حانث ہو جائے گا۔

اور اگر قسم کھائی کہ آب فرات سے نہ پیوں گا (بتر کیب توصیفی)، یا اسی ترکیب توصیفی کے ساتھ کہا کہ آب فرات میں سے نہ پیوں گا یعنی ترکیب توصیفی میں آب فرات کے معنی میٹھے پانی کے ہوں گے، تو گویا کہ قسم کھائی کہ میٹھا پانی نہ پیوں گا اور اس صورت میں اگر اس نے دجلہ وغیرہ کہیں سے میٹھا پانی لے کر پیا تو حانث ہو جائے گا۔ (قاضی خان)

محاورہ کے بعض معنی کی تعین کی صورتیں

اگر کسی نے اپنے غلاموں سے کہا کہ جس نے تم میں سے اس نہر کا پانی پیا وہ آزاد ہے پھر سب نے اس نہر سے پی لیا تو سب آزاد ہو جائیں گے اور اگر اس طرح کہا کہ جو غلام تم میں سے اس کوزہ کا پانی پی جائے وہ آزاد ہے اور کوزہ میں اتنا پانی ہے کہ اس کو ایک ہی آدمی دو ایک دفعہ میں پی سکتا ہے پھر سبھوں نے مل کر پیا تو کوئی بھی آزاد نہ ہوگا۔ (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس کوزہ سے نہ پیوں گا پھر اس میں جو پانی تھا اس کو دوسرے کوزہ میں ڈالکر پیا تو اس سے بالاجماع حانث نہ ہوگا۔ اور اگر اس طرح کہا کہ میں اس کوزہ کا پانی نہ پیوں گا پھر اس کو دوسرے کوزہ میں ڈال کر پیا تو بالاجماع حانث ہو جائے گا۔

اور اگر اسی طرح یہ کہا کہ میں اس مٹکہ سے نہ پیوں گا پھر دوسرے مٹکہ میں ڈال کر پی لیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر یہ کہا تھا کہ اس مٹکہ کے پانی سے نہ پیوں گا پھر وہی پانی دوسرے مٹکہ میں ڈالکر پی لیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس مٹکے سے کسی دوسرے برتن میں لے کر پیا تو بھی بالاجماع حانث ہو جائے گا۔ (فتح القدیر) کیونکہ ان دونوں صورتوں میں وہی پانی پیا (مترجم)

اور اگر قسم کھائی کہ اس برتن سے نہ پیوں گا تو یہ قسم بعینہ اس برتن سے پینے پر واقع ہو گی (اختیار شرح مختار)

اگر کسی نے کہا کہ میں نے اگر آج کے دن یہ پانی جو اس آبخورے میں ہے نہ پی لیا تو میری بیوی پر طلاق ہے اور حال یہ ہے کہ اس آبخورے میں بالکل پانی نہیں تھا یا پانی تھا اور رات ہونے سے پہلے گرا دیا گیا تو نہ پینے سے حانث نہ ہوگا اور یہ حکم امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہے خواہ قسم کے وقت اس کو معلوم ہو کہ اس آبخورے میں پانی ہے یا معلوم نہ ہو۔ ہر حال میں یہی حکم ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان سب صورتوں میں جب دن گذر جائے گا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر یہ قسم بجائے طلاق کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے (فتح القدیر)

اور اسی طرح اختلاف ہے اگرچہ وقت میں کوئی خصوصیت مذکور نہ ہو۔ خواہ ایک معین دن بیان کرے یا ایک معین ہفتہ یا ایک معین مہینہ سب میں یہی اختلاف ہے (بحر الرائق)

اور اگر وقت کے بیان کے بغیر قسم مطلق کھائی یعنی اس طرح پر کہ میں اس کوزہ کا یہ پانی نہ پیوں تو میری بیوی کو طلاق ہے تو اول صورت میں یعنی جب آبخورے میں پانی بالکل نہ ہو تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک فی الفور حانث ہو جائے گا اور دوسری صورت میں یعنی

جب پانی رہا ہو اور رات ہونے سے پہلے گرا دیا گیا تو سب کے نزدیک بالاتفاق حانث ہو جائے گا (ہدایہ) اور اگر کہا کہ اگر میں نے آج کے دن جو اس آبخورے میں پانی یا جو اس دوسرے آبخورے میں پانی ہے نہ پیا تو میری بیوی پر طلاق ہے' پھر دونوں برتنوں میں سے ایک کا پانی گرا دیا گیا تو یہ قسم دوسرے برتن میں باقی رہ جائے گی یہ حکم ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک ہے اور جب یہ حکم بالاتفاق ہے تو اگر اس نے رات آنے سے پہلے اس دوسرے برتن کا پانی پی لیا تو بالاتفاق قسم میں سچا ہو گیا اور حانث نہ ہوا اور اگر نہ پیا تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا اور اگر ان دونوں آبخوروں میں سے کسی ایک میں پانی بالکل نہ رہا ہو تو طرفین کے نزدیک اس کی یہ قسم اس آبخورے کے حق میں رہے گی جس میں پانی ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونوں پر رہے گی یعنی ان دونوں میں سے کسی ایک آبخورے میں پانی ہو اور پی لیا تو بالاتفاق قسم میں سچا ہو گا اور نہ پیا تو بالاتفاق حانث ہو گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور کتاب الغائط میں ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس کے مٹکے سے پانی نہ پیوں گا پھر وہ مٹکا بھرا ہوا لبریز ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک یہ قسم فقط اس مٹکے سے منہ لگا کر پانی پینے پر واقع ہو گی اور تیس اور صاحبین کے نزدیک منہ لگا کر پیئے یا برتن وغیرہ سے نکال کر پینے پر غرض ہر طرح واقع ہو گی اور اگر وہ مٹکا بھرا ہوا لبریز نہ ہو تو چلو وغیرہ سے نکال کر پینے پر بالاتفاق واقع ہو گی۔

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس کوئیں سے نہ پیوں گا یا اس کنوئیں کے پانی سے نہ پیوں گا تو یہ قسم دونوں صورتوں میں بالاتفاق کنوئیں سے پانی نکال کر پینے پر واقع ہو گی۔ چنانچہ اگر کنوئیں سے پانی نکال کر پیا تو حانث ہو جائے گا۔ (سراج وہاج)

ضابطہ یہ ہے کہ حقیقی معنی متعذر ہوں تو مجازی معنی متعین ہو جاتے ہیں

اگر انھیں صورتوں میں قسم کھانے والے نے تکلف کر کے کنوئیں میں اتر کر منہ لگا کر پانی پیا مٹکے کے اندر منہ ڈال کر پانی پیا تو صحیح یہ ہے کہ حانث نہ ہو گا (توضیح)

ایک ضابطہ :۔ توضیح مقام یہ ہے کہ اصل قاعدہ یہ ہے کہ حقیقی معنی جب تک ممکن ہوں تو امام صاحبؒ کے نزدیک حقیقی ہی معنی لینا زیادہ بہتر ہے اور صاحبین کے نزدیک عرفی معنی مراد لینا ہر حال میں بہتر ہے یہاں تک کہ جب حقیقی معنی کے اعتبار سے عمل کرنے اس صورت میں جب مجازی معنی متعین ہوں تو صاحبین کے نزدیک حانث ہونے میں اختلاف ہے بعض مشائخ نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا۔ اور بعض نے فرمایا کہ نہیں' اور تفصیل ان سب کے نزدیک یہ ہے کہ حقیقی معنی جب اس طرح پر ہوں کہ اس کے بجا لانے میں تکلف ہو تو حقیقی معنی بجا لانے میں حانث نہ ہو گا اور جب حقیقی معنی بے تکلف پورے ہو سکتے ہوں تو حانث ہو جائے گا اور تکلف کے معنی یہ ہیں کہ حقیقی معنی ایسے ہوں کہ عام طور سے ذہن اس طرف نہ جاتا ہو بلکہ اس معنی کے مراد لینے میں غور کرنا پڑتا ہو یا اس کی نیت کرنی پڑتی ہو۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں بیچ دجلہ سے پیوں گا پھر اس نے ایسی جگہ سے پیا جو ٹھیک دھارا نہیں ہے مثلاً کنارے

سے فقط تہائی یا چوتھائی حصہ پر ہے اور دھارا بیچوں بیچ میں ہے تو بھی اپنی قسم میں سچا ہو جائے گا۔

ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے قسم کھائی تھی کہ میں خمر (شراب) نہ پیوں گا اور نہ مثلث۔ ایک قسم کی شراب) اور نہ فلاں فلاں شراب (چند قسم کی شرابوں کا نام لے کر کہا کہ) نہ پیوں گا پھر ان میں سے کسی کو پی لیا تو فرمایا کہ حانث ہو گیا۔ (تاتار خانیہ)

اور اگر کسی نے کہا کہ میں اس پانی سے نہ پیوں گا پھر وہ پانی جم گیا اس میں سے کچھ توڑ کر کھا لیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر جمنے کے بعد پھر پگھل جائے اور اس میں سے کچھ پی لے تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کی اجازت کے بغیر نہ پیوں گا اس کے بعد فلاں نے اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دے دیا اور زبان سے کوئی اجازت نہ دی اور وہ پی گیا تو قیاس کا تقاضا ہے کہ حانث ہو جائے اس لئے کہ اس نے اجازت نہیں دی۔ کسی نے کہا کہ اگر آج کی رات میں تم کو فلاں کے گھر نہ لے جاؤں اور شراب نہ پلاؤں تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ اس کے بعد اس کو فلاں کے گھر لے گیا مگر شراب نہ پلائی تو حانث ہو جائے گا اور شیخ الاسلام نجم الدین سے دریافت کیا گیا ایک شخص نے یہ کہا کہ میں اس موسم خریف میں، اس باغ کے انگوروں کی شراب بناؤں گا اور اپنے دوستوں کے ساتھ پیوں گا اور اس کو اپنے گھر نہیں لے جاؤں گا اور اگر وہ میرے گھر پہنچائی گئی تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ اس کے بعد اس نے باغ کے سب انگوروں کی شراب اور اس میں سے تھوڑی سی وہیں اپنے دوستوں کے ساتھ پی اور باقی اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر اٹھا لائی گئی۔ تو فرمایا کہ اگر اس آدمی کی مراد یہ تھی کہ سب اپنے آپ گھر نہ لے جاؤں گا تو تھوڑی سی لے جانے سے خواہ خود اٹھا لائے یا کوئی دوسرا اس کے حکم کے بغیر پہنچا دے تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی مراد یہ تھی کہ سب وہیں پی لوں گا اپنے گھر لانے کے لئے کچھ نہ چھوڑوں گا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس کی کچھ نیت نہ رہی ہو تب بھی حانث ہو جائے گا۔ کسی آدمی کو شراب خواری کا عتاب کیا گیا اور اس نے قسم کھائی کہ جو شراب انگور کے درختوں سے نکلے گی اس کو نہ پیئے گا تو یہ قسم شراب پینے پر محمول ہوگی عرف ناس کے مطابق معانی کا اعتبار کرتے ہوئے قطعیہ

قسم میں اس معنی کا اعتبار ہوتا ہے جو عرف عام میں رائج ہو

کسی آدمی نے قسم کھائی کہ عصیر (نچوڑا ہوا عرق) نہ پیئے گا پھر انگور کا کوئی دانہ یا کوئی گچھا اپنے حلق میں نچوڑ لیا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر کسی چیز کو اپنی ہتھیلی پر نچوڑا اور چلو میں لے کر پی گیا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر کسی نے اس طرح قسم کھائی ہو کہ عصیر میرے حلق میں نہ داخل ہوگا تو دونوں صورتوں میں حانث ہو جائے گا۔

مولانا نے فرمایا ہے کہ یہ ائمہ کے عرف کے مطابق ہے اور ہمارے عرف کے موافق وہ بہرحال حانث نہ ہوگا اس لئے کہ ہمارے عرف کے اندر انگور کا پانی نچوڑتے ہی (اول نچوڑ میں) عصیر نہیں کہلاتا (مترجم کہتا ہے کہ ہماری زبان اردو کے موافق وہ ان سب صورتوں میں حانث ہو جائے گا)۔

کسی شخص کی بیوی کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا پیالہ ہے اور اس نے بیوی سے کہا کہ اگر تو نے یہ پانی پی لیا یا

اس کو رکھدیا، یا کسی کو دیدیا، یا بہادیا تو تجھ کو طلاق ہے تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ بیوی کو طلاق سے بچنے کے لئے یہ کرنا چاہیئے کہ اس پیالہ میں کوئی کپڑا یا روئی یا کوئی ایسی چیز ڈالدے جو پانی کو جذب کرلے اگر ایسا کرلیا تو طلاق نہیں واقع ہوگی، ہمارے مولانا نے فرمایا ہے کہ یہ تدبیر اس وقت ہے کہ شوہر نے اس تعلیق میں یہ بھی کہدیا ہو" یا تونے اس پانی یا اس میں سے کچھ پی لیا" اور اگر شوہر نے ان جملوں میں سے کوئی جملہ نہیں کہا ہے تو عورت طلاق سے اس طرح بھی بچ سکتی ہے کہ کچھ پانی پی لے اور کچھ پھینک دے تو اس شکل میں بھی طلاق نہ واقع ہوگی اور وہ شخص حانث نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کسی شخص نے اپنی قسم کو کسی معین چیز کے پینے پر قرار دیا اور حال یہ ہے کہ وہ شخص اس معین چیز کو بیک دفعہ پی سکتا ہے، پھر اس میں سے محض تھوڑی سی پی تو اس تھوڑی سی پینے سے حانث نہ ہوگا اور اگر وہ چیز اتنی ہے کہ اس کو ایک دفعہ میں نہیں پی سکتا تو اس میں سے تھوڑی سی پینے پر بھی قسم واقع ہوجائے گی اور حانث ہوجائے گا (محیط)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ دوا نہ پیوں گا پھر اس کے بعد دودھ یا شہد پی لیا تو حانث نہ ہوگا (سراجیہ) اور منتقی میں اس طرح فرمایا کہ اس پینے میں لوگوں کے عرف اور نام رکھنے کو دیکھا جائے گا پس ہر ایسی چیز جس کو لوگ دیکھ کر کہتے ہوں کہ یہ دوا ہے اس پر قسم واقع ہوجائے گی اور جس چیز کا لوگ دوا نام نہ رکھتے ہوں اس پر واقع نہ ہوگی اگرچہ قسم کھانے والے نے اس کو بطور دوا کے کھایا پیا ہو (مبسوط)

قسم کا ایک اور قاعدہ کلیہ

اگر کسی نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں آسمان کو ضرور چھوؤں گا یا میں ہوا میں ضرور اڑوں گا۔ یا میں اس پتھر کو ضرور سونا بناؤں گا تو وہ قسم سے فارغ ہوتے ہی حانث ہوجائے گا اور گنہگار بھی ہوگا اس لئے کہ اس نے ایسے فعل پر قسم کھائی جس کو عادتاً نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے قسم کی بے حرمتی جان بوجھ کر کی (تمرتاشی) اور اگر اسی طرح کی قسم میں کوئی وقت یا مدت بیان کر دیا مثلاً یہ کہا کہ کل کے دن آسمان پر چڑھ جاؤں گا تو جب تک یہ وقت اور مدت نہ گذر جائے حانث نہ ہوگا حتی کہ اگر اس سے پہلے مرجائے تو اس پر کفارہ قسم لازم نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ ابھی تک حانث نہیں ہوا تھا۔

چھٹا باب

کلام کرنے پر قسم کھانے کے بیان میں

اگر کسی نے کہا کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا تو اس کی یہ قسم، قسم کھانے کے بعد مستقل کلام کرنے پر واقع ہوگی جو پہلے کلام سے بالکل جدا ہو، اگر پہلے ہی کلام کے سلسلہ میں کوئی بات کہہ جائے گا تو اس پر یہ قسم نہ واقع ہوگی

یہاں تک کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر میں تجھ سے کلام کروں گا تو میرا غلام آزاد ہو جائے گا یا اس طرح کہا کہ اگر میں تجھ سے کلام کروں گا تو میرا غلام آزاد ہو جائے گا، اے فلانے، تو حانث نہ ہوگا۔ .... (عتابیہ)
یا اس طرح کہا کہ اگر میں تجھ سے کلام کروں تو تجھ کو طلاق ہے لہٰذا تو چلی جا یا کہا لہٰذا تو یہاں سے اٹھ جا تو قسم کے بعد اس جملہ (لہٰذا تو چلی جا یا لہٰذا تو یہاں سے اٹھ جا) کے قسم کے بعد بولنے سے حانث نہ ہوگا، کیونکہ یہ جملے اسی قسم کے ساتھ متصل ہیں اور یہ حکم اس لئے ہے کہ قسم کھانے والے کا قول (کہ میں اس سے کلام نہیں کروں گا یا اگر میں تجھ سے کلام کروں) اس کلام پر واقع ہوگا جس کا بولنا قسم کھانے میں مقصود ہو اور وہ کلام وہی جملہ ہو سکتا ہے جو پہلے کلام کے پورا ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے مستقلاً بولے اور قسم کھانے والے کا قول کہ تو یہاں سے چلی جاؤ، یا تو یہاں سے اٹھ جا اگرچہ حقیقتاً پورا کلام ہے، مگر قسم کھانے میں اس کلام پر قسم واقع کرنا مقصود نہیں تھا۔ پس اس کلام سے حانث نہ ہوگا، ہاں اگر قسم کھانے والا خود اس جملہ کو کلام متانف اور مستقل مراد لے تو تصدیق کرلی جائے گی۔ اور کہہ دیا جائے گا کہ طلاق واقع ہوگئی۔ اسی طرح اس جملہ (یہاں سے تو چلی جا) سے طلاق لے تو طلاق کنائی کا لفظ ہونے کی وجہ سے ایک اور طلاق واقع ہو جائے گی، اس لئے کہ جب اس نے اس جملہ سے مستقل کلام کی نیت کرلی تو کلام متانف ہو جائے گا اور حانث ہو جائے گا۔ (بدائع)
اور اگر فلاں مذکور سے قسم کے بعد مستقلاً کہا کہ تو چلا جا تو حانث ہو جائے گا حالانکہ قسم سے ملا کر کہا اس لئے کہ بلا حرف اتصال کے اور مستقلاً یہ جملہ کہا ہے لہٰذا کلام مفصول ہو گیا اور اگر کسی نے بیوی سے طلاق کی قسم کھانے کے بعد مستقلاً کہدیا کہ اور تجھ کو طلاق ہے تو وہ حانث ہو جائے گا۔ (یعنی ایک طلاق تو قسم میں حانث ہونے سے واقع ہوگی اور دوسری خود اس جملہ سے واقع ہوگی، لہٰذا کل دو طلاقیں ہو جائیں گی۔ اور اگر بجائے زبان سے کہنے کے فقط لکھ کر دیا، یا قاصد سے کہلا بھیجا یا محض اشارہ کر دیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر اس نے نماز سے سلام پھیرا اور فلاں مذکور اس کے دائیں یا بائیں بیٹھا ہے تو بھی حانث نہ ہوگا۔ (عتابیہ)

قاعدہ یہ ہے کہ مستقل کلام بولے اور اس میں بالارادہ مخاطبت کا قصد کرے تو حانث ہوگا ورنہ نہیں، یہ قاعدہ سابق عبارت سے نکلا!

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کی اجازت کے بغیر اس سے کلام نہ کروں گا، اس کے بعد اس فلاں نے اجازت دے دی لیکن قسم کھانے والے کو اس اجازت کا علم نہ ہو اور اس نے اس سے کلام کرلیا تو حانث ہو جائے گا (کافی)
اور اگر قسم کھائی کہ میں کلام نہ کروں گا۔ کسی خاص شخص کی نیت نہیں تھی بلکہ مطلقاً کلام نہ کرنے کی قسم تھی پھر اس کے بعد اس نے نماز پڑھی اور نماز میں قرات کی، یا تسبیح یا تہلیل یعنی سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا تو استحساناً

حانث نہ ہوگا، اور اگر نماز سے باہر قراۃ کی یا تسبیح یا تہلیل کی تو ہمارے علماء کے نزدیک حانث ہو جائے گا (محیط) فقیہ ابو اللیث نے فرمایا ہے کہ اگر فارسی زبان میں کلام نہ کرنے کی قسم کھائی ہے تو خارج نماز میں بھی قراۃ کرنے یا تسبیح و تہلیل کرنے سے حانث نہ ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اس صورت میں قراۃ کرنے والا یا تسبیح پڑھنے والا کہلائے گا۔ کلام کرنے والا نہیں کہلائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے (کافی)

(مترجم کہتا ہے کہ یہی حکم عربی زبان کے علاوہ ہر زبان میں قسم کھانے کا ہے اور حانث نہ ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ کلام نہ کروں گا۔ پھر نماز میں تکبیر کہی یا دعا کی تو حانث نہ ہوگا، اور اگر نماز سے باہر تکبیر کہی یا دعا کی تو حانث ہو جائے گا، بشرطیکہ قسم عربی زبان میں کھائی ہو اور اگر فارسی زبان (یا اردو وغیرہ کسی غیر عربی زبان میں) قسم کھائی ہو تو اس سے نماز یا غیر نماز کسی حال میں تکبیر کہنے یا دعاء ماثورہ پڑھنے سے حانث نہ ہوگا (قاضیخاں)

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا پھر نماز میں اس فلاں کی اقتدا کر لی اور وہ فلاں نماز میں بھولا اور اس قسم کھانے والے نے یاد دلانے کے لئے سبحان اللہ کہہ دیا تو حانث نہ ہوگا (محیط) اور اگر خود قسم کھانے والے نے چند آدمیوں کی امامت کی جن میں وہ فلاں بھی ہے، پھر قسم کھانے والے نے نماز ختم ہونے پر سلام پھیرا تو پہلے سلام سے یا دوسرے سلام سے کسی سے قول مختار میں حانث نہ ہوگا، یہ قول مختار اس وقت ہے کہ قسم کھانے والا خود امام ہو، اور اگر امام نہ ہو بلکہ مقتدی ہو تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ شیخین کے نزدیک بلا اختلاف حانث نہ ہوگا، اور اگر قسم کھانے والا مقتدی ہو پھر اس نے امام کو نماز میں لقمہ دیا تو بھی حانث نہ ہوگا لیکن اگر نماز سے باہر اس کو قرآن پاک سکھایا تو ائمہ کے عرف کے مطابق حانث ہو جائے گا (قاضیخاں)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا پھر اس نے فلاں کو کوئی کتاب پڑھ کر سنائی اور فلاں نے اس کو لکھا تو علماء نے فرمایا ہے اگر اس کو لکھوا لینے کا قصد کیا تھا تو خوف ہے کہ حانث ہو جائے گا (حاوی قدسی) اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا۔ پھر اس کو اتنی دور سے پکارا کہ وہ سنتا نہیں ہے تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر اتنی دوری سے پکارا کہ وہ اس کی آواز سنتا ہے تو حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر وہ فلاں جس سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی ہے سو رہا ہو اور یہ قسم کھانے والا اس کو پکارے یہاں تک وہ اس کو جگا دے یا وہ اس پکارنے سے جاگ جائے تو حانث ہو جائے گا اور اگر نہ جاگے یا یہ نہ جگائے تو شمس الائمہ سرخسی رحمہ نے فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا۔ (شرح جامع صغیر لقاضی خاں) اور اسی قول پر ہمارے مشائخ ہیں اور یہی قول مختار ہے (بحر الرائق)

نیت معتبر ہونے کا معیار و قاعدہ

اور اگر قسم کھانے والا ایسی جماعت پر سے گذرے جس میں وہ فلاں بھی ہو جس سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔

اور یہ قسم کھانے والا اس جماعت کو سلام کرے تو حانث ہو جائے گا۔ اگرچہ اس شخص (محلوف علیہ) نے نہ سنا ہو۔ (قاضی خاں) اور اگر اس فلاں کے علاوہ باقی لوگوں کو سلام کرنے میں مراد لیا ہو تو فیما بینہ و بین اللہ حانث نہ ہو گا۔ مگر قضاءً تصدیق نہ کی جائے گی (بدائع)

اسی طرح ایسی قوم پر سلام کیا جس میں محلوف علیہ بھی تھا اور قسم کھانے والا جانتا نہ تھا کہ یہ بھی اس میں ہے تو بھی حانث ہو جائے گا۔ ہاں اگر اس نے استثنا کر لیا تھا یعنی اس طرح کہا تھا کہ السلام علیکم الا علیٰ فلاں تو حانث نہ ہو گا، اور اگر الا علیٰ واحد کہا اور اس واحد سے فلاں مذکور کی نیت کی تو قضاءً بھی اس کی تصدیق کی جائے گی (عتابیہ)

قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا، پھر فلاں نے باہر سے دروازہ کھٹ کھٹایا اور قسم کھانے والے نے اندر سے پوچھا کہ کون ہے یا یہ کہا کہ یہ کون ہے یا کہا کہ وہ کون ہے تو بعض نے فرمایا ہے کہ حانث نہ ہو گا۔ ہاں اگر یوں کہے کہ تو کون ہے تو حانث ہو جائے گا یہی قول مختار ہے۔ (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا پھر فلاں مذکور نے اسے پکارا اور اس نے جواب میں کہہ دیا کہ لبیک (یعنی لجی حاضر ہوں) یا فارسی میں کہا بلے (یعنی میں حاضر ہوں) تو حانث ہو جائے گا (محیط)

تجرید میں لکھا ہے کہ اگر فلاں مذکور کے دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد قسم کھانے والے نے پوچھا کہ مَن ھٰذا (یعنی یہ کون ہے)، تو حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر قسم کھانے والے نے اس فلاں سے کہا کہ تو تھک گیا ہے یا سست ہو گیا ہے اور اس فلاں نے جواب میں کہا کہ خوب است (یعنی اچھا ہوں)، یا کہا کہ ہاں، یا کہا کہ آئے تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا پھر فلاں مذکور نے کسی دوسرے کو پکارا اور قسم کھانے والے نے جواب میں کہہ دیا کہ میں حاضر ہوں تو حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر فارسی زبان میں کہا بلے (یعنی میں حاضر ہوں)، تو بھی حانث ہو جائے گا (عتابیہ) مجمع النوازل میں لکھا ہے اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کلام نہ کروں گا پھر اس کے بعد وہ کھانا کھا رہا تھا اسی دوران اس کی بیوی آگئی اور اس نے بیوی سے کہا آئے تو بھی کھا لے تو حانث ہو جائے گا۔ (محیط)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے کلام نہ کروں گا، پھر گھر کے اندر گیا اور گھر میں بیوی کے سوا کوئی موجود نہ تھا اور اس نے کسی کو خطاب کئے بغیر یہ کہا کہ یہ چیز کس نے رکھی ہے یا یہ چیز کہاں ہے تو حانث ہو جائے گا اور اگر گھر میں بیوی کے سوا کوئی اور بھی ہو تو حانث نہ ہو گا اور اگر اس طرح کہا ہو کہ مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کس نے کیا ہے یا یہ چیز کہاں رکھی ہے تو حانث نہ ہو گا اگرچہ گھر میں عورت کے سوا کوئی دوسرا نہ ہو۔ (خلاصہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا، پھر اس فلاں سے ایسی عبارت میں یا ایسی زبان میں بات کی کہ فلاں مذکور اس کو نہ سمجھ سکا تو بھی حانث ہو جائے گا۔ (محیط)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کروں گا، پھر فلاں مذکور نے کسی کو گالی دی اور قسم کھانے والے نے اس کو یہ لفظ (ایسا مت کر یا مکن) کہہ کر منع کرنا چاہا پھر لفظ مک یا لفظ اے ہی کہنے پایا تھا کہ اس کو قسم یاد آ گئی اور وہ خاموش ہو گیا تو حانث نہ ہو گا اس لئے کہ محض اتنا ٹکڑا غیر مفہوم ہے کوئی معنی نہیں رکھتا ہے پس کلام نہ ہو گا اور یہ شخص کلام کرنے والا شمار نہیں ہو گا۔ اگر فلاں مذکور نے حالف (قسم کھانے والے) کے باپ کو گالی دی پھر حالف نے کہا نہیں بلکہ تو ہی ہے حانث ہو جائے گا۔ (قاضی خاں)

اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہ کروں گا پھر اس کے بعد کسی دوسرے سے کلام کیا اور کلام کی غرض یہ ہے کہ یہ شخص فلاں کو سنا دے تو حانث نہ ہو گا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا پھر دیوار سے کلام کیا کہ اے دیوار تو ایسی ہے اور ایسی ہے اور ایسی ہے تو حانث نہ ہو گا۔ اگرچہ کلام کرنے والے کی غرض اس کلام سے یہ ہو کہ فلاں سن لے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے۔ (فتاویٰ صغریٰ)

امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا، امرأتی طالق ان تزوجت النساء او اشتریت العبید او کلمت الرجال او الناس یعنی میری بیوی کو طلاق ہے اگر میں نے عورتوں سے نکاح کیا یا غلاموں کو خریدا یا مردوں سے کلام کیا یا لوگوں سے کلام کیا پھر اس کے بعد ایک عورت سے نکاح کر لیا یا کسی مرد سے کلام کر لیا یا کوئی غلام خرید لیا تو حانث ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر قسم کھائی کہ مسکینوں اور فقیروں سے کلام نہ کروں گا پھر ان میں سے کسی ایک سے کلام کر لیا ہاں اگر اس نے ان جملوں میں تمام مردوں یا تمام عورتوں یا تمام غلاموں یا تمام مسکینوں، فقیروں کی نیت کر لی ہو تو اس کی تصدیق کر لی جائے گی اور کبھی حانث نہ ہو گا۔

لفظ جن معنی کا محتمل ہو ان کو مراد لے لینے میں تصدیق کر لی جائیگی بشرطیکہ وہ اُس نیت میں متہم نہ ہو

کسی نے کہا ان تزوجت نساءً او اشتریت عبیداً او کلمت رجالاً فکذا پہلے جملوں میں معرف باللام تھا اور ان جملوں میں جمع منکر ہے انھیں دونوں میں فرق بتانا مقصود ہے، یعنی کہا کہ اگر میں نے عورتوں کو نکاح میں لے لیا یا غلاموں کو خرید لیا یا مردوں سے کلام کر لیا تو ایسا اور ایسا، پس جب تک تین عورتوں سے نکاح نہ کرے یا تین غلام نہ خریدے یا تین مردوں سے کلام نہ کرے حانث نہ ہو گا، ہاں اگر اس نے ان لفظوں (عورتوں غلاموں، مردوں) سے جنس مراد لے لی یعنی جنس عورت یا جنس غلام، یا جنس مرد مراد لے لی تو اس صورت میں ایک عورت سے نکاح کر لینے اور ایک غلام خرید لینے یا ایک مرد سے کلام کر لینے سے بھی حانث ہو جائے گا۔ (شرح جامع کبیر للحصیری) اور تین سے زیادہ کی نیت کر لی تھی صحیح ہو گی اور اگر فقط دو کی نیت کی تو صحیح نہ ہو گی (شرح تلخیص الجامع الکبیر)

اور اگر قسم کھائی کہ میں بنی آدم سے کلام نہ کروں گا پھر کسی ایک آدمی سے کلام کر لیا تو حانث ہو جائے گا، ہاں اگر کل آدمیوں کی نیت کر لی ہو تو کبھی حانث نہ ہو گا۔ اور یہ دیانۃً اور قضاءً دونوں طرح اس کی تصدیق کی جائے گی۔ (بدائع)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس فلاں کے غلام سے کلام نہ کروں گا پھر فلاں نے وہ غلام فروخت کر دیا اس کے بعد حالف نے اس غلام سے کلام کیا تو شیخین کے نزدیک حانث نہ ہو گا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کے غلام سے کلام نہ کروں گا پھر کوئی متعین غلام مراد لے لیا تو یہ کلام اور پہلا کلام دونوں کا حکم یکساں ہو گا۔ اور اگر کچھ نیت نہ رہی ہو اس صورت میں اگر فلاں کے ایسے غلام سے کلام کیا جو قسم کھانے کے وقت بھی موجود تھا اور حانث ہونے کے وقت بھی موجود تھا تو بالاجماع حانث ہو جائے گا اور اگر ایسے غلام سے کلام کیا۔ جو قسم کے وقت اس کا غلام تھا اور کلام کرنے کے وقت اس کا غلام نہ تھا تو بالاتفاق حانث نہ ہو گا، اور اگر قسم کے وقت وہ اس کا غلام نہ تھا مگر کلام کرنے کے وقت اس کا غلام تھا تو طرفین کے نزدیک حانث ہو جائے گا (شرح طحاوی)

شیخ ابوبکر نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے غلام سے کلام نہ کروں گا پھر اس کے بعد اس کے مال مضاربت کے غلام سے جس میں اس کا نفع شریک ہو یا نہ شریک ہو کلام کرے گا تو بالاجماع حانث نہ ہو گا۔ (حاوی)

کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں کے دوست کے ساتھ یا فلاں کی بیوی سے یا فلاں کے بیٹے سے کلام نہ کروں گا یعنی ایسے لوگوں کو کہا جن کی نسبت فلاں کی طرف مملوک ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے پھر اس قسم کھانے کے بعد فلاں مذکور نے شادی کی یا لڑکا پیدا ہوا۔ اور اس سے کلام کیا تو حانث نہ ہو گا (قاضی خاں) اور جامع صغیر میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کی بیوی سے کلام نہ کروں گا اور حال یہ ہے کہ اس وقت فلاں کے کوئی بیوی نہیں تھی لیکن اس کے بعد اس نے نکاح کیا اور اس قسم کھانے والے نے اس منکوحہ سے کلام کر لیا تو شیخین کے نزدیک حانث ہو جائے گا اور امام محمد کے نزدیک حانث نہ ہو گا۔

کتاب حجت میں لکھا ہے کہ فتویٰ شیخین کے قول پر ہے اور اگر اس قسم کھانے والے نے ایسی عورت سے کلام کیا جس کو فلاں مذکور نے قسم کے بعد اپنے سے بائن کر دیا ہو یا ایسے شخص سے کلام کر لیا جس سے فلاں مذکور نے اس کی قسم کھانے کے بعد دشمنی کر لی ہو تو طرفین کے نزدیک حانث نہ ہو گا، ہاں اگر قسم کھانے والے نے قسم میں اس طرح کہہ دیا ہو کہ فلاں کی بیوی یہ عورت یا فلاں کا دوست یہ شخص، اس کے بعد قسم کھانے والے نے اس عورت کی زوجیت یا اس شخص کی دوستی ختم ہونے کے بعد کلام کیا تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے غلاموں سے کلام نہ کروں گا تو ظاہر الروایۃ کے موافق یہ قسم کم سے کم جمع کے ادنیٰ مرتبہ پر واقع ہو گی، یعنی عربی زبان کی قسم میں کم سے کم تین پر اور فارسی اردو کی قسم میں فقط دو پر واقع ہو گی ایس عربی زبان

کی قسم میں اس کے دس غلاموں میں سے کم سے کم تین غلاموں سے کلام کرنے پر حانث ہو گا حتیٰ کہ اگر فقط دو سے کلام کیا تو حانث نہ ہو گا کیونکہ عربی میں جمع ہونے کے لئے کم سے کم تین کا ہونا ضروری ہے اور فارسی اور اردو میں دو بھی بحکم جمع ہے (قاضی خاں بزیادۃ قلیلۃ من المترجم) ہاں اگر اس نے اس قسم میں فلاں کے کل غلام مراد لے لئے ہوں تو تصدیق کی جائے گی اور یہی قول صحیح ہے (عتابیہ)

لفظ جمع میں جمعیت ملحوظ ہوتی ہے

اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کی بیویوں سے کلام نہ کروں گا یا فلاں کے دوستوں سے کلام نہ کروں گا تو جب تک اس کی سب بیویوں اور سب دوستوں سے کلام نہ کرے گا حانث نہ ہو گا (محیط)

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کے بھائیوں سے کلام نہ کروں گا، حالانکہ اس کے ایک ہی بھائی تھا پس اگر قسم کھانے والا جانتا تھا کہ اس کے ایک ہی بھائی ہے اور پھر قسم کھائی ہے تو اس ایک بھائی سے کلام کرنے میں بھی حانث ہو جائے گا۔ اور اگر نہیں جانتا تو نہیں حانث ہو گا۔ (فتاویٰ کبریٰ)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس چادر والے سے کلام نہ کروں گا پھر اس سے اس وقت کلام کیا جب وہ چادر فروخت کر چکا ہے تو بھی بالاجماع حانث ہو جائے گا اور اگر چادر مذکور کے خریدنے والے سے کلام کیا تو حانث نہ ہو گا (شرح جامع صغیر لقاضی خاں)

کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں سے کلام کیا تو مجھ پر قسموں میں سے وہ قسم واجب ہو گی جس کو فلاں آدمی چاہے پھر اس کے بعد فلاں سے کلام کیا اور اس فلاں نے چاہا کہ اس کو قسموں میں سے تین قسم یا اس سے کم یا اس سے زیادہ لازم ہو تو اس کو چاہی ہوئی قسمیں لازم نہ آویں گی بلکہ وہی ایک کفارۂ شرعی جو من جانب شرع لازم ہوتا ہے۔

واجب ہو گا (محیط)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس کے آس پاس بھی نہ جاؤں گا تو یہ قول بمنزلہ اس قول کے ہے کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا (خلاصہ)

اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں نے اپنے فلاں غلام سے کلام کیا تو وہ آزاد ہے یا یہ آزاد ہے پھر اس فلاں سے کلام کیا تو آقا کو اختیار ہے کہ ان دونوں غلاموں میں سے جس پر چاہے اس آزادی کو واقع کرے یعنی جس کو چاہے آزاد کرے اور اگر یہ کہا کہ اگر میں نے اپنے فلاں غلام سے کلام کیا تو ہر غلام یا ہر باندی جس کا میں مالک ہوں آزاد ہے، پھر اس کے بعد اس فلاں مذکور غلام سے کلام کیا تو ہر غلام جس کا وہ مالک ہو یا ہر باندی جس کا وہ مالک ہو آزاد ہو جائے گا اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں نے فلاں سے کلام کیا تو مجھ پر حج ہے یا عمرہ ہے تو اس کو اختیار ہو گا کہ دونوں میں سے جس کو چاہے ادا کرے۔ (محیط)

نیت معتبر ہونے کی چند اور مثالیں

کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنی ساس سے کلام نہ کروں گا پھر اس کے بعد اپنی بیوی کے پاس اس کے میکے میں گیا۔ اور

اس کی بیوی سے کسی معاملہ پر آپس میں جھگڑے کی باتیں ہونے لگیں اسی درمیان میں اس کی ساس نے اس سے کہا کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ تو یہ یہ کام نہیں کرتا، جواب میں شوہر نے کہا میں اس کو کھانا دیتا ہوں، کپڑے دیتا ہوں، لوگوں نے کہا تیری قسم ٹوٹ گئی اور شوہر نے کہا کہ نہیں ٹوٹی، اس لئے کہ میں نے ساس کو جواب دینے کی نیت نہیں کی تھی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی، لیکن صحیح یہ ہے کہ محض دیانۃً تصدیق کی جائے قضاءً تصدیق نہ کی جائے گی (ظہیریہ)

کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے اپنے والد سے کلام کیا تو سب کچھ جو میری ملک میں ہے سب صدقہ ہے تو اس قسم سے بچنے کا حیلہ یہ ہے کہ اپنی ساری املاک کسی معتمد شخص کے ہاتھ کپڑے میں لپیٹی ہوئی کسی چیز کے بدلے فروخت کر دے پھر اپنے والد سے کلام کرے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہ آئے گا اس لئے کہ کپڑے میں لپٹی ہوئی جو چیز ہے اس کو نہ دیکھنے کی وجہ سے خیار رویت رہے گا اور اس پر ملکیت قائم نہ ہوگی کہ اس کا صدقہ واجب ہو، پھر کلام کرنے کے بعد خیار رویت کے حکم کے مطابق کپڑے میں لپیٹی ہوئی چیز کو جو ثمن کے درجہ میں ہے دیکھ کر ناپسند کر کے بیع رد کر دے اور اپنی ساری املاک واپس لے لے۔ (خلاصہ)

امام بشر نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ اگر تو نے فلاں سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہے، اس پر دوسرے نے کہا کہ لیکن تیری اجازت سے، تو اس قسم میں اسی وقت حانث ہوگا جب اس کی اجازت کے بغیر فلاں سے کلام کرے (تاتارخانیہ)

کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا، اس کے بعد فلاں مذکور گوشت بیچتا ہوا ادھر سے نکلا۔ اور قسم کھانے والے نے اس کو پکارا کہ اے گوشت والے، تو حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر فلاں مذکور کو چھینک آئی اور قسم کھانے والے نے کہا "یرحمک اللہ" یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے، تو بھی حانث ہو جائے گا (خلاصہ)۔ اور اگر قسم کھانے والا بازار میں گذر رہا تھا اور اس حالت میں کہا گوشت اور فلاں مذکور شخص سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تھی وہاں گوشت بیچ رہا تھا تو حانث نہ ہوگا (وجیز کردری)

اگر کسی نے کہا کہ جب جب میں ان دونوں آدمیوں میں سے کسی ایک سے کلام نہ کروں گا تو میری عورتوں میں سے ایک کو طلاق، پھر اس کے بعد ان دونوں آدمیوں میں سے بکلام واحد کلام کیا تو دو طلاقیں واقع ہوں گی۔ ان دونوں طلاقوں کو دو عورتوں پر واقع کرے یا ایک پر یہ اختیار ہوگا (کافی)

کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں طلاق کی بات کروں گا تو میرا غلام آزاد، پھر اس بیوی سے کہا ان شئت فانت طالق فقالت لا اشاء یعنی اگر تو چاہے تو تجھ کو طلاق ہے اور بیوی نے جواب میں کہا کہ میں نہیں چاہتی اس صورت میں بھی بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس کا غلام آزاد ہو جائے گا (فتاویٰ قاضیخاں)

اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ ان تکلمت بالشرک فعبدی حر یعنی اگر میں نے شرک کا تکلم کیا تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس کے بعد کہا ان الشرک لظلم عظیم تو بھی یہی حکم ہے کہ غلام آزاد ہو جائے گا

(مترجم کہتا ہے کہ یہ حکم عربی زبان کے محاورہ کے اعتبار سے ہے اور ہمارے عرف کے اندر متبادر یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں نے شرک کی بات کہی تو میرا غلام آزاد ہے، اسی طرح اگر کہا کہ اگر میں نے تیرے طلاق کے ساتھ کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہے۔ ان دونوں جملوں میں ایسی بات مراد ہوگی جو خود شرک ہو اور ایسا کلام مراد ہوگا جس سے خود طلاق واقع ہوتی ہو نہ کہ فقط لفظ شرک کا بولنا یا لفظ طلاق کا بولنا، پس لفظ "اِنَّ الشرک لظلم عظیم" پڑھنے سے یا "ان شئت فانت طالق فقالت لا اشاء" کے جزیہ سے حانث نہ ہوگا، اور غلام آزاد نہ ہوگا)۔

اور حسنؒ نے فرمایا ان سب صورتوں میں اس کی جو نیت ہوگی معتبر ہوگی اور حکم اسی نیت کے مطابق ہوگا حتیٰ کہ اگر اس نے کہا کہ میری کوئی نیت نہیں تھی تو حانث نہ ہوگا۔ اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ پہلا قول میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور بعض فقہاء نے حسنؒ کے قول کو اختیار کیا ہے (تاتارخانیہ)

(مترجم کہتا ہے ہمارے ملک کا عرف حسنؒ کے قول کے موافق ہے (واللہ اعلم بالصواب) شیخ اسد بن عمر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کہ اگر میں تجھ کو زنا کے ساتھ متہم کرنے کا کلام کروں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس کے بعد اس عورت سے اس نے کہا کہ تو زانیہ ہے تو امید ہے کہ وہ حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

طلاق کے باب میں ایک انوکھا جزئیہ

اگر کسی نے نکاح کے بعد وطی سے قبل اپنی اس منکوحہ سے تین مرتبہ یہ جملہ کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کیا تو تجھ کو طلاق ہے تو دوسری بار اس جملہ کے کہنے سے پہلی بار میں حانث ہو جائے گا اور دوسری بار کا جملہ کہنے سے امام کے نزدیک قسم منعقد ہوگی اور تیسری بار کہنے سے وہ قسم بلا جزا ختم ہوگی اور تیسری بار کے جملے سے قسم منعقد نہ ہوگی۔ اور اگر اس شخص نے تیسری بار یہ جملہ نہ بولا اور محض دو ہی بار بول کر اس عورت سے دوبارہ نکاح کر لیا اور اس سے کلام کیا تو تیسری قسم کی وجہ سے (جو امام کے نزدیک منعقد ہو چکی تھی) مطلقہ ہو جائے گی (کافی)

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے فلاں اور فلاں سے کلام کیا تو تجھ کو طلاق ہے پھر اس کے بعد عورت نے محض ایک شخص سے کلام کیا نہ کہ دوسرے سے، پس اگر شوہر کی نیت یہ تھی کہ جب تک دونوں سے کلام نہ کرے گی حانث نہ ہوگا، تو اس کی نیت معتبر ہوگی اور وہ حانث نہ ہوگا اور حکم اس کی نیت پر دائر ہوگا یہاں تک کہ اگر اس کی کچھ نیت نہ رہی ہو تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر یہ نیت رہی ہو کہ ان دونوں میں سے اگر کسی ایک سے بھی کلام کرے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی، تو البتہ کسی ایک سے بھی کلام کرتے سے حانث ہو جائے گا اور طلاق واقع ہو جائے گی، ہاں اگر کسی مقام و دیار میں ایسے کلام کے اندر انفرادہی سے عرف اور مقصود رہو یعنی عرفاً یہ معنی مقصود ہوتے ہوں کہ ان میں سے کسی سے کلام نہ کرے تو اس مقام کے عرف کے موافق قسم کھانے والے کی یہی نیت متعین کی جائے گی، اس کے خلاف کی نیت معتبر نہ ہوگی حتیٰ کہ ان دونوں

میں سے کسی ایک سے کلام کرنے پر بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں اور فلاں سے کلام نہ کروں گا۔ پس اگر قسم کھانے والے کی کسی خاص شق کی نیت نہ ہو یا یہ نیت ہو کہ جب تک دونوں سے کلام نہ کروں گا تو فقط ایک سے کلام کرنے کی وجہ سے حانث نہ ہو گا، ہاں اگر یہ نیت رہی ہو کہ کسی ایک سے کلام کرنے سے حانث ہو جاؤں گا تو اس کی نیت معتبر ہو گی اور ایک سے بھی کلام کرنے سے حانث ہو جائے گا اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا ہے اگر کوئی نیت نہ رہی ہو تو بھی محض ایک سے کلام کرنے کی صورت میں حانث ہو جائے گا، لیکن قول مختار یہ ہے کہ حانث نہ ہو گا (فتاویٰ اکبری) مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابو القاسم صفار کے دیار میں عرف ہو گا کہ ایسے جملہ میں محض ایک سے کلام نہ کرنا مقصود ہوتا ہو گا، لہٰذا ان کے عرف کے اعتبار سے یہ حکم صحیح ہو گا اور وہاں کے عرف کے مطابق یہی حکم مختار ہو گا اور انھیں کے عرف کے مطابق ہمارے یہاں کا عرف ہے (واللہ اعلم بالصواب)

اگر کسی نے کہا کہ میں ان دونوں آدمیوں سے کلام نہ کروں گا، یا فارسی زبان میں کہا کہ من بایں دو تن سخن نہ گویم، تو اس صورت میں ان میں سے فقط ایک سے کلام کرنے میں حانث نہ ہو گا، حتیٰ کہ اگر محض ایک سے کلام نہ کرنے کی نیت بھی کی ہو تو اس کی نیت صحیح نہ ہو گی، یہ عام مشائخ کا قول ہے مگر مؤلف نے فرمایا ہے کہ نیت صحیح ہونی چاہیے، اس لئے کہ تثنیہ بول کر واحد مراد لیا جاتا ہے، پس جب وہ خود کہتا ہے کہ میری یہی نیت تھی اور اس کے نفس پر سختی بھی ہو رہی ہے تو اس کی نیت کی تصدیق کی جائے گی (قاضی خاں وخلاصہ)

اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر اس قوم کے لوگوں سے یا مثلاً اہل بغداد سے کلام کرنا حرام ہے پھر ان میں سے ایک آدمی سے کلام کیا تو بھی حانث ہو جائے گا، اور یہ اس جزیہ کے خلاف ہے جو پہلے گذر چکا ہے۔ یعنی واللہ میں ان دونوں آدمیوں سے کلام نہ کروں گا یا فارسی زبان میں کہا تھا کہ واللہ من بایں دو تن سخن نگویم اس لئے کہ ان دونوں صورتوں میں پہلے کہہ چکے ہیں کہ محض ایک سے کلام کرنے سے بالاتفاق حانث نہ ہو گا، اور فتویٰ میں یہی قول مختار ہے۔ پس اس مقام میں بھی یہی قول مختار ہو گا، فتاویٰ کبریٰ میں کہا ہے کہ ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں حانث ہو گا اور اگر کہا کہ فلاں فلاں سے مجھ پر بات کرنا حرام ہے، پھر ایک سے بات کی تو حانث ہو جائے گا اور بعض نے کہا کہ نہیں حانث ہو گا، ہاں اگر اس نے نیت کر لی ہو ان میں سے ہر ایک سے کلام نہ کرنے کی تو یہ نیت معتبر ہو گی اور یہی قول مختار ہے۔ (خواہر اخلاطی)

عربی اور غیر عربی عرف کے اختلاف کی مثال

اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یکلم فلانا وفلانا یعنی فلاں اور فلاں سے کلام کلام نہ کروں گا) اس کے بعد کسی ایک سے کلام کیا تو حانث ہو جائے گا (یہ عربی محاورہ کے اعتبار سے حکم ہے ہماری زبان کے موافق یہ حکم نہیں ہے، بلکہ ہماری زبان میں ایسے کلام کا یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب ان میں سے کسی ایک سے کلام کرے گا تو دوسرے سے کلام نہ کرنا متعین ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ جب دوسرے سے بھی

کلام کرے گا تو حانث ہو جائے گا، اس کے پہلے پہلے حانث نہ ہوگا،

خلاصہ میں ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میں فلاں سے اور فلاں سے کلام نہ کروں گا پھر ان میں سے ایک سے بھی کلام کرے گا تو حانث ہو جائے گا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ حکم ہماری زبان کے عرف کے بھی موافق ہے۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ واللہ میں فلاں سے یا فلاں اور فلاں سے کلام نہ کروں گا تو پہلے شخص سے کلام کرنے سے اور باقی دونوں سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ واللہ میں فلاں اور فلاں سے یا فلاں سے کلام نہ کروں گا تو اس صورت میں پہلے دونوں سے یا پچھلے ایک سے کلام کرنے سے حانث ہوگا اگر صرف اول سے یا صرف دوسرے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا (کافی) اسی طرح پہلی صورت میں صرف دوسرے سے یا صرف تیسرے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا (مترجم)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ ان خرجت من هذه الدار حتی اکلم الذی هو فیها فامرته طالق ولیس فی هذه الدار رجل، یعنی اگر میں اس گھر سے بغیر اس آدمی سے کلام کئے ہوئے نکل گیا جو اس گھر میں ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے، اور حال یہ ہے کہ اس گھر میں کوئی آدمی نہیں تھا اس قسم کھانے کے بعد قسم کھانے والا اس گھر سے نکلا تو امام اعظمؒ کے نزدیک حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

اور اگر اپنی لونڈیوں سے کہا کہ جب جب میں تم میں سے کسی سے کلام کروں تو تم میں سے ایک کے سوا سب آزاد ہیں۔ پھر چار لونڈیوں سے بحالت صحت کلام کیا پھر تعین بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو کل آزاد ہو جائیں گی، (کافی)

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر یہ بات تو فلاں سے کہے گی تو تجھ کو طلاق ہے پھر اس عورت نے وہ بات فلاں سے کہدی، لیکن ایسی عبارت میں کہا کہ اس فلاں نے اس کا مطلب کچھ نہ سمجھا تو بھی اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی، مثل اس شخص کے جس نے قسم کھائی تھی کہ وہ فلاں سے کلام نہ کرے گا پھر اس کے بعد اس سے ایسی عبارت کے ساتھ کلام کیا جس کا مفہوم اس فلاں نے کچھ نہ سمجھا تو اس شخص کو حنث لازم ہو جاتا ہے، ایسا ہی یہاں بھی ہوگا (محیط)

مترجم کہتا ہے کہ باندیوں سے کلام نہ کرنے والی مثال میں اگر سب دس باندیاں ہوں مثلاً تو سب کی سب مفت آزاد ہو جائیں گی، یہ مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ آزاد تو سب ہوں گی مگر سب پر سعایت لازم ہوں گی۔ یعنی اگر وہ اپنی مراد بیان کر دیتا تو فقط وہ ایک آزاد ہوتی، مراد نہ بیان کرنے کی وجہ سے سب آزاد ہو رہی ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ قسم کی وجہ سے حقیقت میں فقط ایک آزاد ہوئی اور نو محض احتمال کی بنا پر آزاد شمار ہوئیں، لہٰذا ہر لونڈی میں دسواں حصہ قطعی آزاد اور نو حصے احتمال سے آزاد ہوتے کیونکہ عتق میں تجزیہ نہیں، لہٰذا ہر لونڈی کا ۱/۱۰ ایک بٹا دس آزاد بلا سعایت ہوگا یعنی مفت آزاد ہوگی اور بقیہ ۹/۱۰ نو بٹا دس اپنی قیمت کا ہر لونڈی کما کر اپنے آقا کو دے گی، یہی معنی سعایت کے ہیں۔ یہی وار

مراد ہے۔

مُجبت (کتاب کا نام ہے) میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کسی چیز سے کلام نہ کروں گا، پھر اس کے بعد پتھر سے یا کسی حیوان سے، غرض انسان کے علاوہ کسی چیز سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا، البتہ اگر انسان سے کلام کرے گا خواہ وہ گونگا بہرہ ہو یا سمجھدار بچہ ہو تو حانث ہو جائے گا، ہاں اگر ایسے بچہ سے کلام کیا جو بالکل نا سمجھ ہو، تو حانث نہ ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

قسم توڑنے کے لازم ہونے کا ضابطہ

شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں کسی سے کلام نہ کروں گا پھر اس کے بعد اس کے پاس ایک کافر اسلام لانے کے لئے آیا اور کہا کہ مجھے اسلام کی صفت بیان کر دو اور کلمۂ اسلام پڑھا دو، تو اب وہ شخص کیا کرے، تو شیخ شمس الاسلام نے جواب دیا کہ صفت اسلام اور ہر وہ چیز بیان کر دے جس سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسری بات نہ کرے تو حانث نہ ہوگا۔ (محیط) لیکن اگر یہ اندازہ ہو کہ میرے کلام نہ کرنے سے اس کے اسلام لانے میں تاخیر ہوگی، کیونکہ میرے کلام نہ کرنے سے ان کو انقباض ہوگا تو ایسے وقت میں لازم ہے کہ قسم کو توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے، کیونکہ ایک آدمی کو مسلمان کر دینا اپنی قسم پوری کرنے سے بدرجہا بہتر ہے، پس قاعدہ نکل آیا کہ قسم پوری کرنے سے شرعی اعتبار سے قسم توڑ دینا بہتر ہو تو قسم توڑ دینا جائز رہے گا۔

اور اگر قسم توڑنے میں کوئی شرعی نقصان ہو، مثلاً کسی حرام کا ارتکاب لازم آ رہا ہو یا کسی کی عاقبت خراب ہو رہی ہو تو قسم کا توڑ دینا اور بعد میں کفارہ ادا کرنا واجب ہے (مترجم)

اگر کسی نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ کسی غیر مرد سے باتیں کر رہی ہے اور اس پر اسے غصہ آ گیا اور بیوی سے کہہ دیا کہ اگر تو نے اس کے بعد کسی اجنبی مرد سے بات کی تو تجھ کو طلاق ہے، پھر اس کے بعد اس کی بیوی نے شوہر کے ایسے شاگرد سے بات کی جو اس کے لئے ایسا رشتہ دار نہیں تھا جس سے نکاح حرام ہوتا ہے بلکہ غیر محرم تھا یا کسی ایسے شخص سے بات کی جو اسی گھر میں رہتا تھا، جانا پہچانا تھا مگر عورت کا ذی محرم نہیں تھا یا اپنے کسی ایسے رشتہ دار سے بات کی جو ذی رحم تھا مگر محرم نہیں تھا وہ عورت ہر صورت میں مطلقہ ہو جائے گی (ظہیریہ)

عربی زبان میں معرفہ اور نکرہ کے اعتبار سے حکم میں فرق

اگر قسم کھائی کہ " لا یکلم رجلا " یعنی میں ایک مرد سے بات نہ کروں گا، پھر اس کے بعد کسی ایک مرد سے بات کرے اور کہے کہ میں نے اس کے سوا دوسرے مرد کو مراد لیا تھا تو تصدیق کر لیں گے اور حانث نہ ہوگا، بخلاف اس کے اس طرح قسم کھائے کہ " لا یکلم الرجل " یعنی میں مرد سے بات نہ کروں گا تو یہ قسم جنس مرد پر واقع ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کسی بھی مرد سے بات کرے گا تو حانث ہو جائے گا۔ (محیط)

اگر قسم کھائی کہ میں اس جوان سے بات نہ کروں گا، اس کے بعد اس جوان کے بوڑھے ہونے کے بعد اس سے بات کی تو حانث ہو جائے گا (حاوی) اور اگر قسم کھائی کہ میں لڑکے سے بات نہ کروں گا پھر کسی بوڑھے سے بات کی تو حانث نہ ہوگا (محیط)

اور اگر قسم کھائی کہ مرد سے بات نہ کروں گا، پھر لڑکے سے بات کی تو حانث ہو جائے گا (ظہیریہ) اور اگر قسم کھائی کہ میں نے عورت سے بات کی تو میرا غلام آزاد، پھر اس کے بعد کسی بچی سے بات کی تو حانث نہ ہوگا، اور اگر کہا کہ اگر میں نے عورت سے نکاح کی تو میرا غلام آزاد ہے پھر لڑکی سے نکاح کیا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور حانث ہو جائے گا، اس لئے کہ بچپنا کلام کرنے سے مانع ہوتا ہے، لہٰذا اس قسم میں لڑکی سے عادتاً مراد نہ ہوگی۔ اور نکاح لڑکی سے بھی ہوتا ہے لہٰذا قسم میں وہ بھی مراد ہو جائے گی۔

انسانی عمروں کے الگ الگ نام اور ان کے احکام

اور اگر قسم کھائی کہ میں کلام نہ کروں گا نہ مرد سے نہ جوان سے نہ بوڑھے سے یعنی ان میں سے کسی سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی، تو ہم کہتے ہیں کہ شریعت میں غلام ایسی عمر کے مرد کا نام ہے جو قریب بلوغ ہو یہاں تک کہ جب بالغ ہو جائے گا تو شاب کہا جائے گا اور اس کو فتی (جوان) بھی کہتے ہیں، اور امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ شاب کا لفظ پندرہ برس کی عمر سے لے کر تیس برس تک پر بولتے ہیں بلکہ جب تک درازی عمر کی وجہ سے بالوں پر سرخی غالب نہ ہو اس وقت تک بولتے ہیں اور کہل (بوڑھاپا) تیس برس سے لے کر پچاس برس تک پر بولتے ہیں اور پچاس برس سے زیادہ کو شیخ کہا جاتا ہے، اور پندرہ برس سے کم کو شاب نہیں کہتے اور تیس برس سے کم کو کہل نہیں کہلاتا۔ اور پچاس برس سے کم کا شیخ نہیں کہلاتا، اور اس کے درمیان کی عمر میں بالوں کی سرخی کا بھی اعتبار ہوتا ہے۔ اور قدوری میں امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ شاب پندرہ برس سے لے پچاس برس تک کا کہلاتا ہے۔ لیکن اگر بالوں کی سرخی اس پر اس سے پہلے غالب ہو جائے تو شاب نہیں کہلائے گا اور کہل تیس برس سے آخیر عمر تک ہوتا ہے اور شیخ پچاس سے زیادہ عمر کا کہلاتا ہے، پس اس روایت کی بنا پر پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو امام ابو یوسف رح نے شیخ بھی قرار دیا اور کہل بھی، اور وصایا النوازل میں امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ تیس برس کا شخص کہل ہے! نیز انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص تینتیس برس یا اس سے زیادہ وہ کہل ہے، پھر جب پچاس برس کا ہو جائے تو وہ شیخ ہے اور نوادر ابن سماعہ میں لکھا ہے کہ کہل تیس برس سے لے کر چالیس برس تک ہوتا ہے اور شیخ وہ ہے جس کی عمر پچاس سے زیادہ ہو جائے، اگرچہ اس کے بال سفید نہ ہوئے ہوں اور اگر چالیس برس سے عمر زیادہ ہو اور بال کثرت سے سفید ہو گئے ہوں یعنی نصف سے زیادہ وہ بھی شیخ ہے، اور اگر نصف سے زیادہ سیاہ ہوں تو وہ شیخ نہیں ہے اور امام محمد رح سے مروی ہے کہ غلام وہ ہے جس کی عمر پندرہ برس سے کم ہو اور شاب و فتی وہ ہے جس کی عمر پندرہ برس یا زیادہ کی ہو، یہاں تک کہ جب چالیس برس کا ہو جائے گا تو اس وقت سے ساٹھ برس تک کہل ہوگا، لیکن اگر بال

میں سفیدی پہلے ہی غالب آجائے تو غلبہ کے وقت ہی سے شیخ شمار ہوگا اگرچہ عمر پچاس برس تک کی بھی نہ ہوئی ہو مگر کہل چالیس برس سے پہلے نہ ہوگا اور جب تک عمر چالیس برس سے بڑھ نہ جائے شیخ نہ ہوگا، مترجم کہتا ہے کہ یہی تفصیل ہمارے دیار کے عرف کے موافق ہے، لیکن اس قسم کے محاورات کا اس قسم کے معاملہ کے اندر شریعت میں دخل نہیں ہے اور اگر قسم کھائی کہ بنی فلاں کے یتیموں سے یا بنی فلاں کے ارامل سے یا بنی فلاں کے غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں سے یا بنی فلاں کی بیوہ عورتوں سے بات نہ کروں گا تو اس قسم کی قسم میں یتیم وہ شخص کہلائے گا جس کا باپ مرگیا ہو اور وہ چھوٹا نابالغ ہو یہاں تک کہ جب بالغ ہو جائے گا تو ہم اس کو یتیم نہیں کہیں گے، امام محمدؒ نے کتاب (مبسوط) میں ایسا ہی ذکر فرمایا ہے اور امام محمدؒ کا قول تحقیق لغات کے بارے میں حجت ہے۔

ارملہ، ایمہ، ثیبہ، کے معنی کی تحقیق

اور ارامل جمع ارملہ کی ہے، اور ارملہ ہر ایسی فقیر بالغہ محتاج عورت کو کہتے ہیں جس کو اس کے شوہر نے الگ کر دیا ہو، خواہ اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو، پس یہ نام ایسی ہی عورت کے ساتھ خاص ہے، امام محمدؒ نے کتاب (مبسوط) میں اسی طرح بیان فرمایا ہے اور ایم ہر ایسی عورت کہتے ہیں جس سے جماع کیا گیا ہو خواہ نکاح سے یا زنا سے اور حال یہ ہو کہ اس کے شوہر نے اسے جدا کر دیا ہو عام اس سے کہ مالدار ہو یا غریب ہو یا چھوٹی نابالغ ہو یا بڑی اور بالغ ہو، امام محمدؒ نے کتاب مبسوط میں جس کو ابھی ذکر کیا ہے اور ثیب ہر ایسی عورت کو کہتے ہیں جس سے جماع کر لیا گیا ہو خواہ حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے، خواہ اس کا شوہر موجود ہو یا موجود نہ ہو، یا نابالغہ ہو یا بالغہ ہو، خود مالدار ہو یا غریب ہو، اس معنی کو بھی امام محمد نے ذکر کیا ہے (ذخیرہ)

بعض اور عربی اور غیر عربی محاورات کا فرق

اگر کسی نے عربی میں کہا ان کلمتک الا ان تکلمنی اوالیٰ ان تکلمنی او حتی ان تکلمنی فکذا یعنی اگر میں نے تجھ سے کلام کیا مگر یہ کہ تو مجھ سے کلام کرے، یا تا آنکہ تو مجھ سے کلام کرے، یا یہاں تک کہ تو مجھ سے کلام کرے تو چنیں وچناں (مثلاً یہ کہ تو پھر میرا غلام آزاد یا میری بیوی کو طلاق) ان جملوں کے کہنے کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کو ایک ہی ساتھ کلام کیا امام محمدؒ کے نزدیک قسم کھانے والا حانث ہو جائے گا اور بیان کردہ جزا مرتب ہو جائے گی اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث نہ ہوگا۔ (قاضی خاں)

اگر دو آدمی مکہ جانے کے لئے نکلے پھر ان میں سے ایک نے دوسرے کے بارے میں قسم کھائی کہ میں اس سے کلام نہ کروں گا۔ یہاں تک کہ مکہ سے لوٹ آوں، پھر اس کے بعد دونوں درمیان ہی سے لوٹ آئے اور قسم کھانے والے نے اس سے کلام کر لیا تو حانث ہو جائے گا۔ اور یہ قسم مکہ پہنچ کر لوٹنے پر واقع ہوگی، ہاں اگر دونوں کے درمیان آپس میں کوئی معاہدہ رہا ہو اور کوئی بات ایسی رہی ہو جس سے مکہ جاکر لوٹنا نہ سمجھا جاتا ہو تو یہ دوسری بات ہے اس وقت میں حانث نہ ہوگا۔ (عتابیہ)

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کرنے میں، یا نکاح کرنے میں ابتدا کی تو میرا غلام آزاد ہے، اس کے بعد دونوں میں ملاقات ہوئی پھر دونوں نے ایک دوسرے پر ایک ہی ساتھ کلام کر دیا یا دونوں نے ساتھ ہی نکاح کر لیا تو حانث نہ ہوگا (کافی) اور قسم کھانے والے سے اس واقعہ کے بعد قسم بھی ساقط ہو جائے گی، یہاں تک کہ اب اس قسم کی وجہ سے کبھی بھی حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ اس گفتگو کے بعد اب ابتدائے کلام قسم کھانے والے کی طرف سے واقع ہونے سے مایوسی ہو گئی اس واسطے کہ اب جو کلام قسم کھانے والے کی طرف سے پایا جائے گا وہ دوسرے کے کلام کے بعد ہی ہوگا؛ ابتداءً ہرگز نہ ہوگا، اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے اس طرح کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کرنے میں پہل کی تو تجھ کو طلاق ہے، اسی طرح عورت نے بھی کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کرنے میں پہل کی تو میری لونڈی آزاد ہے، پھر اس کے بعد شوہر نے اس عورت سے کلام کیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا، اسی طرح شوہر کے اس دوسرے کلام کے بعد عورت کے کلام کرنے سے بھی عورت حانث نہ ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں ان میں سے کسی نے پہل نہ کی اور اگر دونوں نے ایک ہی ساتھ اسی قسم کی قسم کھا لی ہو تو دونوں کو چاہیئے کہ دونوں ہر ایک دوسرے سے ایک ہی ساتھ کلام کر لیں۔ اگر ایک ہی ساتھ کلام کر لیں گے تو دونوں میں سے کوئی حانث نہ ہوگا، اور اسی طرح کسی دوسرے آدمی سے کہا کہ اگر میں تجھ سے کلام کروں قبل اس کے کہ تو مجھ سے کلام کرے تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس کے بعد دونوں میں ملاقات ہوئی اور ہر ایک نے دوسرے کو ایک ہی ساتھ سلام کیا تو قسم کھانے والا اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا۔ (محیط)

چند آدمی ایک ہی مجلس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے، اسی اثنا میں ان میں سے ایک نے کہا کہ جس نے اس کے بعد کلام کیا اس کی بیوی کو طلاق، اس کہنے کے بعد خود اس کہنے والے ہی نے کلام کر لیا تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی (قاضی

امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے درمیان میں محاورہ کے فرق کی وجہ سے حکم میں اختلاف

خزانۃ المفتین میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ جس نے عبداللہ کے غلام سے کلام کیا اس کی بیوی کو طلاق ہے اور عبداللہ خود قسم کھانے والا ہے اور یہ غلام بھی اسی کا غلام ہے اور اس قسم کے بعد اس نے خود اپنے غلام سے کلام بھی کیا تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ) ہاں اگر کوئی دوسرا آدمی اسی غلام سے کلام کرے تو حانث نہ ہوگا۔

اگر کسی آدمی نے کہا کہ واللہ میں فلاں شخص سے کلام نہ کروں گا استغفر اللہ انشاء اللہ تعالیٰ، تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ استثناء صحیح ہوگا اور وہ حانث نہ ہوگا، اور یہ حکم از راہ دیانت ہے اس لئے کہ ان کے یہاں کے محاورہ میں فقط استغفر اللہ کا لفظ، فاصل نہیں شمار ہوتا، لیکن قضاءً تصدیق نہ کی جائے گی (قاضی خاں)

امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ قسم خدا کی میں کسی سے کلام نہ کروں گا، مگر فلاں یا فلاں سے تو اس کو اختیار ہوگا کہ چاہے دونوں سے کلام کرے یا محض ایک سے یعنی ان دونوں صورتوں میں حانث نہ ہوگا خواہ دونوں سے مجتمعاً کلام کرے یا الگ الگ کلام کرے (شرح جامع کبیر للحصیری)

اگر کسی نے کہا کہ میں کسی سے کلام نہ کروں گا مگر بصری شخص سے یا کوفی شخص سے پھر اس کے بعد اس نے بصرہ کے رہنے والے یا کوفہ کے رہنے والے سے یا دونوں سے کلام کر لیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح کوفہ کے تمام آدمیوں سے یا بصرہ کے تمام آدمیوں سے یا دونوں جگہ کے تمام آدمیوں سے کلام کر لیا تو بھی حانث نہ ہوگا، اور اگر کسی نے کہا کہ واللہ میں کسی آدمی سے کلام نہ کروں گا، لیکن ان دو آدمیوں میں سے ایک آدمی سے تو اس صورت میں ان دونوں آدمیوں میں سے ایک ہی آدمی مستثنیٰ ہوگا، حتیٰ کہ اگر ان میں سے فقط ایک سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اگر دونوں سے کلام کر لیا تو حانث ہو جائے گا۔

اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں کسی سے کبھی کلام نہ کروں گا لیکن دو مردوں میں سے ایک سے خواہ کوفی ہو یا بصری، یا اس طرح قسم کھائی کہ میں کسی سے کلام نہ کروں گا لیکن ان دو میں سے ایک سے کوفی ہو یا بصری پھر اس کے بعد اس نے ایک کوفی یا ایک بصری سے کلام کر لیا، یا دونوں سے کلام کر لیا تو حانث نہ ہوگا (محیط) مترجم کہتا ہے کہ ہماری زبان کے عرف کے مطابق اس حکم میں تامل ہے، واللہ اعلم بالصواب)

اور اگر قسم کھائی کہ واللہ میں کسی سے بات نہ کروں گا، لیکن کوفہ کے ایک آدمی سے پھر اس کے بعد اس نے کوفہ کے دو آدمیوں سے کلام کر لیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ واللہ میں کسی سے کلام نہ کروں گا مگر کوفی مرد سے تو کوفہ کے تمام مردوں سے بھی کلام کرتے میں حانث نہ ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)

زید اور عمر دونوں نے اپنے ایک مشترکہ باندی کے بچہ کے بارے میں ایک ہی ساتھ نسب کا دعویٰ کیا اور قاضی نے دونوں سے اس بچہ کے نسب کا حکم دیدیا پھر اس کے بعد خالد نے کہا کہ اگر میں نے زید کے بچہ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہے اور بکر نے کہا کہ اگر میں نے عمر کے بچہ سے کلام کیا تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس کے بعد دونوں نے اسی مذکور بچے سے کلام کر لیا تو دونوں حانث ہو گئے (قاضی خاں)

ایسی باتیں جن سے بغیر قسم کھائے ہوئے بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے

شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ زید نے کہا اگر میں نے عمر سے کلام کیا تو میں کفار کا شریک ہوں ان باتوں میں جو خدا و قدوس کے لائق نہیں ہیں مگر وہ خدا پر بہتان باندھتے ہیں، پھر اس کے بعد زید نے عمر سے کلام کر لیا تو اب زید کے لئے کیا حکم ہے تو جواب دیا کہ زید پر کفارۂ قسم واجب ہوگا (ظہیریہ) مترجم کہتا ہے کہ غیر عربی زبان میں بھی ایسا کلام قسم کے حکم میں ہوگا۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں عمر سے کلام نہ کروں گا پھر عمر نے اس کو کوئی خوشخبری دی جس پر اس نے الحمد للہ کہا یا اس نے کوئی خبر بد سنائی جس پر اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا تو اس کہنے سے حانث نہ ہوگا (تاتارخانیہ) البتہ اگر خبر بد کی صورت میں اس نے عمر سے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے دونوں کو محفوظ رکھیں تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

اگر کسی نے عمر سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کیا تو مجھ پر گھر میں جانا حرام ہے، اس کے بعد کلام کر لیا پھر

گھر میں داخل ہوا اور بکر سے کلام کیا تو اس پر ایک کفارۂ قسم واجب ہوگا، اور اگر اس طرح کہا ہو کہ اگر میں نے تجھ سے کلام کیا تو مجھ پر گھر میں جانا اور بکر سے کلام کرنا حرام ہے تو ایسی صورت میں دو قسمیں ہوں گی اور دو قسموں کے کفارے واجب ہوں گے (تاتارخانیہ بحوالہ جمع الجوامع)

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے فلاں عورت سے کلام کیا تو تجھ کو طلاق ہے، اس کے بعد اس کی بیوی کپڑے دھو رہی تھی کہ وہ فلاں عورت آگئی اور کہا کہ تو تھک گئی ہوگی اور اس نے جواب دیا کہ نہیں اچھی ہوں یا جواب دیا کہ ہاں تو یہ سب کلام ہے اور وہ مطلقہ ہو جائے گی خواہ یہ جواب سمجھ کر دیا ہو کہ یہ فلاں عورت ہے یا بے سمجھے دیا ہو (ظہیریہ)

سلام اور بات کے متحقق ہونے میں قاعدہ کلیہ

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ کوئی کلام یا خطاب اسی وقت متحقق ہوتا ہے جب آمنے سامنے ہو (عتابیہ) یعنی بیٹھ پیچھے کسی کو کوئی خطاب کیا جائے یا کوئی کلام کیا جائے تو اس پر کوئی حکم مترتب نہ ہوگا، مثلاً قسم کھائی کہ میں زید سے کلام نہ کروں گا، پھر زید کے پیٹھ پیچھے اس طرح کہا کہ او زید، یا غیبت میں اس طرح کہا کہ اے زید تم اچھے ہو تو خطاب یا کلام نہ ہوگا اور اس طرح کہنے سے حانث نہ ہوگا۔

اگر زید نے عمر سے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ فلاں شخص آگیا ہے تو میری بیوی کو طلاق ہے یا مثلاً میرا غلام آزاد ہے، پھر اس کے بعد عمر نے اس کو فلاں کے آجانے کی جھوٹی خبر دی تو بھی زید حانث ہو جائے گا اور اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی اور غلام آزاد ہو جائے گا، بخلاف اس کے اگر زید نے اس طرح کہا ہے کہ اگر تو نے مجھے فلاں کی آمد کی اطلاع دی تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس کے بعد اس نے آمد کی جھوٹی خبر دی تو اس کا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ میری بیوی گھر میں ہے تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس کو عمر نے جھوٹی خبر دی کہ تیری بیوی گھر میں ہے تو وہ حانث ہو جائے گا اور غلام آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر اس طرح کہا کہ تو نے میری میری بیوی کے گھر میں ہونے کی خبر دی تو میرا غلام آزاد ہے، پھر عمر نے اس کو جھوٹی خبر دی تو غلام آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر اس طرح کہا کہ اگر تو نے بشارت دی کہ فلاں شخص آگیا ہے، یا یہ کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کی بشارت دی تو میرا غلام آزاد ہے، پھر مخاطب نے اس کو جھوٹی خوشخبری و بشارت دی تو قسم کھانے والا اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر تو نے مجھے آگاہ کیا کہ فلاں شخص آیا ہے یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کی آگاہی دی تو میرا غلام آزاد ہے، پھر مخاطب نے اس کو اس کی جھوٹی آگاہی دی تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھانے والے کے آگاہ ہو جانے کے بعد اس فلاں نے اس کو اس عمر کی بھی خبر دی یا سچی آگاہی دی تو بھی حانث نہ ہوگا ہاں اگر اس نے اس طرح قسم کھائی ہو کہ اگر تو نے مجھے خبر دی، پھر اس کے بعد قسم کھانے والے کے آگاہ ہونے کے بعد اس نے اس کو خبر دی تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر قسم کھانے والے نے اپنے اس قول میں یہ نیت کر لی ہو کہ تو نے مجھے خبر دی تو آگاہ ہونے کے بعد مخاطب کے آگاہ کرنے سے بھی حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی

کہ اگر تو نے مجھے لکھا کہ فلاں آیا ہے تو میرا غلام آزاد ہے پھر مخاطب نے اس کو جھوٹ ہی اس طرح لکھ دیا تو وہ حانث ہو جائے گا، خواہ اس کا لکھا ہوا خط اس تک پہنچے یا نہ پہنچے، اور اگر اس طرح کہا اگر تو نے مجھے فلاں کے آنے کو لکھا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس نے جھوٹ لکھدیا تو حانث نہ ہوگا، ہاں اگر اس صورت مخاطب نے اس کو لکھا کہ فلاں آگیا ہے اور حال یہ ہے کہ فلاں مذکور اس کے لکھنے سے پہلے آچکا تھا مگر مخاطب کو معلوم نہ تھا تو قسم کھانے والا حانث ہو جائے گا۔

بعض وہ صورتیں جس میں عمل بھی کلام کے حکم میں ہوتا ہے

امام محمدؒ نے زیادات میں لکھا ہے کہ اگر زید نے قسم کھائی کہ میں عمر کا بھید کبھی ظاہر نہ کروں گا، پھر زید نے عمر کے ایک خط کی خبر دی جو عمر نے زید کو لکھا تھا یا اس کے کسی کلام خبر دیدی یا کسی نے پوچھا کہ آیا عمر کا یہ بھید ہے اور زید نے محض سر ہلا دیا تو زید اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کے بھید کا افشاء اور اظہار نہ کروں گا، یا فلاں سے اظہار نہ کروں گا یا قسم کھائی میں اس شخص کے بھید سے فلاں کو آگاہ نہ کروں گا" یا میں اس کے رہنے کی جگہ سے فلاں کو آگاہ نہ کروں گا یا قسم کھائی کہ میں فلاں کا بھید ضرور پوشیدہ اور مخفی رکھوں گا یا چھپائے رکھوں گا یا فلاں کو اس پر راہ نہ دوں گا پھر اس کے بعد اس میں سے کوئی بات کسی طرح پر ظاہر کر دی خواہ قول سے یا عمل سے یا کنایہ یا اشارہ سے ہر حال میں اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے ان سب صورتوں میں یہ نیت کی ہو کہ میں کلام یا تحریر یا قاصد کے ذریعہ آگاہ نہ کروں گا، اشارہ کنایہ کی نیت نہ کی ہو تو کتاب (مبسوط) میں مذکور ہے کہ دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی۔ اور اس میں شک نہیں کہ فیما بینہ و بین اللہ اس کے قول کی تصدیق ہو گی، مگر قضاءً عام مشائخ کے نزدیک تصدیق نہ کی جائے گی، پھر واضح رہے کہ اگر اس نے ایسی چیزوں کی قسم کھا کر اس سے نکلنے کی راہ تلاش کی یا اس سے بچنے کا حیلہ تلاش کیا تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اس آدمی سے یوں کہا جائے کہ ہم جگہوں کے نام لیتے ہیں یا .... بھیدوں کو بیان کرتے ہیں پس جو جگہ یا بھید فلاں کا نہ ہو اس پر تو انکار کرتا جائے اور جب ہم فلاں کی جگہ یا بھیدوں کو بیان کر دیں تو تم خاموش ہو جانا، یعنی انکار نہ کرنا، پس جب اس نے ایسا کر دیا اور وہ لوگ اس فلاں جگہ یا بھید سے واقف ہو گئے تو یہ شخص اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا، (مگر مترجم کہتا ہے کہ اگر قسم کھانے والا مضطر ہوا اور پھر ایسا کرے تو یہ حکم ہے ورنہ حانث ہونے کے شبہ سے خالی نہ ہوگا اور یہ شکل بھی کسی طرح پسندیدہ نہ ہوگی)۔

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں عورت سے اپنی خدمات کا مطالبہ نہ کروں گا، پھر اس کو اپنی خدمت کے لئے اشارہ کیا تو یہ خدمت کا مطالبہ کرنا ہی ہوگا اور قسم میں حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اشارہ سے خدمت چاہنا متعارف ہے، خصوصاً بادشاہوں اور بڑے لوگوں میں، لہٰذا وہ حانث ہو جائے گا خواہ فلاں عورت نے اس کی خدمت کر دی ہو یا نہ کی ہو۔

بعض ایسے اعمال جو بواسطہ ہوتے ہیں مگر براہ راست و بلا واسطہ اعمال کے حکم میں ہوتے ہیں

اگر قسم کھائی کہ فلاں کو فلاں کے بھید کی خبر نہ دوں گا' یا فلاں کو فلاں کے موجود ہونے کی جگہ سے خبردار نہ کروں گا پھر خط یا قاصد کے ذریعہ سے ایسا کرے گا تو حانث ہو جائے گا' اگر قسم کھائی کہ فلاں کو ایسی بشارت نہ دوں گا پھر خط یا قاصد کے ذریعے سے ایسی بشارت بھیج دی تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا' اور قسم کھانے والے سے اس طرح پوچھا گیا آیا یہ بات ایسی ہے یا فلاں شخص فلاں جگہ موجود ہے' اس نے جواب میں کچھ نہیں کہا اگر سر سے اشارہ کر دیا تو یہ فعل خبر دینا یا بشارت دینا نہیں ہوگا اور وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا اگر اس نے خبر دینے یا بشارت دینے میں مراد عام لی ہو کہ سر کے اشارہ سے ہو یا اور کسی طرح پر ہو' کسی طرح بھی نہ کرے گا تو دیانتہً اور قضاءً اس کی تصدیق کر لی جائے گی اور حانث شمار کر لیا جائے گا اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمر کے واسطے مال کا اقرار نہ کروں گا' پھر زید سے پوچھا گیا کہ آیا تم پر عمر کا اس قدر مال ہے' جواب میں اس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ ہاں تو اس کے باوجود وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا' اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کے بھید کی بات نہ کروں گا تو خط لکھنے یا قاصد بھیجنے یا سر کے ذریعہ اشارہ کرنے سے حانث نہ ہوگا' لیکن اگر اس سے پوچھا گیا کہ آیا فلاں کا راز ایسا اور ایسا ہے یا فلاں شخص فلاں جگہ پر ہے اور اس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ ہاں تو قسم میں حانث ہو جائے گا اور بات نہ کرنا کہنے کے مثل تحدیث نہ کرنا اور گفتگو نہ کرنا بھی ہے اور اگر کسی نے ان قسموں میں سے کوئی قسم کھائی پھر گونگا ہو گیا یہاں تک کہ زبان سے کلام کرنے پر قادر نہ رہا تو اس کی یہ قسم اشارہ اور تحریر پر محمول ہو جائے گی یعنی اس کا اشارہ اور تحریر بھی کلام کرنے کے حکم میں ہو جائے گی مگر ایک چیز ہے اور وہ یہ کہ اگر قسم کھائی کہ فلاں کے بھید کی بات نہ کروں گا یا فلاں کے بھید کی گفتگو نہ کروں گا پھر گونگا ہو گیا تو اشارہ کرنے پر یا تحریر کرنے سے حانث نہ ہوگا![1] اور تمام ان صورتوں میں جن میں اشارہ سے ہم نے حانث ہونے کو لکھا ہے اگر اشارہ کرنے والے نے دعویٰ کیا کہ میں نے اگرچہ اشارہ کیا ہے لیکن اس اشارہ سے میری نیت اس امر کی نہیں تھی جس پر میں نے قسم کھائی ہے تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کا یہ اشارہ فقط اسی بات کا جواب ہے جو اس سے دریافت کی گئی ہے تو قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی مگر دیانتہً تصدیق کی جائے گی۔

عربی اور غیر عربی محاورہ کا ایک اور فرق

اگر کسی نے عربی میں کہا کہ لا اقول بفلان کذا اور قرینہ سے یہ صیغہ (اقول) حال اور استقبال دونوں میں مشترک ہو یعنی ترجمہ دونوں طرح بنتا ہو اس طرح پر کہ میں فلاں سے یہ بات نہ کہوں گا اور یا فلاں سے یہ بات نہیں کہتا ہوں) اور مراد فقط مستقبل لیا تو امام محمد نے یہ مسئلہ جامع اور زیادات میں ذکر نہیں فرمایا لیکن نوادر میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ یہ بھی خبر دوں گا' بشارت نہ دوں گا کے ہم معنیٰ ہیں' یہاں تک کہ تحریر کرتے اور ایلچی بھیجنے سے حانث ہوگا اور اشارہ کرنے سے حانث نہ ہوگا

[1] لیکن اگر عربی محاورہ میں یہ استعمال اشارہ کو بھی شامل ہوتا ہو تو حانث ہو جائے گا (مترجم)

اگر کسی نے عربی میں قسم کھائی کہ "لا یدعو فلانا" یعنی فلاں کو نہ بلاؤں گا پھر اس کو خط یا قاصد کے ذریعہ سے بلا لیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر بجائے "لا یدعو" کے لفظ "لا یبلغ" یا "لا یذکر" کا لفظ استعمال کیا ہے تو وہ ظاہر روایت میں حانث نہ ہوگا، مگر امام محمدؒ سے نوادر میں مذکور ہے کہ یہ الفاظ بھی بمنزلہ اخبار کے ہیں یہاں تک کہ خط اور قاصد کے ذریعہ سے تبلیغ اور تذکیر کرنے سے حانث ہو جائے گا، اگر کسی نے کہا کہ "ای عبیدی بشرنی بکذا فہو حر" یعنی میرے جس غلام نے بھی مجھے اس چیز کی بشارت دی (کوئی چیز بھی ہو) تو وہ غلام آزاد ہے، پھر سب غلاموں نے اس کو ایک ساتھ بشارت دی تو سب آزاد ہو جائیں گے اور یکے بعد دیگرے بشارت دی تو فقط پہلا آزاد ہوگا، اور اگر غلاموں میں سے کسی ایک نے قاصد کے ذریعہ بشارت بھیجی تو اگر اس قاصد نے اس بشارت کو بھیجنے والے کی طرف منسوب کیا اور منسوب کر کے بشارت دی تو بھیجنے والا غلام آزاد ہو جائے گا، اور اگر قاصد نے بھیجنے والے کی طرف منسوب نہ کیا بلکہ اپنی خبر دے کر بیان کیا تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا۔ (محیط) اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر تو نے مجھے خبر دی کہ یہ خنجر سونا ہے یا مرد عورت ہے تو ایسا اور ایسا، پھر اس کے بعد مخاطب نے اس کو ایسی خبر دی تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ شرط پائی گئی، اور اگر اس نے اس طرح کہا ہو کہ اگر تو نے مجھے آگاہ کیا یا بشارت دی تو ایسا اور ایسا تو اس صورت میں حانث نہ ہوگا (تتارخانیہ) اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کو نہ لکھوں گا، پھر دوسرے شخص کو حکم دیا اور اس نے لکھ دیا تو حانث ہو جائیگا (بدائع)

امام محمد اور ہارون رشید کے درمیان ایک واقعہ

ہشام نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ امام محمدؒ فرماتے تھے کہ ہارون رشید نے مجھ سے یہی مسئلہ پوچھا تو میں نے جواب دیا کہ اگر یہ قسم کھانے والا سلطان ہو، یا دشاہ ہو یا ایسا شخص ہو جو رواج کے مطابق خود نہیں لکھا کرتا تو لکھنے کا حکم دینے کے بعد حانث ہو جائے گا۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ قرآن میں سے کوئی سورہ نہ پڑھے گا پھر اس نے مخطوط نظر سے اس سورہ کو اول سے آخیر تک دیکھا تو بالاتفاق حانث نہ ہوگا، اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کا خط یا فلاں کی کتاب نہ پڑھوں گا، پھر اس کے بعد اس کا خط یا کتاب اول سے آخر تک دیکھا اور جو مضمون اس میں تھا سمجھ لیا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث نہ ہوگا کیونکہ پڑھنا نہیں پایا گیا اور[1] فتویٰ اسی پر ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی کتاب نہ پڑھوں گا پھر فلاں کی کتاب سے اگر ایک سطر پڑھی تو حانث ہو جائے گا، اور اگر فقط آدھی سطر پڑھی تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سورہ نہ پڑھوں گا، پھر اس کے بعد اس سورہ کو پڑھا اور فقط ایک حرف چھوڑ

---

[1] مترجم کہتا ہے کہ یہ حکم عربی زبان کے محاورہ کے اعتبار سے ہے اور ہماری زبان کے محاورے کے اعتبار سے اس میں تامل ہے اس لئے کہ عرف عام میں اس طرح دیکھنے کو بھی پڑھنے کے حکم میں سمجھتے ہیں اور کلام کی ترجمانی میں عرف عام کا اعتبار ہوتا ہے ۱۲

دیا تو حانث ہو جائے گا، لیکن اگر ایک بڑی آیت پوری چھوڑ دی تو حانث نہ ہوگا (بدائع) قال مترجم فیہ نظر فتدبر۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ شعر نہ پڑھوں گا پھر نصف بیت پڑھی تو حانث نہ ہوگا، امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر فارسی آدمی نے قسم کھائی کہ میں سورہ فاتحہ عربیت کے قاعدے سے نہ پڑھوں گا، پھر اس نے لحن کے ساتھ پڑھا تو حانث نہ ہوگا، ہاں اگر وہ آدمی فصیح شمار ہو چکا ہو تو حانث ہو جائے گا۔

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کتاب نہ پڑھوں گا تو منتقیٰ میں لکھا ہے کہ یہ قسم ہر ایسی تحریر پر واقع ہو گی جو نمایاں ہو، مثلاً سفید کاغذ پر یا کسی چیز پر سیاہی سے لکھا ہو یا کسی اور رنگ سے لکھا ہو اور اگر اس نے محض کاغذ کی تحریر مراد لی ہے جیسی عام لوگوں کے پاس ہوتی ہے تو دیانتہً اس کی تصدیق ہو گی، قضاءً تصدیق نہ ہو گی[۱]

اگر کسی نے قسم کھائی کہ آج کے دن قرآن نہ پڑھوں گا پھر اس نے نماز وغیرہ میں پڑھ لیا تو حانث ہو جائے گا اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ رکوع یا سجدہ نہ کروں گا پھر اس نے نماز وغیرہ میں ایسا کر لیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ قرآن نہ پڑھوں گا پھر اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو اگر وہ بسم اللہ پڑھی جو سورہ نمل میں ہے تو حانث ہو جائے گا، اور اگر زبانی پڑھا اور اس بسم اللہ کی نیت نہیں کی جو سورہ نمل میں ہے تو حانث نہ ہوگا خواہ کوئی نیت نہ کی ہو یا سورہ نمل کے علاوہ[۲] اور جو بسم اللہ ہے اس کی نیت کی ہو اس لئے کہ لوگ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تبرک کے واسطے بھی پڑھا کرتے ہیں اور اس طرح پڑھا جاتا ہے اور یہ پڑھنا قرآن پڑھنا نہیں کہلاتا (فتاویٰ قاضیخاں) اور اگر کسی نے اس طرح قسم کھائی (قرآن نہ پڑھوں گا) تو اس کا حیلہ[۳] یہ ہے کہ فرض نماز جماعت سے پڑھے، اگر کوئی رکعت اس سے جاتی رہی جس کو اسے تنہا پڑھنا پڑا تو حانث ہو جائے گا اور اگر عورت نے ایسی قسم کھالی ہے تو وہ اپنے شوہر کے پیچھے نماز پڑھ لے یا اپنے کسی محرم کے پیچھے پڑھے (محیط) اور اگر رمضان علاوہ کسی اور مہینہ میں وتر ادا کرنا چاہے تو جو شخص وتر پڑھتا ہو اس کی اقتدا کرے (قاضیخاں)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ قرآن کی قرأت یا قرآن کی تلاوت نہ کروں گا پھر اس نے سورہ فاتحہ بطور دعا یا ثنا کے پڑھی تو حانث نہ ہوگا (ظہیریہ) اور اگر اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے قرآن کی ہر سورۃ پڑھی تو مجھ پر ایک درہم صدقہ کرنا واجب ہے، تو امام محمدؒ کے نزدیک یہ قسم پورا قرآن پڑھنے پر واقع ہو گی (قاضی خاں)

اگر کسی نے کہا کہ اگر تو چاہے تو مجھ پر قسم ہے، اس نے جواب میں کہدیا کہ میں نے چاہا تو اس پر قسم لازم آ جائے گی اور یہ قول مثل اس قول کے ہے جو کسی نے کہا کہ اگر میں نے فلاں سے کلام کیا تو مجھ پر قسم ہے (محیط)

---

[۱] قال المترجم، اردو زبان میں قضاءً بھی تصدیق ہو گی [۲] مترجم کہتا ہے کہ اور سورتوں میں سے کسی ایک جگہ بسم اللہ جزء سورہ ہو کر جزء قرآن ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک خصوصیت سے سورہ فاتحہ کا جزء ہے لہٰذا اگر کسی سورہ کا جزء سمجھ کر پڑھے گا تو حانث ہو جائے گا [۳] قال المترجم اس حیلہ سے فقط فرض نمازیں ادا کر سکے گا اور غیر فرض یعنی سنت وتر، کی ادائیگی رہ جائے گی جس سے گناہ ہو گا یا پڑھ کر حانث ہو گا، لہٰذا اس حیلہ سے اچھا یہی ہے کہ پڑھ کر توڑ دے ۱۲۰

شیخ نجم الدین سے پوچھا گیا کہ ایک شخص سے اس کی بیوی کے رشتہ داروں نے اس کی بیوی کی طلاق کی قسم لی کہ وہ اس عورت پر کوئی جرم یا تہمت نہ رکھے، مثلاً اس طرح کہلوایا کہ اگر میں اس عورت پر تہمت رکھوں یا کوئی جرم عائد کروں تو اس کو طلاق ہے، پھر اس طرح قسم لینے کے بعد اس نے یہ قسم کھالی، اس کے بعد عورت سے کہا کہ خدا جانتا ہے کہ تو نے کیا کیا ہے تو آیا اس کہنے سے بیوی پر طلاق ہو گی یا نہیں تو فرمایا کہ نہیں (ظہیریہ)

قسم میں ہر قید کا لحاظ کرنا ضروری ہوتا ہے

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں فلاں کے گھر جاؤں اور اس سے کلام کروں تو تجھ کو طلاق، پھر اس کے بعد اس کے گھر نہیں گیا لیکن کسی اور جگہ اس سے باتیں کیں تو حانث نہ ہو گا، اگر کسی نے کہا کہ اگر فلاں کے گھر جاؤں اور اس سے کلام نہ کروں تو تجھ کو طلاق ہے اور باقی صورت مسئلہ اسی طرح ہو جیسے اوپر مذکور ہوئی تو حانث ہو جائے گا اور اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی ایسا ہی فتوی شمس الاسلام حلوانی اور رکن الاسلام سغدی کا ہے (محیط)

ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنے بھائی کو کسی کام کا حکم نہ کروں گا، اگر میں اس کو کسی کام کا حکم کروں تو ایسا اور ویسا پھر کسی آدمی کے ہاتھ اس بھائی پاس کوئی مال بھیجا اور یہ کہا کہ تم میرے بھائی سے کہنا کہ اس کو فروخت کر دے تو اگر اس آدمی نے اس کے بھائی سے جاکر اس طرح کہا کہ تمہارا بھائی کہتا ہے کہ تم اس کو فروخت کر دو یا تمہیں اس کے فروخت کرنے کا حکم دیتا ہے تو حانث[۱] ہو جائے گا۔

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر آج تو نہ کہے گی کہ فلاں نے تجھ کو کیا کیا ہے تو تجھ کو طلاق ہے پھر عورت نے اس طرح پر کہا جو سنائی نہیں دیا یا مرد نے نہیں سنا تو عورت پر طلاق واقع نہ ہو گی، لیکن اگر مرد نے اس طرح کہا ہو کہ اگر آج تو نے مجھ سے نہ کہا اور بقیہ سب صورت مسئلہ بدستور ہو تو طلاق ہو جائے گی۔ (خلاصہ)

زید نے عمر کے سامنے باتوں کے اندر اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھائی کہ میں نے تیرا عیب کسی سے نہیں کہا ہے حالانکہ وہ اپنی بیوی سے کہہ چکا تھا، مثلاً یہ کہ عمر شراب پیتا تھا، یا شراب فروخت کرتا تھا یا ایسے بیہودہ کام کرتا تھا کہ جن کا ذکر فضول ہے مگر اب اس نے توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع کر لیا ہے تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی

دن اور مہینہ سے متعلق قسم کھانے کے احکام

کسی نے قسم کھائی کہ میں ایک مہینہ کلام نہ کروں گا تو یہ قسم پورے تیس دن اور تیس رات پر واقع ہو گی، اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس مہینہ فلاں سے کلام نہ کروں گا تو یہ قسم صرف انھیں دن اور رات پر واقع ہو گی جو اس مہینہ میں باقی ہوں (تیس دن اور رات پورے شمار ہونا ضروری نہیں) (سراج وہاج)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس سال فلاں سے کلام نہ کروں گا تو یہ قسم محض سال کے باقی ماندہ مدت پر واقع ہو گی (یعنی پورے بارہ مہینہ شمار کرنا ضروری نہ ہو گا بلکہ جتنے مہینے اور دن سال پورے ہونے میں باقی ہوں گے وہی مراد ہوں گے

---

[۱] اور اگر بھائی کی طرف نسبت کر کے نہ کہے بلکہ اپنی طرف سے کہے کہ اس کو بیچ دو تو حانث نہ ہو گا (مترجم) ۱۲

اور سال قمری شمار ہو گا جو محرم سے شروع ہوتا ہے۔ (بدائع)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ کلام نہیں کروں گا تو جب سے قسم کھائی ہے اسی وقت سے کلام نہ کرنے پر قسم واقع ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اگر میں اس شخص سے ایک مہینہ ترک کلام کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے تو اس صورت میں بھی مہینہ کا شمار اسی وقت سے ہو گا جب سے قسم کھائی ہے۔ (کافی)

عربی اور عربی محاورہ کا ایک اور فرق

اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یکلم اشھرا یعنی میں چند مہینے کلام نہیں کروں گا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قسم کم سے کم تین مہینہ پر واقع ہوگی (شرح طحاوی) (مترجم کہتا ہے کہ ہماری زبان میں چونکہ جمع کا اطلاق دو پر بھی ہوتا ہے اس لئے امام کے قول پر قیاس کرکے یہ قسم دو مہینہ پر واقع ہوگی اور یہی حکم جمع کے تمام صیغوں پر ہوگا)۔

اور اگر کسی نے عربی میں قسم کھائی لا یکلم الشھور یعنی میں فلاں سے بہت مہینے کلام نہ کروں گا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قسم دس مہینہ پر واقع ہوگی، اور اسی طرح عربی میں قسم کھائی لا یکلم الجمعۃ والسنین یعنی میں اس سے بہت سے جمعہ اور بہت سے سال کلام نہ کروں گا تو اس صورت میں بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کم سے کم دس جمعہ اور دس سال مراد ہوں گے (ہدایہ)

یعنی عربی میں جمع قلت کے اوزان جو الف لام کے ساتھ ہوں ان سب کا بھی حکم یہی ہے جو جمع کثرت کا ہے اور اگر الف لام کے بغیر کہا ہو مثلاً یوں کہا ہو لا اکلمہ سنین (یعنی السنین نہیں کہا) تو بالاتفاق یہ قسم تین سال پر واقع ہوگی (بدائع)

اور اگر کسی نے عربی میں قسم کھائی لا اکلمہ حینا او زمانا او لا یکلمہ الحین او الزمان تو یہ قسم چھ مہینہ پر واقع ہوگی، خواہ یہ قسم فعل نفی کے ساتھ کھائی ہو یا فعل مثبت کے ساتھ، مثلاً یوں کہا ہو لاصومن حینا او زمانا او الحین او الزمان، اور یہ سب حکم اس وقت ہے جب قسم کھانے والا نے زمانہ کی کسی معین مقدار کی نیت نہ کی ہو اور اگر اس نے کسی معین مقدار کی نیت کی ہو تو اس کی نیت کی تصدیق کی جائے یہی حکم امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک لفظ دہر کا بھی ہے، اور اگر لفظ دہر کو نکرہ استعمال کیا تو قسم چھ مہینہ پر واقع ہوگی بشرطیکہ زمانہ کی کسی معین مقدار کی نیت نہ کی ہو ورنہ جیسی نیت کی ہو اس کی تصدیق کی جائے گی اور قسم اس کی نیت پر واقع ہوگی، اور امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں دہر کو نہیں جانتا لیکن واضح رہے کہ یہ اختلاف لفظ دہر کو نکرہ بولنے کی صورت میں ہے (فتح القدیر) لیکن اگر دہر کو معرف باللام استعمال کیا تو بالاجماع اس سے تابد مراد ہوگا یعنی ہمیشہ ہمیش (تبیین)

مترجم کہتا ہے کہ اردو زبان کے محاورہ میں معرفہ اور نکرہ کا فرق اس طرح نہیں ہوتا بلکہ جس لفظ کے جو معنی عرف عام میں مشہور ہوں گے ایسا ہی حکم ہوگا، اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یکلمہ الاحانین او الازمنۃ تو وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قسم چھ مہینہ کے دس مجموعہ پر واقع ہوگی جس کے ساٹھ مہینہ ہوں گے (سراج وہاج) اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ دھورا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر چھ مہینے کے تین مجموعے پر واقع ہوگی (سراج وہاج)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یکلمہ عمرا (بغیر الف اور لام) کے کہا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ایک روایت

میں لفظ حین کے مثل یہ قسم چھ مہینہ پر واقع ہو گی اور یہی روایت زیادہ ظاہر ہے۔

عربی کے بعض خصوصی محاورے

اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ حقبا، تو یہ قسم اسی برس پر واقع ہو گی۔ اصل (مبسوط) میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اول ماہ کلام نہ کروں گا تو مہینہ کا نصف اول گذرنے تک پر صادق آئے گا، اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میں فلاں شخص سے اول ماہ آخیر یوم میں اور آخیر ماہ کے اول یوم میں کلام نہ کروں گا تو یہ قسم پندرہویں اور سولہویں تاریخ کو شامل ہو گی۔ (خلاصہ)

ابن مقاتل سے مروی ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنی ماں سے تین برس کلام نہ کروں گا، اگر میں کلام کروں تو میری بیوی کو طلاق، تو فرمایا کہ اس شخص کو چاہیئے کہ وہ کسی کو اپنی ماں کے پاس بھیج کر درخواست کرے کہ وہ اس پر راضی ہو جائے اور اس کو اجازت دیدے کہ وہ کلام نہ کرے تاکہ یہ شخص قسم پوری کر لے (حاوی) فتاوی النسفی میں لکھا ہے کہ اگر فارسی زبان میں کسی نے کہا کہ اگر با فلاں گویم خدائے را بر من یک سالہ روزہ" تو اس کے کلام کرنے سے کچھ لازم نہ آئیگا ہاں اگر اس طرح کہا کہ "بر من یکسال روزہ" تو کلام کرنے سے ایک سال کے روزے اس پر لازم آجائیں گے (خلاصہ)

تدریج میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا لا اکلم الیوم سنۃ او شھرا یعنی میں آج کے دن ایک سال تک یا ایک مہینہ تک کلام نہ کروں گا تو اس شخص پر لازم ہو گا کہ ایک سال یا ایک ماہ میں جتنی دفعہ یہ دن آئے اس میں کلام نہ کرے (تاتارخانیہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے ابتداء اس سال کلام نہ کروں گا، تو یہ کلام قسم کے وقت سے لیکر محرم کے چاند تک کلام نہ کرنے پر واقع ہو گا، پورے ایک سال پر نہ ہو گا (قاضی خاں)، اور مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں نے تجھ سے ایک سال تک کلام کیا تو تجھ کو طلاق ہے، اے اللہ کے دشمن تو چلی جا تو اس کے کہنے سے طلاق ہو جائے گی (محیط) منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میں تجھ سے اس مہینہ بھر مہینہ کے بعد کلام نہ کروں گا تو یہ قسم بمنزلہ اس قسم کے ہے کہ میں تجھ سے دو مہینہ کلام نہ کروں گا، اسی طرح اگر کہا کہ میں تجھ سے سال بھر بعد سال کے کلام نہ کروں گا تو یہ قسم بمنزلہ اس قسم کے ہے کہ میں تجھ سے دو سال کلام نہ کروں گا۔ اگر کسی نے کہا کہ واللہ میں تجھ سے کلام نہ کروں گا ایک مہینہ کے بعد اس مہینہ کے تو اس کو اختیار ہو گا کہ اس مہینہ کلام کرے۔ (ذخیرہ)، جامع ترمذی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں تجھ سے اس دن کلام نہ کروں گا جس دن میں فلاں آدمی آئیگا پھر اس دن کے اول میں اس سے کلام کیا اور فلاں مذکور اس دن کے آخر میں آگیا تو یہ شخص اپنی قسم میں حانث ہو جائیگا اور فلاں مذکور شخص اول دن میں آگیا پھر اس کے بعد آخر دن میں اس سے کلام کیا تو عامہ مشائخ کے نزدیک حانث نہ ہو گا (محیط) اور یہی صحیح ہے (قاضی خاں)

مہینہ اور دن کے اعتبار سے قسموں کا حکم

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس مہینہ میں جو فلاں کے آنے سے پہلے ہے تجھ سے کلام نہ کروں گا، پھر قسم کھانے والے

نے اس مہینہ کے شروع میں اس سے کلام کیا اور فلاں مذکور اس مہینہ کے آخر میں آگیا تو یہ شخص قسم میں حانث ہو جائے گا، اگر کسی نے کہا کہ واللہ لا اکلمک شہرا قبل قدوم فلان یعنی میں قسم خدا کی فلاں کے آنے سے ایک مہینہ قبل تجھ سے کلام نہ کروں گا، پھر اس کے بعد اس سے کلام کیا جس کے پانچ روز بعد فلاں مذکور آگیا تو یہ شخص اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ واللہ میں تجھ سے ایک مہینہ کلام نہ کروں گا مگر ایک دن یا مع سوائے ایک دن کے تو یہ قسم کا دن اس کی نیت پر موقوف ہوگا، لیکن اگر اس کی کچھ نیت نہ ہو تو اس کو اختیار ہوگا کہ جس ایک دن کو چاہے کلام نہ کرنے کے واسطے منتخب کرے، اس لئے کہ اس نے ایک نکرہ دن کو مستثنیٰ کیا ہے، اور اگر اس نے اس طرح سے استثنا کیا تھا کہ میں تجھ سے ایک مہینہ کلام نہ کروں گا مگر مہینہ سے ایک دن کم تو یہ قسم انتیس ۲۹ دن پر واقع ہوگی اس لئے کہ کسی چیز کا نقصان نہیں مگر اس کے آخر سے (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور قدوری کے آخر میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں اور فلاں سے ایک سال کلام نہ کروں گا مگر ایک دن، تو اگر اس نے ان دونوں سے ایک ہی دن کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر ایک سے ایک دن اور دوسرے سے دوسرے دن کلام کیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے ایک ہی دن پہلے ایک سے کلام کیا پھر دوسرے سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس نے ایک ہی دن پہلے ایک سے کلام پھر دونوں سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس نے ایک معرفہ دن کا استثنا کیا مثلاً الا الیوم کہا، پھر اس میں اس نے ایک سے کلام کیا اور دوسرے سے دوسرے دن کلام کیا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ میں دونوں سے ایک مہینہ کلام نہ کروں گا مگر ایک دن پس اگر اس نے کسی معین دن کی نیت کی ہو تو قسم اس کی نیت پر ہوگی اور اگر اس کی نیت کچھ نہ ہو تو جس دن کو چاہے منتخب کرلے (محیط) اور اگر کہا کہ جس روز کہ میں فلاں سے کلام کروں تجھ کو طلاق ہے تو یہ قسم رات اور دن دونوں پر واقع ہوگی، حتیٰ کہ رات میں یا دن میں جس وقت کلام کرے گا حانث ہو جائے گا۔ ہاں اگر اس نے خاص طور سے محض دن دن کی نیت کی ہو تو اس کے قول کی قضاءً تصدیق کی جائے گی (کافی)

اگر کسی نے کہا کہ میں جس رات فلاں سے کلام کروں یا جس رات فلاں آئے تو تجھ کو طلاق ہے، پھر اس نے دن میں فلاں سے کلام کیا یا دن میں فلاں آیا تو اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی اس لئے کہ رات میں شب کی سیاہی کا نام ہے اور اس میں کوئی ایسا عرف نہیں ہے جو اس لفظ کو اس کے لغوی مقتضیٰ سے پھیر لے حتیٰ کہ اگر اس نے بجائے رات کے لفظ کے راتوں کا لفظ ذکر کیا تو یہ کلام مطلق وقت پر محمول ہوگا اس لئے کہ عوام کے عرف میں اس لفظ (راتوں) کا استعمال مطلق وقت کے معنی میں ہوتا ہے (مثلاً اس طرح کہا کہ جن راتوں میں تو یہاں آئے گا تجھ کو طلاق ہے (بدائع) مترجم کہتا ہے کہ یہ فرق عربی زبان کی قسم میں درست ہوگا اور اردو میں صحیح نہ ہوگا اور کسی صورت میں محض وقت کے معنی مراد نہ ہوں گے۔

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں نے فلاں سے کلام کیا تو تجھ کو طلاق ہے لیکن یہ کہ فلاں آجائے یا حتیٰ کہ

آجائے یا لیکن یہ کہ فلاں اجازت دیدے پھر اس قسم کھانے کے بعد فلاں کے آجانے یا اجازت دیدینے کے قبل کلام کیا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر فلاں کے آجانے یا اجازت دیدینے کے بعد کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر یہ کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اگر میں نے فلاں سے کلام کیا لیکن یہ کہ فلاں آجائے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر فلاں مرجائے تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ قسم ساقط ہو جائے گی (کافی) اگر کسی شخص سے کسی معین دن میں کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو یہ قسم ان معین دنوں کے فقط دن ہی دن پر واقع ہوگی، اس قسم میں رات نہ داخل ہوگی (شرح طحاوی)

زبان اور عرف کے اعتبار سے قسم کے حکم میں فرق

اگر کسی نے عربی میں قسم کھائی کہ لا یکلمہ الایام تو امام اعظمؒ کے نزدیک یہ قسم دس دن کلام نہ کرنے پر واقع ہوگی (ہدایہ) اور اگر اس طرح کہا کہ لا یکلمہ ایاما تو جامع میں مذکور ہے کہ یہ قسم فقط تین دن پر واقع ہوگی، اور اس میں کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا، مترجم کہتا ہے کہ ہماری زبان کے عرف میں بھی اس عرف کے اعتبار کے مطابق حکم ہوگا، مثلاً کسی نے کہا کہ میں اس سے چند دن کلام نہ کروں گا تو یہ قسم تین دن پر واقع ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ اس سے روز بار روز کلام نہ کروں گا تو یہ قسم دس دن پر واقع ہوگی (مترجم)

اگر کسی نے عربی میں قسم کھائی کہ لا یکلمہ ایاما کثیرۃ یعنی میں اس سے بہت دنوں کلام نہ کروں گا تو امام صاحب کے قیاس کے مطابق یہ قسم دس دن پر واقع ہوگی (بدائع) مترجم کہتا ہے کہ اردو محاورہ میں بھی یہی حکم ہے اگر کسی نے کہا کہ ہر دن کہ جس میں میں تم سے کلام کروں مجھ پر ایک روپیہ صدقہ کرنا واجب ہوگا، پھر اس کے بعد اس سے دو دن کلام کیا تو دو مرتبہ حانث ہوگا اور دو روپیہ صدقہ کرنا واجب ہوگا، اور اگر اس طرح کہا کہ ہر دو دن کہ جس میں تجھ سے کلام کروں، پھر دو دن کلام کیا تو ایک ہی مرتبہ حانث شمار ہوگا اور ایک روپیہ صدقہ کرنا واجب ہوگا (تاتارخانیہ)

اور اگر قسم کھائی کہ لا اکلم فلانا ایام ھذہ (یعنی میں فلاں سے اس کے ان دنوں میں کلام نہ کروں گا) تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یہ قسم فقط تین دن کلام نہ کرنے پر واقع ہوگی اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ لا اکلم ایامہ[1] یعنی بغیر ہذہ کے) تو یہ قسم تمام عمر واقع ہوگی (قاضی خاں)

اور اگر قسم کھائی کہ میں تم سے آج کے دن میں دس دن تک کلام نہ کروں گا، اور یہ دن سنیچر کا دن ہے تو یہ قسم فقط دو سنیچر پر واقع ہوگی، اس لئے کہ ایک سنیچر تو خود آج ہو ہی چکا، اب اس کے بعد دس دن میں فقط ایک ہی سنیچر آسکتا ہے، لہٰذا ایک آج کا سنیچر اور ایک آنے والا پس یہ دو سنیچر مراد ہوں گے۔

اسی طرح اگر قسم کھائی کہ میں تم سے سنیچر کے دن دو دن کلام نہ کروں گا تو یہ قسم دو سنیچر پر واقع ہوگی، اس لئے کہ ایک سنیچر دو دن نہیں ہوتا، اور نہ دو سنیچر دو دنوں میں ہوتے ہیں لہٰذا معلوم ہوگیا کہ اس کلام سے مراد دو مرتبہ دو سنیچر ہیں

[1] یعنی میں اس کے تمام ایام کلام نہ کروں گا، اس کے تمام ایام سے مراد عرف میں پوری زندگی ہوتی ہے ۱۲۔

کلام نہ کرنا ہے، اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں تم سے سنیچر کے دن معین دنوں میں کلام نہ کروں گا تو یہ قسم تین سنیچر کے دن کلام نہ کرنے پر واقع ہوگی، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں (شرح جامع صغیر للحصیری) اور اگر قسم کھائی کہ میں اس سے ایک دن سال بھر کلام نہ کروں گا یا یوں کہا کہ سال بھر ایک دن کلام نہ کروں گا پس اگر اس نے اس قسم کھانے میں کوئی معین دن مراد لیا ہے تو یہ قسم پورے سال میں اسی معین دن پر واقع ہوگی، اور اگر کوئی معین دن مراد نہیں لیا ہے تو ہر ہفتہ میں ایک دن پر واقع ہوگی، یہاں تک کہ اگر اس سے کسی ہفتہ میں ایک دن بھی کلام کر لیا تو حانث ہو جائے گا۔ (عتابیہ)

اور اگر قسم کھائی لا اکلمک یومًا۔ یا۔ لا اکلمک السبت یومًا تو اس کو اختیار ہے کہ جس دن چاہے کلام نہ کرنے کے لئے مقرر و متعین کرے۔ (بدائع)

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں سے دس روز تک کلام نہ کروں گا تو دسواں دن بھی قسم میں داخل رہے گا (فتاویٰ قاضیخان)

اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں تم سے آج یا کل کلام نہ کروں گا، پھر اس سے آج یا کل کلام کر لیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں اس سے کلام کرنا آج یا کل ترک کروں گا پھر اس کے بعد اس سے آج ہی کلام ترک کر دیا تو قسم میں سچا ہو گیا اور قسم ساقط ہو گئی، اب کل کلام ترک کرنا اس پر لازم نہیں رہا (عتابیہ) اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں اس سے کلام نہ کروں گا نہ آج نہ کل تو یہ قسم آج کے باقی ماندہ دن پر اور کل پورے دن پر واقع ہوگی اور درمیان کی رات قسم میں داخل نہ رہے گی (یہاں تک کہ اگر رات میں کلام کر لیا تو حانث نہ ہوگا (بدائع)

قسم کے اندر دن اور رات دونوں مراد ہونے اور نہ ہونے کے مسائل

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس سے آج و کل و پرسوں کلام نہ کروں گا تو چونکہ یہ ایک ہی کلام ہے اس لئے تین روز تک مسلسل کسی وقت بھی اس سے کلام نہ کرنا ضروری ہوگا خواہ رات ہو یا دن (حتیٰ کہ اگر درمیانی راتوں میں بھی کلام کرے گا تو حانث ہو جائے گا)

اور اگر اس طرح کہہ دیا کہ میں آج کے دن میں اور کل کے دن میں اور پرسوں کے دن میں کلام نہ کروں گا تو اس قسم کے اندر اس وقت تک حانث نہ ہوگا جب تک ہر اس دن میں کلام نہ کرے جس کو بیان کیا ہے حتیٰ کہ اگر اس سے محض درمیانی راتوں میں کلام کرے گا تو بھی حانث نہ ہوگا (وجیز کردری)

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں سے دو دن کے درمیان ایک دن کلام نہ کروں گا اور اس کی نیت میں کوئی خاص دن نہیں ہے تو امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ یہ قسم بمنزلہ اس قسم کے ہے جس کو ان لفظوں میں کھائی ہو کہ واللہ فلاں سے میں ایک دن کلام نہ کروں گا (محیط) اور اگر رات میں اس طرح قسم کھائی کہ میں فلاں سے ایک دن کلام نہ کروں گا تو یہ قسم رات کے اسی وقت سے آئندہ دن کے غروب آفتاب تک واقع ہوگی (عتابیہ) اور اس قسم کھانے کے بعد فجر کے طلوع ہونے سے پہلے بھی اس سے کلام کرے گا تو صحیح یہ ہے کہ حانث ہو جائے (محیط) اور اگر دن میں اس طرح قسم کھائی کہ میں اس سے ایک رات کلام نہ کروں گا تو یہ قسم کھانے کے وقت سے لیکر طلوع صبح صادق کے طلوع ہونے تک پر واقع ہوگی (عتابیہ)

قسم کے اندر دن اور گھنٹوں کی مراد متعین کرنے کا ضابطہ

اگر کسی نے تھوڑا سا دن چڑھے قسم کھائی کہ فلاں سے ایک دن کلام نہ کرونگا تو یہ قسم آج کے باقی دن اور پوری رات اور دوسرے دن کے اسی وقت تک جس میں قسم کھائی ہے کلام نہ کرنے پر واقع ہوگی۔ اسی طرح اگر رات میں قسم کھائی کہ میں اس سے ایک رات کلام نہ کروں گا تو یہ قسم اس باقی رات اور اگلے پورے دن اور دوسری رات کے اس وقت تک کلام نہ کرنے پر واقع ہوگی، پس جو دن درمیان میں آگیا ہے وہ بھی قسم میں داخل ہو جائے گی (بدائع)،

اور اگر کسی نے کہا کہ واللہ میں تم سے ایک دن اور ایک دن کلام نہ کروں گا تو یہ قسم اور واللہ میں تم سے دو دن کلام نہ کروں گا دونوں حکم میں یکساں ہوں گی، اور جو رات ان دونوں دنوں کے درمیان ہوگی وہ بھی قسم میں داخل ہوگی، اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں تم سے ایک دن اور دو دن کلام نہ کروں گا تو یہ قسم تیسرا دن پورا ہونے پر پوری ہوگی۔ اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں تم سے کلام نہ کروں گا نہ ایک دن نہ دو دن تو یہ قسم فقط دو دن پر واقع ہوگی، حتیٰ کہ اگر تیسرے دن اس سے کلام کر لیا تو حانث نہ ہوگا، اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے آدھی رات کو یا دن کے دوپہر کو قسم کھائی کہ میں تم سے دو رات کلام نہ کروں گا تو اس سے پرسوں اس وقت تک کلام ترک کرنے پر یہ قسم واقع ہوگی۔ اور اگر کسی نے اس طرح قسم کھائی کہ میں فلاں سے تیس دن کلام نہ کروں گا تو یہ اگر وقت رات میں کھائی ہے تو یہ قسم قسم کھانے کے وقت سے لے کر تیسویں دن کے آفتاب غروب ہونے تک کلام ترک کرنے پر واقع ہوگی (محیط)

اور اگر دن کے کسی حصہ میں قسم کھائی کہ واللہ میں آج اس سے کلام نہ کروں گا تو یہ قسم فقط اس دن کے باقی حصہ پر آفتاب غروب ہونے تک واقع ہوگی، اور اگر رات کے کسی حصہ میں قسم کھائی کہ میں اس روز اس سے کلام نہ کروں گا تو یہ قسم رات کے اس باقی حصہ سے لے کر دوسرے دن کے غروب آفتاب تک پر واقع ہوگی، اس درمیان میں کسی وقت بھی کلام کر لینے سے حانث ہو جائے گا (قاضی خاں) اگر دن میں قسم کھائی کہ میں آج کی رات کلام نہ کروں گا تو دن کا باقی حصہ قسم میں داخل نہ ہوگا بلکہ یہ قسم محض رات میں کلام نہ کرنے پر واقع ہوگی۔

اگر کسی نے اول رات میں قسم کھائی کہ میں آج کے دن اس سے کلام نہ کروں گا اور قسم کھانے والے کی کچھ نیت نہیں ہے تو یہ قسم باطل ہے اور اگر آخر رات میں ایسی ہی قسم کھائی تو یہ قسم اگلے دن پر واقع ہوگی (منتقی)، اور اگر قسم کھائی کہ واللہ میں فلاں سے ضرور کلام کروں گا اپنے دو دنوں کے ایک دن میں، یا قسم کھائی کہ میں ضرور سفر کو جاؤں گا اپنے دو دنوں کے ایک دن میں، یا قسم کھائی کہ میں ضرور سفر کروں گا دو دنوں میں سے ایک دن میں یا بہت سے دنوں میں سے ایک دن میں تو یہ قسم دس روز سے کم پر واقع ہوگی اور اس میں دن اور رات دونوں داخل ہوں گے حتیٰ کہ اگر دس دن یا رات میں کسی وقت کلام کر لیا یا سفر کو چلا گیا تو اپنی قسم میں سچا ثابت ہوگا، ہاں اگر کلام نہ کیا یا سفر کو نہ گیا یہاں تک کہ دس دن گزر گئے تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر کہا کہ اپنے دونوں دنوں میں سے ایک دن

میں کلام کروں گا یا سفر میں جاؤں گا، یا سفر کروں گا تو یہ قسم انھیں دونوں دنوں پر واقع ہوگی۔ (محیط)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس سے تین دن کلام نہ کروں گا مگر آج کے دن، یا ماسوا آج کے دن تو یہ قسم آج کے دن کے بعد دو دنوں پر واقع ہوگی، اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں اس سے کلام نہ کروں گا اس دن کے علاوہ تین دن تک یا اس دن کے سوا تین دن تک تو یہ قسم آج کے دن کے بعد تین دن پر واقع ہوگی (عتابیہ) اور عیون میں لکھا ہے جب قسم کھائے کہ میں فلاں سے اس وقت تک بات نہ کروں گا جب تک میں اس گھر میں ہوں پھر اس کے بعد اپنے اسباب و اثاثہ کے ساتھ اس گھر سے نکل گیا لیکن پھر دوبارہ اس گھر میں آکر رہا اور اس شخص سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا (محیط) اور اگر کسی نے کہا کہ میں تم سے کلام نہ کروں گا جب تک میں بغداد میں رہوں گا پھر تنہا بغداد سے نکل گیا تو قسم باقی نہ رہے گی (قاضی خاں)

قدوری میں ہے کہ جب کوئی شخص کہے کہ واللہ میں فلاں شخص سے کلام نہ کروں گا جب تک اس پر کپڑا ہوگا اس کے بعد اس نے اس کپڑے کو اتار دیا پھر دوبارہ پہن لیا اور اس شخص نے اس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں فلاں سے کلام نہ کروں گا اس حال میں کہ اس پر یہ کپڑا ہو اس کے بعد اس نے وہ کپڑا اتار دیا۔ پھر دوبارہ پہن لیا اور اس نے کلام کیا تو حانث ہو جائے گا (محیط)

قسم کیلئے جب کوئی غایت اور حد مقرر کی جائے تو اس قسم کے اندر حکم واقع کرنیکا ضابطہ

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے بات نہ کروں گا جب تک تمہارے ماں باپ دونوں زندہ رہیں گے پھر اس قسم کھانے کے بعد بیوی سے اس وقت کلام کیا جب اس کے ماں باپ میں سے کسی ایک کا انتقال ہو چکا تھا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)، ابو یوسف سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے کہ جس نے اس شخص کے بارے میں کہا جو کھڑا تھا کہ واللہ میں اس آدمی سے کلام نہ کروں گا، اور دل میں نیت کرتا ہے کہ جب تک کھڑا رہے گا کلام نہ کروں گا اور اس نیت کو لفظوں میں نہیں لاتا ہے تو اس کی یہ نیت باطل ہوگی (یہ ایک ضابطہ ہے) اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں اس کھڑے رہنے والے سے کلام نہ کروں گا اور دل میں نیت رکھتا ہے کہ جب تک یہ کھڑا ہے کلام نہ کروں گا تو اس نیت کی تصدیق فیما بینہ و بین اللہ کر لی جائے گی (یعنی دیانۃً تصدیق کی جائے گی قضاءً نہ کی جائے گی) (محیط)

اور اگر قسم کھائی کہ میں اس سے ہمیشہ ہمیش کلام نہ کروں گا تو قسم اس مفہوم پر واقع ہوگی کہ جب جب اس سے ملاقات ہو اس سے کلام کرنے سے باز رہے اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں اس سے کبھی کبھی کلام نہ کروں گا پھر اس کے بعد اگر اس سے ایک دفعہ بھی کلام کر لیا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر دعویٰ کرے کہ میری نیت یہ تھی کہ اس قسم میں لفظ ہمیشہ کو نہیں کہوں گا، سبقت لسانی سے نکل گیا تو قضاءً اس کی تصدیق نہ ہوگی (ایضاح)

فتاویٰ ابو اللیث میں مذکور ہے اگر کسی نے کہا کہ واللہ میں حاجیوں کے آنے تک فلاں شخص سے کلام نہ کرونگا

پھر ان حاجیوں میں سے ایک آگیا تو اس کی یہ قسم پوری ہوگئی اور اسی طرح اگر اس طرح کہا کہ میں اس سے کھیتی کاٹی جانے تک کلام نہ کروں گا پھر اس کے بعد اس کی آبادی والوں میں سے کسی ایک نے اپنی کھیتی کاٹ لی تو قسم پوری ہوگئی۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جب تک برف نہ گرے میں فلاں سے کلام نہ کروں گا تو اگر اس نے حقیقتاً برف گرنے کی نیت کی ہے۔ تو اس شخص سے اس وقت کلام نہ کرے جبتک حقیقتاً برف زمین پر نہ گرے، نیز یہ بھی شرط ہے کہ اس کے شہر اور دیار میں جہاں وہ رہتا ہے وہاں زمین پر گرے، حتیٰ کہ اگر حالف ایسے شہر یا خطے میں رہتا ہے جہاں حقیقتاً برف نہیں گرتی تو اس کی یہ قسم ہمیشہ باقی رہے گی اور حقیقتاً برف زمین پر گرنے کی صورت یہ ہے کہ اس برف کے جھاڑنے اور بہارانگی کی ضرورت پیش آئے، اور جو برف ہوا میں اڑتی ہے یا زمین پر ہوتی ہے مگر ظاہر نہیں ہوتی اور اگر ظاہر بھی ہوتی ہے تو دیوار کی چوٹی پر گھاس کے پتوں پر تو اس برف گرنے کا اعتبار نہیں ہوگا، اور اگر قسم کھانے والے نے برف گرنے کا وقت اپنی نیت میں متعین کرلیا ہے تو جب تک برف گرنے کا مہینہ نہ آوے اس وقت تک کلام نہ کرے، اور وہ مہینہ ان ملکوں کے اعتبار سے ہے جہاں برف گرتی ہے، ماہ آذر کا شروع ہے، اور اگر قسم کھانے والے کی کوئی نیت نہ رہی ہو تو اس مسئلہ کی صورت فتاویٰ ابواللیث میں مذکور نہیں، ہاں دوسرے مسئلہ کے ضمن میں فرمایا ہے کہ اس کی یہ قسم برف گرنے کے وقت پر ہوگی۔

اور اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ الی الموسم یعنی میں اس سے موسم (حج) تک کلام نہ کروں گا، تو امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اس قسم کے اندر ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح کو اس سے کلام کر سکتا ہے اور امام ابویوسف نے فرمایا ہے کہ نویں ذی الحجہ یوم عرفہ کو آفتاب ڈھلنے کے بعد کلام کر سکتا ہے (محیط) اور ایمان الوقعات میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے گرمی تک یا جاڑے تک کلام نہ کروں گا تو گرمی اور جاڑے کے پہچاننے میں مشائخ نے مختلف کلام کیا ہے اور قول مختار یہ ہے کہ اگر قسم کھانے والا ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگوں میں جاڑے اور گرمی کا ایک حساب مقرر اور مشہور ہے کہ لوگ برابر اسی سے پہچانتے ہیں تو یہ قسم اسی طرف لوٹے گی (جیسے ہندوستان میں جاڑا کاتک سے پہچانا جاتا ہے اور گرمی چیت سے) اور اگر ایسا حساب اور قاعدہ نہ مذکور ہو تو شروع اول جاڑا وہ ہے کہ لوگوں کو لبادہ اور پوستین وگرم اور روئی دار کپڑے بھی اسی حکم میں ہے) پہننے کی ضرورت پیش آجائے اور آخر جاڑا اس وقت سے شمار ہوگا جب لوگ ان چیزوں سے بے پرواہ ہوجائیں اور جاڑے اور گرمی کے درمیان فاصل وہ وقت شمار ہوگا جس میں لوگوں پر جاڑوں کے کپڑے بوجھ معلوم ہوں اور گرمی کے ہلکے کپڑے کم معلوم ہوں، اس ضابطہ کے مطابق ربیع کا موسم آخر جاڑوں سے لے کر اول گرمیوں تک ہوگا اور خریف کا موسم آخر گرمیوں سے لیکر شروع جاڑوں تک ہوگا اس لئے کہ ان موسموں کا پہچاننا اس طرح لوگوں پر آسان ہوگا اگر قسم کھانے والے نے فارسی زبان میں قسم کھائی اور قسم میں نوروز کا لفظ ذکر کیا تو یہ قسم مسلمانوں کے نوروز پر واقع ہوگی

لیلۃ القدر کے بارے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف

لیلۃ القدر کی قسم کھانے والا اگر عامی آدمی ہے یعنی ائمہ کے مذاہب سے واقف نہیں تو اس کی یہ قسم ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ پر واقع ہوگی اور اگر ائمہ کے اختلاف سے واقف ہے اور یہ جانتا ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک لیلۃ القدر مقدم اور موخر ہوتی ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک مقدم اور موخر نہیں ہوتی تو ایسا حکم نہ ہوگا اور اس اختلاف کا ثمرہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جب اختلاف ائمہ جاننے والا شخص قسم کھائے کہ جب تک لیلۃ القدر گزر جائے گی میں فلاں شخص سے کلام نہ کروں گا۔ اور یہ قسم رمضان کا ایک دن گذرنے کے بعد کھا رہا ہے کہ تو اس شخص سے کلام نہ کرے یہاں تک کہ دوسرے سال کا پورا[1] رمضان گذر نہ جائے، اور صاحبین کے نزدیک جب دوسرے رمضان کا ایک دن گذرے گا تو اس سے کلام کرنا درست ہو جائے گا، اور اگر اس نے رمضان سے پہلے قسم کھائی ہے تو اسی سال کے رمضان گذرنے پر صاحبین کے نزدیک کلام کر سکتا ہے اور فتویٰ امام اعظمؒ کے قول پر ہے (وجیز کردری)

اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں فلاں شخص سے کلام کروں تو میرا ہر غلام جس کا میں جمعہ کو یا جمعرات کو مالک ہوں وہ آزاد ہے، تو یہ قسم ہر اس غلام پر واقع ہوگی جس کا وہ ان دونوں دنوں میں مالک ہوگا (محیط)

اور اگر اس طرح کہا لا یکلمہ جمعۃ یعنی میں اس سے ایک جمعہ کلام نہ کروں گا اور اس کی کچھ نیت نہ ہو تو یہ قسم تمام ایام جمعہ پر واقع ہوگی (یعنی پورے سات دن پر جیسے ایک ہفتہ بولنے پر سات دن مراد لیتے ہیں) اور اگر اس طرح کہا کہ میں دو جمعہ نہ بولوں گا تو دو جمعوں کے ایام پر اور ایسے دو ہفتہ پر واقع ہوگی جس کی ابتداء سنیچر سے ہوگی۔ اور اگر اس طرح کہا کہ تین جمعہ کلام نہ کروں گا تو اس پر واجب ہے کہ قسم کے دن سے اکیس دن کلام نہ کرنے میں پورے کرے، اور اگر اس نے ان قسموں کے اندر فقط یوم جمعہ کی نیت کی ہو تو قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی (قاضی خاں) اور اگر کہا کہ میں تجھ سے جمعوں میں کلام نہ کروں گا تو اس کو جائز ہوگا کہ جمعہ کے دن کے علاوہ اور دنوں میں اس سے کلام کرے۔ اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی کہ تم سے جمعراتوں یا سنیچروں کو یا اتواروں کو کلام نہ کروں گا تو یہی حکم ہے کہ فقط ان دنوں میں کلام نہ کرے اور یہ حکم اس وقت ہے جب اس کی کچھ نیت نہ ہو اور اگر اس نے ایام جمعہ یعنی ہفتے مراد لئے ہوں تو یہ قسم اس کی نیت پر واقع ہوگی، جامع میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ واللہ لا اکلمک الجمعۃ یعنی واللہ میں تم سے جمعہ کے دن کلام نہ کروں گا تو اس کو اختیار ہوگا کہ روز جمعہ کے علاوہ میں اس سے کلام کرے، اس لئے کہ الجمعہ ایک خاص روز کا نام ہے، پس یہ ایسا ہو گیا کہ گویا اس نے اس طرح کہا کہ میں تم سے جمعہ کے دن کلام

---

[1] اس جزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر امام اعظم کے نزدیک رمضان المبارک کے اول عشرہ بلکہ اول شب میں بھی محتمل ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر سال ایک مستقل لیلۃ القدر ہوتی ہے ۱۲

نہ کروں گا۔ اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ تم سے جمعوں میں (جمعہ کے جمعہ) میں کلام نہ کروں گا تو اس کو اختیار ہوگا کہ یوم جمعہ کے علاوہ میں کلام کرے اور یہ قسم جمعہ کے تین دنوں پر واقع ہوگی (یعنی تین ہفتہ تک محض جمعہ ہی جمعہ تک واقع ہوگی) (بدائع)

قسم کو کسی مدت سے مقید کرنے کا احکام

اور اگر کسی نے عربی میں قسم کھائی لا یکلم فلانا الی کذا یعنی میں فلاں سے اس مدت تک کلام نہ کروں گا، بس اگر لفظ کذا ایک مرتبہ بولا ہے اور اس سے ایک سے لے کر دس تک گھنٹے یا دن یا مہینے یا سال کسی کی بھی نیت کی ہوگی تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اور قسم اسی نیت پر واقع ہوگی، اور اگر کوئی نیت نہ کی ہو تو یہ قسم ایک دن پر واقع ہوگی اور اگر اس طرح کہا لا اکلمہ الی کذا اکذا (یعنی میں فلاں سے اس اس مدت تک کلام نہ کروں گا تو لفظ کذا دو مرتبہ بولنے کی صورت میں، اگر لفظ کذا سے دن یا مہینہ وغیرہ کسی وقت کی نیت کی ہو تو اس نیت والی چیز کے گیارہ افراد پر یہ قسم واقع ہوگی (مثلاً اگر دن کی نیت کی ہے تو گیارہ دن پر واقع ہوگی اور مہینہ کی نیت کی ہے تو گیارہ مہینہ پر واقع ہوگی) اور اگر کوئی نیت نہ کی ہو تو ایک دن اور رات پر واقع ہوگی، اور اگر اس طرح کہا لا اکلمہ الی کذا وکذا (دونوں کذا کے درمیان واؤ لاکر) اس صورت میں اگر دن یا مہینہ وغیرہ میں سے کسی وقت کی نیت کی ہو تو نیت والے وقت کے اکیس فرد پر قسم واقع ہوگی اگر کوئی نیت نہ ہو تو فقط ایک دن اور رات پر واقع ہوگی (قاضیخان)

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں سے تا ابد کلام نہ کروں گا یا لفظ ابد نہیں کہا (مثلاً اس طرح کہا میں اس سے کلام نہ کروں گا یا اس سے کبھی کلام نہ کروں گا) یہ قسم ہر صورت میں ابد پر واقع ہوگی یعنی جب کبھی اس سے کلام کرے گا حانث ہو جائے گا، اور اگر اس نے نیت میں کسی خصوصیت کو اختیار کیا ہو مثلاً ایک روز یا دو روز کی نیت کی ہو یا کسی شہر یا مکان کی یا اسی قسم کی کسی اور چیز کی نیت کی ہو تو قضاءً اور دیانۃً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی (ذخیرہ) اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ پھر فلاں کے مرجانے کے بعد اس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا۔ (محیط) اور اگر قسم کھائی کہ فلاں سے بھرپور یا دیر تک کلام نہ کروں گا تو اگر کسی خاص وقت کی نیت کی ہو تو قسم اس کی نیت پر واقع ہوگی، اور اگر کوئی نیت نہ کی ہو تو ایک مہینہ ایک دن پر واقع ہوگی (قاضی خاں)

اور اگر اس طرح قسم کھائی ہو کہ لا اکلمک قریبا یعنی میں تم سے قریب دنوں میں کلام نہ کروں گا تو یہ قسم ایک مہینہ سے ایک دن کم پر واقع ہوگی، یہ قول امام اعظمؒ کا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف ذکر نہیں کیا ہے لیکن اگر اس قسم کے اندر ایک مہینہ سے زیادہ کی نیت کی ہو تو کتاب اصل (مبسوط) کے کتاب الایمان میں امام اعظمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قضاءً اس کی تصدیق ہو جائے گی۔

اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ لا اکلمہ الی بعید، یعنی میں اس سے زیادہ دنوں تک کلام نہ کروں گا تو امام اعظمؒ کے قول میں یہ قسم ایک مہینہ سے زیادہ پر واقع ہوگی، اور امام ابو یوسفؒ سے نوادر معلیٰ میں منقول ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ لا یکلمہ سویعًا تو یہ قسم ایک دن ایک مہینہ پر واقع ہوگی، اس وقت جب کہ اس کی کوئی نیت نہ ہو، اور اگر نیت ہو تو قسم اس کی نیت پر واقع ہوگی، اور اگر بجائے سریعا کے عاجلاً کہا (یعنی تم

سے قریب دنوں میں کلام نہ کروں گا، تو یہ قسم ایک مہینہ سے کم پر واقع ہوگی، اور اگر بجائے عاجلاً کے آجلاً کہا تو قسم
ایک مہینہ یا زیادہ پر واقع ہوگی یعنی ایک مہینہ سے کم پر واقع نہ ہوگی، جب ایک مہینہ پورا ہوجائے گا یا اس سے
زیادہ گذر جائے گا تو قسم کے خلاف کرنے میں حانث نہ ہوگا۔

اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ لا اکلمہ بضعۃ عشرۃ یوماً تو یہ قسم کم سے کم تیرہ دن کلام نہ کرنے پر
واقع ہوگی، اور جامع الجوامع میں مذکور ہے تیرہ دن سے زیادہ کی نیت کی ہو تو انیس دن کے اندر تک تصدیق
کی جائے گی (تاتارخانیہ)

عربی میں مولیٰ کے لفظ سے قسم کا ایک حکم

اگر کسی نے عربی میں قسم کھائی کہ لا اکلمہ مولاک
اور اس کے دو مولیٰ[1] ہیں ایک اعلیٰ اور ایک اسفل
اور اس کی کچھ نیت نہ ہو تو ان میں سے جس سے کلام کرے گا حانث ہوجائے گا، اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں
تمہارے جد سے کلام نہ کروں گا اور جد دو طرح کے ہیں ایک باپ کی طرف سے یعنی دادا پردادا، دوسرے ماں
کی طرف سے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ ان میں سے جس سے کلام کرے گا حانث ہوجائے گا (مبسوط)
منتقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں تم سے قریب سال بھر کلام نہ کروں گا تو یہ قسم کم از کم چھ مہینے اور
ایک دن کلام نہ کرنے پر واقع ہوگی، اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ اے فلانے واللہ میں تم سے دس دن
کلام نہ کروں گا پھر کہا واللہ میں تم سے نو دن کلام نہ کروں گا، پھر واللہ میں تم سے نو دن کلام نہ کروں گا، پھر کہا واللہ
میں تم سے آٹھ دن کلام نہ کروں گا تو وہ دوبارہ حانث ہوگیا، یعنی پہلی دو قسموں میں حانث ہوچکا (ان دونوں
کا کفارہ لازم ہوگیا) اور تیسری قسم ابھی اس پر باقی رہی، اگر آٹھ دن کے اندر اس سے کلام کرے گا تو اس میں
بھی حانث ہوجائے گا اور اگر اس طرح کہا کہ واللہ میں تم سے آٹھ دن کلام نہ کروں گا، پھر کہا واللہ میں تم سے نو دن
کلام نہ کروں گا، پھر کہا واللہ میں تم سے دس دن کلام نہ کروں گا، تو اس صورت میں بھی دو قسموں میں حانث ہوگیا
اور تیسری قسم ابھی باقی رہی، اگر دس روز کے اندر اس سے کلام کرلیا تو اس میں بھی حانث ہوجائے گا (مبسوط)
امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ کسی آدمی نے کہا کہ جب جب میں فلاں سے کسی دن کلام کروں گا تو اللہ کے لئے مجھ پر
ایک درہم صدقہ کرنا لازم ہے یا کہا جب جب میں فلاں سے دو دن کلام کروں تو مجھ پر اللہ کے لئے دو درہم صدقہ
کرنا واجب ہے اور پھر کہا کہ جب جب میں فلاں سے تین دن کلام کروں تو مجھ پر تین درہم صدقہ کرنا واجب ہے
اور پھر کہا کہ جب جب میں فلاں سے چار دن کلام کروں تو مجھ پر چار درہم صدقہ کرنا واجب ہے، پھر کہا جب جب
میں فلاں سے پانچ دن کلام کروں تو مجھ پر خدا کے لئے پانچ درہم صدقہ کرنا واجب ہے۔ پھر اس نے اس سے

[1] قولہ، دو مولا یعنی مُعتِق اور مُعتَق یعنی آزاد کرنے والا آقا اور آزاد شدہ غلام، اعلیٰ سے مراد آزاد کرنے والا آقا اور
اسفل سے مراد آزاد شدہ غلام ہے ۱۲۔

چوتھے اور پانچویں دن کلام کیا تو اس کو تیس درہم صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر اس نے پہلے ہی دن میں یا کسی دن میں دو بار کلام کر لیا تو بھی اس پر تیس درہم صدقہ کرنا واجب ہوں گے۔

قسم کے اندر دور مقرر کرنے کی صورتیں

اگر کسی نے قسم کھائی کہ جس دن میں فلاں سے کلام کروں تو اللہ کے لئے مجھ پر ایک درہم صدقہ کرنا واجب ہے پھر کہا ہر دو دن کے جن میں میں فلاں سے کلام کروں تو مجھ پر اللہ کے واسطے دو درہم صدقہ کرنا واجب ہے پھر اسی طرح یہ قسم[1] پانچ دن تک پہنچائی پھر اس کے بعد اس فلاں سے چوتھے اور پانچویں روز کلام کیا تو اس پر بائیس درہم صدقہ کرنا واجب ہوں گے' اس لئے کہ اس نے پانچ قسمیں کھائی ہیں اور پہلی قسم کی جزا ایک، درہم صدقہ کرنا مقرر کیا اور دوسری کی دو درہم اور ہر قسم کے واسطے ایک مدت قرار دی' اور فقہائے نے ہر مدت کا نام دور کہا ہے پس اول قسم کی مدت ایک روز ہے اور اس کا دور اور تجدد ہر روز ہوگا' اور دوسرے کی مدت دو روز ہے اور اس کا دور اور تجدد ہر دو دن میں ہوگا اور تیسری کا دور تین روز ہے' اور چوتھی کا دور چار روز ہے اور پانچویں کا دور پانچ روز ہے اور ہر دور میں وہ ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا۔ کیونکہ اس نے لفظ ہر کے ساتھ قسم کھائی ہے (نہ کہ جب جب کے لفظ کے ساتھ (پس یہ لفظ ہر تکرار کو نہیں چاہے گا' اس لئے کہ تکرار عموم فعل کا تقاضہ ہے نہ عموم وقت کا، پس جو دن بھی قسم کے بعد پایا جائے گا وہ اول قسم کی پوری مدت ہوگی اور دوسری قسموں کی تھوڑی مدت ہوگی یعنی پس جب اس نے چوتھے روز کلام کیا تو چوتھا روز پہلی قسم کا چوتھا دور ہوگا اور وہی چوتھا دن بعینہ دوسری قسم دور ثانی کا تتمہ ہوگا اور وہی چوتھا دن بعینہ تیسری قسم کے دوسرے دور کا پہلا دن ہوگا۔ اور وہی چوتھا دن بعینہ چوتھی قسم کے دور اول کا تتمہ ہوگا' اور وہی دن بعینہ پانچویں قسم کے دور اول کا چوتھا دن ہوگا اور وہ اب تک دوروں میں حانث بالکل نہیں ہوا ہے اس لئے کہ یہی دن سب دوروں میں پہلی بار ہے پس اس کے ذمہ پہلی قسم کی وجہ سے ایک درہم اور دوسری قسم کی وجہ سے تین درہم اور چوتھی قسم کی وجہ سے چار درہم اور پانچویں قسم کی وجہ سے پانچ درہم واجب ہوئے۔ اور ان سب کا مجموعہ پندرہ درہم ہوئے پھر جب اس نے پانچویں دن اس سے کلام کیا تو پہلی اور دوسری اور چوتھی قسم میں حانث ہو چکا اور دوبارہ حانث نہ ہوگا (بوجہ عدم تقاضائے تکرار) اور تیسری اور پانچویں قسم میں اب تک حانث نہ ہوا ہے۔ اس لئے کہ پانچواں دن پہلی قسم کا پانچواں دور ہے اور اس دور میں وہ حانث نہ ہوا ہے' پس اب حانث ہوگا۔ یہی پانچواں دن دوسری قسم کے تیسرے دور کا پہلا دن ہے اور اس میں اب تک

---

[1] یعنی اس طرح کہا کہ ہر وہ تین دن جن میں فلاں سے کلام کروں تو مجھ پر تین درہم صدقہ کرنا واجب ہے' پھر کہا کہ ہر وہ چار دن جن میں میں فلاں سے کلام کروں تو مجھ پر چار درہم صدقہ کرنا واجب ہے۔ پھر کہا ہر وہ پانچ دن جن میں میں فلاں سے کلام کروں تو مجھ پر پانچ درہم صدقہ کرنا واجب ہے ۱۲۔

حانث نہیں ہوا ہے (بلکہ دوسرے دور کے تتمہ میں حانث ہوا ہے) اور یہی پانچواں دن چوتھی قسم کے دوسرے دور کا پہلا دن ہے اور اس میں بھی وہ حانث نہیں ہوا ہے (بلکہ دور اول کے تتمہ میں حانث ہوا ہے) پس اب حانث ہوگا، لہٰذا سات درہم اور اس پر دینے لازم ہوں گے اور کل مجموعہ بائیس درہم ہو جائے گا اور تیسری اور پانچویں قسم میں اس لئے حانث نہ ہوگا کہ یہ پانچواں دن ہے اور تیسری قسم کے دوسرے دور کا دوسرا دن ہے جس میں وہ حانث ہو چکا ہے اور یہی پانچواں دن پانچویں قسم کے پہلے دور کا تتمہ ہے اور پانچویں کے پہلے ہی دور میں وہ حانث ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب دوبارہ حانث نہ ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ دور کے تجدد اور عدم تجدد کا کچھ اثر پہلی بار کلام کرنے میں نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس نے ان قسموں کے کھانے کے بعد فلاں مذکور سے کلام کیا تو چاہے اپنی عمر کے جس دن میں بھی کلام کیا ہو اس پر پندرہ درہم لازم آئیں گے اور اپنے کلام میں قسم کے اثر کو مؤخر نہیں کرے گا مگر دوسرے دور میں یہاں تک کہ اگر اس فلاں سے دوسرے دور میں پہلے دن اور دوسرے دن کلام کرے گا تو اول دن کے بدلے میں اس پر پندرہ درہم دینا لازم آئیں گے اور دوسری بار کے عوض میں فقط ایک ہی درہم دینا لازم آئے گا اس لئے کہ اس صورت میں پہلی قسم کے سوا کسی اور قسم کا نیا دور نہیں شروع ہوا ہے اور اگر اس فلاں سے دوسرے دور کے پہلے دن اور تیسرے دن میں کلام کرے گا اور دوسرے دن کلام نہیں کرے گا یا دوسرے اور تیسرے دن کلام کرے گا تو پہلے دور کے واسطے اس پر پندرہ درہم دینے لازم آئیں گے اور دوسرے دور کے عوض میں فقط تین ہی درہم لازم آویں گے اس لئے کہ اس صورت میں پہلی اور دوسری قسم کے دور کا تجدد ہوا ہے۔

دور مقرر کرنے میں صیغۂ غائب وخطاب کے اعتبار سے فرق

یہ سب تفصیل اس وقت ہے جب فلاں مذکور کو مخاطب کر کے نہ کہا ہو، اگر مخاطب کر کے کہے کہ جب جب میں تم سے ایک دن کلام کروں تو اللہ کے واسطے مجھ پر ایک درہم صدقہ کرنا واجب ہے، پھر کہے کہ جب میں تم سے کلام کروں دو دن تو مجھ پر دو درہم صدقہ کرنا واجب ہے، اسی طرح پانچ مرتبہ تک پانچ درہم صدقہ کرنے کی قسم کھائی تو اس پر بیس درہم صدقہ کرنا واجب ہوں گے، اس لئے کہ پہلی قسم کی جزا ایک درہم صدقہ کرنا ہے اور اس کی شرط اس مخاطب مذکور سے کلام کرنا ہے، پس جب دوسری قسم میں اس مخاطب مذکور سے کلام کیا تو اس قسم میں حانث ہو گیا اور اس کی جزا ایک درہم لازم آگئی اور یہ قسم بھی اسی طرح باقی رہ گئی اس لئے کہ لفظ جب جب کے ساتھ ہے اور نئی دوسری قسم منعقد بھی ہو گئی، پھر جب تیسری بار قسم میں اس کو مخاطب کیا تو شرط یعنی کلام کرنا پھر پائی گئی، لہٰذا پہلی قسم کی جزا ایک درہم اور دوسری قسم کی جزا دو درہم اس پر جزا لازم ہو گئی اور یہ دونوں قسمیں بھی لفظ جب جب کہنے کی وجہ سے اسی طرح باقی رہ گئیں، اور تیسری مزید قسم منعقد ہو گئی۔

پھر جب چوتھی قسم میں اس کو مخاطب کیا پھر تو پہلی اور دوسری اور تیسری قسم میں حانث ہو گیا، پس پہلی قسم کی جزا ایک درہم اور دوسری قسم کی جزا دو درہم اور تیسری قسم کی جزا تین درہم اور مزید لازم ہو گئی اور یہ

سب قسمیں بھی ویسے ہی باقی رہ گئیں اور چوتھی قسم مزید منعقد ہوگئی، پھر جب پانچویں قسم میں اس کو مخاطب کیا تو اگلی سب قسمیں پھر ٹوٹیں اور اول قسم کی جزا ایک درہم اور دوسری کی جزا دو درہم اور تیسری کا جزا تین درہم اور چوتھی جزا کے چار درہم مزید واجب ہوں گے اور قسمیں بھی ویسے ہی باقی رہیں اور پانچویں قسم بھی منعقد ہوگئی۔

پس ان سب قسموں کا مجموعہ بیس درہم ہوئے اور پانچویں قسم میں ابھی حانث نہیں ہوا، کیونکہ شرط کلام کرنا ہے اور ابھی پایا نہیں گیا، یہاں تک کہ اگر اس سے پانچویں قسم کے بعد کلام کرے گا تو اس کو پینتیس درہم دینا لازم ہوں گے۔

اور اگر قسم کھائی کہ ہر وہ دن جس میں میں تم سے کلام کروں تو مجھ پر اللہ کے واسطے ایک درہم صدقہ کرنا واجب ہے۔ ایسے ہی پانچ قسمیں پانچ دنوں تک کے لیے کھائیں اور اس کے بعد سکوت کیا تو اس پر دس درہم لازم ہوں گے۔

پھر اگر اس سے دوسرے دن کلام کرے تو اس پر دوسرے درہم چھ اور لازم ہوں گے، اور اگر اس سے تیسرے دن میں بھی کلام کرے تو پھر اس کو تین مزید درہم لازم ہوں گے۔

اور اگر اس سے چوتھے دن میں کلام کرے تو اس کو چار درہم لازم ہوں گے، اور اگر اس سے پانچویں دن کلام تو اس سے اس پر سات درہم لازم ہوں گے اور اگر ان پانچوں قسموں کے بعد پہلے دن میں کلام کرے تو اس کو محض پانچویں قسم کی وجہ سے پانچ درہم لازم ہوں گے اور کچھ لازم نہ ہوگا۔

شرح جامع کبیر للحصیری میں ان قسموں کے باب میں اسی طرح مذکور ہے، جن قسموں کے ذریعہ سے انسان اپنے اوپر صدقہ واجب کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ساتواں باب

طلاق اور عتاق کی قسم کھانیکے بیان میں

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ پہلا غلام جس کو میں خریدوں وہ آزاد ہے تو مراد وہ پہلا غلام اکیلا غلام ہوگا جس سے پہلے کوئی غلام نہ خریدا ہو، پس اس قسم کھانے کے بعد پہلے جس غلام کو خریدے گا وہ آزاد ہو جائے گا، پس اگر قسم کے بعد ڈھیر غلام خریدے تو فقط وہ غلام آزاد ہوگا جس کو پورا خریدا ہے اور اگر ساتھ ہی دو غلام خریدے تو ان میں سے کوئی غلام آزاد نہ ہوگا اسی طرح وہ غلام بھی آزاد نہ ہوگا جس کو ان دونوں کے بعد خریدے گا اور اگر اس طرح کہے کہ آخری غلام جس کو میں خریدوں وہ آزاد ہے، تو لفظ آخر نام ہے ایسے اکیلے غلام کا جو زمانہ کے اعتبار سے سب سے متاخر ہو اور یہ تاخر نہیں ثابت ہوگا مگر قسم کھانے والے کے مرنے کے بعد، پس جب بہت سے غلام خریدے

اور مر جائے تو آخری غلام آزاد ہو جائے گا، یعنی جس کو سب سے آخر میں خریدا ہے فقط وہ غلام آزاد ہوگا، پھر اس بات میں اختلاف ہوا ہے کہ یہ آخر کا غلام کس وقت سے آزاد قرار دیا جائے گا، تو امام اعظمؒ نے فرمایا ہے کہ اسی وقت سے آزاد شمار ہوگا جس وقت خریدا ہے، یہاں تک کہ اس آخر غلام کا آزاد ہونا اصل کے تمام ترکہ سے ہوگا یعنی وہ پورا غلام بغیر سعایت[1] کے آزاد ہو جائے گا بشرطیکہ اس نے صحت کی حالت میں خریدا ہو۔

اور اگر قسم کھائی کہ درمیانی غلام جس کو میں خریدوں وہ آزاد ہے، تو درمیانی غلام سے مراد وہ تنہا پورا غلام ہوگا جس کے پہلے اور بعد دونوں طرف غلاموں کی تعداد برابر ہو، اور یہ چیز بھی قسم کھانے والے کے مرنے سے پہلے معلوم نہیں ہو سکتی، لہٰذا جب قسم کھانے والا مریگا تو دیکھا جائے گا اگر اس نے جفت عدد میں غلام چھوڑے ہیں (مثلاً چار، چھ، آٹھ، دس) تو ان میں کوئی غلام تنہا پورا درمیانی نہ ہوگا اور اگر پانچ سات وغیرہ طاق عدد کے غلام چھوڑے ہیں تو دونوں طرف (پہلے اور بعد) جفت کے برابر اعداد کے درمیان جو ایک تنہا پورا غلام ہوگا وہی اوسط ہوگا اور وہی تنہا پورا آزاد ہوگا، اور جو غلام ان میں سے نصف اول میں داخل ہوگا وہ درمیانی ہونے سے خارج ہو جائے گا (ایضاح) مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مثلاً سات غلاموں میں سے چوتھا غلام درمیانی ہے لیکن اگر اس کو آقا نے تنہا نہیں خریدا ہے بلکہ تیسرے کے ساتھ خریدا ہے تو یہ تنہا پورا درمیانی نہ ہوگا بلکہ نصف اول میں داخل ہو گیا، پس حاصل یہ ہوا کہ حالف کے مرنے پر طاق عدد کے باوجود خرید کی ترتیب میں جو درمیانی پڑتا ہو اس کا تنہا خریدا جانا شرط ہوگا۔

اور اگر اس طرح کہا کہ پہلا غلام جس کا میں مالک ہوں یا پہلا غلام جس کو میں خریدوں تو وہ آزاد ہے پھر دو غلام کا ایک ساتھ مالک ہوا، پھر ایک اکیلے غلام کا مالک ہوا تو تیسرا غلام آزاد ہوگا، اور اگر اس نے اس طرح کہا ہو کہ پہلا تنہا غلام جس کا میں مالک ہوں، تو تیسرا غلام آزاد نہ ہوگا، لیکن اس صورت میں کہ پہلے اس نے اکیلا غلام خریدا ہو یا اکیلا غلام ملک میں آیا ہو (کافی) اور اگر کہا کہ پہلا غلام جس کو میں اشرفیوں کے بدلہ میں خریدوں تو وہ آزاد ہے، پھر اس کے بعد اس نے ایک غلام روپیوں سے یا کسی اور اسباب کے بدلے خریدا پھر اس کے بعد ایک غلام اشرفیوں سے خریدا تو یہ آزاد ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ پہلا غلام جس کو میں خریدوں اور وہ حبشی ہو تو وہ آزاد ہے پھر اس کے بعد اس نے چند غلام غیر حبشی خریدے پھر اس کے بعد ایک حبشی غلام خریدا تو یہ حبشی آزاد ہو جائے گا۔ (بحر الرائق)

---

[1] قولہ بغیر سعایت: اس لئے کہ جس غلام کی آزادی محض تہائی ترکہ سے ہوگی تو اگر اس کی قیمت تہائی ترکہ سے زیادہ ہو جائے تو چونکہ فقط تہائی ترکہ کی مقدار آزاد ہوگا، اس لئے پورا آزاد نہ ہوگا، بلکہ تہائی ترکہ سے زائد کی مقدار میں غلام باقی رہے گا اور اس مقدار کی سعایت کرنا ضروری ہوگی، بغیر سعایت آزاد قرار نہ دیا جائے گا، اور جب کل ترکہ سے آزاد ہوگا جتنا بھی ہو گا آزاد ہو جائے گا۔ ۱۲

ملک اور آزاد کرنے کے اندر، فقہی اعتبار سے حکم میں فرق

اور اگر کسی نے کہا کہ ہر غلام جو مجھے فلاں عورت کے بچہ جننے کی خوشخبری دے وہ آزاد ہے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے تین غلاموں نے اس عورت کے بچہ جننے کی خوشخبری دی تو فقط پہلا آزاد ہوگا۔ اور اگر سب نے ایک ہی ساتھ یہ خوشخبری سنائی تو سب آزاد ہوجائیں گے، حاکم شہید نے فرمایا کہ اگر وہ شخص کہے کہ میں نے فقط ایک کی آزادی مراد لی تھی تو اس کے قول کی تصدیق قضاءً نہ کی جائے گی، ہاں فیما بینہ وبین اللہ (دیانتہً) اس کو گنجائش ہے کہ ان میں سے جس ایک کو چاہے آزاد ہونے کے لیے منتخب کرلے اور باقی غلاموں کو اپنی ملک میں رکھے (غایۃ البیان)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوا تو میری بیوی کو طلاق ہے اور میرا غلام آزاد ہے پھر قسم کھائی کہ میں طلاق نہ دوں گا اور یہ غلام آزاد نہ کروں گا۔ اس کے بعد گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیوی کو طلاق ہوجائے گی اور غلام آزاد ہوجائے گا اور وہ دوسری قسم میں حانث نہ ہوگا، لیکن اگر پہلے یہ قسم کھائی کہ طلاق نہ دوں گا اور غلام آزاد نہ کروں گا اور دوبارہ یہ قسم کھائی کہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو میری بیوی کو طلاق ہے اور غلام آزاد ہے، پھر اس گھر میں داخل ہوا تو دونوں قسموں میں حانث ہوجائے گا۔ اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے لے یا غلام سے کہا کہ تو اپنے نفس کو آزاد کرلے، یا کسی آدمی کو اس کام کے لیے وکیل بنایا پھر قسم کھائی کہ میں طلاق نہ دوں گا یا غلام آزاد نہ کروں گا۔ پھر اس کے بعد بیوی، غلام اور وکیل نے وہ کام کرلیا تو یہ شخص حانث ہوجائے گا اور اگر اس طرح کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اگر تو چاہے یا تو آزاد ہے اگر تو چاہے پھر قسم کھائی کہ میں آزاد نہ کروں گا یا طلاق نہ دوں گا۔ پھر اس کے بعد اس کی بیوی اور اس کے غلام نے طلاق اور آزادی چاہی تو یہ شخص حانث نہ ہوگا (کافی)، اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں شادی نہ کروں گا یا طلاق نہ دوں گا یا غلام آزاد نہ کروں گا پھر ان کاموں کے واسطے کسی کو وکیل بنایا تو وکیل بنانے سے یہ شخص حانث ہوجائے گا۔ اگر وہ کہے کہ میری مراد یہ تھی کہ میں اپنی زبان سے ایسا نہ کروں گا تو اس کی تصدیق فقط قضاءً نہ ہوگی (دیانتہً ہوجائے گی) (ہدایہ)

غلام کی آزادی معلق کرنے کا بیان

اگر کسی نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں اس گھر میں داخل ہوا پھر دوسرے شخص کہا کہ اسی کے مثل مجھ پر بھی ہے اگر میں داخل ہوا پھر دوسرا شخص گھر میں داخل ہوا تو اس کا غلام آزاد نہ ہوگا۔ اور اگر دو شخصوں میں سے کسی ایک شخص نے کہا کہ مجھ پر ایک غلام کا آزاد کرنا لازم ہے اگر میں گھر میں داخل ہوا، پھر دوسرے شخص نے کہا کہ اسی کے مثل مجھ پر بھی لازم ہے اگر میں گھر میں داخل ہوا تو اس صورت میں دونوں پر جزا لازم ہوگی (جو بھی ان دونوں میں سے داخل ہوگا اس پر غلام آزاد کرنا لازم ہوگا حتیٰ کہ اگر دونوں داخل ہوں گے تو دونوں پر لازم ہوگا (ایضاح)، اگر کسی نے کہا کہ اس کا غلام آزاد ہے اگر گھر میں محض ایک مرد ہو پھر دیکھا تو گھر میں ایک فرد

اور ایک لڑکا ہے یا ایک مرد اور ایک عورت ہے تو وہ شخص حانث ہو جائے گا۔ اور اگر گھر کے اندر ایک مرد اور جانور ہو یا ایک مرد اور کچھ سامان ہو تو حانث نہ ہوگا۔

اور اگر کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر گھر کے اندر ایک بکری کے سوا کچھ ہو۔ پھر دیکھا تو گھر میں کوئی اور جانور تھا بکری نہ تھی تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر اس طرح کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر گھر کے اندر ایک کپڑے کے سوا کچھ ہو پھر دیکھا تو اس میں کوئی آدمی یا جانور یا برتن نکلے تو حانث ہو جائے گا (کافی) اور اگر کہا کہ میرے کل مملوک آزاد ہیں تو اس کی کل ام اولاد و تمام مدبرہ باندیاں اور مدبر غلام اور غلام محض اور باندی محض سب آزاد ہو جائیں گے۔ یہ لفظ (مملوک) سب کو شامل ہوگا، ہاں اگر اس نے محض مذکر مملوک کی نیت کی ہو تو دیانتہً اس کی تصدیق ہوگی قضاءً نہ ہوگی۔ اور اگر محض حبشیوں کی نیت کی ہو تو قضاءً و دیانتہً کسی طرح تصدیق نہ ہوگی، اسی طرح اگر محض مؤنث مملوک کی نیت کی ہو تو بھی کسی طرح تصدیق نہ ہوگی اور اگر اس طرح کہا کہ میں نے مدبروں کی نیت نہیں کی تھی تو ایک روایت میں ہے کہ محض دیانتہً تصدیق ہوگی۔ قضاءً نہ ہوگی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی طرح تصدیق نہ ہوگی۔ (فتح القدیر) اور اس قسم کے اندر اس کے ایسے مملوک بھی داخل ہوں گے جو رہن ہوں یا کسی کے پاس امانت ہوں یا بھاگ گئے ہوں یا کسی نے غصب کر لیا ہو خواہ ایک ہو یا کئی ہوں، مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں، لیکن مکاتب اس میں داخل نہ ہوں گے مگر اس وقت کہ اس نے مکاتب کی نیت بھی کر لی ہو، پس اگر مکاتبوں کی نیت بھی کی ہوگی تو وہ آزاد ہو جائیں گے۔ اسی طرح اس قسم کے اندر وہ مملوک بھی داخل ہوں گے جس میں سے کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو۔ اور جس غلام کو اس نے تجارت کی اجازت دی ہو وہ اس میں داخل رہے گا، خواہ اس پر قرضہ ہو یا قرضہ نہ ہو۔ رہ گئے اس غلام ماذون کہ غلام میں داخل رہیں گے یا نہیں، تو اس وقت جب غلام ماذون پر قرضہ نہ ہو تو امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر ان کی نیت بھی کی ہوگی تو داخل ہوں گے اور یہ بھی آزاد ہو جائیں گے۔

مشترک غلاموں کے آزادی کا بیان

اور جو غلام اس کے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہو وہ بھی داخل نہ ہوگا، امام ابو یوسف نے ایسا ہی فرمایا ہے اس لئے کہ جس مملوک میں سے محض تھوڑے حصہ کا مالک ہے وہ حقیقتاً اس کا مملوک نہیں کہلائے گا ہاں اگر اس کی بھی نیت کر لی ہو تو استحساناً آزاد ہو جائے گا رہا یہ کہ حمل اس میں داخل ہوگا یا نہیں پس اگر حمل کی ماں قسم کھانے والے کی ملک میں ہو تو وہ بھی داخل ہوگا اور ماں کے آزاد ہونے کے ساتھ وہ بھی آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کی ملک میں محض حمل ہو اس کی ماں نہ ہو مثلاً کسی نے مرتے وقت کسی کے واسطے اپنے باندی کے حمل کی وصیت کی ہو تو ایسا حمل آزاد نہ ہوگا۔ (بدائع)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اپنے غلام کو مکاتب نہ بناؤں گا، پھر کسی اجنبی نے اس کے غلام کو اس کے حکم کے بغیر اس کے غلام کو مکاتب بنا دیا پھر اس نے بھی اس کے مکاتب بنانے کو جائز کہہ دیا اور اجازت دیدی تو حانث ہو جائے گا جیسے وکیل بنانے میں ہو جاتا ہے۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اپنے غلام کو آزاد نہ کروں گا پھر اس کے غلام نے کتابت کا مال ادا کیا اور آزاد ہو گیا تو اگر قسم کھانے والے نے اس کو مکاتب بنا دیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھانے سے پہلے مکاتب بنا چکا تھا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں) اگر قسم کھائی کہ اگر میں کسی لونڈی کو اپنے وطی کے تصرف میں لایا تو وہ آزاد ہے پھر ایسی باندی کو اپنے تصرف وطی میں لایا جو اس کی ملک میں موجود تھی تو وہ آزاد ہو جائے گی اور اگر کسی باندی کو خرید کر اس طرح تصرف میں لایا تو وہ آزاد نہ ہوگی (ہدایہ)

اور اگر کہا کہ اگر میں کسی باندی کو اپنے تصرف وطی میں لایا تو تجھ کو طلاق ہے یا مثلاً غلام آزاد ہے۔ پھر کسی لونڈی کو جو اس کی ملک میں پہلے سے ہے یا جس کو قسم کے بعد خرید کر اپنے تصرف وطی میں لایا ہے تو اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی اور اس کا غلام آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر کسی لونڈی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے اپنے تصرف وطی میں داخل کر لیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس کے بعد اس لونڈی کو خرید کر اپنے تصرف وطی میں داخل کر لیا تو اس کا وہ غلام آزاد ہوگا جو قسم کھانے کے وقت اس کی ملک میں تھا اور جس غلام کو قسم کھانے کے بعد خریدا ہے اور وہ آزاد نہ ہوگا (بحر الرائق)

شرط و جزا کی بعض نادر صورتوں کا بیان

اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے کہے کہ جب تجھ کو فلاں شخص فروخت کریگا تو 'تو آزاد ہے' پھر اس کے بعد اس لونڈی کو اس فلاں مذکور کے ہاتھ بیچ ڈالا، پھر اس کے بعد خود اس کو خرید لیا تو آزاد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ شرط یہ ہے کہ فلاں اس کو فروخت کرے اور فلاں کا فروخت کرنا خود آقا کے ملک سے زوال کا سبب ہے پھر آقا کی ملک حاصل ہونا خود اپنے خریدنے سے ہے نہ کہ فلاں کے بیچنے سے، اور اگر اس طرح کہے کہ اگر تجھ کو فلاں نے مجھے ہبہ کیا ہے تو 'تو آزاد ہے' پھر اس کو فلاں کے ہاتھ فروخت کر دیا اور فلاں نے خریدنے کے بعد اپنے قبضہ کی حالت میں اس قسم کھانے والے کے ہاتھ ہبہ کر دیا اور اس نے ہبہ منظور کر کے قبضہ کر لیا تو آزاد ہو جائے گی، اسی طرح اگر یہ کہا کہ جب فلاں تجھ کو میرے ہاتھ فروخت کرے گا تو تو آزاد ہے۔ تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے (مبسوط)

زید نے عمر سے کہا کہ اگر میں نے تیرے پاس بلانے کو بھیجا اور تم نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہے، پھر زید نے عمر کو آدمی بھیج کر بلایا اور خود چلا آیا اور پھر زید نے دوسرے دن آدمی بھیج کر بلایا اور وہ نہ آیا تو زید کا یہ غلام آزاد ہو جائے گا اور ایک دفعہ قسم پوری ہو جانے کی وجہ سے قسم باطل نہ ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ ایک بار کسی وقت حانث ہو جائے جب ایک بار حانث ہو جائے گا تو اب یہ قسم باطل ہو جائے گی۔

لے پہلی صورت اور اس میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں قسم کھانے والے نے خود خریدا ہے یعنی خریدنے میں پیش قدمی کی ہے اور شرا کا ایجاب کیا ہے اور فلاں نے اس کے ایجاب کو قبول کیا ہے اور دوسری صورت میں فلاں نے فلاں نے خود بیچنے میں پیش قدمی کی ہے اور بیع کا ایجاب کیا ہے اور اس ایجاب کو قسم کھانیوالے نے قبول کیا ہے اس لئے قسم کھانے والے کی ملک کا سبب اس فلاں کا فروخت کرنا ہو گیا اور یہی آزاد ہونے کی شرط تھی اور پائی گئی لہٰذا آزاد ہو جائے گی بخلاف اول صورت کے۔

اسی طرح اگر یہ کہے کہ اگر تم نے مجھے آدمی بلانے کے لئے بھیجا اور میں تمہارے پاس نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اس طرح کہے کہ اگر تو میرے پاس آئے اور میں تمہارے پاس نہ آیا، یا یہ کہے کہ اگر تم نے میری زیارت کی اور میں تمہاری زیارت کو نہ آیا تو میرا غلام آزاد ہے' تو یہ قسم ایک دفعہ حانث ہونے کے بعد بھی باطل نہ ہو گی بلکہ ہمیشہ کے لئے باقی رہے گی۔

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی تو میرا غلام آزاد ہے' امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اسی مجلس تک محدود رہے گا' یعنی اگر عورت نے اسی مجلس میں اپنی نفس کو طلاق دیدی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور غلام آزاد نہ ہو گا' اور یہ جملہ عورت کو اختیار دینا ہے۔ پس اگر اس مجلس میں عورت نے اپنے آپ کو طلاق نہ دی تو پھر طلاق واقع نہ ہو گی مگر غلام آزاد ہو جائے گا اور وہ شخص اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا' یہاں تک کہ دوسری مجلس میں اگر عورت نے اپنے آپ کو طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہو گی۔

اگر کسی شخص نے کسی سے کہا کہ اگر تم نے میرا یہ غلام فروخت نہ کیا تو میرا وہ دوسرا غلام آزاد ہے تو یہ قول اس کو بیع کی اجازت دینا ہے اور یہ اجازت و قسم اسی مجلس تک محدود نہ رہے گی یہاں تک کہ اگر اس نے اسی مجلس میں اس غلام کو فروخت نہ کیا تو قسم کھانے والا حانث نہ ہو گا اور ابھی دوسرا غلام آزاد نہ ہو گا[۱] اور اگر زید نے یہ کہا کہ اگر میں کوفہ میں داخل ہو گیا اور نکاح نہیں کیا تو میرا غلام آزاد ہے' تو یہ قسم اس طرح واقع ہو گی کہ کوفہ میں داخل ہونے سے پہلے نکاح کر لے اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں نے کوفہ میں داخل ہوتے ہی نکاح نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہے تو اس صورت میں قسم اس طرح پر پوری ہو گی کہ کوفہ میں داخل ہوتے ہی نکاح کر لے' اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں کوفہ میں داخل ہوا اور پھر نکاح نہیں کیا تو میرا غلام آزاد ہے' تو یہ قسم کوفہ میں داخل ہونے کے بعد نکاح کرنے پر واقع ہو گی خواہ کچھ دیر بعد نکاح کیا ہو تو بھی حانث نہ ہو گا۔

کسی شخص سے کہا گیا کہ تم فلاں عورت سے نکاح کر لو اس نے جواب دیا کہ اگر میں کبھی نکاح کروں تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد اگر اس نے اس عورت کے سوا کسی دوسری عورت سے بھی نکاح کیا تو حانث ہو جائے گا، کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے آسمان چھونے کو ترک کر دیا تو میرا غلام آزاد ہے تو کبھی حانث نہ ہو گا، اور اگر کسی شخص نے اس طرح کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں آسمان نہ چھوؤں تو اسی وقت حانث ہو جائے گا (قاضی خاں نے اس کو اس فصل میں بیان کیا ہے جس کے اندر یمین علی الفور اور یمین علی الابد کی قسموں کو بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

آٹھواں باب

ان قسموں کے بیان میں جو خرید و فروخت اور نکاح وغیرہ کے بارے میں ہو

[۱] تو لہ حانث نہ ہو گا بلکہ جس کو بیچنے کی اجازت دی ہے اگر وہ اپنی پوری زندگی میں فروخت نہ کرے یہاں تک کہ انتقال کر جائے تو اب بوقت انتقال حانث ہو گا۔ ۱۲

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کوئی چیز نہ خریدوں گا یا میں کوئی چیز نہ بیچوں گا یا کوئی چیز اجرت و کرایہ پر نہ دوں گا پھر کسی کو اپنا وکیل بنایا کہ وہ یہ سب کام کرے تو حانث نہ ہوگا' ہاں اگر اس نے قسم کھاتے وقت یہ بھی نیت کرلی ہو کہ میں کسی دوسرے کو یہ کام کرنے کا حکم بھی نہ دوں گا تو ایسی نیت بیان کرنے کی صورت میں اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی اور وکیل بنانے سے بھی حانث شمار کر لیا جائے گا اس لئے کہ اس نیت سے اپنے اوپر اور زیادہ سختی کرلی یا یہ صورت ہو کہ اس نے یہ نیت تو نہیں کی مگر خود ایسا معزز شخص ہے کہ یہ سب کام خود نہیں کرتا بلکہ اس کے نائبین اور وکلاء ہی کیا کرتے ہیں تو وکیل نہ بنانے اور تفصیل ذکر نہ کرنے سے بھی حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھانے والا ایسا شخص ہے کہ کبھی یہ سب کام خود بھی کر لیتا ہے۔ کبھی دوسروں کے سپرد کر دیتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ اکثر کس طرح کرتا ہے اکثر جس طرح کرتا ہوگا اسی کا اعتبار ہوگا (یعنی اکثر خود کرتا ہے تو وکیل بنانے یا سپرد کرنے سے حانث نہ ہوگا اور اگر اکثر خود نہیں کرتا ہے بلکہ اکثر وکیل ہی کرتے ہیں تو حانث ہو جائے گا (کافی)

اور اگر قسم کھائی کہ میں نہ خریدوں گا اور نہ بیچوں گا تو فاسد خرید (بیع فاسد اور شرار فاسد) میں بھی حانث ہو جائے گا اگرچہ قبضہ نہ ہوا ہو' اور ایسی بیع سے بھی حانث ہو جائے گا جس میں بائع یا مشتری کے واسطے اختیار حاصل ہو' اور ایسی بیع سے بھی حانث ہوگا جو بطریق فضولی کے ہو' اسی طرح اس ہبہ سے بھی حانث ہو جائے گا جو بشرط عوض ہو' مگر بشرط عوض ہبہ میں اس وقت حانث ہوگا' جب دونوں باہمی قبضہ کرلیں (قبضہ سے پہلے حانث نہ ہوں گے) البتہ جو بیع باطل ہوگی اس سے حانث نہ ہوگا' اسی طرح مدبر' ام ولد' مکاتب کی خرید و فروخت کرنے سے حانث نہ ہوگا' اسی طرح بیع واقع ہونے کے بعد یہ قسم کھائی اور اس بیع کا اقامہ کیا جو پہلے کر چکا تھا تو بھی حانث نہ ہوگا۔ لیکن اگر بیع پہلے نہیں کی تھی قسم کے بعد کر رہا ہے مگر لفظ اقامہ سے کر رہا ہے تو حانث ہو جائے گا' اور اگر باہمی رضامندی کے بعد قسم کھانے کے بعد خیار عیب کی وجہ سے مبیع کو واپس دیا' یا لیا تو حانث نہ ہوگا' اسی طرح اگر اس نے بیچنے کا ایجاب تو کیا مگر مشتری نے قبول نہ کیا تو حانث نہ ہوگا یعنی محض ایجاب سے بغیر قبول کے حانث نہ ہوگا (عنایہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ بیع نہ کروں گا پھر کسی فضولی نے اس کا مال فروخت کر دیا اور اس نے اجازت دیدی تو حانث نہ ہوگا' لیکن اگر یہ شخص ایسا ہو کہ خود بیع نہیں کیا کرتا تو اس صورت میں حانث ہو جائے گا (فتاویٰ صغریٰ)

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں خریدنے کا کام نہ کروں گا' پھر کوئی چیز اس کے اصل مالک کے بجائے کسی فضولی سے خریدی یعنی شرار فضولی کی' یا انگوری شراب خریدی تو حانث ہو جائے گا (جامع کبیر)

شیخ ابوبکر سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنا غلام بیچنے کی قسم کھائی' پھر وہ غلام اس کے پاس سے چوری ہو گیا۔ (تو کیا حکم ہے) تو فرمایا کہ جب تک غلام مذکور کے مرجانے کا یقین حاصل نہ ہو جائے حانث نہ ہوگا (خلاصہ)

امام محمدؒ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے یہ غلام فروخت نہ کیا تو ایسا ہے پھر اس غلام کو آزاد یا مدبر کر دیا تو یہ شخص اپنی قسم میں حانث ہو گیا اور اگر ایسی ہی گفتگو اپنی لونڈی کے حق میں کی اور باقی مسئلہ بحالہ رہا تو صحیح یہ ہے کہ حانث ہو گیا (تاتارخانیہ) کسی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے فروخت نہ کیا تو تو

آزاد ہے پھر اس سے وطی کی یہاں تک کہ اس سے بچہ پیدا ہو گیا تو امام رحمہ اللہ کے نزدیک وہ آزاد ہو گئی (خلاصہ)

بظاہر چند جزئیات کا بیان

کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں یہ غلام فروخت نہ کروں گا اور نہ ہبہ کروں گا پھر اس کے بعد نصف غلام فروخت یا ہبہ کر دیا تو شیخ نصیر نے فرمایا ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا اور شیخ رازی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنی لونڈی ضرور فروخت کروں گا، اور اس کا کوئی وقت بیان نہیں کیا، پھر اس کے بعد اس لونڈی کے اس شخص سے بچہ ہوا تو فرمایا کہ آقا استحساناً حانث نہ ہوگا اور شیخ ابو نصر دبوسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے ایک مہینہ تک فروخت نہ کیا تو تو آزاد ہے پھر اس لونڈی کے اسی آقا کا حمل ظاہر ہوا تو فرمایا کہ آقا کے لیے حلال ہے کہ اگر چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس باندی سے ایک مہینہ کے بعد وطی کرے اور امام ابو یوسف کے قول کے مطابق آقا حانث ہو گیا، اور آقا کو حلال نہیں ہے کہ ایک مہینہ کے بعد اس سے وطی کرے، اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا تو بالاجماع آقا کے لیے حلال نہیں ہے کہ ایک مہینہ کے بعد اس سے وطی کرے (حاوی)

زید نے قسم کھائی کہ واللہ میں عمر کی ام ولد کو ضرور فروخت کروں گا، یا کہا کہ واللہ میں اس عمر کو ضرور فروخت کروں گا اور حال یہ ہے کہ عمر آزاد ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ قسم بیع فاسد پر واقع ہو گی۔ چنانچہ ان دونوں کو بطور بیع فاسد[1] کے فروخت کر دیا تو بھی اپنی قسم میں سچا ہو گیا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر میں نے اپنا یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا تو وہ آزاد ہے، پھر اس کے بعد زید نے کہا کہ میں نے اس کی اجازت دیدی، یا یہ کہا کہ میں راضی ہو گیا پھر زید نے اس کو خریدا تو بھی وہ آزاد نہ ہو گا، اور اگر کہا کہ اگر زید نے مجھ سے یہ غلام خریدا تو وہ آزاد ہے اس پر جواب میں زید نے کہا کہ ہاں، پھر اس کے بعد زید نے اس غلام کو خریدا تو وہ غلام زید کی طرف سے آزاد ہو جائے گا (ایضاح)

ہشام نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے کہا واللہ میں یہ کپڑا تمہارے ہاتھ دس درہم کے بدلے میں نہ بیچوں گا، یہاں تک کہ تم مجھے دس درہم سے زیادہ دو، پھر اس کے بعد وہ کپڑا اس کے ہاتھ نو درہم میں فروخت کر دیا تو از روئے قیاس حانث نہ ہو گا مگر استحساناً حانث ہو جائے گا اور ہم قیاس ہی کو اختیار کرتے ہیں (بدائع)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس کو دس درہم میں فروخت نہ کروں گا مگر اس سے زیادہ میں یا اس سے زیادہ عوض میں پھر اس کے بعد اسی کے ہاتھ گیارہ درہم میں فروخت کیا تو حانث نہ ہو گا۔ لیکن اگر دس درہم یا نو درہم میں فروخت کیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر نو درہم اور ایک دینار کے بدلہ میں بیچا تو قیاس کے اعتبار سے حانث ہو جائے مگر استحساناً حانث نہ ہو گا اور اگر مشتری نے بھی قسم کھائی ہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں دس درہم کے بدلہ میں اس

---

[1] قولہ بیع فاسد یہ حکم اور یہ جزیہ صحیح بنانا بہت دشوار ہے اس لیے کہ آزاد کی بیع امام صاحب کے نزدیک باطل ہوتی ہے نہ کہ فاسد ہاں اگر آزاد کی بیع کے فساد کی کوئی روایت صحیح ہو تو ہو سکتا ہے [2] ہمارے عرف کے موافق استحسان زیادہ ظاہر ہے ۱۲

کو خریدوں یہاں تک کہ وہ اس کو کم کرے۔ پس اگر مشتری نے اس کو دس درہم میں خریدا یا دس درہم سے زیادہ میں مثلاً گیارہ درہم میں خریدا بہر صورت حانث ہو جائے گا، اور اگر نو درہم یا اس سے کم میں خریدا تو حانث نہ ہوگا اور اگر نو درہم اور ایک دینار کے بدلہ میں خریدا تو حانث نہ ہوگا، لیکن بعض فقہا نے فرمایا ہے کہ یہ حکم قیاس کے اعتبار سے ہے اور استحسان کے اعتبار سے حانث ہو جائے گا اور اگر مشتری نے کہا کہ اگر میں نے اس کو دس درہم کے بدلہ میں خریدا (لا افل منہ او بانقص منہ) یعنی دس درہم سے کم میں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس کو دس درہم یا زیادہ میں خریدا تو حانث ہو جائے گا، اور اگر اس کو نو درہم ایک دینار کے بدلہ میں یا نو درہم اور ایک کپڑے کے بدلے میں خریدا تو قیاساً حانث نہ ہوگا اور استحساناً حانث ہو جائے گا اور اگر بائع نے قسم کھائی کہ تمہارے ہاتھ دس درہم میں فروخت نہ کروں گا یہاں تک کہ تم مجھے زیادہ دو پھر اس کے ہاتھ نو درہم ایک دینار جس کی قیمت پانچ درہم تھی میں فروخت کیا تو حانث نہ ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اپنا گھر فروخت نہ کروں گا پھر اپنی بیوی کو اس کے مہر میں وہ گھر دیدیا تو حانث ہو گیا، لیکن شیخ صدر شہید نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اس عورت سے نکاح تقدیرہ روپیوں پر کیا ہو۔ پھر ان روپیوں کے بدلہ میں یہ گھر اس کو دیا ہو، اور اگر اس عورت سے نکاح اس گھر پر کیا ہے تو حانث نہ ہوگا ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں یہ گھوڑا نہ بیچوں گا، پھر کوئی شخص وہ گھوڑے خود لے گیا اور اس کا عوض دیدیا اور گھوڑے کا مالک اس پر راضی ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اور فتویٰ اسی پر ہے[1] (جواہر اخلاطی)

قسم کھانے میں بیع تعاطی کے احکام

اگر کسی نے کسی سے کوئی چیز بطور بیع تعاطی[2] کے لے لی، پھر قسم کھائی کہ میں نے چیز خریدی نہیں ہے تو شیخ امام علم الہدیٰ ماتوریدی نے فرمایا ہے کہ وہ حانث نہ ہوگا اور اسی کو شیخ محمد ظہیر الدین نے اختیار کیا ہے، اسی طرح اگر کسی نے بطور بیع تعاطی کے فروخت کیا پھر قسم کھائی کہ میں نے اس کو فروخت نہیں کیا تو بھی یہی حکم ہے اور یہی امام ابو یوسف سے بھی مروی ہے۔ شیخ فضلی نے فرمایا ہے کہ جو شخص جانتا ہو کہ وہ بیع تعاطی تھی تو اس کو جائز نہیں ہے کہ بیع مطلق پر گواہی دے بلکہ بیع تعاطی ہونے پر گواہی دے (ذخیرہ کردری)

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی قسم کو کسی فعل کے کرنے پر منعقد کیا ہے اور لام کو ذکر کیا ہے جو عربی میں

---

[1] قولہ فتویٰ اسی پر ہے، یہ حکم اس وقت ہے جب قسم کھانے والے نے اس طرح معاملہ کرنے کی نیت نہ کی ہو، اور اگر اس طرح معاملہ کرنے کی بھی نیت کر لی ہو تو حانث ہو جائے گا اور امید ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہ ہوگا منترجم ۱۲۔

[2] بیع تعاطی کی مثال یہ ہے کہ مثلاً دس دس آموں کی ڈھیری الگ الگ رکھی ہے اور نرخ مشہور ہے ایک ایک پیسہ فی آم بس کوئی شخص آئے اور اسی حساب سے روپے رکھ کر بغیر کچھ کہے ہوئے اتنے آم اٹھا لے جائے اور زبان سے کوئی ایجاب و قبول نہ کرے اور مالک بھی زبان سے ایجاب و قبول نہ کرے پیسے اٹھا کر رکھ لے۔ منترجم

تملیک اور واسطے کے لئے آتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ اگر لام کو فعل کے محل (فعل واقع ہونے کی جگہ) کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے تو اس کی قسم محلوف علیہ (یعنی جس چیز پر قسم کھائی ہے) کی ملک میں اس چیز کے واقع ہونے پر منعقد ہوگی جس کی قسم کھائی ہے یہاں تک کہ قسم کھانے والا جب اس فعل کو محلوف علیہ کے ملک میں کرے گا تو حانث ہوگا خواہ محلوف علیہ کے حکم سے کرے یا اس کے حکم کے بغیر کرے اور خواہ وہ فعل ان افعال میں سے ہو جن میں وکالت جاری ہوتی ہے یا ان افعال میں سے جن میں وکالت جاری نہیں ہوتی، اور اگر لام کو فعل سے ملا کر ذکر کیا ہے تو اگر وہ فعل ان افعال سے ہوگا جن میں وکالت جاری ہوتی ہے اور اس فعل کے لئے ایسے حقوق ہیں کہ وکیل ان حقوق کے لاحق ہونے کی وجہ سے مؤکل پر رجوع کر سکتا ہے، جیسے بیع اور شراء وغیرہ تو اس کی قسم وکالت اور حکم دونوں پر منعقد ہوگی۔ یہاں تک کہ جب قسم کھانے والا اس فعل کو اس فعل کے محل میں محلوف علیہ کے حکم سے کرے گا تو حانث ہوگا، عام اس سے کہ فعل کا وہ محل محلوف علیہ کے ملک میں ہو یا اس کے غیر کے ملک میں ہو، اور اگر وہ فعل جس میں وکالت بالکل جاری نہیں ہوتی جیسے کھانا اور پینا، یا ایسا فعل ہے کہ اس میں وکالت جاری ہوتی ہے لیکن اس میں ایسے حقوق نہیں ہوتے جن کے ذریعہ وکیل مؤکل پر رجوع کر سکے تو اس کی قسم محض محلوف علیہ کے ملک میں اس فعل کے واقع کرنے پر منعقد ہوگی یہاں تک کہ اگر اس فعل کو محلوف علیہ کے ملک میں کرے گا تو حانث ہوگا چاہے محلوف علیہ کے حکم سے کیا ہو یا اس کے حکم کے بغیر لیکن اگر فعل کو محلوف علیہ کے علاوہ کسی دوسرے کی ملک میں کیا ہے تو حانث نہ ہوگا اگرچہ اس فعل کو محلوف علیہ کے حکم ہی سے کیوں نہ کیا ہو۔

امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی سے کہے اِنْ بِعْتُ لَكَ ثَوْبًا فَعَبْدِي حُرٌّ یعنی اگر میں تمہارے لئے کوئی کپڑا بیچوں تو میرا غلام آزاد ہے اور کسی خاص کپڑے کی نیت نہ ہو پھر محلوف علیہ کوئی کپڑا کسی آدمی کو دیکر حکم کرے کہ یہ کپڑا قسم کھانے والے کو دیدو تا کہ وہ اسے بیچے اور وہ آدمی ایک اوسط درجہ کا کپڑا قسم کھانے والے کے پاس لائے اور کہے کہ یہ کپڑا فلاں کے لئے یعنی محلوف علیہ کے لئے بیچ دو یا یہ کہے کہ اس کپڑے کو بیچ دو، اور فلاں کے لئے بیچنے کا لفظ نہ کہے لیکن قسم کھانے والا جانتا ہے کہ یہ شخص محلوف علیہ کا قاصد ہے اور پھر اس کے باوجود بیچدیا تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اگر درمیانی آدمی نے اس طرح کہدیا کہ یہ کپڑا میرا ہے یا فقط یہ کہا کہ اس کپڑے کو بیچ دو اور فلاں کے لئے بیچو کا لفظ نہ کہا اور قسم کھانے والا نہیں جانتا کہ یہ محلوف علیہ کا قاصد ہے اور اس کپڑے کو بیچ دیا تو حانث نہ ہوگا لیکن جب اس طرح قسم کھائے کہ ان بعت ثوبا لك فكذا، اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو ہر حال میں حانث ہو جائے گا خواہ درمیانی آدمی نے اس سے بعہ لفلان کہا یا بعہ لی کہا یا فقط بعہ کہا اور اس میں کوئی زیادتی نہیں کی تو جب کپڑا محلوف علیہ کی ملک ہو گا تو پھر اگر قسم کی پہلی قسم میں یہ نیت کی ہو کہ وہ ایسا کپڑا بیچے جو محلوف علیہ کی ملک ہو اور دوسری قسم میں یہ نیت کرے کہ وہ کپڑا محلوف علیہ کے حکم سے بیچے پس وہ قسم دیانتًہ یعنی فیما بینہ وبین اللہ اس چیز پر واقع ہو گی جس کی نیت کی تھی اور فصل اول میں قاضی بھی اس کی تصدیق کرے گا لیکن فصل ثانی میں قاضی اس کی تصدیق نہ کرے گا (ذخیرہ انیسویں فصل)

منتقی میں ابن سماعہ امام محمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے لئے کوئی کپڑا نہ بیچوں گا پھر فلاں (محلوف علیہ) کے لئے کوئی کپڑا بیچا اور محلوف علیہ اس بیع کو نافذ کردے تو قسم کھانے والا حانث ہو جائے گا اور قسم کھانے والے نے اس کپڑے کو محض اپنے لئے بیچا محلوف علیہ کے لئے نہیں بیچا تو حانث نہ ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری، باب الحنث)،

اگر قسم کھائی کہ میں کوئی چیز تمہارے اسباب میں سے تمہارے واسطے فروخت نہ کروں گا پھر ایک تکیہ فروخت کیا جس میں محلوف علیہ کا سوف بھرا ہوا تھا تو حانث نہ ہوگا (عتابیہ)

بیع کے اندر حط ثمن کے مسائل

زید نے عمر سے ایک غلام خریدنا طے کیا، بیچنے والے نے اس کی قیمت ہزار روپیہ مانگی اور مشتری نے پانچ سو کہے تو بائع نے کہا کہ یہ غلام آزاد ہے اگر میں نے تم سے ہزار روپیہ سے کچھ کم کئے پھر اس کے بعد بائع نے کہا کہ میں نے تمہارے ہاتھ اس کو پانچ سو روپیہ میں فروخت کر دیا تو اب خریدار بیع قبول کرے یا نہ کرے بیچنے والا حانث ہو جائے گا اور غلام آزاد ہوگا اور اگر بیچنے والے نے معاملہ طے کرتے وقت کہا ہو کہ اگر میں نے اس کی قیمت سے کچھ حصہ حط[۱] کیا تو یہ غلام آزاد ہے اور باقی مسئلہ بدستور ہے تو غلام آزاد نہ ہوگا اور نہ بیچنے والا حانث نہ ہوگا، اگرچہ غلام کی قیمت سے طے ہونے کے بعد کچھ قیمت حط بھی کر دیگا تو بھی قسم پوری ہو جائے گی اور غلام آزاد نہ ہوگا اس لئے کہ بیع مکمل ہونے کے بعد حط ہوگا اور اس وقت وہ غلام بائع کی ملک سے نکل چکا ہوگا۔

اگر اس صورت میں بائع نے قسم کی جزا اپنی بیوی کی طلاق یا کسی دوسرے غلام کی آزادی قرار دی ہو تو اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی اور دوسرا غلام آزاد ہو جائے گا اسی طرح اگر ان صورتوں میں تھوڑا سا ثمن خریدار کو ہبہ کر دیا خواہ پورا ثمن وصول کرنے کے بعد ہبہ کیا ہو یا اس سے پہلے ہر صورت میں اپنی قسم کے اندر حانث ہو جائے گا اور اگر پورا ثمن مشتری کے ذمہ سے حط کر دیا یا اس کو تمام ثمن ہبہ کر دیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کو بعض ثمن سے بری کیا ہے تو دیکھا جائے گا کہ اگر ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے ایسا کیا ہے تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اس لئے کہ یہ معاملہ حط قرار دیا جائے گا اگر ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد ایسا کیا ہے تو حانث نہ ہوگا (محیط)

امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی شخص سے کپڑا خریدنے کا معاملہ کیا اور بائع نے بارہ روپے سے کم میں دینے سے انکار کیا اس پر مشتری نے کہا کہ اگر اس کو میں بارہ روپے میں خریدوں تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد پھر اس کپڑے کو تیرہ روپے یا بارہ روپے اور ایک کپڑے کے عوض میں خریدا تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور اگر اس کو گیارہ روپے اور ایک اشرفی کے عوض میں یا گیارہ روپے اور ایک کپڑے کے عوض میں خریدا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر بائع نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں نے اس کو دس میں فروخت کیا، پھر اس کو گیارہ روپے کے عوض میں یا دس روپے اور ایک دینار کے عوض میں یا نو روپے اور ایک دینار کے عوض میں فروخت کیا تو حانث نہ ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)

[۱] قولہ: حط قیمت طے ہونے کے بعد بائع کا از خود طے شدہ قیمت سے کم لینا حط ثمن کہلاتا ہے ۱۲۔

اگر کسی نے کوئی چیز روپیوں کے عوض میں فروخت کی پھر قسم کھائی کہ اس کا ثمن نہ لوں گا پھر ان روپیوں کے بدلے میں گیہوں لے لیے تو حانث ہو جائے گا (وجیز کردری)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں یہ چیز کسی کے ہاتھ فروخت نہ کروں گا پھر اس کو دو آدمیوں کے ہاتھ فروخت کیا تو حانث ہو جائے گا۔ (عتابیہ)

کسی نے قسم کھائی کہ میں کپڑا نہ خریدوں گا اور اس کی نیت میں کوئی خاص کپڑا نہیں تھا پھر اس نے ریشمی چادر یا طیلسان یا پوستین یا قبا خریدی تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس نے رومال تولیہ یا بچھونا یا ٹوپی یا گدہ یا نہالی خریدی تو حانث[1] نہ ہو گا۔ (وجیز کردری)

وجیز میں لکھا ہے کہ اسی طرح اگر کوئی ٹکڑا خریدا جو نصف کپڑے کے برابر نہیں ہے تو بھی حانث نہیں ہو گا اور اگر نصف کپڑے کے برابر یا زیادہ ہے تو حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح اتنا کپڑا خریدا جس میں نماز جائز ہو جائے گی تو بھی حانث ہو جائے گا، وجیز کی عبارت پوری ہو گئی۔

کسی نے قسم کھائی کہ میں اس عورت کے لیے کپڑا نہ خریدوں گا پھر اس کے لیے اوڑھنی خریدی تو حانث نہ ہو گا۔ (جواہر اخلاطی) اگر کسی نے قسم کھائی کہ قتان نہ خریدوں گا تو ہمارے عرف میں یہ قسم قتان کے کپڑے پر واقع ہو گی۔ (قاضی خاں)

اگر زید نے قسم کھائی کہ میں عمر سے کچھ نہ خریدوں گا، پھر اس سے ایک کپڑے کی بیع سلم ٹھہرائی تو حانث ہو جائے گا (ظہیریہ) اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اپنی لونڈی کے لئے نیا کپڑا نہ خریدوں گا تو عرف میں نیا کپڑا وہ مراد ہو گا جو دھلا نہ ہو (قاضی خاں)

اگر عربی میں قسم کھائی کہ لا یشتری طعاماً یعنی طعام نہ خریدوں گا پھر اس نے گیہوں خرید لئے تو ہمارے علماء کے قول میں حانث ہو جائے گا۔ حاوی میں اسی طرح مذکور ہے، مترجم کہتا ہے کہ اماموں کے عرف میں طعام گیہوں پر بولا کرتے ہیں۔ اور ہمارے عرف میں کھانے کی ہر چیز پر بول لیتے ہیں۔ اس لئے کھانے کی کوئی چیز خریدے گا تو حانث ہو جائے گا۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ان روپیوں کی روٹی نہیں خریدوں گا، تو جب تک یہ روپے نانبائی کو دے کر پھر اس سے یہ نہ کہے کہ مجھے ان روپیوں کی روٹی دیدو حانث نہ ہو گا، چنانچہ نانبائی کو یہ روپے دینے سے پہلے روٹی خریدنے کے لئے کہدیا تو حانث نہ ہو گا۔ لیکن جامع میں فرمایا ہے کہ اگر اس نے اس معاملہ بیع کو ان روپیوں کی طرف منسوب کر کے کہا ہے تو حانث ہو جائے گا، خواہ یہ روپے ابھی دیئے ہوں یا نہ دیئے ہوں (وجیز کردری)، اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں جو نہ خریدوں گا، پھر گیہوں خریدے جس میں جو کے دانے بھی ہیں تو حانث نہ ہو گا۔ (قاضی خاں)

---

[1] قولہ حانث نہ ہو گا۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے یہاں کے عرف کے موافق کپڑا خریدنے سے جو چیزیں متبادر طریقہ سے مفہوم ہوتی ہیں یہ قسم اسی پر محمول ہو گی واللہ اعلم بالصواب ۱۲

کسی چیز کو نہ خریدنے کی قسم کھانے کے بعد پھر اس کو ضمناً خریدنے کا حکم

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں لکھوری اینٹ یا لکڑی یا نرکل نہ خریدوں گا، پھر اس نے کوئی پختہ مکان خریدا تو حانث نہ ہوگا (اگرچہ ضمناً اس میں لکھوری اینٹ اور لکڑی و نرکل وغیرہ کی خرید ہو جائے گی)۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں خرما کے پھل نہ خریدوں گا پھر اس نے ایک زمین خریدی جس میں خرما کے درخت ہیں اور درختوں پر پھل موجود ہے اور خریدار نے شرط کر لی کہ یہ پھل میرے ہوں گے تو حانث ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی کہ بقل (یعنی ساگ پات سبزی وغیرہ کی چیزیں) نہ خریدوں گا، پھر ایسی زمین خریدی جس میں بقل یعنی سبزی موجود ہے اور مشتری نے شرط کر لی کہ یہ بقل میری ہوگی تو حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں یہ بقل بیع میں مقصود ہو گی نہ کہ محض تابع رہی، اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ خریدوں گا پھر زندہ بکری خریدی تو حانث نہ ہوگا اسی طرح اگر قسم کھائی کہ کڑوا تیل نہ خریدوں گا پھر سرسوں خریدی تو حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی کہ نرکل یا خرما کے پتے نہ خریدوں گا پھر نرکل کے پتوں کی بوریا، یا خرما کے پتوں کی زنبیل خریدی تو مشائخ نے کہا ہے کہ حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بکری کا بچہ (حلوان) نہ خریدوں گا، پھر گیابھن بکری خریدی یا قسم کھائی کہ جو چھوٹا بچہ ہو نہ خریدوں گا پھر حاملہ لونڈی خریدی تو حانث نہ ہوگا (بدائع)، اور اگر قسم کھائی کہ کوئی درخت نہ خریدوں گا پھر ایک زمین خریدی جس میں درخت تھے تو حانث نہ ہوگا (ظہیریہ)

اس قسم کے مسائل میں ایک اور قاعدہ کلیہ

اصل کلی یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے نہ خریدنے کی قسم کھائی تو اس میں تین صورتیں ہیں ۱ یہ ایسی چیز ہے کہ دوسری چیز کے خریدنے میں خود بخود بغیر ذکر شرط کے محض تابع ہو کر داخل ہو جاتی ہے تو حانث نہ ہوگا۔ ۲ اور اگر بغیر ذکر شرط کے داخل نہیں ہوتی بلکہ شرط کرنے سے داخل ہو سکتی ہے تو اگر شرط کرے گا تو حانث ہوگا، ورنہ نہیں ۳ وہ چیز ایسی ہے کہ بیع میں مقصود بالذات ہو کر داخل ہوتی ہے تو بغیر شرط کے بھی حانث ہو جائے گا

پس اگر قسم کھائی کہ دیوار نہ خریدوں گا، پھر ایک گھر خریدا جس کی محض چہار دیواری قائم ہے تو (قاعدہ نمبر ۳ کے اعتبار سے) حانث ہو جائے گا، اسی طرح کسی نے قسم کھائی کہ خرمے کا درخت نہ خریدوں گا پھر ایک ایسا باغ خریدا جو چہار دیواری سے گھرا ہوا ہے اور وہ باغ خرمے کے درخت کا ہے تو حانث ہو جائے گا۔

اگر قسم کھائی کہ اون نہ خریدوں گا پھر ایک بکری یا دنبہ خریدا جس کی پشت پر اون موجود ہے تو حانث نہ ہوگا، اسی طرح اس بکری یا دنبہ کو ایسے بکری یا دنبہ کے عوض میں خریدا جس کا اون کاٹا ہوا ہے تو بھی ظاہر الروایت میں یہی حکم ہے۔ (قاضی خاں)

اور اسی طرح اون نہ خریدنے کی قسم کھائی پھر ایسی کھال خریدی جس پر اون موجود ہے تو بھی حانث نہ ہوگا۔ لیکن امام محمدؒ سے مروی ہے کہ ایسی کھال خریدنے میں حانث ہو جائے گا۔ (عنایہ) (حاشیہ صفحہ ۲۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

اگر کسی کے قسم کھائی کہ دودھ نہ خریدوں گا، پھر ایک ایسی بکری خریدی جس کے تھنوں میں دودھ ہے تو حانث نہ ہوگا، اسی طرح بکری کو اس کی جنس کے دودھ کے عوض میں خریدا تو بھی حانث نہ ہوگا، یہ حکم ظاہر الروایات کے موافق ہے اور یہ صورت اس بکری کو بعوض گوشت کے خریدنا امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یکساں ہے اور یہ بیع ہر حال میں جائز ہے اور دودھ نہ خریدنے کی قسم میں حانث نہ ہوگا۔

اور اگر قسم کھائی کہ دنبہ کی چکتی نہ خریدوں گا پھر ایک مسلم دنبہ ذبح کیا ہوا خریدا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

قسم کے باب میں ایک اور قاعدہ کلیہ

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وہ چیز جس پر بیع نہ کرنے کی قسم کھائی ہے اگر وہ چیز کسی دوسری چیز کی طبیعت میں بیع میں داخل ہو جائے اور خود وہ چیز بیع میں مقصود نہ رہے تو حانث نہ ہوگا، ہاں اگر وہ چیز بیع میں مقصود ہو کر داخل ہو تو بے شک حانث ہو جائے گا۔ (ذخیرہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہ خریدوں گا پھر سرا اور پایا خریدا تو حانث نہ ہوگا، اگر کسی نے قسم کھائی کہ سر اور پایا نہ خریدوں گا تو امام اعظمؒ کے نزدیک یہ قسم بکری، دنبہ، گائے، (بھینس بھیڑ) کے سرے اور پائے پر واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک فقط بھیڑ بکری، اور دنبہ کے سر اور پایا پر واقع ہوگی اور یہ اختلاف عصر اور زمانہ کا اختلاف ہے۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ چربی نہ خریدوں گا پھر اس کے بعد پیٹ کی چربی خریدی تو حانث ہو جائے گا لیکن اگر پیٹھ کی چربی یا کسی اور حصہ کی چربی جس میں گوشت ملا ہوا ہوتا ہے تو اس مسئلہ کو امام محمدؒ نے اصل میں اگرچہ ذکر نہیں فرمایا ہے لیکن شمس الائمہ سرخسیؒ نے (اس کی شرح میں) ذکر کیا ہے کہ حانث نہ ہوگا۔ (محیط)

کسی شخص نے کہا کہ قسم خدا کی میں ان روپیوں سے کچھ نہ خریدوں گا مگر گوشت، پھر اس کے بعد اس نے ان روپیوں میں سے تھوڑے روپے کے عوض گوشت خریدا اور باقی روپیوں کے عوض گوشت کے سوا کوئی اور چیز خریدی تو حانث نہ ہوگا، جب تک کہ ان سب روپیوں کے گوشت کے سوا کوئی دوسری چیز نہ خریدے۔

اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں ان روپیوں کے عوض گوشت کے سوا کچھ نہ خریدوں گا پھر اس کے بعد اس نے ان روپیوں میں سے تھوڑے روپیوں کے عوض گوشت کے سوا کوئی اور چیز خریدی تو قیاساً اگرچہ حانث نہ ہوگا مگر استحساناً حانث ہو جائے گا۔

(بقیہ حاشیہ ص۸۳ کا) لے قولہ حانث ہو جائے گا یہ حکم عرف اور زمانہ کے اختلاف سے مختلف ہے۔ ۲ے قولہ عصر اور زمانہ، ہمارے عرف کے موافق اگر سرا اور پایا دونوں ساتھ پڑھیں تو صرف بھیڑ بکری، دنبہ کے سرا اور پایا پر واقع ہونا چاہیے اور اگر صرف پایا بولیں تو گائے، بھینس کے پائے پر واقع ہونا چاہیے۔ کیونکہ عرف ایسا ہی ہے واللہ اعلم بالصواب ۳ے قولہ یہ لفظ مگر اور سوا کے مفہوم کا فرق ہے۔ ۱۲

اور اگر قسم کھائی کہ میں اون یا بال نہ خریدوں گا تو یہ قسم سارے اون اور بال پر واقع ہوگی اور ان چیزوں پر واقع نہ ہوگی جو اون اور بال سے بنائی گئی ہو، چنانچہ کمبل (اونی کپڑے) اور بالوں کی تھیلی خریدنے سے حانث نہ ہوگا (قاضیخان) اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ تیل (دہن) نہ خریدوں گا تو یہ قسم ایسے تیل پر واقع ہوگی جس سے تدہین کرنے کا لوگوں میں عام رواج اور عادت ہو یعنی جس کو لوگ عام طور سے تیل استعمال کرنے کے موقع میں استعمال کرتے ہوں، اور جس سے تدہین کی عام عادت نہ ہو جیسے روغن زیتون، روغن السی (تیسی) اور روغن نارجیل (ریڈی) اور مڈی کے گودے کی چربی ان چیزوں کے خریدنے سے حانث[1] نہ ہوگا اور اگر اس نے اس قسم کے بعد پکا ہوا روغن زیتون (زیت مطبوخ) خریدا اور قسم کھانے کے وقت اس کی کوئی خاص نیت نہیں تھی تو حانث ہو جائے گا (بدائع)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ بنفشہ یا خطمی نہ خریدوں گا تو کتاب (اصل) میں مذکور ہے کہ یہ قسم روغن بنفشہ پر واقع ہوگی، پتے پر واقع نہ ہوگی، مگر مشائخ نے فرمایا ہے کہ ہمارے عرف میں روغن بنفشہ خریدنے سے حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

زمانہ اور عرف کے اختلاف کا ثمرہ

مترجم کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے عرف میں عام لوگوں کے اطلاق میں بنفشہ کا اطلاق اس کے پھول اور پتہ پر ہوتا ہے، اور خطمی کا اطلاق اس کے بیج یعنی تخم پر ہوتا ہے لہٰذا یہ قسم گل بنفشہ اور برگ بنفشہ اور تخم خطمی پر واقع ہوگی (واللہ اعلم بالصواب)

اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کے واسطے نہ خریدوں گا، پھر فلاں کے نابالغ بچے اور ماذون (کاروبار کی اجازت پایا ہوا) غلام کے واسطے اس شخص کی اجازت سے خریدا تو بھی حانث نہ ہوگا (غیاثیہ) کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے واسطے یہ چیز ضرور خریدوں گا۔ اس قسم کے بعد فلاں کے واسطے وہ چیز خریدی، لیکن پھر اس کو بائع ہی کے واسطے واپس کر دی تو اپنی قسم میں سچا رہے گا۔ حانث نہ ہوگا۔ (وجیز کردری)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں غلام کو خریدا تو وہ آزاد ہے، پھر اس نے اس غلام کو بجائے اپنے عمر کے واسطے خریدا تو امام محمد نے اس جزئیہ کو اپنی کسی کتاب میں ذکر نہیں فرمایا، لیکن فقیہ ابوبکر بلخی سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ قسم منحل نہ ہوگی اور یہی اشبہ[2] بالفقہ ہے (ذخیرہ)۔

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کا غلام نہ خریدوں گا، پھر اپنا مکان فلاں کو اس غلام کے عوض کرائے پر دیدیا یعنی

---

[2] قولہ اشبہ بالفقہ، قول محقق یہ ہے کہ اگر عمر کے حکم سے خریدا ہے تو قسم نہ ٹوٹے گی اور بلا حکم بطور خود از فضول کے خریدا ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ واللہ اعلم

[1] قولہ حانث نہ ہوگا۔ ہماری زبان کے عرف میں اگر مطلقاً اس طرح کہا کہ تیل نہ خریدوں گا تو تلی کے گودے کی چربی کے سوا سب تیلوں پر یہ قسم واقع ہوگی اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ لگانے کا تیل نہ خریدوں گا تو اس وقت حکم کتاب مذکورہ بالا کے مطابق ہوگا۔ واللہ اعلم

اس مکان کے کرائے میں غلام کو لیا، تو حانث نہ ہوگا (ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی کہ یہ غلام نہ خریدوں گا اور نہ کسی کو اپنے واسطے خریدنے کا حکم دوں گا۔ پھر اس کی مصلحت ہوئی کہ اس کو کسی طرح خریدوں تو اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی دوسرا غلام خرید کر اس کو تجارت کرنے کی اجازت دیدے یعنی عبد ماذون بنا دے، پھر وہ عبد ماذون اس غلام کو خریدلے جس کے نہ خریدنے کی قسم کھائی تھی، پھر اس کے بعد اس عبد ماذون کے اذن تجارت کو ختم کردے یعنی محجور کردے، اس طرح وہ غلام اس کا ہو جائے گا اور یہ شخص حانث بھی نہ ہوگا، اس لئے کہ حانث ہونے کی شرط خود خریدنا یا حکم دینا تھا۔ وہ پائی نہیں گئی (خلاصہ) اگر کسی نے قسم کھائی کہ عورت نہ خریدوں گا پھر ایک نابالغ لونڈی خریدی تو حانث نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر کسی شخص نے دس لونڈیوں کو دیکھا اور کہا کہ اگر میں نے ان لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی خریدی تو وہ آزاد ہے پھر کسی دوسرے آدمی کے لئے ان میں سے کوئی لونڈی خریدی پھر اس آدمی سے اس کو اپنے واسطے خرید لی تو وہ آزاد نہ ہوگی۔ اسی طرح ان لونڈیوں میں سے دو لونڈیاں ایک ہی معاملہ اور ایک صفقہ میں ایک اپنے واسطے اور ایک دوسرے کے واسطے خریدی تو ان میں سے کوئی آزاد نہ ہوگی (ظہیریہ)

منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ جاریہ (لونڈی) نہ خریدوں گا، پھر بوڑھی لونڈی یا دودھ پیتی لونڈی خریدی تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر قسم کھائی کہ کوئی غلام سندھ کا[1] نہ خریدوں گا تو یہ قسم سندھی غلام نہ خریدنے پر واقع ہوگی۔ اور اگر یہ قسم کھائی کہ کوئی غلام خراسان سے نہ خریدوں گا، پھر خراسانی غلام خراسان کے سوا کسی دوسرے مقام پر خریدا تو حانث نہ ہوگا۔ جب تک کہ کوئی غلام خراسان میں نہ خریدے (خلاصہ)

کسی شخص نے تین گھوڑے ایک سو پانچ روپے میں خریدے، پھر قسم کھائی کہ میں نے ان میں ایک گھوڑا پینتیس ۳۵ روپے میں خریدا ہے تو حانث ہو جائے گا۔

دو آدمیوں کے درمیان اسّی بکریاں مشترک ہیں پس اس شخص سے جو امام وقت کی جانب سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر ہے اور اس نے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا اور اس نے قسم کھائی کہ میں چالیس بکریوں کا مالک نہیں ہوں تو حانث ہو جائے گا اور اس پر زکوٰۃ واجب رہے گی۔ اگر کسی نے ایک غلام خریدا پھر قسم کھائی کہ میں چالیس روپیوں کا مالک نہیں ہوں تو حانث نہ ہوگا۔ اور اس پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی اگرچہ وہ غلام چالیس روپیہ سے زیادہ کا ہو (وجیز کردری)

منتقی میں لکھا ہے کہ اگر زید نے عمر سے ایک غلام خریدنا چاہا اور ہزار روپیہ اس غلام کی قیمت ٹھہرائی،

---

[1] قولہ سندھ کا الخ، وجہ فرق یہ ہے کہ سندھ کا غلام سے مراد عرف میں ملک سندھ کا باشندہ ہے خواہ کہیں پیدا ہوا ہو لہذا کوئی سندھ کا غلام کہیں پر خریدے گا حانث ہو جائے گا، بخلاف خراسان کے غلام کے اس سے مراد عرف میں خراسان کا رہنے والا غلام مراد نہیں بلکہ خراسان میں خریدنا مراد ہے۔ اس لئے خراسان سے باہر خریدنے میں حانث نہ ہوگا۔ ۱۲

پھر زید نے ہزار روپیہ عمر کو دیدیے اور پھر قسم کھائی کہ اگر میں نے ان ہزار روپیوں کے بدلے یہ غلام خریدا تو یہ ہزار روپے مسکینوں پر صدقہ ہیں۔ اور اس کہنے کی حالت میں انھیں دیئے ہوئے ہزار روپیہ کی طرف اشارہ بھی کیا اور عمر نے اس طرح کہا کہ اگر میں نے یہ غلام ان ہزار روپیوں کے بدلے فروخت کیا تو یہ ہزار روپیہ مسکینوں پر صدقہ ہے اور اس نے بھی انھیں دیئے ہوئے روپیوں کی طرف اشارہ کیا پھر عمر نے انھیں روپیوں کے بدلے یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کر دیا تو عمر پر لازم آئے گا کہ ہزار روپیہ صدقہ کرے زید پر لازم[1] نہ آئے گا

ملک اور شرا کے مفہوم کے درمیان اختلاف کا ثمرہ

اور اگر کسی نے کہا کہ اگر میں کسی غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہے پھر اس کے بعد نصف غلام خریدا اور اس کو فروخت کر دیا پھر باقی نصف خریدا تو یہ نصف اس کی طرف سے آزاد نہ ہوگا اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں نے کوئی غلام خریدا تو وہ آزاد ہے اور باقی مسئلہ بحالہٖ رہا تو یہ نصف ثانی آزاد ہو جائے گا اور یہ حکم غیر معین غلام کی صورت میں ہے اور اگر کسی معین غلام کے بارے میں اس طرح کہا کہ اگر میں اس غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہے تو اس کا حکم خریدنے کے حکم کی طرح ہے یعنی اس قسم کی طرح ہے جس میں کہا تھا کہ اگر میں نے یہ غلام خریدا تو یہ آزاد ہے، حاصل یہ کہ معین غلام کی صورت میں نصف ثانی آزاد ہو جائے گا اور اسی طرح کا حکم اس صورت میں ہے جب اس طرح کہے کہ اگر میں دو سو روپیہ کا مالک ہو گیا تو مجھ پر اللہ کے واسطے ان کا صدقہ کر دینا واجب ہے، پھر سو درہم کا ایک مرتبہ مالک ہوا پھر اس کے بعد دوسرے ایک سو کا مزید مالک ہوا تو اس پر ان کا صدقہ کرنا واجب نہ ہوگا بشرطیکہ اس نے غیر معین درہموں کے بارے میں اس طرح کہا ہو، اگر معین درہموں کے بارے میں اس طرح کہا ہو مثلاً معین درہموں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر میں ان دو سو درہموں کا مالک ہوا تو مجھ پر ان کا صدقہ کرنا واجب ہے، پھر تھوڑا تھوڑا کر کے ان درہموں کا دو مرتبہ میں مالک ہوا تو اس پر ان کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر خریدنے کی صورت میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ اگر میں نے پورے غلام کو خریدا تو آزاد ہے، تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائے گی مگر دیانۃً تصدیق ہو گی (خلاصہ)

زید نے عمر اور ابو بکر سے کہا اگر تم دونوں نے کسی غلام کو خریدا یا تم دونوں کسی غلام کے مالک ہوتے تو میرے غلاموں سے ایک غلام آزاد ہے، پھر وہ دونوں ایک ایسے غلام کے مالک ہوئے جو غلام ان دونوں میں برابر مشترک ہے، یا ان میں سے ایک نے خرید کر دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو دونوں صورتوں میں زید حانث ہو جائے گا، اور اگر کسی نے کہا کہ میں نہیں مالک ہوں مگر محض پچاس روپیہ کا اور دس روپیہ کا یعنی مجھ پر زکوٰۃ اس لیے نہیں ہے کہ میں دو سو روپیہ کا مالک نہیں رہا ہوں، حالانکہ وہ محض دس ہی روپے کا مالک ہوا تھا تو بھی حانث نہ ہوگا لیکن اگر وہ پچاس روپیہ کے ساتھ دس اشرفیوں کا بھی مالک ہو یا دس چرائی کے جانور یا کسی بھی تجارتی چیز کا مالک ہو تو حانث ہو جائے گا لیکن اگر پچاس روپیوں

---

[1] قولہ زید پر لازم آئیگا۔ اگر عمر نے یہ جبرًا قرار دی ہو کہ تو یہ غلام آزاد ہے تو یہ غلام مشتری کی طرف سے آزاد ہوگا نہ کہ بائع کی طرف سے ۱۲

کے ساتھ غیر تجارتی چیزوں کا یا خدمت کے لئے غلاموں کا یا رہنے کے گھروں کا مالک ہوا تو حانث نہ ہوگا، اس لئے کہ عرف کے موافق اس کی مراد یہ ہے کہ میں پچاس روپیہ کے سوا کسی ایسے مال کا مالک نہیں ہوں جو نصاب زکوٰۃ ہو اور وہ اس میں بچا ہے

چاندی اور سونے کی قسم کے خصوصی احکام

کسی نے قسم کھائی کہ سونا یا چاندی نہیں خریدوں گا، تو اس قسم میں سونے اور چاندی کے پتر اور ڈھلی ہوئی چیزیں مثلاً برتن، زیور وغیرہ اور روپیہ اشرفی سبھی داخل ہوں گے، اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے، اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس قسم کے اندر روپیہ اور اشرفی داخل نہ ہوں گے، لیکن اگر چاندی کی انگوٹھی خرید لے گا تو حانث ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر ایسی تلوار خریدی جس کا دستہ چاندی سے مرصع ہو تو حانث ہو جائے گا، لیکن ان دونوں (چاندی کی انگوٹھی اور دستہ تلوار) کے ماسوا چیزیں سونے اور چاندی کے حکم جیسا حکم نہ رکھیں گی، پس اگر چاندی و سونا عین تلوار میں ہو یا عین منطقہ میں ہو اور اس کو تلوار یا منطقہ کے ساتھ خریدا ہے تو اگر قیمت سونا و چاندی ہی قرار پائی ہے تو حانث ہو جائے گا، اور اگر قیمت گیہوں یا اس کے علاوہ کوئی چیز (غیر نقدین) قرار پائی ہے تو حانث نہ ہوگا، اگر کسی آدمی نے قسم کھائی کہ لوہا نہ خریدوں گا تو اس قسم کے اندر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک لوہے کی چادریں اور لوہے کی بنائی ہوئی چیزیں اور ہتھیار وغیرہ سب چیزیں داخل ہوں گی، اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس قسم کے اندر صرف وہ چیزیں داخل ہوں گی جن کا بیچنے والا لوہار کہلاتا ہے، اور اس قسم کے اندر ہتھیار داخل نہ ہوں گے، جیسے تلوار، چھری، خود وغیرہ، اور اسی طرح سوئی اور بڑا سوا وغیرہ بھی داخل نہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ ہمارے دیار[1] کے عرف کے مطابق اس قسم میں کیلیں کانٹے اور تالے چابیاں وغیرہ بھی داخل نہ ہوں گی، پیتل اور کانسا کا حکم لوہے کے حکم کی طرح ہے پس اگر کسی نے قسم کھائی کہ پیتل یا تانبا نہ خریدوں گا تو اس قسم کے اندر خود یہ چیزیں اور اس سے بنائی ہوئی تمام چیزیں اور پیسے امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق داخل ہو جائیں گے اور امام محمدؒ کے نزدیک پیسے داخل نہ ہوں گے، اور اگر قسم کھائی کہ لوہا کہ بدلے میں نہ خریدوں گا پھر ایک دروازہ اتنے لوہے کی مقدار میں خریدا جو اس لوہے کی مقدار سے کم ہے جو دروازہ کے اندر ہے تو نوادر کی روایت میں مذکور ہے کہ یہ بیع جائز نہیں ہے پس حانث نہ ہوگا، اور اگر اتنے لوہے کے عوض خریدا ہے جو اس لوہے سے زائد ہے جو دروازہ میں لگا ہوا ہے تو یہ بیع جائز ہوگی۔ اور وہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ نگینہ نہ خریدوں گا پھر ایک ایسی انگوٹھی خریدی جس میں نگینہ لگا ہوا ہے تو اگرچہ نگینہ کی قیمت حلقہ سے کم ہو مگر حانث ہو جائے گا، اگر کسی نے قسم کھائی کہ یاقوت نہ خریدوں گا پھر ایسی انگوٹھی خریدی جس کا نگینہ یاقوت کا ہے تو حانث ہو جائیگا اور اگر قسم کھائی کہ آبگینہ (کانچ کا شیشہ) نہ خریدوں گا پھر چاندی کی ایسی انگوٹھی خریدی جس کا نگینہ آبگینہ کا ہے تو اگر نگینہ کی قیمت نہ ہو تو حانث نہ ہوگا کیونکہ یہ بیع جائز نہیں ہوئی اور اگر نگینہ کی قیمت حلقہ کی قیمت سے زائد ہو تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

---

[1] قولہ ہمارے دیار کے عرف الخ مترجم کہتا ہے کہ ہماری زبان کے عرف میں اس قسم کھانے سے لوہے کی چادر اور لوہے کی ہر چیز خریدنے سے حانث ہو جائے گا واللہ اعلم بالصواب

اگر قسم کھائی کہ ساکھوں کا دروازہ نہ خریدوں گا پھر ایک مکان خریدا جس میں چہار دیواری موجود ہے اور اس کا دروازہ ساکھوں کا ہے تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

فصل: متفرقات کا بیان

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس عورت کو اپنے نکاح میں نہ لوں گا، پھر بطور نکاح فاسد کے اس سے نکاح کیا تو فساد نکاح خواہ اس وجہ سے ہو کہ یہ نکاح بغیر گواہوں کے ہوا ہے یا اس وجہ سے ہو کہ یہ عورت کسی دوسرے کی طلاق یا موت کی عدت میں ہو یا مثل اس کے اور کوئی وجہ فساد کی ہو بہر حال قسم کھانے والا حانث ہو جائیگا (سند)

کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو تو میرا غلام آزاد ہے اور حال یہ ہے کہ اس نے نکاح کیا ہے تو وہ حانث ہو جائے گا خواہ نکاح فاسد کیا ہو یا نکاح صحیح اور یہ حکم از روئے استحسان ہے، اور اگر اس کی کلام میں یہ نیت تھی کہ میں نے زمانۂ ماضی میں کسی عورت سے نکاح صحیح نہیں کیا ہے تو قضاءً اور دیانۃً اسے دونوں طرح اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی اگرچہ اس صورت میں اس کے حق میں تخفیف ہے، مگر یہ تخفیف اتمام انداز ہو گی اور اگر زمانہ مستقبل میں نکاح فاسد کی نیت ہو۔ (یعنی یہ مراد لی ہو کہ اگر آئندہ میں نکاح فاسد بھی کروں تو میرا غلام آزاد) تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق ہو گی، اگرچہ یہ مفہوم جس کی اس نے نیت کی ہے اس عبارت کا مدلول مجازی ہے۔ لیکن چونکہ اس کے حق میں تشدید مغلیظ ہے اس لئے قبول کیا جائے گا اور نکاح فاسد اور جائز دونوں سے حانث ہو جائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر قسم کھانے والے کا نکاح کسی فضولی شخص نے کر دیا تو اگر قسم سے پہلے فضولی کا عقد قرار پا چکا ہے پھر قسم کھانے والے نے قسم کے بعد اجازت دی ہے تو خواہ قول سے اجازت دی ہو یا فعل سے کسی صورت میں حانث نہ ہو گا۔ اور اگر فضولی نے قسم کھانے کے بعد عقد نکاح باندھا ہے تو بھی قسم کھانے والا حانث نہ ہو گا جب تک کہ اجازت نہ دے اور جب اجازت دے گا تو دیکھا جائے گا کہ قول سے اجازت دی ہے مثلاً کہا ہے کہ میں نے اس نکاح کو جائز کر دیا تو حانث ہو جائے گا اور یہی قول مختار ہے اور اگر محض فعل سے اجازت دی ہے مثلاً مہر بھیج دیا یا اس کے مثل کوئی کام کیا جو اجازت پر دلیل ہے تو ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ حانث نہ ہو گا، اکثر مشائخ یہی فرماتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اور اگر قسم کھانے والے کا نکاح قسم کے بعد کسی فضولی نے بطور نکاح فاسد کر دیا پھر قسم کھانے والے نے اجازت دی تو خواہ قول سے اجازت دی ہو یا فعل سے کسی صورت میں حانث نہ ہو گا، اور قسم بھی منحل نہ ہو گی بلکہ باقی رہے گی۔ یہاں تک کہ بطور خود جائز نکاح کیے، جائز نکاح کے بعد حانث ہو گا۔

اسی طرح اگر قسم کھانے والے نے کسی کو وکیل بنا دیا کہ نکاح کرا دے اور وکیل نے نکاح فاسد کسی عورت سے کرا دیا تو بھی وکیل بنانے والا حانث نہ ہو گا۔

کسی نے قسم کھائی کہ میں کسی عورت سے نکاح نہ کروں گا پھر قسم کھانے والے پر نکاح کرنے کے لئے جبر کیا گیا اور اس نے نکاح کر لیا تو اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا (قاضی خاں)

نکاح کی قسم میں فضولی کی طرف شرط کے خلاف کوئی چیز واقع ہونے کا حکم

نوادر ہشام امام محمدؒ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں اس نابالغ بچی کا نکاح کروں تو میری بیوی پر تین طلاق، پھر کسی فضولی نے قسم کھانے والے کی موجودگی میں اس نابالغ بچی کا نکاح کر دیا اور قسم کھانے والا خاموش رہا اور شوہر نے قبول کر لیا۔ پھر اس کے بعد قسم کھانے والے نے یعنی بچی کے باپ نے اجازت دیدی تو حانث نہ ہوگا۔

اسی طرح اپنی لونڈی کے نکاح کے بارے میں اسی قسم کی قسم کھائی تو یہی حکم ہے اور تجرید میں امام محمد سے مروی ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا پھر قسم کھائی کہ اس عورت سے نکاح نہ کروں گا۔ پھر وہ عورت راضی ہو گئی، تو حانث نہ ہوگا، اور اگر عورت قسم کھائے کہ میں اپنا نکاح نہ کروں گی پھر کوئی آدمی اس کا نکاح کر دے خواہ اس کی اجازت سے یا اس کی اجازت کے بغیر پھر اس کے بعد وہ اجازت دیدے یا باکرہ تھی اور ولی نے اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی تو ان تمام صورتوں میں وہ حانث ہو جائے گی، یہ روایت پہلی روایت کے مخالف ہے۔ خلاصہ میں اسی طرح ہے۔

اور کسی باکرہ عورت نے قسم کھائی کہ کسی کو اپنے نکاح کی اجازت نہ دوں گی یہاں تک کہ وہ خود اس کا نکاح اپنے ساتھ کرے، پھر اس باکرہ کا کسی مرد نے نکاح کیا اور اس کو خبر نکاح کی پہنچی اور وہ خاموش رہی تو اس مسئلہ میں امام محمد سے کوئی روایت نہیں ہے اگر کوئی روایت ہے تو محض مرد کے بارے میں ہے کہ اگر کوئی آدمی قسم کھائے کہ وہ اپنے غلام کو تجارت میں اجازت نہ دے گا پھر اس کو بیع و شرا کرتے ہوئے دیکھا اور خاموش رہا تو حانث ہو جائے گا اور امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ دونوں مسئلوں میں حانث نہ ہوگا (محیط)

اور مجموع النوازل میں ہے کہ اگر کوئی باکرہ عورت قسم کھائے کہ میں اپنے نکاح کرنے میں اجازت نہ دوں گی پھر اس کا باپ اس کا نکاح کر دے اور وہ خاموش رہے تو نکاح پورا ہو جائے گا اور وہ حانث نہ ہوگی (خلاصہ)

اگر کسی نے اپنی رضاعی بہن یا ایسی عورت سے کہا جس سے اس کا نکاح کبھی درست نہیں ہو سکتا اور وہ اس بات کو جانتا بھی ہے، کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس سے نکاح کر لیا تو حانث ہو جائے گا (جامع کبیر)

ان چیزوں پر قسم کھانے کا بیان جس کو کسی کی ملک کی جانب منسوب کرے

اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ نکاح نہیں کرے گا پھر وہ مجنون ہو گیا اور اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا تو وہ حانث نہ ہوگا اور تجرید میں امام محمد سے منقول ہے اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ نکاح نہیں کرے گا پھر وہ معتوہ ہو گیا، پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا

تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا، پھر اس کے بعد کسی ایک عورت سے نکاح بھی کر لیا تو حانث ہو جائے گا (محیط سرخسی)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں ایسی عورت سے نکاح نہ کروں گا جس کے لئے شوہر ہو اور اس کے شوہر نے طلاق بائن دیدی ہو، پھر اس سے اس نے نکاح کر لیا تو امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ حانث نہ ہو گا، اس لئے کہ اس کی قسم اس عورت کے غیر کی جانب لوٹ جائے گی (ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی کہ میں نکاح نہ کروں گا، مگر محض چار درہم پہ، پھر کسی عورت سے چار درہم پر نکاح کر لیا پھر اس کے بعد قاضی دس درہم پورے کر دے تو حانث نہ ہو گا۔ اسی طرح حانث نہ ہو گا اگر نکاح کے بعد خود اس کے مہر میں زیادتی کر دے (وجیز کردری)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ ایک دینار سے زائد پر نکاح نہ کروں گا پھر ایک دینار (اشرفی) سے زیادہ قیمت کی چاندی پر نکاح کیا مثلاً سو روپے پر نکاح کر لیا تو حانث نہ ہو گا (خلاصہ) کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کی لڑکی سے نکاح نہ کروں گا پھر اس قسم کھانے کے بعد اس فلاں شخص کے ایک دوسری لڑکی پیدا ہوئی اور اس سے نکاح کیا تو حانث نہ ہو گا (اس کی یہ قسم فلاں شخص کی موجودہ لڑکیوں کی طرف لوٹے گی) اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کی لڑکیوں میں کسی لڑکی سے نکاح نہ کروں گا یا فلاں کی لڑکی سے نکاح نہ کروں گا۔ اور اس قسم کے بعد فلاں کے لڑکی پیدا ہوئی اور اس سے نکاح کرے تو امام ابوحنیفہ کے قول میں اس قسم کے اندر حانث ہو جائے گا (محیط سرخسی)

فتاویٰ میں مذکور ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ قسم خدا کی میں اس گھر والوں سے یا فلاں کی لڑکیوں سے نہ نکاح نہ کرونگا اور حال یہ ہے کہ اس گھر میں کوئی نہیں ہے اور اس فلاں شخص کے کوئی لڑکی نہیں ہے، اس قسم کے بعد ایک قوم نے سکونت اختیار کی اور اس کی لڑکی سے اس نے نکاح کیا یا فلاں شخص کے لڑکی پیدا ہوئی اور اس سے اس نے نکاح کیا تو امام محمدؒ کے قول میں حانث نہ ہو گا۔ اور شیخین کے قول میں حانث ہو جائے گا۔ اور یہی قول مختار ہے۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کوفہ والوں سے نکاح نہ کروں گا پھر کوفہ کی ایسی عورت سے نکاح کیا جو قسم کے دن پیدا نہیں ہوئی تھی تو تینوں اماموں کے نزدیک حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی نسل سے نکاح نہ کروں گا پھر فلاں کی نواسی سے نکاح کر لیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ میں فلاں کے گھر والوں سے نکاح نہ کروں گا پھر اس فلاں کی نواسی سے نکاح کیا تو حانث نہ ہو گا، ہاں اگر پوتی سے نکاح کر لے تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

اور اگر قسم کھائی کہ اہل کوفہ یا اہل بصرہ کی عورتوں کو نکاح میں نہ لاؤں گا، پھر ایسی عورت سے نکاح کیا جو پیدا ہوئی بصرہ میں مگر نشوونما پائی کوفہ میں اور کوفہ ہی کو وطن بنا لیا تو امام اعظمؒ کے قول میں قسم کھانے والا حانث ہو جائے گا اس لئے کہ ایسا قول مولد کی جائے پیدائش پر بولا جاتا ہے۔ یعنی جائے پیدائش اس قسم کے کلام میں مراد ہوتی ہے۔ یہی قول

مختار ہے۔ (محیط سرخسی)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کوفہ میں کسی عورت سے نکاح نہ کروں گا، پھر اس نے کوفہ میں کسی عورت سے اس کی اجازت کے بغیر بطور نکاح فضولی کے عقد کر لیا یعنی کسی فضولی نے اس عورت کا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا اور اس نے منظور کر لیا اور حال یہ ہے کہ وہ عورت بصرہ میں تھی اور بصرہ میں نکاح کی خبر پہنچنے کے بعد اس نے اجازت دی تو اگرچہ نکاح کا پورا ہونا اجازت پر موقوف ہے اور اجازت بصرہ میں پائی جائے گی مگر چونکہ عقد نکاح کوفہ میں ہوا ہے اس لئے قسم پائی جائے گی اور وہ شخص قسم میں حانث ہو جائے گا (محیط)

قسم کے اندر عرف عام کے اعتبار سے معنی مراد کی متعین ہونے کی مثالیں

اگر قسم کھائی کہ روئے زمین پر عورت سے نکاح نہ کروں گا اور اس نے ایک خاص عورت کی نیت کی ہے تو فیما بینہ و بین اللہ اس کی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ ہوگی، اور اگر کوفیہ یا بصریہ عورت کی نیت کی ہو تو دیانۃً و یا قضاءً کسی طرح اس کی تصدیق نہ ہوگی، اسی طرح اگر کافی یا آمدی وغیرہ کی نیت کا دعویٰ کرے تو بھی یہی حکم ہے کہ بالکل تصدیق نہ ہوگی، اور اگر اس نے عربیہ یا حبشیہ کی نیت کی ہو تو محض دیانۃً تصدیق ہوگی۔ (ظہیریہ)

اگر کسی غلام نے قسم کھائی کہ میں کسی عورت سے نکاح نہ کروں گا، پھر آقا نے کسی عورت سے اس کا نکاح کر دیا۔ اور غلام اس نکاح سے خوش نہ ہو تو حانث نہ ہوگا، بخلاف اس کے کہ اگر آقا نے غلام پر جبر و اکراہ کیا اور غلام نے جبر و اکراہ کی وجہ سے کسی عورت سے نکاح کر لیا تو حانث ہو جائے گا یہ ظاہر الروایت ہے اور یہی صحیح ہے (جواہر اخلاطی)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اپنے غلام کا نکاح نہ کروں گا، پھر اس غلام کا نکاح کسی اور نے کر دیا اور اس کے بعد آقا نے اس نکاح کی اجازت زبان سے دیدی تو حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں پوشیدہ نکاح کروں گا، پھر اس کے بعد اس نے محض دو آدمیوں کے سامنے نکاح کیا تو یہ نکاح پوشیدہ ہے اور حانث نہ ہوگا، اور اگر تین گواہوں یا زیادہ کے سامنے نکاح کیا تو یہ نکاح علانیہ ہوگا۔ پوشیدہ نہ ہوگا اور وہ حانث ہو جائے گا (محیط سرخسی)

اور اگر قسم کھائی کہ یہ مکان کرایہ پر نہ دوں گا حالانکہ قسم سے پہلے اس کو کرایہ پر دے چکا ہے۔ پس اگر اس مکان کو اسی حال پر چھوڑ دے گا۔ اور ہر ماہ اس کا کرایہ وصول کرتا رہے گا تو حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر ایسی کرایہ دار اس

---

۱ قولہ عربیہ یا حبشیہ الخ مراد یہ ہے کہ کسی ملک یا خط کی نیت کا دعویٰ کریگا تو دیانۃً تصدیق ہوگی اور اگر کسی معین شہر یا جگہ کا دعویٰ کریگا یا کسی وصف خاص کا دعویٰ کرے گا تو دیانۃً بھی تصدیق نہ ہوگی۔

۲ قولہ زبان سے الخ اگر زبان سے اجازت نہ دی صرف کوئی فعل ایسا کیا جس سے اس کی رضا سمجھی گئی جیسے غلام کی بیوی کے لئے کپڑے بھیج دیے یا مہر عطا کر دے تو نکاح نافذ ہو جائے گا اور حانث نہ ہوگا ۱۲

میں آیا نہیں تھا لیکن کرایہ دے چکا تھا، اس نے کرایہ دار سے مہینہ کا کرایہ مانگا اور اس نے کرایہ دیدیا تو اگرچہ ابھی اس نے سکونت نہیں کی ہے مگر حانث ہو جائے گا اور اگر اس مہینہ کا کرایہ نہیں مانگا بلکہ اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا تو جب تک کرایہ دار اس میں آکر نہیں رہے گا حانث نہیں ہوگا۔

شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ میں فلاں سے اجارہ کا معاملہ نہ کروں گا پھر فلاں مذکور اس کے پاس اپنا غلام لایا اور اجارہ کا معاملہ کیا کہ اس غلام کو اجرت لے کر فلاں پیشہ سکھا دے اور اس شخص نے قبول کر لیا تو کیا حکم ہے، جواب دیا کہ حانث نہ ہوگا (خلاصہ)

زید نے قسم کھائی کہ عمر سے فلاں حق کے بارے میں جس کا دعویٰ عمر اس کے اوپر کرتا ہے، صلح نہ کروں گا، پھر اس کے بعد زید نے خالد کو وکیل بالصلح بنا دیا اور خالد نے صلح کر لی تو امام محمدؒ کے نزدیک زید حانث ہو جائے گا اس لئے کہ اس صلح میں وکیل پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی (پس یہ صلح کا معاملہ زید ہی کی طرف لوٹے گا) اور امام ابو یوسفؒ سے اس میں دو روایتیں ہیں۔ اور قتل عمد کی صلح میں وکیل صلح سے مؤکل حانث ہو جائے گا) اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں سے مقدمہ نہ کروں گا، پھر فلاں کے ساتھ مقدمہ لڑنے کے لئے کسی کو اپنا وکیل بنا دیا تو حانث نہ ہوگا (قاضی خان)

ہبہ اور صدقہ عاریۃ کے حکم میں فرق

شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ زید نے نشہ کی حالت میں کوئی چیز عمر کو ہبہ کر دی ہے اور قسم کھائی ہے کہ اپنے ہبہ سے رجوع نہ کروں گا اور نہ اس سے واپس لوں گا، پھر عمر نے وہ چیز خالد کو ہبہ کر دی! پھر خالد سے یہ چیز زید نے لے لی ہے تو حانث ہوگا یا نہیں، تو شیخ نے فرمایا کہ حانث نہ ہوگا (محیط)

اور اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کو کوئی چیز ہبہ نہ کروں گا پھر اس فلاں کو کوئی چیز ہبہ کر دی اور اس فلاں نے ہبہ قبول نہ کیا یا قبول کیا مگر اس پر قبضہ نہ کیا تو بھی ہمارے نزدیک قسم کھانے والا حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر بغیر تقسیم کے ہبہ کیا ہو تو بھی حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر عمریٰ یا نحلہ دیا ہو یا قاصد کے ہاتھ اس کے پاس بھیجا ہو یا کسی دوسرے کو ہبہ کا حکم کیا ہو اور اس نے فلاں مذکور کو ہبہ کر دیا تو ہر حال میں حانث ہو جائے گا البتہ ہبہ نہ کرنے کی قسم میں صدقہ کر دینے سے ہمارے نزدیک حانث نہ ہوگا، اسی طرح اگر قسم کھائی کہ ہبہ نہ کروں گا پھر عاریۃ پر دے دیا تو حانث نہ ہوگا، البتہ اگر قسم کھائی کہ فلاں کو صدقہ نہ دوں گا یا قرض نہ دوں گا پھر فلاں کو صدقہ دیدیا یا قرض دیدیا تو اگرچہ اس نے قبول نہ کیا مگر یہ شخص اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر قسم کھائی کہ قرض نہ مانگوں گا مگر قرض مانگ لیا تو اگرچہ فلاں نے اس کو قرض نہ دیا تو بھی یہ شخص اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر قسم کھائی کہ فلاں کو اپنا غلام ہبۃً نہ دوں گا پھر اس غلام کو کسی دوسرے نے اس کی اجازت کے بغیر ہبہ کر دیا اور اس شخص نے اس ہبہ کی اجازت دیدی تو حانث ہو جائے گا۔ جس طرح کسی دوسرے کو ہبہ کرنے کا وکیل بنانے میں حانث ہو جاتا ہے۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کو ہبۃً نہ دوں گا پھر اس کو ہبہ بالعوض کیا یعنی عوض لے کر ہبہ کیا تو بھی حانث ہو جائے گا۔

کسی شخص نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو مکاتب نہ بناؤں گا پھر کسی دوسرے نے اس غلام کو اس کی اجازت کے بغیر مکاتب بنا دیا، پھر اس نے مکاتب بنانے کی اجازت دیدی تو حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح مکاتب بنانے کا وکیل بنانے سے بھی حانث ہو جائے گا (قاضی خاں)

فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں شخص سے کوئی چیز عاریت پر نہ لوں گا پھر فلاں مذکور نے اس شخص کو اپنے گھوڑے پر اپنے پیچھے سوار کر لیا تو حانث نہ ہوگا (محیط سرخسی)

اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ گندی کرنے میں کام نہ کروں گا، پھر فلاں کے اس کام میں جو شریک ہو اس کے ساتھ گندی کا کام کیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر اس فلاں کے غلام ماذون (جس غلام کو آقا نے تجارت کی اجازت دی ہو) کے ساتھ کام کیا تو حانث نہ ہوگا۔

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ اس شہر میں شرکت نہ کروں گا پھر دونوں شہر سے باہر گئے اور شرکت کا معاملہ کیا اور پھر شہر میں داخل ہوئے اور شرکت میں کام کرنے لگے، پس اگر قسم کھانے والے نے یہ نیت کی ہو کہ اس شہر کے اندر شرکت کا عقد اس کے ساتھ نہ باندھوں گا تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر یہ نیت کی ہو کہ فلاں کی شرکت میں کام نہ کروں گا تو حانث ہو جائے گا اور اگر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو مضاربت کا مال دیا کہ اس سے مضاربت کرے تو یہ معاملہ اور پہلا معاملہ دونوں یکساں ہیں۔ اور جیسی نیت کی ہوگی اسی کے مطابق حکم ہوگا۔

بالغ لڑکے اور نابالغ لڑکے کے ساتھ شرکت کا معاملہ کرنے کا فرق

اگر قسم کھائی کہ فلاں کے ساتھ شرکت کا معاملہ نہ کروں گا پھر اس کو اپنے نابالغ لڑکے کے مال میں شریک کیا تو حانث نہ ہوگا،

اور اگر زید نے قسم کھائی کہ عمر کے ساتھ شرکت کا معاملہ نہ کروں گا، پھر اس کے بعد زید نے خالد کو کوئی سرمایہ دیا اور کہا کہ اس میں اپنی رائے سے کوئی کاروبار کرو پھر خالد نے اس سرمایہ میں عمر کو شریک کر لیا تو زید حانث ہو جائیگا

کسی شخص نے اپنے بھائی سے کہا کہ اگر میں نے تجھے شریک کیا تو اللہ کی حلال چیز مجھ پر حرام ہے، پھر دونوں کی رائے میں یہ بات آئی کہ ہم دونوں آپس میں شرکت کا معاملہ کریں تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس کے حیلہ کی یہ صورت نکل سکتی ہے کہ اگر قسم کھانے والے کا کوئی بالغ بیٹا ہو، تو مال اپنے اس بیٹے کو مضاربت پر دے اور بہت خفیف حصہ اس کا نفع مقرر کرے اور اس کو اجازت دیدے کہ اس تجارت میں اپنی رائے سے عمل کرو، اس کے بعد یہ بالغ لڑکا اپنے چچا کے ساتھ شرکت کا معاملہ کرے، پس جب وہ لڑکا ایسا کرے گا تو اس کے واسطے جس قدر حصہ کی شرط کی ہے وہ اس کو ملے گا اور باقی جو کچھ بچے گا وہ اس کے باپ اور باپ کے بھائی کے درمیان آدھا آدھا مشترک ہوگا اور باپ حانث نہ ہوگا

اگر بالغ لڑکے کے بجائے کسی اجنبی کو اسی تفصیل سے سرمایہ دے تو بھی یہی حکم ہے۔ (ظہیریہ)

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں شخص سے ہیروی کیڑا نہ لوں گا، پھر اس سے ایک ہیروی تھیلی لی جس میں ایک ہیروی کیڑا اس میں گھس دیا تھا اور یہ شخص اس سے واقف نہیں تھا تو بھی قضاءً حانث ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر قسم کھائی

کہ میں فلاں سے روپیہ نہ لوں گا، پھر اس کے بعد فلاں نے ایک تھیلی میں پیسے بھر کر دیئے اور ان پیسوں میں دو ایک روپیہ ڈال دیے پھر قسم کھانے والے نے اس پر قبضہ کر لیا تو اگرچہ وہ جانتا نہیں تھا کہ اس میں روپے بھی ہیں تو بھی حانث ہو جائیگا (خلاصہ) اگر قسم کھانے والے نے اس شخص سے ایک گٹھر آٹا لیا جس میں اس نے درہم بھی ڈال دیئے تھے اور یہ شخص آگاہ نہیں تھا تو حانث نہ ہوگا۔

اسی طرح اس سے کوئی کپڑا لیا جس میں کچھ درہم بندھے ہوئے تھے اور اس قسم کھانے والے کو معلوم نہ تھا تو بھی حانث نہ ہوگا اور اگر اس نے اس طرح قسم کھائی ہو کہ میں فلاں سے کوئی روپیہ بطور ہبہ نہ لوں گا تو ان سب صورتوں میں سے کسی میں حانث نہ ہوگا، خواہ اس کو معلوم ہوگیا ہو کہ اس میں روپیہ نہیں ہے یا معلوم نہ ہوا ہو۔

اسی طرح اگر قسم کھائی کہ میں فلاں سے بطور امانت اور بطور ودیعت نہ لوں گا تو بھی ان تمام صورتوں میں جس کو ہم نے بیان کیا ہے کوئی روپیہ لے لیگا تو حانث نہ ہوگا بلکہ یہ قسم بھی بمنزلہ ہبہ کی قسم کے ہوگی، اسی طرح .... اگر صدقہ کا لفظ بولا ہو جب بھی یہی حکم ہے (قاضی خاں)

کفالت کی قسم کھانے کا بیان

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں کوئی کفالت نہ کروں گا پھر اس کے بعد اس نے کسی آزاد یا غلام کی کفالت نفس[1] کر لی، یا کپڑے یا چوپائے کی کفالت کر لی یا بیع منعقد کرنے کی کفالت کر لی تو ہر صورت میں حانث ہو جائے گا (مبسوط سرخسی)

اور اگر کہا کہ میں کسی آدمی کی طرف کسی چیز کی کفالت نہ کروں گا پھر اس کے بعد کسی شخص کی کفالت نفس کر لی یعنی یہ کہا کہ جب تم اس کو کہو گے میں اس کو حاضر کر دوں گا، میں ضامن ہوں تو حانث نہ ہوگا۔

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے واسطے کفالت نہ کروں گا پھر اس کے بعد فلاں کے علاوہ کسی دوسرے کی کفالت کی اور جن روپیوں کی ضمانت و کفالت کی اصل میں وہ روپے اسی فلاں کے تھے تو بھی حانث نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر فلاں مذکور کے غلام کے لیے کفالت کر لی تو بھی یہی حکم ہے کہ حانث نہ ہوگا۔ اور اسی قسم کے اندر فلاں کے واسطے کفالت کی اور جن روپیوں کے لیے کفالت کی ہے وہ روپے اصل میں اس فلاں کے نہیں تھے بلکہ کسی اور کے تھے تو حانث ہو جائے گا

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کی طرف سے میں کفالت یا ضمانت نہ کروں گا پھر اس کی طرف سے کفالت یا ضمانت کر لی تو حانث ہو جائے گا، اور اگر لفظ کفالت سے یہ نیت کی ہو کہ میں کفیل ہوں کہ یہ نہ کروں گا لیکن ضمانت کر دوں گا تو فیما بینہ و بین اللہ اس کی تصدیق ہوگی، اس لیے کہ اس نے اپنے منہ سے جو لفظ نکالا ہے اس کے حقیقی معنی ہی کی نیت کی ہے لیکن اس نے ضمانت و کفالت کے معنی میں فرق کی نیت کی ہے اور یہ خلاف ظاہر لہٰذا قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی

اور اگر قسم کھائی کہ میں فلاں کی طرف سے کفالت نہ کروں گا، پھر فلاں نے اسی حالت میں کسی کو اپنا مال جو فلاں کا

---

[1] قولہ کفالت نفس الخ کفالت نفس میں مکفول کو بعینہٖ حاضر کرنا پڑتا ہے اور کفالت مال میں جس مال کی کفالت کی ہے بعینہٖ اس مال کو اور اس مال کے نہ ہونے کی صورت میں اس کی قیمت حاضر کرنی پڑتی ہے۔

اس حالف پر بائد ہوتا تھا حوالہ کر دیا ہے تو یہ حالف حانث نہ ہوگا بشرطیکہ محتال لہٗ کا محیل[1] پر کچھ قرضہ نہ ہو اور اگر محتال لہٗ کا محیل پر قرضہ ہوگا تو حالف اس حوالہ کے قبول کرنے کی وجہ سے کفیل ہو جائے گا اور حانث ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس کے لیے قرضہ مذکور کا ضامن ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے کہ حانث ہو جائے گا، اور اگر محتال لہٗ کا محیل کے ذمہ کچھ مال ہو اور محیل کا محتال علیہ پر کچھ مال نہ ہو تو بھی حانث ہو جائے گا (مبسوط)

اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے واسطے میں کچھ ضامن نہ ہوں گا، پھر اس فلاں کے واسطے نفس یا مال کی ضمانت کر لی تو حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کفالت کر لی یا حوالہ قبول کر لیا تو بھی حانث ہو جائے گا، اور اگر فلاں کے حکم سے اس کے لیے کوئی چیز خریدی تو یہ ضمانت نہ ہوگی، اسی طرح اگر اس کے غلام یا وکیل یا مضارب یا شریک مفاوض[2] یا شریک عنان کے واسطے کوئی ضمانت کر لی تو بھی حانث نہ ہوگا۔ اسی طرح فلاں کے لئے ضمانت نہ کی مگر کسی دوسرے کے لئے ضمانت کر لی پھر وہ دوسرا مر گیا اور فلاں مذکور اس کا وارث ہو گیا تو بھی قسم کھانے والا حانث نہ ہوگا۔

اور اگر قسم کھائی کہ میں کسی کے واسطے کسی چیز کا ضامن نہ ہوں گا، پھر کسی شخص کے واسطے کوئی مکان قبضہ کرنے کے لئے یا کوئی غلام قبضہ کرنے کے لئے ضامن بن گیا جس کو اس نے خریدا ہے تو حانث ہو جائے گا، اور کسی غائب شخص کے لئے اس طرح ضامن بن گیا کہ اس غائب کی جانب سے کسی نے اس کی ضمانت پر رضامندی نہیں دی اور نہ کسی نے اس کی ضمانت قبول کرنے کو منظور کیا تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ شخص حانث نہ ہوگا۔ لیکن امام ابو یوسفؒ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔

اور اگر اس غائب کی طرف سے کسی نے اس ضامن کو خطاب کیا یا اس کی ضمانت کو قبول کر لیا تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر مجور غلام نے قسم کھائی کہ میں کسی کی ضمانت نہ کروں گا پھر اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ضمانت کر لی تو حانث ہو جائے گا (ظہیریہ)

---

[1] قولہ محیل الخ، محیل وہ شخص ہے جو اپنا قرضہ دوسرے کے حوالہ کرنے والا ہو، محتال لہٗ وہ شخص جس کا قرضہ ہو، محتال علیہ وہ شخص جس کے ذمہ میں اپنا قرضہ حوالہ دے۔ ۱۲

[2] قولہ شریک مفاوض الخ۔ دو آدمی جو آپس میں سرمایہ کے اندر کاروبار اور نفع میں ہر چیز میں برابر کے شریک ہوں، اور شریک عنان جو سرمایہ کاروبار نفع میں شریک نہ ہوں بلکہ کمی بیشی کے ساتھ شریک ہوں ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہِ عمل دی۔

فتاویٰ عالمگیری

اردو جدید

کتاب الایمان وکتاب الحدود ——— جزء ۱۵

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہٗ کا عظیم کارنامہ

اسلامی دستور کی مکمل انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ عالمگیری

تازہ فٹ نوٹس، مفید ضمیموں، سلیس و شگفتہ اور بامحاورہ زبان کے ساتھ

اردو کے حسین قالب میں

مترجم

حضرت مولانا عبد الخالق صاحب سنبھلی استاذ دار العلوم دیوبند

ناشر

۲۴۷۵۵۴

شمس پبلشرز دیوبند یوپی

پہلے اسے پڑھیئے !

حامداً ومصلیاً ومسلماً وبعد :

یہ فتاویٰ عالمگیری اردو جدید کا پندرہواں جز آپ کے سامنے ہے ۔ "فتاویٰ عالمگیری" کی ترتیب کب ہوئی ؟ ، کیا ضرورت پیش آئی ؟ اس کو مرتب کرنے والے کون ہیں ؟ مسائل کون سی کتب سے لیئے گئے ہیں ؟ ماخذ و مراجع کیا ہیں ؟ ان سوالات کا حل ؛ مقدمہ فتاویٰ عالمگیری اردو " جز اول " میں پیش کر دیا گیا ہے ، اسی کے ساتھ ساتھ علم فقہ (قانون اسلام) سے متعلق بھی بحث کی گئی ہے ، نیز بعض فقہی اصطلاحات پر روشنی ڈالی گئی ہے ! ناظرین کرام کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہوگا ۔

اس جز میں بھی اصطلاحی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کا زبانِ قلم پر آنا ضروری تھا ، چند اصطلاحات یہاں ملاحظہ فرمائیں ۔!

فقہی اصطلاحات

ھذا قول المشائخ : یہ مشائخ کا فرمان ہے ، مشائخ سے وہ فقہاء مراد ہیں جنہوں نے حضرت امام اعظم (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کو نہیں پایا ۔

فقہائے متقدمین : سے وہ فقہاء مراد ہیں جنہوں نے امام اعظمؒ یا صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) میں سے کسی کو پایا ہو ۔

فقہائے متاخرین : سے وہ فقہاء مراد ہیں جنہوں نے ائمہ ثلاثہ (امام اعظم و صاحبینؒ) میں سے کسی کو نہ پایا ہو ،

ائمہ اربعہ : سے مراد امام اعظم ابوحنیفہ ، امام مالکؒ ، امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبل ہیں ۔

ظاہر الروایۃ : وہ مسائل جو امام محمدؒ کی چھ کتب (مبسوط ، جامع صغیر ، جامع کبیر ، سیر صغیر ، سیر کبیر ، زیادات) میں مذکور ہیں ۔ ان مسائل کو ظاہر المذہب اور مسائل الاصول بھی کہتے ہیں ۔
اور مبسوط کو " اصل " بھی کہتے ہیں ۔

غیر ظاہر الروایۃ : وہ مسائل جن کو امام محمدؒ نے کتاب الحج ، رقیات ، کیسانیات ، جرجانیات ، وغیرہ میں ذکر کیا ،

استحسان : قیاس خفی کو کہتے ہیں ، قوی دلیل کے پیش نظر ظاہری قیاس کو چھوڑ کر استحسان (قیاس مستحسن) کو اختیار کر لیا جاتا ہے ۔ قال البزدوی وھو احد القیاسین ۔

قیمت فی جز

ممبران کرام سے ______ محصول ڈاک بذریعہ ادارہ

طباعت ______ مختار پریس دیوبند

نوٹ : فہرست مضامین ص۸ پر ملاحظہ فرمائیں :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

نواں باب

حج، نماز اور روزہ کی قسم کا بیان

کسی شخص نے حج نہ کرنے کی قسم کھائی، تو اس قسم کا تعلق حج صحیح[1] سے ہوگا، حج فاسد سے نہیں، کسی نے حج نہ کرنے کی قسم کھائی یا کہا کہ لا یحج حجۃ (بالکل حج نہیں کریگا) پھر حج کے لئے وہ احرام باندھ لیتا ہے تو وقوف[2] عرفہ کرنے سے پہلے پہلے قسم توڑنے والا نہیں سمجھا جائے گا۔ ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے یہی روایت کیا ہے، اور امام ابو یوسفؒ سے بروایت بشرؒ یہ منقول ہے کہ جب تک وہ طواف زیارت کے سات چکروں میں سے اکثر (چار یا پانچ) نہ لگالے قسم باقی رہے[3] گی؛ اگر یہ قسم کھائی کہ وہ عمرہ نہیں کریگا یا کہا کہ لا یعتمر عمرۃ (وہ ایک بھی عمرہ نہیں کریگا) تو جب تک وہ عمرہ کا احرام باندھ کر طواف کے چار چکر نہ لگالے قسم نہیں ٹوٹیگی، امام محمدؒ سے بروایت بشرؒ اسی طرح منقول ہے (المحیط) منتقیٰ کے اندر امام محمدؒ سے ابن سماعہؒ ناقل ہیں کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ واللہ (قسم بخدا) عمرہ کی ادائیگی تک حج نہیں کروں گا اس کے بعد وہ عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھ کر دونوں کے ارکان وافعال کی تکمیل کر لیتا ہے تو قسم پوری ہو جائے گی۔ اس لئے کہ وہ حج سے پہلے عمرہ کی ادائیگی کر چکا اور اپنی قسم میں پورا اُترا (محیط سرخسی) آقا اپنے غلام سے کہتا ہے: کہ اگر میں امسال حج نہ کروں تو تو آزاد ہے، اس کے بعد وہ حج ادا نہ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور دو گواہ اس کے اسی سال کوفہ میں قربانی کرنے کی گواہی بھی دیتے ہیں تو ان کی گواہی قابل قبول قرار نہ دینے اور غلام کے آزاد نہ ہونیکا حکم ہوگا (تبیین) کوئی شخص کہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (مدینہ منورہ) یا مسجد اقصیٰ کی طرف میرے اوپر پیدل جانا لازم ہے تو اس کے اوپر کوئی چیز واجب نہ ہوگی، اگر یوں کہے کہ مجھ پر بیت اللہ کی طرف پیدل جانا لازم ہے اور بیت اللہ سے، بیت المقدس یا دوسری مسجد مراد لیتا ہے تو اس پر کسی شئی کا وجوب نہیں ہوگا، اگر کہے کہ فلاں کام کروں تو مجھ پر احرام واجب ہے، پھر وہ کام کرے تو قسم توڑنے والا سمجھا جائے گا اور اس پر حج یا عمرہ واجب ہوگا، سب (تینوں امام) اسپر متفق ہیں۔

اگر کوئی قسم کھائے کہ ایسا کروں تو احرام باندھونگا، یا محرم بن جاؤں گا، یا ہدی[4] بھیجوں گا، یا کعبۃ اللہ پیدل جاؤں گا، تو اس کے اندر تین شکلیں ہیں (۱) ایجاب (۲) وعدہ (۳) عدم نیت، لہٰذا اگر یہ نیت ہے کہ اس کام کی انجام دہی میرے اوپر واجب ہے، یا سرے سے نیت ہی نہیں کی ہے، تو ان دونوں شکلوں میں جو کہا ہے اس کا کرنا واجب ہوگا اور اگر صرف وعدہ کی نیت

---

[1] جو حج کہ تمام شرائط کے ساتھ کیا جائے [2] ذی الحجہ کی ۹ تاریخ عرفات میں قیام کرنا حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا چنانچہ قسم کا ٹوٹنا اسی پر موقوف ہوگا۔ [3] چار یا چار سے زائد چکر پر قسم ٹوٹ جائے گی [4] حرم کے اندر قربانی کے لئے بھیجا جانے والا جانور ۱۲

ہے کہ ایسا کروں تو میرا وعدہ ہے کہ احرام باندھوں گا تو اس پر کسی شئی کے وجوب کا حکم نہیں ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائے اور پھر نماز فاسد ادا کرے مثلاً بے وضو نماز پڑھے تو استحساناً قسم نہ ٹوٹنے کا حکم لگایا جائے گا ہاں اگر بوقت قسم وہ فاسد نماز بھی نہ پڑھنے کی نیت کرے تو پھر قضاءً و دیانۃً اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی اور اگر قسم کا تعلق گذشتہ سے ہے اور یوں کہے کہ اگر میں نے نماز پڑھی ہو تو ایسا ہے تو اس کا تعلق نماز صحیح اور فاسد دونوں سے ہوگا الا یہ کہ وہ نماز صحیح کی نیت کرے تو یہ قضاءً اور دیانۃً صحیح ہے (ذخیرہ) کسی شخص نے نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائی پھر قیام، قرأت اور رکوع کرتا ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر سجدہ کرنے کے بعد نماز ختم کرتا ہے تو قسم توڑنے والا سمجھا جائے گا (ہدایہ) امام محمدؒ نے یہ بیان نہیں کیا کہ قسم کب ٹوٹے گی۔ دیگر فقہاء کی رائیں اس بارے میں مختلف ہیں، بعض کے نزدیک سجدہ سے سر اٹھاتے ہی قسم ٹوٹ جائے گی (تبیین) کسی نے ایک بھی نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائی تو جب تک وہ دو رکعت پوری نہ پڑھے اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی (بدائع)، کوئی شخص قسم کھاتا ہے کہ میں ایک بھی نماز نہیں پڑھوں گا، اس کے بعد دو رکعت پڑھے لیکن تشہد کی مقدار نہ بیٹھے تو اگر اس نے قسم میں نفل کی نیت کی ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر فرض کی نیت کی ہے اور دو[1] رکعت والی نماز ہے۔ تب بھی یہی حکم لگے گا۔ اور یہ فرض نماز اگر چار[2] رکعت والی ہے تو قسم توڑنے والا سمجھا جائے گا اسی قول کو زیادہ واضح اور صحت کے قریب قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائے بعد ازاں کھڑے ہو کر رکوع اور سجدہ کرے لیکن قرارت نہ کرے تو بعض فقہاء کے نزدیک قسم توڑنے والا شمار ہوگا اور بعض کے نزدیک نہیں، اگر ظہر کی نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائی تو جب تک چار رکعت ادا کر کے التحیات نہ پڑھے قسم نہیں ٹوٹے گی، اسی طرح فجر نہ پڑھنے کی قسم کھائی تو جب تک دو رکعت کے بعد التحیات نہ پڑھے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح اگر نماز مغرب نہ پڑھنے کی قسم کھائے تو تین رکعت پوری کر کے جب تک التحیات نہ پڑھے قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط)

کوئی شخص قسم کھائے کہ اگر میں ظہر کی نماز امام کے ساتھ پالوں تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد امام کو تشہد کی حالت میں پایا اور نیت کر کے امام کے ساتھ اس میں شریک ہوگیا تو قسم ٹوٹ جائے گی، اگر امام کے ساتھ جمعہ کی نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائے، اس کے بعد ایک رکعت امام کی اقتدار میں پڑھ لی۔ پھر امام کے سلام کے بعد اس نے دوسری رکعت پوری کر لی تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اگر امام کے ساتھ نماز شروع کی پھر نیند وغیرہ سے وضو ٹوٹ گیا۔ اور وہ وضو کے لئے چلا گیا لیکن وضو کر کے اس حال میں آیا کہ امام سلام پھیر چکا تھا مگر باقی نماز امام کی اتباع میں بطور[3] (پوری) کر لی، تو اگرچہ ادا نماز میں معیت نہیں پائی گئی، کچھ دقیقہ تاخیر ہوگئی تاہم قسم توڑنے والا سمجھا جائے گا کیونکہ یہاں لفظ "ساتھ" سے حقیقی معنی یعنی معیت مراد نہیں ہے بلکہ امام کی اتباع مراد ہے، وہ اگر واقعی اتصال کی نیت کرے تو دیانۃً (عند اللہ) اور قضاءً اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی (بدائع) اور اگر وہ بطور اتباع بلا اتصال نہ پڑھنے کی نیت کرے تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہیں کی جائے گی (محیط) نوازل کے اندر ہے کہ اگر کوئی سجدہ نہ کرنے کی قسم کھائے یا رکوع نہ کرنے کی، بعد ازاں نماز کے اندر یا نماز کے علاوہ ایسا کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی،

---

[1] جیسے فجر کی نماز [2] جیسے ظہر کی نماز [3] بقیہ نماز بھی اسی طرح پڑھی گویا وہ امام کے پیچھے ہو۔ ۱۲

فتاوی آہو میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آج کے دن با جماعت نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائے پھر وہ کسی کی اقتدا کرلے یا کسی ایک کا امام بن جائے تو اس کی اقتدا کرنے والا خواہ بچہ ہی کیوں نہ ہو قسم ٹوٹ جائے گی (تاتارخانیہ) کوئی شخص کسی کی بھی امامت نہ کرنے کی قسم کھائے اس کے بعد اکیلا نماز شروع کردے اور نیت یہ ہے کہ کسی کا امام نہیں بنے گا۔ بعدہ کچھ لوگوں نے آکر اس کی اقتدا کرلی اور اس کے پیچھے نماز ادا کی تو دیانۃً قسم نہیں ٹوٹے گی جبکہ رکوع اور سجدہ کر لے قضاءً قسم ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا[1]۔ اسی طرح اگر قسم کھانے کے بعد جمعہ کے دن با جماعت نماز پڑھائی اور نیت تنہا پڑھنے کی ہو تو استحساناً قسم والے کا اور ان لوگوں کا جمعہ درست ہوگا اور قسم والے کی قسم قضاءً ٹوٹ جانے اور دیانۃً نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا، اگر وہ غیر جمعہ میں آغاز نماز سے قبل اپنے تنہا نماز پڑھنے کے گواہ[2] بنائے۔ باقی صورت مسئلہ جوں کی توں رہے تو قضاءً و دیانۃً کسی طرح قسم نہیں ٹوٹے گی، اگر اس نے نماز شروع کردی تھی بعد وضو ٹوٹ گیا، اس نے ایک شخص کو آگے بڑھا دیا تو قسم ٹوٹ جائے گی

اگر جنازہ کی نماز یا سجدہ تلاوت کے اندر لوگوں کا امام بنا تو قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ قسم مطلق نماز[3] "فرض و نفل" سے متعلق ہوگی اور نماز جنازہ کو مطلق نماز کے اندر داخل نہیں مانا گیا ہے۔ کوئی شخص متعین مرد کی امامت نہ کرنے کی قسم کھائے پھر وہ نماز پڑھائے اور مقتدی حضرات کا امام بننے کی نیت بھی کرلے اس کے بعد مذکور معین شخص بھی اس کی اقتدا میں آجائے تو قسم کھانے والے کو خواہ اس کے نماز پڑھنے کا علم نہ ہو مگر اس کی قسم ٹوٹ جائے گی (فتاوی قاضی خاں) کوئی قسم کھائے کہ فلاں کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا اس کے بعد اس کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو خواہ وہ حقیقتاً اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنے کی نیت کرے مگر اس کی قسم ٹوٹے گی اور قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا، اگر قسم کھائی کہ بخدا تیرے ساتھ نماز ادا نہ کروں گا اس کے بعد دونوں ایک امام کی اقتدا میں نماز پڑھیں تو قسم ٹوٹ جائے گی، ہاں اگر اس نے یہ نیت کی کہ تیرے ہمراہ اس طرح نماز ادا کر سکتا ہوں کہ ہم دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا[4] شخص نہ ہو تو اس شکل میں قسم نہیں ٹوٹے گی (وجیز کردری)

کسی نے قسم کھائی کہ ضرور آج کے دن پانچوں نمازیں جماعت سے پڑھوں گا اور بیوی سے دن میں ہمبستری کروں گا اور غسل نہیں کروں گا اس کے بعد اگر وہ اس طرح کرے کہ نماز فجر، ظہر اور عصر جماعت سے ادا کرکے اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اس کے بعد سورج غروب ہونے پر غسل کرکے نماز مغرب و عشا جماعت سے پڑھ لے تو کیونکہ اس نے رات میں غسل کیا ہے دن میں نہیں اس لئے قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاوی کبریٰ) مجموع النوازل میں ہے کہ کوئی شخص یوں قسم کھائے کہ جب تک فلاں زندہ ہے اور اس مسجد میں نماز ادا کرتا ہے تو میں اس مسجد والوں کے ساتھ نماز نہ پڑھوں گا، اس کے بعد فلاں شخص مذکور بیماری کی وجہ سے تین روز تک اس مسجد میں نماز نہ پڑھے با صحت مند ہونے کے باوجود تین دن تک اس مسجد میں نماز نہ پڑھے اس صورت میں قسم کھانے والا ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے تو قسم توڑنے والا نہیں سمجھا جائے گا (خلاصہ) کوئی شخص اس مسجد معین میں نماز نہ پڑھنے کی قسم کھائے پھر یہ مسجد وسیع کی گئی اور وہ اسی توسیع شدہ جگہ میں نماز پڑھتا ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی شخص فلاں قبیلہ کی مسجد میں نماز نہ پڑھنے کی قسم

---

[1] رکوع اور سجدہ سے پہلے قضاءً بھی نہیں ٹوٹے گی [2] پھر نماز پڑھے تو حکم بدل جائے گا [3] یعنی پنجوقتہ نماز جو فرض عین ہے ہر عاقل بالغ مسلم و مسلمہ پر فرض ہے[5] نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ کچھ لوگ ادا کرلیں تو سب سے ساقط ہوجاتی ہے اس لئے یہ قسم جنازہ کی نماز سے متعلق نہیں ہوگی [4] محض دونوں ہوں ۱۲۔

کھائے پھر اس میں توسیع ہوگئی، وہ وسیع شدہ جگہ پر نماز پڑھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ذخیرہ) کوئی قسم سے کہتا ہے کہ میں نے کوئی نماز اس کے وقت سے مؤخر نہیں پڑھی جب کہ وہ ایک بار وقت نکل جانے تک سوتا رہا اور نماز قضا پڑھی تو اس صورت میں صحیح یہ ہے کہ اگر نماز کا وقت آنے سے پہلے سو یا اور وقت جانے پر بیدار ہوا تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر نماز کا وقت ہو جانے پر سو یا تو قسم ٹوٹ جائے گی (وجیز کردری) کسی نے قسم کھائی کہ اتنی رکعتیں پڑھے بغیر نہیں سوؤں گا اس کے بعد بیٹھے بیٹھے سو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (سراجیہ) کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نماز پڑھے تو آزاد ہے، پھر غلام کہے کہ میں نماز پڑھ چکا اور آقا انکار کرے تو غلام کے آزاد ہونے کا حکم ہوگا (محیط سرخسی) کسی نے قسم کھائی کہ نکسیر جاری ہونے پر وضو نہیں کروں گا اس کے بعد نکسیر جاری ہوئی بعدہٗ پیشاب بھی کرے پھر وضو کرے یا پہلے پیشاب کرے بعد میں نکسیر جاری ہوئی پھر وضو کرے تو اس کا وضو کرنا دونوں کی بنا پر سمجھا جائے گا اور قسم ٹوٹ جائے گی (محیط)

منتقی کے اندر لکھا ہے کہ کوئی یوں قسم کھائے کہ بخدا میں اپنی اس بیوی سے غسل جنابت نہ کروں گا[1] پھر اس سے ہمبستر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسری بیوی سے صحبت کرتا ہے یا اس کے برعکس کرتا ہے تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ صحبت پر قسم کھائی ہے، اور اگر غسل جنابت کہکر حقیقتہً نہانے کی نیت کی ہے تب بھی یہی حکم ہے کیونکہ اس جنابت (ناپاکی) کی وجہ سے غسل کی ضرورت پیش آئی (فتاویٰ کبریٰ) عورت نے اگر قسم کھائی کہ میں جنابت یا حیض (ماہواری) کا غسل نہیں کروں گی اس کے بعد خاوند صحبت کر لیتا ہے پھر ماہواری ہوئی اور اس نے غسل کیا تو یہ غسل حیض اور جنابت دونوں کی وجہ سے سمجھا جائیگا۔ اور اس کی قسم ٹوٹ جائیگی (ظہیریہ) کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کو نہیں نہلاؤں گا یا فلاں کا سر نہیں دھوؤں گا پھر مرنے کے بعد اس کو نہلاتا ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی (محیط) کوئی شخص حرام غسل نہ کرنے کی قسم کھاتا ہے تو اس قسم کا تعلق ہمبستری کرنے سے ہوگا، چنانچہ اگر وہ کسی اجنبیہ سے صحبت کرتا ہے اور ابھی غسل نہیں کیا ہے یا صرف تیمم کر لیا ہے تب بھی اس کی قسم ٹوٹ جائیگی۔

اور اگر اجنبی عورت سے معانقہ کی وجہ سے انزال ہوا پھر غسل کیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی[2] (خلاصہ) کسی نے قسم کھائی کہ وہ بیوی سے صحبت نہیں کریگا اور وہ چت لیٹ گیا۔ بیوی آئی اور اپنی ضرورت پوری کر لی تو اس کی قسم ٹوٹ جائیگی۔

حدود النوازل میں ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ مرد و عورت دونوں اگر اجنبی ہوں تو دونوں پر حد زنا ثابت ہوگی اسی قول پر فتویٰ ہے، البتہ اگر محو خواب تھا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی[3] (محیط سرخسی) کوئی شخص کسی عورت سے صحبت نہ کرنے یا بوسہ نہ لینے کی قسم کھائے تو اس قسم کا تعلق زندگی سے ہوگا۔ مرنے کے بعد بوسہ لینے سے قسم نہیں ٹوٹے گی (سراجیہ) اور یوں کہا کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں یا شرمگاہ کا اتصال کروں تو اس قسم کا تعلق فرج (شرمگاہ) میں صحبت کرنے سے ہوگا۔ یوں بولا کہ اگر میں تیرے پاس آؤں تو ایسا ہو[4] تو اس کی نیت دیکھی جائے گی چنانچہ اگر صحبت یا ملاقات کی نیت ہے تو نیت کے مطابق فیصلہ ہوگا اور اگر ملاقات کی نیت کی تھی پھر اس سے صحبت کر لی تو حانث ہو جائے گا[5] اس کے برخلاف اگر صحبت کی

---

[1] یعنی ہمبستر نہ ہوں گا [2] قسم کا دارومدار عموماً عرف پر ہوتا ہے [3] کیونکہ مرد اس صورت میں عورت کے فعل سے بے خبر ہے [4] مثلاً غلام آزاد ہو جائے گا [5] غلام وغیرہ آزاد کرنا پڑے گا، چونکہ ملاقات پائی گئی ۔ ۱۲

نیت کی تھی اور صرف ملاقات کی تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی طرح کی نیت نہیں کی تو حاکم ابن نصیر بن مہرویہؒ سے منقول ہے کہ اگر وہ اس کے پاس دیدار کے لئے آیا اور صحبت نہیں کی تو حانث نہیں ہوگا۔ اور دیدار کے ساتھ ساتھ اگر صحبت بھی کر لی تو حانث ہو جائے گا اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ تک پہنچوں تو ایسا ہو تو بغیر نیت کے اس شرط کا تعلق صحبت سے نہیں ہوگا۔ اگر وہ کسی طرح کی نیت نہ کرے تو حاکم ابن نصیرؒ کی مذکورہ تفصیل کے مطابق اس کا حکم ہوگا (شرح تلخیص جامع کبیر)

کوئی شخص قسم کھائے کہ آج یا کسی دن روزہ نہیں رکھوں گا یا کوئی روزہ نہیں رکھوں گا، اس کے بعد صبح ہی سے روزہ دار رہا پھر روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اگر کسی نے یوں قسم کھائی کہ روزہ نہیں رکھوں گا پھر روزہ رکھ کر توڑ دے تو قسم ٹوٹ جائے گی (جامع کبیر) امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے یوں قسم کھائی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا اس دن اللہ کے لئے میرے اوپر روزہ واجب ہے اب مذکورہ شخص ایسے دن آیا کہ جس روز اس نے کچھ کھا پی لیا ہو یا وہ زوال کے بعد آیا تو قسم کھانیوالے پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ اور اگر اس طرح کہا کہ بخدا فلاں کے آنے کے دن میں روزہ رکھوں گا۔ اب فلاں شخص زوال سے اور اس کے کچھ کھانے سے پہلے آجاتا ہے اس شکل میں اگر وہ روزہ دار رہا تو کفارہ لازم نہیں، ورنہ کفارہ لازم ہوگا، اور اگر فلاں شخص زوال کے بعد یا اس کے کچھ کھا لینے کے بعد آئے تو اس شکل میں بھی اس پر کفارہ واجب ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری) کوئی شخص کچھ کھا لینے کے بعد یا بعد زوال یوں کہے کہ بخدا میں آج روزہ دار رہوں گا اس کے بعد وہ خورد و نوش اور ہمبستری سے باز رہا تو قسم میں سچا ثابت ہوگا، اسی طرح اگر روزہ کی قسم میں شب کی طرف نسبت کی اور بولا کہ میں شب میں روزہ سے رہوں گا اور اس شب میں وہ کھائے پیئے نہیں نہ ہمبستری کرے تو قسم میں سچا ثابت ہوگا۔ (شرح تلخیص جامع کبیر) کوئی یوں قسم کھائے کہ لا صومن حینًا (بخدا میں ایک مدت روزہ رکھوں گا) اگر اس حین سے اس نے کچھ وقت معین کی نیت کی ہے۔ تو نیت کے مطابق حکم لگے گا۔ اور اگر کسی طرح کی نیت نہیں کی تو چھ ماہ کی مدت مراد لیں گے۔ گویا اس نے کہا کہ میں چھ ماہ روزے رکھوں گا اور اگر لا صومن الحین۔ لفظ حین کو الف لام کے ساتھ بولا ہے تب بھی یہی مذکورہ حکم لگیگا۔ اسی طرح اگر یوں کہا کہ ان صمت حینا یا ان صمت الحین[1] (اگر میں ایک مدت روزے رکھوں تو ایسا ہو) اگر اس سے مدت معینہ کی نیت نہیں کی ہے تو چھ ماہ مراد ہوں گے لہٰذا چھ ماہ کے روزے رکھنے پر وہ حانث ہو جائے گا۔ جیسے[2] یوں کہا ہو، کہ اگر میں چھ ماہ کے روزے رکھوں، اور شرط پوری ہونے کے لئے اس کے فورًا بعد والا وقت ضروری نہیں ہے (جس وقت بھی وہ چھ ماہ روزے رکھ لے لیگا حانث ہو جائے گا) کوئی شخص یوں کہے کہ ان صمت زمانًا او الزمان[3] (اگر میں ایک زمانہ روزہ دار رہوں تو) اگر اس نے زمانے کچھ مخصوص وقت مراد لیا ہے تو نیت پر فیصلہ ہوگا۔ جامع صغیر میں لفظ حین اور زمان کو حکم میں برابر قرار دیا گیا ہے اور جامع کبیر میں ہے کہ وہ دو ماہ ہے کہ چھ ماہ تک جتنے ماہ کی نیت کریگا تو حکم اس کی نیت کے مطابق ہوگا، جامع کبیر میں مذکورہ قول کو صحیح

[1] لفظ حین پر الف لام داخل کر کے الحین کہتا ہے [2] روزوں پر جو کام موقوف کیا تھا وہ کرنا پڑے گا [3] لفظ زمان پر الف لام داخل کر دیتا ہے

قرار دیا گیا ہے کیونکہ اہل زبان اس پر متفق ہیں کہ لفظ زمان دو ماہ سے لے کر چھ ماہ کی مدت تک کے لئے بولا جاتا ہے، اور اگر اس کی نیت کچھ نہ ہو تو شرط میں چھ مہینے مراد لئے جائیں گے، اور اگر کوئی شخص حین و زمان کی جگہ عمرًا (عمر بھر میں) کہے تو اس کا حکم بھی حین اور زمان کی طرح ہو گا، اس کو قدوری نے ذکر کیا ہے (محیط) کوئی شخص یوں کہے کہ اللہ کے لئے مجھ پر پوری عمر کے روزے واجب ہیں اور مخصوص مدت کی نیت نہ ہو تو اس حلف کا تعلق عمر بھر سے ہو گا (غایۃ البیان) کوئی شخص یوں کہے کہ ان صمت الابد یا ان صمت الدھر فکذا (اگر میں ہمیشہ روزے دار رہوں یا طویل زمانہ روزے دار رہوں تو ایسا[1] ہو) تو حانث ہونے کا تعلق تمام عمر کے روزوں سے ہو گا کہ وہ ایک دن بھی افطار نہ کرے چنانچہ ایک دن بھی اگر روزہ نہ رکھا ہو تو[2] حانث نہیں ہوگا اور اگر وہ مرنے تک کسی بھی دن بے روزے کے نہیں رہا۔ تو زندگی کے آخری لمحہ میں حانث ہوجائے گا[3] لہٰذا مذکورہ شرط میں روزے رکھنے پر غلام کی آزادی کو موقوف کیا ہے تو اس کے تہائی مالیت[4] غلام کی آزادی کا اعتبار کیا جائیگا۔

اور اگر بغیر الف لام کے، یوں کہے ان صمت ابدًا (اگر میں کبھی بھی روزہ رکھوں تو ایسا ہو) تو کچھ وقت کے لئے بھی اگر روزہ سے رہا تب بھی حانث[1] ہو جائے گا (شرح تلخیص جامع کبیر) کوئی شخص یوں کہے ان صمت دھرًا فعبدی حر (اگر میں ایک زمانہ تک روزے رکھوں تو میرا غلام آزاد ہے)، اگر وہ وقت معین کی نیت کرتا ہے تب تو فیصلہ اس کی نیت کے مطابق ہوگا۔ اور اگر کچھ نیت نہیں کی تو امام اعظمؒ فرماتے ہیں: دہر کیا ہے؟ مجھے معلوم نہیں! امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا فرمان ہے کہ اگر وہ اپنی عمر کے کسی حصہ میں مسلسل یا متفرق طور پر چھ ماہ کے روزے رکھ لے تو حانث ہو جائے گا۔ (غلام آزاد ہو جائے گا) اور مرنے تک چھ ماہ کے روزے نہیں رکھے تو حانث نہیں ہو گا، اور اگر کوئی اس طرح شرط کرے کہ ان صمت ازمنۃ او دھورًا او احیانًا (اگر میں مدتوں، یا طویل زمانے یا کثیر اوقات میں روزے رکھوں تو ایسا ہو) اس صورت میں جو لفظ بھی ان (ازمنہ، دھور، احیان) میں سے بولا ہے اس کے تین[4] مراد ہوں گے لہٰذا اٹھارہ ماہ ہو گئے۔ مگر روزوں میں تکمیل شرط ہے (شرح جامع کبیر للحصیری) اگر یوں کہے ان صمت الشھر (اگر میں پورے ماہ روزے رکھوں تو......) جب تک وہ ایک ماہ کے روزے نہ رکھ لے حانث نہیں ہو گا (محیط) کوئی یوں کہتا ہے کہ اگر میں ایک ماہ کے روزے نہ رکھوں تو میرا غلام آزاد ہے تو شرط کا تعلق ایک ماہ کے روزوں سے ہوگا خواہ وہ مسلسل رکھے یا متفرق طور پر، اور شرط سے متصل مہینہ ہی اس کے لئے مخصوص نہیں ہے، اب ایک ماہ کے روزے رکھنے سے پہلے وہ انتقال کر گیا، تو حانث ہو جائے گا (غلام آزاد ہو جائے گا) اگر یوں کہا کہ اگر میں ایک ماہ تک روزے چھوڑ دوں......، تو شرط کا تعلق فوراً متصل مہینہ سے ہو گا۔ چنانچہ مہینہ گزرنے سے قبل اگر وہ ایک دن یا کچھ وقت کے لئے روزہ دار رہا تو حانث نہیں ہوگا، الا یہ کہ وہ اس پورے ماہ کے روزے چھوڑ دے (تو حانث ہو جائے گا) شرح جامع کبیر للحصیری) کوئی شخص اس طرح کہے کہ ان ترکت صوم شھر (اگر میں ایک ماہ کے روزے چھوڑ دوں) یا یوں کہے ان صمت شھرًا (اگر میں ایک ماہ کے روزے رکھوں) تو شرط کا تعلق عمر بھر سے ہو گا

---

[1] مثلاً غلام آزاد ہو جائے [2] غلام وغیرہ آزاد نہیں ہو گا [3] جو کام کی روزہ پر موقوف کیا تھا وہ کرنا ہوگا۔ [4] کیونکہ لفظ حین و زمان وغیرہ سے چھ ماہ مراد ہوتے لہٰذا تین زمانوں سے مثلاً اٹھارہ ماہ ہو گئے (۶ × ۳ = ۱۸)

اگر پوری عمر میں ایک ماہ روزے چھوڑ دے یا ایک ماہ روزے رکھے تو حانث ہو جائے گا۔ (البحر الرائق) کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ میری جانب سے تو ایک دن روزہ رکھ لے' اور تو آزاد ہے، یا یوں کہا کہ میری جانب سے دو رکعت نماز پڑھ لے اور تو آزاد ہے، اب غلام روزہ رکھے یا نہ رکھے، نماز پڑھے یا نہ پڑھے آزاد ہو جائے گا اور اگر کہا کہ میری جانب سے ایک حج کرے اور تو آزاد ہے (اس صورت میں) جب تک وہ حج نہ کرے آزاد نہیں ہوگا، دونوں میں فرق یہ ہے کہ حج میں قائم مقامی چلتی ہے' نماز اور روزہ میں شرعاً نیابت نہیں ہے (ظہیریہ) کوئی شخص قسم کھائے کہ ماہِ رمضان کے روزے کوفہ میں نہیں رکھوں گا تو قسم کا تعلق پورے ماہ رمضان کے روزے کوفہ میں رکھنے سے ہوگا چنانچہ اگر وہ ایک روزہ کوفہ میں رکھ کر پھر باہر چلا جائے یا کوفہ ہی میں مریض ہو جائے اور روزہ نہ رکھ سکے تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اگر قسم کھائے کہ کوفہ میں افطار نہ کریگا تو اس کی قسم عید الفطر میں کوفہ کے اندر قیام کرنے سے متعلق ہوگی لہٰذا کوفہ میں عید الفطر کو قیام کرنے سے اس کی قسم ٹوٹ جائیگی خواہ وہ کچھ کھائے پیئے نہیں (شرح تلخیص جامع کبیر) کتاب میں یہ بات نہیں ذکر کی کہ اگر وہ رات ہی سے یوم الفطر کے روزہ کی نیت کرے اور کچھ کھائے بھی نہیں تو آیا قسم ٹوٹے گی یا نہیں، اس سلسلہ میں فقہا کی مختلف رائیں ہیں، صحیح یہی ہے کہ قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ افطار سے مراد عید الفطر میں وہاں رہنا ہے اور یہ پایا گیا لہٰذا حانث ہونا ثابت ہوگیا (شرح جامع کبیر للحصیری) اگر یوں قسم کھائے کہ فلاں کے پاس افطار نہ کروں گا تو اس کی قسم کا تعلق حقیقۃً اس کے پاس افطار کرنے سے ہوگا چنانچہ قسم والا اگر اپنے گھر میں افطار کر کے رات کا کھانا اسی کے پاس کھائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی، کوئی شخص رمضان کا چاند کوفہ میں نہ دیکھنے کی قسم کھائے تو اس کی قسم کا تعلق چاند دیکھنے کے وقت کوفہ میں موجود ہونے سے ہوگا لہٰذا وہاں اس وقت موجود ہونے سے اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اگرچہ آنکھ سے چاند نہ دیکھا ہو، ہاں اگر اس نے افطار اور رؤیت والے مسئلہ میں مطلق (کوفہ وغیرہ کی قید کے بغیر) الفاظ بولے مثلاً یوں کہا کہ بخدا افطار نہیں کرے گا یا رمضان کا چاند نہیں دیکھے گا تو یہ قسم حقیقۃً افطار کرنے اور اپنی نگاہ سے چاند دیکھنے سے متعلق ہوگا اس وقت قسم ٹوٹے گی جبکہ وہ اپنی نگاہ سے چاند دیکھے) یا پھر دونوں مسئلوں میں حقیقت کی نیت کرے کہ حقیقتاً کھانے پینے کی چیزوں میں سے کسی سے بھی کوفہ میں افطار نہ کرنے کی نیت کرے اور کوفہ میں چاند نہ دیکھنے سے آنکھ سے نہ دیکھنا مراد لے تو دونوں مسئلوں میں اس کی تصدیق کی جائے گی ہاں تھوڑا سا فرق یہ ہے کہ اگر رؤیت ہلال کے مسئلہ میں حقیقتاً دیکھنے کی نیت کی ہے تو دیانۃً اور قضاءً تصدیق کی جائے گی برخلاف افطار کے اس میں اگر حقیقۃً افطار کی نیت کی ہے تو دیانۃً تصدیق کی جائے گی لیکن قاضی تصدیق نہیں کرے گا (شرح تلخیص جامع کبیر)

اگر وہ رؤیت ہلال کے وقت کوفہ ہی میں ہو لیکن اسے اس کا علم نہ ہو تو آیا وہ حانث ہوگا؟ یا نہیں، بعض فقہاء کہتے ہیں کہ حانث ہو جائے گا (قسم ٹوٹ جائے گی) بعض کہتے ہیں نہیں! کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر میں امسال کوفہ میں قربانی کروں تو میرا غلام آزاد ہے۔ اور وہ قربانی کے دن کوفہ میں رہا لیکن قربانی نہیں کی تو غلام آزاد نہیں ہوگا، اور اگر وہ اس وقت میں کوفہ میں موجود نہ ہونے کی نیت کرے تو نیت کے مطابق حکم ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری)

عورت نے اپنے خاوند کو لڑکوں سے غلط تعلق کی تہمت لگائی اس پر اس نے قسم کھائی کہ وہ حرام کا ارتکاب نہیں کرے گا تو بوسے اور شہوت سے چھونے پر قسم نہیں ٹوٹیگی البتہ شرمگاہ کے علاوہ اور مقام میں صحبت کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔

اور اگر اس عورت سے لواطت کی تو فتویٰ اسی پر ہے کہ قسم ٹوٹ جائے گی، کسی نے قسم کھائی کہ زنا نہ کرے گا اس کے بعد لواطت کر لی تو قسم ٹوٹ جائے گی (وجیز کردری)

قدوری میں ایمان کے بیان میں لکھا ہے کہ کوئی یہ قسم کھائے کہ عورت سے حرام طریقہ سے صحبت نہیں کروں گا اس کے بعد بحالت حیض یا ظہار[1] کرنے کے بعد صحبت کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی لیکن قسم میں اس کی بھی نیت کی ہے تو ٹوٹ جائے گی، کوئی عورت اس طرح قسم کھائے کہ بخدا میں نے حرام نہیں کیا ہے اور مراد یہ لے کہ زنا کو میں نے حرام نہیں کیا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ ہی نے حرام کیا ہے اور پہلے وہ زنا کا ارتکاب بھی کر چکی ہے تو حانث نہیں ہو گی۔ اور اگر مرد اس طرح کی کہ قسم کھائے تب بھی یہی حکم ہے، اور اگر وہ طلاق یا (غلام کی آزادی کے بارے میں اس طرح حلف کرتا ہے تو دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی. قضاءً نہیں، اگر حرام کا ارتکاب نہ کرنے کی قسم کھائے تو اس کا تعلق زنا سے ہو گا، لیکن وہ خصی یا مجبوب[2] ہے تو پھر قسم کا تعلق حرام طور پر بوسہ وغیرہ سے ہو گا (ظہیریہ)

دسواں باب

کپڑے اور زیور پہننے سے متعلق حلف کا بیان

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تیرے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا پہنوں تو وہ ھدی ہے چنانچہ اس نے روئی کاتی جو بوقت حلف شوہر کی ملکیت میں تھی اور اس کا کپڑا شوہر نے پہن لیا تو وہ متفقہ طور پر ھدی شمار ہو گا، اور اگر روئی یا کتان[3] اس کی ملکیت میں نہ ہو یا ملکیت میں تو ہو مگر اس کو نہ کاتے بلکہ زوجہ وہ روئی کاتے جو اس نے حلف کے بعد خریدی ہے اور شوہر اس کا کپڑا پہن لے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ ھدی ہو گا (فتح القدیر) ھدی کا مطلب ہے مکہ مکرمہ میں صدقہ کرنا (ہدایہ)

کوئی شخص یوں قسم کھائے کہ فلانی عورت کا کاتا ہوا نہیں پہنوں گا اور نیت کچھ نہ ہو اس کے بعد اسی کے کاتے ہوئے سے تیار شدہ کپڑا پہن لے تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی، اگر وہ قسم میں بعینہ سوت کی نیت کر لے تو پھر کپڑا پہننے سے قسم نہیں ٹوٹے گی، اور (اگر کسی کی نیت نہ ہو تو) محض سوت پہننے سے قسم نہیں ٹوٹے گی مگر جبکہ اس کی بھی نیت کرے (محیط)

کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا نہیں پہنوں گا اس کے بعد اس کے کاتے ہوئے اور دوسری کے کاتے ہوئے مخلوط سوت کا کپڑا پہنا تو حانث نہیں ہو گا، خواہ دوسری عورت کا سوت ایک فیصد ہی کیوں نہ ہو اور چاہے خلط ملط ہو یا ایک ایک طرف ممتاز ہو، اور یہ بعینہ اسی طرح ہے جیسے کوئی قسم کھائے کہ فلاں کا کپڑا زیب تن نہیں کروں گا اس کے بعد اسی کا اور دوسرے کا مشترک کپڑا پہن لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر یوں قسم کھائی کہ فلاں کا بنا ہوا نہیں پہنے گا اس کے بعد اس کا اور دوسرے کا مشترکہ بنا ہوا کپڑا پہن لیا تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر کہا فلاں کا بنا ہوا کپڑا[4] نہیں پہنے گا

---

[1] ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو ایسی عورت کے مشابہ قرار دے کہ جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے تو کفارہ ظہار ادا کئے بغیر اس کیلئے بیوی سے صحبت کرنا یا بوسہ وغیرہ لینا جائز نہیں ہے [2] وہ شخص جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو [3] کتان ایک قسم کا ریشہ جس سے مضبوط کپڑا تیار کیا جاتا ہے [4] لفظ کپڑا کو ظاہر کیا ۱۲

اب اس کا اور دوسرے کا مشترک بنا ہوا پہن لیا اس صورت میں اگر وہ ایسا کپڑا ہے کہ اُسے ایک شخص بن لیتا ہے مگر دو نے بُنا قسم نہیں ٹوٹے گی، اور اگر دو ہی آدمی اسے بنتے ہوں تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر یوں کہے کہ فلاں عورت کا کتا ہوا بالکل نہیں پہنے گا اس کے بعد اس کا اور دوسری کا مشترک کتے ہوئے سوت کا پہن لیا تو قسم ٹوٹ جائے گی اگرچہ اس عورت کے کتے ہوتے کا اس میں ایک ہی دھاگا کیوں نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص فلاں کے بنے ہوئے میں سے کپڑا نہ پہننے کی قسم کھائے اب اس کے غلاموں کا بنا ہوا کپڑا پہن لیا تو اگر فلاں خود بنائی کرتا ہے تو وہ حانث نہیں ہوگا اور اگر خود نہیں بنتا تو قسم ٹوٹ جائے گی (ایضاح) کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا نہیں پہنے گا اس کے بعد اس کے کاتے ہوئے سوت اور روئی کا کپڑا پہنا جس کا بوقت قسم مالک یہی تھا تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور بوقت قسم اس کی ملکیت میں نہیں تھا تب بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہی حکم ہے (المحیط سرخسی)

اگر کوئی یوں قسم کھائے کہ فلاں عورت کا کاتا ہوا نہیں پہنے گا، اب اس کے بعد اس نے ایسا کپڑا پہنا جو اسی عورت کے کاتے ہوئے سوت سے سیا گیا ہے تو حانث نہیں ہوگا اور یہی حکم اس وقت ہے، جبکہ ایسا کپڑا پہنا جس میں سِلکہ (سلائی کا دھاگہ) اسی کا کاتا ہوا ہو، اور اگر اس کے کاتے ہوئے کا ازار بند استعمال کر لیا تو امام ابو یوسفؒ کے بقول حانث ہو جائے گا لیکن امام محمدؒ کے نزدیک نہیں، اور اسی پر فتویٰ ہے، اور اگر کاج یا گھنڈی اس کے کاتے ہوئے کی ہے تو پہننے کی قسم میں وہ حانث نہیں ہوگا اگر گریبان اس کے کاتے ہوئے کا ہے تب بھی قسم نہیں ٹوٹے گی اسی طرح بعض کے نزدیک گوٹ کا اور رقعہ کا بھی جس کو فارسی میں مسبان (پیوند) کہتے ہیں یہی حکم ہے جبکہ وہ اسی کے کاتے ہوئے ہوں لیکن امام محمدؒ سے منقول ہے کہ وہ حانث ہو جائے گا، اور جیب رقعہ کے مسئلہ میں حانث ہو جائے گا تو گریبان اور گوٹ کی صورت میں بھی حانث ہونے کا حکم ہوگا اور جیب پر لگا یا جانے والا اکرا بھی اسی حکم میں ہے، اور اگر یہی قسم کھانے والا اس کے کاتے ہوئے کا تقریباً دو بالشت کپڑا اپنی ستر[1] پر رکھ لے تو قسم نہیں ٹوٹیگی۔

اور اگر اسی عورت کے کاتے ہوئے سوت کی ٹوپی یا شبکہ جس کو فارسی میں کلوتہ[2] کہا جاتا ہے اوڑھ لے تو حانث ہو جائیگا۔ اور موزوں کا بھی یہی حکم ہے (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر قسم کھائی کہ فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت کے کپڑے نہیں پہنیگا پھر کچھ حصہ کاٹ کر پہن لیا، اگر وہ چادر یا تہبند کی برابر ہے تو قسم ٹوٹے گی ورنہ نہیں، اور اگر کاٹ کر پاجامہ بنا کر پہن لے تو قسم ٹوٹ جائے گی، اسی طرح اگر عورت کوئی کپڑا نہ پہننے کی قسم کھائے اس کے بعد دوپٹہ یا نقنعو (برقعہ وغیرہ) پہن لے اب اگر وہ تہبند کی برابر نہیں ہے تو حانث نہیں ہو گی اور اگر برابر ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی اگرچہ اس کے ذریعہ کامل ستر نہ ہو سکے۔

اسی طرح کی اگر قسم کھانے والا عمامہ باندھے تو تاوقتیکہ اس کے پیچ لنگی یا چادر کی برابر نہ ہوں قسم نہیں ٹوٹے گی، یا پھر اس جیسے سے کرتا یا پائجامہ بن سکتا ہو تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی (ایضاح)، اور اگر وہ بوقت قسم کپڑے کا لفظ ذکر نہ کرے پھر اسی عورت کے سوت کا عمامہ باندھے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کے سوت کا کپڑا نہ پہننے کی قسم کھائی مگر ابھی کپڑا ناف تک پہونچا یا ہے، آستینوں میں ابھی ہاتھ داخل کئے نہیں ہیں اور دونوں پیر ابھی تک کپڑے کے نیچے ہیں تب بھی حانث ہو جائے گا۔

---

[1] ستر: بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا شرعاً ضروری ہے [2] ایک قسم کی ٹوپی ۱۲۔

اگر پائجامہ یا دونوں موزے نہ پہننے کی قسم کھائے اس کے بعد پائجامہ میں ایک پیر داخل کیا یا ایک موزہ پہنا تو حانث نہیں ہوگا۔ اگر معین کپڑا نہ پہننے کی قسم کھائے، بعدہ سونے کی حالت میں وہ اس پر ڈالدیا اور سونے ہی کی حالت میں اتار لیا تو فقیہ بلخیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ قیاس کا تقاضہ یہی ہے اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں اور اگر نیند کی حالت میں ڈالدیا گیا لیکن اس نے بیدار ہوتے ہی اس کو اتار پھینکا تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر وہ اس کو رہنے دے اور اس پر ایسے ہی پڑا رہے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر بیداری کی حالت میں اس پر ڈالا تو حانث ہو جائیگا خواہ اس کو علم ہو یا نہ ہو شیخ ابو نصرؒ نے اسی طرح فرمایا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر یوں کہا کہ فلاں عورت کے کاتے ہوئے سوت کا کوئی کپڑا نہیں پہنوں گا اب اسی کے سوت اور دوسری کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا بنا گیا مگر دوسری کا سوت تھان کے شروع یا اخیر میں لگا دیا گیا پھر اس کے سوت کو اس سے علیحدہ کر دیا گیا اب باقی ماندہ قسم والی عورت کے سوت کا ٹکڑا پہنا پس اگر وہ تہبند یا چادر کی برابر ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی ورنہ نہیں، اگر اس کا پائجامہ بنا کر پہن لے تو بھی حانث ہو جائے گا اور اگر دوسری کے سوت سے بنے ہوئے حصہ کو جدا کرنے سے قبل وہ کپڑا پہنا تو حانث نہیں ہوگا (محیط) کوئی شخص عورت کے سوت کا کپڑا نہ پہننے کی قسم کھائے پھر اسی کے کاتے ہوئے کا کمبل اوڑھے تو قسم ٹوٹ جائے گی اگرچہ وہ اون ہی کا ہو (محیط سرخسی) کسی نے کپڑا نہ پہننے کی قسم کھائی تو اس کی قسم کا تعلق اتنے لباس سے ہوگا جو ستر چھپا سکے اور جس میں نماز درست ہو سکتی ہو، چنانچہ اگر کسی نے ٹاٹ، بچھونا، طنفسہ (چٹائی فرش وغیرہ) اوڑھ لیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اور اگر ریشم و اون کی چادر یا لمبی چادر (عبا وغیرہ) اوڑھ لی تو قسم ٹوٹ جائے گی، کیونکہ یہ پہننے والی اشیاء میں شمار ہیں، اسی طرح اگر پوستین[1] پہن لے تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اگر ٹوپی اوڑھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط) اور کھال، بوریا، چرمی موزے اور جرابوں کا یہی حکم ہے (تاتارخانیہ)

اگر کپڑا متعین کر دیا ہے اور اس کو آدھے سے زائد وہ پہن لے تو حانث ہو جائے گا (مبسوط) کوئی شخص پائجامہ نہ پہننے کی قسم کھائے پھر کسی لمبے آدمی کے کپڑے پہن لے اور وہ اس پر پائجامہ کے برابر ہو جائے اور وہ پائجامہ کٹ بھی ہے تاہم حانث نہیں ہوگا، اسی طرح اگر کپڑے[2] نہ پہننے کی قسم کھائے پھر پست قد آدمی کا پائجامہ پہن لے اور وہ اس کے لئے کپڑے کے قائم مقام بھی ہے تو پہننے پر حانث ہو جائے گا (محیط سرخسی) خلاصہ میں تحریر ہے کہ جو ستر چھپانے کے لائق نہ ہو اسے ثوب[3] نہیں کہتے (تاتارخانیہ) کوئی شخص قمیص نہ پہننے کی قسم کھائے اور پھر بغیر آستین کی قمیص پہن لے اور بوقت قسم کوئی مخصوص نیت نہیں کی تھی تو قسم ٹوٹ جائے گی (محیط) ملتقط میں ہے کہ اگر نہ پہننے کی قسم کھائے اور زبردستی پہنا دیا گیا تو حانث نہیں ہوگا، اور اتارنے پر قدرت کے باوجود اگر نہیں اتارا تو پہننے والا سمجھا جائے گا (قسم ٹوٹ جائے گی) (تاتارخانیہ) اگر کوئی قمیص نہ پہننے کی قسم کھائے تو قسم کا تعلق عادۃً قمیص پہننے سے ہوگا اور گریبان سے سر باہر آ جانے پر اکثر سمجھا جائے گا (گویا پہن لی) (غیاثیہ)

---

[1] پوستین: کھال کا کوٹ۔ [2] مطلقاً کہتا ہے کسی خاص وضع اکرتے وغیرہ کی تعیین نہیں کرتا ہے۔ [3] ثوب (کپڑا) اسے کہتے ہیں جس سے ستر چھپایا جا سکے ۱۲۔

یہ قسم کھائی کہ سراویل (پائجامہ)، یا قمیص یا چادر استعمال نہیں کرے گا، اس کے بعد قمیص یا سراویل یا چادر کی لنگی بنالے تو حانث نہیں ہوگا، اسی طرح ان میں سے کسی کا عمامہ باندھے (تب بھی حانث نہیں ہوگا) اور اگر متعین قمیص، یا چادر یا پائجامہ پہننے کی قسم کھائی تو ان کو جس طرح بھی پہن لے حانث ہوجائے گا، اگرچہ چادر کو بطور لنگی یا قمیص کو بطور چادر یا بوقت غسل قمیص کو سر سے لپیٹ کر استعمال کیا ہو، اسی طرح اگر کوئی متعین عمامہ نہ باندھنے کی قسم کھاتے پھر اسی کو کندھے پر ڈال لے (تو حانث ہوجائے گا) کسی نے دو قمیص نہ پہننے کی قسم کھائی، ایک پہن کر اتار دی پھر دوسری پہنی تو قسم نہیں ٹوٹے گی تاوقتیکہ وہ دونوں بیک وقت نہ پہنے، اور اگر یوں کہا کہ بخدا ان دونوں قمیصوں کو نہیں پہنوں گا اس کے بعد ایک پہن کر اتار دی پھر دوسری پہنی تو حانث ہوجائے گا چونکہ قسم کا تعلق یہاں عین قمیص سے ہے اس لئے یہاں لفظ کا لحاظ کیا گیا عادۃً پہننے کا نہیں (بدائع) کوئی شخص کسی کو کپڑے نہ پہنانے کی قسم کھائے بعدہٗ کوئی کپڑا اس کو عاریت (مانگے) پر دیدے یا اس کے مرنے پر اس کو کفن دے تو حانث نہیں ہوگا، ہاں اگر اس نے قسم میں صرف ستر پوشی کی نیت کی ہے مالک بنانے کی نہیں (تو حانث ہوجائیگا) کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ جب تک فلاں اجازت نہ دے یہ کپڑا استعمال نہ کروں گا بعدہ فلاں مر گیا تو قسم ساقط، اور اگر یہی کہا کہ فلاں کے اجازت دینے پہ اب اس نے ایک بار اجازت دیدی تو قسم پوری ہوگئی (سراجیہ)

کوئی شخص بیوی کے کاتے ہوئے سوت کا لباس نہ پہننے کی قسم کھائے پھر وہ ایسی قبا پہن لے جس میں ابرہ بیوی کے کاتے ہوئے سوت کا ہے اور استر دوسری عورت کا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ (قاضی خاں) کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کو کپڑا نہیں پہناؤنگا اب اس نے درہم دیدیئے، فلاں شخص ان سے کپڑا خرید لیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر اس کے پہننے کے لئے کپڑا بھیج دے تو حانث ہوجائے گا، اور اگر اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دینے کی نیت کی تھی تو حانث نہیں ہوگا (مبسوط)

امام ابو یوسف ؒ سے منقول ہے کہ کوئی اگر سیاہ لباس نہ پہننے کی قسم کھائے تو اس قسم کا تعلق لباس ہی سے ہوگا لہٰذا اگر کسی نے سیاہ ٹوپی، موزے، جوتے، یا کالی پوستین پہن لی تو حانث نہیں ہوگا (محیط سرخسی) اور کوئی بھی سیاہ چیز نہ پہننے کی قسم کھائی ہے تو ٹوپی، سیاہ موزے، سیاہ پوستین وغیرہ سے قسم ٹوٹ جائے گی (خزانۃ المفتین) اگر ریشم نہ پہننے کی قسم کھائی پھر مخلوط پہن لے تو اعتبار بانے کا ہوگا تانے کا نہیں، اور اگر روئی نہ پہننے کی قسم کھائے بعدہ روئی کا کپڑا پہن لیا تو حانث ہوجائے گا۔ اور اگر ایسی قبا پہنی جو روئی کی نہیں ہے لیکن اندر روئی بھری ہے تو حانث نہیں ہوگا الا یہ کہ اس کی بھی نیت کرلی ہو (ایضاح)

کوئی شخص ریشم نہ پہننے کی قسم کھائے پھر ایسا کپڑا پہن لے کہ جس کا بانا خز[1] اور تانا ریشم کا ہو تو قسم ٹوٹے گی۔ اور اگر کتان کا کپڑا نہ پہننے کی قسم کھائی اس کے بعد روئی اور کتان کا کپڑا پہن لیا تو حانث نہیں ہوگا خواہ کتان کا تانا ہو یا بانا، کوئی شخص ریشم کا کپڑا نہ پہننے کی قسم کھائے اس کے بعد روئی اور ریشم کا مخلوط کپڑا پہن لیا اس میں بانا اگر ریشم کا ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی (محیط) کسی نے خز نہ پہننے کی قسم کھائی پھر خالص خز کا کپڑا پہن لیا یا بانا خز کا ہوا اور تانا روئی یا ریشم کا تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر یہ قسم کھائی کہ فلاں عورت کے کاتے ہوئے خز کا کپڑا نہیں پہنوں گا اب اس کے بعد کپڑا پہنا کہ اس کا تانا ریشم کا اور بانا اسی عورت کے کاتے ہوئے خز کا ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر اون کی چادر نہ اوڑھنے کی

[1] خاص قسم کا سوت ۱۲

قسم کھائی، پھر ایسی چادر اوڑھے جس کا بانا اون کا اور تانا ریشم یا روئی کا ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی، چادر کو دیگر کپڑوں کے مشابہ قرار نہیں دیا گیا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) منتقی کے اندر امام محمدؒ سے ہشامؒ ناقل ہیں کہ اگر کوئی قسم کھا کر کہے کہ اس کپڑے کی دو قمیص کٹواؤں گا پھر ایک ہی قمیص کتری اور سی لی، اور ادھیڑ کر پھر دوبارہ اس کو سی لیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر دو قمیص پہننے کی قسم کھائی تھی تو وہ قسم نہیں ٹوٹے گی، اور اگر کہا کہ بخدا اس کی دو قمیص کٹواؤں گا، پس ایک قمیص کاٹ کر سی لی پھر اس کو ادھیڑ لیا اور دوسرے انداز کی قمیص بنوائی۔ تو فرماتے ہیں کہ قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط سرخسی)

اگر کسی قمیص کے متعلق قسم کھائے کہ اس کی قبا (شیروانی) اور پائجامہ بنوائے گا پھر قبا بنوا کر پہنے یا نہ پہنے بعد ازاں تیار کا پائجامہ کٹوالے۔ تو وہ اپنی قسم میں اسی وقت حانث ہو چکا جبکہ قمیص کٹوائی، زیادات میں ہے کہ کسی نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں اس کپڑے کی قبا اور پائجامہ نہ بنواؤں اور نیت کچھ نہیں ہے اس کے بعد پورے کپڑے کی قبا سی لی پھر اسے ادھیڑ کر پائجامہ سی لیا تو حانث نہیں ہوگا (غلام آزاد نہیں ہوگا) البتہ اگر اسی کپڑے میں کچھ کی قبا، اور کچھ حصہ میں پائجامہ کی نیت کی ہے۔ تو حانث ہو جائے گا (بدائع) اور اگر اس قمیص کو نہ پہننے کی قسم کھائی پھر اسے ادھیڑ کر از سر نو سی کر پہنا تو قدوریؒ نے ذکر کیا ہے کہ قسم ٹوٹ جائے گی اور اسی طرح نوادر میں ہے، اور قبا، اور جبہ کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ سلائی ادھیڑنے کے بعد بھی قمیص، قبا، اور جبہ کا نام ختم نہیں ہوتا بلکہ یوں بولتے ہیں ادھڑی ہوئی قمیص مثلاً، اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ اس کشتی میں سوار نہیں ہوگا۔ بعدہ ٹوٹ کر اس کے تختے الگ ہو گئے پھر انہی کی دوبارہ کشتی تیار ہوئی اور یہ اس میں سوار ہو گیا۔ نوادر میں مذکور ہے کہ اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور جامع میں ہے کہ نہیں ٹوٹے گی کیونکہ وہ کشتی، قبا، اور قمیص سب از سر نو تیار ہوئیں اور اگر قسم کھائی کہ یہ جبہ نہیں پہنے گا، اس کے اندر روئی وغیرہ کا) بھراؤ تھا، پھر ایک بھراؤ نکال کر دوسرا بھر دیا اور اس نے پہنا تو حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ جبہ استر دار تھا پہلے استر کی جگہ دوسرا استر لگا کر پہن لیا تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ بھراؤ اور استر کے نکالنے سے بھی جبہ کا نام باقی رہتا ہے، کوئی شخص اس بستر پر نہ سونے کی قسم کھائے پھر اس کا بھراؤ نکال کر بستر پر سو جائے تو فقہاء نے فرمایا کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اس لئے کہ سونے والا بستر بغیر بھراؤ کے نہیں ہوتا اور اگر اس کے اندر کی اون یا روئی (بھراؤ) نکال کر اسی پہ سو جائے تو بھی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ اس بھراؤ کو بستر نہیں کہا جاتا (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی عورت قسم کھائے کہ اس مقنعہ (اوڑھنی، برقعہ) کو نہیں اوڑھے گی پھر اس کا غازیوں کے لئے جھنڈا بنا دیا گیا بعدہ ختم کر کے اسی عورت کو لوٹا دیا پھر اس نے اوڑھا تو قسم ٹوٹ جائے گی (خزانۃ المفتین) جامع کے اندر ہے کہ عورت نے متعین ملحفہ نہ پہننے کی قسم کھائی پھر اس کی دونوں جانب سی کر قمیص بنا لی، اور گریبان و آستین بھی بنا لیں اور اس کو پہنا تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر سلائی کاٹ دی نیز گریبان و آستین بھی الگ کر دیں اب وہ ملحفہ ہو گیا اس کے بعد اس نے پہنا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ کیونکہ ملحفہ کا نام اس کی ذات سے پہلے ہی سے متعلق ہے کسی وجہ سے نہیں ہوا اس کے برعکس اگر ملحفہ کو کاٹ کر اس کی قمیص

---

[1] اور چونکہ قسم میں عرف کا لحاظ ہے اس لئے ہمارے عرف کے لحاظ سے قسم ٹوٹ جائے گی [2] جہاد کرنے والے

[3] ملحفہ اوپر کا لباس، چادر ۱۲

اس کی قمیص سلوائی گئی پھر اس کی سلائی اور انداز ختم کر کے ٹکڑوں کو اس طرح جوڑا کہ وہ ملحفہ ہو گیا اب عورت نے اسے پہن لیا تو حانث نہیں ہو گی، فدوری کے اندر ہے کہ خز کے معین ٹکڑے کو نہ پہننے کی قسم کھائے پھر اسے نوچ کر کاٹ لے اور گویا اُسے دوسرا ٹکڑا بنا کر پہن لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی کوئی شخص معین فرش پر نہ بیٹھنے کی قسم کھائے اس کے بعد اس کے دو کناروں کو ملا کر سی لیا جائے اور خرجی[1] بنا کر اس پر بیٹھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی، پھر اگر سلائی توڑ دی جائے اور وہ فرش ہی ہو جائے اب بیٹھنے پر قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر درمیان سے کاٹ کر دو خرجیں بنا لے۔ پھر انہیں توڑ دے اور کٹے ہوئے حصہ کو سی کر دوبارہ فرش بنا دے اس کے بعد بیٹھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اگرچہ وہ فرش ہے، ہمارے مشائخ و فقہاء رحمہم اللہ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ دونوں خرجیوں کو الگ الگ کر لینے پر کسی ایک کو علیحدہ فرش نہ کہا جا سکے اور اگر ہر ایک کو فرش کہا جا سکتا ہو تو ایسی صورت میں ادھیڑنے کے بعد دوبارہ ایک دوسرے کو سی دیا اور اس پر بیٹھا تو قسم ٹوٹ جائے گی (محیط)، اگر کوئی زمین پر نہ بیٹھنے کی قسم کھائے تو زمین پر بیٹھنے ہی اس وقت حانث ہو گا جبکہ اس کے اور زمین کے درمیان بجز اس کے کپڑوں کے کچھ حائل نہ ہو، اور اگر اس کے اور زمین کے درمیان چٹائی، بوری، فرش، یا کرسی حائل ہے تو حانث نہیں ہو گا، کوئی شخص معین فرش پر یا چٹائی یا بچھونے پر نہ بیٹھنے کی قسم کھائے اس کے بعد اس پر اس جیسا (بوریا وغیرہ) رکھ کر بیٹھ جائے تو حانث نہیں ہو گا (بدائع) معین بستر پر نہ سونے کی قسم کھائے پھر اس کے اوپر دوسرا بستر بچھا کر سو جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی، (البحر الرائق) کسی نے قسم کھائی کہ اس بستر پر نہیں سوئے گا پھر وہ اس پر باریک کپڑا یا پلنگ پوش بچھا کر سو گیا تو بالاتفاق قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر متعین تخت یا دوکان پر نہ بیٹھنے یا متعین چھت پر نہ سونے کی قسم کھائی اس کے بعد مصلیٰ یا فرش یا بستر بچھا کر بیٹھ گیا تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر تخت پر دوسرا تخت رکھ لیا یا دوکان پر دوسری دوکان یا چھت پر دوسری چھت تعمیر ہوئی (اور اس پر سویا، یا بیٹھا) تو قسم نہیں ٹوٹے گی (بدائع)

کسی نے قسم کھائی کہ زیور نہیں پہنے گا، پھر سونے کی انگوٹھی پہنی تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر غیر مرصع[2] موتیوں کا ہار پہن لیا تو، تو امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ (صاحبین) کے نزدیک حانث ہو جائے گا، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں، اور وہ مرصع ہوں تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا، اور اگر زبرجد[3] یا زمرد[4] کا غیر مرصع ہار ہو تو بھی اسی طرح کا اختلاف ہے، ہمارے دیار (ہند) میں صاحبین کا قول عرف کے قریب تر ہے لہٰذا اسی پر فتویٰ دیا جائے گا کیونکہ یہاں غیر مرصع ہی زیور رائج ہے۔ اگر پازیب یا جھانجن یا کنگن پہنے تو قسم ٹوٹ جائے گی خواہ وہ سونے کے ہوں یا چاندی کے (کافی)

اگر عورت زیور نہ پہننے کی قسم کھائے پھر چاندی کی انگوٹھی پہن لے تو ظاہر الروایت کے مطابق قسم نہیں ٹوٹے گی، مقتداؤں کے نزدیک یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ مردانہ وضع کی ڈھلی ہوئی ہو اور اگر زنانہ وضع کی ہے کہ اس میں نگ بھی ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی زیادہ صحیح قول یہی ہے (محیط)، بادشاہ کے تاج کا شمار زیور میں نہیں ہے اور عورتوں کا تاج زیور ہے، اور

---

[1] خرجی: وہ تھیلا جو ٹٹو کی پیٹھ پر سامان لادنے کے لئے ہوتا ہے [2] جس میں جواہر وغیرہ جڑے ہوئے نہ ہوں [3] ایک قسم کا زمرد [4] سبز رنگ کا بیش قیمت پتھر ۱۲۔

کنگن اور گلو بند کا شمار زیور میں ہے (تمر تاشی) کوئی عورت مکعب نہ پہننے کی قسم کھائے پھر وہ لالک[1] پہن لے تو اگر لالک کو عام طور پر مکعب کہا جاتا ہو تو قسم ٹوٹے گی ورنہ نہیں (محیط) کسی شخص نے زیور نہ پہننے کی قسم کھائی، پھر منقش[2] تلوار یا منقش پٹکا باندھ لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اس قسم کا تعلق زنانہ زیور سے ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص قمیص نہ پہننے کی قسم کھائے اور کوئی مخصوص نیت نہ کرے تو لوہے کی قمیص (زرہ) یا زنانہ قمیص پہن لے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور ایک کی دل میں تعین کرے تو دوسری سے قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط سرخسی) کوئی شخص ہتھیار نہ پہننے کی قسم کھائے یا اس کے بعد تلوار لٹکائے یا کمان یا ڈھال بازو میں ڈال لے تو حانث نہیں ہوگا؛ مشائخ نے فرمایا کہ کوئی فارسی میں: سلاح نپوشم "ہتھیار نہ پہنوں گا" کہے، جب کہ قسم فارسی میں ہو تو ان مذکورہ چیزوں میں قسم ٹوٹ جائے گی، چنانچہ لوہے کی زرہ پہننے پر حانث ہو جائے گا (محیط) لباس کے مسئلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ تہبند سے کم کپڑے کو ثوب (کپڑا) نہیں کہتے اور لفظ سلاح (ہتھیار) زرہ، تلوار، اور کمان پر بولا جاتا ہے، چھری اور بے ڈھلے لوہے پر نہیں (عتابیہ)

گیارھواں باب

زد و کوب اور قتل وغیرہ سے متعلق قسم کا بیان

کسی شخص کو نہ مارنے کی قسم کھائی اور اس کو مرنے کے بعد مارا تو قسم نہیں ٹوٹے گی (شرح طحاوی) کسی نے اپنے غلام کو نہ مارنے کی قسم کھائی پھر دوسرے کو اس کی پٹائی کا حکم دے اور وہ اس کو مار دے تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر قسم والے کی نیت یہ تھی کہ خود نہیں ماروں گا تو قضاءً تصدیق کر دی جائے گی اور قسم نہیں ٹوٹے گی، اور اگر کسی آزاد شخص کو نہ مارنے کی قسم کھائی پھر دوسرے کو حکم دیا اس نے مار دیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی مگر یہ کہ قسم کھانے والا قاضی[4] (جج) یا بادشاہ ہو (ظہیریہ)

کسی نے اپنے بچے کو نہ مارنے کی قسم کھائی، پھر دوسرے کو حکم دیدیا اس نے مار دیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط) کسی نے اپنے غلام کے سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی اور نیت کچھ نہیں کی پھر آہستہ آہستہ کوڑے مار دئے تو وہ قسم میں پورا اترا، فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ اسے پٹائی میں کچھ اذیت محسوس ہوئی ہو اور اگر اس طرح مارے کہ بالکل تکلیف نہ ہو تو قسم میں سچا ثابت نہیں ہوگا۔ اور اگر دو شاخہ کوڑے سے پچاس بار مارا اور ہر مرتبہ اس پر دونوں حصے لگے تو قسم میں سچا ثابت ہوگا، اور اگر کوڑوں کو یکجا کر کے سرے (چوڑے حصہ) سے ایک بار یا دو بار مارا تو قسم میں سچا شمار نہیں ہوگا اور اگر ان کے سروں سے مارا ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ مارنے سے قبل سروں کو اگر اس طرح برابر کر کے مارا ہے یکبارگی ہر کوڑے کا سرا اس پر لگا ہے تو قسم میں سچا ہے اور اگر ایک دوسرے میں کچھ دھنس گئے تو جتنے اس پر لگے ان کے لحاظ سے سچا ہے اور جتنے نیچے ہو گئے ان کے اعتبار سے نہیں، عام فقہاء کا یہی خیال ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (ذخیرہ)

۱؎ پازیب کی قسم سے ہے ۲؎ جس پر سونے، چاندی کا کام اور نقش ہوں ۳؎ عربی اصطلاحات کے لحاظ سے ۴؎ ایسا شخص ہو جو عموماً دوسروں کو زد و کوب کا حکم دیتا ہے خود نہیں کرتا تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی ۵؎ جو اس کے بدن پر نہیں لگ سکے ۱۲

کوئی شخص اپنی کمسن بچی کے بیس[۲] کوڑے مارنے کی قسم کھائے تو قسم پوری ہونے کی شکل یہ ہے کہ) وہ بیس[۲] قمچیاں (کھجور کی چھوٹی شاخ) مار دے (ظہیریہ) کسی نے قسم کھائی کہ اگر فلاں کو پکڑ لوں تو بخدا اس کے سو کوڑے ماروں، پھر پکڑ کر ایک دو کوڑے مار دے تو فرماتے ہیں کہ یہ قسم تا ابد ہے ابھی قسم نہیں ٹوٹے گی (ذخیرہ) کوئی شخص اپنی بیوی کو نہ مارنے کی قسم کھائے اس کے بعد اس کے نوچ لے یا کاٹ لے یا گلا دبادے یا بال کھینچ لے اور اس پر اس کو تکلیف بھی ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی، فقہا فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ یہ مذاق اور دل لگی میں نہ ہوا اور اگر دل لگی میں ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی، یہی قول صحیح ہے، اسی طرح مذاق میں اپنا سر اس کے سر سے ٹکرا دیا اور خون آلود کر دیا تب بھی قسم نہیں ٹوٹے گی، بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم عربی زبان کے ساتھ ہے، فارسی میں اگر قسم ہو تو مذکورہ صورتوں میں بالکل قسم نہیں ٹوٹے گی لیکن صحیح یہی ہے کہ ناراضگی کے طور پر ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی اس کے بال نوچنے کے سلسلے میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں، لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ غصہ میں کیا ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی؛ اگر اُسے دھکا دیا لیکن اذیت نہیں پہنچائی تو قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر عربی شخص نے فارسی میں یہ (مارنے کی) قسم کھائی تو اس سے پوچھنا چاہیئے اگر اس نے زدن (مارنا) لول کر ضرب ہی مراد لی ہے تو اس کا حکم عربی زبان میں قسم کھانے کی طرح ہوگا اور اگر اس سے فارسی ہی کا مفہوم مراد لیا ہے تو ایسا ہے جیسے فارسی ہی میں قسم کھائی، اور اگر نیت کا علم نہ ہو تو جس زبان میں قسم کھائی اسی کا اعتبار ہوگا۔ اسی طرح اگر فارسی شخص عربی میں قسم کھائے تو یہی تفصیل ہے (ذخیرہ) کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھے زدوکوب کروں تو تجھے طلاق ہے، پھر اس نے اپنی باندی کی پٹائی کی، چوٹ بیوی کے بھی آگئی (بچانے میں)، تو مجمع النوازل میں مذکور ہے کہ حانث ہو جائیگا (طلاق ہو جائے گی) شیخ ظہیر الدین مرغینانی بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں، بعض کا قول ہے کہ حانث نہیں ہوگا، لقائیؒ نے اپنے فتاویٰ میں یہی نقل کیا ہے یہی قول واضح اور صحت کے قریب تر ہے۔ کوئی شخص بیوی کو نہ مارنے کی قسم کھائے اب اس نے کپڑا جھاڑا وہ بیوی کے چہرے پر لگا اور باعث تکلیف ہوا تو فتاویٰ ابو اللیث کے اندر ہے کہ وہ حانث نہیں ہوگا (محیط) ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھ کو اتنا نہ ماروں کہ تو ادھ مری ہو جائے (تو غلام آزاد ہے مثلاً) تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اس شرط کا تعلق سخت تکلیف دہ مار سے ہوگا چنانچہ اگر ایسا کرلے تو حلف میں سچا ہے؛ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنے غلام کو کوڑوں سے اتنا ماروں گا کہ مُردہ ہو جائے یا قتل ہو جائے، تو اس سے سخت زدوکوب مراد لیں گے (فتاویٰ قاضی خاں)

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کو اتنا ماروں گا کہ وہ بے ہوش ہو جائے یا پیشاب کر دے یا رونے لگے یا فریاد کرے، تو جب تک یہ چیزیں حقیقۃً نہ پائی جائیں گی حلف میں سچا ثابت نہیں ہوگا (محیط سرخسی) کوئی شخص کہے کہ اس کو بخدا تلوار سے ماروں گا تاآنکہ وہ مر جائے[۱] تو قسم میں سچا ثابت نہیں ہوگا۔ تاوقتیکہ وہ مر نہ جائے (خلاصہ) کوئی یوں کہے کہ بخدا میں تجھ کو تلوار سے ماروں گا اور نیت کچھ نہیں ہے اس کے بعد اسے عرض (چوڑائی) کی طرف سے مارا تو قسم میں سچا شمار ہوگا، اور اگر دھار سے مارنے کی نیت

---

[۱] مرنے سے قبل تلوار مار دے تو قسم میں سچا شمار ہوگا [۲] دراصل لفظ ضرب (مارنا) عربی میں اور زدن (مارنا) فارسی میں استعمال ہوتا ہے لیکن زدن کے مفہوم میں عمومیت ہے۔ ۱۲

کرے تو پھر قسم کا تعلق دھار کی مار سے ہو گا اور اگر نیام کے اندر رہتے ہوئے مارا اور نیت کچھ نہیں ہے تب بھی قسم میں سچا شمار نہ ہوگا اور اگر تلوار نیام کو کاٹ دے اور تلوار کی دھار سے اس شخص کو زخمی کر دے تو قسم میں سچا ثابت ہو گا، اور اگر کلہاڑی سے نہ مارنے کی قسم کھائی پھر اس کو مقبض (دستہ) سے مار دیا جس کو فارسی میں دستہ تبر کہتے ہیں تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ذخیرہ) اور اگر یوں کہا کہ تجھ کو کوڑے یا تلوار سے نہیں ماروں گا پھر کوڑے یا تلوار سے مارا اور بولا کہ میری مراد اس کے علاوہ تھی تو قضاءً تصدیق کی جائے گی کیونکہ اس نے وہ معنی مراد لئے جو کلام سے نکل سکتے ہیں۔ باقی اس کا حقیقی حال خدا کے سپرد ہے (محیط سرخسی)

منتقی کے اندر امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر اپنے غلام سے بولا کہ میں تیرے سو کوڑے نہ ماروں تو تو آزاد ہے پھر بعدہٗ غلام سو کوڑے مارنے سے قبل مر گیا تو وہ آزاد مرا، امام محمدؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے اگر یوں کہا کہ بخدا میں فلاں کے آج پچاس کوڑے لگاؤں گا اور کوڑے کی تعیین کر دیتا ہے لیکن دیگر کوڑے سے مارتا ہے اور دن بیت گیا تو فرماتے ہیں کہ جس سے بھی مارا ہو قسم پوری ہو جائے گی اور نیت کالعدم ہو گی (محیط) اور اگر کوڑے سے مارنے کی قسم کھائی پھر کپڑے میں لپیٹ کر وہ مارا تو قسم میں پورا اترا کوئی شخص متعین چھری یا متعین نیزے کے پھل سے مارنے کی قسم کھائے پھر اس پھل کو نکال دے اور دوسرا لگا کر مارے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کسی نے کسی کے بال نہ چھونے کی قسم کھائی پھر اس نے سر منڈا لیا، دوسرے بال آئے پر اس نے چھوئے یا کسی کے دانت نہ چھونے کی قسم کھائی تھی (لیکن اس نے دوسرے اگنے پر چھوئے) تو قسم ٹوٹ جائے گی، (وجیز کردری) اور اگر یوں کہا کہ اگر میں تجھے ہمیشہ یا طویل زمانہ ماروں (تو غلام آزاد ہے مثلاً) پھر اس نے کچھ دیر مارا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں تجھے ایک ماہ نہ ماروں تو میرا غلام آزاد ہے تو یہ شکل قسم کے وقت سے مہینہ گذرنے تک پورے عرصہ میں زد و کوب نہ کرنے سے متعلق ہے چنانچہ اس ماہ میں اگر کسی وقت مارا تو حانث نہیں ہوگا اور قسم کے وقت سے ایک ماہ بالکل نہیں مارا تو حانث ہو جائے گا (غلام آزاد ہو جائے گا) (شرح جامع کبیر للحصیری)

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں آج تجھ کو نہ ماروں تو تجھے طلاق ہے جب اس کو مارنا چاہا تو وہ فوراً بولی اگر تمہارا عضو میرے عضو (جسم) سے لگ گیا تو میرا غلام آزاد ہے، مرد نے ہاتھ رکھے بغیر لکڑی سے مار دیا تو حانث نہیں ہوگا (طلاق نہیں پڑے گی) (عورت کا غلام بھی آزاد نہیں ہوگا) اگر بیوی نے یوں کہا ہے کہ تو مجھے[1] مارے تو میرا غلام آزاد ہے تو اس سے نکلنے کی تدبیر یہ ہے کہ عورت اپنا غلام کسی معتمد شخص کے ہاتھ بیچ دے پھر شوہر آہستہ آہستہ مار دے تو شوہر کا حلف بھی سچا ہو گیا اور عورت کا عہد بھی بغیر نتیجے کے ختم (اس کے بعد غلام خرید لے، وہ آزاد بھی نہیں ہوا اور طلاق بھی نہیں پڑی) (ظہیریہ) اور اگر یوں کہا کہ آج میں تیرے لڑکے کو زمین پہ ایسا نہ دے ماروں کہ دو ٹکڑے ہو جائیں (تو غلام آزاد ہے مثلاً) اس کے بعد بہت زیادہ مارا تو زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ وہ حانث نہیں ہوگا (ینابیع) کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں مر گیا اور تجھے نہ مار سکا تو میرے تمام غلام آزاد ہیں پھر بغیر زد و کوب کئے مر گیا تو غلام آزاد نہیں ہوں گے اور اگر اس طرح کہا ہے کہ اگر تجھکو نہ ماروں (تو غلام آزاد ہیں) پھر پٹائی کرنے سے قبل مر گیا تو زندگی کے آخری لمحہ میں حانث ہو جائے گا۔

---

[1] عضو سے عضو لگنے کے بجائے بیوی مارنے کی شرط لگائے۔

اور اگر اپنے غلام سے یوں کہا ہے کہ اگر میں تیری پٹائی نہ کروں یہاں تک کے مر جاؤں یا کہا کہ اپنے اور اپنی موت کی درمیانی مدت میں نہ ماروں، اور مرنے تک اس نے مارا بھی نہیں تو غلام آزاد نہیں ہوگا، کسی نے اپنے لڑکے کو مارنا چاہا اور حلف کر لیا کہ کوئی اس کو مارنے سے نہ روکے اس کے بعد ایک دو قمچی مارنے پایا تھا کہ دوسرے نے روک دیا اور ارادہ اس سے بھی زیادہ مارنے کا تھا تو فقہاء نے فرمایا کہ اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اس لئے کہ اس کی منشا یہ تھی کہ جی بھر کر مارنے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالے لہٰذا درمیان ہی روک دینے سے قسم ٹوٹ جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) ضابطہ یہ ہے کہ حتیٰ[1] انتہا کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا حتی الامکان یہی معنی مراد لیں گے کہ حتیٰ سے پہلے جو ہو وہ امتداد (تسلسل) کے لائق ہو اور اس کے بعد جو ہو وہ قسم کھائے گئے فعل کو ختم کرنے میں موثر اور مقصود ہو، اور اگر یہ معنی دشوار ہوں تو حتیٰ لام سببیہ کے معنی میں ہوگا بشرطیکہ یہ ممکن ہو کہ حلف دو کاموں پر ہو اور ان میں سے ایک کام ایک جانب سے ہو اور دوسرا دیگر جانب سے تاکہ ایک... ان میں سے دوسرے کی جزا بن سکے اگر یہ بھی مشکل ہو تو حتیٰ عطف (ملانے) کے لئے ہوگا۔ قسم میں سچا ہونے کے لئے غایت (انتہاء) کا پایا جانا شرط ہے، چنانچہ (بیان کردہ) انتہاء سے پہلے فعل سے باز آگیا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور لام سببیہ کا حکم یہ ہے کہ سبب بننے کے لائق شئی کوئی پائی جائے مسبب کا پایا جانا شرط نہیں اور عطف (ملانے) کی شکل میں قسم پوری ہونے کے لئے دونوں (جس کو ملایا جائے اور جس سے ملایا جائے) کا ہونا ضروری ہے (محیط) کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں فلاں کو تیرے کئے کی اطلاع نہ دوں تاکہ وہ تجھے مارے تو میرا غلام آزاد ہے چنانچہ اس نے اس کو خبر دی لیکن اس نے مارا نہیں تو یہ اپنے حلف میں سچا ثابت[2] ہوگا۔ اسی طرح اگر یوں کہا ہے کہ اگر میں تیرے پاس نہ آؤں تاکہ تو مجھے ناشتہ کرائے یا کہا کہ اگر میں تجھ کو ماروں تاکہ تو مجھے مارے (تو میرا غلام آزاد ہے) اس کے بعد وہ اس کے پاس آیا لیکن اُسنے ناشتہ نہ کرایا، یا اس نے تو مارا لیکن اس نے اس کو نہیں مارا تو اپنے حلف میں سچا ثابت ہوگا، (غلام آزاد نہیں ہوگا)، اور اگر یوں کہا کہ میں اگر اس کے ساتھ نہ لگا رہوں یہاں تک کہ وہ میرا حق دیدے یا اگر میں اس کو نہ ماروں یہاں تک کہ رات ہو جائے یا صبح ہو جائے یا حتیٰ کہ زید سفارش کرے یا وہ مجھ کو روک دے یا کہا حتیٰ کہ میرا ہاتھ تھک جائے (تو میرا غلام آزاد ہے مثلاً) تو حلف میں سچا شمار ہونے کی شرط یہ ہے کہ غایت (ادائیگی حق، رات یا صبح ہو جانے یا ہاتھ کے تھکنے وغیرہ) کے پائے جانے تک ساتھ لگا رہے یا مارتا رہے۔ چنانچہ اگر غایت نہیں پائی گئی کہ ادائیگی حق سے قبل ساتھ رہنا چھوڑ دے یا مذکورہ اشیاء کے پائے جانے سے قبل مار سے رُک جائے تو حانث ہو جائے گا۔ اس جگہ لفظ حتیٰ (یہاں تک) غایت کے لئے چونکہ ساتھ لگے رہنا فعل ممتد جس میں تسلسل ہے اسی طرح مسلسل زدوکوب کرنا بھی ہے۔ اور اگر وہ ان میں جزا (نتیجہ) کی نیت کرے تو دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی قضاءً نہیں چونکہ اس نے (حقیقی معنی کو چھوڑ کر) مجاز کا ارادہ کیا۔ اور اگر دونوں فعل ایک ہی شخص کے ہوں مثلاً یوں کہا کہ اگر میں آج تیرے پاس نہ آؤں حتیٰ کہ تیرے پاس ناشتہ کروں یا حتیٰ کے تجھے ماروں یا یوں کہا: اگر تو آج میرے پاس نہ آئے حتیٰ کہ میرے ساتھ ناشتہ

---

[1] مذکورہ مثالوں میں عربی کے اندر لفظ حتیٰ (تا آنکہ، یہاں تک، تاکہ) اکثرت سے استعمال ہوتا ہے اس لئے ضابطہ بیان کر رہے ہیں۔ [2] یعنی غلام آزاد نہیں ہوگا چونکہ آزاد ہونے کے لئے شرطیہ تھی کہ وہ ایسی اطلاع نہیں دے گا کہ جس کے نتیجہ میں دوسرا پٹائی کرے اس نے اطلاع دیدی اب مارنا دوسرے کا فعل ہے اس نے تو اس لئے اطلاع دی ہے۔ اسی طرح دیگر دو مثالوں میں [3] لفظ حتیٰ عربی کے لحاظ سے برقرار رکھا ہے ورنہ ۴۴

کرے تو میرا غلام آزاد ہے، تو حلف پورا ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں فعل پائے جائیں، لہٰذا اگر آیا اور ناشتہ نہیں کیا پھر اس کے بعد بلا تاخیر ناشتہ کر لیا تو وہ اپنے حلف میں پورا ہے اور اگر بالکل ہی ناشتہ نہیں کیا تو حانث ہو جائے گا، چونکہ ان میں حتیٰ کو غایت (انتہا) کے معنی میں لینا دشوار ہے (بلکہ عطف کے لئے ہے)، (کافی) اور کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ جتنی بار بھی میں تجھ کو ماروں تو تجھے طلاق ہے اس کے بعد اسے اپنی ہتھیلی سے مارا متفرق طور پر انگلیاں لگیں تو ایک طلاق پڑے گی، اور اگر دونوں ہاتھوں سے مارا ہے تو دو طلاقیں پڑیں گی (محیط سرخسی) کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ملوں اور پٹائی نہ کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر غلام کو ایک میل کے فاصلے سے دیکھا یا ایسی چھت پر دیکھا کہ اس تک نہیں پہنچ سکتا تو طلاق نہیں پڑے گی (فتاویٰ کبریٰ)، (اور اگر یوں کہا) اگر میں فلاں کو دیکھوں گا تو اس کی پٹائی کروں گا تو حلف کا تعلق دیکھنے سے ہے خواہ قریب سے ہو یا بعید سے پٹائی جس وقت چاہے کرے ہاں اگر فوراً کی نیت کر لی ہے (تو حکم نیت پر ہوگا) محیط

اور اگر یوں کہا کہ اگر میں تجھ کو دیکھوں اور نہ ماروں (تو غلام آزاد ہے) اس کے بعد اسے دیکھا مگر خود اتنا مریض ہے کہ پٹائی پر قادر نہیں ہے تو بھی حانث ہو جائے گا (ظہیریہ) اور اگر کسی کی بیوی یا باندی کے بارے میں اس سے جھگڑے (کہ تو اس سے ہمبستر ہوتا ہے) وہ کہے کہ اگر میں اس کے سر پہ ہاتھ رکھوں (تو ایسا ہو) پھر غصہ کی حالت میں طمانچہ رکھ دیا تو حانث نہیں ہوگا (عتابیہ) کوئی شخص قسم کھائے کہ میں اپنے غلام کی ہر حق و ناحق بات پر پٹائی کروں گا اور نیت کچھ نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی وہ حق و ناحق کی شکایت کرے نیز اس مسئلہ میں شکایت پائے جانے کے وقت ہی مارنا مراد نہیں ہے۔ اور اگر وہ یہ نیت کرے تو حکم اس کی نیت کے مطابق ہوگا۔ اور اگر اس نے ایک شکایت کی پھر اسی بات کی دوبارہ شکایت کی تو پھر اس پر اس کو دوبارہ مارنا ضروری نہیں ہے (محیط)

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کو ہزار بار ماروں گا تو اس قسم کا تعلق بہت سے مرتبہ مارنے سے ہوگا، اور اگر کوئی ہزار بار قتل کرنے کی قسم کھائے تو قسم کا تعلق سختی سے قتل کرنے سے ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کسی نے یوں قسم کھائی کہ فلاں کو ماروں گا یا بات کروں گا۔ حالانکہ فلاں مردہ پڑا ہے، اب اگر وہ اس کے انتقال سے واقف نہیں ہے تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حانث نہیں ہوگا، اور اگر اس کے انتقال سے واقف ہے تو متفقہ طور پر اس کی قسم ہو جائے گی اور فوری ٹوٹ بھی جائے گی (محیط) کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو مجھے مارے اور میں تجھے نہ ماروں (تو میرا غلام آزاد ہے) تو اس حلف کا مطلب یہ ہوگا کہ خود قسم کھانے والا دوسرے سے پہلے مارے اور اگر بعد کی نیت کر لی ہے تو بعد میں فوری طور پر مارنے سے اس کا تعلق ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر کسی نے کہا کہ اے فلاں! میرے جس غلام کو بھی تو مارے تو وہ آزاد ہے اس کے بعد وہ تمام غلاموں کو مارے تو ان میں سے صرف ایک آزاد ہوگا[1]۔ اور اگر یوں کہا کہ جو غلام بھی تجھے مارے وہ آزاد ہے اس کے بعد سب نے مل کر اس کو مارا تو سب غلام آزاد ہو جائیں گے، پھر پہلے مسئلہ میں جبکہ ایک آزاد ہوتا ہے تو غور ہوگا اگر یکے بعد دیگرے مارا ہے تو جس کو پہلے مارا ہے وہ آزاد ہوگا اور اگر یکبارگی مارا ہے تو ایک آزاد ہوگا اور تعیین کا اختیار آقا کو ہوگا۔

---

[1] آقا کو تعیین کا اختیار ہوگا ۱۲

کسی نے یوں کہا کہ ہر وہ غلام کہ جس کو میں ماروں وہ آزاد، اس کے بعد اس نے سب کو مارا تو سب آزاد اور اگر بعض کو مارا ہے تو بعض آزاد ہوں گے (محیط) اور اگر اس طرح کہا کہ اپنے (بعض) غلاموں میں سے جس کو ماروں تو وہ آزاد پھر اس نے سب ہی کو مارا تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک تو سب ہی آزاد ہو جائیں گے اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایک کے سوا سب آزاد (شرح تلخیص جامع کبیر) کسی نے حلف کیا کہ میرے غلام کو اگر کوئی مارے تو میری بیوی کو طلاق ہے، اب وہ خود مارے یا کوئی دوسرا طلاق ہو جائیگی، اور اگر یوں کہا کہ میرے اس سر پر کوئی مارے تو پھر حلف (مارنے) کا تعلق دوسرے سے ہوگا (اپنے سے نہیں)، ایک شخص نے کسی کو مارنا چاہا تو ایک (تیسرا) بولا: کہ اگر تو نے آسے مارا تو میرا غلام آزاد، اب وہ باز رہا، بعد ازاں (دوسرے وقت) اس کو مارا تو حانث نہیں ہوگا (غلام آزاد نہیں ہوگا) اور حلف کا تعلق فوراً زدوکوب سے ہوگا (سراجیہ)

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے دو غلاموں سے کہے کہ اگر میں تم دونوں کو ماروں مگر ایک دن[1]، یا مگر ایک دن میں یا مگر کسی ایک دن کہ اس میں تم کو ماروں گا، یا مگر کسی دن، یا مگر کسی دن میں (تو تم آزاد ہو مثلاً) تو اسے حق ہوگا کہ جس دن چاہے انہیں مارے، ایک ساتھ یا الگ الگ، اس کے بعد ایک کو بروز پنجشنبہ، دوسرے کو جمعہ کے دن مارے تو جمعہ کے دن آفتاب غروب ہونے تک حانث نہیں ہوگا[1] چونکہ دونوں کو بروز استثناء زدوکوب کیا اس لئے کہ استثنا کا وہ دن ہے جس میں دونوں کی پٹائی جمع ہو جائے اور اگر غروب آفتاب سے قبل دوبارہ پہلے غلام ہی کو مارا تو حانث نہیں ہوگا، اس کے بعد وہ دونوں غلاموں کو ایک ہی دن مارے یا دو دن میں یا اسی کو مارے جس کو جمعہ کے دن مارا تھا تو مارنے کے وقت ہی حانث ہو جائے گا (غلام آزاد ہو جائیں گے) اس دن کیونکہ اس نے استثنا کے دن کے علاوہ مارا ہے، اس لیے کہ اس نے پہلے کو جمعرات کے دن اور دوسرے کو سشنبہ میں مارا چنانچہ دونوں کی پٹائی استثناء کے دن کے علاوہ ہوئی،

لیکن اگر ان کو ایک ہی دن میں مارا تو چونکہ استثناء ایک ہی دن کا تھا کہ جس میں مارے اور وہ ایک دن مار چکا ہے لہٰذا استثنا والا دن گذر گیا اب اس کے علاوہ سب غیر استثنا والے دن ہیں، اور اگر اس کے بعد محض اسی کو مارے جس کو جمعرات میں مارا تھا تو حانث نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ آدھی شرط کی تکرار ہے، اور کسی نے یوں کہا کہ اگر میں دونوں کو ماروں مگر ایک دن میں کہ اس دن ماروں گا یا مگر ایک دن کہ جس میں ماروں یا مگر اس دن کہ جس میں ماروں گا...... لہٰذا جس دن بھی دونوں کی پٹائی ہو وہ دن استثنا والا قرار دیا جائے گا اور حانث نہیں ہوگا اور اگر الگ الگ دو دن کے اندر مارا ہے تو دوسرے دن کے سورج غروب ہونے پر حانث ہو جائے گا، اور اگر دوسرے دن دوسرے کو مار کر پہلے کو دوبارہ مارا تو حانث نہیں ہوگا چونکہ یہ استثناء کا دن ہو گیا، اور اگر اسی کو مارا جسے دوسرے دن مارا تھا تو سورج غروب ہونے پر حانث ہو جائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری) کسی شخص نے حلف کیا اگر میں فلاں کو قتل نہ کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے اور فلاں پہلے ہی انتقال کر چکا ہے اور موت کا اس کو علم بھی ہے تو یہ اس کا حلف منعقد ہو جائے گا پکے ہونے کے تصور سے (گویا اس کو زندہ تصور کیا) لیکن فوراً حانث ہو جائے گا، عادۃً اس کا عجز ثابت ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ آسمان پر چڑھنے کی قسم کا مسئلہ ہے۔ اور اگر اس کے مرنے کا علم نہیں ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حانث نہیں ہوگا۔

[1] استثناء کرتا ہے اور کسی دن بھی زدوکوب کو اپنے اختیار میں رکھتا ہے کہ اس دن مارے گا تو غلام آزاد نہیں ہوگا [2] غروب کے بعد حانث ہو جائیگا

جیسا کہ کوزہ کے مسئلہ[1] میں ہے، لیکن ہاں اس مسئلہ میں کوئی فرق نہیں ہے، خواہ کوزہ میں پانی ہونے کا علم ہو یا نہ ہو، یہی صحیح قول ہے (کافی)، کوئی شخص قسم کھائے کہ کل فلاں کو ضرور قتل کروں گا، لیکن وہ آج ہی مرگیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی (تبیین)، کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں کو قتل کروں یا چھولوں...... ، اس کے بعد کسی اور کو مارنے کا ارادہ کرے لیکن ہاتھ بہک جائے تو حانث ہو جائے گا (محیط سرخسی)، کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں تجھے جمعہ کے دن قتل کروں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر حلف کے بعد اس نے جمعرات کے دن مارا لیکن موت جمعہ کو واقع ہوئی تو حانث ہو جائے گا، اور اگر جمعہ کو مارا لیکن اس نے سنیچر کو دم توڑا تو حانث نہیں ہوگا، اور اگر حلف سے پہلے پٹائی کی مثلاً بدھ کے روز اس کو مارا پھر جمعرات کو یوں حلف کیا کہ اگر میں تجھے جمعہ کے روز قتل کروں تو میرا غلام آزاد ہے، اس کے بعد وہ جمعہ کے روز مرجائے تو حانث نہیں ہوگا (محیط)

ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلاں کو کوفہ میں قتل نہیں کروں گا، پھر اطراف کوفہ میں اس کی پٹائی کی اور وہ کوفہ میں آکر مرگیا تو قسم ٹوٹ جائے گی، اس سلسلہ میں موت کے مقام اور زمانہ کا اعتبار ہوگا، زخم کرنے کی جگہ اور زمانہ کا نہیں (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر میں تجھ کو مسجد میں برا بھلا کہوں تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد اس کو اس حال میں برا بھلا کہا کہ خود (حلف کرنے والا) مسجد کے اندر ہے اور دوسرا (جس کو برا بھلا کہا جا رہا ہے) مسجد سے باہر تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر اس کے برعکس تو حانث نہیں ہوگا (شرح جامع کبیر للحصیری) اور اگر دوسرے سے یوں کہا کہ اگر میں تجھے مسجد کے اندر قتل کروں، یا مسجد میں تیرا سر زخمی کروں، یا مسجد میں تجھ کو ماروں تو میرا غلام آزاد ہے، اس کے بعد اس کو اس حال میں قتل کیا یا زخمی کیا یا مارا کہ قتل کرنے والا، مارنے والا یا زخمی کرنے والا مسجد میں ہے اور وہ مقتول، یا مضروب، یا مجروح مسجد کے باہر تو اپنے حلف میں حانث نہیں ہوگا، اگر اس کے برعکس حالت ہے تو حانث ہو جائے گا۔ کوئی شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ اگر تو سر کے اس زخم کے سبب مرجائے تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد وہ اسی زخم اور دیگر وجہ سے مرجائے تو حانث ہو جائے گا (محیط)

کوئی شخص فلاں کے پتھر نہ مارنے کی قسم کھائے اس کے بعد وہ دوسرے کے مار رہا تھا مگر اس کے بجائے اسی فلاں کے لگ گیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر اسی کے مار رہا تھا لیکن اس کے لگا نہیں تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر اس نے پتھر لگنے کی نیت کی ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (عتابیہ) کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں مسجد میں تیری طرف تیر پھینکوں تو میرا غلام آزاد ہے تو قسم کھانے والے کا مسجد میں ہونا قابل اعتبار ہے اور اگر یوں کہا کہ میں مسجد میں پھینکوں تو میرا غلام آزاد ہے تو پھر حلف کئے گئے شخص کا مسجد میں ہونا قابل اعتبار ہوگا (ذخیرہ) اگر کسی نے یوں کہا کہ اگر میں کل فلاں کو بھوکا قید میں نہ رکھوں تو میری بیوی کو طلاق ہے، اس کے بعد کل کے دن بھوکا قید میں رکھا لیکن دوسرے نے آکر اس کو کھانا کھلا دیا تو حانث ہو جائے گا (فتاویٰ کبریٰ، خلاصہ)، کوئی شخص فلاں کو تکلیف نہ دینے کی قسم کھائے، اس کے بعد اس کو قید کرے تو قسم نہیں ٹوٹے گی، الا یہ کہ وہ قسم میں اس کی بھی نیت کرے (کہ قید بھی نہیں کریگا)، فتاویٰ میں اسی طرح مذکور ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ قید کرنا معمولی تکلیف ہے لہٰذا اس قسم کے تحت نہیں آئے گا۔ نیز فتاویٰ میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کرتی ہوئی یوں کہے کہ آپ مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں اس پر خاوند کہے کہ اگر میں تجھے تکلیف دوں تو تجھے طلاق ہے پھر وہ بستر پر

---

[1] کسی نے کوزہ کا پانی نہ پینے کی قسم کھائی تو قسم منعقد ہونے کے لئے اس میں پانی کا ہونا ضروری نہیں ہے ۱۲

آجائے اور شوہر صحبت کرے تو اگر جبراً اس سے صحبت کی ہے تو گویا اس کو تکلیف دی لہٰذا طلاق پڑ جائے گی اور اگر وہ رضامند تھی تو طلاق نہیں پڑے گی (ذخیرہ) ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھ کو نقصان نہ پہنچاؤں یا یوں کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ بدسلوکی نہ کروں تو تجھے تین طلاقیں ہیں، اس کے بعد چند ماہ غائب رہا اور نان و نفقہ بھی نہیں دیا اور اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری کو نکاح میں لے آیا اب اہل خانہ زوجہ سے کہنے لگے کہ تیرے شوہر نے بُرا کیا اور تجھ کو نقصان پہنچایا اس پر وہ بولی کہ اُس نے میرے ساتھ نہ بُرا کیا اور نہ نقصان پہنچایا تو قول عورت کا معتبر ہوگا۔ اور خاوند کے حانث نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر شوہر بیوی سے یوں کہے کہ اگر میں تجھے نقصان نہ پہنچاؤں یا بدسلوکی نہ کروں تو تجھے تین طلاق، پھر نقصان پہنچانے کے ارادہ سے ایسا کرے تو حانث ہو جائیگا (محیط سرخسی)

کوئی شخص یوں کہے کہ اگر مرا سرزنش کنی فکذا (اگر مجھے ملامت کرے تو ایسا ہے) تو سامنے ملامت کرنے پر حانث ہو جائے گا۔ کسی نے یوں کہا کہ اگر مرا بر[1] سر زنی اس صورت میں اگر کوئی قرینہ موجود ہے تو منّت اور احسان مراد لیں گے ورنہ سر پر مارنا ہی مراد لیا جائے گا۔ کسی نے اپنی بیوی کو تکلیف نہ پہنچانے کی قسم کھائی، اس کے بعد اس کے کپڑے پر نجاست لگ گئی، اس نے بیوی سے کہا کہ اسے دھو دے اس نے انکار کر دیا اس پر وہ بولا کہ زہرہ نداراں بشوی (ناگواری کے باوجود دھو دے) تو بعض کے نزدیک حانث نہیں ہوگا۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث ہو جائے گا۔ اور اسی پر فتوی ہے (وجیز کردری) قدوری میں امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے طلاق ہے یا بخدا میں آج خادم کو ماروں گا، چنانچہ اسی دن مارا تو وہ اپنے حلف میں سچا ہوگا اور طلاق نہیں پڑے گی۔ اور اگر یہ دن گذر جائے اور خادم کو نہ مارے تو حانث ہو جائے گا اور اسے اختیار ہوگا خواہ بیوی پر طلاق واقع کر دے یا اپنے اوپر قسم کو واجب کر لے، اور اگر وہ اسی دن یہ کہدے کہ میں وقوع طلاق کو اختیار کر چکا تو طلاق کا ثبوت ہو جائے گا اور حلف باطل ہو جائیگا۔ اور اگر اسی دن یوں کہے کہ قسم کو میں نے اپنے اوپر لازم اور طلاق کو کالعدم قرار دیا تو طلاق باطل نہ ہوگی اور اگر خادم پٹائی سے قبل مر گیا تو وہ مختار ہوگا چاہے طلاق واقع کر دے یا قسم کا کفارہ دیدے، اور اگر خود حلف والا ہی انتقال کر جائے تو قسم ٹوٹیگی یا طلاق پڑے گی مگر چونکہ بیان کرنے سے قبل مر گیا ہے اس لئے طلاق کا وقوع نہ ہوگا اور عورت کو میراث ملیگی۔ خادم کی موت کی صورت میں اس کو دیانۃً اختیار دیا گیا ہے اس لئے اس پر قاضی کو جبر کا حق نہ ہوگا کیونکہ کفارہ اور طلاق میں ایک کا اختیار ہے، اور ایک حکم میں داخل نہیں ہے لہٰذا اس پر قاضی اس کو لازم نہیں کرے گا۔ لیکن بجائے کفارہ کے کسی دیگر عورت کی طلاق کا معاملہ ہو تو قاضی کو حق ہوگا کہ وہ بیان کے لئے جبر کرے چونکہ لا محالہ طلاق پڑتی ہے اور وہ حکم کے اندر داخل ہے (محیط)

کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں تجھ کو برا بھلا کہوں تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس سے بولا کہ تجھ میں اللہ تعالیٰ برکت نہ دے تو غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر یوں کہا کہ نہ تو نہ میرے اہل و عیال اور نہ تیرا مال (بابرکت ہو) تو غلام آزاد ہو جائے گا چونکہ یہ بدکلامی ہے (ظہیریہ) کسی نے اپنی بیوی کو کسی چیز میں بھی متہم نہ کرنے کی قسم کھائی، اس کے بعد بیوی سے بولا کہ خدا جانے تو کیا کر چکی ہے تو حانث نہیں ہوگا (خلاصہ) کسی نے حلف کیا کہ فلاں کو زنا کی تہمت نہیں لگاؤں گا اس کے بعد فلاں سے بولا کہ او بدکار زانیہ کے بچے تو وہ قسم میں حانث ہو جائے گا فتوی کے لئے یہی قول راجح ہے۔ کیونکہ ہماری بستی اور ہمارے ماحول میں اس کو تہمت زنا سمجھا جاتا ہے۔

---

[1] اس کے دو معنی ہیں (۱) اگر تو نے احسان جتایا (۲) اگر تو نے سر پر مارا تو....

کسی نے قسم کھائی کہ تہمت زنا کسی کو نہیں لگائے گا یا کسی کو گالی نہیں دے گا اس کے بعد اس نے کسی وفات یافتہ مرحوم کو تہمت زنا لگائی یا گالی دی تو حانث ہو جائے گا (فتاوی قاضی خاں) کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے بہتر ہوں جبکہ قسم کھانیوالا چور یا شرابی ہے اور فلاں لوگوں میں نیک اور ذی علم مشہور ہے تو قضاءً وہ حانث ہو جائے گا (عتابیہ) کسی نے اپنے مال کو اپنے مکان میں دفن کر دیا پھر تلاش کرنے پر نہیں ملا چنانچہ اس نے قسم کھائی کہ مال ضائع ہو گیا اس کے بعد وہ مل جائے تو اگر کسی دیگر شخص نے لینے کے بعد وہاں نہ رکھا ہو تو حانث ہو جائے گا، ہاں اگر اس کا منشا یہ ہو کہ میں نے تلاش کے باوجود نہیں پایا (تو گویا فنا ہو گیا) تو حانث نہیں ہو گا (فتاوی قاضی خاں) کسی نے قسم کھائی کہ اس معین شئی کو نہ میں نے چرایا اور نہ دیکھا حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کو دیکھ چکا ہے (لیکن چوری نہ کی ہو) تو حانث نہیں ہو گا۔ مختار قول یہی ہے (فتاوی کبریٰ)

کاشتکار یا اس کے وکیل نے نہ چرانے کی قسم کھائی درانحالیکہ وہ اپنے گھر ایسے انگور یا میوے لاتا ہو جو باغ والے اور اس کے درمیان مشترک ہیں تو فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کاشتکار یا وکیل کھانے کی غرض سے لائے ہیں تو چوری میں شمار نہ ہوں گے لیکن اگر اناج میں سے تنہا کچھ لیا ہے اور بطور حفاظت نہیں ہے تو وہ چوری ہے' کاشتکار یا وکیل کے علاوہ کوئی دوسرا پوشیدہ طور پر کچھ لے تو وہ چوری ہے اگر کاشتکار یا وکیل نے کوئی چیز لی مالک نے دیکھ بھی لیا اور تاوان نہیں لیا بلکہ راضی ہے تو وہ حانث نہیں ہونگے اور اگر راضی نہیں ہے تو قسم ٹوٹنے کا حکم موزدں ہے (ظہیریہ) کسی کا گھوڑا سرائے سے غائب ہو گیا وہ بولا کہ اگر یہ میرے گھوڑے کوے گئے ہوں تو میں بخدا یہاں قیام نہ کروں گا تو فقہاء فرماتے ہیں کہ حلف کرنے والے سے پوچھا جائے اگر اس کی نیت کمرہ یا سرائے یا شہر میں قیام نہ کرنے کی ہے تو نیت پر فیصلہ ہو گا۔ اور اگر کسی طرح کی نیت نہ ہو تو پھر قسم کا تعلق سرائے میں قیام نہ کرنے سے متعلق ہو گا۔

کسی عورت کا لڑکا اجنبی کے ساتھ رہتا ہے' اس کا شوہر اس سے بولا کہ اگر تیرا فلاں لڑکا ہمارے ہمراہ قیام پذیر نہ ہوتا ہم اسے تھوڑا کچھ میرے مال میں سے جب بھی تو دیگی تو تجھے طلاق ہے پھر وہ آکر ایک سال تک ان دونوں کے ہمراہ مقیم رہا پھر غائب ہو گیا۔ تب عورت بولی کہ میں تیرے مال میں سے اپنے بیٹے کو کچھ دے چکی ہوں اور تو حانث ہو گیا! لہٰذا شوہر اگر اس کے قول کو غلط قرار دے تو شوہر کا قول قابل قبول ہو گا اور اگر اس کی تصدیق کر دے اور عورت لڑکے کے ان کے پاس آکر رہنے سے قبل اور شوہر کے حلف کے بعد کچھ دے چکی ہو تو طلاق ہو جائے گی (فتاوی قاضی خاں) کسی نے دوسرے پر کپڑا چرانے کا دعویٰ کیا پھر مدعیٰ علیہ اس کا کپڑا لینے کے بعد کہے کہ میری بیوی کو طلاق اگر میں نے تیرا کپڑا اٹھایا ہو' اس شکل میں بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کپڑا چرایا نہیں ہے۔ تو طلاق نہیں پڑے گی' اور بعض نے فرمایا کہ قضاءً طلاق نہ پڑے گی (دیانتہً پڑ جائے گی)، ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے لیکن پہلا قول زیادہ ظاہر ہے۔ کسی شخص نے دوسرے کا کپڑا چرایا پھر چور نے مالک کو روپیہ دیدیئے پھر مالک چوری کا انکار کرے اور قسم کھائے تو فقیہ ابوالقاسم صفار فرماتے ہیں کہ اگر کپڑا چور کے قبضہ نکل چکا ہے تو وہ حانث نہیں ہو گا اور اگر اس کے پاس موجود ہو تب بھی میں نہیں کہتا کہ وہ حانث ہو گا، دیگر فقہاء کے نزدیک کپڑا اگر اس کے پاس ہے تو بلا شبہ مالک حانث ہے اور اگر چور کے قبضہ سے نکل چکا ہے تو فقیہ کے دیئے ہوئے مذکورہ جواب میں ایک طرح کا اشکال ہے۔

کسی نے قسم کھا کر کہا کہ فلاں نے میرے کپڑے چرا لئے یا کہا کہ فلاں نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اس نے ایک ہی کپڑا چرایا تھا یا ایک ہی کپڑا پھاڑا تھا تو فرماتے ہیں کہ حانث نہیں ہو گا اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا پہلا قول زیادہ ظاہر ہے (محیط)

ایک شخص نشہ میں تھا، ہوش میں آنے کے بعد ساتھیوں سے کہتا ہے کہ میری جیب میں ۴۵ روپیہ تھے اور وہ تم نے نکال لئے، وہ انکار کر رہے ہیں اس پر وہ حلف کرتا ہے کہ اگر آج میری جیب میں ۴۵ درہم کہ جس میں ۴۰ غطریفی اور پانچ عدلی نہ ہوں تو میری بیوی کو طلاق ہے دراںحالیکہ اس دن اس کی جیب میں چالیس عدلی اور پانچ غطریفی درہم تھے تو مجملاً تو ٹھیک بتائے لیکن تفصیل میں اس نے غلطی کی۔ تو فقہا فرماتے ہیں کہ اگر تفصیل حلف کے ساتھ ملا کر بتائی ہے تب تو حانث ہوگا ورنہ نہیں۔

اور اگر جیب میں غطریفی اور عدلی درہم تھے کہ اگر عدلی کو غطریفی کے ساتھ جوڑ لیں تو ۴۰ ہو جائیں اور وہ مجموعہ ملا کر کہے کہ اگر میں اپنی جیب میں ۴۰ غطریفی نہ رکھتا ہوں اتنے غطریفی ہیں اور اتنے عدلی ہیں کل رقم تو ٹھیک بتا دے لیکن تفصیل میں غلطی کر دے تو فقہا فرماتے ہیں، اگر اس نے بعینہٖ غطریفی درہم مراد لئے ہیں تو حانث ہو جائے گا، تفصیل ٹھیک بتائی ہو یا غلط، ملا کر کہا ہو یا جدا جدا (فتاویٰ قاضی خاں)، کسی نے حلف کیا کہ فلاں کا کچھ غصب نہیں کرے گا اس کے بعد شب میں اس کے پاس پہنچکر بے خبری میں اس کا سامان چرا لیا یا اس کے پاس جنگل میں پہنچ کر سر کے نیچے سے اس کی جگہ در کھینچ لی اور اس کو علم نہ ہو سکا یا اس کی آستین میں سے دراہم کی تھیلی تراش لی، یا شب میں اس کے پاس پہنچکر جھگڑا کیا اور مار پیٹ کر کے اس کا سامان نکال کر لے گیا، تو وہ غصب کرنے والا نہیں بلکہ چور قرار دیا جائے گا اور اس چوری میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے (خزانۃ المفتیین)

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے یہاں چوری نہیں کریگا پھر لڑ جھگڑ کر کچھ مال لے لے تو حانث ہو جائے گا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں کے یہاں نہ چوری کریگا اور نہ غصب کرے گا اس کے بعد زبردستی کر کے مال لے لے تو غصب والی قسم میں حانث ہو جائے گا چوری والی میں نہیں (محیط) کسی شخص نے بحلف دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے مال میں خیانت نہیں کی دراںحالیکہ اس کی بیوی اس کی اجازت اور رضامندی سے خیانت کر چکی ہے تو حانث نہیں ہوگا۔ کوئی سائی[2] کہے کہ اس سے پہلے کسی کا دس درہم سے زیادہ نقصان کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے اس کے بعد اپنی ہی بیوی کا دس درہم سے زائد نقصان کر دے تو صحیح یہی ہے کہ طلاق پڑ جائے گی (وجیز کردری) واللہ اعلم بالصواب

بارھواں باب

روپئے پیسے کے تقاضہ کے سلسلہ میں قسم کھانا

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے اپنا حق ضرور وصول کروں گا یا کہا کہ ضرور قبضہ کر لوں گا اس کے بعد خود وصول کرے یا اس کا وکیل تب بھی وہ اپنی قسم میں پورا اترا۔ اور اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ براہ راست خود لیگا تو قضاءً اور دیانۃً اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی اسی طرح فلاں کے وکیل سے خود لیا تب بھی قسم میں سچا ہے اسی طرح اگر اس شخص سے لیا جو قرضدار کے مال کا اس کے حکم سے کفیل بن چکا ہے یا اسی شخص سے وصول کیا جس کے اوپر قرضدار نے قرض کو اتار دیا ہے تو وہ قسم میں سچا ثابت ہوگا (ذخیرہ) اور اگر کسی شخص سے بغیر مقروض کے حکم کے لیا یا اس سے لیا جسے کفالت کا یا قرض اتارنے کا قرضدار نے حکم نہیں دیا ہے تو اس صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی۔ فقہا نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے قرض کے عوض بیع فاسد کے طور پر غلام خرید کر اس پر قبضہ کرے، تو اگر غلام کی قیمت قرض کی برابر ہے تو وہ اپنا قرض وصول کرنے

[1] قیمت مراد نہیں لی ہے [2] حاکم کی طرف سے صدقات وغیرہ وصول کرنیوالا ۱۲۔

والا شمار ہوگا اور قسم نہیں ٹوٹے گی، اور اگر قیمت قرض کی برابر نہ ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر حلف والا اپنے قرض کی بقدر مقروض کا مال غصب کرلے تب بھی اپنے حلف میں وہ سچا ہے۔ اسی طرح اپنے حق کی برابر اگر اس کے دینار یا سامان ضائع کردے تو یہی حکم ہے (بدائع)

اگر قرض خواہ نے قسم کھائی کہ ضرور وصول کریگا لیکن وقت متعین نہیں کیا۔ اس کے بعد مقروض کو حق سے بری الذمہ کردیا یا ہبہ کردیا تو قسم ٹوٹ جائیگی، اور اگر وقت متعین کردیا اس کے بعد وقت معین سے قبل بری الذمہ کردیا تو قسم ساقط ہوگی اور وہ وقت آنے پر حانث نہیں ہوگا، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ یہی فرماتے ہیں۔ اور اگر اپنا قرض وصول کرلیا لیکن دراہم کھوٹے[1] یا غیر مروجہ پائے تب بھی یہ قبضہ شمار ہوگا اور وہ اپنی قسم میں سچا ثابت ہوگا خواہ قسم قبضہ پر ہوئی ہو یا ادائیگی پر، اور ان دراہم کے ستوقے ہونے کی صورت میں حق پر قبضہ شمار نہ ہوگا اور اگر کوئی اپنے حق کے بجائے کپڑا لیلے پھر اس کے عیب دار ہونے کی وجہ سے لوٹا دے یا اس میں کسی کا حق ہو تب بھی، وہ اپنے حلف میں سچا ہے (ایضاح) ایک شخص نے قسم کھائی کہ قرض دار پر جو میرا واجب ہے اس پر قبضہ نہ کروں گا۔ اس کے بعد اس نے ایک شخص کے کہ جس کا اس پر کچھ واجب نہیں ہے قرضدار کو حوالہ کردیا اور رقم وغیرہ کا ذمہ دار بنادیا اور اس نے قرضدار سے وصول بھی کرلیا تو قرض خواہ کی قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ وہ قرض خواہ کا وکیل ہے، اور اگر اس نے قسم سے قبل حوالہ کیا تھا اور وکیل نے قسم کے بعد وصول یابی کی تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اسی طرح اگر کسی کو مقروض سے قرض کی وصولیابی کا وکیل بنایا پھر قسم کھائی کہ قرضدار پر جو کچھ ہے اس کو وصول نہ کریگا، قسم کے بعد وکیل نے وصول کرلیا تو قسم نہیں ٹوٹیگی۔ بعض فقہاء کا فرمان ہے کہ قسم ٹوٹ جائے گی (محیط) "مبسوط" کے اندر ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ جب تک قرضدار حق کی ادائیگی نہ کردے گا اس سے جدا نہیں ہوں گا۔ چنانچہ اس کے ساتھ لگا رہا، پھر قرضدار فرار ہوگیا تو حانث نہیں ہوگا، اور اگر یہ قسم کھائی کہ قرضدار سے جدا نہیں ہوگا۔ باقی مسئلہ اسی طرح ہو تو حانث ہو جائے گا۔ کسی نے قسم کھائی کہ تاوقتیکہ قرضدار پر جو میرا حق ہے وہ وصول نہ کرلوں اس سے علیحدہ نہ ہونگا اس کے بعد ایسے مقام پر بیٹھ گیا کہ اس کو دیکھ رہا ہے کہ کہیں اوجھل نہ ہو جائے اور اسکی نگہبانی کررہا ہے تو وہ اس سے علیحدہ شمار نہ ہوگا، اور اگر دونوں کے درمیان کوئی آڑ آجائے یا مسجد کا کوئی ستون حائل ہو جائے تب بھی قرضدار سے جدا قرار نہ دیں گے، اسی طرح ایک مسجد کے اندر ہے دوسرا باہر لیکن دروازہ کھلا ہے اور وہ اس کو دیکھ رہا ہے تب بھی الگ نہیں ہے اور اگر مسجد کی دیوار حائل ہو جائے اور دوسرا اندرون مسجد ہے تو جدا ہونے والا شمار ہوگا۔ اسی طرح اگر دونوں کے درمیان بند دروازہ حائل ہے، اور کنجی قسم کھانے والے کے پاس ہے جو دروازہ پر باہر بیٹھا ہوا ہے (تو قسم ٹوٹ جائے گی) یہ مسائل منتقی سے منقول ہیں۔

اور حیل کے اندر ہے کہ اگر قرض خواہ سو جائے یا مقروض سے غافل ہو جائے یا کوئی اسے باتوں میں لگائے اور مقروض فرار ہو جائے تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اگر نہ تو سویا اور نہ غفلت برتی اور مقروض چلا جائے لیکن قرض خواہ اس کے ساتھ نہ جائے اور حتی الامکان روکے بھی نہیں تو حانث ہو جائے گا۔ اور حیل کے اندر یہ بھی ہے کہ اگر مستقل رفاقت سے کوئی رکاوٹ پیش آجائے اور قرضدار فرار ہو جائے تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اگر قسم کھائی کہ قرضدار سے جدا نہ ہوگا تا آنکہ اس سے اپنا حق وصول کرلے پھر اس سے بطور رہن کچھ لے کر یا کفیل بنا کر (جدا ہو جائے) تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر رہن رکھی ہوئی شئی جدائی سے قبل ضائع ہو جائے اور اس کی قیمت قرض کی برابر ہو یا اس سے زائد تب قسم نہیں ٹوٹے گی (ذخیرہ) ایک شخص اپنے قرضدار کے دروازہ پر آیا اور قسم کھائی کہ اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا تا آنکہ اپنا حق وصول کرلوں اس کے بعد قرض دار نے آکر اس کو اس جگہ سے ہٹا دیا پھر وہ وصولیابی سے پہلے ہی خود چلا گیا، تو بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ قسم ٹوٹ جائیگی

[1] کھوٹے درہم جس پر چاندی کا پانی چڑھا دیا ہو ۱۲

اور بعض نے فرمایا کہ اگر اس کو اس طرح ہٹایا ہے کہ اپنے پیروں سے چلے بغیر دوسری جگہ گر پڑا، اس کے بعد خود چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ظہیریہ) اگر قرضدار قسم کھائے کہ فلاں کا حق ضرور دوں گا، پھر دوسرے کو ادائیگی کا حکم دیدے، یا قرض کسی پر ڈالدے اور قرضخواہ وصول کرے تو قسم میں سچا شمار ہوگا، اور اگر کوئی خود بطور احسان کے اس کی طرف سے ادا کر دے تو پھر وہ حلف سچا شمار نہ ہوگا، اور اگر وہ یہ نیت کرے کہ یہ کام خود ہی انجام دوں گا تو دیانۃً اور قضاءً اس کی تصدیق کی جائے گی۔ اور اگر قرضدار اس کا حق نہ دینے کی قسم کھائے پھر مذکورہ صورتوں میں کسی بھی انداز سے عطا کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر وہ اپنے ہاتھ سے نہ دینے کی نیت کرے تو قضاءً اس کے قول کی تصدیق نہیں کی جائے گی (ذخیرہ) ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ بخدا تیرے مال کی ادائیگی نہ کروں گا حتی کہ کوئی قاضی دینے کا فیصلہ کرے، اس کے بعد کوئی وکیل مقرر کیا، اس نے قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کیا، قاضی نے وکیل کو حکم دیا کہ وہ ادا کرے تو یہ فیصلہ مؤکل (قسم کھانیوالے) سے متعلق ہوگا، اور ادائیگی کے بعد وہ حانث نہیں ہوگا۔ کوئی شخص اپنے قرضدار سے کہتا ہے کہ بخدا اپنا حق تجھ سے وصول کرنے سے قبل تجھ سے جدا نہیں ہوں گا، پھر جدا ہونے سے پہلے قرض کے عوض قرض دار سے ایک غلام خریدے اور اس پر قبضہ کرنے سے قبل جدا ہو جائے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے قول کے مطابق تو حانث نہیں ہوگا جو اس کو اس صورت میں بھی حانث نہیں ٹھہراتے کہ قرض دار کو جدائی سے قبل قرضہ ہبہ کر دے اور وہ اس کو قبول کرلے پھر جدا ہو جائے یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ اور ان لوگوں کے قول کے مطابق کہ جو ہبہ میں حانث قرار دیتے ہیں جیسا کہ امام ابو یوسفؒ کا بھی قول ہے تو وہ حانث ہو جائے گا، یہ حکم اس وقت ہے جبکہ مبیع (بکا ہوا غلام)، پر قابض ہونے سے پہلے جدا ہو جائے اور اگر جدا نہیں ہوا تھا حتی کہ غلام بیچنے والے کے پاس انتقال کر گیا پھر جدا ہوا تو ہو جائے گا اگر قرضدار نے اس کے ہاتھ اسی قرض کے عوض دوسرے کا غلام بیچ دیا پھر غلام پر قبضہ کے بعد وہ قسم کھانے والا قرضخواہ قرضدار سے جدا ہو گیا اس کے بعد اسی غلام کے آقا نے اس میں اپنا حق ثابت کیا اور بیع کی اجازت نہیں دی تو قسم کھانیوالا حانث نہ ہوگا، اور اگر قرضدار نے غلام کو بایں شرط بیچے کہ اس میں مجھے اختیار ہے اور قسم کھانیوالا اس پر قبضہ کرلے پھر جدا ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر قرضہ عورت پر ہے اور یہ قسم کھائے کہ اپنا حق وصول کرتے تک اس سے جدا نہ ہوگا پھر اپنے واجب قرض کے عوض خود اس سے نکاح کرلے تو یہ اس کے قرضہ اور اگر قرضدار نے اپنے قرض کے عوض اس کے ہاتھ غلام یا باندی بیچ دی، اس کے فوراً بعد پتہ چلا کہ وہ مدبر یا مکاتب ہے یا باندی ام ولد ہے یا کسی دوسرے کا مدبر یا ام ولد ہے پھر قبضہ کے بعد قرض خواہ جدا ہو جائے تو قرض خواہ کی قسم نہیں ٹوٹے گی، اگر قرض خواہ ایک ہزار درہم (پورا قرضہ) قرض دار کو ہبہ کر دے اور وہ قبول کرے یا قرض خواہ اسے اپنے قرض خواہ کے حوالے کر دے کہ میرا جو واجب ہے وہ اسے دیدینا یا قرضدار نے قرض کا ذمہ دار دوسرے کو بنا دیا اس کے بعد قرض خواہ نے پہلے قرضدار کو بری الذمہ کر دیا پھر وہ قرضدار سے الگ ہوا۔ تو ان جملہ صورتوں میں حلف والے کی قسم نہیں ٹوٹیگی (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کا حق بالکل نہیں روکونگا اور نیت کچھ نہ ہو تو لوقت قسم ہی اس کی ادائیگی موثر ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اسی وقت سے ادائیگی میں لگ جائے، حتی کہ قسم سے فارغ ہوتے ہی اس میں نہ لگا تو اس کی قسم ٹوٹ جائیگی خواہ وہ مانگے یا نہ مانگے، اور اگر فلاں کے مانگنے کے بعد دبانے کی نیت کی یا اس کے علاوہ کسی مدت کی نیت کی تو پھر فیصلہ نیت کے مطابق ہوگا۔ اور اگر قرضخواہ سے حساب کر کے جتنا اس کا تھا دیدیا اور قرض خواہ نے اس کا اقرار بھی کر لیا، پھر چند دن کے بعد قرضخواہ اس سے ملا اور بولا کہ تیرے ذمہ میرا اس اس وجہ سے اتنا اتنا قرض مزید باقی ہے قرضدار کو یاد آگیا جب کہ دونوں بھول چکے تھے لہذا اگر وہ اسی وقت ادا کر دے تو حانث نہیں ہوگا۔ (ظہیریہ) اگر کسی نے قسم کھائی کہ وقت آنے پر کچھ باقی نہ رکھیگا تو معینہ وقت آنے پہ دیر نہ کرے اور اگر اس سے عمر بھر کا ارادہ کیا ہے تو حکم نیت کے مطابق ہوگا (عتابیہ)

اگر کسی نے قسم کھائی کہ مہینہ کے آغاز میں ضرور دیدوں گا، چنانچہ اس نے اگر پندرہ تاریخ سے قبل دیدئے تو قسم میں سچا شمار ہوگا ورنہ نہیں اور اگر قسم کھائی کہ اس کا قرض مہینہ کے بالکل شروع میں یا جس وقت چاند نکلے گا، ادا کردوں گا تو وہ چاند رات اور اس کے کل دن کے اندر ادائیگی کردے۔ اور اگر قسم کھائے کہ اس کے حق کی ادائیگی مہینہ کے شروع اور آخر میں ضرور کردونگا تو پندرہ۱۵، سولہ۱۶ دونوں تاریخوں کے اندر ادائیگی کردے۔ کسی نے قسم کھائی کہ نماز ظہر کے وقت اس کے حق کی ضرور ادائیگی کردوں گا، تو ظہر کا پورا وقت قابل اعتبار ہوگا اور اگر کہا کہ نماز ظہر پڑھ کر ادا کروں گا تو ظہر کے پورے وقت میں اسے اختیار ہوگا، قسم کھائی کہ مہینہ کے بالکل شروع میں اس کا قرض ادا کرونگا پھر اس سے پہلے ہی دیدیئے یا قرض خواہ نے بری الذمہ کردیا یا قرض خواہ کا انتقال ہوگیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک قسم ساقط ہوگئی اور اگر قرض دار مرجائے تو متفقہ طور پر قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ فلاں کو اس کا مال دیدوں گا اور فلاں پہلے ہی انتقال کرچکا ہے لیکن اس کو علم نہیں تھا تو حانث نہیں ہوگا، اور اگر علم تھا تو حانث ہوجائے گا، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث ہوجائیگا خواہ علم ہو یا نہ ہو (محیط سرخسی) کسی نے اگر قسم کھائی کہ پہلی نماز پڑھنے کے وقت اس کے قرض کی ادائیگی کروں گا تو ظہر کے اخیر وقت تک اسے ادائیگی کا حق ہوگا (فتاوی قاضی خاں) اور اگر کہے کہ طلوع آفتاب کے وقت یا جس وقت آفتاب نکلے تو پھر طلوع کے وقت سے سورج کے روشن ہونے تک اسے اختیار ہوگا اور اگر چاشت کے وقت کہا ہے تو سورج روشن ہونے کے بعد سے زوال تک ادا کرنے کا حق ہوگا (محیط) قرض دار نے قسم کھائی کہ تاوقتیکہ اس کا قرضہ یا مال ادا نہ کردیگا، شہر سے نہ نکلے گا پھر پورا قرض ادا کرنے سے قبل چلا جائے تو حانث ہوجائے گا، جیسے کوئی یوں قسم کھائے کہ اس کا قرض یا مال ادا نہیں کروں گا اس کے بعد تھوڑا ادا کردے تو قسم نہیں ٹوٹے گی دو چیز کردی اکسی نے قسم کھائی کہ میرا جو تجھ پر واجب ہے بخدا آج اس پر قبضہ نہ کروں گا پھر قسم کھانے والے نے اسی مال کے عوض اسی دن قرضدار کی باندی سے نکاح کرلیا اور صحبت بھی کرلی تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اسی طرح اگر قرضدار کا سر اتنا زخمی کردے کہ اس پر قصاص دیدلہ واجب ہو اور پانسو روپیہ (قرض) پر صلح ہوجائے تو یہ قصاص ہوگا اور اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط سرخسی)

امام محمدؒ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے قرضدار سے کہے کہ جس کے اوپر سو درہم ہیں، اگر میں یہ دراہم تجھ سے تھوڑے تھوڑے کرکے لوں تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس سے پچاس لے لئے اور باقی نہیں لئے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا تو حانث نہیں ہوگا جس طرح یکبارگی سو لینے سے حانث نہیں ہوگا، ہاں اگر شروع دن میں پچاس درہم وصول کئے اور دن کے آخری حصہ میں پچاس تو حانث ہوجائے گا۔

اگر وہ مقبوضہ دراہم کھوٹے یا غیر مروجہ پائے تب بھی قسم ٹوٹ جائیگی خواہ واپس کرکے ان کی جگہ دوسرے لے یا واپس نہ کرے اور نہ بدلہ میں لے یا واپس کردے لیکن بدلہ میں نہ لے اسی طرح اگر ان میں دوسرے کا حق ثابت ہوجائے (تب بھی مذکورہ حکم ہے)

اور اگر وہ دراہم ستوقہ (کھوٹے جنپر چاندی کا پانی ہو) یا رصاص (سیسہ کے) ہوں اور وہ اسی دن لوٹا کر دوسرے لے تو بدلہ میں لینے کے وقت حانث ہوجائے گا، اور اگر بدلہ میں نہیں لئے تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اگر یوں کہا کہ میں آج ان سو دراہم میں سے اگر تھوڑے تھوڑے کرکے لوں تو میرا غلام آزاد ہے چنانچہ اسی دن پچاس لے لئے تو جس وقت وہ لے گا غلام آزاد ہوجائے گا استحساناً اور اگر اس دن کچھ نہیں لیا ہے تو نہیں۔ اور اگر حلف کے اندر دن اور وقت کا ذکر نہیں کیا مثلاً یوں کہا اگر میں قرض کے سو درہم تھوڑے تھوڑے کرکے لوں تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد پچاس لے لے، تو وصولیابی کے وقت ہی حانث ہوجائے گا۔ اور اگر یہی کہا تھا کہ اگر تھوڑے تھوڑے

سنہ تو قسم نہیں ٹوٹیگی ۱۲ پندرہویں تاریخ شروع ماہ کا آخری دن اور سولہویں تاریخ اخیر ماہ کا پہلا دن ہے ۱۲ کوئی قید نہیں لگائی تھی اس لئے کل ادا کرنے پر قسم ٹوٹیگی ۱۲ یعنی غلام آزاد ہوجائے گا۔ ۱۲

درہم پر قبضہ کروں تو ..... پھر قرضدار اس کو پچاس درہم وزن کر کے دیدے پھر اسی مجلس میں مزید پچاس وزن کر کے دیدے تو جب تک وزن کے کام میں مشغول رہے گا استحساناً حانث نہیں ہوگا اور اگر باقی کے وزن سے قبل کسی اور کام میں لگ گیا تو ہمارے تینوں ائمہ امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ کے نزدیک استحساناً حانث ہوجائے گا۔ اور اگر یوں کہا کہ بخدا میرا جو تجھ پر قرض ہے وہ یکمشت ہی لوں گا یا ایک دفعہ میں لوں گا، اس کے بعد ایک ایک درہم وزن کرے اور ایک ایک کو وزن کر کے دیتا رہے تو حانث نہیں ہوگا اور اگر اسی مجلس میں وزن کے درمیان دوسرے کام میں لگ جائے تو حانث ہوجائے گا (شرح جامع کبیر للحصیری)

اور اگر یوں کہا کہ میرا مال جو فلاں پر واجب ہے اگر تھوڑا تھوڑا کر کے قبضہ کروں تو سب مسکینوں پر صدقہ ہوگا اس کے بعد نو درہم پر قبضہ کیا اور وہ کسی کو ہبہ کر دئے پھر ایک درہم پر قبضہ کیا تو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ یہی حکم اس وقت ہے جب کہ کہے کہ میرا مال جو تجھ پر واجب اس پر اگر قبضہ نہ کروں..... اور اگر حلف کیا کہ اگر میں ان دراہم پر قبضہ نہ کروں جو میرے تجھ پر واجب ہیں تو..... بعدہٗ ان کے عوض اشرفیوں یا دیگر سامان پر قبضہ کرے تو حانث نہیں ہوگا۔ اور ہبہ کردہ مال کا اس پر ضمان آئے گا اور ضمان کا صدقہ کرے (ظہیریہ) کوئی شخص یوں کہے کہ میرا مال جو تجھ پر واجب ہے اس کے بدلہ اگر میں دراہم وصول نہ کروں تو میرا غلام آزاد ہے۔ اس کے بعد بجائے درہم کے اشرفیاں یا دیگر سامان وصول کرے تو غلام آزاد ہوجائے گا۔ کوئی اگر یوں کہے کہ میرا وہ مال جو تجھ پر واجب ہے وزن کر کے وصول نہ کروں تو ایسا ہو[1] اس کے بعد ایسی چیز وصول کی جو اس کے واجب شدہ حق کی جنس سے نہیں ہے خواہ وہ وزن کی جانے والی ہو یا نہ ہو۔ تو وہ اپنے حلف میں سچا شمار نہ ہوگا، اس لئے کہ جب اس نے اس شئی کو وزن کے ساتھ مقید کر دیا تو لفظ کا عموم ختم ہوگیا لہٰذا خاص الخاص یعنی عین حق پر قبضہ ضروری ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر میں اپنے مال (دراہم) پر جو تیرے پاس تھیلی میں ہے قبضہ نہ کروں تو......، اس کے بعد قرضدار اس کو بجائے دراہم کے اشرفیاں یا سامان دیدے تو حانث ہوجائے گا کیونکہ لفظ کی عمومیت جب ختم ہوجائے۔ تو پھر عین حق پر قبضہ مراد ہوگا (جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا) اور اگر وزن سے اپنے قرض کی وصولیابی مراد لے تو عنداللہ اس کی تصدیق کی جائے گی لیکن قضاءً نہیں (شرح جامع صغیر لقاضی خاں) اگر کسی نے حلف کیا کہ میرا مال جو تجھ پر واجب ہے اس کے عوض اگر میں تجھ سے دراہم تو وصول کرلوں تو ایسا ہے۔ پھر قرضدار قرض خواہ سے ایک درہم قرض لے اور اس کو قرضہ میں ادا کر دے پھر دوبارہ اس سے قرض لے اور ادا کر دے اسی طرح مسلسل ایک ہی درہم بطور قرض لیتا رہے اور اس کا قرض (پہلا) ادا کرتا رہے) تو حانث ہوجائے گا اور اگر تین درہم قرض لئے اور مسلسل اسی طرح تین درہم لیتا رہا اور قرض ادا کرتا رہا حتی کہ اس (پچھلا) قرض سارا ادا کر دیا حتی کہ کل دراہم کی وصولیابی ایک درہم سے ہوگئی۔ تو قرض خواہ اپنے حلف میں سچا ثابت ہوگا۔ کسی نے قسم کھائی کہ فلاں پر جو قرض ہے وہ وزن کر کے لوں گا اس کے بعد فلاں نے بغیر وزن کے اسے دیدیا تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر قرض خواہ کے وکیل نے وزن کر کے لیا تو پھر وہ قسم میں سچا ہے۔ اسی طرح اگر مقروض نے اپنے قرض کو وزن کر کے دینے کا حلف کیا اس کے بعد اس کے وکیل نے وزن کر دئے تو وہ اپنے حلف میں سچا ہے۔

اسی طرح اگر قرض خواہ اور قرضدار مذکورہ طریقہ پر حلف کریں پھر حلف کردہ کام کیلئے ہر ایک وکیل مقرر کر دے تو وکیل کا کام ان کا اپنا کام شمار ہوگا، اسی طرح حلف کرنے سے قبل ہر ایک نے وکیل بنایا ہو پھر دونوں کے وکیل نے حلف کے بعد حلف کے مطابق کوئی کام کیا، تو ہر ایک کا حلف پورا ہوگیا، چونکہ ہر ایک کی جانب سے وکیل بنانا دائمی ہے، لہٰذا حلف کے بعد بھی وکالت باقی رہے گی،

[1] مثلاً غلام آزاد ہے ۱۲

گویا ہر ایک نے حلف کے بعد از سر نو وکیل بنایا (یہ تفصیل کتاب "الجامع" کے اخیر حصہ میں مذکور ہے)

یہ مسئلہ ان فقہاء کی تائید کرتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر قرض خواہ نے کسی کو اپنے قرض پر قبضہ کرنے کیلئے وکیل بنایا پھر خود قبضہ نہ کرنے کی قسم کھالی اور قسم کے بعد وکیل نے اس پر قبضہ کرلیا تو حلف کرنے والے کی قسم ٹوٹ جانی چاہیئے (محیط)

فائدہ :۔ سبب وہی ہے کہ وکالت باقی رہنے والا فعل ہے گویا قسم کے بعد قبضہ کیلئے از سر نو وکیل بنایا اور وکیل کا فعل مؤکل کا اپنا فعل ثابت ہوتا ہے:۔ کسی قرضدار نے اپنے قرض خواہ سے کہا کہ بخدا جمعرات تک تمہارا قرض ادا کردوں گا پھر جمعرات کی فجر طلوع ہوگئی لیکن ابھی تک ادائیگی نہیں ہے تو قسم ٹوٹ جائے گی چونکہ اس نے جمعرات کو انتہا قرار دیا ہے اور غایت وانتہا معین کردہ مابقی مدت میں داخل نہیں ہوتی، لیکن اگر (وہ شئی پہلے سے داخل تھی) نکالنے کے لئے انتہا کا ذکر کیا ہے (تو اس کے بعد والی چیزیں نکلیں گی)

اگر کسی نے یوں کہا کہ بخدا تیرا قرض پانچ دن تک ادا کردوں گا تو پانچویں دن کے غروب شمس تک (اگر ادا کردیا تو) قسم نہیں ٹوٹیگی، (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر قسم کھائی کہ آج قرضدار سے اپنے قرض کی وصولیابی نہ کرونگا، اس کے بعد قرض خواہ قرضدار سے اسی دن کوئی چیز (قرض کے عوض) خریدے اور اس پر اسی دن قبضہ کرے تو قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر اس پر اگلے دن قابض ہو تو نہیں ٹوٹے گی، اور اگر قسم کے بعد کوئی چیز قرضدار سے بیع فاسد کے طور پر خریدی اور اس پر قبضہ بھی کرلیا تو اگر اس کی قیمت قرض کی برابر ہے یا اس سے زائد تو قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر کم ہے تو نہیں۔ اور اگر اس دن قرضدار کے مال میں سے کچھ ضائع کردے تو اس صورت میں اگر ضائع شدہ شئی مثلی[1] ہے (کہ اس کے مانند تاوان دینا پڑتا ہو قیمت نہیں) تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

اور اگر قیمت دی جاتی ہو تو اگر اس کی قیمت بقدر قرض ہے یا زیادہ تو قسم ٹوٹ جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ پہلے چھینی ہو پھر ضائع کی ہو اور غصب کئے بغیر ضائع کردی مثلاً جلادی تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ظہیریہ) قرضدار اپنے قرضخواہ سے کہے کہ اگر میں کل تیرے مال کی ادائیگی نہ کروں تو میرا غلام آزاد ہے، اس کے بعد قرضخواہ غائب ہوگیا تو فقہاء فرماتے ہیں کہ قرض کا مال قاضی کے حوالے کردے، اگر حوالہ کردیا تو حانث نہیں ہوگا اور قرض سے بری الذمہ ہوجائے گا اور اگر وہ ایسے مقام پر ہے کہ وہاں قاضی نہیں ہے تو حانث ہوجائیگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر قرض خواہ حاضر ہو لیکن وہ مال کو قبول نہ کرے تو اگر قرضدار اس کے سامنے مال کو اس طرح رکھدے کہ اگر وہ قبضہ کرنا چاہے تو باسانی کرسکے تو قرضدار کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور قرض سے بری الذمہ ہوجائے گا۔ اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ غصب شدہ مال پر قبضہ نہیں کرے گا اور غصب کرنیوالا مال کو اسی طرح سامنے رکھدے تو بری الذمہ ہوجائے گا۔ اور حانث نہیں ہوگا (خلاصہ)

منتقی کے اندر ہے کہ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص اپنے قرضدار سے کہے کہ بخدا میں تجھ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک آج تو میرا قرض ادا کردے اور اس کا منشا یہ ہے کہ ساتھ رہنا نہ چھوڑونگا جب تک کہ تو میرا حق ادا نہ کردے۔ اس کے بعد وہ دن بیت جائے اور اس کی رفاقت نہ چھوڑے اور قرضدار نے ادائیگی بھی نہ کی ہو تب بھی حانث نہیں ہوگا۔ اور یہ دن بیت جانے کے بعد اگر جدائی ہوگئی تو حانث ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر یوں کہا کہ تجھ سے جدا نہیں ہونگا یہاں تک کہ آج تجھے بادشاہ کے پاس پہنچادوں یا یوں کہے، یہاں تک کہ بادشاہ مجھ سے چھٹکارا دلادے اس کے بعد یہ دن گذر گیا اور اس سے جدا نہ ہوا اور نہ بادشاہ کے پاس پہنچایا اور نہ بادشاہ نے اسے چھٹکارا دلایا تب بھی یہی حکم رہے گا بس اس سے

---

[1] کہ جس کے مجموعہ کی قیمت افراد یا اجزاء پر برابر تقسیم ہوسکے وہ مثلی ہے ورنہ قیمت والی ہے ۱۲

علیحدگی ہی اختیار کرنے سے حانث ہوگا۔ اور اگر وہ لفظ "آج" "دن" کو پہلے ذکر کرے اور کہے کہ آج میں تجھ سے جدا نہیں ہونگا یہاں تک کہ تو میرا حق ادا کردے، اس کے بعد دن گذر جائے اور جدا بھی نہیں ہوا اور نہ اس کا حق دیا تو حانث نہیں ہوا اور اگر آج کا دن گذرنے کے بعد علیحدہ ہو جائے تب بھی حانث نہیں ہوگا (محیط) اگر قسم کھائی کہ فلاں سے تقاضہ نہ کروں گا اس کے بعد اس کے ساتھ لگا رہا اور تقاضہ نہیں کیا تو حانث نہیں ہوگا (ظہیریہ)

اگر قرضخواہ نے حلف کیا کہ تجھ پر جو میرا مال ہے اگر وہ کل نہ لوں تو میری بیوی کو طلاق ہے اور قرضدار نے بھی قسم کھالی کہ کل نہیں دوں گا، اس کے بعد قرضخواہ نے زبردستی اس سے لے لے تو دونوں حانث نہیں ہوں گے، اور اگر جبراً وصول کرنا ممکن نہ ہو تو اسے قاضی کے یہاں کھینچ کرلے جائے اور جب اس کے یہاں مقدمہ دائر کردیا تو وہ اپنے حلف میں سچا شمار ہوگا۔

کوئی اپنے قرضدار سے قسم لے اور وہ کہے کہ بخدا تیرا حق فلاں دن ادا کردوں گا اور ہاتھ میں ہاتھ دیدوں گا اور بغیر تیری اجازت کے نہیں جاؤں گا، اس کے بعد قسم کھانے والا قرضدار آیا۔ اور اسی دن حق کی ادائیگی کردی لیکن ہاتھ نہیں پکڑا اور بغیر اجازت کے چلا گیا تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اپنا مال تجھ پر نہیں چھوڑوں گا اور قسم کھالی، اس کے بعد اسے قاضی کے سامنے پیش کردیا، قاضی نے اسے قید کردیا۔ یا قسم لے لی تو صاحب مال اپنی قسم میں سچا ثابت ہوا، (خلاصہ) اسی طرح اگر قاضی کے سامنے پیش نہ کرے لیکن رات تک اس کے ساتھ لگا رہے تب بھی سچا ہے (محیط سرخسی) اگر کسی نے یوں قسم کھائی کہ ادائیگی مال کا وقت آتے ہی، یا وقت ہونے پر یا جب وہ وقت آئے گا یا جس وقت ادائیگی کی مدت آئے گی ادا کروں گا اور نیت کچھ نہ ہو وہ وقت آتے ہی اُسے ادا کرنا ہوگا اگر اس سے زیادہ تاخیر کریگا تو قسم ٹوٹ جائے گی (مبسوط) کسی نے قسم کھائی کہ فلاں دن ضرور ادائیگی کردے گا، پھر اس دن سے قبل ہی ادا کردے یا قرضخواہ اسے ہبہ کردے یا بری الذمہ کردے اس کے بعد متعین دن آیا درانحالیکہ اس پر کچھ باقی نہیں ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حانث نہیں ہوگا، اور اگر قرضخواہ مرجائے اور وہ ورثہ کو دیدے یا وصی کو ادا کردے تب تو قسم میں سچا ہے ورنہ حانث ہے (وجیز کردری)

کسی نے اپنی بیوی کے بارے میں قسم کھائی کہ ہر روز اسے اگر درہم نہ دوں تو اسے طلاق ہے، چنانچہ کبھی تو اسے بوقت غروب دیتا ہے اور کبھی وقت عشاء، تو فقہاء نے فرمایا کہ عطا کرنے سے اگر کوئی رات دن خالی نہیں ہے (کہ دن رات میں کسی بھی وقت دیدیتا ہے) تو حلف میں سچا ہے (طلاق نہیں پڑیگی) (البحر الرائق)، کسی نے قسم کھائی کہ فلاں پر جو میرا مال ہے اسے وصول کرنے میں ایک ماہ کی تاخیر نہیں کروں گا اس کے بعد ایک ماہ گذرنے تک خموشی اختیار کی تو قسم نہیں ٹوٹے گی چونکہ اس کا شمار تاخیر میں نہیں ہے (فتاوی کبریٰ)

فتاوی النسفی کے اندر ہے کہ کسی نے اپنے قرضدار سے حلف لیا کہ وہ اس سے منہ نہیں چھپائیگا۔ اور وقت متعین نہیں کیا پھر وہ اسے بلائے اور بلانے سے واقف ہوتے ہوئے بھی نہ آئے تو حانث ہوجائے گا، اور اگر چھپ کر بازار میں آجائے تو حانث نہیں ہوگا، اور اگر اس کو بلایا اور اس کو اس کا علم نہیں ہے۔ وہ نہیں آیا تو حانث نہیں ہوگا۔ اگر دو شخص قرضخواہ ہوں اور دونوں نے اسی طرح کا حلف لیا پھر اس نے ایک کا قرض ادا کردیا تو اس کے حق میں حلف باقی نہیں رہے گا (خلاصہ) شیخ اوزجندی سے معلوم کیا گیا ہے کہ اگر قرضدار قرضخواہ سے کہے کہ عید کے دن اگر میں تیری ادائیگی نہ کروں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر عید کا دن ہوا مگر قاضی شہر نے کسی دلیل کی وجہ سے اسے عید کا دن قرار نہیں دیا اور نہ نماز عید پڑھی لیکن دوسرے شہر کے قاضی نے اسے روز عید قرار دیا۔ اور دوگانہ بھی پڑھا۔ تو فقہاء نے فرمایا کہ کسی بھی شہر کا قاضی اسے عید کا دن قرار دے اور نماز پڑھے تو مطلع مختلف نہ ہونے کی صورت میں دوسرے شہر والوں پر بھی اس کا

فیصلہ تسلیم کرنا ضروری ہے۔ جس طرح کہ رمضان کے ثبوت کا مسئلہ ہے۔ (محیط) اور اگر ہر ماہ قرضخواہ کو ایک درہم ادا کرنے کی قسم کھائے اور مخصوص نیت کچھ نہیں ہے اور آنا زماہ میں قسم کھائی ہے تو یہ ماہ بھی قسم میں داخل ہوگا۔ اور اس ماہ کے گذرنے سے قبل اس کو ایک درہم دیدینا چاہیئے؛ اور اخیر ماہ میں قسم کھانے کا بھی یہی حکم ہے' اسی طرح اگر یوں کہے کہ پورے مہینہ میں ... اسی طرح اس پر ایک ماہ گذرتے پر اگر قسط کی ادائیگی لازم ہو اس کے بعد ہر ماہ دینے کی قسم کھائے تو جس ماہ میں قسم کھائی ہے اس میں بھی قسط دینی ہوگی لہذا اخیر ماہ تک اگر ادائیگی کردی تو حلف میں سچا ہے' (مبسوط) کسی نے حلف کیا کہ فلاں کا جو مجھ پر واجب ہے اس کی ادائیگی کی پوری پوری کوشش کروں گا، تو وہ شخص اس مال کو بھی فروخت کر سکتا ہے جو قاضی کے یہاں نالش ہونے پر قاضی اس کی طرف سے بیچتا ہے (ظہیریہ)

مختلف مسائل

کسی نے قسم کھائی کہ میرا غلام آزاد ہے اگر میں سو درہم کے علاوہ دیگر کا مالک ہوں اور وہ اس سے کم کا مالک تھا تو حانث نہیں ہوگا اسی طرح جب کہ وہ صرف سو درہم کا مالک تھا تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اس کا غلام آزاد نہیں ہوگا۔ اگر سو درہم سے زائد اس کی ملکیت میں تھے تو حانث ہو جائے گا' اور اگر سو درہم تو نہیں تھے لیکن اس سو درہم سے زائد کی، کچھ اشرفیاں تھیں تو حانث ہو جائے گا' اسی طرح اگر اس کے پاس تجارت کے لئے غلام ہو' یا سامان تجارت یا وہ چرنے والے جانور ہوں جن پر زکوٰۃ کا وجوب ہوتا ہے تو حانث ہو جائے گا خواہ پورا نصاب ہو یا نہ ہو' اور اگر خدمت کرنے والے غلام کا مالک ہوا یا ان چیزوں کا کہ جس پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں ہوتا جیسے مکانات، جائداد' یا ایسا سامان جو تجارت کے لئے نہ ہو' تو حانث نہیں ہوگا (السراج الوہاج) کسی شخص کا انتقال ہوا اور اس نے وارث چھوڑا اور میت کا کسی پر قرض بھی ہے اس کے بعد وارث قرضدار سے آکر جھگڑنے لگے اور قرضدار قسم کھائے کہ مرنے والے کا مجھ پر کچھ نہیں ہے مگر اس کے مرنے کا علم نہیں ہے تو امید یہ ہے کہ قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر موت کا اسے علم ہے تو ٹوٹ جائے گی یہی پسندیدہ قول ہے (خلاصہ) مبسوط کے اندر لکھا ہے کہ کوئی شخص قسم کھائے کہ میرے پاس مال نہیں ہے' درانحالیکہ کسی مفلس یا مالدار پر اس کا قرض ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح اگر کوئی اس کے مال کو چھین کر ضائع کردے اور اس کا اعتراف بھی کرے یا انکار کرے لیکن مال بعینہ موجود ہے (تب بھی وہی حکم ہے) اور اگر چھینا ہوا مال موجود ہو اور چھیننے والا معترف بھی ہو تو اس کے اندر مشائخ فقہاء کی رائیں مختلف ہیں' اور اگر کسی کے پاس امانت میں تھا اور امانت رکھنے والا معترف بھی ہے' تو قسم ٹوٹ جائے گی' اسی طرح اگر اس کے پاس تجارت کا مال ہو' یا چرنے والے جانور ہوں (تب بھی یہی حکم ہے) اور اگر اس کے پاس سامان یا چرنے والے جانور ہوں تو استحساناً قسم نہیں ٹوٹے گی (محیط)

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں پر جس حق کا مدعی ہوں اس بارہ میں صلح نہیں کروں گا۔ اس کے بعد کسی کو وکیل بنا دیا' اس نے اس سے صلح کرلی' تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح قسم کھائی کہ فلاں پر نالش نہیں کروں گا پھر کسی کو اس کا وکیل بنا دیا تو بھی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم کھائی کہ بخدا فلاں سے مصالحت نہ کروں گا پھر صلح کے لئے دوسرے کو وکیل بنا دے اور وہ صلح کرلے تو قضاءً قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ صلح کے اندر وکیل کیلئے ذمہ داری نہیں ہے (محیط سرخسی) کسی نے قسم کھائی کہ یہ ہزار دراہم خرچ نہیں کروں گا اس کے بعد ان سے اپنے قرض کی ادائیگی کردے تو قسم نہیں ٹوٹے گی' کیونکہ عموماً اسے خرچ کرنا نہیں کہتے' بعض فقہاء نے فرمایا کہ قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر اس (قرض) میں نہ دینے کی بھی نیت کی ہے تو بالاتفاق حانث ہو جائے گا' کیونکہ اس نے خود اپنے اوپر۔ لو محمد ڈالا لیکن عرفاً اس کی تصدیق نہیں کی جائیگی۔
(ذخیرہ کردری)

کسی نے قرض نہ لینے کی قسم کھائی اس کے بعد کسی عورت سے نکاح کیا تو (دین مہر کی وجہ سے) قسم نہیں ٹوٹے گی، اور اگر بیع سلم (بد عقی) پر روپیہ لے لئے تو قسم ٹوٹ جائے گی (خلاصہ) کسی نے قسم کھائی کہ ایسا نہیں کریگا تو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے (ہدایہ) اور اگر قسم کھائی کہ ایسا ضرور کروں گا تو ایک مرتبہ کے انجام دہی سے قسم پوری ہوجائے گی خواہ جبراً کیا ہو یا بھول کر کیا ہو اپنے لئے خود کیا ہو یا کسی کا وکیل بنکر، اور اگر اس نے نہیں کیا تو ابھی قسم ٹوٹنے کا فیصلہ نہیں کیا جائیگا۔ تا آنکہ اس کی انجام دہی سے مایوسی ہوجائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ فعل کی انجام دہی سے قبل اس کی موت واقع ہوجائے لہٰذا کفارہ کے سلسلہ میں اس کو وصیت کرنا ضروری ہے یا پھر جس شئ سے فعل کا تعلق ہے وہ فوت ہوجائے، مثلاً قسم کھائی کہ میں زید کو ضرور ماروں گا' یا یہ روٹی ضرور کھاؤں گا اس کے بعد زید مرجائے یا اس سے قبل وہ روٹی کوئی اور کھائے تو قسم ٹوٹ جائے گی یہ حکم اس وقت ہے جب کہ قسم میں کوئی قید نہ ہو' اور اگر کوئی قید ہو مثلاً کہے کہ اس کو اس روز نہیں کھاؤں گا۔ تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک قسم ساقط' چونکہ وقت گذرنے سے پہلے محل فعل (جس سے قسم کا تعلق ہے) فوت ہوگیا اور امام ابو یوسفؒ کی رائے اس سے مختلف[1] ہے (فتح القدیر) کسی نے قسم کھائی کہ وہ حرام نہیں کریگا تو نکاح فاسد کی بنا پر قسم نہیں ٹوٹیگی۔ اسی طرح چوپائے (جانور) کے ساتھ صحبت کرنے سے بھی نہیں ٹوٹیگی' البتہ اس کے حال سے یہ بات واضح ہو کہ اس کی بھی نیت تھی، (شلاً قسم کھانیوالا ان کا جاہل گنواروں میں سے ہو جو چوپاؤں کے پیچھے چلتے ہیں) تو قسم ٹوٹ جائیگی) (سراجیہ)

کسی نے کوئی وصیت نہ کرنیکی قسم کھائی اس کے بعد مرض الموت میں ہبہ کردیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی' اسی طرح مرض الوفات میں اپنے والد کو خریدا اور خریدنے کے باعث وہ اس کی جانب سے آزاد ہوگئے تب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ آج اسے سَو درہم ہبہ کروں گا پھر اسے وہ سَو درہم ہبہ کردے جو اس کے دوسرے پر (قرض) ہیں اور قبضہ کا حکم دیدے تو قسم میں سچا ثابت ہوگا' اور اگر جس کو ہبہ کیا ہے اس کے قبضہ سے پہلے ہبہ کرنے والا مرجائے تو پھر وہ قبضہ نہیں کرسکتا چونکہ اب وہ ہبہ کرنے والے کے ورثہ کی ملک میں آگیا (فتح القدیر) کسی نے قسم کھائی کہ فلاں شخص جس کام کا بھی حکم دیےگا یا جس سے بھی روکیگا (ہر کام میں) اس کی تعمیل کروں گا۔ اس کے بعد وہ اسے بیوی سے صحبت کرنے سے روکے اور وہ پھر بھی اس سے ہمبستر ہوجائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ مگر شرطیہ ہے کہ وہاں کوئی شئ ایسی نہ ہو جس سے یہ واضح ہوتا ہو کہ جماع وغیرہ بھی شامل ہیں[2] کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کی خدمت نہیں کرونگا اس کے بعد اجرت لے کر اس کی قمیص سی دی تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور بلا اجرت سینے پر قسم ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے (فتاوی کبریٰ)

کسی شخص نے کہا کہ جتنا مال میری ملکیت میں ہے وہ ہدی[3] ہے دوسرے نے کہا کہ میرے اوپر اس کے مانند ہے تو دوسرے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام مال کو ہدی بنائے چاہے اس کا مال مقدار میں پہلے والے سے کم ہو یا برابر ہو' یا زائد ہاں اگر اس کی نیت یہ ہو کہ پہلے شخص کے مال کی برابر (میرا مال ہدی ہے) تو پھر اتنی ہی مقدار ضروری ہے۔ اور اگر کسی نے یوں کہا کہ ایک سال میں جتنے مال کا میں مالک بنوں تو وہ ہدی ہے' پھر کوئی دوسرا اسی طرح کہہ دے تو اس پر یہ لازم نہیں (ایضاح) کسی نے حلف کیا کہ بخدا وہ اس شخص کو نہیں جانتا حالانکہ وہ اس کو چہرے سے پہچانتا ہے۔ نام سے نہیں تو حانث نہیں ہوگا۔ یہ مسئلہ مبسوط میں اسی طرح مذکور ہے اور فرماتے ہیں کہ ہاں اگر چہرے سے بھی آشنائی کی نیت کرلی ہو تو حانث ہوجائے گا) لہٰذا اگر اس طرح کی نیت کی ہے تو اپنے کو خود دشواری میں ڈالا اور کلام میں اس کا احتمال بھی ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس کا کوئی متعین نام ہو جس پر قسم کھائی گئی ہے' اور اگر

---

[1] قسم ساقط نہیں ہوگی بلکہ وہ حانث ہوجائیگا [2] قسم کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے [3] صدقہ کرنے کے لئے حرم بھیجا جانے والا مال۔ ۱۲

کوئی نام متعین نہیں۔ مثلاً کسی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا پڑوسی نے اس بچہ کو دیکھا اور ابھی تک نام بھی متعین نہیں ہوا ہے پڑوسی نے قسم سے کہا کہ میں لڑکے کو پہچانتا نہیں تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی چونکہ وہ چہرے سے آشنا ہے اور اس کا کوئی معین نام بھی نہیں ہے کہ جس کا جاننا ضروری ہو (محیط و ظہیریہ) کسی نے قسم کھائی کہ جب تک فلاں شخص اس شہر میں موجود ہے یہ کام نہ کروں گا اس کے بعد وہ باہر چلا گیا اس نے کام کو انجام دے لیا پھر فلاں شخص اس شہر میں لوٹ آیا۔ اس نے دوبارہ اس کام کو انجام دیا تو حانث نہیں ہوگا (فتح القدیر)

کوئی شخص جمعہ کے دن کام نہ کرنیکی قسم کھائے، اور اس کے پاس ایک کپڑا قمیص سلوانے کی غرض سے تھا۔ وہ کپڑا درزی کے پاس لے جا کر اس کو سینے کا حکم کر دے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاویٰ کبریٰ)، مجموع النوازل کے اندر ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو کوئی چیز ہدیہ کی تو دوسرا لیلا اگر اس ہدیہ کے بدلہ یہ قبا نہ دوں تو (میرا غلام آزاد ہے)[1] اور ایک مدت گذر جائے پھر دس درہم دیکر اس قبا (کے نہ دینے) کے متعلق اس سے مصالحت کرے تو حانث ہو جائے گا۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ جب تک قبا باقی اور حلف کرنے والا زندہ ہے تو حانث نہیں ہوگا، لہٰذا اگر بعد میں قبا دیدے تو اپنے حلف میں سچا ہے (خلاصہ) کوئی شخص قسم کھائے کہ اس قلم سے نہیں لکھوں گا پھر اسے توڑ دے اور دوبارہ تراش کر اسے بنالے اس کے بعد اس سے لکھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اسی طرح اس چھری سے نہ کاٹنے کی قسم کھائے پھر اسے توڑ دے اور دوبارہ اسے بنوائے (پھر کاٹنے پر قسم نہیں ٹوٹے گی (حاوی)

کسی شخص نے فلاں عورت کا چہرہ نہ دیکھنے کی قسم کھائی اس کے بعد نقاب کی حالت میں اس کی صورت دیکھی تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر اکثر چہرہ کھلا ہوا نہیں دیکھا ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کی طرف نہیں دیکھے گا اس کے بعد اسے ایسے پردے یا شیشے کے پیچھے سے دیکھ لیا جہاں سے اس کی صورت نظر آرہی تھی تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ برخلاف آئینہ کے کہ اس میں نظر ڈالے اور اس کا چہرہ دکھائی دے جائے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (فتاویٰ کبریٰ) کسی شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں فلاں شخص کو دیکھوں اور اسے نہ ماروں تو۔۔۔۔ اس کے بعد ایک میل یا زائد فاصلہ سے دیکھے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ قسم نہیں ٹوٹے گی چونکہ اس سے دیکھنا ثابت نہیں ہوا۔ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر میں تجھ سے ملوں اور سلام نہ کروں تو۔۔۔[1]، تو ملتے ہی سلام کرنا چاہیئے اور اگر نہیں کیا تو حانث ہو جائے گا[2]۔

اسی طرح یوں کہا کہ اگر میں تیرے گھوڑے کو چند روز کے لئے مانگوں اور تو مجھے نہ دے تو۔۔۔۔، تو اس صورت میں مانگنے کیساتھ ہی انکار پایا جانا چاہیئے (تب حانث ہوگا)، اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری نیت کی ہے تو قضاءً تصدیق نہیں کی جائیگی (فتاویٰ قاضیخاں) منتقیٰ کے اندر ہے کہ اگر کسی نے کسی کی طرف نہ دیکھنے کی قسم کھائی پھر اس کے پیر یا سر یا ہاتھ کی طرف نظر کی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر پیر یا ہاتھ کی طرف دیکھے تو دیکھنا ثابت نہیں ہوا، دیکھنا یہ ہے کہ چہرے، سر یا جسم کو دیکھے چنانچہ سر کے بالائی حصہ (چندیا) کو اگر دیکھا تو اس سے دیکھنا ثابت نہیں ہوا، امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر اس کو دیکھا لیکن پہچان نہیں سکا تو اسے دیکھنا قرار دیں گے، اور اگر اس کو کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا کہ جس سے سر اور جسم علیحدہ علیحدہ نمایاں تھے (کپڑا باریک تھا) کہ اس کی ساخت اور ہیئت کو صاف بتا رہا تھا تو اسے دیکھنا قرار دیں گے، اور اگر جسم اور سر (جسم کی ساخت) نمایاں نہ ہوں تو دیکھنا قرار نہ دیں گے، اور اگر پیٹھ کی طرف دیکھا تب بھی اسے دیکھا، اور اگر سینہ اور پیٹ کی طرف دیکھا تب بھی دیکھنا ثابت ہو گیا، اور سینہ اور پیٹ کا اکثر حصہ دیکھنا گویا کل کو دیکھنا ہے، اور آدھے ۔۔۔۔۔۔ سے کم حصہ کو دیکھنا نہ دیکھنے کے درجے میں ہے اور کسی عورت کو نہ دیکھنے کے بارے میں قسم کھائی

[1] غلام آزاد ہے مثلاً [2] اس کا غلام آزاد ہو جائے گا ۱۲

اور اس کو بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا نقاب کی حالت میں دیکھ لیا تو اس کو دیکھنا قرار دیں گے' البتہ چہرہ نہ دیکھنے کی نیت کی ہے تو دیانۃً اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی مگر قضاءً نہیں، لیکن اس سے پہلے کوئی کلام ہو جو اس کی منشا کی تعین کرتا ہو تو قضاءً بھی تصدیق کی جائے گی۔ اور اگر کہا کہ فلاں کو اگر میں دیکھوں تو میرا غلام آزاد ہے، پھر اس کو مردہ یا کفن میں دیکھے درانحالیکہ چہرہ چھپا ہوا ہو تو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حانث ہو جائیگا کیونکہ دیکھنا زندگی اور موت دونوں میں ہوتا ہے اور مرنے کے بعد دیکھنے کا وہی حکم ہے جو زندگی کی حالت میں (محیط) ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر میں فلاں کو دیکھوں اور تجھے اطلاع نہ کروں تو میرا غلام آزاد ہے پھر فلاں شخص کو اسی کے ساتھ دیکھا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حانث نہیں ہوگا' اور اس کا غلام آزاد نہیں ہوگا۔ اور اگر یوں کہا کہ فلاں کو اگر دیکھوں اور تیرے پاس نہ لاؤں تو میرا غلام آزاد ہے اور باقی مسئلہ کی صورت وہی مذکورہ پیش آئے تو غلام آزاد نہیں ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) ہشام امام محمدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ فلاں کی موت و حیات میں نہیں جاؤنگا تو زندگی میں تو خوشی اور غمی کے موقع پر نہ جائے' اور مرنے پر جنازہ اور موت میں شریک نہ ہو (یہ مطلب ہوتا ہے موت و حیات میں نہ جائے گا) کسی شخص نے کہا کہ اگر میں فلاں کو حرام موقع پر نہ دیکھوں تو میری بیوی کو طلاق ..... پھر اس فلاں کو اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں دیکھا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ حرام نہیں ہے بلکہ (اجنبیہ کے ساتھ تنہائی) مکروہ ہے (ظہیریہ)

کوئی شخص یوں کہے کہ میرے مال میں سے ہزار درہم فقراء کو دیدئے جائیں آگے وہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر میں ایسا کروں تو.....' اتنے میں کسی نے اس کا منہ بند کر لیا تو فقہاء نے فرمایا کہ احتیاطاً وہ درہم صدقہ میں دیدئے جائیں اور اگر طلاق یا آزادی غلام کو معلق کرنا چاہتا تھا تو کسی چیز کا وقوع نہیں ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) فوائد شمس الاسلام کے اندر ہے کہ ایک شخص دھوبی کو کپڑے دئے اس کے بعد دھوبی کپڑے کا انکار کر دے' اور وہ شخص حلف کرے کہ اگر تجھکو نہ دئے ہوں تو میرا غلام آزاد ہے) درانحالیکہ اس نے وہ کپڑے دھوبی کے لڑکے یا خادم کو دئے تھے تو فقہاء نے فرمایا کہ اگر وہ لڑکا یا خادم اس کے اہل خانہ میں سے ہے تو وہ حانث نہیں ہوگا، ہاں اگر وہ دھوبی ہی کو دینا مراد لے رہا ہو تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ) کسی شخص نے اپنی بیوی کی طلاق کا حلف اس کا کہ فلاں کو اس پل سے نہیں گذرنے دیگا۔ اس کے بعد زبان سے روکے تو وہ اپنے حلف میں سچا ہے ؛ کوئی شخص اپنے لڑکے سے کہتا ہے کہ اگر میں تجھے فلاں کے ساتھ کام کرتے رہنے دوں تو میری بیوی کو طلاق ہے، تو اگر وہ لڑکا بالغ ہے اور یہ کام سے نہیں روک سکتا ہے لیکن زبان سے منع کر رہا ہے تو یہ حلف میں سچا ہے' اور اگر لڑکا نابالغ ہے تو حلف میں جب سچا ہوگا جب کہ قولاً و فعلاً ہر طرح روکے۔

ایک شخص نے اس زمین کے بارے میں دعویٰ کیا جو داماد کے قبضہ میں ہے اور کہا کہ زمین حاصل کرتے تک۔ اگر میں اس کا دعویٰ کو ترک کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے، تو فقہاء نے فرمایا کہ اگر ہر ماہ ایک مرتبہ اس سے نزاع اور مباحثہ کرے پورے ماہ نزاع نہ چھوڑے تو حانث نہیں ہوگا اگر کوئی کہے کہ بخدا اسے قبضہ سے نہیں نکلنے دوں گا اس کے بعد وہ اس کی لاعلمی میں نکل جائے تو قسم نہیں ٹوٹیگی' اور اس کو نکلتا ہوا دیکھے پھر بھی نہ روکے تو حانث ہو جائیگا؛ اور اگر اس کے ساتھ ہو گیا اور روکنے پر قادر نہیں ہے، حتیٰ کہ وہ قبضہ سے باہر ہو گیا تو حانث نہیں ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کسی نے حلف کیا کہ یہ سب گندم ہوں تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ اس کے بعد دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ گندم اور چھوہارے ہیں تو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ حانث نہیں ہوگا۔ اگر یوں کہا کہ یہ سب اگر گیہوں کے علاوہ ہوں تو میری بیوی کو طلاق ہے' اس کے بعد وہ گیہوں اور چھوہارے نکلے تو حانث ہو جائے گا۔ اور سارے گیہوں

ہوں تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث نہیں ہوگا' اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ دونوں مسئلوں میں حانث نہیں ہوگا (ایضاح) اسی طرح اگر یوں کہا کہ یہ سب سوائے گیہوں کے ہوں یا غیر گندم ہوں تو اسکا حکم بھی مذکورہ کی طرح ہے (بدائع)

منتقیٰ میں ابراہیم امام محمدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ اگر طویل سفر نہ کروں تو فلاں باندی آزاد ہے تو فرماتے ہیں کہ اگر اس کی نیت تین دن یا زائد کی ہے تو نیت کے مطابق فیصلہ ہوگا' اور اگر نیت کچھ نہیں ہے تو حلف کا تعلق ایک ماہ کے سفر سے ہوگا (محیط) فتاویٰ ماوراء النہر کے اندر مذکور ہے کہ شیخ ابو نصر دبوسی سے پوچھا گیا کہ کسی نے حلف کیا اور وہ بھول گیا کہ میں نے اللہ کی قسم کھائی ہے یا روزہ رکھنے کا حلف کیا ہے یا طلاق دینے کا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس صورت میں حلف کا تعلق طلاق سے قرار دیا جائے گا۔ ہاں اگر اسے یاد آجائے (تو اسی کے مطابق حکم ہوگا) (تاتارخانیہ)

کسی شخص نے ایسے خادم کے متعلق قسم کھائی جس سے وہ خدمت لیا کرتا تھا کہ اس سے وہ خدمت نہیں لیگا، تو اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں۔ (وجہ اول) خادم قسم کھانے والے کی ملکیت میں ہو پھر اس کی بھی چار شکلیں ہیں۔

(۱) قسم کے بعد صاف اور واضح طور پر خدمت کا مطالبہ کرے مثلاً کہے کہ میری خدمت کر تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ قسم ٹوٹ جائیگی۔ (۲) قسم کے بعد اس کے حکم کے بغیر خدمت کرے اور وہ خدمت سے نہ روکے درانحالیکہ وہ حلف سے پہلے اس کے حکم سے خدمت کرتا تھا تو اس صورت میں بھی قسم ٹوٹ جائے گی (۳) بغیر حکم کے خدمت کرے اور پہلے بھی بغیر حکم کے خدمت کیا کرتا تھا' اس صورت میں بھی حانث ہو جائے گا (۴) قسم کے بعد بغیر اس کے حکم کے خدمت کرے جبکہ قسم سے پہلے بالکل خدمت نہیں کرتا تھا' اس صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی۔ (وجہ ثانی) جب کہ خادم دوسری کی ملکیت میں ہو اس کی بھی مذکورہ طریقہ پر چار شکلیں ہیں یہاں پہلی دو صورتوں میں حانث ہو جائے گا' اخیر کی دو صورتوں میں حانث نہیں ہوگا۔

کسی نے حلف کیا کہ فلاں کے خادم سے خدمت نہیں لے گا اس کے بعد اس سے وضو کے لئے پانی یا پینے کے لئے اشارۃً طلب کرے اور قسم کے وقت اس کی مخصوص نیت کچھ نہیں تھی تو حانث ہو جائے گا خواہ فلاں کا وہ خادم اس کو انجام دے یا نہ دے، اور اگر قسم کے اندر اس کی نیت کرلی تھی کہ میں صراحۃً خدمت طلب کروں تب وہ خدمت کرے۔ تو دیانتاً اس کے قول کی تصدیق کی جائیگی قضاءً نہیں' کسی نے حلف کیا کہ فلاں کا خادم میری خدمت انجام نہ دے' اس کے بعد حلف کرنے والا اور فلاں شخص کے ساتھ دسترخوان پر کھانے کے لیے بیٹھیں اور وہی خادم کھلاتے کی خدمت میں لگ رہا ہو تو حلف کرنے والا حانث ہو جائے گا، معلوم ہونا چاہیئے کہ گھر کے اندرونی ہر کام کو خدمت کہا جاتا ہے۔ اور باہر کے کام مثلاً خرید و فروخت وغیرہ کو تجارت کہتے ہیں خدمت نہیں؎۔ یہ بھی یاد رہے کہ غلام اور باندی دونوں کو خادم کہتے ہیں خواہ بڑے ہوں' یا اتنے چھوٹے ہوں کہ خدمت کرنے کے لائق ہوں (ظہیریہ) کسی نے حلف کیا کہ وہ فلاں شخص کے کاشتکاروں؎۲ میں سے نہیں رہیگا اور وہ اس کا (پہلے سے) کاشتکار ہے' یا کہے کہ میں فلاں کی زمین نہیں جوتوں گا اور فلاں کی زمین اس کے قبضے میں ہو اور فلاں مالک غائب ہو کہ اسی وقت آپسی معاملہ کو ختم کرنا ممکن نہ ہو تو حانث ہو جائے گا' چونکہ قسم ٹوٹنے کے لئے (یہاں) شرط ہے فلاں کے کاشتکاروں میں سے ہونا اور یہ شرط

؎ قسم کا دار و مدار چونکہ عرف پر ہے اس لئے ہمارے یہاں کے اعتبار سے ان کا شمار بھی خدمت میں ہوگا ۱۲ ؎ نوٹ:۔ واضح رہے کہ کھیتی باڑی کے مسئلہ میں زمین کے مالک اور کاشتکار وغیرہ کا جو ذکر ہوتا ہے تو وہ کاشتکار مراد ہوتے ہیں جو زمین کو جوتتے اور بوتے ہوں خواہ وہ بٹائی پر لی ہو۔ ۱۲

پائی جارہی ہے اور وہ اس میں معذور بھی نہیں ہے اور اگر وہ عقد (معاملہ) توڑنے کے لئے مالک زمین کے پاس پہنچنے کے لئے نکل پڑے تو حانث نہیں ہوگا خواہ مالک شہر کے اندر موجود نہ ہو اس لئے کہ اتنی تاخیر حلف میں مستثنیٰ ہے، لہٰذا اس طرح ہوگیا جیسے کوئی اس گھر میں نہ رہنے کی قسم کھائے اور نکلنا چاہے لیکن کنجی نہ پائے، کنجی کچھ دیر کے بعد ملے تو جب تک وہ کنجی کی تلاش میں ہے اس سے حانث نہیں ہوگا۔ اسی طرح یہاں بھی حکم ہے، ہاں اگر وہ کاشتکار زمین کو لوٹانے کے لئے مالک کی تلاش کے علاوہ دیگر کام میں لگ گیا تو حانث ہو جائے گا جس طرح مکان کے مسئلہ میں کنجی کی تلاش کے علاوہ دوسرے کام میں لگنے سے حانث ہو جائے گا، چونکہ دوسرا عمل حلف سے مستثنیٰ نہیں ہے اگر کوئی شخص اس کو زمین کے مالک کے پاس پہنچنے سے روکدے یا زمین کا مالک شہر کے اندر ہی ہو لیکن کوئی اسے تلاش سے روکدے تو حانث نہیں ہوگا، کیونکہ قسم ٹوٹنے کی شرط یہ ہے کہ وہ فلاں کا کاشتکار رہے اور اس کو روکدینے کی وجہ سے کاشتکار رہنا ثابت نہیں ہوگا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔۔۔۔ چنانچہ اگر وہ اس طرح کہے کہ اگر میں فلاں کی کاشتکاری نہ چھوڑوں تو میرا غلام آزاد ہے) تو پھر مسئلہ دو قول پر (مختلف فیہ) ہونا لازمی ہے، جس طرح کہ گھر کی سکونت کے مسئلہ میں گذرا (فتاوی کبری) شیخ نجم الدین سے پیشہ ور کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ اپنے پیشہ کے اوزاروں سے کام نہ کرنے کا حلف کرے اور یوں کہے کہ اگر میں اپنا ہاتھ ان پر رکھوں تو غلام آزاد ہے، پھر ان کو کام کی غرض سے نہیں یوں ہی چھوئے تو آیا وہ حانث ہوگا؟ تو شیخ نے جواب دیا کہ حانث نہیں ہوگا (خلاصہ)

کسی شخص نے فارسی میں کہا کہ "اگر من کشت کنم دریں دہ زن من طالقہ است" یعنی اگر میں اس دیہات کے اندر کھیتی کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے پھر وہ کپاس یا خربوزہ کی کھیتی کرے تب بھی حانث ہو جائے گا، اور اگر دوسرے کی بوئی ہوئی کھیتی کو پانی دے یا دوسرے کی جوتی ہوئی کو کاٹے تو حانث نہیں ہوگا، اور اگر زمین کاشت کیلئے دوسرے کو دیدی یا زراعت کی خاطر دوسرے کو اجرت پر مقرر کر دیا اور اس نے زراعت کی تو بھی حانث نہیں ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ زراعت کے کام کو وہ خود انجام دیتا ہو، تو چونکہ خود کھیتی نہیں کی بلکہ دوسرے سے کرائی اس لئے حانث نہیں ہوگا۔ البتہ اگر حلف کے وقت یہ نیت کرلی کہ کسی کو حکم بھی نہیں دیگا تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور حانث ہو جائے گا دراصل لفظ کے یہ معنی مراد لئے جاسکتے لہٰذا اس نے مراد لئے، اور خود کو سختی میں ڈالا، اگر اس کا غلام یا مزدور اس کے لئے کھیتی کرے درانحالیکہ حلف کرنیوالا حلف سے پہلے اسے حکم کرچکا تھا تو حانث ہو جائے گا البتہ اگر حلف میں خود سے کام کرنا مراد لے تو اس کے مطابق حکم ہوگا۔

(فتاوی کبری) اگر زمین کا مالک یا کاشتکار کہے کہ اگر یہ کھیتی میرے لئے کار آمد ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے، اس کے بعد پیداوار میں سے اپنے حصہ کو بیچ ڈالے یا قرض دیدے یا کسی کو ہبہ کردے تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص اسے ضائع کردے اور مالک اس سے تاوان وصول کرکے اپنے خرچ میں لے آئے تو حانث نہیں ہوگا (خلاصہ) کسی شخص نے کہا کہ اگر میں فلاں کے لئے ایک عدلیہ (کم قیمت والا درہم) یا نصف عدلیہ کا ضامن ہوں تو (میری بیوی کو طلاق ہے) اس کے بعد دس دراہم غطریفیہ (عدلیہ سے کچھ اچھے درہم) کا ضامن بن گیا تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اگر حلف کیا کہ فلاں کے لئے کوئی کام نہیں کریگا اور خود موزہ ساز ہے اور دوکاندار سے موزہ بنانے کے اوزار خرید کر موزہ تیار کرے پھر فلاں شخص کے ہاتھ بیچ دے تو حانث نہیں ہوگا (خزانۃ المفتین)

شیخ الاسلام سے معلوم کیا گیا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس کرایہ پر چلانے کی اشیاء ہیں اور وہ حلف کرے کہ ان کو اگر کرایہ پر چلاؤں تو میری بیوی کو طلاق ہے، اس کے بعد اس کی بیوی نے کرایہ پر ان کو دیدیا اور اجرت خود لے لی اب وہ چاہے خود خرچ کرے یا شوہر کو دے، وہ شخص حانث نہیں ہوگا۔

اور اگر شخص مذکور اجرت (کرایہ) پر لینے والے سے کہے کہ تم ان گھروں میں رہو تو اس کے بارے میں شیخ الاسلام سے کچھ منقول نہیں بعض فقہا کا قول ہے کہ یہ بھی اجارہ (کرایہ پر دینے) کی ایک شکل ہے لہٰذا وہ حانث ہو جائے گا، اسی طرح اگر وہ ان سے اس ماہ کے کرایہ کا تقاضہ کرے کہ جس میں مکانات میں رہائش نہیں ہوئی ہے۔ (پیشگی کرایہ لے)، تو یہ اجارہ سمجھا جائے گا اور وہ حانث ہو جائے گا۔

اور اگر اس ماہ کا کرایہ طلب کرے جس میں ان مکانات میں رہائش رہی ہے تو اسے اجارہ نہیں کہیں گے اور وہ حانث نہیں ہوگا (محیط)، کسی نے سونا یا چاندی نہ چھونے کی قسم کھائی، اس کے بعد ان ہی کا ڈھلا ہوا سکہ چھو لیا تو قسم ٹوٹ جائے گی (محیط سرخسی)

اور اگر قسم کھائی کہ لکڑی نہیں چھوئے گا، اس کے بعد درخت کے تنہ کو چھو لیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اس کے برخلاف اگر درخت کی موٹی لکڑی یا تناخ ، ...... نہ چھونے کا حلف کیا اور پھر تنہ کو چھو لیا تو حانث ہو جائے گا۔ اگر بال نہ چھونے کی قسم کھائی پھر کمبل چھو لیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اگر اون نہ چھونے کی قسم کھائی پھر نمدہ چھو لیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی (خزانۃ المفتیین) اگر قسم کھائی کہ کیل نہ چھوئیگا، پھر رسّی چھو لی تو قسم نہیں ٹوٹے گی (مبسوط) اگر زمین پر نہ چلنے کی قسم کھائے اس کے بعد زمین پر موزہ یا جوتہ پہنکر چلے تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر زمین پر بچھے ہوئے فرش پر چلے تو قسم نہیں ٹوٹے گی (ظہیریہ)، کسی نے جوتہ نہ پہننے کی قسم کھائی اس کے بعد اس کا تسمہ کاٹ کر دوسرا لگا لیا پھر پہنا تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی (خزانۃ المفتیین) کسی نے یوں کہا کہ میرے اس سر کو اگر کسی نے چھو لیا یا اپنی طرف نسبت کئے بغیر یوں کہا کہ اگر اس سر کو کسی نے چھو لیا تو (میرا غلام آزاد ہے) اس کے بعد حلف کرنے والے نے خود چھوا تو حانث نہیں ہوگا۔

امام محمدؒ نے "رقیات" کے اندر کہا ہے کہ اگر کوئی آج بال نہ چھونے کی قسم کھائے پھر اپنا سر چھوئے تو قسم نہیں ٹوٹے گی، اور اگر دوسرے کا سر چھو لیا تو قسم ٹوٹ جائے گی (خلاصہ) اور اگر کسی نے جوا نہ کھیلنے کی قسم کھائی، اس کے بعد عاریت (مانگے کی چیز) داؤ میں لگا دی؟ کوئی شخص حق شفعہ حوالہ نہ کرنے کی قسم کھائے، اس کے بعد خموش رہے اور مقدمہ وغیرہ نہ کرے حتی کہ شفعہ باطل ہو جائے۔ تو قسم نہیں ٹوٹے گی اور اگر شفعہ کی سپردگی کے لئے کسی کو وکیل بنا دیا تو پھر قسم ٹوٹ جائے گی، (ظہیریہ) کسی نے چند مزدوروں کو کام کے لئے اجرت پر رکھا۔ پھر ایک کاریگر نے قسم کھالی کہ اس کے ساتھ کام نہیں کرے گا، اس کے بعد کام کرنے کی رائے ہو جائے تو فقہاء نے فرمایا کہ جس چیز میں اس کو کام کرنا تھا اس کو خرید لے پھر اسی کے ہاتھ بیچدے۔ اسی طرح اگر کپڑا بننے والا حلف کرے کہ سال بھر تک اگر کسی کا کپڑا لے کر بنکر دوں تو میری بیوی کو طلاق ہے، اس کے بعد اس نے سوت خریدا اور بنکر اسی کو ہبہ کر دیا تو حانث نہیں ہوگا، اور اگر بغیر سوت خریدے خمار (اوڑھنی یا دوپٹہ) بن دے تو بھی حانث نہیں ہوگا، چونکہ خمار مخصوص شئی کا الگ نام ہے (فتاوی النسفی) ایک شخص نے حلف کیا کہ آئندہ فلاں کی ہمنوائی اور وکالت نہیں کرے گا۔ ہاں اگر کسی کام کو کہے گا تو کر دوں گا پھر وہ کسی کام پہ حلف کرے اس کے بعد مؤکل کسی دوسرے کو اس معین شئی پہ مقرر کر دے جس کا حلف کرنے والے نے حلف کیا ہے پھر مؤکل حلف والے کو اسی کام کی انجام دہی کا حکم دے اور وہ کرے تو حانث ہو جائے گا (خلاصہ)

کسی نے حلف کیا کہ اگر میں اس گھر میں عمارت بناؤں تو میری بیوی کو طلاق ہے اس کے بعد اسی گھر میں اس کی اور ہمسایہ کی مشترکہ دیوار خراب ہو جائے، اور وہ اس کو تعمیر کرے اور اس سے ارادہ پڑوسی کے گھر کی تعمیر کا ہو تب بھی حانث ہو جائے گا (خزانۃ المفتیین) شیخ الاسلام اوزجندی سے معلوم کیا گیا کہ اگر یوں کہے کہ کل میں اگر فلاں کا گھر خراب نہ کروں تو میرا غلام آزاد ہے اس کے بعد اس کو قید کر کے روک دیا گیا چنانچہ وہ آئندہ کل فلاں کا گھر خراب نہیں کر سکا، تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ مشائخ

فقہاء کے اقوال اس میں مختلف ہیں لیکن فتویٰ کے سلسلہ میں راجح قول یہی ہے کہ حانث ہو جائے گا (ذخیرہ)

کتابُ الحدُود

پہلا باب
حدِ شرعی کی تفسیر، اس کا حکم، اور رُکن و شرط کا بیان

حد: شریعت میں متعین اور مقررہ سزا کو کہتے ہیں جو اللہ کے حق کے طور پر ہو لہٰذا قصاص (خون کا بدلہ) کو حد نہیں کہیں گے چونکہ وہ بندہ کا حق ہے۔ اور نہ تعزیر[1] کو حد کہیں گے کیونکہ وہ متعین بھی نہیں (ہدایہ) اس کا رکن یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین نافذ کرے یا اس کا نائب اس کی شرط یہ ہے کہ جس پر حد کے نفاذ کا حکم ہو وہ عقل صحیح، اور صحیح و سالم جسم والا ہو اور عبرت خیزی کی اس میں صلاحیت ہو، لہٰذا پاگل، نشہ ور، مریض، اور نحیف الجثہ شخص پر صحت اور افاقہ کے بعد ہی حد جاری ہوگی (محیط سرخسی) اور حد کا حکم اصلی اور اثر یہ ہے کہ جو فعل بندوں کے لئے ضرر رساں ہے اس سے ڈر کر باز رہے، اور دارالاسلام فساد و خرابی سے محفوظ رہے۔ اور گناہوں سے پاکی حد کے نفاذ کا اصلی حکم نہیں ہے وہ تو توبہ سے حاصل ہوتی ہے حد سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کافر پر حد کا نفاذ ہوتا ہے اور وہاں گناہوں سے پاکی کہاں؟

دوسرا باب ـــــ زنا کا بیان

زنا: کہتے ہیں (۱) مرد کا کسی ایسی عورت کی فرج (پیشاب گاہ) سے اپنی شہوت پوری کرنا جو اس کے لئے حرام ہو، اور نہ وہ شخص اس کا مالک ہو اور نہ ملکیت کا شبہ ہو، بلکہ شبہ در شبہ بھی نہ ہو (۲) یا اس جیسے حرام فعل کے لئے عورت کا مرد کو قابو دے دینا (حرام کرانا) (نہایہ) لہٰذا دیوانہ اور سمجھ دار بچہ کی ہمبستری کا شمار زنا میں نہ ہوگا کیونکہ ان دونوں کے فعل کو (مکمل) حرام نہیں کہا جاتا۔ (محیط سرخسی) اسی طرح اگر کوئی اپنے بیٹے کی باندی یا اپنے مکاتب[2] کی باندی سے یا تجارت وغیرہ کی اجازت دئے گئے مقروض غلام کی باندی سے ہمبستری کرے یا مال غنیمت میں سے کسی مجاہد کے حق میں دارالاسلام کے اندر آئی ہوئی باندی سے صحبت کرلی تو ملکیت کے شبہ پر اسے زنا قرار نہیں دیں گے، اسی طرح اگر اس عورت سے صحبت کرلی جس سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہے، یا اس باندی سے صحبت کرلی جس سے اس کے مولیٰ کی اجازت کے بغیر نکاح کیا ہے، یا غلام ایسی عورت سے صحبت کرے کہ جس سے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کیا ہو یا مرد نے ایسی باندی سے صحبت کرلی جس کو آزاد عورت کے ہوتے ہوئے اپنے نکاح میں لایا ہو۔ ملکیت نکاح کے شبہ کی وجہ سے (زنا قرار نہیں دیں گے) اسی طرح اگر بیٹے نے اپنے باپ کی باندی سے اس شبہ پر صحبت کی کہ یہ میرے لئے حلال ہے، تو ملکیت کے شبہ در شبہ کی وجہ سے (زنا قرار نہیں دیں گے) (نہایہ)

---

[1] سرزنش کرنے اور ادب دینے کے لئے وقتی سزا [2] وہ غلام جس سے آقا یہ طے کرلے کہ اتنی رقم تو ادا کردے تو آزاد ۱۲

زنا کا رکن یہ ہے، مرد اور عورت دونوں کی شرمگاہ کا مل جانا اور حشفہ[1] کا چھپ جانا، چونکہ اسی سے دخول اور صحبت کا ثبوت ہوگا۔ اور حد کی شرط یہ ہے کہ وہ حرمت سے واقف ہو، اور اگر وہ اس سے واقف نہیں ہے تو شبہ کی وجہ سے حد کا نفاذ نہ ہوگا (محیط سرخسی)، اور حاکم وقت کے پاس ظاہری طور پر زنا کا ثبوت چار گواہوں سے ہوگا کہ وہ (واضح طور پر) لفظ زنا کے ذریعہ اس کے خلاف گواہی دیں۔ محض لفظ ہمبستری اور صحبت وغیرہ سے ثبوت نہیں ہوگا (تبیین)

جب کسی شخص کے خلاف چار افراد ایک ہی مجلس میں زنا کرنے کی گواہی دیں تو قاضی ان سے دریافت کرے کہ زنا کسے کہتے ہیں؟ اور زنا کہاں ہوا چنانچہ جب وہ زنا کی حقیقت بیان کردیں اور کہیں کہ ہم نے اس کو سرمہ دانی کے اندر سلائی کی طرح داخل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر قاضی ان سے زنا کی کیفیت معلوم کرے، جب وہ زنا کی کیفیت بیان کرچکیں تو پھر ان سے زنا کا وقت معلوم کرے اور جب وہ ایسا وقت بتا دیں جسے زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے[2] (کہ پرانی بات نہیں ہے) تو پھر قاضی ان سے زنا کی گئی عورت کے متعلق دریافت کرے پھر مکان کے بارہ میں پوچھے اور جب وہ مکان بتادیں اور قاضی کو گواہوں کا عادل ہونا بھی معلوم ہو، تو پھر جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے اس کی شادی کو معلوم کرے۔ اگر وہ کہے کہ میں شادی شدہ ہوں یا بوقت انکار گواہ اس کے شادی شدہ ہونے کی گواہی دیدیں تو حاکم معلوم کرے کہ احصان (شادی شدہ ہونا) کسے کہتے ہیں اگر وہ ٹھیک جواب دیدے تو وہ اسے سنگسار کردے گا۔ اور اگر صحیح بیان نہ کرے لیکن گواہوں کے ذریعہ احصان کا ثبوت ہوجائے تو پھر احصان کے متعلق گواہوں سے دریافت کرے (کہ کسے کہتے ہیں؟) اگر گواہ صحیح بیان کردیں تو پھر اس کا سنگسار کردینا ضروری ہے۔ اور اگر وہ (زانی) کہے کہ میں شادی شدہ نہیں ہوں اور گواہ بھی شادی کی گواہی نہ دیں تو اس صورت میں صرف درّے لگائے جائیں۔ اور اگر قاضی ان (گواہوں) کے عادل ہونے سے ناواقف ہے تو ہے ان کے عادل ہونے کے ثبوت تک قاضی اس شخص کو قید میں رکھے جس پر گواہی دی گئی ہے (محیط)

چار گواہ اگر کسی کے متعلق زنا کی گواہی دیں تو ان سے زنا کی حقیقت اور کیفیت معلوم کی جائے، اور وہ کہدیں کہ آپ کے سامنے ہم اس سے زیادہ بیان نہ کرسکیں گے تو ان کی گواہی ناقابل قبول ہوگی، مگر ان پر حد قذف[3] نہ لگیگی، چونکہ ان کی تعداد کامل ہے، گواہوں کی تعداد کا مکمل ہونا حد قذف سے روکدیتا ہے، جس طرح کہ کسی شخص کے متعلق چار عورتیں زنا کی گواہی دیں، تو ان پر حد قذف نہیں لگیگی یا جس طرح کہ بعض گواہ تو زنا کی کیفیت بیان کردیں اور بعض نہیں تو جس پر گواہی دی ہے اس پر حد جاری نہ ہوگی اور گواہوں پر بھی حد قذف جاری نہ ہوگی (مبسوط) مرد کے اقرار کرلینے کی وجہ سے بھی زنا کا ثبوت ہوجاتا ہے (البحر الرائق)

اگر قاضی کے علاوہ کسی ایسے شخص کے سامنے زنا کا اقرار کرے کہ جس کو حد نافذ کرنے کا حق حاصل نہیں تو خواہ وہ چار بار اقرار کرے اس کا اعتبار نہ ہوگا، لہٰذا ایسے اعتراف سے گواہی ناقابل قبول ہوگی (تبیین) اور یہ بھی ضروری ہے کہ اقرار واضح ہو اور اس کا جھوٹا ہونا ظاہر نہ ہو۔ چنانچہ گونگے پر حد نہیں لگائی جائے گی اگرچہ وہ اشارہ یا تحریر سے اعتراف کرے اور اس پر گواہی بھی ناقابل قبول ہوگی۔ چونکہ احتمال ہے کہ اسنے شبہ کا دعویٰ کیا ہو (النہر الفائق) اگر مرد اعتراف کرے کہ اس نے گونگی عورت سے زنا کیا ہے یا عورت گونگے سے زنا کا اعتراف کرے تو کسی پر حد جاری نہیں ہوگی (فتح القدیر) اسی طرح اگر مرد نے زنا کا اعتراف کیا اس کے بعد ظاہر ہوا کہ اس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہے، یا عورت نے زنا کا اقرار کیا اس کے بعد اس کا.........

[1] آلہ تناسل کا سر (ختنہ والا حصہ) [2] تاکہ طویل مدت کے بعد گواہی دینا لازم نہ آئے [3] تہمت لگانے والے پر جو حد لگائی جاتی ہے وہ حد قذف ہے ۱۲

رتقاء[1] ہونا ظاہر ہوا کہ عورتوں نے حد سے قبل بتایا کہ وہ تو رتقاء ہے (تو حد جاری نہ ہوگی) اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں میں سے ایک دوسرے کو نہ جھٹلائے، چنانچہ اگر مرد اقرارِ زنا کرے اور عورت جھٹلا دے یا وہ اعتراف کرے اور مرد جھٹلا دے تو امام صاحبؒ کے نزدیک دونوں میں سے کسی پر حد نافذ نہ ہوگی (النہر الفائق) نیز اقرار حالتِ ہوش میں ہونا ضروری ہے، لہٰذا نشہ کی حالت میں اقرار کر لینے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (خزانۃ المفتیین) اقرار میں ضروری ہے کہ اعتراف کرنے والا عاقل و بالغ ہو اور اپنے اوپر چار بار اپنی چار مجلسوں میں اعتراف زنا کرے (بدائع)

بعض فقہاء کے بقول قاضی کی چار مجلسوں کا اعتبار ہوگا لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے (السراج الوہاج) شرح طحاوی میں بھی اسی کو صحیح کہا ہے اور عموماً اقرارِ زنا کرنے والے کی (چاروں) مجلسوں کا مختلف ہونا ہمارے نزدیک شرط ہے۔ (التمشی) اور اس نے اگر ایک مجلس کے اندر چار مرتبہ اقرار کر لیا تو ایک بار کے درجہ میں ہوگا (جوہرہ نیرہ) اور اگر وہ ہر روز ایک مرتبہ یا ہر ماہ ایک بار اقرار کرے (اور چار بار اقرار ہو جائے) تو حد جاری ہوگی (ظہیریہ) اور اقرار کی مجلسیں اسی طرح مختلف ہوں گی کہ جب وہ اقرار کرے قاضی اسے واپس کر دے حتیٰ کہ قاضی کی نگاہ سے اوجھل ہو جائے، اس کے بعد آکر پھر اقرارِ زنا کرے (کافی) خلیفۃ المسلمین مُقِر کو اقرار کرنے پر جھڑکے اور ناگواری ظاہر کرے اور اسے ایک طرف ہٹانے کا حکم دے (محیط) جب وہ چار بار اعتراف کر چکے تو پھر غور کرے اگر وہ عقل کے اعتبار سے صحیح ہے اور اس کا اقرار قابلِ قبول ہے تو اس سے دریافت کرے کہ کسے زنا کہتے ہیں؟ اور زنا کس طرح ہوا، اور کس کے ساتھ کیا اور کس جگہ ہوا، چونکہ اس میں شبہ کا احتمال ہے (محیط سرخسی) زنا کا وقت اور زمانہ بعض فقہاء کے نزدیک نہیں پوچھنا چاہیئے۔ (چونکہ مدت کے طویل ہونے سے اقرارِ زنا کے حکم میں کوئی فرق نہیں) ہاں گواہی میں اس سے رکاوٹ ہوتی ہے۔ زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ زنا کا وقت بھی معلوم کرے چونکہ احتمال یہ ہو سکتا ہے کہ نابالغی کے زمانہ میں اس نے زنا کیا ہو، اس کے بعد احصان (شادی شدہ ہونا) کے متعلق پوچھے، اگر وہ شادی شدہ ہونا ظاہر کر دے تو پھر احصان کا مطلب معلوم کرے، اگر وہ صحیح صحیح احصان کو بھی بتا دے تو پھر اسے سنگسار کرنے کا حکم کر دے (تبیین) اگر زنا کا معترف کہے کہ میں شادی شدہ نہیں ہوں اور گواہ شادی شدہ ہونے کی گواہی دیدیں تو اس صورت میں خلیفہ وقت اسے سنگسار کر دے (محیط) اور مستحب یہ ہے کہ اسے تلقین کی جائے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو، ممکن ہے تو نے ہاتھ لگایا ہو، یا شبہ میں صحبت کر لی ہو، اور "اصل" کے اندر ہے کہ (یوں کہے) کہ شاید تو نے نکاح کر لیا ہو یا شبہ میں اس سے صحبت کر لی ہو" مقصد یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے حد کو زائل کرنے کی تلقین کرے (البحر الرائق) اور اگر چار گواہوں نے کسی کے زنا کرنے کی گواہی دی اور وہ صرف ایک مرتبہ اقرار کرے تو امام محمدؒ کے نزدیک حد جاری ہوگی، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہیں امام ابو یوسفؒ کا قول زیادہ صحیح ہے (کافی) یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس نے فیصلہ کے بعد اقرار کیا اور فیصلہ سے قبل ایک بار اعتراف کیا تو بالاتفاق حد ساقط ہو جائیگی (فتح القدیر)

چار گواہ ایک شخص کے زنا کرنے کی گواہی دیں اور وہ شخص گواہی کے بعد پہلے اقرار کرے پھر انکار کرنے لگے اور چار بار اقرار نہ کرے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) ایک شخص کے متعلق چار شخص زنا کرنے کی گواہی دیں اور قاضی زنا کے ثبوت کا حکم کر دے اور وہ شخص چار بار اقرار کرے تو اس پر حد جاری ہوگی (حاوی قدسی) اور اگر وہ اقرار سے رجوع کرے تو اس کا رجوع صحیح ہے امام طحاوی نے اسی قول کو لیا ہے (غیاثیہ) اگر گواہوں کی گواہی کے بعد وہ اقرارِ زنا کرے تو خواہ گواہوں کی تعداد چار سے کم ہو لیکن ان پر حدِ قذف جاری نہ ہوگی (عتابیہ)

---

[1] رتقاء: وہ عورت جس کی فرج کے منہ پر سخت جھلی پیدا ہو گئی ہو جس کی وجہ سے صحبت نہ ہو سکتی ہو لہٰذا شبہ کی حالت میں حد کا نفاذ نہیں ہوتا۔

اور اگر اقرار کرنیوالا حد لگنے سے قبل یا حد جاری ہونے کے دوران اقرار سے رجوع کرے تو اس کا رجوع قابل قبول ہوگا اور اس کو چھوڑ دیا جائے گا (ہدایہ) رجوع خواہ مرد کی جانب سے ہو یا عورت کی، برابر ہے اور دونوں کا رجوع قابل قبول ہے۔ (السراج الوہاج) اسی طرح قاضی کے پاس گواہوں اور اقرار کے ذریعہ ثبوتِ زنا کا حکم ہے (رجوع صحیح ہے) (فتح القدیر) اگر کوئی شخص بھاگے اور رجوع نہ کرے تو اس کے آڑے نہ آویں، اور اگر ثبوتِ زنا ہو گیا ہے لیکن شادی شدہ ہونے سے رجوع کرتا ہے تو رجوع قابل قبول ہوگا اور اس کے درّے مارے جائیں گے سنگسار نہیں کیا جائے گا (ایضاح) اگر کسی شخص کا زنا کرنا گواہی سے ثابت ہو جائے۔ وہ شخص شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، پھر اس پر حد جاری کی جائے، تھوڑی حد جاری ہوئی تھی کہ وہ بھاگ نکلا، اور تلاش کے بعد فوری طور پر حاکم شہر (داروغہ) اسے پکڑ لائے تو باقی ماندہ حد جاری کی جائیگی (مبسوط) اگر کچھ روز گذر جانے کے بعد پکڑا گیا تو حد ساقط ہو جائے گی (عنایہ) اقرار زنا کے اندر ذمی اور غلام کا حکم آزاد مسلمان کی طرح ہے خواہ غلام کو تجارت کی اجازت حاصل ہو یا نہ ہو (مبسوط) اگر غلام خود زنا کا اعتراف کرے تو اس کے آقا کی حاضری (صحت اقرار کے لئے) ضروری نہیں ہے اور اگر لوگوں نے اس کے زنا کرنے کی گواہی دی تو پھر آقا کی حاضری ضروری ہے۔ کیونکہ اس کو گواہوں کی عدالت کو مجروح قرار دینے کا حق حاصل ہے (خزانۃ المفتیین)

اگر خصی شخص اعتراف زنا کرے یا گواہ اس کے زنا کرنے کی گواہی دیں تو اس پر حد جاری ہوگی اور عنین (نامرد) کا بھی یہی حکم ہے (فتاویٰ قاضی خاں) نابینا شخص اگر اعتراف زنا کرے تو اس پر حد جاری ہوگی۔ اگر مرد یہ اعتراف کرے کہ میں نے پاگل عورت سے یا ایسی نابالغہ سے جو صحبت کے لائق تھی زنا کیا ہے۔ تو اس پر حد نافذ ہوگی، اگر عورت یہ اقرار کرے کہ میں نے نابالغ یا پاگل کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی (ایضاح) اگر مرد اقرار کرے کہ اس نے ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے پہچانتا نہیں تو اس پر حد لگیگی اسی طرح اگر وہ یہ اقرار کرے کہ فلانی عورت سے زنا کر چکا ہوں اور وہ عورت غائب ہے تو اس صورت میں استحساناً اس پر حد جاری کرنے کا حکم ہوگا (فتح القدیر) جامع صغیر میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چار بار یہ اقرار کرے کہ میں نے فلانی عورت سے زنا کیا ہے اور عورت کہتی ہے کہ یہ میرے ساتھ نکاح کر چکا ہے۔ یا عورت چار بار اقرار کرے کہ میں نے فلاں مرد سے زنا کر چکی ہوں اور وہ شخص کہتا ہے کہ میں اسے نکاح میں لا چکا ہوں تو اس شکل میں کسی پر حد ثابت نہ ہوگی، البتہ مرد پر اس کا مہر واجب ہوگا (محیط)

اور حدود کے مسئلہ میں قاضی کا واقف ہونا محض حجت اور دلیل نہ ہوگا اس پر تمام صحابہؓ متفق ہیں۔ اگرچہ قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ اس کا اعتبار کیا جائے۔ (کافی)

تیسرا باب :- حد اور اس کے نفاذ کی کیفیت کا بیان

جب حد واجب ہو جائے اور زنا کرنیوالا محصن (شادی شدہ) ہو تو اسے سنگسار کیا جائے، یہاں تک کہ اس کو موت آ جائے (سنگسار کرنے کیلئے) شہر سے باہر کھلے میدان میں لیجائیں (ہدایہ) اور احصان (شادی شدہ ہونا) کا مطلب سنگسار کرنے کے مسئلہ میں یہ ہے کہ وہ شخص عاقل ہو، بالغ ہو، آزاد ہو، اور آزاد عورت سے نکاح صحیح کر کے اس سے صحبت کر چکا ہو اور مرد و عورت دونوں میں احصان کی صفت ہونی چاہیئے (کافی) لہٰذا صرف اس خلوت صحیحہ سے (جس میں صحبت نہ ہو) جو مہر کو واجب کر دے اور عدت کو اس سے محصن[1]

[1] دار الاسلام کے اندر بسنے والا غیر مسلم سے سنگسار کرنیکے لئے نکاح صحیح کے ساتھ صحبت شرط ہے صرف خلوت کافی نہیں۔ ۱۲

نہیں ہوگا، اور نکاح فاسد کے اندر صحبت کرنے سے بھی محصن نہیں ہوگا۔ نکاح صحیح کے بعد صحبت کرنے سے بھی محصن قرار نہیں دیئے گئے
جب کہ قبل نکاح عورت سے کہدیا ہو کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے، اس لئے کہ وہ نکاح کرتے ہی مطلقہ ہوگئی۔ لہٰذا
اس سے صحبت کرنا زنا ہوا، مگر اس میں علماء کے اقوال مختلف ہونے کے باعث شبہ پیدا ہوگیا ہے اس لئے حد واجب نہ ہوگی۔ اسی
طرح اگر کوئی مسلمان مسلمہ سے بغیر گواہوں کے نکاح کر کے اس سے ہمبستر ہو جائے (تو وہ بھی محصن نہ ہوگا) (مبسوط)

دخول وہ معتبر ہے جو پیشاب گاہ میں اس طور پہ ہو کہ جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے، اور بوقت دخول دونوں کے اندر
صفت احصان کا ہونا شرط ہے، لہٰذا غلام اور باندی میں بہ نکاح صحیح، صحبت بحالت غلامی ہوئی ہو اس کے بعد دونوں آزاد ہو گئے
ہوں تو دونوں محصن شمار نہ ہوں گے اور کافر اور کافرہ کا یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آزاد شخص باندی یا نابالغہ یا پاگل سے نکاح کرنیکے
بعد اس سے صحبت کرے (تو اسے محصن نہیں کہیں گے)، اسی طرح اگر کوئی مسلم کتابیہ عورت سے نکاح کر کے صحبت کرے (تب
بھی محصن نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر شوہر میں مذکورہ اوصاف میں سے کوئی صفت پائی جائے اور عورت آزاد، عاقلہ، بالغہ، مسلمہ ہو
مثلاً شوہر کے ہمبستر ہونے سے پہلے اسلام لائی پھر کافر شوہر نے جدائی سے قبل اس سے صحبت کرلی تو وہ عورت اس دخول سے محصن نہ ہوگی
(کافی) اور اگر مرد مسلمان ہونے کے بعد یا آزاد ہونے کے بعد یا ہوش میں آنے کے بعد اپنی عورت سے صحبت کرے تو محصن قرار دیں گے۔
اور اس احصان میں زنا سے پاکدامنی شرط نہیں ہے (مبسوط سرخسی) اور اگر کسی کے نکاح میں آزاد مسلمان عورت ہو اور وہ دونوں محصن
ہوں اس کے بعد (خدانخواستہ) دونوں اسلام سے پھر جائیں تو دونوں کا احصان باطل ہو جائے گا، پھر اگر وہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو ان کا احصان
نہیں لوٹے گا تا آنکہ اس عورت سے اسلام کے بعد صحبت کرے (فتح القدیر)، اور اگر وجوب حد کے بعد اسلام سے پھر جائے اس کے بعد اسلام
میں داخل ہو تو اس پہ درے لگائے جائیں گے اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا اور اگر دروں کا وجوب ہوا تھا تو درے نہیں لگائے جائیں گے
(عتابیہ) اگر ثبوت احصان کے بعد پاگل پن یا مخبوط الحواس ہونے کے باعث صفت احصان ختم ہو جائے، تو جب بھی افاقہ ہو جائیگا۔
وہ محصن ہو جائے گا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہوش میں آنے کے بعد جب تک وہ اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کرے محصن نہیں ہوگا۔
(خزانۃ المفتیین)
(البحر الرائق) احصان اقرار سے یا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے
تمام شرائط پائے جانے کے بعد اگر مرد صحبت سے انکار کرے، اس کے بعد بیوی کے اتنی مدت کے اندر بچہ ہو جائے کہ وہ بچہ اس
مرد کا قرار دیا جا سکتا ہو تو شرعاً اس سے صحبت کرنے والا سمجھا جائے گا (تبیین)، احصان پہ گواہی مال کی گواہی کی طرح ہے یہ شہادت[1]
علی الشہادۃ سے بھی ثابت ہو جاتا ہے (ایضاح) اگر زنا کرنے والا ذمی[2] کا مسلم غلام ہو اس کے بعد دو ذمی گواہی دیں کہ وہ زنا سے قبل اس کو
آزاد کر چکا ہے اور اس میں احصان کی بقیہ شرائط بھی جمع ہوں تب بھی ان دونوں کی گواہی ناقابل قبول ہوگی (کافی)
کسی کی بیوی نے اقرار کیا کہ میں اس کی باندی ہوں، پھر وہ شخص زنا کرے تو سنگسار کیا جائیگا۔ اور اگر دخول[3] سے پہلے وہ غلامیت
کا اقرار کرے پھر وہ زنا کرے تو استحساناً اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ ایک شخص نے عورت سے بغیر ولی کے نکاح کیا اور صحبت بھی
کرلی تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے دونوں محصن نہیں ہوں گے چونکہ علماء کے اختلاف کے باعث اور اس سلسلہ میں روایات کے

---

[1] یعنی گواہ اپنی گواہی پہ دوسروں کو گواہ بنائے [2] ذمی دار الاسلام کا غیر مسلم باشندہ [3] اس دوسری صورت میں گمان غالب باندی کے سچ بولنے کا ہے ۱۲۔

پیش نظر یہ نکاح قطعی طور پر صحیح نہیں ہے (محیط سرخسی) اور قاضی کو گواہوں سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ احصان کسے کہتے ہیں اگر وہ یہ تفصیل بتا دیں کہ آزاد عورت سے نکاح کر کے اس سے ہمبستر ہوا ہے، تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ ان کا اتنا کہنا کافی ہے کہ ہمبستری کرچکا ہے، امام محمد کی رائے اس سے مختلف ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ "چھوا" ہے یا "ملا" ہے بالکل کافی نہیں ہے، ہاں اگر انھوں نے کہا کہ اس سے صحبت کی ہے یا ہمبستری کی ہے تو بالاتفاق اسے کافی قرار دیں گے، بقالی کے اندر لکھا ہے کہ ان کا یہ کہنا بھی کافی ہے کہ وہ اس سے غسل کر چکا (بیوی سے نہان کر چکا) (محیط)

اور اگر کہا کہ وہ بیوی سے ملاقات کر چکا یا قربت کر چکا تو یہ کافی نہیں (مبسوط، منتقی کے اندر ابراہیمؒ امام محمدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر مرد اپنی بیوی سے خلوت کرنے کے بعد اسے طلاق دیدے اور وہ شوہر کہے کہ میں نے اس سے صحبت کی ہے، اور عورت کہے کہ مجھ سے اس نے صحبت نہیں کی تو شوہر کو اقرار صحبت کی وجہ سے محصن کہیں گے اور بیوی اپنے انکار کی وجہ سے محصن نہیں ہوگی، اور یہی حکم اس وقت ہے جب کہ مرد نے عورت سے صحبت کی ہو اور طلاق دیدی ہو اور وہ کہے کہ یہ آزاد مسلمہ ہے اور عورت کہے کہ میں نصرانیہ ہوں (محیط) کسی نے اپنی بیوی کی دبر (پاخانہ کے مقام) میں صحبت کی تو وہ محصن نہیں ہوگا (مضمرات)

خلیفۃ المسلمین کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت کو یہ حکم دے کہ وہ زانی کو سنگسار کرنے کیلئے حاضر ہو جائیں (السنتفی) لوگوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ سنگسار کرتے وقت نماز کی صفوں کی طرح صف بستہ ہو جائیں جو جماعت رجم کر چکے وہ پیچھے ہٹ جائے اور دیگر لوگ بڑھ جائیں وہ رجم کریں (البحر الرائق و السراج الوہاج) پتھر مارنے والا اگر قتل کے ارادے سے زانی کے پتھر مارے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں اگر زانی ذی رحم محرم ہو تو بہ قصد قتل کے ارادہ سے پتھر مارنا مستحب نہیں ہے۔ (فتاوی قاضی خاں)

جب گواہی سے رجم کے وجوب کا حکم ہو جائے تو رجم کی ابتدا گواہوں سے ضروری ہے پھر خلیفۃ المسلمین سنگسار کرے، اس کے بعد دوسرے لوگ رجم کریں چنانچہ اگر گواہ ابتدا کرنے سے انکار کریں تو جس کے متعلق گواہی دی ہے اس سے حد ساقط ہو جائے گی، اور گواہوں پر حد قذف نہیں لگے گی اس لئے کہ ان کا ابتدا سے باز رہنا صراحتاً ان کے رجوع کو ثابت نہیں کرتا (فتح القدیر) یہی حکم اس وقت ہے جب کہ ان میں سے ایک انکار کرے (تبیین) اگر سب گواہوں کو موت آجائے یا ان میں سے ایک کو تو حد ساقط اسی طرح اگر سارے غائب ہو جائیں یا ایک غائب ہو جائے تب بھی ظاہر روایت کے مطابق یہی حکم ہوگا۔ اسی طرح ایسے شرعی نقص کے پیش آنے سے حد ساقط ہو جائے گی جو (گواہ کو) گواہی کی اہلیت سے نکالدے، مثلاً ان میں سے کوئی اسلام سے پھر جائے یا نابینا ہو جائے یا گونگا ہو جائے یا فاسق ہو جائے، یا کسی پر اس کے تہمت لگانے کے باعث اس پر حد قذف جاری ہو (تو حد ساقط ہو جائے گی)، یہ نقص قاضی کے فیصلے سے پہلے ہوا ہو یا بعد میں حد کے نفاذ سے قبل ہوا ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور اگر کوئی گواہ ہاتھ کٹا ہوا ہو یا بیمار ہو کہ پتھر نہ مار سکتا ہو اور سارے گواہ حاضر ہو جائیں تو قاضی (آغاز میں) پتھر مارے اور گواہی کے بعد (کسی جرم میں) گواہ کے ہاتھ کاٹے گئے تو حد کا نفاذ روک دیا جائے گا (فتح القدیر) امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ گواہوں کی موت سے یا ان کے غائب ہو جانے سے حد ساقط نہیں ہوگی اور اسی قول کو ہم اختیار کرتے ہیں (حاوی قدسی)

اور جس کے متعلق گواہی دی ہے اگر وہ محصن نہیں ہے تو کافی کے اندر ہے حاکم شہید نے فرمایا ہے کہ اس پر گواہوں کے مرنے یا غائب ہونے کے وقت بھی حد جاری ہوگی اور ان دونوں صورتوں کے علاوہ دیگر شکل میں حد ساقط ہو جائیگی (غایۃ البیان) اس پر سب متفق ہیں کہ رجم کے علاوہ دیگر حدود میں کسی سے آغاز کرنا ضروری نہیں ہے نہ گواہوں سے اور نہ خلیفہ وقت سے (ذخیرہ)

قاضی جب لوگوں کو زانی کے رجم کرنے کا حکم دیدے تو انہیں رجم کرنے کی اجازت ہے، اگرچہ انہوں نے گواہی پیش کرتے ہوئے نہیں دیکھا امام محمدؒ سے ابن سماعہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ قاضی فقیہ اور عادل ہو، اور اگر عادل ہے فقیہ نہیں یا صرف فقیہ ہے یا عادل نہیں تو پھر لوگوں کے لئے رجم کرنے کی گنجائش نہیں تاوقتیکہ وہ گواہوں کی گواہی کا خود معائنہ نہ کر لیں (ظہیریہ)

اگر زنا کرنیوالے نے خود اعتراف کیا ہے تو خلیفۃ المسلمین رجم (سنگساری) کی ابتداء کرے، اس کے بعد عام مسلمان رجم کریں، جس کو رجم کیا گیا ہے اس کو نہلایا بھی جائے گا اور کفنایا بھی جائے گا، اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی، زانی اگر محصن نہیں ہے تو حد میں سو درّے لگائے جائیں گے بشرطیکہ وہ آزاد ہو اور اگر غلام ہے تو اس کی حد نصف (پچاس درّے) ہے۔ خلیفۃ المسلمین کے حکم سے بغیر گھنڈی درّے سے اوسط درجے کی چوٹ لگائی جائے ایسی مار نہ ہو کہ اس سے شدید زخم ہو جائے اور نہ ایسی ہو کہ بالکل تکلیف ہی نہ ہو۔ اور شریعت کی مقررہ حد کے اندر اضافہ جائز نہیں، جو حد قائم کرے وہ آنکھوں والا (بینا) ہونا چاہیے (ایضاح) اس حکم میں دونوں برابر ہیں، مرد و عورت کے محصن ہونے کی صورت میں دونوں کو رجم کیا جائے، اگر دونوں محصن نہیں تو ہر ایک کے سو کوڑے مارے جائیں گے۔

اور اگر ایک محصن ہو دوسرا نہیں تو محصن کو رجم کیا جائے اور غیر محصن کے درّے لگائے جائیں، اسی طرح قاضی کے پاس گواہوں کے ذریعہ یا اقرار سے ثبوت زنا میں (دونوں برابر ہیں) (فتح القدیر) مرد کو حد اور تعزیر کے نفاذ کے وقت ننگے بدن کر دیا جائے صرف ایک تہبند ہو اسی میں حد و تعزیر جاری کی جائے، اور ظاہر روایت کے مطابق شراب نوشی کی سزا کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن حد قذف میں برہنہ نہ کیا جائے، البتہ کوٹ، پوستین (زائد کپڑے) اتار لئے جائیں (فتاویٰ قاضی خاں) عورت کو برہنہ نہ کیا جائے صرف زائد کپڑے اتار لئے جائیں (اختیار شرح مختار) اگر عورت کے جسم پر زائد کپڑوں کے سوا کچھ نہ ہو تو پھر زائد کو نہ اتارا جائے (غیابیہ)

عورت کو بٹھا کر حد جاری کی جائے اور رجم میں اس کے لئے گڑھا کھودنا بھی جائز ہے اور اگر نہ کھودا گیا تب بھی حرج نہیں۔ (اختیار شرح مختار) لیکن گڑھا کھودنا بہتر ہے اور سینہ تک کھودا جائے، اور مرد کے لئے نہیں کھودا جائے گا ظاہر روایت یہی ہے (غایۃ البیان) اور مرد پر تمام حدود کھڑا کر کے جاری کی جائیں (اختیار شرح مختار) حدود کے نفاذ میں نہ اسے کھینچا جائے نہ پکڑا جائے اور نہ باندھا جائے بس کھڑا چھوڑ دیا جائے البتہ اگر وہ لوگوں کو عاجز کر دے تو پھر باندھ دیا جائے (محیط سرخسی) کھینچنے کا انداز یہ ذکر کیا گیا ہے کہ زمین پر ڈال کر کھینچے جیسا کہ ہمارے زمانے میں کیا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ کھینچنے کی شکل یہ ہے کہ مارنے والا کوڑا کھینچ کر اپنے سر سے اونچا کر لے (پھر مارے) بعض نے کہا کہ کوڑے مارنے کے بعد کھینچنا، مگر یہ سب نہ کیا جائے کیونکہ یہ مقررہ حد سے زائد ہے (ہدایہ)

شرمگاہ یا چہرہ اور سر کو چھوڑ کر پورے جسم پر متفرق طور پر درّے مارے جائیں (غیابیہ) محصن پر کوڑے اور رجم (دو سزاؤں) کو جمع نہیں کیا جائے گا، نہ کنواری کے ساتھ یہ کیا جائے کہ کوڑے بھی لگائیں اور شہر بدر بھی کریں، البتہ اگر خلیفہ کی رائے اور مصلحت ہو تو جتنے دن مناسب سمجھے شہر بدر بھی رکھے۔ یہ انتظاماً سزا اور ہو گا حد کی وجہ سے نہیں، اور یہ (جلا وطنی) زنا ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر جرم میں جائز ہے، اس میں خلیفہ کی رائے کو دخل ہے (کافی) نہایہ میں شہر بدر کرنے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اسے قید میں ڈالدیا جائے، اور دوسرے ملک بھیجنے کی بنسبت یہی زیادہ مناسب ہے اور اس سے فتنہ دب جائے گا (البحر الرائق و تبیین) مریض پر اگر حد کا وجوب ہو تو اگر حد سنگساری کی ہے تو فوری حد قائم کر دی جائے گی اور اگر درّوں کی ہے تو اس پر حد جاری نہ ہو گی جب تک کہ وہ صحتیاب نہ ہو جائے اور اگر زندگی اور صحت یابی سے مایوسی ہو چکی ہے تو اسی وقت حد جاری ہو گی (ظہیریہ)

اور اگر ایسا مرض ہے کہ جس کے دور ہونے کی توقع نہیں ہے جیسے لنجا پن (ہاتھ پاؤں سے معذوری) یا وہ نقص والا اور ضعیف الخلقت ہے تو ہمارے نزدیک ایک عثکال (گچھا مٹھا) سے جس میں سو ساخیں ہوں ایک دفعہ مار دیا جائے، لیکن بدن پر ہر شاخ کا لگنا ضروری ہے اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ وہ شاخیں کشادہ ہوں (فتح القدیر) نفساء (جس عورت کے بچہ کی پیدائش کا خون جاری ہے) وہ حد کے نفاذ کے سلسلہ میں (بحالت نفاس) مریضہ کے درجہ میں ہے اور حائضہ (جسے ماہواری آرہی ہو) وہ تندرست عورت کے درجہ میں ہے، لہٰذا ماہواری کے ختم ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا (ظہیریہ)۔ حاملہ اگر زنا کرے تو بحالت حمل اس پر حد جاری نہ ہوگی خواہ کوڑوں کی حد ہو یا سنگساری کی۔ البتہ اگر گواہوں کے ذریعہ زنا کا ثبوت ہوا ہے تو بچہ جننے تک اسے قید میں رکھا جائے گا، پھر جب بچہ کی پیدائش ہو جائے تو دیکھا جائے گا اگر وہ محصنہ ہے تو بچہ جننے پر اسے رجم کر دیا جائے گا یہی ظاہر روایت ہے اور اگر محصنہ نہیں ہے تو نفاس سے فارغ ہونے تک اسے چھوڑ دیا جائے گا اس کے بعد اس پر حد جاری ہوگی (غایۃ البیان) اور اگر حد کا ثبوت اقرار سے ہوا ہے تو اسے قید نہیں کیا جائیگا مگر اس سے کہا جائے گا .... کہ جب بچہ ہو جائے تو دوبارہ آنا، لہٰذا جب وضع حمل کے بعد دوبارہ آئے تو اس کو رجم کر دیا جائے گا جبکہ بچہ کو دودھ پلانے اور پرورش کرنے والا کوئی موجود ہو، اور اگر ایسا کوئی نہ ہو تو بچہ کا دودھ چھڑانے تک اس کو مہلت دیدی جائے گی (ظہیریہ) اگرچہ وہ تاخیر میں طول ہی کیوں نہ دے اور کہتی رہی کہ ابھی تک میں نے بچہ نہیں جنا ہے،

گواہوں نے ایک عورت کے متعلق زنا کرنے کی گواہی دی، وہ کہنے لگی میں حاملہ ہوں تو اس کا قول قابل قبول نہ ہوگا بلکہ عورتوں سے معائنہ کرایا جائے گا۔ اگر وہ کہدیں کہ حاملہ ہے تو اس کو دو سال کی مہلت دی جائے، اگر وہ اس مدت میں نہ جنے تو اسے رجم کر دیا جائے گا (فتح القدیر) اگر گواہ زنا کی گواہی دیں اور وہ عورت دعوی کرے کہ میں تو عذراء[1] ہوں یا رتقاء[2] ہوں، تو عورتیں اس کا معائنہ کریں اگر وہ کہدیں کہ عذراء یا رتقاء ہے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی اور گواہوں پر بھی حد قذف نہ لگیگی، اسی طرح مرد مجبوب (جس کا آلہ تناسل کٹا ہو) کا حکم ہے (جبکہ کوئی اس کے زنا کی گواہی دے) اور عذرا اور رتقاء اور ان چیزوں میں جن میں عورتوں کا قول قابل قبول ہے ایک عورت کا بھی قول مان لیا جائے گا (الولوالجیہ) زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ دو عورتیں ہوں (غایۃ البیان)

اور آقا اپنے غلام پر خلیفۃ المسلمین کی اجازت کے بغیر حد قائم نہیں کر سکتا (ہدایہ) اور سخت گرمی یا سخت سردی میں حد نہیں قائم کی جائے گی (تاتارخانیہ) اسی طرح سخت گرمی یا سخت سردی کے وقت ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا (السراج الوہاج)

ایک شخص نے ناجائز و فحش کام کا ارتکاب کر لیا، پھر پشیمان ہو کر اللہ کے سامنے توبہ کر لی تو اپنا یہ فحش کام قاضی کو نہ بتائے[3] (ظہیریہ)

چوتھا باب

حد کو لازم کرنے اور لازم نہ کرنے والی صحبت کا بیان

جو صحبت کہ حد کو لازم کرتی ہے وہ زنا ہے (کافی) خالص حرام طریقہ پر ہو تو حد واجب ہوگی، اور اگر اسمیں شبہ پیدا ہو گیا تو حد واجب

---

[1] جس کی بکارت زائل نہ ہوئی ہو [2] جس عورت کی شرمگاہ پر جھلی ہو جو صحبت سے مانع ہو [3] قاضی ظاہر کے مطابق فیصلہ کا مکلف ہے، فعل منکر کے بتانے پر وہ تو سزا سے گریز نہ کرے گا۔ ۱۲

نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) شبہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ثابت کے مشابہ ہو اور ثابت نہ ہو اس کی چند قسمیں ہیں۔

(۱) فعل کے اندر شبہ: اس کا نام شبہ اشتباہ ہے اور وہ اس طرح کہ وہ حلال ہونیکی دلیل نہ ہو لیکن وہ (حلال ہونیکی) دلیل خیال کرے یہ اس شخص کے حق میں ثابت ہوگی جس پر واقعۃً دلیل مشتبہ ہوگئی ہو اس کے حق میں نہیں جس پر مشتبہ نہ ہوئی ہو اور شبہ کے ثبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حلت کا گمان ہوا ہو، چنانچہ اگر وہ دعویٰ کرے کہ اپنے لئے میں نے حلال ہونے کا خیال کیا تھا تو اس پر حد جاری نہ ہوگی، اور اگر دعویٰ نہ کرے تو حد لگے گی،

(۲) محل و مقام کے اندر شبہ: اس کا نام شبہ حکمیہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ محل میں حلت کی دلیل موجود ہے لیکن رکاوٹ کے باعث اس پر عمل نہ ہو سکا، لہٰذا محل کے حق میں اس کو شبہ سمجھا جائے گا، اور اس کا ثبوت جرم کرنے والے کے گمان اور اس کے دعویٰ حلت پر موقوف نہ ہوگا، حد دونوں صورتوں میں ساقط ہے، لیکن نسب دوسری شکل میں ثابت ہو جائے گا جب کہ وہ بچہ کا دعویٰ کرے اور پہلی شکل میں ثابت نہ ہوگا اگرچہ وہ دعویٰ نسب کرے، اور پہلی شکل میں مہر مثل واجب ہوگا۔

(۳) عقد کے اندر شبہ: عقد ہوا ہو خواہ وہ حلال ہو یا حرام ہو، بالاتفاق حرام ہو یا مختلف فیہ اور صحبت کرنے والا اس کی حرمت سے واقف ہو یا نہ ہو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حد جاری نہ ہوگی، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے ایسا نکاح کیا ہے کہ جس کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے تو شبہ میں داخل نہیں، لہٰذا اگر وہ حرمت سے واقف تھا تو حد کا نفاذ ہوگا ورنہ نہیں (کافی)

امام اسبیجابی فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ جب وہ شبہ کا دعویٰ کرے اور اس پر گواہی بھی قائم کر دے تو حد ساقط ہو جائے گی اور محض دعویٰ سے بھی حد ساقط ہو جائے گی لیکن اگر وہ اکراہ (زبردستی) کا مدعی ہے تو اکراہ پر جب تک گواہ قائم نہ کر دے حد ساقط نہ ہوگی (البحر الرائق) تین طلاق والی عورت سے اگر عدت کے اندر صحبت کی تو اسے شبہ در فعل کہیں گے اور اگر تین طلاقیں دیں پھر رجعت کر لی، اس کے بعد عدت گذرنے پر اس سے ہمبستر ہوا تو بالاتفاق حد نافذ ہوگی۔ اگر آقا ام ولد کو آزاد کر دے یا شوہر بیوی سے خلع کر لے یا مال کے عوض طلاق دے تو عدت کے دوران اس سے صحبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ تین طلاق والی عورت سے عدت کے اندر صحبت کرنا، اس لئے کہ حرمت باتفاق ائمہ ثابت ہے، اپنے باپ یا ماں کی باندی سے ہمبستری کرنے کا بھی یہی حکم ہے (کافی) اور دادا یا دادی یا اوپر کے آباؤ اجداد کی باندی سے بھی صحبت کا یہی حکم ہے۔ (فتح القدیر)

اور اپنی بیوی کی باندی یا اپنے آقا کی باندی یا رہن رکھی ہوئی باندی سے رہن رکھنے والے کے حق میں صحبت کا کتاب الحدود کی روایت کے لحاظ سے یہی حکم ہے (کافی) اور یہی قول راجح ہے (تبیین) رہن شدہ چیز کو مانگ کر لے جانے والا مسئلہ مذکورہ میں رہن رکھنے والے کے درجہ میں ہے (فتح القدیر) اور اگر ان دونوں سے ایک (مثلاً زانی) گمان کا دعویٰ کرے اور دوسرا دعویٰ نہ کرے، تو دونوں پر حد نہیں لگے گی یہاں تک کہ دونوں حرمت سے واقفیت کا اعتراف کر لیں (تب لگے گی) (کافی)

اور اگر دونوں میں سے ایک موجود نہ ہو اور (ایک موجود ہو) جو حاضر ہے وہ کہے کہ میں اس سے واقف ہوں کہ وہ مجھ پر حرام ہے تو حاضر پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) کسی نے اپنے بھائی یا چچا کی باندی سے زنا کیا اور کہتا ہے کہ میں نے یہ خیال کیا کہ وہ باندی میرے لئے حلال ہے تو اس پر حد لگے گی، اور بجز رشتہ ولادت کے دیگر محرموں کا بھی یہی حکم ہے (کافی) اگر کسی نے بیوی کے محرم کی باندی کے ساتھ زنا کیا اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (السراج الوہاج)

اور اگر مانگے پر لی ہوئی باندی سے زنا کر لیا تو اس پر حد لازمی نافذ ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ مجھے یہ خیال تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے (محیط سرخسی) یہی حکم خدمت کے لئے کرایہ پر لی گئی باندی اور امانت پر رکھی ہوئی باندی سے زنا کرنے پر نافذ ہوگا (السراج الوہاج)

اسی طرح مرد اگر باپ یا دادا کی بیوی سے زنا کرے تو اسے حد لگائی جائے گی اگرچہ وہ کہے کہ اپنے لئے میں جائز سمجھتا تھا (فتاویٰ قاضی خاں) عورت اگر اپنے غلام کو قابو دیدے (زنا کرائے) تو اس پر حد لگے گی اسی طرح اگر قرض خواہ مقروض کی ترکہ کی باندی سے زنا کرے تو (حد لگے گی (عنایہ) محل کے اندر شبہ کی یہ صورتیں ہیں کہ اپنے لڑکے کی باندی سے یا لڑکے کے لڑکے (پوتے) کی باندی سے صحبت کرے (کافی) خواہ لڑکا زندہ ہو یا مر چکا ہو (عنایہ) پھر اگر وہ حاملہ ہو جائے تو بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہو جائے گا اور صحبت کا تاوان واجب نہ ہوگا، اور اگر حاملہ نہ ہو تو تاوان باپ پر واجب ہوگا اور باندی میں ملکیت بھی اس کی ثابت نہ ہوگی۔ دادا کا حکم باپ کی طرح ہے مگر باپ کے ہوتے ہوئے بچہ کا نسب (دادا سے) ثابت نہ ہوگا۔ عدت میں اس بیوی سے صحبت کر لی جس کو لفظ کنایہ سے طلاق پڑ چکی ہے یا بیچنے والا بیچی ہوئی باندی سے (مشتری کو) حوالہ کرنے سے قبل صحبت کرے (یہ بھی شبہ در محل ہے) کافی) کوئی اپنے مکاتب غلام کی باندی سے یا اس غلام کی باندی سے صحبت کرے جسے تجارت کی اجازت ہو، اور غلام اپنی ذات کی قیمت کی بقدر مقروض بھی ہے۔ یا ایسی باندی سے صحبت کی جو مہر میں ملی ہے لیکن شوہر کے حوالہ نہیں ہوئی ہے۔ یا اس باندی سے صحبت کی جو اس کی اور دوسرے کی مشترکہ ہے (یہ بھی محل شبہ ہے) (تبیین)

اگر دو شریک ہوں اور ایک ان میں سے باندی کو آزاد کر دے، تو اگر دوسرے شریک کو تاوان ادا کر دیا ہے پھر صحبت کی ہے تو حد نافذ نہ ہوگی۔ اور اگر دوسرا شریک صحبت کرے تو حد لگے گی، اور اگر باندی (آزادی کے لئے سعی کر رہی ہو تو اگر آزاد کرنے والا صحبت کرے تو حد نافذ ہوگی اور اگر دوسرا شریک کرے تو حد نہیں لگیگی (خزانۃ المفتین) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ پوری باندی اسی کی تھی اس نے نصف آزاد کر دی پھر اس کے بعد صحبت کی تو بالاتفاق اس پر حد جاری نہ ہوگی (محیط)

اور اگر کسی نے صحبت کی اس حالت میں ...... باندی کو آزاد کر دیا پھر اس سے الگ ہٹ گیا، لیکن اسی مجلس میں دوبارہ صحبت کر لی تو بھی حد نہیں لگے گی (خزانۃ المفتین) اور اگر بیوی اسلام سے پھر جائے (نعوذ باللہ) اور خاوند پر حرام ہو جائے یا بیوی کی ماں (ساس)، یا اس کی بیٹی سے صحبت کرنے کی وجہ سے بیوی حرام ہو جائے یا خاوند کے بیٹے کے صحبت کرنے کی وجہ سے بیوی خاوند پر حرام ہو جائے پھر شوہر اس سے صحبت کرے اور یہ بھی کہے کہ مجھے اس کے اپنے لئے حرام ہونے کا بھی علم تھا تب بھی اس پر حد جاری نہ ہوگی، اسی طرح اگر ایک عقد میں پانچ عورتوں سے نکاح کیا یا چار کے نکاح میں ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کیا یا (بیوی کے ہوتے ہوئے) اس کی بہن سے نکاح کیا یا اس کی ماں کو نکاح میں لایا اور ان کے ساتھ ہمبستر ہوا، ساتھ میں یہ بھی کہتا ہے کہ میں جانتا تھا کہ یہ میرے لئے حرام ہے، یا عورت سے نکاح[1] متعہ کرے تو ان سب صورتوں میں صحبت کرنیوالے پر حد واجب نہ ہوگی، اگرچہ وہ یہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ میرے لئے حرام ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر (جہاد کے بعد) مال غنیمت حاصل کرنے والوں میں سے کسی نے مال غنیمت کی تقسیم سے قبل غنیمت کی باندی سے صحبت کر لی جب کہ مال غنیمت دارالاسلام میں آچکا ہو، تو اس پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ میرے لئے

---

[1] معین مدت کے لئے کسی شئ کے عوض نکاح کرنا۔ ۱۲

حرام ہے اور یہی حکم اس وقت ہے کہ جب کہ دار الحرب میں ایسا کرے (السراج الوہاج) عقد کے اندر شبہ کی صورت یہ ہے کہ کسی محرم (جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام) سے نکاح کر کے صحبت کرے تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس پر حد جاری نہ ہوگی، لیکن اگر وہ اس (حرام ہونے) سے واقف ہو تو درد ناک سزا دی جائے، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں اگر وہ حرمت سے واقف ہے تو حد لگے گی ورنہ نہیں (کافی)

اسی قول کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (مضمرات) اور اسبیجابی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا قول صحیح ہے (النہر الفائق) کسی غیر کی منکوحہ یا معتدہ یا ایسی عورت سے نکاح کیا جسے تین طلاقیں دے چکا ہے تو نکاح کے بعد اس کا حکم بھی محرم کی طرح ہے

اور اگر نکاح ایسا ہوا کہ جس میں اختلاف (ائمہ) ہے مثلاً بغیر گواہ یا بغیر ولی کے نکاح کر لیا تو (صحبت کر لینے پر) بالاتفاق اس پر حد جاری نہ ہوگی، چونکہ سب کے نزدیک شبہ پایا گیا، اسی طرح اگر کوئی شخص آزاد عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی باندی سے نکاح کرے یا مجوسیہ (آتش پرست) سے نکاح کرے یا باندی سے اس کے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے یا غلام بغیر اجازت آقا کے نکاح کرے تو (ان سب صورتوں میں صحبت کرنے سے) اس پر حد جاری نہ ہوگی (کافی) اگر ملک نکاح یا ملک یمین (باندی وغیرہ پر ملکیت) حاصل تھی عارضی سبب پیش آنے پر حرمت (صحبت کی) ہو گئی اسی میں وہ ہمبستر ہو گیا تو یہ (صحبت) اس پر حد کو واجب نہیں کرتی، مثلاً بیوی کو ماہواری آ رہی ہو، یا (زچہ) نفاس میں ہو، یا روزہ سے ہو، یا احرام والی ہو، یا شبہ میں اس سے کسی نے ہمبستری کر لی ہو یا بیوی سے ظہار[1] یا ایلاء[2] کر لیا ہو، اور یہی حکم اس وقت ہے جب کہ کسی کی باندی رضاعت یا رشتہ دامادی کے باعث حرام ہو گئی ہو یا باندی کی ذی رحم محرم اس کے نکاح میں آ جانے کی وجہ سے (باندی حرام ہو گئی ہو) یا باندی آتش پرست ہو، یا اسلام سے پھر گئی ہو تو (ان سب صورتوں میں آقا پر حد کا وجوب نہ ہوگا خواہ وہ حرمت سے واقف ہو (محیط) کسی نے عورت کو زنا کرنے کے لئے اجرت پر رکھ لیا یا صحبت کرنے کیلئے (رکھ لیا) یا کہا کہ یہ دراہم لے لو میں تم سے صحبت کروں گا، یا یہ کہا کہ ان دراہم کے بدلہ اپنے اوپر مجھے قابو دیدو، اور عورت نے منظور کر لیا تو حد نہیں لگے گی لیکن "نظم" کے اندر اتنا اضافہ ہے کہ اس کو مہر مثل دیا جائے گا اور دونوں کو سخت سزا دے کر قید کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ دونوں پر حد جاری ہوگی، جس طرح ...... کہ بغیر شرط کے اس کو مال دے (تو یہی حکم ہے) اس کے برعکس اگر یوں کہا کہ ان دراہم کو لے لے میں تجھ سے متعہ کرتا ہوں (کچھ دن فائدہ اٹھاؤں گا) (تو حد نہیں لگیگی) چونکہ متعہ ابتداء اسلام میں جائز تھا چنانچہ شبہ باقی رہا (التمرتاشی) کسی نے کہا کہ میں تجھ کو اتنا مہر دیتا ہوں اس کے عوض زنا کروں گا تو حد کا وجوب نہ ہوگا (کافی) ایک شخص کی باندی نے قصداً کوئی جنایت[3] کر لی پھر ولی[4] جنایت نے اس سے زنا کر لیا تو بالاتفاق اس پر حد جاری نہ ہوگی اور اگر خطاءً (بغیر ارادہ) جنایت کر لی پھر ولی نے زنا کر لیا تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ولی پر حد واجب ہوگی،

---

[1] ظہار: مسلمان کا اپنی بیوی کو کسی ایسی عورت کے مشابہ قرار دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے، تفصیل کے لئے کتب فقہ دیکھے۔ ۱۲

[2] ایلاء: اپنی بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لینا، قسم میں کوئی مدت معین نہیں کی، یا چار ماہ یا چار کی زائد کی قید لگائی تو یہ شرعاً ایلاء ہے چار ماہ کے اندر اگر بیوی کے پاس چلا گیا تو بس قسم کا کفارہ دیدے، نکاح باقی ہے، اور اگر چار ماہ تک نہیں گیا اور قسم نہیں توڑی تو عورت پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ ۱۲

[3] مثلاً کسی کو قتل کر دیا، ۱۲

[4] مثلاً مقتول ہونے کے بعد اس کی طرف سے جو بدلہ لینے کا مستحق ہے ۱۲۔

چاہے آقا بطور تاوان کے باندی ہی کو دیدے یا فدیہ (چھڑانے کے لئے بدلہ) دیدے، امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر باندی ہی کو دینا پسند کرے تو اس ولی پر حد واجب نہیں ہے اور اگر فدیہ دیا ہے تو اس پر حد نافذ ہوگی۔

کسی نے اجنبی عورت کا شہوت سے بوسہ لیا یا شہوت سے اس کی شرمگاہ کی طرف دیکھا اس کے بعد اس کی ماں یا اس کی بیٹی سے نکاح کیا اور صحبت کی تو اس پر حد جاری نہ ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں واقف تھا کہ وہ میرے لئے حرام ہے، امام ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے، اور اس صحبت سے اس کا احصان (پاکدامن ہونا) ختم نہ ہوگا، چنانچہ اس پر تہمت لگانے والے کو حد قذف لگائی جائے گی، (فتاویٰ قاضی خاں)، اگر کوئی اپنی زوجہ کی ماں یا لڑکی کا بوسہ لے یا زوجہ خاوند کے لڑکے یا والد کا بوسہ لے یا بایں سبب وہ اس کے لئے حرام ہو جائے پھر شوہر اس سے صحبت کرے تو اس پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ وہ اعتراف کرے کہ میں جانتا تھا کہ وہ میرے لئے حرام ہے (تاتارخانیہ)" اصل" کے اندر ہے کہ گونگا حد زنا یا دیگر کسی بھی حد میں ماخوذ نہ ہوگا، چاہے وہ اشارہ ...... یا تحریر سے اعتراف کرلے یا اس پر گواہ گواہی دیدیں، اور وہ شخص جو کبھی پاگل ہو جاتا ہے کبھی افاقہ میں، اگر وہ بحالت افاقہ زنا کرے تو حد میں ماخوذ ہوگا۔ اور اگر یوں کہے کہ میں نے اپنی دیوانگی میں زنا کیا ہے تو حد جاری نہ ہوگی، جیسا کہ کوئی بالغ کہے کہ میں نے نابالغی کی حالت میں زنا کر لیا تھا (اس پر حد جاری نہ ہوگی) (محیط)، کسی شخص نے دارالحرب یا دارالبغی[1] میں زنا کیا پھر ہمارے پاس (دارالاسلام میں) چلا آیا تو اس پر حد نافذ نہ ہوگی (ہدایہ) اگر کوئی سریہ (مسلم لشکر جس میں خلیفہ نہ ہو) دارالحرب میں داخل ہوا اور کسی نے ان میں سے زنا کیا تو اس پر حد جاری نہ ہوگی، اور اسی طرح امیر لشکر حدود و قصاص کو نافذ نہ کرے گا (کافی) اگر خلیفہ بذات خود جہاد میں شریک ہے یا امیر شہر جو اہل شہر پر حدود نافذ کرتا تھا وہ لشکر کے ساتھ جہاد کے لئے نکلا ہے تو دارالحرب میں بھی حدود و قصاص کے احکام نافذ کرے گا، یہ حکم اس وقت ہے جب کہ لشکر میں زنا کیا۔ اور اگر وہ دارالحرب والوں میں شامل ہو کر زنا کرے تو اس پر حد نافذ نہ ہوگی۔

فقہاء نے فرمایا کہ یہ امیر اپنے لشکر میں اسی وقت حد نافذ کرے گا جب کہ اس کو اطمینان ہو کہ جس پر حد جاری کی جاری ہے وہ مرتد نہ ہوگا اور کفار میں شامل نہیں ہوگا، لیکن اگر مرتد ہونے یا اس کے کفار میں شامل ہونے کا اندیشہ ہو تو اس پر حد نافذ نہ کرے تاکہ دارالحرب سے دارالاسلام میں منتقل نہ ہو جائے (ظہیریہ) ذمی[2] نے اگر حربیہ[3] مستامنہ[4] سے زنا کیا تو بالاتفاق ذمی پر حد واجب ہوگی (غیاثیہ) اسی طرح اگر مسلمان نے اس سے زنا کر لیا تو اس پر حد جاری ہوگی، (فتاویٰ قاضی خاں) مستامن (جو امن حاصل کر کے دارالحرب سے دارالاسلام آئے) اور مستامنہ پر سوائے حد قذف کے اور کوئی حد جاری نہ ہوگی، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک، اور اگر کوئی مسلمان عورت یا ذمی عورت مستامن کو قابو دیدے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسلمہ اور ذمیہ عورت پر حد نافذ ہوگی اور امام محمدؒ کے نزدیک کسی پر بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سب پر حد جاری ہوگی (عتابیہ) ذمی نے زنا کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا، اگر اس پر زنا کا ثبوت اس کے اعتراف یا مسلمانوں کی گواہی سے ہوا تھا تو اس سے حد ختم نہ کی جائے گی اور اگر ذمیوں کی گواہی سے زنا کا ثبوت ہوا پھر اسلام لایا تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (البحر الرائق) اگر صحیح و سالم مرد پاگل عورت سے یا ایسی نابالغہ سے جو صحبت کے لائق ہو زنا کرے تو بالاتفاق خاص کر مرد ہی پر حد نافذ ہوگی (ہدایہ) اسی طرح اگر سوئی ہوئی عورت سے زنا کر لیا تو صرف مرد پر حد کا نفاذ ہوگا (محیط سرخسی)

---

[1] دارالبغی، باغیوں نے خلیفۃ المسلمین سے بغاوت کر کے جو علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا ہو [2] ذمی دارالاسلام میں بسنے والا غیر مسلم [3] دارالحرب میں رہنے والی غیر مسلمہ [4] جو امن حاصل کر کے دارالاسلام آئی ہو۔ ۱۲

اگر نابالغ یا پاگل کسی عاقلہ بالغہ عورت کے ساتھ زنا کرے اور عورت بخوشی تیار ہو تو بالاتفاق نابالغ اور پاگل پر حد نہ لگیگی، اب آیا عورت پر حد جاری ہوگی؟ تو ہمارے علماء احناف کے .... قول کے مطابق حد نافذ نہ ہوگی اور اگر بچہ نے بچی سے زنا کیا تو دونوں پر حد نہ لگے گی، لڑکے پر اس کے مہر واجب ہوں گے، اور اگر بچہ اس زنا کا اقرار کرے تو اس کے اقرار سے کچھ لازم نہیں آتا، اور اگر بچہ نے بالغہ عورت سے زنا کر کے اس کی بکارت زائل کر دی، حال یہ ہے کہ عورت سے یہ فعل جبراً کیا گیا ہے تو بچہ پر مہر کا ضمان لازم ہوگا، اس کے برخلاف وہ اگر بخوشی تیار ہوئی تو مہر واجب نہیں، اور اگر نابالغہ نے نابالغ بچہ کو اپنی طرف مائل کر لیا (اور اس نے زنا کیا) اور اس کا پردہ بکارت زائل کر دیا تو اس پر مہر واجب ہوں گے، اور اگر باندی نے بچہ کو مائل کر کے اس سے زنا کرایا تو وہ مہر کا ضامن ہوگا (ذخیرہ) اور اگر عورت نے اپنے کو سوئے ہوئے شخص کے قابو میں دیدیا (خود صحبت کی) تو دونوں پر حد نافذ نہ ہوگی (محیط سرخسی)

اور جس شخص کو بادشاہ نے مجبور کیا اور اس نے بجبر زنا کر لیا تو اس پر حد جاری نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ اس پر پہلے حد زنا کے قائل تھے پھر رجوع فرما لیا اور کہا کہ اس پر حد جاری نہ ہوگی، اگر بادشاہ کے علاوہ دوسرے نے اسے زنا پر مجبور کیا تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس پر حد نہ لگے گی (فتح القدیر) اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے (سراجیہ) اور اگر عورت کو زنا پر مجبور کیا حتیٰ کہ اس نے قابو دیدیا۔ تو بالاتفاق اس پر حد نافذ نہ ہوگی، اور مجبور کی گئی عورت کے یہ معنی ہیں کہ دخول کے وقت تک وہ مجبور کی گئی ہو اور اگر مجبور کر کے لٹا دی گئی پھر داخل کرنے سے قبل اس نے قابو دیدیا تو وہ رضامند سمجھی جائے گی (خزانۃ الفتاویٰ)

اور اگر رضامند عورت نے مرد پر جبر کر کے زنا کرایا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک (بخوشی تیار زانیہ) عورت پر حد زنا جاری ہوگی (فتح القدیر) بنیادی بات یہ ہے کہ اگر زانی اور زانیہ میں سے شبہ کے باعث کسی ایک سے بھی حد ساقط ہوگئی تو شرکت کی وجہ سے دوسرے سے بھی ساقط ہو جائے گی، جیسا کہ ایک تو دعویٰ کرے نکاح کا اور دوسرا انکار کرے (اور کہے کہ زنا ہوا ہے) تو دونوں سے حد ساقط ہو جائیگی۔

اور فعل میں نقصان کے باعث اگر حد ساقط ہوئی ہے تو اگر کمی عورت کی جانب سے ہے تو اس عورت سے حد ساقط اور مرد سے ساقط نہ ہوگی جیسا کہ عورت نابالغہ لائق صحبت ہو، یا پاگل ہو یا اس پر جبر کر کے زنا کیا ہو یا سوئی ہوئی (سے زنا کیا) اور اگر کمی مرد کی جانب سے ہے تو پھر دونوں ہی سے حد ساقط ہو جائے گی (السراج الوہاج) اور اگر کسی نے اپنے لڑکے کی ام ولد[1] سے صحبت کی اور یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ میرے لئے حرام ہے تب بھی اس پر حد جاری نہ ہوگی۔

کسی نے اگر اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے باپ کے مرنے کے بعد نکاح کر لیا، اور اس سے اولاد پیدا ہوئی تو فقیہ ابو بکر بلخیؒ فرماتے ہیں اگر اس نے چار مختلف مجلسوں میں صحبت کرنے کا اعتراف کر لیا ہے تو دونوں پر حد کا نفاذ ہوگا، اور بچہ کا نسب ثابت نہ ہوگا، فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ یہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

کسی نے اگر مردہ عورت سے زنا کا ارتکاب کیا تو اس کے بارے میں اختلاف ہے اہل مدینہ کا قول ہے کہ اس پر حد نافذ ہوگی، اور بقول اہل بصرہ کوئی اور سزا دی جائے گی۔ حد زنا جاری نہ ہوگی، فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

کسی نے مملوکہ لڑکی سے زنا کیا اور زنا کے سبب وہ مر گئی تو "اصل" میں مذکور ہے کہ زانی پر اس کی قیمت واجب ہوگی اور اس میں اختلاف کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے "امالی" کے اندر امام ابو حنیفہؒ کی روایت نقل کی ہے کہ اس پر قیمت بھی واجب ہوگی

---

[1] ام ولد:۔ وہ باندی جس نے آقا کے صحبت کرنے کے نتیجہ میں بچہ جنا اور آقا نے بچہ کو اپنا مان لیا ہو۔ ۱۲

اور حد زنا بھی' اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ صرف اس پر قیمت واجب ہوگی حد واجب نہیں ہوگی اور یہی قول صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں)، اور اگر کسی نے آزاد عورت سے زنا کیا اور صحبت سے اس کو ہلاک کر دیا تو بالاتفاق اس پر دیت (قتل کے مالی معاوضہ) کے ساتھ ساتھ حد بھی واجب ہوگی (تبیین) اور اگر کسی نے آزاد عورت سے زنا کیا بعد میں اس کو خطاءً (غلطی سے) قتل کر دیا جس پر دیت واجب ہو گئی، تو حد کا بھی وجوب ہوگا چونکہ دونوں ہی مختلف اسباب سے واجب ہوئی ہیں (ظہیریہ)، اور اگر کوئی پیشاب گاہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے اجنبی عورت سے صحبت کرے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی چونکہ یہ زنا نہیں ہے' ہاں دوسری سزا دی جائے گی۔

اور اگر کسی عورت سے پاخانہ کے راستہ صحبت کی یا کسی لڑکے سے لواطت کی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حد تو واجب نہ ہوگی لیکن دیگر سزا دی جائے گی اور توبہ کرنے تک جیل خانہ میں بند کر دیا جائے گا' اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس پر حد جاری ہوگی کہ اگر وہ محصن (شادی شدہ) ہے تو سنگسار کیا جائے گا۔ اور اگر غیر محصن ہے تو دُرّے لگائے جائیں گے' اور اگر یہ حرکت (لواطت) اپنے غلام یا باندی یا اپنی منکوحہ کے ساتھ کی خواہ نکاح فاسد ہی کیا ہو تو بالاتفاق حد نافذ نہ ہوگی (کافی) اور اگر کوئی شخص لواطت کا عادی ہو جائے تو خلیفۃ المسلمین اسے قتل کرا دے خواہ وہ محصن ہو یا غیر محصن (فتح القدیر) چوپایہ سے صحبت کرنیوالے پر ہمارے نزدیک حد نہیں ہے (کافی)

اگر شب زفاف (بیوی سے ملاقات کی پہلی رات) میں شوہر کے پاس بیوی کے علاوہ دوسری عورت بھیج دی گئی' عورتیں بولیں کہ یہ تیری بیوی ہے اس نے اس سے صحبت کر لی تو اس پر حد جاری نہ ہوگی البتہ مہر واجب ہوگا' چونکہ آدمی پہلی ملاقات میں اپنی بیوی اور غیر بیوی میں تمیز نہیں کر پاتا' ہاں بتانے سے معلوم ہوتا ہے اور مذہبی معاملات میں ایک کا خبر دینا (بتانا) کافی ہے۔ اسی لئے اگر کوئی باندی آکر کہے کہ میرے آقا نے تیرے پاس مجھ کو بطور ہدیہ بھیجا ہے تو اس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے صحبت کرنا جائز ہے۔ شب زفاف میں بھیجی گئی دوسری عورت کے اگر بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا' اور اس پر عدت واجب ہوگی' البتہ اس عورت کے تہمت لگانے والے پر حد قذف نافذ نہ ہوگی (غایۃ البیان) ایک شخص نے تاریک شب میں کسی عورت کو اپنے بستر پر پایا پہلی ایک اور اس کی بیوی ہے' جو بستر پر تھی اس سے صحبت کر لی اور کہتا یہ ہے کہ میں اس کو اپنی بیوی سمجھا' تو فقہاء فرماتے ہیں کہ اس کا قول قابل قبول نہ ہوگا بلکہ اس پر حد زنا جاری ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنے کمرہ میں کسی عورت کو پایا اور اس سے صحبت کر لی اور کہتا ہے کہ میں اس کو اپنی بیوی سمجھا' تب بھی اس پر حد نافذ ہوگی اگرچہ وہ نابینا ہو (السراج الوہاج)

اور اگر نابینا شخص نے اپنی بیوی کو بستر پر بلایا اور جواباً دوسری عورت حاضر ہو گئی اور اس نے اس سے صحبت کر لی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس پر حد نافذ ہوگی' اور اگر جواباً اس عورت نے کہا کہ میں فلانی ہوں یعنی اسی کی بیوی کا نام لیا (نابینا کو دھوکہ دیا) اس کے بعد اس نے اس عورت سے صحبت کر لی تو اس پر حد زنا نہ لگے گی۔ اور اگر بینا (آنکھوں والا) ہے تو پھر اس کے قول کی تصدیق نہیں کی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں) کسی نے اپنی باندی دوسرے کے لئے حلال کر دی اور دوسرے نے اس سے صحبت کر لی تو اس پر حد جاری نہ ہوگی (محیط سرخسی) اگر کسی نے نشہ کی حالت میں زنا کیا تو ہوش میں آنے پر اس پر حد جاری ہوگی (سراجیہ) اور اگر (باندی کی) بیع فاسد ہوئی خریدار نے اس سے قبضہ کے بعد یا قبضہ سے پہلے صحبت کر لی تو اس پر حد جاری نہ ہوگی' اور اگر بیچنے والے نے خیار[1] شرط لیکر باندی فروخت کی اور خریدار نے اس سے صحبت کر لی یا خیار شرط خریدار کو حاصل تھا اور بیچنے والے نے اس سے صحبت کر لی تو اس پر حد جاری

[1] خیار شرط: بیع فسخ کرنے کا اختیار ۱۲

نہ ہوگی خواہ وہ حرمت سے واقف ہو یا نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں) امام محمدؒ نے "اصل" کے اندر ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی شخص باندی غصب کرکے اس سے صحبت کرے پھر اس کی قیمت (تاوان) ادا کردے تو بالاتفاق اس پر حد جاری نہ ہوگی، اور اگر پہلے زنا کیا اس کو غصب کر لیا اور اس کا تاوان ادا کردیا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حد ساقط نہ ہوگی (جاری ہوگی) (محیط)

کوئی شخص چت لیٹا ہوا ہو اور اجنبی عورت آکر مرد کے اوپر بیٹھ جائے اور اپنی شہوت پوری کرے (زنا کرلے) تو دونوں پر حد جاری ہوگی (ظہیریہ) اگر کوئی پہلے تو باندی سے زنا کرے پھر اسے خرید لے تو ظاہر روایت کے مطابق بالاتفاق اس پر حد جاری ہوگی اسی طرح اگر کوئی آزاد عورت سے زنا کرے پھر اس سے نکاح کرلے (تو حد جاری ہوگی) شیخ الاسلام نے کتاب الحدود کی شرح میں اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا اور کہتا ہے میں اسے خرید چکا ہوں تو اس پر حد جاری نہ ہوگی خواہ وہ عورت آزاد ہو یا باندی، اور اگر باندی کے ساتھ زنا کیا پھر کہتا ہے کہ میں نے اس کو اس شرط کے ساتھ خریدا ہے کہ آقا کو (فسخ بیع کا) اختیار حاصل ہے آقا کہتا ہے کہ میں نے اس کو بیچا ہی نہیں یہ جھوٹ بولتا ہے تو فقہاء نے فرمایا کہ اس پر حد جاری نہ ہوگی، یہی حکم اس وقت ہے جبکہ وہ کہے کہ میں نے باندی کو معینہ مدت کے وعدہ پر خریدا ہے (محیط) ایک آزاد عورت نے غلام سے زنا کرایا پھر اس کو خرید لیا تو دونوں ہی پر حد زنا جاری ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص باندی سے زنا کرے پھر وہ دعویٰ کرے کہ اس کو بیع فاسد کے ذریعہ خرید لیا تھا یا کہے کہ آقا نے مجھے ہبہ کردی تھی لیکن آقا اس کو جھٹلا رہا ہے، یا گواہوں نے گواہی دی کہ یہ اقرار زنا کرچکا ہے لیکن وہ قاضی کے یہاں ہبہ یا بیع کا دعویٰ کرے تو اس سے حد ساقط کردی جائے گی (محیط سرخسی) اور اگر کبیرہ (بالغہ) عورت سے زنا کیا اور اس کو مفضاۃ (پیشاب و پاخانہ کا سوراخ ایک) کردیا اور عورت زنا پر رضامند تھی اور شبہ کا دعویٰ بھی نہیں ہے، تو دونوں پر حد زنا لگے گی، اور مفضاۃ کردینے کے جرم میں کچھ واجب نہیں ہوگا؛ چونکہ خود عورت کی رضامندی تھی، اور وجوب حد کی وجہ سے اس کے لئے مہر بھی واجب نہ ہوگا، اور اگر شبہ کا دعویٰ ہو تو زانی پر حد نہ ہوگی اور نہ مفضاۃ کردینے سے کچھ لازم ہوگا مگر اس پر عقر (صحبت کا تاوان) واجب ہوگا، اور اگر عورت سے زبردستی ایسا کیا گیا ہے اور شبہ کا بھی دعویٰ نہیں ہے۔ تو مرد پر حد نافذ ہوگی، اور عورت پر نہیں ہوگی، اور عورت کے لئے مہر نہیں ہوگا پھر افضاء (پیشاب و پاخانہ کا مقام ایک کردینا) کے سلسلہ میں غور کیا جائے گا چنانچہ اگر اس عورت کا پیشاب رکتا نہیں ہے تو مرد (زانی) پر عورت کی پوری دیت (جرم کا مالی معاوضہ) واجب ہوگی اور اگر اس کا پیشاب رک جاتا ہے (ہر وقت جاری نہیں رہتا) تو زانی پر حد لگے گی اور تہائی دیت کا ضامن ہوگا، اور اگر اس کے ساتھ شبہ کا دعویٰ بھی ہے تو دونوں پر حد نافذ نہ ہوگی لیکن اگر پیشاب رکا رہتا ہے تو تہائی دیت واجب ہوگی، اور اس پر ظاہر روایت کے مطابق مہر بھی واجب ہوگا اور اگر پیشاب رکتا نہیں ہے تو مرد پر پوری دیت واجب ہوگی اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک مہر واجب نہ ہوگا، اور اگر لڑکی ایسی چھوٹی ہے کہ لائق صحبت ہے تو وہ مذکورہ مسائل میں بالغہ کی طرح ہے سوائے ایک مسئلہ (افضاء) کے کہ جرم کی دیت اس کی رضامندی کے باوجود ساقط نہیں ہوگی۔ اور اگر نابالغہ اتنی چھوٹی ہے کہ لائق جماع نہیں ہے (اس سے زنا کرکے مفضاۃ بنا دیا) تو اگر وہ پیشاب روک سکتی ہے تو مرد پر تہائی دیت لازم آئے گی اور پورے مہر، لیکن اس پر حد واجب نہ ہوگی، اور اگر وہ پیشاب نہیں روک سکتی ہے۔ (زخم بڑا ہے) تو پوری دیت کا ضامن ہوگا، اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس پر مہر واجب نہ ہوگا۔ (تبیین)

اور اگر کسی نے باندی سے زنا کرکے اس کی بینائی زائل کردی تو بالاتفاق حد واجب نہ ہوگی اور اگر زنا سے اس کی ران توڑ دی

تو زانی پر اس کی نصف قیمت اور حد واجب ہوگی اور اگر آزاد عورت کے ساتھ ایسا کیا تو بالاتفاق زانی پر دیت اور حد واجب ہوگی (عنایہ) اور سب سے بڑا امام خلیفۃ المسلمین اگر کوئی ایسی حرکت کرے کہ جس سے حد کا وجوب ہوتا ہے مثلاً زنا، چوری، شراب نوشی یا کسی پر تہمت لگائی تو اس سے مؤاخذہ نہ ہوگا، سوائے قصاص اور جرمانہ مالی کے، چنانچہ اگر وہ کسی شخص کو قتل کردے یا کسی کا مال ہلاک کردے تو اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا، اور اگر تعاون و قوت کی ضرورت ہو تو سب مسلمان مظلوم کا ساتھ دیں تاکہ وہ اپنا حق حاصل کر سکے، اور اس سے تعاون کے وجوب کا پتہ چلتا ہے (کافی)

پانچواں باب: زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کا بیان

زنا کے متعلق گواہی اسی وقت قابل قبول ہوگی جب کہ چار مسلمان آزاد مرد گواہی دیں (شرح طحاوی) اور اگر چار سے کم گواہوں نے زنا کرنے کے متعلق گواہی دی مثلاً ایک یا دو یا تین شخصوں نے گواہی دی تو یہ گواہی قبول نہ کی جائیگی اور ہمارے علماء احناف کے نزدیک ان گواہ پر حد قذف[1] جاری ہوگی۔ اور اگر چار گواہ کسی مرد کے متعلق زنا کی گواہی دینے کے لئے قاضی کی مجلس میں آئے لیکن ایک گواہ یا دو یا تین گواہوں نے گواہی دی اور باقی نے انکار کر دیا تو جنھوں نے گواہی دی ہے ہمارے علماء احناف کے نزدیک انپر حد قذف لگائی جائے گی (محیط) اور اگر ان میں سے تین نے گواہی زنا کرنے کی دی اور چوتھا کہتا ہے کہ میں نے ان دونوں کو بس ایک لحاف میں دیکھا ہے تو جس کے متعلق گواہی دی ہے اس پر حد زنا جاری نہ ہوگی۔ بلکہ ان تین گواہوں پر حد قذف جاری ہوگی، اور چوتھے پر کوئی حد نہیں ہے لیکن اگر اس نے شروع میں یہ گواہی دی تھی کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے لیکن زنا کرنے کی تفصیل مذکورہ (لحاف میں دیکھا) بیان کرتا ہے، تو پھر اس پر بھی حد قذف لگے گی (شرح طحاوی) اور گواہی کے درست ہونے کے لئے ہمارے نزدیک مجلس شہادت کا ایک ہونا ضروری ہے چنانچہ (چار گواہ) اگر متفرق طور پر گواہی دیں تو ان کی شہادت ناقابل قبول ہوگی اور ان پر حد قذف جاری ہوگی، (کافی)، امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر وہ گواہ گواہی کے مقام پر بیٹھے ہوں اور ایک ایک کھڑا ہو کے گواہی دے رہا ہو تو یہ گواہی جائز ہے اور اگر سب گواہ مسجد کے باہر ہوں (گواہی مسجد میں ہو رہی ہو) ایک گواہ اندر جاتا ہے اور گواہی دیکر نکل آتا ہے پھر دوسرا جاتا ہے اور گواہی کے بعد نکل آتا ہے، یکے بعد دیگرے اسی طرح گواہی دیں تو ان کی شہادت ناقابل قبول ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر دو گواہوں نے کسی مرد کے متعلق زنا کی گواہی دی اور دوسرے دو شخص صرف اس کے اقرار زنا کی گواہی دیتے ہیں تو اس شخص پر جس کے متعلق گواہی دی ہے حد زنا اور ان گواہوں پر حد قذف نہ لگے گی، اور تین گواہوں نے تو زنا کی گواہی دی اور چوتھا اس کے اعتراف زنا کی گواہی دیتا ہے تو ان تین گواہوں پر حد قذف لگے گی (ظہیریہ) اور اگر گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے ایسی عورت سے زنا کیا ہے کہ جس کو ہم ... پہچانتے نہیں تو اس پر حد زنا نافذ نہ ہوگی (ہدایہ) اور جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے اگر وہ یہ کہے کہ جس کو تم نے میرے ساتھ دیکھا وہ میری بیوی یا میری باندی نہیں ہے تب بھی حد جاری نہ ہوگی چونکہ اس شہادت سے حد واجب نہیں

---

[1] حد قذف: زنا کے متعلق شرعی ثبوت نہ ملنے پر یہ سمجھا گیا کہ انھوں نے تہمت لگائی لہٰذا قاذف (تہمت لگانے والا) اگر آزاد ہے تو اسّی کوڑے لگائے جائیں گے اور غلام ہے تو چالیس، شریعت میں اس کو حد قذف (تہمت) کہتے ہیں، تفصیل آگے آرہی ہے ۱۲۔

ہوئی، اور ان الفاظ سے اس کا اقرار ثابت نہ ہوا۔ (فتح القدیر) چار گواہوں نے ایک شخص کے متعلق گواہی دی کہ اس نے ایسی عورت سے زنا کیا ہے جس کو ہم پہچانتے نہیں، بعد میں وہ کہتے ہیں کہ فلاں عورت سے (اس نے زنا کیا ہے) تو نہ مرد پر حد زنا جاری ہوگی اور نہ گواہوں پر حد قذف، چار گواہوں نے ایک شخص کے متعلق گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہے لیکن ان میں سے دو گواہ تو کہتے ہیں کہ اس نے اس سے بصرہ میں زنا کیا اور دو کہتے ہیں کہ شہر کوفہ میں زنا کیا ہے (الگ الگ مقام کا نام لیتے ہیں) تو سب کے نزدیک مرد و عورت پر حد زنا نہ لگے گی، اور ہمارے نزدیک گواہوں پر بھی "استحساناً" حد قذف جاری نہ ہوگی۔

اگر چار گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اس عورت سے زنا کیا ہے مگر دو گواہ یہ کہتے ہیں کہ گھر کے اس کمرہ میں اس سے زنا کیا ہے اور دو کہتے ہیں اسی گھر کے دوسرے کمرہ میں زنا کیا ہے تو ان کی گواہی نا قابل قبول ہوگی، اگر چار شخصوں نے گواہی اس طرح دی کہ دو گواہ تو کہیں کہ اس نے اس عورت سے بروز جمعہ زنا کیا ہے اور دو کہتے ہیں کہ اس نے بروز شنبہ اس سے زنا کیا ہے، یا دو تو اس طرح گواہی دیں کہ اس نے بالائی منزل میں زنا کیا ہے اور دو کہتے ہیں کہ اس نے نیچے کی منزل میں زنا کیا ہے یا دو گواہ تو کہیں کہ اس نے اس فلاں شخص کے گھر میں زنا کیا ہے اور دو گواہی دیں کہ دیگر شخص کے گھر میں زنا کیا ہے تو مذکورہ مسائل میں جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے اس پر بھی حد زنا قذفہ ہوگی اور ہمارے نزدیک گواہوں پر بھی حد قذف لازم نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر چار گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے فلاں سنہ کے فلاں ماہ میں فلاں دن بوقت طلوع آفتاب شہر بصرہ میں اس عورت سے زنا کیا ہے، اور دیگر چار گواہوں نے اسی شخص کے متعلق یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے بعینہٖ اسی مذکورہ وقت میں زنا کیا ہے، تو دونوں میں سے کسی پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (النہر الفائق) اور اگر چار گواہوں میں سے دو گواہ تو کہتے ہیں کہ اس نے اس عورت سے اس کمرہ کے اس گوشہ میں زنا کیا ہے اور دوسرے دو کہتے ہیں کہ اسی کمرہ کے دوسرے گوشہ میں زنا کیا ہے تو جن کے متعلق گواہی دی گئی ہے ان دونوں پر حد زنا جاری ہوگی (استحساناً) چونکہ احتمال یہ ہے کہ زنا کا آغاز ایک گوشہ میں ہوا ہو اور انتہا دوسرے گوشہ میں، اور یہ مذکورہ حکم اس وقت ہے کہ جب کہ وہ کمرہ (جس میں زنا کیا گیا ہے) چھوٹا ہو کہ اس میں یہ (ابتدائے زنا ایک کونہ میں اور انتہائے زنا دوسرے میں) ممکن ہو۔ اور اگر وہ کمرہ بڑا ہے تو پھر مذکورہ حکم نہ ہوگا۔ اگر چار شخصوں نے ایک کے متعلق زنا کی گواہی دی، ہر ایک یہی گواہی دیتا ہے کہ اس نے فلانی عورت سے زنا کیا ہے تو ان کی گواہی قابل قبول ہوگی، اور ہر ایک کی گواہی اسی زنا کے متعلق سمجھی جائے گی جس کی گواہی اس کے ساتھی نے دی ہے (کافی)

اور اگر چار گواہوں میں سے دو گواہ تو یہ گواہی دیں کہ اس شخص نے فلانی عورت سے دن کے فلاں وقت میں زنا کیا ہے اور دوسرے دو گواہ کہتے ہیں کہ اسی عورت سے دن کے دوسرے وقت میں زنا کیا ہے (دونوں فریقوں کا ٹائم میں اختلاف ہے) تو ایسی گواہی نا قابل قبول ہوگی، البتہ مشائخ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ دوسرے دو گواہ ایسا وقت بتائیں کہ پہلے اور دوسرے وقت میں مطابقت نہ ہو سکتی ہو، مثلاً دو گواہ تو گواہی دیں کہ جمعرات کے دن اس وقت زنا کیا ہے اور دوسرے دو گواہ کہیں کہ اس نے جمعہ کے دن اس وقت زنا کیا ہے یا دوسرے دو گواہوں نے بھی جمعرات ہی کا دن بیان کیا لیکن وقت ایسا بتایا کہ (پہلے بیان کردہ وقت سے لے کر) اس وقت تک زنا جاری نہیں رکھا جا سکتا تو گواہی قابل قبول نہ ہوگی، اور دوسرے دو گواہوں نے ایسا وقت بتایا کہ اس وقت تک زنا جاری رہ سکتا ہے (دونوں وقتوں میں

زیادہ فرق نہیں ہے) تو گواہی قبول کی جائے گی، امام محمدؒ نے "اصل" کے اندر ذکر فرمایا ہے کہ چار شخص کسی کے متعلق زنا کرنے کی گواہی دیں، اس میں سے دو گواہ کہتے ہیں کہ اس نے عورت سے بالجبر زنا کیا ہے، دوسرے دو گواہ کہتے ہیں کہ عورت رضامند تھی تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ان مرد و عورت اور گواہ سب سے حد ساقط کر دی جائے گی، اور اگر چار شخص ایک مرد کے متعلق گواہی دیں کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہے مگر تین گواہ کہتے ہیں کہ عورت (زنا پر) رضامند تھی اور چوتھا گواہ کہتا ہے کہ عورت سے زبردستی زنا کیا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے بقول ان میں سے کسی پر حد جاری نہ ہوگی (محیط) اور اگر تین گواہ عورت پر جبر کرنے کی گواہی دیں اور ایک گواہ کہتا ہے کہ عورت رضامند تھی تب بھی امام ابوحنیفہؒ ....کے فرمان کے مطابق کسی ایک پر بھی حد نافذ نہ ہوگی (محیط سرخسی) اگر چار گواہوں نے ایک مرد کے زنا کرنے کی گواہی دی لیکن کس عورت سے زنا کا ارتکاب کیا؟ اس میں مختلف ہیں (بعض کسی عورت کو کہتے ہیں بعض دیگر کو) یا زنا کس جگہ ہوا یا کس وقت ہوا (اس میں مختلف ہیں) تو ان کی گواہی باطل اور لغو ہوگی، مگر ہمارے نزدیک گواہوں پر بھی حد قذف نافذ نہ ہوگی (مبسوط) اور اگر گواہان اس لباس میں اختلاف کریں جو زنا کے وقت مرد و عورت (زانی و زانیہ) کے بدن پر تھا، یا لباس کا رنگ مختلف بتا رہے ہیں، یا جس عورت سے زنا کا ارتکاب کیا گیا ہے اس کی لمبائی اور زنا کے قد ہونے میں یا موٹائی اور دبلے پن میں اختلاف کر رہے ہیں تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا چونکہ یہ ایسی چیز کا اختلاف ہے جس کے تذکرہ کی انہیں ضرورت ہی نہیں تھی، اسی طرح اگر دو گواہ تو کہیں کہ اس نے سفید فام عورت سے زنا کیا ہے اور دو کہتے ہیں کہ گندمی رنگ والی عورت سے زنا کیا ہے تو بھی (گواہی پر) کوئی اثر نہیں پڑے گا چونکہ ان دونوں رنگوں میں یکسانیت ہے (معمولی فرق ہے) لہٰذا اصل گواہی میں کوئی اختلاف نہیں ہوا بر خلاف کالی اور گوری کے اختلاف کے (کہ اس میں گواہی پر اثر پڑتا ہے اور قبول نہیں ہوگی) اور اگر دو گواہوں نے تو کہا کہ اس نے حبشی عورت سے زنا کیا ہے اور دو کہتے ہیں کہ وہ خراسان کی تھی، یا دو گواہی دیں کہ کوفہ کی رہنے والی تھی اور دو کہیں کہ بصرہ کی تھی، یا دو گواہ تو کہیں کہ آزاد عورت سے (زنا کیا ہے) اور دو کہیں کہ باندی سے کیا ہے، یا دو گواہ کہیں کہ بالغہ عورت سے زنا کیا ہے اور دو نابالغہ بتائیں تو (ان سب صورتوں میں) گواہی ناقابل قبول ہوگی (تتارخانیہ) اور اگر چار گواہان گواہی دیں کہ اس نے مکہ کے اندر یوم نحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) کو فلانی عورت سے زنا کیا ہے اور دوسرے چار گواہی دیں کہ یوم نحر (اسی تاریخ) کو اس نے کوفہ شہر میں فلاں کو قتل کیا ہے تو ہر دو فریق گواہاں میں سے کسی کی بھی گواہی قبول نہ کی جائے گی، اور زنا کی گواہی دینے والوں پر حد قذف بھی جاری نہ ہوگی۔ اور اگر ایک فریق نے (پہلے) گواہی دی اور قاضی نے اس کی شہادت پر فیصلہ کر دیا۔ (فیصلہ ہونے کے بعد) پھر دوسرے فریق نے گواہی دی تو اب ان کی گواہی باطل ہے، اور گواہان زنا پر حد قذف بھی جاری نہ ہوگی اگرچہ فریق ثانی میں یہی لوگ ہوں، (اور ان کی شہادت باطل ہوئی ہو تب بھی حد قذف نہ ہوگی) (مبسوط) اور اگر گواہوں نے ایک شخص کے متعلق گواہی دی کہ اس نے فلانی سے زنا کیا ہے اور وہ عورت وہاں موجود نہیں ہے تب بھی مرد پر حد زنا نافذ ہوگی (فتح القدیر) اگر چار شخصوں نے کسی عورت کے متعلق زنا کی گواہی دی، پھر عورتوں نے اسے دیکھ کر بتایا کہ یہ تو باکرہ[1] ہے تو دونوں (زانی اور زانیہ) پر حد جاری نہ ہوگی اور نہ گواہوں پر حد قذف نافذ ہوگی، (کافی)

---

[1] یعنی پیشاب گاہ سے پردۂ بکارت زائل نہیں ہوا ہے، لہٰذا صحبت نہیں ہوئی۔ ۱۲

اور یہی حکم اس وقت ہے کہ جب کہ وہ عورتیں اسے رتقاء یا قرناء[1] قرار دیدیں (فتح القدیر) اگر گواہوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی۔ حالانکہ وہ مجبوب[2] ہے تو اس کو حد نہ لگائی جائے گی، اور گواہوں پر حد قذف نافذ نہ ہوگی (تبیین) چار گواہوں نے کسی مرد پر زنا کی گواہی دی اور اس کو سنگسار کر دیا گیا، سنگساری کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مجبوب تھا تو اس کی دیت گواہوں پر لاگو ہوگی اور حد قذف نافذ نہ ہوگی، اور اگر اسی طرح کی گواہی عورت کے متعلق دی اور رجم (سنگساری) کے بعد عورتوں نے دیکھ کر بتایا کہ یہ رتقاء یا قرناء تھی تو گواہوں پر نہ ضمان لازم ہوگا اور نہ حد قذف جاری ہوگی۔ اگر چار گواہوں نے کسی مرد پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی، پھر چار مردوں نے ان گواہوں پر گواہی دی کہ انھیں لوگوں نے اس عورت سے زنا کیا ہے تو ان میں سے کسی کی بھی گواہی قبول نہ ہوگی، اور نہ کسی پر حد قذف نافذ ہوگی، کیونکہ ان سب میں شبہ پیدا ہوگیا، یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک پہلے گواہوں پر حد نافذ ہوگی، چونکہ ان کا زنا کرنا شرعی حجت سے ثابت ہوگیا، اور وہ چار منصف گواہوں کی گواہی ہے، لہٰذا وہ لوگ فاسق[3] ٹھہرے۔ اور اگر فریق ثانی نے کہا کہ ان لوگوں نے اس عورت سے زنا کیا ہے اور پھر خاموش رہے تو بھی ان لوگوں پر حد نافذ نہ ہوگی اس لئے کہ انہوں نے دوسرے زنا کی گواہی دی ہے، نہ کہ اس زنا کی جس کی فریق اول نے شہادت دی ہے (محیط سرخسی) اگر چار مردوں نے کسی شخص پر ایک عورت سے زنا کرنے کی گواہی دی اور دوسرے چار گواہوں نے پہلے چار گواہوں کے خلاف گواہی دی کہ ان لوگوں ہی نے اس عورت سے زنا کیا ہے، اور تیسرے چار گواہوں نے دوسرے چار گواہوں کے خلاف یہ گواہی دی کہ انہوں نے اس سے زنا کیا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کسی پر حد واجب نہ ہوگی اور امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ کے نزدیک زنا کرنیوالے اور کرانے والی اور درمیانی چار گواہوں پر حد زنا جاری ہوگی (تبیین) اگر بعض گواہ بعض کے خلاف زنا کی شہادت تو نہ دیں لیکن ان میں کے بعض بعض کے خلاف گواہی دیں کہ زنا کی تہمت میں ان پر حد قذف لگ چکی ہے اور بقیہ پورا مسئلہ اپنے حال پر رہے تو زانی اور زانیہ پر پہلی شہادت کی وجہ سے حد نافذ کی جائے گی (محیط سرخسی) اگر گواہوں نے زنا کے متعلق گواہی دی لیکن وہ غلام تھے یا کافر یا محدود فی القذف تھے (ان پر تہمت کی حد لگ چکی تھی) یا اندھے تھے تو ان کی شہادت کی وجہ سے جس شخص کے متعلق گواہی دی ہے اس پر حد واجب نہ ہوگی، بلکہ خود ان گواہوں پر حد قذف نافذ ہوگی (شرح طحاوی) اگر چار گواہوں نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی اور ان چاروں میں سے کوئی ایک غلام ہو یا تہمت زنا میں اس پر حد لگ چکی ہو تو ان سب پر حد قذف جاری ہوگی، اور جس کے خلاف گواہی دی ہے اس پر حد نافذ نہ ہوگی، (ہدایہ) اگر کوئی غلام آزاد کیا گیا، پھر ان لوگوں نے گواہی کا اعادہ کیا تو دوبارہ ان پر حد قذف جاری ہوگی، اور اگر سب گواہان غلام ہوں اور ان سب نے گواہی دی نتیجۃً ان پر حد قذف جاری ہوئی، پھر وہ سب آزاد کر دیے گئے اور انہوں نے دوبارہ پھر گواہی دی تو ان پر دوبارہ حد قذف عائد ہوگی، برخلاف کفار کے کہ اگر انہوں نے کسی مسلمان کے خلاف گواہی دی (تہمت کی حد کھانے کے بعد وہ مسلمان ہوگئے) پھر گواہی کا اعادہ کیا تو یہ حکم نہ ہوگا کہ دوبارہ ان پر حد قذف جاری ہو، امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کسی پر ابھی تھوڑی حد لگی تھی کہ یکایک ان گواہوں میں سے ایک کا غلام ہونا ثابت ہوگیا اور پھر دوسرے چار گواہوں نے گواہی دی تو اس شخص پر حد نہ لگائی جائے گی، چونکہ وہ حد باطل ہو چکی ہے، (عنایہ) اگر چار گواہوں میں سے کوئی ایک گواہ مکاتب[4] (غلام) یا نابالغ یا نابینا ہو تو

---

[1] قرناء: وہ عورت جس کی پیشاب گاہ کے منہ پر ہڈی وغیرہ بڑھ گئی ہو جس کے باعث اس سے صحبت ناممکن ہو۔ [2] مجبوب: وہ مرد کہ جس کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہو، [3] اور ان کے فسق کی وجہ سے اس پر بھی حد جاری نہ ہوگی، جس کے خلاف انھوں نے گواہی دی۔ ۱۲

[4] مکاتب: وہ غلام جس سے آقا نے یہ طے کر لیا ہو کہ اتنی رقم ادا کر دے تو آزاد ہے ۱۲۔

نابالغ کے علاوہ سب گواہوں پر حد قذف نافذ ہوگی، اور اگر یہ بات رجم کئے جانے کے بعد معلوم ہو تو ان گواہوں پر حد قذف نافذ نہ ہوگی اور مرجوم (جس کو سنگسار کر دیا گیا) کی دیت (جان کا مالی تاوان) بیت المال سے ادا کی جائے گی، اور اگر اس شخص پر حد میں کوڑے لگائے گئے ہوں تو اس صورت میں گواہوں پر کوڑے لگائے جائیں گے البتہ بشرطیکہ وہ شخص اس کا مطالبہ کرے اور چوٹ کا تاوان ہدر (ختم) ہو جائے گا یہ امام ابو حنیفہؒ کا فرمان ہے (ایضاح) اور معتق البعض (وہ غلام جس کا نصف یا چوتھائی یا کچھ حصہ آزاد ہو) کا حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکاتب کی طرح ہے، اور مکاتب میں گواہی کی اہلیت نہیں ہے (مبسوط) اور اگر چار گواہوں نے گواہی دی مگر وہ فاسق تھے یا اب ظاہر ہوا کہ وہ فاسق ہیں تو اس پر حد قذف نافذ نہ ہوگی (کافی) اور جس کے متعلق گواہی دی گئی اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ ان گواہوں میں سے ایک گواہ غلام ہے تو اس کا قول قابل قبول ہوگا، یہاں تک کہ دلیل سے ثابت کر دیا جائے کہ وہ (گواہ غلام نہیں ہے) آزاد ہے) (تاتارخانیہ) کسی نے دوسرے کو زنا کی تہمت لگائی پھر اس تہمت لگانے والے نے اور تین مردوں کے ساتھ گواہی دی کہ یہ زانی ہے تو یہ دیکھیں گے کہ جس پر تہمت لگائی ہے اس کو قاضی کے پاس لایا تھا اور پھر اس نے (ان تین گواہوں کے ساتھ مل کر) اس کے زانی ہونے کی گواہی دی تو یہ گواہی مقبول نہ ہوگی اور اگر تہمت والے کو قاضی کے پاس نہیں لایا تھا تو گواہی مقبول ہو جائے گی، (محیط سرخسی) امام محمدؒ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ چار گواہوں نے اگر کسی کے متعلق زنا کی گواہی دی اور وہ شخص غیر محصن ہے، قاضی نے اس پر حد میں کوڑے لگوا دئے پھر معلوم ہوا کہ یہ سب گواہ غلام یا کافر یا محدود القذف تھے اور وہ (جس کے متعلق گواہی دی ہے) کوڑوں کی سزا سے مر چکا ہے، یا کوڑوں نے اس کا بدن زخمی کر دیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ قاضی یا بیت المال پر اس کا تاوان لازم نہ ہوگا (محیط)

غلط حد جاری ہونے پر تاوان اگر گواہوں کی گواہی کے باعث کسی پر حد زنا میں کوڑے لگائے گئے اور کوڑوں کی چوٹ سے وہ زخمی ہو گیا یا مر گیا، پھر معلوم ہوا کہ بعض گواہ غلام یا محدود القذف یا کافر ہیں، تو ان گواہوں پر بالاتفاق حد قذف نافذ ہوگی، اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ ان گواہوں پر اور بیت المال پر کچھ تاوان واجب نہ ہوگا (فتح القدیر) چار شخصوں نے کسی کے متعلق زنا کی گواہی دی اور وہ شخص محصن ہے یا گواہوں ہی نے اس کے زنا کرنے اور محصن ہونے دونوں کی گواہی دی اور قاضی نے اس کو سنگسار کرا دیا، پھر ایک گواہ غلام یا مکاتب یا محدود القذف پایا گیا تو رجم شدہ کی دیت قاضی پر واجب ہوگی اور قاضی اس دیت کو بیت المال سے لے سکتا ہے، اس پر اجماع ہے، اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ یہ گواہ فاسق تھے تو قاضی پر کوئی ضمان یا دیت واجب نہ ہوگی، چار شخصوں نے کسی پر زنا کی گواہی دی اور ان گواہوں کا چند افراد نے تزکیہ[1] کیا اور کہا کہ یہ لوگ عادل مسلمان ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ لوگ غلام یا کافر یا محدود القذف ہیں لہٰذا اگر تزکیہ کرنے والے اپنے تزکیہ پر جمے رہے، رجوع نہ کیا ہاں اتنا کہدیا کہ ہم سے چوک ہو گئی تو بالاتفاق ان تزکیہ کرنیوالوں پر ضمان واجب نہ ہوگا بلکہ بیت المال سے ادائیگی ضروری ہوگی بالاتفاق اور اگر انہوں نے تزکیہ سے رجوع کر لیا اور کہدیا کہ ہم ان کو غلام یا کافر یا محدود القذف جانتے تھے لیکن اس کے باوجود قصداً ہم نے تزکیہ و تعدیل کیا تھا تو اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تزکیہ کرنے والوں پر ضمان آئے گا اور بیت المال پر واجب نہ ہوگا، اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ تزکیہ کرنے والوں پر ضمان واجب نہ ہوگا، بیت المال پر ادائیگی ضروری ہے، مذکورہ حکم اس وقت ہے کہ جب کہ گواہوں کا غلام

[1] تزکیہ: گواہوں کے حالات کی چھان بین اور جائزہ لے کر ان کو عادل قرار دینا۔ ۱۲۔

یا کافر یا محدود والقذف ہونا ظاہر ہو، اس کے برعکس گمیہ ظاہر ہو کہ یہ گواہ فاسق ہیں، اور تزکیہ کرنے والوں نے اپنی تعدیل سے رجوع کر لیا ہو کہ ہم نے جانتے ہوئے قصداً التعدیل کی تھی، تو وہی ضامن ہوں گے، اور یہ اس وقت ہے کہ تزکیہ کرنے والوں نے یوں کہا کہ یہ لوگ عادل، آزاد، مسلمان ہیں، اور اگر فقط انہوں نے اتنا کہا ہو کہ یہ لوگ عادل ہیں، پھر یہ معلوم ہوا کہ یہ غلام ہیں تو تزکیہ کرنے والوں پر ضمان واجب نہ ہوگا (محیط) اور اگر تعدیل کرنے والوں نے شہادت کے الفاظ میں کہا تھا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ گواہ آزاد ہیں یا خبر (دینے کے انداز) کے لفظ کے ساتھ کہا تھا کہ یہ لوگ آزاد ہیں تو ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے (نہایہ)، اور ضمان گواہوں پر واجب نہ ہوگا اور نہ ان پر حد قذف نافذ ہوگی، (کافی) چار شخصوں نے کسی پر زنا کی گواہی دی، پھر قاضی کے سامنے آکر اقرار کیا کہ ہم نے جھوٹی گواہی دی ہے تو ان پر حد قذف نافذ ہوگی، اور اگر قاضی نے ان کو حد نہ لگوائی یہاں تک کہ دوسرے چار گواہوں نے اسی شخص (مشہود علیہ) پر زنا کی گواہی دی تو ان کی گواہی جائز ہوگی اور اس شخص پر حد زنا واجب ہوگی اور فریق اول سے حد قذف ختم ہو جائے گی (مبسوط)

حد جاری ہونے کے بعد حد کا غلط ثابت ہونا

اور اگر گواہوں نے اس شخص (مشہود علیہ) کے کوڑوں (کی سزا) سے زخمی ہونے کے بعد یا کوڑوں سے مر جانے کے بعد رجوع کیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ضامن نہ ہوں گے، اور نہ مالی نقصان کا تاوان اور نہ جان کا تاوان ان پر واجب ہوگا، امام ابو یوسف وامام محمدؒ کے نزدیک اگر وہ شخص کوڑوں سے نہ مرا تو زخم کے نقصان کے ضامن ہوں گے اور اگر مر گیا تو وہ دیت کے ضامن ہوں گے (غایۃ البیان) اگر چار افراد نے کسی غیر محصن پر زنا کی گواہی دی اور قاضی نے اس کے ایسے کوڑے مارے کہ ان سے اس کو زخمی کر دیا، پھر گواہوں میں سے ایک نے رجوع کر لیا تو وہ گواہ زخم کے تاوان کا ضامن نہ ہوگا، اسی طرح اگر وہ کوڑوں سے مر گیا تو بھی کسی پر ضمان نہ ہوگا، نہ رجوع کرنے والے گواہ پر اور نہ بیت المال پر، یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کے نزدیک جس نے رجوع کیا وہ ضامن ہوگا (السراج الوہاج) اور اگر اس کی حد کوڑے لگانا ہو اور گواہوں کی گواہی سے اس کے کوڑے لگے پھر گواہوں میں سے کسی نے رجوع کر لیا تو بالاتفاق اسی رجوع کرنے والے پر فقط حد قذف نافذ ہوگی (تبیین)

اور اگر کسی کو حد لگائی جا رہی تھی اور صرف ایک کوڑا لگانا باقی تھا کہ گواہوں میں سے کسی ایک نے رجوع کر لیا تو تمام گواہوں پر حد قذف نافذ ہوگی اور اس شخص (مشہود علیہ) سے باقی سزا ساقط کر دی جائے گی، اور اگر کسی شخص کو رجم (سنگسار) کیا جا رہا تھا اور ابھی وہ مرا نہیں تھا کہ بعض گواہوں نے رجوع کر لیا تو تمام گواہوں پر حد قذف نافذ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر چار افراد کی گواہی پر چار شخصوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی تو اس پر حد زنا جاری نہ کی جائے گی، پھر اگر اصل (پہلے) چار گواہوں نے آکر اسی شخص پر بعینہٖ وہی گواہی دی جو انہوں نے دی تھی تو بھی اس پر حد نافذ نہ ہوگی، اسی طرح اصل شاہدوں اور ان شاہدوں کے شاہدوں (گواہوں) پر بھی حد قذف جاری نہ ہوگی (کافی) اسی طرح ان لوگوں کے علاوہ دوسروں کی گواہی بھی اس پر قبول نہ کی جائے گی (خزانۃ المفتین) اگر چار افراد نے کسی کے متعلق گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہے اور دوسرے چار آدمیوں نے دوسری عورت سے زنا کرنے کی اسی شخص پر گواہی دی اور اس کو رجم کیا گیا پھر دونوں فریق کے گواہ رجوع کر لیں تو سب کے سب اس رجم شدہ کی دیت کے ذمہ دار ہوں گے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سب حد قذف کے مستحق ہوں گے (کافی) اگر چار افراد نے کسی کے متعلق محصن ہونے اور زنا کرنے کی گواہی دی پھر ان میں سے ایک نے رجوع کر لیا تو اگر فیصلہ سے پہلے رجوع کیا ہے تو رجوع کرنے والے پر سب کے قول میں حد نافذ ہوگی اور باقی تین پر فقط ہمارے نزدیک نافذ ہوگی،

اور اگر فیصلہ کے بعد حد نافذ ہونے سے پہلے رجوع کیا ہے تو رجوع کرنے والے پر بالاتفاق سب کے نزدیک حد قذف نافذ ہوگی اور باقی لوگوں کو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حد لگائی جائے گی، اور اگر فیصلہ کے نفاذ کے بعد رجوع کیا ہے تو صرف رجوع کرنے والا حد قذف کا مستحق ہوگا، اور باقی گواہوں پر سب ائمہ کے نزدیک کوئی حد نہ ہوگی، نیز رجوع کرنے والے پر اس کے مال میں پورے سال میں ایک دیت کا چوتھائی (¼) حصہ بالاتفاق واجب ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اسی طرح صرف ایک گواہ جب جب رجوع کرے گا تو چوتھائی دیت کا تاوان واجب ہوگا (کافی) اور اگر سب گواہوں نے فیصلہ کرنے اور نافذ ہونے کے بعد رجوع کیا ہے تو سب پر ہمارے نزدیک حد قذف اور ان سب کے مال میں دیت واجب ہوگی، (فتاویٰ قاضی خاں) اور اگر اس رجم شدہ کو کوئی شخص تہمت زنا لگائے تو تہمت لگانے پر حد قذف عائد نہ ہوگی چونکہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ فیصلہ کے بعد کسی گواہ کا رجوع کرنا، رجوع کرنے والے کے علاوہ دوسرے پر اثر انداز نہ ہوگا (محیط)

زنا کی گواہی سے رجوع کرنا اگر چار افراد نے کسی کے آزاد ہونے اور زنا کرنے کی گواہی دی اور وہ رجم کر دیا گیا، پھر وہ سب رجوع کر گئے (اور کہا کہ وہ غلام تھا) تو وہ سب مولیٰ کے لئے قیمت کے ضامن اور ورثہ کے لئے دیت کے ذمہ دار ہوں گے، اور حد قذف لگائے جائیں گے (تاتارخانیہ) اور اگر سب نے محض آزاد ہونے کی گواہی سے رجوع کیا تو ان پر کسی چیز کا ضمان نہ ہوگا اس لئے کہ احصان کی گواہی دینے والے رجوع کی وجہ سے ضامن نہیں قرار دیئے جاتے (خزانۃ المفتین) اگر کسی شخص پر پانچ گواہ ہوں اور ان میں سے ایک رجوع کرے تو اس پر باقی (چار) افراد کی گواہی سے حد زنا جاری کی جائے گی (ایضاح)

اور اگر پانچ افراد نے کسی پر زنا اور احصان کی گواہی دی اور وہ شخص رجم کیا گیا، پھر ایک رجوع کر گیا تو کوئی تاوان وغیرہ اس پر عائد نہ ہوگا، ہاں اگر ایک اور رجوع کرے تو دونوں چوتھائی دیت کا تاوان دیں گے اور دونوں پر حد قذف نافذ ہوگی (مبسوط)

اور پھر ان دونوں کے بعد اگر کوئی گواہ رجوع کرے گا تو چوتھائی دیت کا تاوان دے گا، اور اگر پانچوں ساتھ ساتھ رجوع کرلیں تو ہر ایک پر دیت کے پانچویں حصہ کا تاوان آئے گا (حاوی قدسی) منتقیٰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر پانچ آدمیوں نے کسی غیر محصن پر زنا کی گواہی دی اور قاضی نے اس کے کوڑے لگائے، پھر ان پانچوں میں سے کوئی ایک محدود القذف یا غلام نکلا، پھر چار گواہ شہادت سے رجوع کر گئے تو ان چاروں پر حد قذف عائد ہوگی اور وہ گواہ جو محدود القذف یا غلام ثابت ہوا اس پر حد نافذ نہ ہوگی چونکہ وہ تہمت لگانے والا ہوا درانحالیکہ اس شخص (مقذوف) پر چار افراد نے زنا کی گواہی دی اور حد قذف جاری ہوئی (تو اس شکل میں تہمت لگانے سے اس پر حد قذف نہ ہوگی) اور اسی منتقیٰ میں یہ بھی ذکر ہے کہ اگر چار افراد نے اور چار عورتوں نے کسی پر زنا کی گواہی دی جو غیر محصن تھا اور اس پر حد جاری ہوگئی پھر سب کے سب رجوع کر گئے تو مردوں پر حد قذف جاری ہوگی اور عورتوں پر حد نہ ہوگی، اور اگر سب کے سب حد جاری ہونے سے قبل رجوع کرلیں تو مردوں و عورتوں سب پر حد قذف جاری ہوگی (محیط)

اور اگر چھ افراد کی گواہی پر کسی کو رجم کیا گیا، اس کے بعد دو شخصوں نے رجوع کرلیا تو ان دونوں پر کچھ واجب نہیں، اور اگر تیسرے نے (ان دو کے ساتھ) رجوع کرلیا تو تینوں چوتھائی دیت کے ضامن ہوں گے نیز رجوع کرنے والوں پر امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ کے نزدیک حد قذف لگے گی اور اگر رجوع کرنے والوں نے باقی ماندہ میں سے کسی پر غلام ہونے کی گواہی دی تو دوسری چوتھائی (¼) دیت بیت المال پر واجب ہوگی، اور اگر چھ گواہوں میں سے دو گواہ نے رجوع کرلیا اور انہی دونوں نے باقی ماندہ میں سے دو کے غلام ہونے کی گواہی دی تو یہ درست ہے اور چوتھائی دیت رجوع کرنے والوں پر اور چوتھائی بیت المال

پر ہوگی، اور اگر دو گواہ (باقی ماندہ میں سے) تین کے غلام ہونے کی گواہی دیں تو یہ درست نہیں ہے، اگر آٹھ گواہ ایک محصن (شادی شدہ) کسی ایک کے زنا کرنے کی گواہی دیں یا ہر چار گواہ الگ الگ (دو زنا کی) گواہی دیں اور اس کو سنگسار کر دیا جائے پھر ان میں سے چار گواہ رجوع کر لیں تو ان پر نہ ضمان عائد ہوگا اور نہ حد قذف اس کے بعد اگر پانچواں گواہ بھی رجوع کرے تو پھر ان (سب رجوع کرنے والوں) پر چوتھائی دیت کا تاوان آئے گا، اور امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ان پر حد قذف بھی جاری ہوگی (خزانۃ المفتیین و عتابیہ) اور اگر قاضی نے تین شخصوں کی گواہی پر یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی پر اس شخص (مشہود علیہ) کو رجم کر دیا، تو اگر قاضی یہ کہے کہ میں (گواہی) درست سمجھتا تھا تو دیت بیت المال پر ہوگی، اور اگر یوں کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ درست نہیں ہے، تو دیت اسی پر واجب ہوگی، اور اگر قاضی نے اس کو اس کے ایک مرتبہ اقرار پر اس کو رجم کیا ہے تو پھر کسی حال میں ضامن نہیں ہوگا (عتابیہ) اور اگر گواہوں نے مجلس قاضی کے علاوہ دیگر مجلس میں مرد و عورت سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم دونوں زانی ہو، پھر ان دونوں کو قاضی کے سامنے پیش کیا اور ان کے متعلق زنا کی گواہی دی، اب وہ دونوں کہتے ہیں کہ یہ گواہ ہم کو آپ کے سامنے پیش کرنے سے قبل یہ بات کہہ چکے ہیں اور ہمارے پاس اس کے گواہ موجود ہیں تو اس پر ان دونوں کی شہادت قبول نہ کی جائے گی نیز اس سے ان گواہوں کی گواہی ساقط نہ ہوگی اور (ثبوت ہونے پر) مرد و عورت دونوں پر حد زنا جاری ہوگی (مبسوط)

زنا کرنے سے متعلق اعزہ کی گواہی

امام محمدؒ نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ کسی کے متعلق اس کے چار بیٹوں یا بھائیوں یا چار چچا زاد بھائیوں نے زنا کرنے کی گواہی دی اور وہ محصن ہے اور گواہ بھی عادل ہیں، اور قاضی نے اس کو رجم کیے جانے کا حکم دیدیا تو قاضی رجم کے آغاز کے وقت گواہوں کو حکم کرے کہ پتھر مارنے کی ابتداء تم کرو، لہٰذا ان فرزندان نے باپ کے پتھر مارا لیکن وہ مرا نہیں، اس کے بعد دیگر لوگوں نے رجم کیا اور وہ مر گیا، پھر ان گواہوں میں سے ایک نے اپنی شہادت سے رجوع کر لیا، تو رجوع کرنے والا چوتھائی دیت کا ضامن ہوگا، ضامن اپنے مال میں سے دیگا اور ادائیگی تین سال کے اندر ہوگی اور یہ مال اس رجم شدہ کے وارثوں اور اس رجوع کرنے والے کے درمیان (میراث میں) مشترک ہوگا، لہٰذا رجوع کرنے والے سے اس کے حصہ کے بقدر منع کر دیا جائے گا۔

اور اگر اس کا یہ (ساقط شدہ حصہ چوتھائی دیت سے کم ہوتا ہے تو پھر باقی کا (چوتھائی پورا کرنے کے لئے) تاوان دیدے، اور فقہاء نے فرمایا ہے کہ رجوع کرنے والا چوتھائی دیت کا اسی وقت ضامن ہوگا جب کہ اس سے رجوع نہ کرنے والوں نے یہ کہا ہو کہ ہمارے باپ نے واقعۃً زنا کیا ہے جیسا کہ ہم نے گواہی دی ہے، ہم نے یہ دیکھا تھا اور تو نے دیکھا ہی نہ تھا تو نے تو گواہی غلط دی ہے اور اس صورت میں تمام ہی ائمہؒ کے نزدیک ضمان واجب ہوگا، اور اگر باقی گواہوں نے اس سے یہ کہا کہ ہمارے ساتھ تو نے بھی باپ کو زنا میں ملوث دیکھا ہے اور رجوع میں تو جھوٹا ہے تو پھر رجوع کرنے والے پر ضمان نہ ہوگا، ہاں ہمارے تینوں ائمہ (امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) کے نزدیک اس پر حد قذف عائد ہوگی، البتہ اس کے ساتھ گواہی دینے والے اس پر حد قذف کے واجب ہونے سے انکار کریں تو انہیں یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ حد قذف کے بارہ میں بحث کریں ہاں یہ دیکھا جائے گا کہ مرنے والے کا باپ یا کوئی اور فرزند کہ جس نے باپ کے بارے میں گواہی نہ دی ہو موجود ہے یا نہیں، چنانچہ اگر موجود ہو تو اسے اختیار ہوگا کہ رجوع کرنے والے سے از سر نو مباحثہ کرے اور رجم شدہ کا باپ یا دادا یا کوئی ایسا لڑکا نہ ہو لیکن گواہوں کی اولاد میں سے کوئی ہو تو پھر

یہ دیکھا جائے گا کہ وہ رجوع کرنیوالے کا لڑکا ہے تو اسے حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ اپنے باپ (رجوع کرنیوالے) سے دادا کی تہمت کے بارے میں مقدمہ کرے اگر رجوع نہ کرنے والوں میں سے کسی کا لڑکا ہو تو اسے حق ہوگا کہ رجوع کرنے والے پر (حد قذف کا دعوی کرکے) حد جاری کرادے،

یہ سب تفصیل اس وقت ہے جب کہ جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے گواہ اسے سنگسار کریں اور وہ ان کے پتھر سے نہ مرا ہو، اور اگر انہوں نے ہی سنگسار کرکے مارا ہے پھر ان گواہوں میں سے کسی ایک نے شہادت سے رجوع کیا' اور ان گواہوں کے علاوہ میت کا دوسرا کوئی وارث بھی نہیں ہے تو پھر اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں۔

(اول) باقی گواہان رجوع کرنے والے سے کہیں کہ تو اپنے رجوع میں جھوٹا ہے اور شہادت میں سچا ہے۔

(دوم) وہ گواہ کہیں کہ ہمارا باپ تو زانی تھا لیکن تونے زنا کرتے دیکھا نہیں یا یوں کہا کہ پتہ نہیں تونے زنا کرتے دیکھا یا نہیں دیکھا اور تونے گواہی غلط دی ہے۔

(سوم) وہ یہ کہیں کہ ہمارے باپ نے کبھی زنا نہیں کیا' اور تیرا یہ کہنا کہ وہ زانی ہے یہ جھوٹ ہے۔ لہٰذا پہلی صورت میں تو رجوع کرنے والا بالکل ضامن نہیں ہوگا۔ اور نہ میراث سے محروم کیا جائے گا، دوسری صورت میں رجوع کرنے والا چوتھائی دیت کا ضامن ہوگا۔ نیز میراث سے بھی محروم ہوگا، ہاں اگر اس پر حد قذف عائد نہ ہوگی' اگرچہ وہ حد قذف کا اپنے اوپر اقرار کررہا ہے مگر باقی نے چونکہ حد قذف میں اس کی تصدیق کی ہے' اور حد قذف کا حق ان سے متجاوز نہیں ہوگا (لہٰذا اس پر حد قذف نافذ نہ ہوگی) لیکن اوپر بیان کردہ لوگوں کے علاوہ اگر کوئی اور وارث مستحق حد موجود ہو تو وہ اس سے حد لے لیگا۔ اور باقی گواہ دیت کے بالکل ضامن نہ ہوں گے، نیز بقیہ تین گواہان پر بھی گواہی کی بنا پر حد قذف جاری نہ ہوگی۔

اور تیسری صورت میں سب کے سب ضامن ہوں گے اور میراث سے بھی سب محروم کردیے جائیں گے' نیز مقتول کی دیت ان کے علاوہ جو اس سے قریب تر ہوگا اس کو ملے گی اور ان لوگوں پر حد قذف عائد ہوگی، ایک شخص کی دو بیویاں ہیں ایک بیوی سے اس کے پانچ بیٹے ہیں' ان میں سے چار نے اپنے پانچویں بھائی کے متعلق گواہی دی کہ اس نے ہمارے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے زنا کیا ہے تو اس کی چند صورتیں ہیں کہ ان کے باپ نے اس بیوی سے صحبت کی ہوگی یا نہیں کی ہوگی' نیز ان گواہوں کی ماں بقید حیات ہوگی یا نہیں! پھر یہ کہ باپ اس کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب' مزید یہ کہ گواہوں نے گواہی میں یہ کہا ہے کہ عورت زنا پر رضامند تھی یا یہ کہا ہے کہ ہمارے بھائی نے زبردستی اس سے زنا کیا ہے، لہٰذا اگر گواہوں نے اس طرح گواہی دی ہے کہ ہمارے بھائی نے اس سے زنا کیا ہے اور وہ بھی رضامند تھی درانحالیکہ ان کے باپ نے اس عورت سے ابھی ہمبستری نہیں کی تو اگر ان گواہوں کی ماں بقید حیات ہو تو ان کی گواہی مقبول نہ ہوگی چاہے باپ تصدیق کرے یا جھٹلائے' اسی طرح ان کی ماں خواہ انکار کرے یا دعوی کرے، اور اگر ان کی ماں مرچکی ہے تو باپ اگر اس کا دعوی کرتا ہے تو بھی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر باپ اس کا منکر ہے تو گواہی قابل قبول ہوگی،

اور اگر ان کے باپ نے اس عورت (ان کی سوتیلی ماں) سے ہمبستری کرلی ہے' اور یہ عورت اس (مشہود علیہ) سے زنا میں رضامند تھی اور گواہوں کی ماں بقید حیات ہے تو ان کی گواہی ناقابل قبول ہوگی خواہ باپ تصدیق کرے یا تکذیب اور خواہ ان کی ماں انکار کرے یا دعوی کرے۔ اور اگر ان کی ماں مرگئی ہے' تو باپ اگر دعوی کرے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر انکار کرے تو گواہی (ان گواہوں کی) قابل قبول ہوگی، اور یہ سب اس شکل میں ہے کہ جب کہ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص

(ہمارے بھائی) نے اس عورت سے اس حال میں زنا کیا ہے کہ وہ بھی رضامند تھی، اور اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے زنا بالجبر کیا ہے، تو اگر ان کی ماں مر گئی ہے تو گواہی ہر حال میں ان کی قبول کی جائے گی خواہ باپ نے دعویٰ کیا ہو یا انکار اور اس سے ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو، اور اگر ان کی ماں زندہ ہے اور باپ بھی اس کا دعویٰ کرتا ہے تو ان کی گواہی قابل قبول ہوگی اور اگر باپ انکار کرتا ہے تو گواہی مقبول نہ ہوگی، خواہ ماں نے دعویٰ کیا ہو یا انکار، اور اس شکل میں کہ جس میں ان کی گواہی مقبول ہو ان کے بھائی پر حد زنا عائد ہوگی اور عورت پر بھی حد زنا عائد ہوگی جب کہ اس نے رضامندی سے زنا کرایا ہو اگر انہوں نے اس کے رضامند ہونے کی گواہی دی ہو) (محیط) اور اگر چار عیسائیوں نے دو عیسائی (مرد و عورت) کے متعلق زنا کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے حد کا فیصلہ کر دیا، اس کے بعد مرد و عورت میں سے کوئی مسلمان ہو گیا تو فقہاء نے فرمایا کہ دونوں سے حد ساقط ہو جائے گی، پھر اگر گواہ بھی مسلمان ہو گئے تو کچھ نہیں ہوگا، خواہ وہ گواہی کا اعادہ کریں یا نہ کریں، اور اگر گواہوں نے دو مرد اور دو عورتوں کے متعلق زنا کرنے کی گواہی دی پھر جب قاضی نے فیصلہ کر دیا تو دونوں مرد یا عورتوں میں سے کوئی اسلام لے آیا تو جو مسلمان ہوا ہے اس سے اور اس کے ساتھی سے حد ساقط کر دی جائے گی، اور باقی دو سے حد ساقط نہ کی جائے گی (مبسوط) امام محمدؒ نے فرمایا کہ جس کے متعلق زنا کرنے کی گواہی دی گئی ہے اگر وہ ایسے دو گواہ الگ سے لے آئے جو زنا کے گواہوں میں سے کسی کے متعلق محدود فی القذف[1] ہونے کی گواہی دیں تو قاضی ان دونوں گواہوں سے دریافت کرے گا کہ حد کس نے لگائی؟ اور سوال کی وجہ یہ ہے کہ حد قذف اگر امام المسلمین یا اس کے نائب کی طرف سے لگی (تو وہ شرعاً محدود القذف ہو گیا) تو اس کی گواہی نا قابل قبول ہوگی اور اگر ملک میں سے کسی نے خلیفہ کی اجازت کے بغیر حد قذف نافذ کر دی تھی (لہٰذا وہ شرعاً محدود القذف نہ ہوا) تو اس کی گواہی باطل نہ ہوگی چنانچہ حد لگانے والے کے متعلق معلومات کرنا ضروری ہے، اگر اس کے دونوں گواہ یہ کہیں کہ فلاں شہر کے قاضی نے اس پر حد قذف لگائی اور حد لگانے والے کا نام بھی بتاتے ہیں، اس پر وہ گواہ کہ جس کے متعلق محدود القذف ہونے کا دعویٰ ہے، کہتا ہے کہ میں اس قاضی کے اقرار پر گواہ پیش کرتا ہوں کہ اس نے مجھے حد نہیں لگائی اور دونوں میں سے کسی بھی ایک فریق گواہ نے متعین وقت نہیں بتایا ہے تو پھر قاضی اس کے محدود القذف ہونے کا فیصلہ کر دیگا۔ اور گواہوں کے اقرار کی وجہ سے محدود فی القذف قرار دینے کے فیصلہ سمجھا نہ رہے گا،

اور اگر گواہاں نے اس کے حد لگائے جانے کا وقت بھی بیان کیا ہے کہ فلاں شہر کے قاضی نے مثلاً ۱۳۵۵ھ میں اس کو حد قذف لگائی ہے، اس پر اس شخص (مشہود علیہ) نے یہ گواہ قائم کر دئے کہ وہ قاضی تو ۱۳۵۵ھ میں ہی انتقال کر چکا ہے (حد نہیں لگی) یا یہ گواہ قائم کر دے کہ ۱۳۵۵ھ میں تو وہ قاضی یہاں سے دور دوسرے ملک میں تھا، پھر بھی قاضی اس کے محدود القذف ہونے کا ہی فیصلہ کریگا۔ اور گواہوں کی طرف توجہ نہ کرے گا، ہاں اگر ان میں سے کوئی بات مشہور ہو تو پھر محدود القذف ہونے کا فیصلہ نہ کرے گا، مثلاً جس وقت کی گواہوں نے اس کے حد قائم کرنے کی گواہی دی ہے اس وقت سے پہلے وہ مر چکا ہے اور اس کی موت کا لوگوں میں چرچا ہے۔ ہر چھوٹا بڑا اور عالم و جاہل سب موت سے واقف ہیں، یا اس وقت میں دوسرے ملک کے اندر ہونا اس کا ظاہر و باہر ہے کہ ہر چھوٹا بڑا اور عالم و جاہل سب کو معلوم تھا، تب تو اس گواہ کے محدود القذف ہونے کا فیصلہ نہ ہوگا بلکہ جس کے متعلق زنا کی گواہی دی گئی تھی اس پر حد زنا نافذ ہوگی۔ (محیط)

---

[1] وہ شخص کہ جو کسی پر زنا کی تہمت لگا چکا ہے اور اس پر حد قذف لگ چکی ہے ۱۲

اور جس کے متعلق زنا کی گواہی دی گئی ہے اگر وہ یہ کہے کہ یہ گواہ محدود القذف ہے اور میرے پاس اس کے گواہ ہیں تو اس کو قاضی اپنی مجلس سے اٹھنے کی مہلت دیگا، لیکن اس کو آزاد نہ چھوڑے گا[1]، اگر وہ گواہ پیش کردے تو خیر، ورنہ اس پر حد زنا قائم کردی جائے گی، اور اگر اس نے کہا کہ میرے گواہ شہر میں موجود نہیں ہیں اور چند روز کی مہلت چاہی تو قاضی اسے مہلت نہ دے گا۔

اور اگر اس شخص نے جس کے متعلق زنا کی گواہی ہے کوئی دعویٰ نہ کیا بلکہ کوئی دوسرا شخص کہے کہ گواہوں میں سے فلاں نے مجھے تہمت لگائی ہے تو وہ (مشہود علیہ) قید میں رکھا جائے گا۔ اور قذف (تہمت) کے گواہان کا حال معلوم کریں گے، اگر ان کا عادل ہونا ثابت ہو جائے تو پہلے حد قذف نافذ ہوگی اور اس (مشہود علیہ) سے حد زنا ساقط کر دی جائے گی، اور اگر گواہان زنا میں سے کسی نے قاضی کے سامنے دوسرے مسلمان کو تہمت لگائی اگر وہ (جس کو تہمت لگائی ہے) قاضی کے پاس آکر اس پر حد قذف کا مطالبہ کرے تو اس پر حد قذف قائم کردی جائے گی اور (دوسرے سے) حد زنا ساقط ہو جائے گی، اور اگر وہ مقذوف (جس پر تہمت لگی ہے حد قذف کے مطالبہ کے لئے نہ آئے تو حد زنا قائم کردی جائے گی، اور اگر حد زنا قائم کئے جانے کے بعد مقذوف آیا تو اس کے لئے حد قذف بھی جاری ہوگی (گواہ پر) اور یہی حکم اس وقت جب کہ تہمت لگانے والے کی جگہ کوئی چور ہو یا گواہی کسی ایسی چیز پر ہو جو حقوق العباد میں سے ہے (مبسوط)

اور اگر چار گواہوں نے کسی پر زنا کی گواہی دی اور (گواہوں کے) تزکیہ و تعدیل سے قبل اس شخص کو کسی نے قتل کر دیا قصداً (عمداً) یا خطاءً تو عمداً قتل کرنے میں قصاص واجب ہوگا اور خطاءً قتل میں قاتل کے مددگار برادری پر دیت واجب ہوگی، اور یہی حکم اس وقت ہے جب کہ تزکیہ کے بعد اور رجم کے فیصلہ سے قبل قتل کیا ہو (کافی) اور جس طرح ان دونوں (عمداً و خطاءً قتل کے) مسئلوں میں جان کے ضمان (قصاص یا دیت) واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے اعضاء کا ضمان بھی واجب ہوگا چنانچہ اگر کسی نے اس کا ہاتھ کاٹ لیا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی تو ضمان واجب ہوگا (محیط) اور اگر رجم (سنگسار کرنے) کے فیصلہ کے بعد کسی نے اس کو عمداً یا خطاءً قتل کر دیا تو اس (قاتل) پر کچھ واجب نہ ہوگا (کافی) اور اس صورت میں جس طرح جان کا ضمان واجب نہیں ہوتا اسی طرح اعضاء کا بھی ضمان نہیں آئے گا، اور اس صورت میں قتل کئے جانے کے بعد اگر گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو بھی قاتل پر کچھ ضمان واجب نہ ہوگا (محیط) اور اگر فیصلۂ رجم کے بعد اس کو کسی نے قصداً قتل کر دیا، پھر سب گواہ غلام، یا کافر یا محدود القذف نکلے تو قرین قیاس تو یہی ہے کہ قصاص واجب ہو لیکن استحساناً اس کے مال میں دیت واجب ہوگی تین سال کے اندر (ادا کریگا) اور اگر قاتل نے اس کو رجم کے طور پر قتل کیا ہے اس کے بعد مذکورہ گواہان غلام نکلے تو پھر اس کی دیت بیت المال پر واجب ہوگی، چونکہ قاتل نے جو کچھ کیا وہ خلیفۃ المسلمین کے حکم سے کیا ہے، اس کے برعکس اگر تلوار سے قتل کیا ہے تو پھر اس نے خلیفہ کے حکم کی بجا آوری نہیں کی، (لہٰذا حکم بدل جائے گا) (کافی) اگر گواہوں نے کسی کے خلاف اس طرح گواہی دی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اس عورت سے ہمبستری کی ہے (انہوں نے گواہی میں) یہ نہیں کہا کہ اس نے زنا کیا ہے تو ان کی گواہی باطل ہے، اسی طرح اگر انہوں نے مجامعت یا مباضعت (مجامعت کرنے یا ملنے) کے لفظ بولے تو (گواہی باطل ہے) اور گواہوں پر بھی حد قذف نہ لگے گی، (مبسوط)

اگر انہوں نے کسی شخص کے متعلق زنا کی گواہی دی اور کہا کہ ہم نے قصداً دیکھا ہے تو ان کی گواہی قابل قبول ہوگی (ہدایہ) اور اگر انہوں نے کہا کہ ہم نے شہوت و لذت حاصل کرنے کے لئے قصداً دیکھا تو بالاتفاق[2] ان کی گواہی مقبول نہ ہوگی (فتح القدیر)

---

[1] یعنی گواہ لانے کی مہلت ہوگی مگر کچہری برخاست ہونے سے قبل آجانا چاہیئے [2] چونکہ انہوں نے شہوۃً دیکھا ہے گویا انہوں نے اپنے فاسق ہونے کا اعتراف کر لیا

چار گواہوں نے کسی کے متعلق زنا کی گواہی دی، امام المسلمین نے اس پر حد زنا قائم کرنا چاہا، اتنے میں گواہوں میں سے ایک نے دوسرے پر تہمت لگائی پھر مقذوف (جس پر تہمت لگی) اس نے اندیشہ کیا کہ اگر اپنے حق (حد قذف) کا مطالبہ کرتا ہوں تو گواہی باطل ہو جائے گی، چنانچہ اس نے مطالبہ نہیں کیا، تو فقہاء نے فرمایا کہ زنا سے متعلق ان کی گواہی درست ہے اور زانی پر حد زنا نافذ ہو گی (مبسوط) چار شخصوں نے کسی کے متعلق زنا کرنے کی گواہی دی اور دو شخصوں نے اس کے محصن ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے رجم کا فیصلہ کر دیا اور اس کو رجم ...کیا گیا، پھر اس کے محصن ہونے کی گواہی دینے والے دونوں گواہ غلام نکلے یا انہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا اور حال یہ ہے کہ پتھروں نے اسے زخمی کر دیا ہے لیکن ابھی وہ (جس کو سنگسار کیا جا رہا تھا) مرا نہیں ہے تو قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس کو سَو درّے مارے جائیں اور یہی امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کا قول ہے مگر استحساناً اس سے کوڑوں کی سزا اور بقیہ رجم کی سزا ساقط کر دی جائے گی، اور دونوں گواہ اس کے زخم کے سلسلہ میں بالکل ضامن نہ ہوں گے اور بیت المال سے بھی تاوان نہیں دیا جائے گا،

چار شخصوں نے ایک مرد کے متعلق زنا کرنے کی گواہی دی اور اس کے محصن ہونیکی کسی نے گواہی نہیں دی، چنانچہ قاضی نے اس کے درّے مارنے کا حکم دیدیا پھر جب سَو درّے مارے جا چکے تو دو گواہوں نے اس کے محصن ہونے کی گواہی دیدی تو سابق قیاس کے مدنظر اس صورت میں بھی رجم کیا جانا چاہئے، اور استحسان یہ ہے کہ رجم نہ کیا جائے اور اس مسئلہ میں ہمارے علمائے احناف نے استحسان ہی کو لیا ہے، اور پہلے بس قیاس کو لیا ہے، اور ہمارا ذکر کردہ حکم اس صورت میں ہے، جب کہ پورے درّے لگ چکے ہوں، اور اگر ابھی پورے سَو درّے لگے نہیں تھے کہ دو گواہوں نے اس کے محصن ہونیکی گواہی دی تو پھر رجم (سنگساری) سے کوئی شئی مانع نہ ہو گی (محیط)

اور اگر چار گواہوں نے کسی کے متعلق زنا کی گواہی دی اس پر اس نے شبہ کا دعویٰ کیا کہ میں اس کو اپنی بیوی یا باندی سمجھا تھا تو اس سے حد زنا ساقط نہ ہو گی، اور اگر یہ کہا کہ وہ تو میری بیوی ہے یا میری باندی ہے تو اس پر حد عائد نہ ہو گی اور نہ گواہوں پر، (السراج الوہاج) اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے اس پر وہ بولا کہ میں اس کو بیع فاسد کے طور پر یا بائع کے خیار شرط (فسخ بیع کے اختیار) کے ساتھ اس کو خرید چکا ہوں، یا ہبہ یا صدقہ (کے طور پر حاصل ہونے) کا دعویٰ کیا یا اس نے کہا کہ میں اس سے نکاح کر چکا ہوں، لیکن گواہ یہ کہتے ہیں کہ وہ اقرار کر چکا ہے کہ اس کو اس میں کسی قسم کی ملکیت حاصل نہیں ہے، تب بھی شبہ کی وجہ سے اس سے حد زنا ساقط کر دی جائے گی اور اسی طرح آزاد عورت کے بارے میں روایت ہے کہ اگر وہ کو جس کے متعلق زنا کی گواہی ہے اکہے کہ میں نے اس کو خرید لیا ہے تو اس سے حد ساقط کر دی جائے گی، اور یہی حکم اس وقت ہے کہ جب کہ گواہ تو کہیں کہ اس نے اسے آزاد کر نیکے بعد زنا کیا ہے، اور وہ آزادی کا انکار کرتا ہے (تو بھی ساقط ہو جائے گی) (عتابیہ)

اگر گواہ مرد و عورت سے متعلق زنا کی گواہی دیں، اور عورت دعویٰ کرے کہ مرد نے اس سے بالجبر زنا کیا ہے اور گواہ اس (جبر و زبردستی) کی گواہی نہ دیں بلکہ یہ گواہی دیں کہ وہ تو رضامند تھی تو اس پر حد زنا کا نفاذ ہو گا (مبسوط) حد قذف کے علاوہ دیگر سابق (پرانی) حد کی گواہوں نے گواہی دی تو حد جاری نہ کی جائے گی (کنز الدقائق) اگر گواہوں نے پرانے زنا (جسے عرصہ گذر گیا) کی گواہی دی تو اس سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض نے تو فرمایا کہ گواہوں پر حد قذف جاری ہو گی، اور بعض کا قول ہے کہ حد قذف کا نفاذ نہ ہو گا، (فتاویٰ قاضی خاں) لیکن ضروری یہ ہے کہ یہ تقادم (مدت کا گذر جانا) بغیر عذر کے ہوا ہو اور اگر کوئی عذر تھا، مثلاً مرض یا طویل مسافت یا راستہ کا ڈر و خوف تو گواہی قابل قبول ہو گی اور حد زنا جاری ہو گی (النہر الفائق)

اور یہ تقادم جس طرح ابتداءً گواہی کی قبولیت سے روکتا ہے ویسے ہی ہمارے نزدیک فیصلہ کے بعد بھی حد قائم کرنے سے روکتا ہے چنانچہ کچھ حد لگی تھی کہ وہ شخص بھاگ نکلا پھر ایک مدت گذرنے پر پکڑا گیا تو اس پر حد قائم نہ کی جائے گی، پھر تقادم کی تعریف میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام محمدؒ سے مروی ہے کہ تقادم کی مدت ایک ماہ ہے، یہی روایت امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے (ہدایہ) شراب نوشی کے علاوہ (دیگر حدود میں) تقادم کی مدت بالاتفاق ایک ماہ ہے، رہا شراب نوشی کا مسئلہ، امام محمدؒ کے نزدیک اس میں بھی یہی مدت ہے، اور امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک (شراب کی) بدبو زائل ہونے تک کی تعیین[1] ہے۔ (فتح القدیر) اور اگر کوئی متقادم حد کا خود اقرار کرے تو پھر اس پر حد نافذ ہوگی، سوائے شراب نوشی کے (شرح الوقایہ)

اور جس نے متعین عورت یا غیر متعین عورت سے زنا کا چار بار اقرار کرلیا پھر عورت آئی تو دو حال سے خالی نہیں یا تو (مرد پر) حد قائم کیے جانے سے قبل حاضر ہوئی یا بعد میں اگر بعد میں آئی اور مرد کے اقرار کی طرح اقرار کرلیا تو اس عورت پر بھی حد نافذ ہوگی اور اگر (زنا کا) انکار کرتی ہے اور مرد پر حد قذف کا دعویٰ کرتی ہے تو مرد پر حد قذف نافذ نہ ہوگی چونکہ یہ بات ہمارے دائرہ علم میں ہے کہ مرد پر دو حدیں (حد زنا و حد قذف) واجب نہیں ہوں گی، اور ایک ہم قائم کرچکے لہٰذا دوسری (حد قذف) اس پر جاری نہ کی جائے گی، اور اگر حد جاری ہونے سے قبل آئی اور وہ عورت زنا کا انکار کرتی ہے اور نکاح کا دعویٰ کرتی ہے تو دونوں سے حد ساقط ہوجائیگی اور مرد پر عقر[2] واجب ہوگا، اور اگر وہ نکاح کا دعویٰ نہ کرے بلکہ زنا کا انکار کرتے ہوئے مرد پر حد قذف کا دعویٰ کرے تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرد سے حد زنا ساقط ہوجائے گی اور یہی حکم اس وقت ہے جب کہ عورت اقرار کرے اور مرد موجود نہ ہو چنانچہ مرد کا حکم عورت کے حکم کے مانند ہے (وہی مذکورہ تفصیل یہاں بھی جاری ہوگی) (شرح طحاوی)، اگر شخص مذکور پر حد لگنے کے بعد عورت آئی اور نکاح کا دعویٰ کرکے مہر کا مطالبہ کرتی ہے تو اس کو مہر نہ ملے گا (مبسوط) منتقی کے اندر مذکور ہے کہ ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا درانحالیکہ وہ محصن ہے اور قاضی نے اس کے رجم کیے جانے کا فیصلہ کردیا چنانچہ اس کو رجم کے لئے لوگ لے گئے، پھر اس نے اپنے اقرار سے رجوع کرلیا اس کے بعد ایک شخص نے اس کو قتل کردیا تو قاضی نے اب تک اگر اس سے رجم کو ساقط نہیں کیا ہے تو قاتل پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر قاضی کے رجم کو ساقط کرنے کے بعد اس کو کسی نے قتل کیا ہے تو پھر قصاصًا (بدلہ میں) اس کو قتل کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی) اصل کے اندر امام اعظم ابو حنیفہؒ سے ایک روایت منقول ہے کہ مرد تو اقرار زنا کرتا ہے اور عورت زبردستی (زنا بالجبر) کا دعویٰ کرتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ مرد پر حد نافذ ہوگی عورت پر نہیں ہوگی (ایضاح) جو دار الحرب میں حلقہ بگوش اسلام ہوا اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میں نے اسلام لانے سے قبل دار الحرب میں زنا کا ارتکاب کیا ہے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی (محیط)

اور اگر مسلمان امان لے کر دار الحرب میں داخل ہوا اور وہاں مسلمان عورت یا ذمیہ سے زنا کرلیا پھر دار الاسلام آکر اس زنا کا اعتراف بھی کرتا ہے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی اور یہ حکم ہمارے (علماء احناف) کے نزدیک ہے (مبسوط) اگر غلام نے آزاد ہونے کے بعد یہ کہا کہ میں نے غلامیت کی حالت میں زنا کیا ہے تو اس پر غلام والی حد جاری ہوگی، اگر غلام زنا کا اقرار کرے یا کسی ایسے جرم کا اعتراف کرے کہ جس سے حد واجب ہوتی ہے تو اس پر حد نافذ ہوگی، اگرچہ اس کا آقا موجود نہ ہو اور یہی حکم (چوری کے باعث) ہاتھ کاٹنے اور قصاص کا ہے (محیط) اور اگر دو مرتبہ تو زنا کا اقرار کیا اور دو گواہوں نے زنا کی گواہی دیدی تو اس پر حد جاری نہ ہوگی۔

[1] بدبو زائل ہوگئی تو تقادم ہوگیا [2] صحبت کا تاوان۔ (مہر مثل کا دسواں حصہ) (مترجم)

چھٹا باب

شراب نوشی کی سزا کا بیان

کسی شخص نے شراب پی لی، اور اس حال میں گرفتار ہوا کہ شراب کی بدبو (اس کے منہ سے) آرہی ہے، یا نشہ کی حالت میں لوگ اس کو لائے، اور گواہوں نے اس کے متعلق شراب نوشی کی گواہی دی تو اس پر حد (اسّی کوڑوں کی سزا) نافذ ہوگی اور یہی حکم اس وقت ہے جب کہ وہ (شراب نوشی کا) اقرار کرے اور اس کی بدبو باقی ہو خواہ اس نے تھوڑی شراب نوشی کی ہو یا زیادہ، اور اگر اس نے بدبو زائل ہونے کے بعد اعتراف کیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس پر حد جاری نہ ہوگی، اسی طرح اگر بدبو اور نشہ زائل ہونے کے بعد اگر اس نے اقرار کیا تو ان دونوں اماموں (شیخینؒ) کے نزدیک تب بھی حد نافذ نہ ہوگی، اور اگر گواہوں نے اس کو اس حال میں پکڑا کہ اس کی بدبو باقی تھی یا نشہ میں مست تھا پھر اسے ایک شہر سے دوسرے شہر جہاں خلیفہ رہتا تھا وہاں لے گئے، اس کے پاس پہنچنے سے قبل ہی بدبو، یا نشہ زائل ہوگیا تو (اس صورت میں) بالاتفاق اس پر حد کا نفاذ ہوگا (السراج الوہاج) نشہ کی حالت میں اگر کوئی (شراب پینے کا) اپنے بارے میں اقرار کرے تو اس پر حد نافذ نہ ہوگی (ہدایہ) سکران (نشہ میں مست) کی شناخت میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جو زمین و آسمان میں امتیاز نہ کر سکے نیز مرد و عورت میں فرق نہ کر سکے، اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ سکران وہ ہے کہ جس کا کلام مخلوط ہو جائے اور گفتگو کا اکثر حصہ بکواس اور بیہودہ گوئی پر مشتمل ہو اور فتویٰ انہیں دونوں کے قول پر ہے۔ اور جب قاضی کے پاس گواہ کسی کے متعلق شراب نوشی کی گواہی دیں تو قاضی گواہوں سے دریافت کرے کہ خمر (شراب) کیا ہوتی ہے؟ پھر ان سے معلوم کرے کہ اس نے کس طرح پی؟ چونکہ احتمال یہ ہے کہ اس کو مجبور کیا گیا ہو، پھر ان سے معلوم کرے کہ اس نے کس وقت شراب نوشی کی؟ چونکہ تقادم[1] کا احتمال ہے، پھر ان سے پوچھے کہ شراب کہاں پی؟ ممکن ہے کہ اس نے دار الحرب میں پی ہو، تو پھر حد نافذ نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)، لہٰذا جب وہ گواہ یہ تفصیل بیان کر دیں تو قاضی اس کو قید کرے تا آنکہ (گواہوں کے) عادل ہونے کے متعلق دریافت کرے اور وہ ان کے ظاہری عادل ہونے پر فیصلہ نہیں کرے گا، اور جس کے متعلق شراب نوشی کی گواہی دی گئی ہے اس کا عاقل، بالغ، مسلمان، ناطق (صحیح بولنے والا) ہونا ضروری ہے، لہٰذا بچہ، پاگل، اور کافر پر حد نہ لگے گی اور "خانیہ" میں ہے کہ گونگے پر بھی حد نہ لگے گی خواہ اس کے متعلق گواہ لوگ گواہی دیں یا وہ کوئی ایسا متعین و معروف اشارہ کرے جو عام معاملات میں اس کا اقرار سمجھا جاتا ہو ہاں اندھے پر (شراب نوشی کی وجہ سے) حد نافذ ہوگی (البحر الرائق) اور اگر کسی نے دار الاسلام میں شراب نوشی کی اور کہتا یوں ہے کہ میں اس کے حرام ہونے کو نہیں جانتا تھا، تو بھی اس پر حد نافذ ہوگی (سراجیہ) اور جس کے متعلق شراب نوشی کی گواہی دی گئی وہ اگر یوں کہے کہ میں اس کو دودھ سمجھا یا کہا کہ میں یہ نہیں پہچان سکا کہ وہ شراب ہے۔ تو اس کا یہ قول قبول نہ کیا جائے گا، اور اگر اس نے یہ کہا کہ میں اس کو نبیذ[2] سمجھا تو اس کا قول قابل قبول ہوگا (البحر الرائق)

---

[1] وقت زیادہ گذر گیا اور بات پرانی ہو گئی ہو، امام محمدؒ کے نزدیک ایک ماہ سے زائد ہوگیا ہو تو تقادم ہوگا اور بقول شیخینؒ بدبو زائل ہو گئی ہو لیس۔ [2] نبیذ: ایک قسم کا مشروب جو کھجور بارے وغیرہ ڈالکر تیار کیا جاتا ہے، تفصیل کتاب الاشربہ میں دیکھیے۔

شراب نوشی دو مردوں کی گواہی یا ایک مرتبہ خود اس کے اقرار کر لینے سے ثابت ہو جاتی ہے اور اس مسئلہ میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی (کہ ایک مرد ہو اور دو عورتیں) قبول نہ کی جائیگی (ہدایہ) کوئی شخص نشہ میں مست ہے اس کے متعلق گواہ ہو لیکن گواہی دی تو جب تک وہ خوب ہوش میں نہ آجائے اس پر حد نافذ نہ ہو گی لیکن جب ہوش میں آجائے تو اس پر حد جاری ہو گی خواہ شراب کی بدبو باقی ہو یا زائل ہو گئی ہو، مسلمان اگر شراب کی قے کرے تو اس پر حد نافذ نہ ہو گی، یہ ممکن ہے کہ اس کو زبردستی پلادی گئی ہو، نیز مسلمان سے شراب کی بدبو آنے کی وجہ سے بھی اس پر حد کا نفاذ نہ ہو گا تاوقتیکہ گواہ اس کے متعلق شراب نوشی کی گواہی نہ دیدیں یا وہ خود اعتراف کرے اور اگر ایک گواہ تو شراب پینے کی گواہی دے اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ (میں نے یہ دیکھا ہے) اس نے قے کی ہے تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہو گا، اسی طرح اگر دونوں گواہ شراب نوشی کی شہادت دیتے ہیں اور بدبو بھی باقی ہے لیکن (پینے کے) وقت میں دونوں کا بیان مختلف ہے (تو بھی حد کا نفاذ نہ ہو گا)، اسی طرح ایک گواہ تو شراب نوشی کی گواہی دیتا ہے اور دوسرا اس کے پینے کا اقرار کرنے کی (تو بھی حد نہ لگے گی) اور اسی طرح اگر ایک تو گواہی دیتا ہے کہ یہ شراب سے نشہ میں ہوا اور دوسرا کہتا ہے کہ دوسری نشہ کی چیز سے نشہ میں ہے تو بھی اس پر حد کا نفاذ نہ ہو گا، (ظہیریہ) اگر بھنگ کے استعمال سے نشہ میں ہو گیا تو حد کے واجب ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے، صحیح قول یہی ہے کہ حد کا وجوب نہ ہو گا، اور وہ شخص جو شراب کے علاوہ دیگر مشروبات جو کہ چھوہارے انگور اور کشمش سے تیار کیے جاتے ہیں، ان سے نشہ میں ہوا تو حد کا نفاذ ہو گا، انگور کا عرق خام کہ جس کو خوب جوش دیکر ابال لیا ہے لیکن جھاگ نہیں اٹھے تھے اگر اس کو کوئی پی لے اور نشہ ہو جائے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اس پر حد نافذ نہ ہو گی، اور ان کے نزدیک اس کا حکم عصیر (نچوڑے ہوئے عرق) کا سا ہو گا، اور جو (مشروب) غلوں اور میووں سے تیار کیا جاتا ہے مثلاً گیہوں، جو، ذرہ (جوار، مکئی) اور آلو آلو بخارا وغیرہ سے (تیار کیا جاتا ہے) تو جب تک وہ شیریں رہے اور تغیر نہ ہوا ہو اس کا پینا جائز ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی اگر نبیذ پینے کی وجہ سے نشہ میں ہو گیا تو اس پر حد کا نفاذ ہو گا اور نشہ میں مدہوش شخص کو حد نہ لگائی جائے گی تاوقتیکہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کو نشہ نبیذ سے ہوا ہے اور اس نے اس کو خوشی سے پیا تھا (ہدایہ) اگر کوئی شراب کی تلچھٹ کو پی لے تو تاوقتیکہ نشہ طاری نہ ہو اس پر حد کا نفاذ نہ ہو گا (پی کر نشہ آجائے تو حد لگے گی ورنہ نہیں) اور اگر کسی نے منصف[1] یا مثلث شراب استعمال کی اور نشہ طاری ہو گیا تو حد جاری ہو گی، اور اگر نبیذ، شہد، یا مزر[2] یا جمع[3] یا گھوڑی کے دودھ سے نشہ ہو گیا تو حد کا نفاذ نہ ہو گا (سراجیہ) اور اگر شراب میں کوئی بہنے والی چیز مل جائے مثلاً پانی یا دودھ یا تیل وغیرہ (مل جائے) اور کوئی اس (مخلوط شراب) کو پی لے تو اگر شراب غالب ہے تو اس کا ایک بھی قطرہ پینے پر حد جاری ہو گی اور اگر شراب مغلوب ہے (سیال شئی غالب ہے) تو اس کا بھی پینا جائز نہیں ہے، لیکن تاوقتیکہ نشہ نہ ہووے حد کا نفاذ نہ ہو گا (فتاویٰ قاضی خاں)

نشہ آور شئی اور شراب کی حد (سزا) اگرچہ اس نے ایک ہی قطرہ پیا ہو اسی کوڑے ہے (کنز الدقائق)، اور زنا کی حد کی طرح اس میں بھی کوڑے بدن کے مختلف حصوں پر مارے جائیں گے اور حد زنا کی طرح اس میں بھی سر اور چہرے کو محفوظ رکھا جائے گا اور مشہور قول کے مطابق (ستر کے علاوہ) بدن کو ننگا کر دیا جائے گا، اور اگر غلام ہے تو اس کی سزا چالیس کوڑے ہیں۔ اور اگر کوئی شراب پیئے یا نشہ آور چیز پیئے یا

---

[1] یہ دونوں شراب ہی کی قسمیں ہیں، جوش دینے میں جل کر ایک نصف رہ جائے تو منصف اور اگر دو حصہ جل جائے اور ایک رہ جائے تو مثلث ہے ۱۲

[2] ایک مشروب جو جوار سے تیار ہوتا ہے [3] چھوہارے اور کھجور کی ایک قسم ۱۲

اقرار کرے اور پھر وہ رجوع کرے تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا (السراج الوہاج) ذمی اگر شراب وغیرہ میں سے کچھ پی لے تو اس پر حد نہیں ہے ایک شخص خلیفہ کے پاس لایا گیا جس نے کہ شراب پی رکھی ہے اور دو گواہ اس کے متعلق گواہی بھی دے رہے ہیں، اس پر وہ بولا کہ مجھے زبردستی پلائی گئی ہے، پھر بھی اس پر حد خمر کا نفاذ ہوگا، اور اس (شرابی والے مسئلہ) میں اور اس عورت کے درمیان جس میں زنا کے متعلق گواہی دی گئی ہے فرق یہ ہے کہ اگر وہ کہتا ہے کہ اس عورت سے میں نے نکاح کر لیا ہے تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا چونکہ اس مسئلہ میں وہ اس سبب ہی کا منکر ہے جو حد کو ثابت کرتا ہے، چونکہ ثبوت نکاح کی وجہ سے وہ فعل (ہمبستری) زنا ہونے سے خارج ہوگیا، اور یہاں (شراب نوشی والے مسئلہ میں) جبر و زبردستی کے عذر سے سبب یعنی حقیقۃً شراب نوشی معدوم نہیں ہوئی ہاں یہ (حد کو) ساقط کرنے والا عذر ہے، لہٰذا اس پر گواہ قائم کئے بغیر اس کا ثبوت نہیں ہوگا (ظہیریہ)

ساتواں باب

قذف کی سزا اور تعزیر کا بیان

شرعًا "قذف" زنا کی تہمت لگانے کو کہتے ہیں، اگر کوئی محصن مرد[۱]، یا محصنہ عورت پر صراحۃً زنا کی تہمت لگائے، مثلاً یوں کہے کہ تو نے زنا کیا ہے، یا کہے کہ او زنا کرنے والے، اور مقذوف (جس پر تہمت لگائی) حد قذف (تہمت کی سزا) کا مطالبہ کرے تو حاکم اس کے اسی کوڑے لگائے گا جب کہ تہمت لگانے والا آزاد ہو، اور اگر غلام ہے تو اس کے چالیس کوڑے لگائے گا (فتح القدیر) اور پوستین اور کوٹ وغیرہ (زائد کپڑوں) کے علاوہ دیگر کپڑے نہ اتارے جائیں، اور حد زنا کی طرح اس کے بدن کے مختلف حصوں پر کوڑے مارے جائیں گے (یک جا نہیں) (شرح النقایہ للشیخ ابی المکارم) اور قذف (تہمت لگانے) کا ثبوت قاذف (تہمت لگانے والے) کے ایک بار اعتراف کر لینے سے یا دو مردوں کی گواہی سے ہو جاتا ہے جیسا کہ دیگر تمام حقوق میں (اختیار شرح مختار)

اور مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی سے (حد قذف کا) ثبوت نہیں ہوتا ہے اور نہ گواہی پر گواہی سے اور نہ ایک[۲] قاضی کے دوسرے قاضی کے پاس رقعہ لکھ دینے سے (ثبوت ہوتا ہے) (فتاویٰ قاضی خاں) اگر اس نے قذف کے اقرار کے بعد رجوع کیا تو اس کا رجوع قابل قبول نہ ہوگا، (کافی) اور قاذف پر حد قذف کا وجوب اس شرط کے ساتھ ہوتا ہے کہ مقذوف محصن ہو اور اس کی پانچ شرطیں ہیں وہ یہ کہ آزاد، بالغ، عاقل، مسلمان، اور عفیف (پاکدامن) ہو کہ عمر کے کسی حصہ میں کسی عورت سے زنا یا شبہۃً ہمبستری یا نکاح فاسد میں صحبت نہ کی ہو (شرح طحاوی)، چنانچہ اس کا محصن ہونا غیر ملک میں حرام صحبت کرنے سے ختم ہو جائے گا، چاہے عورت چھوٹی ہو یا بڑی، یا ایسی باندی ہو کہ جس میں دوسرا حقدار ہو یا کسی شخص کی تین طلاق دی ہوئی عورت یا طلاق بائن والی عورت جو عدت گذار رہی ہو، یا کسی باندی سے صحبت کر لی پھر اس کے خریدنے یا اس سے نکاح کرنے کا دعویٰ کیا یا اپنی اور دیگر شخص کی مشترکہ

[۱] محصن و محصنہ یہ اصطلاحی الفاظ ہیں، محصن ہونے کی پانچ شرطیں ہیں تفصیلی بحث آگے آرہی ہے [۲] یعنی ایک قاضی دوسرے قاضی کے پاس ثبوت قذف کے سلسلہ میں خط لکھے تو دوسرے قاضی کے نزدیک اس کا ثبوت نہ ہوگا،

باندی سے ہمبستری کی یا جبراً عورت سے صحبت کی یا اس عورت سے صحبت کر لی جو شب زفاف میں اس کی بیوی کی جگہ بھیجی گئی، یا اپنے کفر کی حالت میں یا دار الحرب میں یا دیوانگی میں ہمبستری کی یا اپنی اس باندی سے ہمبستری کی جو رضاعت کی وجہ سے اس پر ہمیشہ کے لئے حرام تھی، تو وہ محصن شمار نہ ہوگا، (خزانۃ المفتین) اور یہی درست قول ہے (تبیین) اور اگر ایسی باندی خریدی کہ جس سے اس کا باپ ہمبستری کر چکا ہے یا وہ خود اس باندی کی ماں سے صحبت کر چکا تھا پھر اس سے اس نے ہمبستری کی اس کے بعد کسی نے اس کو تہمت زنا لگائی تو قاذف پر حد نہ لگائی جائے گی، اور اگر ایسی باندی خریدی کہ جس کی ماں کو یا لڑکی کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے۔
یا اس کی ماں یا بیٹی کی فرج (پیشاب گاہ) کو بنظر شہوت دیکھا ہے یا اس شخص کے باپ یا بیٹے نے اس کی فرج کو بنظر شہوت دیکھا تھا پھر اس نے اس سے ہمبستری کر لی تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اس کا محصن ہونا ختم نہ ہوگا اور اس پر تہمت لگانے والے کو حد قذف لگائی جائے گی، اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس کا محصن ہونا ختم ہو جائے گا اور اس کے قاذف (تہمت لگانے والے) پر حد نافذ نہ ہوگی، اور اسی طرح کا اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ مذکورہ صفت رکھنے والی عورت سے نکاح کر کے اس سے صحبت کرے، (ظہیریہ) اور اگر ایسے مرد کو تہمت لگائی جس نے اپنی مجوسیہ (آتش پرست) باندی سے یا دوسرے کے ساتھ نکاح کی گئی باندی سے یا فاسد طریقہ سے خریدی ہوئی باندی سے صحبت کی ہے، یا اپنی بیوی سے حالت حیض میں یا جس سے ظہار[1] کر رکھا تھا یا فرض روزے سے تھی اور وہ اس کے روزہ دار ہونے سے واقف تھا، یا باندی مکاتبہ[2] تھی (اس نے صحبت کر لی) تو اس کے قاذف پر حد قذف نافذ ہوگی، (فتح القدیر) منتقی کے اندر ہے کہ اگر چار بیویوں کے ہوتے ہوتے پانچویں سے نکاح کر کے صحبت کر لی تو اس کے قاذف پر حد قذف نافذ نہ ہوگی (اس لئے کہ وہ پانچویں سے صحبت کرنے والا محصن نہ رہا) اور اگر کسی مسلمان نے اپنی اس باندی سے صحبت کی جو مرتد ہو چکی تھی تو اس کے اوپر تہمت لگانے والے کو حد قذف لگائی جائے گی، اور "منتقی" کے اندر یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اپنی ایسی باندی سے صحبت کرے جو اپنے خاوند کی طلاق کے باعث عدت گذار رہی ہو تو میں اس کے تہمت لگانے والے کو حد قذف لگاؤں گا (محیط)

اگر کسی نے آزاد عورت کے (پہلے سے) نکاح میں ہوتے ہوتے ایک باندی سے نکاح کر لیا، یا دو بہنوں سے، یا ایک عورت اور اس کی پھوپھی سے ایک عقد میں نکاح کر لیا تو ان فاسد معاملات کی وجہ سے صحبت کرنے پر اس کا محصن ہونا زائل ہو جائے گا۔
اسی طرح اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور صحبت کی پھر پتہ چلا کہ وہ مصاہرۃ (رشتۂ دامادی) کی وجہ سے اس کے لئے حرام تھی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس کا محصن ہونا ختم ہو جائے گا (مبسوط) کسی نے اپنے لڑکے کی باندی سے صحبت کر لی اور اس کو حمل ہو گیا یا حاملہ نہیں ہوئی، تو اس کے تہمت لگانے والے پر حد جاری ہوگی، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص کہ جس سے میں حد زنا ساقط کر دوں اور اس پر مہر لازم کروں اور اس سے بچہ کا نسب ثابت کر دوں تو ایسے شخص پر تہمت لگانے والے کو میں حد قذف لگاؤں گا۔
اسی طرح اگر کوئی شخص بغیر آقا کی اجازت کے اس کی باندی سے نکاح کرے اور صحبت کرے تو میں اس کے تہمت لگانے والے پر حد نافذ کروں گا (ظہیریہ) کوئی اگر گواہوں کے بغیر کسی عورت سے نکاح کرے یا جان بوجھ کر منکوحہ عورت یا کسی کی معتدہ۔

---

[1] یعنی اس باندی کو خریدنے کے بعد۔ ظہار کی تعریف پہلے گذر چکی ہے۔ ۱۲

[2] اس کے متعلق بھی گذر چکا۔ ۱۲

(عدت گزارنے والی) سے نکاح کرے یا جانتے ہوئے ذی رحم محرم[۱] سے نکاح کر کے صحبت کرے تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا اور مذکورہ عورتوں میں سے کسی کا اگر لاعلمی میں ارتکاب کرے تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ تہمت لگانے والے پر حد جاری کی جائے گی (جوہرہ نیرہ) ذمی کافر نے اگر کسی ایسی عورت سے نکاح کر لیا جو اس کے مذہب میں اس کے لئے جائز تھی مثلاً اپنی ذی رحم محرم سے نکاح کر لیا، اس کے بعد وہ اسلام لے آتا ہے پھر کسی نے اس کو تہمت زنا لگائی تو اگر اس نے مسلمان ہونے کے بعد بھی اس ذی رحم محرم سے صحبت کی ہے تو (وہ محصن نہ رہا) اس کے قاذف پر حد قذف نہ لگے گی، اور اگر بحالت کفر اس نے صحبت کی ہے تو بھی امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کے تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری ہوگی (شرح طحاوی)

اگر دو حقیقی بہنیں کسی کی ملکیت میں آئیں، اس نے ان دونوں باندیوں سے صحبت کر لی تو اس کے تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری ہوگی، (مبسوط) اور اگر ایسی عورت کو تہمت لگائی جس کو حد زنا ماری جا چکی ہے تو پھر اس کے قاذف پر حد قذف نافذ نہ ہوگی، اور اگر کوئی ایسی عورت ہے کہ اس کے ساتھ علامت زنا ہے کہ قاضی نے اس کے اور اس کے شوہر میں لعان[۲] کرایا ہو اور بچہ کا نسب باپ سے منقطع کر کے اس عورت سے ثابت کر دیا ہو یا کوئی ایسی عورت آئی کہ اس کے پاس بچہ ہے اور اس کے باپ کا پتہ نہیں ہے تو اس کے تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری نہ ہوگی، اور اگر اس لڑکے کو کسی نے تہمت لگائی تو اس کے قاذف پر حد قذف نافذ ہوگی، اور اگر (شوہر اور بیوی میں) بغیر بچہ کے لعان کرایا، یا بچہ بھی ساتھ میں ہے لیکن (باپ سے) اس کا نسب منقطع نہیں کیا یا نسب تو منقطع کر دیا گیا تھا مگر اس کے شوہر نے رجوع کر لیا اور اپنے کو جھٹلایا اور نسب اسی باپ سے جوڑ دیا گیا، اس کے بعد کسی نے اس عورت کو تہمت لگائی تو اس کے تہمت لگانے والے پر حد نافذ ہوگی (شرح الطحاوی)

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ او زانیہ! عورت کہتی ہے کہ نہیں! بلکہ تو ہے تو عورت پر حد قذف جاری ہوگی۔ اور دونوں کے درمیان لعان نہ ہوگا، اور اگر اجنبی عورت سے یہ کہا کہ او زانیہ اس پر وہ بولی کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے تو مرد پر حد جاری نہ ہوگی، عورت پر نافذ ہوگی، اور اگر اپنی بیوی سے کہا کہ او زانیہ! اس پر عورت بولی کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے تو (نہ حد قذف جاری ہوگی نہ لعان اسی طرح عورت پر بھی حد جاری نہ ہوگی، اور اگر عورت نے پہل کرتے ہوئے شوہر سے کہا پھر اس کے بعد شوہر نے اسے تہمت زنا لگائی تو کسی پر بھی حد کا وجوب نہ ہوگا، (محیط)

اور اگر کوئی اجنبی عورت سے کہے کہ تیرے شوہر نے تجھ سے نکاح کرنے سے قبل تجھ سے زنا کیا ہے تو وہ اس پر تہمت لگانے والا سمجھا جائے گا (لہٰذا اس کے اسّی کوڑے مارے جائیں گے) اور اگر کہا کہ تجھ سے اپنی انگلی کے ذریعہ زنا کیا ہے تو اس پر حد قذف جاری نہ ہوگی (تاتارخانیہ)

۱؎ وہ قریبی رشتہ دار کہ جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے جیسے بہن، بھتیجی، بھانجی وغیرہ، ۲؎ لعان: اور ملاعنت کے معنی ایک دوسرے پر لعنت کرنے کے ہیں، اور شرعاً شوہر اور بیوی کو چند خاص قسمیں دینے کو لعان کہتے ہیں، جب کہ شوہر نے بیوی کو زنا کا الزام یا اپنے بچہ کو غیر نطفہ کا بتایا ہو۔ اور بیوی شوہر کو جھٹلاتے اور حد قذف کا مطالبہ کرے۔ لعان کے بعد وہ اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ ۱۲۔

اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرے زانی ہونے کی گواہی دیتا ہوں، دوسرا بولا کہ میں بھی گواہ ہوں، تو دوسرے پر حد قذف عائد نہ ہوگی، لیکن اگر یہ کہا کہ میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں، جس کی تم نے گواہی دی (تو اس پر بھی حد قذف عائد ہوگی) (عتابیہ)

ایک نے دو شخصوں سے کہا کہ تم میں سے ایک زانی ہے، اس پر اس سے ان دونوں میں سے متعین طور پہ معلوم کیا گیا: کیا یہ زانی ہے تو وہ بولا کہ یہ نہیں ہے تو قاذف پر حد کا وجوب نہ ہوگا، اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ او زانی! اس پر تیسرا بول اٹھا کہ تو ٹھیک کہتا ہے، تو پہلے پر حد قذف کا نفاذ ہوگا، تائید کرنے والے پر نہیں ہوگا، اور اگر تیسرے نے یہ کہا کہ تو نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا تو پھر یہ قاذف شمار ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں) اسی طرح اگر تیسرے نے فقط اتنا کہا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا تب بھی اس پر حد قذف جاری ہوگی، (محیط سرخسی) اور اگر یوں کہا کہ اے قحبہ (فاحشہ) کے بیٹے یا کہا کہ اے فلانی کی محبوبہ یا یوں کہا کہ اے دعی، (دوغلا جس کے نسب میں شبہ ہو) یا کہا کہ دوغلی کے بیٹے تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا، اور اگر کسی سے کہا کہ تجھ سے فلاں نے حرام صحبت کی ہے یا فلاں نے تجھ سے فجور (برا کام) کیا ہے یا یوں کہا کہ فلاں شخص تجھ کو زانی بتاتا ہے یا تو زنا کرتا ہے، یا تجھ سے بہتر میں نے کوئی زانی نہیں دیکھا یا تو لوگوں میں سب سے زیادہ زنا کرنے والا ہے یا تو مجھ سے زیادہ زانی ہے یا زنا کرنے والوں میں تو سب سے زیادہ زنا کرنے والا ہے، یا تو نے پیشاب گاہ کے علاوہ (دوسرے حصہ میں) زنا کیا ہے یا یوں کہا کہ تیری ران یا تیرے پیر نے زنا کیا ہے، یا یوں کہا کہ او لواطت کرنے والے یا کہا کہ تو نے قوم لوط کا سا عمل (اغلام بازی) کی ہے یا تو نے لواطت کی ہے یا (عورت سے کہا) کہ تجھ سے زبردستی یا سوتے کی حالت میں یا دیوانگی میں زنا کیا گیا ہے تو (قاذف پر) حد قذف نافذ نہ کی جائے گی۔

اسی طرح تعریض۱؎ سے نیز گونگے اور نقار پر تہمت زنا لگانے سے حد قذف لازم نہ ہوگی، اسی طرح دار الحرب اور باغیوں کے لشکر میں تہمت لگانے سے بھی حد کا وجوب نہ ہوگا، اور بچہ پر یا ایسے دیوانہ پر جس پر ہمیشہ دیوانگی طاری رہتی ہو تہمت لگانے سے بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا، اور اگر کبھی دیوانگی لاحق ہو جاتی ہے کبھی افاقہ ہو جاتا ہے تو حد قذف (قاذف پر) واجب ہوگی،

اسی طرح مجبوب (جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو) پر تہمت زنا لگانے سے حد کا وجوب نہیں ہوتا، لیکن خصی مرد اور عنین (نامرد) پر تہمت لگانے سے حد قذف واجب ہو جاتی ہے (خزانۃ المفتیین) اور اگر کسی نے کہا کہ یا ولد الزنا (اے زنا سے پیدا شدہ) یا کہا کہ ابن الزنا (اے حرام کے بچہ) حالانکہ اس کی ماں محصنہ (شادی شدہ ہے پاکدامن ہے) تو اس (تہمت لگانے والے) پر حد قذف جاری ہوگی چونکہ اس نے اس کی ماں کو تہمت زنا لگائی (تمرتاشی) کسی نے قریب البلوغ لڑکے کو تہمت لگائی پھر اس لڑکے نے عمر کے اعتبار سے یا احتلام کی بنا پر بالغ ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے قول پر تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری نہ ہوگی۔ (محیط)

کوئی دوسرے مرد سے کہے کہ اے زانیہ (جو عورت کے لئے کہا جاتا ہے) تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قاذف پر حد کا نفاذ نہ ہوگا۲؎ (شرح طحاوی) یہ حکم استحساناً ثابت ہے (محیط) اور کوئی عورت سے یوں کہے کہ اے زانی (جو مرد کے لئے بولا جاتا ہے) تو بالاتفاق قاذف پر (تہمت لگانے والے) پر حد قذف واجب ہوگی، اگر کوئی دوسرے سے کہے کہ تو نے زنا کیا ہے تو قاذف پر حد قذف واجب ہوگی (شرح طحاوی)

۱؎ دوسرے پر ڈھال کر بات کہنا یہاں اشارہ کنایہ سے تہمت لگانا مراد ہے ۲؎ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس پر حد قذف کا نفاذ ہوگا ۱۲

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ زنأت[1] فی الجبل (تو نے پہاڑ میں زنا کیا) اور وہ کہتا ہے کہ میں نے پہاڑ پر چڑھنا مراد لیا ہے حالانکہ ماحول غصہ اور ناراضگی کا ہے تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی بلکہ امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس پر حد قذف جاری ہو گی (فتح القدیر) اور اگر وہ مذکورہ جملہ سے پہاڑ پر چڑھنا مراد نہیں لیتا ہے تو بالاتفاق حد قذف واجب ہو گی (تبیین)

اور اگر اس نے کہا کہ زنأت علی الجبل (تو پہاڑ پر چڑھا) (فی الجبل کے بجائے علی الجبل کہا) تو بالاتفاق حد کا نفاذ نہ ہو گا (حضرات) اور اگر یہی جملہ (لفظ علیٰ کے ساتھ) ناراضگی کی حالت میں کہا ہے تو بعض فقہاء کا فرمان ہے کہ حد نافذ نہ ہو گی لیکن بعض کہتے ہیں کہ حد کا نفاذ ہو گا اور یہی زیادہ درست ہے (فتح القدیر) اور اگر زَنیتَ فی الجبل (تو نے پہاڑ میں زنا کیا) کہا ہے تو بالاتفاق حد قذف واجب ہو گی (شرح الطحاوی) اور اگر کسی کو یا زانئ (کلمۂ ہمزہ کے ساتھ) کہا تو "اصل" کے اندر ذکر کیا گیا ہے اگر وہ یوں کہے کہ میں نے کسی بھی چیز پر چڑھنا مراد لیا ہے اگو یا یا زائیٔ اے چڑھنے والے کہا ہے تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائے گی، بلکہ حد قذف جاری ہو گی۔ اس میں کسی کا اختلاف ذکر نہیں کیا ہے (محیط) ابراہیمؒ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ کسی نے اپنی باندی کو آواز دی اس پر کوئی آزاد عورت لبیک کہتی ہوئی آگئی وہ شخص بغیر دیکھے کہتا ہے کہ او زانیہ! (اے چھنال) پھر کہتا ہے کہ میں اس کو باندی سمجھا تو فرمایا کہ ہم اس کو حد قذف لگائیں گے، اور اس کے قول کی تصدیق نہ کریں گے (محیط سرخسی)

اور اگر دوسرے سے کہا کہ تو نے زنا کیا ہے اور تیرے ساتھ فلاں شخص نے تو وہ دونوں کو تہمت لگانے والا شمار ہو گا، اور اگر وہ کہے کہ میرا منشا یہ تھا کہ فلاں تیرے ساتھ گواہ ہے تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کسی نے کہا او زانیہ کے بیٹے اور یہ شخص بھی اس عورت کے ساتھ (کسی کی طرف اشارہ کر کے کہا) تو وہ دوسرے کو تہمت لگانے والا قرار دیا جائے گا، اور اسی طرح اگر دوسرے سے یوں کہے کہ اس عورت کے ساتھ تو بھی ہے (محیط)

اور اگر: یا ابن الزانیہ کیساتھ کہا کہ اور تیرے ساتھ فلاں بھی ہے۔ تو یہ تہمت زنا نہ ہو گی، اور اگر کہا کہ تو نے زنا کیا ہے اور تیرے ساتھ اس نے بھی یا تیرے ساتھ کا لفظ نہیں بولا (صرف یوں کہا کہ اس نے بھی) تو یہ دونوں پر تہمت زنا لگانا شمار ہو گا (خزانۃ المفتین) ابن سماعہؒ، امام ابویوسفؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی دوسرے سے یوں کہے کہ او زانیہ کے لڑکے اور یہ بھی تیرے ساتھ اور یہ (پورا کلام) ایک دفعہ میں بولا (درمیان میں توقف نہ کیا) تو وہ دوسرے کو تہمت لگانے والا شمار نہ ہو گا، اور اگر یوں کہا ہے کہ او زنا کرنے والے اور یہ تیرے ساتھ تو وہ دونوں کو تہمت زنا لگانے والا سمجھا جائے گا اور امام ابویوسفؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا: او زانیہ کے بیٹے اور یہ شخص، اور (تیرے ساتھ کا لفظ نہ بولا تو یہ دوسرے کو تہمت لگانے والا شمار ہو گا، (محیط) کسی نے ایسے شخص کو تہمت زنا لگائی جس کے زنا کا ثبوت ہو چکا ہے تو اس کے قاذف پر حد قذف لازم نہ ہو گی، خواہ اس نے اسی زنا کے بارہ میں کہا ہو یا دوسرے زنا کی تہمت لگائی ہو۔ (مبسوط)

---

[1] زَنَأتَ زَنیتَ کی جگہ استعمال کیا زَنیتَ فی الجبل کے معنی ہیں تو نے پہاڑ میں زنا کیا اور زنات فی الجبل کے اصل معنی ہیں "تو پہاڑ پر چڑھا" لیکن زَنیتَ اور زَنات کے تلفظ میں تھوڑا سا فرق ہے اس لئے اشتباہ ہو گیا اور عوام تو عموماً فرق بھی نہیں کرتے لہذا غصہ کی حالت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ سمجھیں گے کہ زنا کرنا مراد ہے، واللہ اعلم

اور اگر یوں کہا کہ تو نے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ زنا کیا ہے یا ان دونوں سے (زنا کیا ہے) تو اس پر حد قذف نافذ ہوگی (عنایہ) کوئی شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ تو فلاں سے یوں کہہ کہ "اے زانی" اور وہ قاصد اس شخص (جس کے پاس بھیجا گیا ہے) کے پاس جا کر کہے کہ: فلاں تجھے "اے زانی" کہتا ہے تو کسی پر بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا نہ قاصد پر اور نہ بھیجنے والے پر، اور اگر قاصد نے اس کے پاس جا کر بھیجنے والے کا حوالہ دئے بغیر صرف اس سے یہ کہا کہ "او زانی" تو پھر قاصد پر حد قذف کا نفاذ ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر کسی سے یوں کہا کہ "اے آسمانی پانی کے بچے" تو اس پر حد قذف کا نفاذ نہ ہوگا، اور اگر کسی عربی النسل شخص سے کہے کہ "اے نبطی[1]" یا یوں کہا کہ تو عربی نہیں ہے تو کہنے والے پر حد جاری نہ ہوگی (کافی) کوئی شخص کسی کے قبیلہ کا نام لے کر اس سے کہے کہ تو اس قبیلہ کا نہیں ہے، تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا، کوئی شخص مرد مسلم سے کہتا ہے کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے جب کہ اس کے والدین کافر ہیں تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا، کوئی اپنے غلام سے کہے کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے درانحالیکہ اس کے ماں باپ مسلمان ہیں اور آزاد ہو چکے ہیں، تو آقا پر حد قذف کا نفاذ نہ ہوگا، اگرچہ اس کے بعد اس کا غلام آزاد ہی کیوں نہ ہو گیا ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

اور اگر یوں کہا کہ تو اپنی ماں کا نہیں ہے تو تہمت لگانے والا نہ سمجھا جائے گا، اسی طرح اگر یوں کہا کہ تو اپنے ماں، باپ کا نہیں ہے (تو تہمت لگانے والا شمار نہ ہوگا)، اور اگر یوں کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے اور اس کا باپ غلام ہو اور ماں آزاد ہو تو ماں کی وجہ سے تہمت لگانے پر حد کا نفاذ ہوگا، اور اگر باپ آزاد ہو اور ماں باندی ہو تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا، البتہ اس کو تعزیر (مناسب حال سزا) دی جائے گی، کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں یا یوں کہا کہ تو اس کا بیٹا نہیں! اور غصہ کے اندر (یہ بات کہی)، تو اس پر حد قذف لگے گی، (کنز) اور اگر یوں کہا کہ تو فلاں شخص یعنی اپنے دادا کا بیٹا نہیں ہے تو حد قذف واجب نہ ہوگی، (کافی) کوئی بغیر غصہ اور ناراضگی کے کسی کو اس کے باپ کے علاوہ دوسرے کی جانب منسوب کرے تو حد کا وجوب نہ ہوگا اور اگر غصہ کی حالت میں منسوب کیا ہے تو حد کا وجوب ہوگا اور اس کو دادا کی طرف منسوب کیا ہے تو حد کا وجوب نہ ہوگا کیونکہ دادا بھی باپ کے درجہ میں ہے (یہ تہمت نہیں ہے) اسی طرح اگر کسی کو اس کے چچا یا ماموں یا ماں کے شوہر (سوتیلے باپ) کی طرف منسوب کر دیا ہے تو حد قذف عائد نہ ہوگی چونکہ یہ سب مجازاً باپ کے درجہ میں ہیں (تمرتاشی)

اگر کسی نے کہا کہ تو فلاں کی ولادت سے نہیں ہے تو قذف میں شمار نہ ہوگا اور اگر یوں کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے، تجھ کو تیرے باپ نے نہیں جنا تو یہ سب اس کی ماں کے حق میں تہمت سمجھا جائے گا، اسی طرح اگر یوں کہا کہ تو رشدہ (پاکدامن عورت) کا نہیں (حلال کا نہیں ہے) تب بھی یہی حکم ہوگا (ظہیریہ)، کوئی دوسرے سے کہتا ہے کہ تیرے دادا زناکار ہیں تو قاذف پر حد کا وجوب نہ ہوگا (ایضاح)

اور اگر یوں کہا کہ او زانی کے بھائی! تو وہ اس کے بھائی پر تہمت لگانے والا قرار دیا جائے گا (اس صورت میں) اگر اس کا صرف ایک بھائی ہے تو منزاع کرنے کا حق اس کو حاصل ہوگا، اور اگر کسی سے کہا کہ اے زانی کے بھائی وہ لوٹ کر کہے کہ (میں نہیں) بلکہ تو ہی ہے تو دوسرے پر حد قذف کا نفاذ ہوگا اور دوسرے کے بھائی کو پہلے کے ساتھ تنازع کرنے اور دعویٰ کرنے کا حق ہوگا (عنایہ)

اور اگر یوں کہا کہ "اے دو زانیہ عورتوں کے لڑکے" اور اس کی سگی ماں مسلمان ہے تو کہنے والے پر حد قذف عائد ہوگی، خواہ اس کی

---

[1] نبط: ایک عجمی قوم جو کوفہ و بصرہ کے درمیان آباد تھی، ایک کے لئے نبطی کہا جاتا ہے، نبط کا لفظ عوام الناس کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ۱۲

دادی مسلمہ ہو یا غیر مسلمہ (اس سے حکم میں فرق نہیں آتا) اور اگر دادی تو مسلمہ ہے اور اس کی ماں کافرہ ہے تو پھر کہنے والے پر حد قذف جاری نہ ہوگی، کیونکہ پیدائش کی نسبت قریب ترین رشتہ دار کی طرف کی جاتی ہے (مثلاً ماں) پھر جو اس سے قریب ہو جیسے دادی) کوئی دوسرے سے کہے کہ "اے ہزار زانیوں کے بیٹے تو اس پر حد جاری ہوگی (السراج الوہاج) اور اگر کہا کہ "او زانی و زانیہ کے بیٹے تو وہ اس کے باپ اور ماں پر تہمت لگانے والا سمجھا جائے گا، وہ دونوں اگر زندہ ہوں تو حد قذف کے مطالبہ کا انہیں حق ہوگا اور اگر دونوں انتقال کر چکے ہیں تو خود اس کو حد قذف کے مطالبہ کا حق ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

کسی نے اجنبی عورت سے کہا کہ تو نے اونٹ کے ساتھ یا بیل کے ساتھ یا گدھے کے ساتھ زنا کیا ہے، تو اس پر حد قذف جاری نہ ہوگی، اور اگر کہا کہ تو نے اونٹنی کے ساتھ[1] یا گائے، یا کپڑے یا درہم کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس پر حد کا وجوب ہوگا۔

اور اگر مرد سے کہا کہ تو نے اونٹ یا اونٹنی یا ان جیسے (کسی اور جانور) کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس پر حد کا وجوب نہ ہوگا اور اگر کہا کہ تو نے باندی یا گھر یا کپڑوں کے ساتھ زنا کیا ہے، تو اس پر حد قذف جاری ہوگی، (ظہیریہ)

امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو زنا کرے گا تو اس پر حد قذف جاری نہ ہوگی، کیونکہ اس جملہ کا تعلق آئندہ زمانہ سے ہے، اور اگر یوں کہا کہ تو زنا کرے گا اور میری پٹائی ہوگی، ؟ تب بھی حد کا وجوب نہ ہوگا، کیونکہ اس انداز کا کلام استفہام اور شرم دلانے کے لئے ہوتا ہے اور مقصد یہ ہے کہ یہ کیسے درست ہے؟ کہ ارتکاب کرنے والے کے علاوہ دیگر شخص کو سزا دی جائے (الیضاح)، اگر کسی نے آزاد عورت سے کہا کہ تو نے اپنی تخلیق سے یا اپنے پیدا ہونے سے قبل زنا کیا ہے تو اس پر حد قذف نافذ نہ ہوگی، (محیط) کوئی شخص ایسی عورت یا ایسے مرد پر زنا کی تہمت لگاتا ہے جو عیسائیت کی حالت میں زنا کر چکے ہیں تو تہمت لگانے والے پر حد جاری نہ ہوگی، اور ان کے مسلمان ہونے کے بعد اس تہمت لگانے والے کا مقصد یہ سمجھیں گے کہ عیسائیت کی حالت میں ہونے والے زنا کی تہمت لگا رہا ہے۔ مثلاً کسی عورت سے یوں کہا کہ تو نے کفر کی حالت میں زنا کیا ہے (تو حد کا نفاذ نہ ہوگا)، اسی طرح اگر کوئی اس آزاد شدہ غلام سے کہے کہ جس نے غلامیت کی حالت میں زنا کیا تھا کہ: تو نے بحالت غلامی زنا کیا ہے، تو تہمت لگانے والے پر حد کا نفاذ نہ ہوگا، اسی طرح اگر کوئی خود اعتراف کرے کہ میں نے تیرے کتابیہ (باندی) یا مکمل باندی ہونے کی حالت میں زنا کی تہمت لگائی تو تہمت لگانے والے پر حد جاری نہ ہوگی، (فتح القدیر)

کسی نے دوسرے سے کہا کہ اے ٹنڈے[2] کے بیٹے یا یوں کہا کہ اے اپاہج کے بیٹے، یا کہا کہ اے حجام کے لڑکے حالانکہ اس کا باپ ایسا نہ ہو تو کہنے والے پر حد لازم نہ ہوگی، اسی طرح اگر کسی سے یوں کہا کہ یا ابن الازرق[3] (اے کنجے کے بیٹے)، یا کہا کہ یا ابن الاشقر[4] (اے بھورے کے بیٹے) یا کہا کہ اے کلو کے بیٹے حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے (غلط نسبت کی لیکن حد قذف عائد نہ ہوگی) اور اگر کہا کہ اے سندھی کے بیٹے یا او حبشی کے بیٹے۔ کہا تو تہمت لگانے والا شمار نہ ہوگا،

---

[1] عربی زبان میں اس نے زنیت بناقۃ او دار او ثوب استعمال کیا با مع ب کے معنی ساتھ کے بھی آتے ہیں اور اندر کے بھی یعنی تو نے گھر میں زنا کیا یا ان کپڑوں میں رہتے ہوئے زنا کیا [2] جس کے دونوں ہاتھ نہ ہوں انجا [3] ازرق نیلگوں: کنجا (نیلی آنکھ والا) جیسے رومی [4] سرخ رنگ والا جس میں زردی وسیاہی کی جھلک ہو، بھورے رنگ والا ۔ علاقہ کے بجائے مادہ بولا) ان میں دو دیگر مثالوں میں ب

اور اگر کسی عربی شخص سے کہا کہ او غلام یا اے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تو اس پر حد قذف عائد نہ ہوگی، اور اگر کسی عربی سے کہا کہ او دیہاتی (گنوار) تب بھی حد کا نفاذ نہ ہوگا، اور اگر کہا کہ "اے میرے بیٹے" تو حد قذف جاری نہیں ہوگی، اور اگر کسی سے کہا کہ تو میرا غلام ہے یا تو میرا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہے تو یہ اس کے اوپر غلامیت یا ولاء (آزاد کردہ غلام کی میراث) کا دعویٰ ہے، لہٰذا یہ تہمت شمار نہ ہوگی، اور اگر کہا کہ "او یہودی یا اے عیسائی یا او آتش پرست یا یوں کہا کہ اے یہودی کے بیٹے" تو اس پر حد کا نفاذ نہ ہوگا، مگر اسے مناسب سزا دی جائے گی (مبسوط) اور اگر کہا کہ "او جولاہے کے لڑکے" تو اس پر حد نہ ہوگی (فتح القدیر)

اور اگر کہا کہ تو عربی نہیں ہے یا "او درزی کے بیٹے" یا یوں کہا کہ او کانے کے لڑکے، حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے تو یہ تہمت شمار نہ ہوگی، اور اگر کہا کہ تو آدم کا بچہ نہیں ہے، یا تو انسان نہیں ہے، یا تو مرد کا نہیں ہے یا کہا کہ آدمی نہیں ہے، تو یہ تہمت لگانا نہ سمجھا جائے گا، اور اگر کہا کہ تو حلالی نہیں ہے تو یہ تہمت شمار ہو" (لہٰذا حد قذف لگے گی، (الجوہرۃ النیرۃ)

اور اگر کہا کہ یا ابن الاصفر (اے زرد رنگ والے کے بچے) حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے، تب بھی حد جاری نہ ہوگی (شرح الطحاوی) اور اگر یہ تذکرہ ہوا کہ فلاں مرنے والا نیک تھا، نہ اس نے شراب نوشی کی اور نہ زنا کیا اس پر دوسرا بول اٹھا کہ اس نے سب کام کیے یا یہ سارے کام اس نے کیے تو یہ تہمت شمار نہ ہوگی اور اگر اس نے (زور دے کر) کہا کہ یقیناً اس نے یہ سارے کام کیے ہیں تو اس کو تہمت قرار دیا جائے گا، (وجیز کردری) "آثار" کے اندر امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ یا نعل[1] تو اس پر حد قذف واجب ہوگی چونکہ یہ کلمہ اہل عمان کے یہاں یا زانی (اے زنا کرنے والے) کے معنی میں ہے۔

اور مختصر الجصاص کے اندر ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے: وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے دوسپی (اے بدکار فاحشہ) تو اس پر حد قذف لازم ہوگی، اسی طرح اگر اپنی بیوی سے کہا کہ "اے سیاہد" یا کہا کہ "اے غر" یا کہا کہ "اے جلب" یا اس کے مشابہ کوئی لفظ بولا تو حد قذف واجب ہوگی، چونکہ یہ سب کلمات عرف کے لحاظ سے اس کے زانیہ ہونے کو بتاتے ہیں۔ (گویا یوں کہا کہ اے زانیہ لہٰذا حد قذف واجب ہوگی)" اصل" کے اندر بھی اسی طرح مذکور ہے (ذخیرہ)، اور اگر کسی شخص کو تہمت لگائی اور یوں کہا کہ "او زانیہ کے بیٹے" پھر تہمت لگانے والے نے دعویٰ کیا کہ مقذوف (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) کی ماں باندی یا نصرانیہ ہے، اور مقذوف کہتا ہے کہ وہ (میری ماں) آزاد مسلمہ ہے تو قول قاذف کا مانا جائے گا، اور مقذوف پر گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے، اور اسی طرح اگر اس کی ذات کو تہمت لگائی (کہ تو زانی ہے) پھر تہمت لگانے والا دعویٰ کرتا ہے کہ مقذوف غلام ہے، تو قاذف کا قول مانا جائے گا، اور اصل کے اعتبار سے آزاد ہونا کافی نہیں، اور اسی طرح اگر قاذف کہے کہ میں غلام ہوں مجھ پر غلاموں والی حد (۴۰ کوڑے) لگنی چاہیے، لیکن مقذوف کہتا ہے کہ تو آزاد ہے تو قاذف (تہمت لگانے والے) کا قول قابل اعتبار ہوگا (ایضاح) کوئی شخص اپنے بیٹے کی باندی سے صحبت کرے یا والدین میں سے کسی کی باندی سے یا بہن کی باندی سے صحبت کرے پھر دعویٰ کرے کہ اس کا آقا وہ باندی اس کے ہاتھ بیچ چکا ہے، اور گواہ اس کے پاس نہیں ہیں۔

---

[1] یا نعل: اصل نسخہ میں نعل ہے (عین مہملہ کے ساتھ) لیکن یہ زانی کے معنی میں لغت میں نہیں ہے ویسے بھی مخصوص خطہ کا استعمال بتارہے ہیں البتہ کلمہ نغل (غین معجمہ کے ساتھ) کے معنی میں، زنا سے پیدا شدہ بچہ (حرامی، لکھا ہے النَّغل، ولد الزنا، المعجم الوسیط ۹۳۵) کے ہر جگہ وہیں کے عرف کا لحاظ ہوگا، واللہ اعلم۔ ۱۲

تو اس کے قاذف پر حد لازم نہ ہوگی، اور یہی حکم اس وقت ہے جب کہ خریدنے پر ایک گواہ پیش کیا ہو (مبسوط)

اور اگر کسی شخص کو تہمت لگائی اور مقذوف کے پاس اس پر گواہ نہیں ہیں کہ اس نے اس کو تہمت لگائی ہے اور اس قاذف سے قسم لینا چاہی (کہ وہ یوں کہے کہ) کہ بخدا میں اس کو تہمت نہیں لگا رہا ہوں تو ہمارے نزدیک حاکم اس سے قسم نہیں لے گا۔ (جوہرہ نیرہ) اگر کوئی دوسرے پر تہمت لگانے کا دعویٰ کرتا ہے تو اگر قاذف نے اس کا اقرار کر لیا ہے (کہ میں نے زانی بتایا ہے) یا گواہوں نے اس کی گواہی دی تو اس (قاذف) سے کہا جائے گا کہ زنا کے متعلق جو تو نے کہا ہے اس کے ثبوت میں گواہ قائم کر (اگر گواہ قائم کر دے تو خیر) ورنہ اس پر حد قذف نافذ ہوگی، اور فرمایا کہ اگر تھوڑی حد لگنے کے بعد قاذف نے اپنے سچے ہونے پر گواہ پیش کر دئے تو گواہوں کی بات سنی جائے گی، اور گواہی کی سماعت کے بعد بقیہ کوڑے ساقط ہو جائیں گے اور اس کی شہادت ساقط نہ ہوگی (اہل شہادت میں سے رہے گا) اور علامت فسق اس پر چسپاں نہ ہوگی (ایضاح)

امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی دوسرے کے متعلق دعویٰ کرے کہ اس نے میرے اوپر تہمت لگائی، اس کے بعد دو گواہ پیش کرے وہ گواہی دیں کہ واقعۃً دوسرے شخص نے اسے تہمت لگائی ہے۔ پھر قاضی ان گواہوں سے معلوم کرے کہ قذف (تہمت) شرعاً کسے کہتے ہیں اور کیسے تہمت لگائی جاتی ہے، اگر وہ دونوں گواہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اس کو "اوزانی" کہا ہے تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی اور تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری ہوگی، بشرطیکہ دونوں گواہ عادل (بے داغ) ہوں اور اگر قاضی ان کے عادل ہونے سے ناواقف ہے تو پھر قاضی ان کے عادل ہونے سے واقف ہونے تک اس (تہمت لگانے والے) کو قید کرے۔

عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایسے کاموں کے ارتکاب سے دور رہے جو شرعاً حرام اور قبیح ہوں، لہٰذا دو گواہوں میں سے اگر ایک یہ گواہی دے کہ اس نے جمعہ کے دن "یازانی" (اے زنا کرنے والے) کہا ہے اور دوسرا گواہی دیتا ہے کہ اس نے "یازانی" جمعرات کے دن کہا ہے، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ گواہی قبول کی جائے گی، اور تہمت لگانے والے کو حد لگائی جائے گی، اور امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ گواہی قبول نہ کی جائے گی (ظہیریہ) اور امام ابوحنیفہؒ نے جو فرمایا ہے وہ اگر دو گواہ گواہی دیں کہ فلاں شخص نے فلاں پر تہمت زنا لگائی ہے، لیکن تہمت لگانے کی جگہ کے سلسلہ میں دونوں کا بیان مختلف ہے، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد کا وجوب ہوگا اور امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کا فرمان ہے کہ حد قذف واجب نہ ہوگی ایک نے کہا اور اگر دو گواہوں میں سے کہ فلاں شخص نے فلاں پر جمعرات کے دن تہمت لگائی ہے۔ اور دوسرا گواہ کہتا ہے کہ اس نے تہمت لگانے کا، جمعرات کے دن اقرار کیا ہے، تو تینوں ائمہ کے نزدیک حد کا وجوب نہ ہوگا (فتاویٰ کرخی)

اور اگر گواہ یہ اختلاف کریں کہ کس زبان میں تہمت لگائی ہے، بعض تو کہیں کہ عربی زبان میں تہمت لگائی ہے۔ بعض فارسی زبان بتاتے ہیں، یا دیگر زبان تو ان کی گواہی کالعدم رہے گی۔ (فتح القدیر)

اور اگر ایک جماعت یہ کہے کہ ہم نے فلاں شخص کو فلاں عورت سے فرج (شرمگاہ) کے علاوہ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو کسی پر حد کا نفاذ نہ ہوگا، نہ مقذوف پر اور نہ جماعت پر، اور اگر جماعت یہ کہے کہ ہم نے فلاں کو فلاں عورت سے زنا کرتے دیکھا ہے اور (اتنا کہکر) بات ختم کر دیں، پھر بعد میں کہیں کہ "فرج" کے علاوہ تو اس جماعت پر حد قذف عائد ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص دوسرے پر تہمت لگانے کا دعویٰ کرے (کہ اس نے تہمت لگائی ہے) اور اس پر ایک گواہ پیش کر دے تو قاضی

تہمت لگانے والے کو حد قذف نہ لگائے گا، اب آیا اس کو قید میں ڈالے؟ (یا نہیں) قاضی غور کرے: اگر گواہ فاسق ہے تو تہمت لگانے والے کو قید میں نہ ڈالے اور اگر وہ عادل ہے اور یوں کہتا ہے کہ شہر میں میرا دوسرا گواہ موجود ہے تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو قید میں نہ ڈالے لیکن استحساناً اس کو دو تین دن قید میں رکھے، اور اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ شہر سے باہر اس کا دوسرا گواہ موجود ہے تب بھی اس کو قید نہ کرے، یہ حکم اس وقت جب کہ وہ جگہ جہاں گواہ ہے شہر سے اتنی دور ہو کہ تین دن کی مدت میں اس کو حاضر کرنا ناممکن ہو، اور اگر وہ جگہ قریب ہو کہ تین دن کے اندر وہ حاضر کر سکتا ہے تو پھر اس تہمت لگانے والے کو قید میں ڈال دے (ظہیریہ)

"تجنیس الناصری" کے اندر ہے اگر قاذف یہ دعویٰ کرے کہ مقذوف (جس پر تہمت زنا ہے) واقعۃً زانی ہے، اور میرے پاس اس کے شاہد ہیں تو اسے گواہ پیش کرنے کی مہلت دی جائے گی، اگر گواہ پیش کردئے تو خیر ورنہ اس پر حد قذف جاری ہوگی۔ اور اگر اسے ایسا آدمی میسر نہ ہو کہ جس کو گواہوں کے پاس (ان کو بلانے کے لئے) بھیج سکے تو پولس کے ساتھ اسی قاذف کو بھیج دے وہ اس کی حفاظت کریں، اگر گواہ نہ مل سکیں تو اس پر حد قذف کا نفاذ ہوگا، اور اگر اس کے بعد بھی گواہ پیش کردے، تب بھی ان کی گواہی قابل قبول ہوگی (تاتارخانیہ)

اور اگر کسی کو تہمت زنا لگائی پھر (اس کے زنا کرنے پر) چار فاسق گواہ پیش کردئے کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قاذف نے کہا (زناکار ہے) تو تہمت لگانے والے سے (حد قذف)، اور تہمت لگائے گئے شخص سے (حد زنا)، اور گواہوں سب ہی سے حد ساقط ہو جائے گی، (ظہیریہ) اگر مقذوف (جس پر تہمت لگی ہے) زندہ ہو تو اس کے علاوہ کسی کو تنازع اور مقدمہ کا حق نہ ہوگا خواہ وہ وہاں موجود ہو یا غائب ہو، اور اگر مقذوف (حد کے) مطالبہ سے پہلے یا مطالبہ کے بعد یا تھوڑی حد لگنے کے بعد، مرجائے تو حد ساقط ہو جائے گی اور باقی ماندہ حد بھی ساقط ہو جائے گی خواہ ایک ہی کوڑا (مارنا) باقی ہو (فتاویٰ کرخی)

اور اگر مقذوف غائب تھا پھر آکر اس نے تہمت لگانے والے کو حاکم کے سامنے پیش کردیا اور تھوڑی سزا دی گئی تھی کہ مقذوف پھر غائب ہو گیا، تو باقی ماندہ حد پوری نہ کی جائے گی۔ مگر جب کہ مقذوف حاضر رہے، کیونکہ پوری حد کے اندر مطالبہ شرط ہے (اخیر تک حاضر رہنا چاہیئے) (غایۃ البیان) اگر کوئی ایسے شخص کو تہمت زنا لگائے جو انتقال کرچکا ہے اور محصن (شادی شدہ پاکدامن) تھا تو اس کے والدین کو خواہ وہ اوپر کے درجہ (دادا پردادا، دادی پردادی وغیرہ) ہوں یا اس کی اولاد کو خواہ وہ نیچے درجہ کی (پوتا پرپوتا وغیرہ) ہوں (حد قذف کے سلسلہ میں) مطالبہ کا حق ہوگا چاہے وہ میراث کا حقدار ہو یا نہ ہو مثلاً کافر ہو یا (مورث کا) قاتل ہو یا خود غلام ہو (ان صورتوں میں وارث تو نہ ہوگا مگر حد کے مطالبہ کا حق ہوگا) اور قریب ترین رشتہ دار اور دور کے سب برابر ہیں اگر بعض مطالبہ نہ کریں تو باقی اعزہ کو مطالبہ کا حق ہوگا (کتر تاشی) مرنے والے کی طرف سے حد قذف کے مطالبہ کا حق اسی وقت ہے جب کہ تہمت سے اس کے نسب میں عیب آتا ہو (ہدایہ) پوتا اور نواسہ (مطالبہ کے سلسلہ میں) برابر کا حق رکھتے ہیں۔ ظاہر روایت کے مطابق (فتاویٰ قاضی خاں) اور نانا و نانی کے لئے (حد کے مطالبہ کا) حق ثابت نہیں ہے (محیط)

رہے بھائی اور بہنیں، یا چچا اور پھپیاں، ماموں اور خالائیں تو ان کو بھی نزاع کا حق نہیں ہے۔ (شرح الطحاوی) اور اگر باپ یا دادا، پردادا وغیرہ نے اس کو تہمت لگائی ہے تو اس لڑکے کو حد قذف کے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح تہمت لگانے والی اگر ماں یا دادی ہو تب بھی حق نہیں (ایضاح)

اور اگر کسی نے اپنے باپ یا ماں یا بھائی یا چچا کو تہمت زنا لگائی تو اس پر حد کا نفاذ ہوگا، ایک شخص اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ یا ابن الزانیہ (او زنا کرنے والی کے لڑکے) اور اس کی والدہ انتقال کر چکی ہے (گویا اس نے اپنی مردہ بیوی کو زانیہ کہا) اور اس عورت کا ایک دوسرا لڑکا دوسرے شوہر سے تھا وہ اگر حد قذف کا مطالبہ کرتا ہے تو تہمت لگانے والے کو حد ماری جائے گی، اسی طرح تہمت لگائے گئے مردہ شخص کے اگر دو لڑکے ہوں، ان میں سے ایک لڑکا تہمت لگانے والے کی تصدیق کردے تو دوسرے کو حد قذف کے مطالبہ کا حق رہے گا، اور اگر اس کا صرف ایک لڑکا ہو اور وہ تہمت لگانے والے کی تائید کرنے پھر وہ حد قذف کا مطالبہ کردے تو اب اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا (مبسوط) امام محمدؒ نے "جامع صغیر" میں ذکر کیا ہے کہ کسی کا ایک غلام ہے اور اس غلام کی ماں آزاد مسلمہ تھی جو مر چکی ہے، اب آقا نے اس کی ماں پر تہمت زنا لگائی تو غلام کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ ماں کی طرف سے مولیٰ پر حد قذف کا مطالبہ کرے (محیط) اور اگر دو شخص آپس میں گالی گلوچ کر رہے ہوں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ بہر حال میں اور میری والدہ تو زناکار نہیں ہے، تو اس صورت میں حد واجب نہ ہوگی۔

اور اگر یوں کہا کہ جس نے یہ یہ باتیں کہی ہوں: وہ زانیہ کا بیٹا ہے اس پر ایک بولا کہ یہ میں نے کہا ہے تو مبتدی (کلام کے آغاز کرنے والے) پر حد قذف واجب نہ ہوگی، (فتاویٰ کرخی) کوئی شخص غلام سے کہتا ہے کہ "او زناکار" (جواباً) وہ بولا کہ میں نہیں بلکہ تو ہے۔ تو غلام پر حد قذف واجب ہوگی اور آزاد شخص پر نہیں۔ اور اگر دونوں آزاد ہوں تو دونوں پر حد کا نفاذ ہوگا (خزانۃ المفتین) کسی اجنبی شخص نے اجنبیہ محصنہ عورت کو تہمت لگائی اور اس پر حد قذف جاری ہوگئی، پھر دوسرے نے اس عورت کو تہمت لگائی تو اس شخص پر بھی حد کا نفاذ ہوگا (محیط) "رقیات" کے اندر ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ چار گواہوں نے ایک مرد کے متعلق گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت بنت فلاں سے زنا کیا ہے اور فلانی (عورت) جس کا انہوں نے نام لیا ہے مشہور و معروف ہے، اور زنا کو بھی انہوں نے بیان کر دیا، (کہ اسے کہتے ہیں) اور ثابت کر دیا اور وہ عورت وہاں موجود نہیں تھی، چنانچہ مرد کو سنگسار کر دیا گیا پھر دوسرے شخص نے اسی عورت کو تہمت لگائی اس پر اس عورت نے اسی قاضی کے پاس جا کر حد قذف کا مطالبہ کیا جس نے کہ پہلے مرد کو سنگسار کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ قیاس کا تقاضا تو یہی ہے کہ اس عورت پر تہمت لگانے والے کو حد لگائی جائے لیکن استحساناً میں اس کے قاذف پر حد نافذ نہ کروں گا (ظہیریہ)

اور "جمع الجوامع" کے اندر ہے کہ اگر اس عورت نے دوسرے قاضی کے سامنے حد قذف کا مطالبہ رکھا ہے تو پھر حد کا نفاذ ہوگا لیکن اگر وہ پہلے قاضی کے فیصلہ پر گواہ قائم کردے (تو پھر نہیں) (تاتارخانیہ) اگر کسی نے دوسرے کو چند بار تہمت لگائی یا کئی بار زنا کیا یا کئی بار شراب نوشی کی پھر اس پر ایک مرتبہ حد جاری ہوئی تو یہ سب کے لئے کافی ہوگی (کافی)

اور اگر کوئی ایک کلام سے جماعت کو تہمت زنا لگائے یا ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ تہمت لگائے، یا متفرق ایام میں تہمت لگائے اور وہ سب حد کا مطالبہ کریں تو ان کی طرف سے اس پر ایک حد (اسّی کوڑے) کا نفاذ ہوگا، اسی طرح اگر (جماعت میں سے) بعض حد کا مطالبہ کریں اور بعض نہ کریں اور اس پر حد لگے تو یہ سب کی طرف سے کافی ہوگی، اسی طرح اگر ان میں سے ایک حاضر ہو تو تہمت لگانے والے پر ایک حد نافذ ہوگی، فقط، پھر اس کے بعد اگر وہ شخص آئے جس نے حد کا مطالبہ نہیں کیا تھا تو اس کے حق کی حد قذف بھی ساقط ہو جائے گی اور دوبارہ اس کی طرف سے اس کو حد نہ ماری جائے گی،

اور اگر قاذف پر حد قذف جاری ہوئی، اور اپنی حد سے فارغ ہونے کے بعد اس نے دوسرے کو تہمت زنا لگادی تو پھر دوسرے کی طرف سے اس کو دوبارہ حد قذف ماری جائے گی، اور حد قذف کا نفاذ صرف پہلی حدود کو ساقط کرتا ہے بعد میں ثابت ہونے والی کو ساقط نہیں کرتا (السراج الوہاج)

اور اگر حد زنا یا شراب نوشی کی کچھ حد ماری گئی تھی کہ وہ بھاگ نکلا، اس کے بعد پھر اس نے زنا کا ارتکاب کرلیا یا دوبارہ شراب پی لی تو اس پر از سر نو حد جاری ہوگی، اور اگر حد قذف کے اندر ایسا ہوا (کہ کچھ کوڑے لگنے کے بعد بھاگ گیا، پھر دوسرے کو تہمت لگادی) تو دیکھا جائے کہ اگر پہلا شخص قاضی کے سامنے آیا ہوا ہے تو پہلی حد قذف پوری کردی جائے گی اور اور دوسرے کے حق کے لئے کچھ نہ ہوگا، اور اگر تنہا دوسرا حاضر ہے تو اس دوسرے کی طرف سے از سر نو (اسّی) کوڑے مارے جائیں گے اور (پہلے کی) باقی ماندہ حد ساقط ہوجائے گی۔ اور اگر کسی ایک پر مختلف قسم کی سزائیں جمع ہوگئیں مثلاً کسی کو تہمت زنا لگائی اور کسی سے زنا کیا، اور چوری بھی کی نیز شراب نوشی بھی کی تو تمام حدود (سزائیں) اس پر نافذ ہوں گی لیکن لگاتار ان کا نفاذ نہ ہوگا چونکہ جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ بلکہ پہلی حد کے نفاذ کے بعد اس کے اچھا ہونے تک ٹھہرا جائے گا، اور حد قذف سے آغاز کیا جائے، چونکہ وہ بندہ کا حق ہے اس کے بعد خلیفۃ المسلمین کو اختیار ہے اگر چاہے تو حد زنا کو اولاً نافذ کرے یا (چوری کے باعث) ہاتھ کاٹے، البتہ شراب نوشی کی حد کو مؤخر کیا جائے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ اس نے کسی کو زخمی بھی کردیا ہے جس کا بدلہ لینا واجب ہے۔ تو قصاص (بدلہ) سے ابتدا کرے پھر حد قذف نافذ ہوگی اس کے بعد جو سخت قوی تر سزا ہو پھر جو اس کے بعد سخت ہو علی الترتیب نفاذ ہوگا (تبیین)

اور اگر کسی نے یوں کہا کہ تم سب کے سب زنا کار ہو سوائے ایک کے تو حد[1] کا نفاذ ہوگا، کیونکہ نفس تہمت سے حد قذف کا وجوب ہوا چنانچہ جب تک مستثنیٰ (سوائے ایک کے کہ جس کو خارج کیا ہے) کی تعیین نہ کرے ہر ایک کو حد قذف کے مطالبہ کا حق ہے (فتاویٰ کبریٰ) ایک غلام نے کسی آزاد شخص کو تہمت زنا لگائی پھر وہ آزاد کردیا گیا۔ اس کے بعد دوسرے کو تہمت لگائی ان دونوں نے ساتھ ساتھ حد قذف کا دعویٰ کیا تو اسّی کوڑے اس کے مارے جائیں گے، اور اگر اول شخص (جس کو پہلے تہمت لگائی) آیا اور (اس کی خاطر) چالیس کوڑے لگادئے گئے پھر دوسرے نے بھی اس کو پیش کردیا تو اس کی خاطر (چالیس) مزید اسّی کروئے جائیں گے۔ اور اگر دوسرے شخص کے پیش کرنے سے قبل ایک اور کو اس نے تہمت لگادی تو ان دونوں کی خاطر اسّی کوڑے اس کے مارے جائیں گے اور تیسرے کی خاطر از سرے نو اسّی نہیں مارے جائیں گے چونکہ بقیہ (اسّی کوڑے) آزادوں کی پوری حد ہے۔ لہٰذا چند احرار کی خاطر یہ حد (اسّی کوڑے) کافی ہوسکتی ہے (فتح القدیر)

اگر مسلمان پر حد قذف جاری ہوئی تو ہمیشہ کے لئے ہمارے علماء احناف کے نزدیک اس کی گواہی ساقط ہے، اگرچہ وہ توبہ کرلے، اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، البتہ عبادات میں قبول ہوسکتی ہے (شرح الطحاوی) اور اگر کافر پر حد قذف جاری ہوئی تو اس کی گواہی دوسرے ذمیوں[2] پر درست نہ ہوگی اور اگر وہ مسلمان ہوجائے تو اس کی گواہی ان کافروں پر اور مسلمانوں کے متعلق جائز ہوگی

---

[1] ان میں سے جو بھی حد قذف کا مطالبہ کرے، مطالبہ پر اس کو حد ماری جائے گی لیکن ایک ہی حد ماری جائے گی جیسا کہ پہلے گذرا۔ ۱۲

[2] دار الاسلام کے غیر مسلم باشندے ۱۲۔

اور اگر حد قذف کا ایک کوڑا مارا گیا تھا اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا، پھر باقی کوڑے مارے گئے، تو اس کی گواہی قبول ہو گی امام ابو یوسف کا فرمان ہے کہ اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، چونکہ (اس کے اسلام کی حالت میں اکثر کوڑے لگے ہیں کم زیادہ کے تابع ہوتا ہے (گویا اسلام کی حالت میں اس پر حد قذف لگی) مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے (ھدایہ)

اگر کسی نے کفر کی حالت میں تہمت لگائی اور اسلام لانے کے بعد اس پر حد قذف کا نفاذ ہوا تو اس کی گواہی ہمیشہ کے لیے ساقط ہو جائے گی، اگر غلام پر حد قذف جاری ہوئی اس کے بعد وہ آزاد ہو گیا اور توبہ کر لی تب بھی اس کی گواہی کبھی قبول نہ کی جائے گی، اور اگر غلامیت کے زمانے میں کسی کو تہمت زنا لگائی پھر وہ آزاد کر دیا گیا، تو اس پر غلاموں والی حد (چالیس کوڑے) کا نفاذ ہو گا (شرح الطحاوی) اور اگر کسی مسلمان پر تھوڑی سی حد کا نفاذ ہوا تھا کہ وہ (پورے ہونے سے قبل) بھاگ گیا، تو ظاہر روایت کے مطابق جب تک اس پر مکمل حد کا نفاذ نہ ہو جائے، اس کی گواہی قبول کی جائے گی (السراج الوہاج)

مبسوط میں یہ ہے کہ اگر حد کے نفاذ کے بعد بھی وہ اپنے سچے ہونے پر چار گواہ پیش کر دے تو پھر اس کی گواہی قبول کی جائے گی (فتح القدیر) اور اگر مقذوف (جس پر زنا کی تہمت لگائی) نے قاذف (تہمت لگانے والا) پر حد قذف جاری ہونے سے پہلے زنا کا ارتکاب کر لیا یا غیر مملوک (جو باندی وغیرہ نہیں ہے) اسے حرام طور پر صحبت کرے تو قاذف سے حد قذف ساقط ہو جائے گی اسی طرح اگر مقذوف مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) خواہ اس کے بعد دوبارہ مسلمان ہو جائے تب بھی قاذف پر حد عائد نہ ہو گی، اور یہی حکم اس وقت ہے کہ جب مقذوف مخبوط الحواس ہو جائے اور عقل زائل ہو گئی ہو (مبسوط)

اور قاذف سے حد ساقط ہو جاتی ہے جبکہ مقذوف خود اس کی تائید کر دے یا قاذف اس کے زنا کرنے پر چار گواہ پیش کر دے، خواہ گواہ حد کے نفاذ سے قبل پیش کئے ہوئے ہوں یا حد جاری ہونے کے درمیان (یہ حکم) دیگر روایتوں میں سے) ایک روایت کے مطابق ہے (السراج الوہاج) اور چار گواہوں سے کم قبول نہ کئے جائیں گے، پھر اگر اس نے چار گواہ پیش کئے اور انہوں نے مقذوف پر زنا متقادم (پہلے زنا جس کو دن گذر گئے) کی گواہی دی تو قاذف سے استحساناً حد ساقط کر دی جائے گی،

اور اگر تین گواہ پیش کئے اور انہوں نے مقذوف کے زنا کے متعلق گواہی دی اور قاذف کہتا ہے کہ چوتھا میں ہوں، تو اس کی بات پر توجہ نہ کی جائے گی بلکہ اس پر اور ان تینوں پر حد قذف نافذ ہو گی، اور اگر دو مرد یا دو عورتیں اور ایک مرد نے یہ گواہی دی کہ مقذوف نے اپنے زنا کا خود اعتراف کیا ہے تو تہمت لگانے والے اور تینوں گواہوں سے حد قذف ساقط ہو جائے گی (مبسوط)

اگر مکاتب[1] (غلام) انتقال کر جائے اور مال چھوڑے (کہ جس سے بدل کتابت بھی ادا ہو سکے) اور اس کا بدل کتابت ادا کر دیا گیا اور زندگی کے آخری لمحہ میں اس کو آزاد شمار کر کے باقی مال آزاد ورثہ کے درمیان تقسیم کر دیا گیا، اس کے بعد اس کو کوئی تہمت زنا لگاتا ہے تو تہمت لگانے والے پر حد قذف لازم نہ ہو گی (محیط) کوئی دار الحرب کا رہنے والا ہمارے یہاں دار الاسلام میں امان لے کر آیا اور اس نے کسی مرد مومن پر تہمت زنا لگائی تو اس پر حد کا وجوب ہو گا، یہ امام ابو حنیفہؒ کا آخری قول ہے اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا بھی یہی فرمان ہے (شرح الطحاوی).

---

[1] مکاتب: وہ غلام جس سے آقا یہ طے کر لے کہ اتنا مال تو کما کر دیدے تو آزاد ہے اس مال کو بدل کتابت کہا جاتا ہے۔ ۱۲

حد قذف اور حد زنا میں فرق ہے کیوں کہ حد قذف تقادم ... (گذر جانے کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی اور زنا نیز شراب نوشی کی حد زمانہ گذر جانے سے ساقط ہو جاتی ہے۔ اور حد قذف (تہمت) کا نفاذ تہمت لگائے گئے شخص کے مطالبہ کے بغیر نہیں ہوتا، اور ثبوت دعویٰ کے بعد ہی حد قذف پر گواہ مقبول ہوتے ہیں، اور یہ حد قذف ثابت ہو جانے کے بعد معاف کرنے پر یا بری الذمہ قرار دینے سے بھی ساقط نہیں ہوگی۔ اسی طرح قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کرنے سے قبل معاف کرنے سے بھی (معاف نہیں ہوتی) اسی طرح اگر کسی نے حد قذف سے متعلق مال پر صلح کر لی تو یہ باطل ہے، اور اس کو مال واپس کیا جائے گا، اور ہمارے نزدیک اس کے بعد بھی اس کو حد قذف کے مطالبہ کا حق رہے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اور قاضی کو اپنے منصب قضاء پر ہوتے ہوئے قذف کا اگر علم ہوا ہے تو اپنے علم کی بنیاد پر حد قذف قائم کر سکتا ہے، اسی طرح اگر کسی نے قاضی کی موجودگی میں دوسرے کو تہمت لگائی تو اس پر حد جاری کرے، اور اگر منصب قضاء پر آنے سے پہلے اس کو قذف کا علم ہوا، پھر وہ عہدہ قضاء پر فائز ہوا تو جب تک اس کے سامنے قذف کا ثبوت گواہی وغیرہ سے نہ ہو جائے اس کو (محض اس علم کی بنیاد پر) حد نافذ کرنے کا حق نہیں ہے (فتح القدیر) اور جس پر تہمت لگی ہے اگر وہ (حد قذف کے) مطالبہ سے باز آجائے تو بہت اچھا ہے، اسی طرح حاکم کے لئے بھی یہ مناسب ہے کہ جب کوئی اس کے سامنے قذف کا مقدمہ پیش کرے تو ثبوت دعویٰ سے قبل مدعی سے کہے کہ اس سے درگذر کر دے (ایضاح)

اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے فرمان کے مطابق غیر موجود شخص کی جانب سے حدود (سزائیں) ثابت کرنے کیلئے وکیل بنانا درست ہے (اب رہا حد کا جاری کرانا تو) اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حد کو نافذ کرانے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنا درست نہیں ہے (فتح القدیر)

فصل

تعزیر کا بیان

تعزیر[1]: ادب دینا اور سرزنش کرنا ہے یہ حد (مقررہ سزا) نہیں ہے اور تعزیر ایسے جرم سے واجب ہوتی جس کے سبب حد (شرعاً معین سزا) کا وجوب نہ ہوتا ہو (نہایہ) اور یہ دو قسموں پر ہے۔

(۱) حق اللہ کے سبب (۲) حق عبد (بندہ) کے سبب اور پہلی (وہ تعزیر جو حق اللہ کے سبب ہو) کا نافذ کرنا امام المسلمین کے لئے ضروری ہے، اور اس کا ترک کرنا جائز نہیں ہے مگر اس صورت میں جب کہ امام کو علم ہو جائے کہ اس تعزیر

[1] تعزیر: سرزنش کرنا، ادب دینا، یہ مناسب حال سزا ہے خلیفۃ المسلمین کی رائے پر موقوف ہے یہ حد (مقررہ سزا) نہیں ہے، اور پسندیدہ قول کے مطابق یہ مقررہ سزا (حد) سے بڑھنی نہیں چاہیئے، تفصیل اس فصل میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲

سے پہلے ہی جرم کا ارتکاب کرنے والا (ڈر کر) باز آگیا ہے ، اسی سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اس (تعزیر حق اللہ) کا ثابت کرنا ایسے مدعی کے ذریعہ بھی درست ہے کہ جو اس کی گواہی بھی دے کیونکہ وہ مدعی گواہ ہو جائے گا جب کہ اس کے ساتھ دوسرا گواہ ہو۔ امام المسلمین مدعی کے درجہ میں ہوگا۔ مثلاً ایک شخص دعویٰ کرے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زید نے حق اللہ کی پامالی کی ہے تعزیر ہونی چاہئے اور اس کے ساتھ ایک گواہ ہے تو امام المسلمین مدعی کے درجہ میں ہو جائے گا اور اصل مدعی ایک گواہ کے درجہ میں ۔ ان دو گواہوں سے یہ جرم ثابت کرنا جائز ہے) (النہر الفائق) فقہاء نے فرمایا ہے کہ معصیت کا ارتکاب کرنے کی حالت میں (اگر کسی کو دیکھے) تو ہر مسلمان کو حق ہے کہ وہ تعزیر کرے (سزا دے) لیکن ارتکاب معصیت کے بعد سوائے حاکم کے کسی کو حق نہیں ہے" قنیہ" کے اندر لکھا ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کو ایسی معصیت کرتے دیکھا جس سے تعزیر واجب ہوتی ہے، اور اس نے بغیر حاکم کی کی اجازت کے سزا دیدی تو حاکم کو یہ حق ہے کہ وہ سزا دینے والے کو سزا دے جب کہ اس نے معصیت سے فراغت کے بعد اس کو سزا دی ہو (معصیت کرتے ہوئے سزا دی ہے تو اس کو سزا نہ دے) (البحر الرائق)

شیخ ابو جعفر ہندوانی سے معلوم کیا گیا ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے اجنبی مرد کو دیکھا تو کیا اس کے لئے اس کا قتل کرنا جائز ہے ؟ تو فرمایا کہ اگر اس کو یہ یقین ہے کہ اس کے چیخنے سے یا ہتھیار کے علاوہ دوسری چیز سے پٹائی کرنے میں وہ زنا سے رک جائے گا تو پھر قتل کرنا درست نہیں اور اگر اس کو یقین ہے کہ وہ بغیر قتل کئے باز نہیں آئے گا تو پھر اس کے لئے قتل کرنا جائز ہے ، اور اگر بیوی نے بھی اس شخص کی اطاعت کی ہے تو پھر اس کے لئے بیوی کو قتل کرنا بھی درست ہے (نہایہ)

اور جو شخص انتہائی ظالم ہو، ڈاکو ہو ، زبردستی ٹیکس وصول کرنے والا ہو ، اسی طرح سب ظالموں اور ان کے معاونین اور ظلم کے سلسلہ میں دوڑ دھوپ کرنے والے ، ان سب کا قتل کرنا جائز ہے اور قتل کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا (النہر الفائق) تمرتاشی ، مجتبیٰ) اور مولیٰ اختیار ہے کہ وہ غلام یا باندی کو بے ادبی کرنے پر باضرورت پڑنے پر سرزنش کرے (محیط سرخسی)

اور وہ تعزیر جو بندہ کے حق کے طور پر ثابت ہوتی ہے مثلاً قذف (تہمت) جیسی چیزوں سے تو وہ دعویٰ پر موقوف ہے۔ اس لئے سوائے حاکم کے اور کسی کو نافذ کرنے کا حکم نہیں ، البتہ اگر فریقین اسی سلسلہ میں کسی کو ثالث بنالیں تو بات دیگر ہے (فتح القدیر) اور دیگر حقوق العباد کی طرح اس میں بھی بری الذمہ کرنا ، معاف کرنا ، گواہی پر گواہی ، اور قسم جاری ہو جاتی ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اور تعزیر کا ثبوت دو مرد یا دو عورتوں اور ایک مرد کی گواہی سے ہوتا ہے کیونکہ یہ حقوق العباد کی قسم میں ہے۔ (تبیین کافی) محیطین) ایک شخص نے دوسرے پر فحش گالی کا دعویٰ کیا ، یا یہ دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے مارا ہے اور کہتا ہے کہ میرے گواہ شہر میں ہیں اور مدعیٰ علیہ سے جان کا ضامن طلب کرے تو اس سے تین دن تک کے لئے جان کا ضامن لیا جائے گا ۔ اگر وہ اپنے دعویٰ پر دو گواہ یا ایک مرد دو عورتیں یا دو مردوں کی گواہی پر دو گواہ پیش کردے تو گواہوں سے سوال کئے جانے تک اس سے بھی نفس کا کفیل لیا جائے گا ، اور جب گواہوں کو عادل قرار دیدیا جائے تو اس کو تعزیر کی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

تعزیر کے طریقے تعزیر کبھی قید کے ذریعہ ہوتی ہے ، کبھی طمانچوں اور گوشمالی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ کبھی سخت کلامی سے تو کبھی زدوکوب کرکے اور کبھی اس طرح کہ قاضی اس کی طرف (غضب آلود) تیز نگاہوں سے دیکھ لیتا ہے (نہایہ)

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک خلیفہ تعزیر کے طور پر مال بھی لے سکتا ہے لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام محمدؒ اور باقی

تینوں اماموں[1] کے نزدیک یہ درست نہیں ہے (فتح القدیر) اور امام ابو یوسف رح کے قول کے مطابق تعزیر میں مال لینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کچھ مال لے کر ایک مدت تک اپنے پاس رکھ لے تاکہ وہ معصیت سے رک جائے اور توبہ کرلے، اس کے بعد حاکم اسے لوٹا دے یہ منشاء بالکل نہیں ہے کہ حاکم اپنے یا بیت المال کے لئے اس کا مال لے لے جیسا کہ بعض ظالموں کو وہم ہوا، کیونکہ بغیر سبب شرعی کے کسی کا مال کسی بھی مسلمان کے لئے لینا درست نہیں ہے (البحر الرائق)

"شافی" کے اندر ہے کہ تعزیر کے کچھ درجات ہیں (۱) شرفاء میں شریف ترین کی تعزیر: اور وہ علماء اور سادات علوی ہیں کہ صرف اظہار ہی کافی ہے مثلاً قاضی ان سے کہدے کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ ایسا کرتے ہیں تو وہ خود (اتنا کہنے پر) باز آجائے گا۔

(۲) اشراف کی تعزیر: اس زمرہ میں امراء اور زمیندار لوگ ہیں، ان کی غلطی کو ظاہر کرنا اور قاضی کے دروازہ تک کھینچ لانا اور اس سلسلہ میں ان سے کچھ تنازع ہو (تو وہ باز آجائیں گے)

(۳) اوساط کی تعزیر: اور وہ بازاری لوگ ہیں، ان کی تعزیر یہ ہے کہ ان کے فعل کا اظہار ہو اور قاضی کے پاس کھینچ کر لانا، اور کچھ قید میں رکھنا،

(۴) کمینے لوگوں کی تعزیر: مذکورہ امور کے ذریعہ ہو گی اور پٹائی بھی ہو گی، (نہایہ) اور تعزیر میں کوڑوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ انتالیس ۳۹ ہے، اور کم از کم تین کوڑے ہیں، اور ہمارے مشائخ (احناف) نے ذکر فرمایا ہے کہ کم سے کم کی مقدار امام کی رائے پر ہے جتنی مقدار میں وہ سمجھتا ہے کہ معصیت سے باز آجائے گا اتنی متعین کرلے (ہدایہ) اور قاضی کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس (تعزیر) کے سبب پر غور کرے، اگر کوئی ایسا سبب ہے کہ جس کی وجہ سے حد کا وجوب ہوتا ہے لیکن عارض کے پیش آنے کے باعث حد کا لزوم نہ ہوتا ہو تو قاضی کو یہ چاہیے کہ آخری درجہ کی تعزیر نافذ کرے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص غیر کی باندی یا غیر کی ام ولد سے کہے کہ "او زناکار" تو اس پر آخری درجہ کی تعزیر لازم ہو گی، اس لئے کہ یہاں حد کا وجوب نہیں ہو گا چونکہ جس پر تہمت لگی ہے وہ محصن[2] نہیں ہے لیکن یہ (تہمت زنا) ان چیزوں میں سے ہے کہ جس کے باعث حد قذف لازم ہوتی ہے، اور اگر (سبب تعزیر) ان چیزوں میں سے ہے کہ جس کے باعث حد کا لزوم نہیں ہوتا مثلاً کسی سے "او خبیث" کہنا تو تعزیر اس میں واجب ہو گی، اور وہ خلیفہ کی رائے پر موقوف ہو گی (محیط)

اور تعزیراً سزا مارنے کے بعد قید کرنے میں اگر مصلحت سمجھے تو اس کو قید کرنا درست ہے، (عینی شرح کنز) اور قید کی مدت بھی خلیفہ کی رائے پر موقوف ہے، (البحر الرائق) (دروں کے ذریعہ) سب سے زیادہ زور سے پٹائی تعزیر میں ہونی چاہیئے پھر (اس سے کم) حد زنا میں پھر حد شراب میں پھر حد قذف میں (ہونی چاہیئے)، اور جو حد لگائے جانے یا تعزیر کئے جانے کی وجہ سے مر گیا تو اس کا خون معاف ہے، اس کے برخلاف اگر شوہر نے اپنی بیوی کو بناؤ سنگار چھوڑنے یا بستر پر بلانے کی وقت

---

[1] یعنی امام مالک، امام شافعی، امام احمد ابن حنبل ۱۲۔ [2] احصان (محصن ہونے) کی پانچ شرطیں، آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان، اور پاکدامن ہونا، اس مثال میں وہ باندی ہے، آزاد نہیں ہے۔ ۱۲

نہ آنے یا نماز چھوڑنے کی وجہ سے یا (بغیر اجازت) گھر سے باہر نکلنے کی وجہ سے تعزیر کی (سزا دی) جس کے باعث بیوی کا مرگئی تو شوہر پر ضمان آئے گا (النہر الفائق)، اور تعزیر کے اندر کھڑا کر کے کپڑوں سمیت درے مارے جائیں گے البتہ پوستین، کوٹ وغیرہ (زائد کپڑے) اتار لئے جائیں اس میں کھینچا اور گھسیٹا بھی نہ جائے، اور سوائے سر اور شرمگاہ کے جسم کے مختلف حصوں پر درے مارے جائیں، یہ امام ابو حنیفہؒ کا فرمان ہے (فتاوی قاضی خان)، اور یہی "اصل" کی حدود میں مذکور ہے لیکن "اصل" کی کتاب الاشربہ میں یہ ذکر ہے کہ تعزیر میں پٹائی ایک حصۂ جسم پر ہونی چاہیئے، درحقیقت اس مسئلہ میں روایت کا اختلاف نہیں ہے، بلکہ موضوع (جس سے مسئلہ کا تعلق ہے) کے بدل جانے کی وجہ سے حکم مختلف ہوگیا ہے، اول (مختلف اعضاء پر مارنے کا) تعلق اس سے ہے جب کہ تعزیر انتہا درجہ کی (انتالیس کوڑے) لگانی ہو اور دوسری (ایک حصہ پر مارنا) کا تعلق اس سے ہے جب اس درجہ کی نہ ہو (التبیین)

تعزیر کا ضابطہ تعزیر کے لازم ہونے کے سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص کہ جو منکر گناہ جو شرعاً ممنوع ہو) کا ارتکاب کرے یا ناحق اپنے قول یا فعل سے کسی کو تکلیف پہنچائے تو اس پر تعزیر (سزا) واجب ہے لیکن اگر اس کی بات میں جھوٹ بالکل ہی ظاہر ہو مثلاً (کسی انسان کو کہا) او کتے، او سور، وغیرہ تو پھر تعزیر کا وجوب نہ ہوگا، (شرح الطحاوی) اور یہی قول درست ہے (فتاوی قاضی خان)، اور بعض کا قول ہے کہ جس کو برا لفظ بولا ہے اگر وہ اشراف میں سے ہے مثلاً فقہاء یا سادات علوی (حضرت علیؓ کی اولاد) میں سے ہے تو تعزیر کی جائے گی، اور اگر عوام میں سے ہے تو تعزیر نہ کی جائے گی یہ قول بہتر ہے (ہدایہ)

اور اگر کسی نے مسلمان کو (بطور تہمت) کہا "اے فاسق" حالانکہ وہ فاسق نہیں ہے یا کہا "اے فاسق کے بیٹے" یا "اے کافر" یا "اے یہودی" یا "اے عیسائی" یا "اے عیسائی کے بچے" یا "اے خبیث" یا "اے چور"، کہا حالانکہ وہ چور نہیں ہے" یا "اے فاجر" یا "اے منافق" یا "اے لواطت کرنے والے" یا "اے قوم لوط کا سا عمل کرنے والے" یا "اے بچوں سے دل لگی کرنے والے" یا "اے سود خور" یا "اے شراب پینے والے" یا "اے دیوثؔ[1]" یا "اے مخنث" یا "اے خیانت کرنے والے" یا "اے فاحشہ کے بیٹے" یا "اے بددین" یا "اے قرطباق (بے غیرت)" یا "اے زانیوں کی پناہ گاہ" یا "اے چوروں کی پناہ گاہ" کہا تو (ان کلمات کے کہنے والے کو) سزا دی جائے گی۔ اور اگر (کسی کو) کہا کہ "اے بکرے" یا "اے سانپ" یا "اے بھیڑیئے" یا "اے حجام" یا "اے بغا[2]" (اے لواطت کے عادی .... یا اے بیوی کو کرایہ پر اٹھانے والا" یا "اے حرام کی اولاد" یا "اے عیار" یا "اے ناکس (اوندھا کرنے والے) یا "اے منکوس؟ (اوندھے گرے ہوئے)" یا "اے مسخرہ" یا "اے کشخان (دیوث) یا "اے ضحکہ (جسے دیکھ کر لوگ ہنسیں)" یا "اے موسوس (وسوسہ میں ڈالنے والے) یا "اے مُوَسوس کے بیٹے حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے یا "اے دیہاتی حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے یا "اے اپاہج" کہا تو (ان سب صورتوں میں کہنے والے پر) تعزیر نافذ نہ ہوگی (کافی)

اور اگر کسی کو کہا کہ اے فاجرہ کے بیٹے یا فاسقہ عورت کے بیٹے تو (کہنے والے پر) تعزیر واجب ہوگی چونکہ اس نے ایک قسم کا عیب لگایا (غایۃ البیان)

---

[1] دیوث: اپنی بیوی سے حرام کاری کرانے والا اور قرطبان کا بھی یہی مفہوم ہے یعنی بھڑوا، بے غیرت،

[2] بغا: جو لواطت کرنے کا عادی ہو۔

اور اگر کوئی فاسق سے کہے کہ اے فاسق یا شراب نوش سے کہے کہ اے شراب پینے والے، یا ظالم سے کہا کہ اے ظلم کرنے والے تو اس صورت میں کچھ واجب نہ ہوگا، کوئی آدمی نیک اور شریف آدمی سے کہے کہ اے چور یا اے مشرک یا یوں کہے کہ اے کافر، تو اس کو تعزیر کی جائے گی (غایۃ البیان) اور اگر کہا کہ اے پلید تو اس کو تعزیر کی جائے گی (واقعات) اور اگر کہا کہ "اے کمینہ" تب بھی تعزیر کا نفاذ ہوگا (الجوہرۃ النیرۃ) اور اگر دوسرے سے کہا کہ اے بے نمازی تو تعزیر ہوگی (سراجیہ)

اور اگر کسی نے نیک آدمی کو کہا کہ اے سفیہ (نادان)، تو تعزیر کی جائے گی (تمرتاشی) کسی نے نیک آدمی سے کہا کہ اے معفوج[1] یا کہا کہ اے قرطبان کے بیٹے، تو ناطفی کا بیان ہے کہ اس کو تعزیر کی جائے گی اور اگر کہا کہ اے بندر، یا ... یا اے جلاد، اے جواری۔ تو ان تمام صورتوں میں تعزیر واجب نہ ہوگی (فتاویٰ قاضی خاں)

صدر الشہید کا فرمان ہے کہ "اے جواری" کہنے پر تعزیر واجب ہوگی (خلاصہ) اور اگر کہا کہ اے معفوج تو اس کو تعزیر کی جائے گی اور حد واجب نہ ہوگی، امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا یہی فرمان ہے البتہ اگر معفوج السبیل (اضافت کے ساتھ) تو حد قذف واجب ہوگی) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وہ کسی حال میں تہمت لگانے والا شمار نہ ہوگا، لیکن اس پر تعزیر واجب ہوگی چونکہ اس نے ایک قسم کا عیب لگایا، (ظہیریہ)

اور اگر کہا کہ اے ابلہ (احمق) یا کہا کہ اے لاشی (بے وجود) یا اے ستور کہا، تو اس پر کسی شئی کا وجوب نہ ہوگا اور اگر کہا اے قذر (گندے)، تو اس صورت میں تعزیر واجب ہوگی (فتاویٰ کبریٰ) اگر کوئی کسی واقعہ کے سلسلہ میں علماء سے فتویٰ حاصل کرے اور اپنے مد مقابل کے سامنے پیش کرے اور وہ کہتا ہے کہ میں اس پر عمل نہ کروں گا یا یوں کہے کہ مسئلہ یوں نہیں ہے جیسا کہ علماء نے فتویٰ دیا، حالانکہ وہ خود جاہل ہے تو اگر اس نے اہل علم کا تذکرہ حقارت کے ساتھ کیا ہے تو اس پر تعزیر کا وجوب ہوگا۔ اور اگر کسی پہ ڈھال کر تہمت زنا لگائی، تو اس پر تعزیر واجب ہوگی، (الحاوی القدسی)

انسان کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب اس سے کوئی ایسی بات کہی جائے جو حد اور تعزیر کو (کہنے والے پر) لازم کرتی ہو تو اس کا جواب نہ دے، فقہائے نے فرمایا کہ اگر کوئی (دوسرے سے) کہے کہ "اے خبیث" تو بہتر یہ ہے کہ (وہ شخص کہ جس سے کہا ہے) باز رہے اور اگر اس کی تادیب و سرزنش کے لئے قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کر دیا تو درست ہے، اور اگر اس کو یہ جواب دیدیا (کہ میں نہیں) بلکہ تو ہی (خبیث) ہے تو کوئی مضائقہ نہیں (البحر الرائق) ہمارے اصحاب (احناف) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مختلف طرح کے فسق و فجور اور فساد کا عادی ہو جائے، تو اس پر اس کا مکان منہدم کر دیا جائے گا، (سراجیہ)

فخر الاسلامؒ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی مسجد کے دروازوں کی چوری کا عادی ہو جائے تو اس کو خوب شدید تعزیر کی جائے، اور توبہ کرنے تک اس کو قید میں ڈالدیا جائے (البحر الرائق) تعزیر کے اسباب میں سے، جھوٹے خطوط و چیک اور جھوٹی دستاویز وغیرہ بھی ہیں، اور شریعت کے احکام کا مذاق اڑانا بھی اسی میں شمار ہے۔ اور ان چیزوں میں سے جو تعزیر کو واجب کرتی ہیں وہ بھی شامل ہیں۔ جن کو ابن رستم نے ذکر کیا ہے کہ برذون (گھوڑے) کی دم (جڑ سے) کاٹ دے یا اپنی باندی کے بالوں کو مونڈ دے (تو تعزیر واجب ہے) اور ان میں سے بادشاہ کا کسی مسلمان کے ناحق قتل پر دوسرے کو مجبور کرنا اور اس کے قتل نہ کرنے

[1] معفوج: بدفعلی کرانے والا۔ ۱۲

پر خود اس کو قتل کی دھمکی دینا بھی ہے، اس کے بعد اگر اس (مجبور کئے گئے شخص نے قتل کر دیا تو بادشاہ پر قصاص (خون کا بدلہ) اور قاتل پر تعزیر واجب ہوگی یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا فرمان ہے اور اسباب تعزیر میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی دوسرے کو زنا کر لینے پر مجبور کرے) تو مجبور کرنے والے پر تعزیر واجب ہوگی اور اسباب تعزیر میں سے زہد بائےزہ بھی ہے (تاتارخانیہ) اور اگر کسی نے چوپایہ سے بدفعلی کی یا شبہ کے باعث ہمبستری کر لی یا کسی مسلمان کے تھپڑ مار دیا یا نمازوں میں ننگے سر پھرتا ہے تو اس کو تعزیر کی جائے گی (سراجیہ) اور تعزیر کئے جانے کے بعد تعزیر کے گواہ غلام یا کافر نکلے اور وہ شخص بسبب تعزیر کے مرگیا ہے یا دروں نے اسے زخمی کر دیا ہو، یا گواہی کے بعد گواہ رجوع کر لیں تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ضمان واجب نہ ہوگا اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کی رائے اس سے مختلف ہے (محیط سرخسی) قنیہ میں ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اے فاسق پھر اس کا فسق گواہوں سے ثابت کرنا چاہا تاکہ اس سے تعزیر دور ہو جائے (سزا نہ پائے) تو اس کے گواہ نہیں سنے جائیں گے، اور اگر ضمنی طور پر اس کا فسق ثابت کرنا چاہا تو نزاع کرنا درست نہ ہو مثلاً گواہوں کہ مجبور ہے قرار دیتا جیسا کہ کہے ... کہ میں نے اس کو اتنی رشوت دی ہے تو اس پر اس کا لوٹانا لازم ہے تو اس کی گواہی قبول ہوگی اسی طرح یہاں ہوگا، یہ اس وقت ہے جب کہ گواہ بغیر تفصیل بتائے اس کے فسق کی گواہی دیں اور اگر تفصیل میں ایسی بات ظاہر کریں جو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے حق کے ثبوت سے متعلق ہو تو ایسی گواہی قبول کی جائے گی، مثلاً کسی نے دوسرے سے کہا کہ اے فاسق دوسرے نے قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کیا ہے (اور فاسق کہنے والا) یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اجنبی عورت کا بوسہ لیتے ہوئے یا چمٹتے ہوئے یا اس کے ساتھ تنہائی میں دیکھا ہے یا دیگر فسق کی بات بتاتے پھر دو شخص پیش کرے وہ دونوں گواہی دیں کہ ہم نے یہ فعل کرتے ہوئے اس کو دیکھا ہے، تو یہ گواہی یقیناً قبول کی جائے گی اور کہنے والے سے تعزیر ساقط کر دی جائے گی (البحرالرائق)

کوئی اگر دوسرے پر ایسا دعویٰ کرے جس سے کفر لازم آتا ہو اور مدعی اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے تو مدعی پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا بشرطیکہ یہ کلام اس کی جانب سے حاکم شرع کے سامنے دعویٰ کے طور پر ہو، اور اگر اس سے یہ کلام بدگوئی یا تنقیص (کمی ظاہر کرنا) کے طور پر ہے تو پھر اس کے مناسب حال سزا دی جائے گی، (النہر الفائق منقول عن السراجیہ) اگر کوئی حنفی المذہب شخص شافعی مذہب اختیار کرے تو اس پر تعزیر[ع] ہوگی (جواہر الاخلاطی)، کسی نے دوسرے کی ناحق پٹائی کی پھر دوسرے (مضروب) نے اس کو بھی مارا تو دونوں کو تعزیر کی جائے گی، اور ان میں سے جس نے پہلے مارا تھا اس کو پہلے سزا دی جائے گی (البحرالرائق) اور جو شخص شراب پینے والوں کی مجلس میں جائے اس کو بھی تعزیر کی جائے گی، اور شراب نوشوں کی طرح جو اکٹھے ہوں اور ان پر شراب نوشی کا شبہ ہو اگرچہ انہوں نے نہ پی ہو تب بھی تعزیر کی جائے گی، اور جس کے پاس شراب کا ساغر ہو، اس پر بھی تعزیر ہوگی اور اسے قید کر دیا جائے گا اور جو مسلمان شراب فروخت کرتا ہو یا سود خور ہو تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی اور قید بھی کیا جائے گا، اسی طرح گانے بجانے والے اور مخنث (زنخا) اور نوحہ[ع] کرنے والی پر تعزیر کی جائے گی اور ان کے توبہ کرنے تک ان کو قید میں رکھا جائے گا (النہر الفائق) "خانیہ" کے اندر مذکور ہے کہ مقیم (گھر پر رہنے والا) قصداً اگر ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے تو اس کی تعزیر کی جائے گی اور اگر دوبارہ روزہ نہ رکھنے کا اندیشہ ہو تو اسے قید کیا

ع یعنی بشرطیکہ اس کا یہ مسلک تبدیل کرنا شرعاً کسی اچھی غرض کے لئے نہ ہو (کما فی التتارخانیہ) ع کسی کے مرنے پر اجرت لے کر رونے والی عورت۔ ۱۲

جائے گا (تاتار خانیہ) کسی نے اگر اجنبی آزاد عورت یا باندی کا بوسہ لیا یا اس سے معانقہ کیا یا شہوت سے چھو لیا تو تعزیر کا نفاذ ہوگا۔ اسی طرح اگر اس کے ساتھ شرمگاہ کے علاوہ دوسرے حصہ (ران وغیرہ) میں صحبت کرے تو تعزیر کی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)۔ اگر کسی عورت نے اپنے اوپر بندر کو قابو دیا (صحبت کرائی) تو اس کا حکم اس مرد کی طرح ہوگا کہ جس نے چوپایہ کے ساتھ صحبت کی ہو (الجوہرۃ النیرۃ فی باب حد الزنا) اور جس پر قتل، چوری، اور لوگوں کو زدوکوب کرنے کا الزام ہو تو اسے قید میں رکھا جائے گا، اور تا وقتیکہ وہ کھلم کھلا توبہ نہ کرے اس کو برابر جیل میں رکھا جائے گا (فتاویٰ قاضی خان) شیخ علی بن احمد سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ جو کسی پر دعویٰ کرے لیکن مدعیٰ علیہ اس کو نہ ملے اور بغیر کسی ضمانت کے وہ مدعی کا ناحق اس کے اہل وعیال کو ظالموں کے حوالہ کر دے اور وہ ظالم لوگ ان کو قید کر کے جیل میں بند کر دیں اور ان کی سخت پٹائی کریں اور ناحق ان کا بہت سا مال چھین لیں، اس کے بعد (وہ اہل وعیال) صحیح طور پر قاضی کے سامنے ان باتوں کو ثابت کر دیں تو کیا ایسا کرنے والے پر تعزیر واجب ہوگی تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، اس کو تعزیر کی جائے گی (تاتارخانیہ منقول عن الیتیمۃ) ایک شخص نے کسی کی بیوی یا اس کی نابالغ لڑکی کو دھوکہ دے کر گھر سے نکالا اور دوسرے سے اس کی شادی کر دی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ میں اس کو اس عورت کے واپس کرنے تک یا اس کے مرنے تک برابر قید میں رکھوں گا (فتاویٰ کبریٰ) کسی نے اپنے نابالغ بچہ کو شراب پلائی تو اس شخص پر تعزیر نافذ ہوگی (تاتارخانیہ) مشت زنی[1] کرنا حرام ہے، اور اگر کسی نے اپنی بیوی یا اپنی باندی کو اپنے ذکر (عضو مخصوص) سے کھیلنے کا موقعہ دیا اور اس کی منی خارج ہو گئی۔ تو یہ مکروہ ہے، اور اس پر کچھ واجب نہیں (السراج الوہاج) شیخ ابو نصر دبوسی نے اس شخص کے بارہ میں فرمایا جو اپنے غلام کا ہاتھ کاٹ دے یا اسے قتل کر دے کہ اس پر تعزیر واجب ہوگی، (حاوی)

کوئی غلام اپنے آقا سے اپنے متعلق فروخت کرنے کا مطالبہ کرے اور غلام کو آقا کے حسن معاشرت اور اچھی طرح رکھنے کا بھی اعتراف ہے تو غلام کو سزا دی جائے گی چونکہ وہ (اس بیع کے مطالبہ میں) حق سے گریز کرنے والا اور سرکش ہے (فتاویٰ کبریٰ) تمت بالخیر

واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ تم الجزء الخامس عشر[15] ویتلوہ کتاب السرقۃ

[1] ہاتھ کے ذریعہ منی خارج کرنا ۱۲۔

فہرست مضامین

زندگی کے ہر موڑ پر آپ کا مددگار

صرف ایک خط لکھکر اس پروگرام میں حصہ لیجئے

فتاویٰ عالمگیری اُردو جدید

دین و دنیا کے تمام مراحل میں آپکا معاون

اسلامی دستور فقہ حنفی کا عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا "فتاوی عالمگیری" دنیائے احناف میں محتاج تعارف نہیں یہ وہی بے نظیر و لاجواب کتاب ہے جسے شہنشاہ اورنگزیبؒ نے فقہ میں غیر معمولی دسترس اور کامل درک و عبور رکھنے والے پانچ سو علماء سے اس دور کی مایۂ ناز عبقری شخصیت اور کامل الفہم وجید الاستعداد عالم حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب دہلویؒ (والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ) اور ملا نظام الدین جونپوری کی نگرانی میں فقہ کی بے شمار کتابوں کی فراہمی کر کے ایک ایک جزیہ نکالا اور تیس لاکھ روپے کی غیر معمولی رقم کے صرفہ سے عربی زبان میں مرتب کرایا تھا۔ جس سے ایک ایسی کتاب تیار ہو گئی کہ اس نے ہزاروں کتابوں سے بے نیاز کر دیا چونکہ اصل کتاب عربی میں ہے جس سے صرف طبقہ علماء ہی مستفید ہو سکتا تھا اور عوام اس سے محروم تھے اسلئے اسکی شدید ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس عظیم ذخیرۂ علمی کو ایک اعلیٰ ترین علمی مجلس کی نگرانی میں سلیس بامحاورہ اور شگفتہ اردو زبان میں نئی ترتیب و رنئے ڈھنگ سے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ عام اردو داں طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔

چند اہم خصوصیات

فقہ اسلامی کا مستند و معتبر مجموعہ اسلامی زندگی کا مرقع • عبادت معاشرت معاملات اور زندگی کے تمام مسائل کا انسائیکلوپیڈیا • مسلم پرسنل لاء سے متعلق ایک قانونی دستاویز اور ایک تاریخی ماخذ • قرآن و سنت کا نچوڑ اور فقہ اسلامی کے ہزار سالہ ذخیرہ کا عطر • ہندو پاک اور بنگلہ دیش کے تمام دینی اداروں کے نزدیک قابل استفادہ اور معتبر فقہی مجموعہ • جدید مسائل اور نئے تقاضوں کے پیش نظر بالکل تازہ فٹ نوٹس اور مفید ضمیمے

طریقۂ اشاعت

فتاوی عالمگیری کی ضخامت کئی ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جسکو عام لوگوں کی سہولت کے پیش نظر قسطوں میں شائع کیا جا رہا ہے۔ قیمت فی جز آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ محصول ڈاک و پیکنگ خرچ تقریباً ڈھائی روپے مستقل ممبران کیلئے محصول و پیکنگ خرچ ہمیشہ کیلئے بذمہ ادارہ۔ صرف ایک خط لکھ کر مستقل ممبر بنئے اور اس رعایت سے فائدہ اٹھائیے۔ ممبران کی خدمت میں ہر ماہ فی جز آٹھ روپے کی وی پی سے روانہ کیا جائیگا

جلد ۱ جز ۱ تا ۵ کتاب الطہارت تا کتاب الحج قیمت مجلد ۴۰ روپے جلد ۲ جز ۶ تا ۱۱ کتاب النکاح تا کتاب الطلاق قیمت مجلد ۵۰ روپے

اہم گذارش قارئین کرام سے ہماری گذارش ہے کہ اس علمی اور دینی کتاب کے ضرور ممبر بنئے نیز اپنے اعزہ و اقارب کو بھی ممبر بنائیں کہ ایسی علمی چیز کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ اعانت وقت کا اہم تقاضا ہے اس بے دینی کے دور میں ہر مسلم گھرانے میں اس کتاب کا رہنا بہت ضروری ہے۔

SHAMS Publishers Deoband-247554